تحفۂ خواتین

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ

ادارۂ اسلامیات

Marfat.com

DATA ENTRY

نظرثانی شدہ جدید ایڈیشن مع انڈکس

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی شَانُہٗ

تحفۂ خواتین

خواتینِ اسلام سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں

تالیف

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

جس میں اسلامی عقائد، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج کے مفصل احکام مذکور ہیں ذکر و تلاوت اور دعا کے فضائل دعا کے آداب اور مختلف مواقع کی دعائیں درج ہیں نکاح، طلاق، خلع، عدت وغیرہ کے مسائل تفصیل سے لکھے ہیں اولاد کی دینی تعلیم و تربیت کی اہمیت، اسلامی معاشرہ کی تفصیل اور اس کی ضرورت بتائی گئی ہے اسلامی آداب، اسلامی اخلاق کی تشریح کرتے ہوئے غیر اسلامی معاشرہ پر بھرپور تبصرہ کیا گیا ہے۔ آخر میں توبہ کا طریقہ اور زندگی گذارنے کا دستور العمل لکھ دیا گیا ہے خواتین کی دینی زندگی بنانے کے لیے بہت جامع کتاب ہے جو سینکڑوں احادیث شریفہ کی روشنی میں لکھی گئی ہے

ادارہ اسلامیات
لاہور۔ کراچی
پاکستان

Marfat.com

۲۹۷٫۳۲۱
ع ۱۷ ت
95916
۲

نام کتاب

تحفۂ خواتین (جدید ایڈیشن)

تالیف

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اشاعت اول

رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ — ستمبر ۲۰۰۷ء

نظر ثانی شدہ جدید اشاعت

جمادی الاوّل ۱۴۲۹ھ — مئی ۲۰۰۸ء

ادارۂ اسلامیات

پبلشرز، بک سیلرز، ایکسپورٹرز

۱۴-دینا ناتھ مینشن، مال روڈ، لاہور فون ۷۳۲۴۳۱۴ فیکس ۹۲-۴۲-۷۳۱۲۷۸۵+

۱۹۰- انارکلی، لاہور- پاکستان.....فون ۷۲۴۳۹۹۱-۷۳۵۳۲۵۵

مومن روڈ، چوک اردو بازار، کراچی-پاکستان.... فون ۲۷۲۲۴۰۱

ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف، جامعہ دار العلوم، کورنگی، کراچی نمبر ۱۴

مکتبہ دار العلوم، جامعہ دار العلوم، کورنگی، کراچی نمبر ۱۴

ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، چوک لسبیلہ، کراچی

دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی نمبر ۱

بیت القرآن، اردو بازار، کراچی نمبر ۱

بیت العلوم، ناظم روڈ، لاہور

Marfat.com

تحفہ خواتین

فہرست مضامین

خواتین اسلام سے آنحضرت ﷺ کی باتیں

حصہ اوّل

صلی اللہ علیہ وسلم

پیش لفظ از مولانا محمد تقی عثمانی ۱۹
مؤلف کی گزارش ۲۱
کتاب الایمان والعقائد ۲۶
ایمان وعقائد کا بیان ۲۶
حدیث جبرئیل اور اس کی تشریح ۲۷
ارکانِ اسلام ۲۸
اسلام کے بنیادی عقائد ۲۸
احسان کیا ہے؟ ۲۹
قیامت کی چند نشانیاں ۲۹
عمارتوں پر فخر کرنے کا رواج ۲۹
گونگے بہرے ننگے بادشاہ ۳۰
دین اسلام کے علاوہ کوئی دین اللہ کے نزدیک مقبول نہیں ۳۰
ایمان کی حلاوت اور اس کے اہم تقاضے ۳۲
قیامت اور تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے ۳۳
مشرکوں کی بخشش نہ ہوگی ۳۵
ایمان کا بہت بڑا اور اہم تقاضا سب کی خیر خواہی کرنا ہے ۳۷
کامل ایمان کی پہچان ۳۹
شریعت طبیعت بن جائے ۴۰
قبر کا عذاب اور آرام وراحت حق ہے ۴۱
قبر میں سوال ۴۲
عذاب قبر کے دو سبب ۴۳
انسان اور جنات کو قبر کے حالات کیوں نہیں دکھائے جاتے؟ ۴۴
اسلامی عقیدوں کا تفصیلی بیان ۴۵
بہت ضروری تنبیہ ۵۱
اسلام کے پانچ ارکان کا تفصیلی بیان ۵۲
اسلام کامل ومکمل دین ہے اس میں کمی بیشی کی گنجائش نہیں ۵۴
حدود اللہ سے آگے بڑھنے کی چند مثالیں ۵۷
کتاب الغسل والوضوء ۶۲
وضو، غسل اور تیمم کا بیان ۶۲
طہارت بغیر، نماز قبول نہیں ہوتی ۶۲
وضو کے چار فرض ۶۲
وضو کی سنتیں ۶۲
وضو کے مستحبات ۶۳
مکروہات وضو ۶۳
غسل کا مسنون طریقہ ۶۴
فرائض غسل ۶۴
غسل کی سنتیں اور مکروہات ۶۴
وضو کے ضروری مسائل ۶۴
غسل کے ضروری مسائل ۶۵
موزوں پر مسح کرنا ۶۶
وضو اور غسل کی جگہ تیمم کرنا ۶۷
تیمم کا طریقہ ۶۸
نواقض تیمم ۶۹
نجاست کی قسمیں ۶۹
نجاست حکمی ونجاست حقیقی ۶۹
نجاست غلیظہ ۶۹
نجاست خفیفہ ۷۰
نجاست غلیظہ وخفیفہ کس قدر معاف ہے ۷۰
جھوٹے پانی کا بیان ۷۰
استنجا کے مسائل ۷۱
کنویں کے مسائل ۷۲
پانی کے ضروری مسائل ۷۲
متفرق مسائل ۷۳
مختلف چیزوں کے پاک کرنے کے طریقے ۷۵

Marfat.com

کتاب الصلوٰۃ

نماز کی فرضیت اور اہمیت ۷۷
فرائض اسلام میں نماز کا مقام ۷۷
آخرت کی کامیابی سب سے بڑی کامیابی ہے ۷۸
ایک نماز کی قیمت کس قدر ہے ۷۹
نمازی کا سارا جسم عبادت میں لگ جاتا ہے ۷۹
بے وقت کر کے نماز پڑھنا منافق کی نماز ہے ۷۹
عورتوں کو نماز کی خصوصی تاکید ۷۹
بے نمازی کا حشر ۸۰
دکھ سکھ، سفر حضر، حرج مرض، ہر حال میں نماز کا اہتمام فرض ہے ۸۱
شادی کے موقع پر عورتوں کی نماز سے غفلت ۸۱
نماز میں خشوع وخضوع کی اہمیت ۸۳
ہر وہ چیز مکروہ ہے جس سے نماز میں دل بٹے ۸۳
خشوع کا سب سے بڑا مرتبہ کیا ہے؟ ۸۳
نماز میں کنکریاں چھونے کی ممانعت ۸۴
منافق کی نماز ۸۴
نماز پڑھنے والوں کے ثواب میں کمی بیشی ۸۴
رکوع وسجدہ پورا نہ کرنا نماز کی چوری ہے ۸۵
بعض نمازیوں کے لئے نماز کی بددعا ۸۵
پانچ نمازوں کی فرضیت اور ان کے اوقات ۸۶
اوقات نماز پنجگانہ ۸۶
فرائض نماز ۸۷
واجبات نماز ۸۷
مفسدات نماز ۸۷
نماز کی سنتیں ۸۸
نماز کے مستحبات ۸۸
مکروہات نماز ۸۸
پنج وقتہ نمازوں کی رکعتیں اور سنتیں ۸۸
اذکار نماز مع ترجمہ ۹۰
نماز پڑھنے کا طریقہ ۹۳
چند ضروری مسائل ۹۵
عورتوں کے لئے بہت ضروری مسئلہ ۹۵
فرض نماز کے بعد ذکر اور دعا ۹۶
تسبیحات فاطمہؓ ۹۹
فقراء ومہاجرین کا ایک واقعہ ۹۹
نمازِ فجر اور نماز مغرب کے بعد پڑھنے کیلئے ۱۰۰
وتر کی نماز ۱۰۰
سنن مؤکدہ کا اہتمام کرنا بھی ضروری ہے ۱۰۱
حضرت ام حبیبہؓ کی ایک روایت جس میں سنن مؤکدہ کا ذکر ہے ۱۰۱
غیر مؤکدہ سنتیں اور نوافل ۱۰۲
چاشت، اشراق اور دیگر نفل نمازوں کا ثواب ۱۰۴
چاشت کی نماز ۱۰۴
اشراق کی نماز ۱۰۵
نماز تہجد کی اہمیت اور فضیلت ۱۰۶
دنیا میں کپڑے پہننے والی اور آخرت میں ننگی عورتیں ۱۰۷
تحیۃ الوضو کی فضیلت ۱۰۸
صلوٰۃ التسبیح ۱۰۹
مسائل متعلقہ صلوٰۃ التسبیح ۱۱۰
نفلی عبادات میں میانہ روی کا حکم ۱۱۱
اعتکاف کا ایک واقعہ اور اخلاص کے بارے میں تنبیہ ۱۱۶
سفر میں نماز پڑھنے کے احکام ۱۱۷
مریض کی نماز کا بیان ۱۲۰
سجدۂ سہو کا بیان ۱۲۲
سجدۂ سہو کا طریقہ ۱۲۵
سجدۂ تلاوت کا بیان ۱۲۷
نماز جنازہ ۱۲۹
عورتوں کو گھر میں نماز پڑھنے کا حکم ۱۳۰
مساجد میں عورتوں کے جانے کی ممانعت ۱۳۲
حضرت عائشہؓ کا ارشاد ۱۳۳

کتاب الزکوٰۃ والصدقات والانفاق فی وجوہِ الخیر

زکوٰۃ وصدقات کے فضائل ومسائل ۱۳۴
عورتوں کو زکوٰۃ وصدقہ کا خصوصی حکم ۱۳۴
زکوٰۃ کس پر فرض ہے؟ ۱۳۴
صاحب نصاب کو زکوٰۃ دینا ۱۳۵
زکوٰۃ کے بارے میں قمری سال معتبر ہے ۱۳۵
کتنی زکوٰۃ ادا کرے ۱۳۵
زیور کی زکوٰۃ نہ دینے پر وعید ۱۳۶
نفلی صدقہ کی فضیلت ۱۳۷
مال کے بارے میں آنحضرت ﷺ کی تین نصیحتیں ۱۳۷
عید کے موقع پر صحابی عورتوں کا زیوروں سے صدقہ کرنا ۱۳۹
ماں باپ کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم ۱۴۰

Marfat.com

اپنی اولاد پر خرچ کرنے کا ثواب ۱۴۲
حضرت عائشہؓ نے ایک کھجور صدقہ میں دے دی ۱۴۳
لڑکیوں کی پرورش کی فضیلت ۱۴۳
رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کی فضیلت ۱۴۴
عزیزوں پر خرچ کرنا دوہرا ثواب ہے ۱۴۵
حضرت زینبؓ دستکاری کے ذریعہ پیسہ حاصل کر کے صدقہ کرتی تھیں ۱۴۶
شوہر کو کمانے کا اور بیوی کو خرچ کرنے کا ثواب ۱۴۸
سائل کو ضرور دینا چاہئے ۱۵۰
صدقہ سے آنے والی مصیبت رک جاتی ہے ۱۵۰
صدقۂ جاریہ کا ثواب ۱۵۱
پڑوسیوں کو لینے دینے کی فضیلت ۱۵۲
کسی کا ہدیہ حقیر نہ جانو ۱۵۳
ہدیہ دینے میں کون سے پڑوسی کو زیادہ ترجیح ہے ۱۵۴
صدقۃ الفطر کے احکام ۱۵۴
صدقۃ الفطر کس پر واجب ہے ۱۵۴
صدقۂ فطر کے فائدے ۱۵۵
کس کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کیا جائے ۱۵۵
صدقۂ فطر میں کیا دیا جائے ۱۵۵
صدقۂ فطر کی ادائیگی کا وقت ۱۵۶
نابالغ کے مال سے صدقۂ فطر ۱۵۶
جس نے روزہ رکھا اس پر بھی صدقۂ فطر واجب ہے ۱۵۶
صدقۂ فطر میں نقد قیمت یا آٹا وغیرہ کا حکم ۱۵۶
صدقۂ فطر کی ادائیگی میں کچھ تفصیل ۱۵۷
صدقہ صاحب نصاب کو دینا جائز نہیں ۱۵۷
رشتہ داروں کو صدقۂ فطر دینے میں تفصیل ۱۵۷
رشتہ داروں کو دینے سے دوہرا ثواب ہوتا ہے ۱۵۷
نوکروں کو صدقۂ فطر دینا ۱۵۷
بالغ عورت اگر صاحب نصاب ہو ۱۵۷

عید الاضحی اور قربانی

فضائل و مسائل

قربانی کی فضیلت ۱۵۷
قربانی کی ابتداء ۱۵۸
قربانی کی اہمیت ۱۵۹
قربانی کس پر واجب ہے؟ ۱۶۰
قربانی کے جانور اور ان کے مسائل ۱۶۰
کیسے جانور کی قربانی درست ہے؟ ۱۶۱
قربانی کا وقت ۱۶۲
قربانی کی منت اور وصیت ۱۶۳
غائب کی طرف سے قربانی ۱۶۳
قربانی کے گوشت اور کھال کا مصرف ۱۶۳
ایام عید کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے لئے ہیں ۱۶۵
عید کو گناہوں سے ملوث نہ کریں ۱۶۶
عشرہ ذی الحجہ میں اعمال صالحہ کی فضیلت ۱۶۶
نویں تاریخ کا روزہ ۱۶۷
قربانی کے متفرق مسائل ۱۶۷
تکبیر تشریق ۱۶۸
شب عید کی عبادت ۱۶۸
بال اور ناخن کا مسئلہ ۱۶۸

کتاب الصیام و فضائل رمضان

برکات رمضان ۱۶۹
روزے کی حفاظت ۱۷۱
روزہ اور صحت ۱۷۲
روزہ کی فضیلت ۱۷۲
روزہ کا ایک خاص وصف ۱۷۳
روزہ داروں کے لئے جنت کا ایک خاص دروازہ ۱۷۳
روزہ دار کو دو خوشیاں ۱۷۴
رمضان اور قرآن ۱۷۴
رمضان میں صیام اور قیام ۱۷۵
تراویح ۱۷۵
رمضان آخرت کی کمائی کا مہینہ ۱۷۶
رمضان اور تہجد ۱۷۷
رمضان اور سخاوت ۱۷۷
روزہ افطار کرانا ۱۷۸
روزہ میں بھول کر کھا پی لینا ۱۷۸
سحری کھانا ۱۷۸
افطار میں جلدی کرنا ۱۷۸
کھجور اور پانی سے افطار ۱۷۹
روزہ جسم کی زکوٰۃ ہے ۱۷۹
سردی میں روزہ ۱۷۹
جنابت روزہ کے منافی نہیں ۱۷۹
روزہ میں مسواک ۱۷۹
روزہ میں سرمہ ۱۷۹
رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کا خاص اہتمام کیا جائے ۱۷۹

Marfat.com

شب قدر اور اس کی دعا ۱۸۰
شب قدر کی فضیلت ۱۸۰
دعائیں ۱۸۱
شب قدر کی تاریخیں ۱۸۲
لڑائی جھگڑے کا اثر ۱۸۲
شب قدر کی تعیین نہ کرنے میں مصالح ۱۸۲
رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف ۱۸۳
آخری رات میں بخششیں ۱۸۴
عید کا دن ۱۸۴
صدقۃ الفطر ۱۸۵
کن لوگوں کو روزۂ رمضان چھوڑ کر بعد میں رکھنے کی اجازت ہے ۱۸۵
مسافر کے احکام ۱۸۶
دودھ پلانے والی ۱۸۷
حاملہ کا حکم ۱۸۷
فدیہ کا حکم ۱۸۷
حیض والی عورت نہ روزہ رکھے نہ نماز پڑھے بلکہ بعد میں روزہ کی قضا کرے ۱۸۷
احکامِ شریعت کو حکمت وعلت معلوم ہوئے بغیر ماننا لازم ہے ۱۸۸
نفلی روزہ کا ثواب اور عورت کو شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزے نہ رکھنے کا حکم ۱۸۹
روزانہ روزہ رکھنے کی ممانعت ۱۸۹
فرض روزوں کی ادا اور قضا میں شوہر کی اجازت کی ضرورت نہیں ۱۹۰
پیر اور جمعرات اور چاند کی ۱۳ر، ۱۴ر، ۱۵ر تاریخ کے روزے ۱۹۰
بقرعید کی نویں تاریخ کا روزہ ۱۹۰
عاشورہ کا روزہ ۱۹۱
عید کے مہینے میں چھ روزے رکھنے کی فضیلت ۱۹۱
نفلی روزہ رکھ کر توڑ دینے سے اس کی قضا لازم ہوتی ہے ۱۹۲
اگر روزہ دار کے پاس کوئی کھانے لگے تو روزہ دار کے لئے فرشتے دعا کرتے ہیں ۱۹۳
ماہِ شعبان کے روزے اور دیگر اعمال ۱۹۴
شعبان میں روزوں کی کثرت ۱۹۴
شب برأت میں رحمت ومغفرت کی بارش اور خاص خاص گنہگاروں کی بخشش نہ ہونا ۱۹۵
شب برأت میں آئندہ سال کے فیصلے ۱۹۶
رات کو دعا اور عبادت اور دن کو روزہ ۱۹۶
خلاصۂ روایات واعمالِ شب برأت ۱۹۷
شعبان کی پندرہویں شب میں جو بدعات اور خرافات ہوتی ہیں ان کا بیان ۱۹۷
آتش بازی اور روشنی ۱۹۸
مساجد میں جمع ہونا ۱۹۹
مسور کی دال ۲۰۰
برتنوں کا بدلنا اور گھر کا لیپنا ۲۰۰

کتاب الحج والعمرة

حج وعمرہ کے فضائل اور احکام ومسائل ۲۰۱
حج نہ کرنے پر وعید ۲۰۱
حج اور عمرہ کی فضیلت ۲۰۱
حج اور عمرہ کرنے والوں کی فضیلت ۲۰۲
حج مبرور ۲۰۲
عورتوں کا جہاد حج ہے ۲۰۲
سفر حج میں نظر کی حفاظت اور پردہ کا اہتمام ۲۰۳
عورت کو بغیر محرم حج کے لئے جانا گناہ ہے ۲۰۴
محرم کسے کہتے ہیں؟ ۲۰۴
عورت کے سفر حج سے متعلق چند مسائل ۲۰۵
بچہ کو حج کرانے کا ثواب ۲۰۵
دوسرے کی طرف سے حج کرانا ۲۰۶
متعلقہ حج بدل ۲۰۷
رمضان میں عمرہ کرنا حج کرنے کے برابر ہے ۲۰۷
حیض ونفاس والی عورت احرام کے وقت کیا کرے؟ ۲۰۸
حیض کی وجہ سے طوافِ وداع چھوڑ دینا ۲۱۱

کتاب فضائل القرآن وذکر اللہ عزوجل

قرآن مجید کے فضائل ۲۱۲
آخری منزل پر ۲۱۳
ویرانہ اور آباد گھر ۲۱۳
قابل رشک ۲۱۳
عورتوں کو سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں یاد کرانے کا حکم ۲۱۴
سورۂ بقرہ اور آل عمران کی فضیلت ۲۱۴
فرض نماز کے بعد آیۃ الکرسی ۲۱۵
سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات رات کو پڑھنا ۲۱۵
جمعہ کے دن سورۂ آل عمران کی تلاوت ۲۱۶
ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھنے سے کبھی فاقہ نہیں ہوگا ۲۱۶
سورۃ الفاتحہ ۲۱۷
سورۂ یٰسین شریف کی فضیلت ۲۱۸

Marfat.com

تحفہ خواتین ۲۱۸
سورۂ کہف کی فضیلت ۲۱۸
سورہ تبارک الذی اور الم السجدہ کی فضیلت ۲۱۸
دو سورتیں عذاب قبر سے بچانے والی ۲۱۹
سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں ۲۱۹
سورۃ الزلزال اور سورۃ الاخلاص اور سورۃ الکافرون پڑھنے کی فضیلت ۲۱۹
سورۃ التکاثر ۲۲۰
قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس کی فضیلت ۲۲۰
رات کو سوتے وقت کرنے کا ایک عمل ۲۲۱
بیماری کا ایک عمل ۲۲۱
حفظِ قرآن کی ضرورت اور اس کی اہمیت ۲۲۱

ذکر اللہ کے فضائل اور غفلت پر وعیدیں

تسبیح وتہلیل کا حکم اور انگلیوں پر پڑھنے کی فضیلت ۲۲۳
ذاکرین ہر بھلائی لے گئے ۲۲۴
خدا کی معیت ۲۲۵
دل کی صفائی ۲۲۵
دنیا میں دیدار جنت ۲۲۵
خدا کی بارگاہ میں تذکرہ ۲۲۵
تہجد گزاری کے بدلے ۲۲۶
بلا خرچ بالانشین ۲۲۶
بستر پر بلند درجہ ۲۲۶
دیوانہ بن جاؤ ۲۲۶
ریاکاری کی پرواہ نہ کریں ۲۲۶
نمبر لے گئے ۲۲۶
ندائے مغفرت ۲۲۶
موتی کے منبر ۲۲۶
خیر الدنیا والآخرۃ ۲۲۷
صرف ایک چیز ۲۲۷
جہاد سے افضل ۲۲۷
دنیا سے رخصت ہونے کے وقت ۲۲۷
جنت کے باغیچے ۲۲۷
فرشتوں کے سامنے ۲۲۸
عذاب الٰہی سے نجات ۲۲۸
عرش الٰہی کے سائے میں ۲۲۸
مردہ اور زندہ ۲۲۸
حضور اکرم ﷺ کا جواب ۲۲۹
کروٹ میں قبول ۲۲۹
شیطان کی ناکامی ۲۲۹
عصر کے بعد ذکر کا ثواب ۲۲۹
نفاق سے بری ۲۳۰

ذکر چھوڑنے پر وعیدیں

مردہ گدھے کے پاس سے اٹھے ۲۳۰
نقصانِ عظیم ۲۳۰
ہر بات وبال ہے مگر..... ۲۳۰
لعنت سے کون محفوظ ہے؟ ۲۳۱
سبحان اللہ والحمد للہ ولا الٰہ الا اللہ واللہ اکبر کا ورد رکھنے کے فضائل ۲۳۱
جنت میں داخلہ ۲۳۳
عرش تک ۲۳۳
اللہ تعالیٰ تک پہنچنا ۲۳۳
دنیا ومافیہا سے افضل ۲۳۳
روزانہ ہزار نیکیاں ۲۳۳
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ہدایت ۲۳۴
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا پیغام ۲۳۴
پت جھڑ کی طرح ۲۳۵
افضل الذکر ۲۳۵
جنت کی کنجیاں ۲۳۵
ننانوے دفتر ۲۳۵
تین سو ساٹھ جوڑوں کا شکریہ ۲۳۵
ڈھال لے لو ۲۳۵
احد پہاڑ کے برابر ۲۳۶
چار کلموں کا انتخاب ۲۳۶
ایمان تازہ کیا کرو ۲۳۶
تسبیحات فاطمہؓ ۲۳۶
سوتے وقت اور فرض نماز کے بعد ۲۳۶
حضرت فاطمہؓ گھر کا کام کاج خود کرتی تھیں ۲۳۶
گھر میں سامان کی کمی کوئی عیب نہیں ۲۳۸
لاحول ولاقوۃ الا باللہ کی فضیلت ۲۴۰
تین کلمات جن کے پڑھنے کا بے انتہا ثواب ہے ۲۴۰
حضرت جویریہؓ کیسے ام المومنین بن گئیں ۲۴۱
حضرات صحابہؓ کا بے مثال ادب ۲۴۱
حضرت جویریہؓ کے والد کا مسلمان ہونا ۲۴۲
نام بدلنا ۲۴۲

Marfat.com

کلمہ توحید کے فضائل ۲۴۳
استغفار کے فضائل ۲۳۶
درود شریف کے فضائل ۲۴۷
کوئی مجلس ذکر اللہ اور صلوٰۃ وسلام سے خالی نہ رہنے دیں ۲۴۸
مجلس کے آخر میں اٹھنے سے پہلے پڑھنے کی دعا ۲۴۹
تلاوت اور ذکر کے بارے میں چند احکام ۲۵۰
دستور العمل ۲۵۲
صبح وشام پڑھنے کیلئے ۲۵۲
رات کو پڑھنے کیلئے ۲۵۲
سوتے وقت اور فرض نمازوں کے بعد ۲۵۲

فہرست مضامین

خواتین اسلام سے آنحضرت ﷺ کی باتیں

حصہ دوم

کتاب الدعاء

دعا کی فضیلت اور اہمیت ۲۵۴
دعا کے آداب ۲۵۵
آدابِ دعا پر تفصیلی نظر ۲۵۶
قبولیتِ دعا کا کیا مطلب ہے؟ ۲۵۷
کن لوگوں کی دعا زیادہ لائق قبول ہے؟ ۲۵۹
روزہ دار کی دعا ۲۶۰
امام عادل کی دعا ۲۶۰
مظلوم کی دعا ۲۶۱
ایک ظالم کا عبرت ناک واقعہ ۲۶۲
والد کی دعا ۲۶۲
مسافر کی دعا ۲۶۳
حج وعمرہ والے کی دعا ۲۶۳
مجاہد کی دعا ۲۶۴
مریض کی دعا ۲۶۴
مسلمان بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے دعا کرنا ۲۶۴
حضرت عمرؓ کا سفر عمرہ ۲۶۵
مضطر کی دعا ۲۶۵
کن لوگوں کی دعا قبول نہیں ہوتی
حرام خوراک اور پوشاک کی وجہ سے دعا قبول نہ ہونا ۲۶۶
حرام کی ہر چیز سے بچنا لازم ہے ۲۶۷
حرام خوراک دوزخ میں جانے کا ذریعہ ہے ۲۶۸
حرام سے صدقہ کیا جائے تو قبول نہیں ہوتا ۲۶۸
عورتوں کو خاص ہدایت ۲۶۸
امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کرنے سے دعا قبول نہ ہونا ۲۶۸
مسلمانوں کی ذمہ داری ۲۶۹
مومن کی خاص صفات ۲۶۹
دعوتِ فکر ۲۷۰
ایک بستی کے الٹنے کا حکم ۲۷۰
خوب دل حاضر کر کے دعا کی جائے ۲۷۱
غافل کی دعا بے ادبی ہے ۲۷۱
سختی کے زمانہ میں دعا کیسے قبول ہو؟ ۲۷۲
حضرت سلمانؓ کا ارشاد ۲۷۲
انسان کی بے رخی اور بے غیرتی ۲۷۲
قبولیتِ دعا کا اثر معلوم ہو یا نہ ہو دعا ہرگز نہ چھوڑے ۲۷۳
قبولیتِ دعا کے خاص اوقات اور احوال
اخیر رات میں اور فرض نمازوں کے بعد رات میں ایک ایسی گھڑی ہے جس میں دعا قبول ہوتی ہے ۲۷۴
جمعہ کے دن ایک خاص گھڑی ہے جس میں دعا ضرور قبول ہوتی ہے ۲۷۵
حج کے موقع پر عرفات میں دعا کی اہمیت ۲۷۶
مکہ مکرمہ میں اجابتِ دعا کے مقامات ۲۷۸
اذان کے وقت اور جہاد کے وقت اور بارش کے وقت دعا قبول ہونا ۲۷۸

Marfat.com

رمضان المبارک میں دعا کی مقبولیت ۲۸۰
مرغ کی آواز سنو تو اللہ کے فضل کا سوال کرو ۲۸۰
ہر مشکل کے لئے نماز پڑھی جائے ۲۸۱
نماز حاجت ۲۸۲
بددعا کرنے سے پرہیز لازم ہے ۲۸۲
ہمیشہ عافیت کا سوال کرنا چاہئے ۲۸۳
مختلف اوقات میں مختلف دعائیں
جب صبح ہو ۲۸۵
جب سورج نکلے ۲۸۵
جب شام ہو ۲۸۵
رات کو پڑھنے کی چیزیں ۲۸۶
سوتے وقت پڑھنے کی چیزیں ۲۸۶
جب سونے لگے اور نیند نہ آئے تو یہ دعا پڑھے ۲۸۷
جب سوتے سوتے گھبرا جائے یا ڈر جائے ۲۸۷
جب سو کر اٹھے ۲۸۸
بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے ۲۸۸
جب بیت الخلاء سے نکلے ۲۸۸
جب وضو کرنا شروع کرے ۲۸۸
وضو کے درمیان یہ دعا پڑھے ۲۸۸
جب وضو کر چکے ۲۸۹
جب مسجد میں داخل ہو ۲۸۹
خارج نماز مسجد میں پڑھنے کے لئے ۲۸۹
جب مسجد سے نکلے ۲۸۹
جب اذان کی آواز سنے ۲۸۹
جب مغرب کی اذان سنے ۲۹۰
اذان کے بعد کی دعا ۲۹۰
جب گھر میں داخل ہو ۲۹۰
جب گھر سے نکلے ۲۹۰
جب بازار میں داخل ہو ۲۹۱
جب کھانا شروع کرے ۲۹۱
اگر شروع میں بسم اللہ بھول جائے ۲۹۲
جب کھانا کھا چکے ۲۹۲
جب دسترخوان سے اٹھنے لگے ۲۹۲
دودھ پی کر ۲۹۲
جب کسی کے ہاں دعوت کھائے ۲۹۲
جب میزبان کے گھر سے چلنے لگے ۲۹۳
جب روزہ افطار کرنے لگے ۲۹۳
افطار کے بعد ۲۹۳
اگر کسی کے ہاں افطار کرے ۲۹۳
جب کپڑا پہنے ۲۹۳
نیا کپڑا پہننے کی دعا ۲۹۳
جب کسی مسلمان کو نیا کپڑا پہنے دیکھے ۲۹۴
جب آئینہ دیکھے ۲۹۴
دلہا کو مبارک باد دی ۲۹۵
جب چاند پر نظر پڑے ۲۹۵
جب نیا چاند دیکھے ۲۹۵
جب کسی کو رخصت کرے ۲۹۵
جب سفر کا ارادہ کرے ۲۹۵
جب سوار ہونے لگے ۲۹۶
جب بحری جہاز میں سوار ہو ۲۹۶
جب کسی منزل پر اترے ۲۹۷
جب وہ بستی نظر آئے جس میں داخل ہونا ہے تو یہ پڑھے ۲۹۷
جب کسی شہر یا بستی میں داخل ہونے لگے ۲۹۷
سفر میں جب رات ہو جائے ۲۹۷
سفر میں جب وقت سحر ہو جائے ۲۹۸
سفر سے واپس ہونے کے آداب ۲۹۸
جب اپنے شہر یا بستی میں داخل ہونے لگے ۲۹۸
سفر سے واپس ہو کر گھر میں داخل ہونے لگے ۲۹۹
جب کسی کو مصیبت یا پریشانی میں مبتلا دیکھے ۲۹۹
جب کسی مسلمان کو ہنستا دیکھے ۲۹۹
جب دشمنوں کا خوف ہو ۲۹۹
اگر دشمن گھیر لیں ۲۹۹
مجلس سے اٹھنے سے پہلے ۲۹۹
جب کوئی پریشانی ہو ۳۰۰
جس کے پاس مالی صدقہ کا انتظام نہ ہو ۳۰۰
شب قدر کی دعا ۳۰۰
اپنے ساتھ احسان کرنے والے کو یہ دعا دے ۳۰۰
جب قرضدار قرضہ ادا کر دے تو اس کو یوں دعا دے ۳۰۱
جب اپنی کوئی محبوب چیز دیکھے تو یہ پڑھے ۳۰۱
جب کوئی چیز گم ہو جائے تو یہ پڑھے ۳۰۱
جب نیا پھل پاس آئے تو یہ پڑھے ۳۰۱
بارش کے لئے تین بار یہ دعا مانگے ۳۰۱
جب بادل آتا ہوا نظر پڑے تو یہ پڑھے ۳۰۲
جب بارش ہونے لگے تو یہ دعا پڑھے ۳۰۲

Marfat.com

جب بارش حد سے زیادہ ہونے لگے تو یہ پڑھے ۳۰۲
جب کڑکنے یا گرجنے کی آواز سنے تو یہ پڑھے ۳۰۲
جب آندھی آئے تو اس کی طرف منہ کرے اور دو زانو ہو کر یہ دعا پڑھے ۳۰۲
ادائے قرض کے لئے دعا ۳۰۲
جب قربانی کرے تو جانور کو قبلہ رخ لٹا کر یہ دعا پڑھے ۳۰۳
جب کسی مسلمان سے ملاقات ہو تو یوں سلام کرے ۳۰۳
اس کے جواب میں دوسرا مسلمان یوں کہے ۳۰۴
اگر کوئی مسلمان سلام بھیجے تو اس کے جواب میں یوں کہے ۳۰۴
سلام لانے والے کو خطاب کر کے یوں کہے ۳۰۴
جب چھینک آئے تو یوں کہے ۳۰۴
اس کو سن کر دوسرا مسلمان یوں کہے ۳۰۴
اس کے جواب میں چھینکنے والا یوں کہے ۳۰۴
بدفالی لینا ۳۰۴
جب آگ لگتی دیکھے ۳۰۵
جب کسی مریض کی مزاج پرسی کو جائے تو یوں کہے ۳۰۵
جب کوئی مصیبت پہنچے تو یہ دعا پڑھے ۳۰۵
جب بدن میں کسی جگہ زخم ہو یا پھوڑا پھنسی ہو ۳۰۵
اگر کوئی چوپایہ مریض ہو تو یہ پڑھے ۳۰۵
جس کی آنکھ میں درد یا تکلیف ہو تو یہ پڑھ کر دم کرے ۳۰۶
آنکھ دکھنے آئے تو یہ پڑھے ۳۰۶
جب اپنے جسم میں کوئی تکلیف ہو یا کوئی دوسرا مسلمان بیمار ہو ۳۰۶
جسے بخار چڑھا ہے ۳۰۶
بچھو کا زہر اتارنے کے لئے ۳۰۷
جلے ہوئے پر یہ پڑھ کر دم کرے ۳۰۷
ہر مرض کو دور کرنے کے لئے ۳۰۷
بچے کو مرض یا کسی شر سے بچانے کے لئے ۳۰۸
مریض کے پڑھنے کے لئے ۳۰۸
اگر زندگی سے عاجز آجائے ۳۰۸
جب موت قریب معلوم ہونے لگے ۳۰۸
جان کنی کے وقت ۳۰۹
روح نکل جانے کے بعد ۳۰۹
میت کے گھر والوں کی دعا ۳۰۹
جب کسی کا بچہ فوت ہو جائے ۳۰۹
جب کسی کی تعزیت کرے ۳۱۰

کتاب النکاح وما یتعلق به

نکاح اور اس کے متعلقات کا بیان ۳۱۱
لڑکا لڑکی کی شادی میں جلدی کی جائے ۳۱۱
اچھا نام رکھنے کا حکم ۳۱۲
برے نام رکھنے سے پرہیز کیا جائے ۳۱۲
بچوں کو دینی زندگی پر ڈالنے کا حکم ۳۱۳
نکاحوں میں تاخیر کے اسباب ۳۱۳
محبت کے لئے نکاح سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ۳۱۴
وہ نکاح سب سے زیادہ بابرکت ہے جس میں اخراجات کم سے کم ہوں ۳۱۵
حضرت عائشہؓ کی رخصتی ۳۱۵
خاتونِ جنت کی رخصتی ۳۱۵
حضور ﷺ کی بیویوں اور بیٹیوں کا مہر ۳۱۶
لوگوں کی حالتِ زار ۳۱۶
حضور ﷺ کا سفر میں نکاح اور ولیمہ ۳۱۶
بیاہ وشادی میں عورتوں کی جاہلانہ رسمیں ۳۱۷
گانے بجانے کا گناہ ۳۱۷
لڑکے یا لڑکی پر رشوت لینا حرام ہے ۳۱۷
بالغ لڑکی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا ۳۱۷
کنواری لڑکی کا خاموش رہ جانا اجازتِ نکاح ہے ۳۱۸
کنواری لڑکی کا مسکرا دینا بھی اجازت ہے ۳۱۹
کس لڑکی سے زبانی اجازت لینا ضروری ہے ۳۱۹
شریعت کا اعتدال ۳۱۹
نابالغ کا نکاح ۳۱۹
لڑکیوں کے نکاح میں ان کی مصلحت پیش نظر رہے ۳۲۰
لڑکی پر رقم لینا حرام ہے ۳۲۰
لڑکیوں پر ایک بڑا ظلم ۳۲۰
خلاصہ کلام ۳۲۱
تقویٰ کے بعد سب سے زیادہ بہتر نیک عورت ہے ۳۲۱
نیک عورت کی صفات ۳۲۲
ایک سوال وجواب ۳۲۳
دیوث کے لئے وعید ۳۲۳
عورت کا ایک خاص وصف ۳۲۳
بہترین عورت کے دو خاص اوصاف ۳۲۴
بچوں پر شفقت کرنا عورت کا ایمانی تقاضا ہے ۳۲۵
شوہر کی پہلی بیوی کے بچوں کو تکلیف دینا ظلم ہے ۳۲۵
جیٹھ، دیور اور نند کی اولاد کی پرورش ۳۲۶
شوہر کے مال کی حفاظت کرنا ایمانی تقاضا ہے ۳۲۶

Marfat.com

لڑکیوں کے لئے دیندار، خوش خلق شوہر کو ترجیح دی جائے ۳۲۶
بے شرمی کے اسباب ۳۲۷
دیندار عورت سے نکاح کرو، مال و جمال کو نہ دیکھو ۳۲۷
نیک عورت دنیا کی بہترین شے ہے ۳۲۸
دوسرے کی منگنی پر منگنی نہ کرو ۳۳۰
شوہر کی بات نہ ماننے پر فرشتوں کی لعنت ۳۳۱
شوہر کو ستانے والی عورت کے لئے حوروں کی بددعا ۳۳۲
جس عورت سے اس کا شوہر راضی ہو وہ جنتی ہے ۳۳۳
شوہر کا کتنا بڑا حق ہے ۳۳۳
کون کون سے رشتے حرام ہیں ۳۳۴
نسبی قرابت کے رشتے ۳۳۵
دودھ کے رشتے ۳۳۶
جس محرم سے اطمینان نہ ہو اس کے ساتھ سفر اور خلوت درست نہیں ۳۳۶
نامحرم کے ساتھ سفر و خلوت گناہ ہے ۳۳۶
حرمت مصاہرت ۳۳۷
عدت والی عورت کے نکاح کا حکم ۳۳۷
کون کونسی عورتیں ایک ساتھ ایک مرد کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں ۳۳۷
مرد کے لئے مقررہ تعداد سے زائد نکاح درست نہیں ۳۳۸
دودھ کا رشتہ صرف دو سال کی عمر کے اندر دودھ پینے سے ثابت ہوتا ہے ۳۳۸
کسی مرد سے نکاح کرانے کے لئے اس کی پہلی بیوی کو طلاق نہ دلائیں ۳۳۹
کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف اکسانا گناہ ہے ۳۴۰

تعلیم و تربیت کا بیان

اسلامی عقائد ۳۴۲
اسلامی عقائد جاننے کی اہمیت اور ضرورت ۳۴۲
ختم نبوت کا منکر کافر ہے ۳۴۲
کون سا کلمہ گو مسلمان ہے ۳۴۲
عقائد پر جنت و دوزخ کا فیصلہ موقوف ہے ۳۴۲
مردوں کو سورۂ مائدہ اور عورتوں کو سورۂ نور سکھانے کا حکم ۳۴۳
اسلام علم و عمل کا نام ہے ۳۴۳
غفلت و جہالت کو دور کرنا فرض ہے ۳۴۴
کتابی تعلیم ۳۴۴
دینی و اصلاحی کتابوں کے نام ۳۴۴
بچوں کو نماز سکھانے کا اہتمام لازم ہے ۳۴۵
اولاد کے بارے میں دور حاضر کے لوگوں کی بدحالی ۳۴۵
جہالت کی وجہ سے بیٹے، پوتے باپ دادا کی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھ سکتے ۳۴۷
سات سال کے بچے کو نماز سکھاؤ ۳۴۷
سب سے پہلا مدرسہ ماں باپ کی گود ہے ۳۴۸
بچوں کی تعلیم و تادیب مالی صدقہ سے افضل ہے ۳۴۸
اولاد کی تعلیم و تربیت سے غفلت برتنے والے ۳۴۹
ادب کا معنی اور مطلب ۳۵۰
بہت سے لوگ سخی ہیں مگر اولاد سے غافل ہیں ۳۵۰
اولاد کو ادب سکھانا سب سے بڑا عطیہ ہے ۳۵۰
غیر اسلامی طور طریق آداب نہیں ہیں ۳۵۱
اہل و عیال کو اللہ تعالیٰ سے ڈراتے رہیں ۳۵۱
حضور ﷺ کی دس نصیحتیں ۳۵۲

کتاب الخلع والطلاق والعدة وحضانة الاولاد

طلاق کا بیان ۳۵۷
بلا مجبوری طلاق کا سوال اٹھانے والی پر جنت حرام ہے ۳۵۷
خلع کا مطالبہ کرنے والی عورتیں منافق ہیں ۳۵۷
نکاح زندگی بھر نبھانے کے لئے ہوتا ہے ۳۵۷
طلاق بغض کی چیز ہے ۳۵۸
بعض عورتیں ضد کر کے طلاق لیتی ہیں ۳۵۹
طلاق زبان سے نکلتے ہی واقع ہو جاتی ہے ۳۵۹
مذاق میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے ۳۵۹
رجعی طلاق ۳۵۹
عدت کے بعد رجعی طلاق بائن ہو جاتی ہے ۳۶۰
شریعت کی آسانی ۳۶۰
بیک وقت تین طلاق ۳۶۰
تین طلاقوں کے بارے میں چار اماموں کا مسلک ۳۶۱
تین طلاق کے بعد حلالہ کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا ۳۶۱
خلع کا طریقہ اور مسائل و شرائط
ثابت بن قیس کا واقعہ ۳۶۳
خلع کے مسائل ۳۶۵
طلاق بالمال ۳۶۶
دور حاضر کے حکام کا خلع اور فسخ نکاح کے بارے میں غیر شرعی طریقۂ کار ۳۶۷
عدت طلاق اور عدت وفات کے مسائل
عدت کے ایام میں سوگ کرنا بھی واجب ہے ۳۷۰

Marfat.com

سوگ کے مسائل ۳۷۰
زمانہ جاہلیت میں عدت کیسے گزاری جاتی تھی؟ ۳۷۱
بیوہ کے نکاح کرنے کو عیب سمجھنا جہالت ہے ۳۷۳
شوہر کے علاوہ کسی کی موت پر سوگ کرنے کا حکم ۳۷۳
حضرت ام حبیبہؓ کا عمل ۳۷۴
شیعوں کا ماتم اور سیاہ کپڑے ۳۷۵
خدا کی شریعت میں مردوں کے لئے سوگ نہیں، اور عورتوں کا سوگ کرنا بھی مقید اور مشروط ہے ۳۷۶
اپنی طرف سے حرام کو حلال یا حلال کو حرام کرنا گناہ ہے ۳۷۶
طلاق ہو جائے تو بچوں کی پرورش کون کرے؟ ۳۷۷
نومولود بچہ کے کان میں اذان دینا اور تحنیک کرانا ۳۷۹
حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کے حالات ۳۸۲
یزید کی بیعت سے انکار کرنا اور مکہ میں خلافت قائم کرنا ۳۸۳
واقعۂ شہادت ۳۸۳
حضرت اسماءؓ کا حجاج سے بے باک مکالمہ ۳۸۴
عقیقہ کا بیان ۳۸۵
زمانۂ جاہلیت کی بدفالی ۳۸۶
دورِ حاضر کی بدفالی پر ایک نظر ۳۸۶
عقیقہ کے مسائل ۳۸۷

کتاب حسن المعاشرہ والاخلاق الحسنہ

اخلاقِ حسنہ کا بیان ۳۸۹
حسن اخلاق والے کا مرتبہ ۳۸۹
جو اپنے لئے پسند ہو وہی دوسروں کے لئے پسند کریں ۳۹۰
ہر چیز کے ساتھ خوبی کا برتاؤ کرو ۳۹۰
جانور سے بھی اچھا برتاؤ ۳۹۱
چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کا اکرام ۳۹۱
بیواؤں، یتیموں اور مسکینوں پر رحم کھانا ۳۹۴

صلہ رحمی کا بیان

والدین کے ساتھ حسن سلوک والدین کے ساتھ حسن سلوک درازی عمر اور وسعت رزق کا سبب ہے ۳۹۸
والدین کے ساتھ حسن سلوک کے بارے میں قرآن مجید کی ہدایتیں ۳۹۸
والدین کے ساتھ حسن سلوک کا کیا مرتبہ ہے ۴۰۲
حسن سلوک میں ماں کا زیادہ خیال رکھا جائے ۴۰۳
ماں باپ کو ستانے کا گناہ اور دنیا میں اس کا وبال ۴۰۴
ماں باپ کے علاوہ دوسرے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کا حکم ۴۰۴
صلہ رحمی سے مال اور عمر دونوں بڑھتے ہیں اور خاندان میں محبت رہتی ہے ۴۰۵
رشتہ داروں سے حسب مراتب حسن سلوک کیا جائے ۴۰۶
رشتہ داروں کی میراث کھا جانے والوں کو تنبیہ ۴۰۷
بہنوں سے باپ کا ترکہ معاف کرانے کی حیثیت ۴۰۷
جو بدلہ اتار دے وہ صلہ رحمی کرنے والا نہیں ۴۰۸
قطع رحمی کا وبال ۴۰۸
آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کی اہمیت وفضیلت ۴۰۹
مسلمانوں کو نقصان پہنچانا اور انھیں دھوکہ دینا لعنت کا سبب ہے ۴۱۰
پڑوسیوں کے حقوق اور ان کے ساتھ حسن سلوک ۴۱۱
پڑوسیوں کی رعایت کا مرتبہ ۴۱۲
جب کوئی شخص مشورہ طلب کرے تو صحیح مشورہ دو ۴۱۳
ہنستے کھلتے ملاقات کرنا بھی نیکی ہے ۴۱۴
راستے سے تکلیف دینے والی چیزیں ہٹا دینے کا ثواب ۴۱۵
پردہ پوشی کا اجر وثواب ۴۱۶
آپس میں صلح کرا دینے کا ثواب ۴۱۷
مسلمان کی مزاج پرسی کرنے کی فضیلت ۴۱۸
سفارش کر کے ثواب حاصل کرو ۴۱۹
نرمی اختیار کرنے پر اللہ کا انعام ۴۱۹
غصہ سے پرہیز کرنے کی تاکید ۴۲۰
غصہ کا علاج ۴۲۱
غصہ پینے کی فضیلت ۴۲۱
تکبر کسے کہتے ہیں؟ ۴۲۱
تکبر کا عذاب اور وبال ۴۲۱
اللہ تعالیٰ کو متکبر ناپسند ہے ۴۲۳
تکبر کرنے والوں کا چیونٹیوں کی شکل میں حشر ہوگا ۴۲۳
تواضع کا حکم اور آپس میں فخر کرنے کی ممانعت ۴۲۳
نسب پر فخر کرنے کی مذمت ۴۲۴
نسب پر فخر کرنے والے آخرت سے بے خبر ہیں ۴۲۵
نسب پر فخر کرنے والوں سے حضرت سلمان فارسیؓ کا ارشاد ۴۲۵
اللہ کے نزدیک تقویٰ معیارِ فضیلت ہے ۴۲۶
کسی کا مذاق بنانے اور وعدہ خلافی کرنے کی ممانعت ۴۲۶
آنحضرت ﷺ کا مزاح مبارک ۴۲۷
وعدہ خلافی منافقت ہے ۴۲۸
پیسے ہوتے ہوئے قرض ادا نہ کرنا ظلم ہے ۴۲۹

Marfat.com

مسلمان کی مصیبت پر خوش ہونے کی ممانعت ۴۲۹
حسن اخلاق سے متعلق ایک جامع حدیث ۴۳۰
حسد کا وبال ۴۳۰
کسی کے بھاؤ پر بھاؤ کرنا ۴۳۱
نیلام کا موجودہ طریقہ ۴۳۲
بغض اور قطع تعلق کی مذمت ۴۳۲
کونوا عباد اللہ اخوانا کی تفسیر ۴۳۲
مسلمان بھائی پر ظلم نہ کرو ۴۳۴
مسلمان کو حقیر سمجھنے کی مذمت ۴۳۵

کتاب الآداب

اسلامی آداب ایک نظر میں ۴۳۶
ام المومنین حضرت ام سلمہؓ ۴۳۶
حرم نبوۃ میں آنا ۴۳۶
حضرت ام سلمہؓ کے بچوں کی پرورش ۴۳۷
عمر بن ابی سلمہؓ کو تین نصیحتیں ۴۳۷
اتباع سنت کی اہمیت ۴۳۷
آداب کا مطلب ۴۳۹
کھانے پینے کے آداب ۴۳۹
پہننے اوراوڑھنے کے آداب ۴۴۲
مہمان سے متعلق آداب ۴۴۳
سلام کے آداب ۴۴۳
مجلس کے آداب ۴۴۴
چھینک اور جمائی کے آداب ۴۴۵
لیٹنے اور سونے کے آداب ۴۴۵
خواب کے آداب ۴۴۵
سفر کے آداب ۴۴۶
طہارت کے آداب ۴۴۷
بعض آداب جو عورتوں اور لڑکیوں کے لئے مخصوص ہیں ۴۴۷
متفرق آداب ۴۴۸

کتاب حفظ اللسان وذکر آفاته

زبان کے گناہوں کی تفصیل اور زبان کی حفاظت ۴۵۰
زبان کو قابو رکھنے میں نجات ہے ۴۵۱
ہر بات وبال ہے مگر..... ۴۵۲
زبان کے بیس بڑے بڑے گناہ ۴۵۲
جھوٹ کا وبال اور فرشتوں کو اس سے نفرت ۴۵۳
بچوں کو منانے کیلئے جھوٹ بولنے کی ممانعت ۴۵۴
سوتن کو جلانے کیلئے جھوٹ بولنے کی مذمت ۴۵۴
سختی اور فحش کلامی پر تنبیہ ۴۵۶
یہودیوں کی شرارت کا ایک واقعہ ۴۵۷
لعنت کرنے کی ممانعت ۴۵۸
عورتوں کو ہدایت کہ صدقہ کیا کریں ۴۵۸
عورتیں لعنت بہت کرتی ہیں ۴۵۹
حضرت صدیق اکبرؓ کا ایک واقعہ ۴۶۰
شوہر کی ناشکری عورتوں کا خاص مزاج ہے ۴۶۰
عورتوں کی ضد شوہر کو بے وقوف بنا لیتی ہے ۴۶۱
عورتیں دین اور عقل کے اعتبار سے ناقص ہیں ۴۶۱
گالی گلوچ سے پرہیز کرنے کی سخت تاکید ۴۶۲
حضرت جابرؓ کو رسول اللہ ﷺ کی نصیحتیں ۴۶۴
کسی مسلمان کو فاسق یا کافر یا اللہ کا دشمن کہنا منع ہے ۴۶۵
چغلی کھانے والوں کا عذاب ۴۶۵
چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا ۴۶۶
مجلس کی باتیں امانت ہوتی ہیں ۴۶۶
دو چہرے والے کی زبان آگ کی ۴۶۷
غیبت کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا نقصان اور وبال کیا ہے؟ ۴۶۸
کیا کیا چیز غیبت ہے ۴۶۸
غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے ۴۶۹
غیبت مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے ۴۶۹
دو روزہ دار عورتوں کا واقعہ ۴۷۰
غیبت کے مختلف طریقے ۴۷۰
غیبت کا سننا بھی حرام ہے ۴۷۰
جس کی غیبت کی ہے اس سے معافی مانگ کر سبکدوش ہو جائے ۴۷۰
جس کی غیبت ہوتی ہے تو اس کا دفاع کرے ورنہ اٹھ جائے ۴۷۲
غیبت کے دفاع کرنے کا اجر ۴۷۲
تانبے کے ناخنوں سے چہروں اور سینوں کو چھیلنے والی ۴۷۲
تہمت لگانے کا عذاب ۴۷۳
نقل اتارنے پر تنبیہ ۴۷۴
بندوں کی تعریف کرنے کے احکام ۴۷۵
فاسق اور کافر کی تعریف ۴۷۶
جھوٹی قسم اور جھوٹی گواہی کا وبال ۴۷۷
جھوٹی قسم کے ذریعہ مال حاصل کرنے والی کی سزا ۴۷۷
گانا گانے کی مذمت اور حرمت ۴۷۹

کتاب الحجاب واحکامه

Marfat.com

پردہ کے احکام اور مسائل ۴۸۱
مخلوط تعلیم کا زہر ۴۸۲
اسلام عفت وعصمت والا دین ہے ۴۸۲
کونسی ترقی محمود ہے ۴۸۲
حفاظت نظر کا حکم ۴۸۳
اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کی تفسیر ۴۸۴
عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم ۴۸۵
جاہلیت اولیٰ کے دستور کے مطابق پھرنے کی ممانعت ۴۸۵
سورۂ احزاب میں ازواج مطہرات اور بنات طاہرات کے ساتھ عام مسلمانوں کی عورتوں کو بھی پردہ کا حکم دیا گیا ہے ۴۸۶
ایک غلط فہمی کی تردید ۴۸۷
عہد رسالت میں پردہ کا خاص اہتمام تھا ۴۸۹
سفر میں شادی اور ولیمہ ۴۹۰
مصیبت کے وقت بھی پردہ لازم ہے ۴۹۰
علاج کرانے میں پردہ کا اہتمام واجب ہے ۴۹۱
علاج کے لئے ستر کھولنے کے احکام ۴۹۲
ولادت کے موقع پر بے احتیاطی ۴۹۲
سسرال والے مردوں سے پردہ کی سخت تاکید ۴۹۳
نابینا سے پردہ کرنے کا حکم ۴۹۴
بدنظری سبب لعنت ہے ۴۹۵
اپنے اختیار سے بے پردگی کی جگہ کھڑے ہونے کی مذمت ۴۹۵
نامحرم مرد کے ساتھ تنہائی میں رہنے اور رات گزارنے کی ممانعت ۴۹۶
مرد کا مرد سے اور عورت کا عورت سے کتنا پردہ ہے؟ ۴۹۷
شوہر کے سامنے کسی دوسری عورت کا حال بیان کرنے کی ممانعت ۴۹۸
نامحرم عورتوں سے مصافحہ کرنے کی ممانعت ۴۹۸
جاہل پیروں کی بدحالی ۴۹۹
حماموں اور تالابوں میں غسل کرنے کے احکام ۵۰۰
ساڑھی کا ننگا پہناوا ۵۰۱
شراب پینے والوں پر لعنت ۵۰۲
سفر میں عورت کی جان و مال اور عفت کی حفاظت کے لئے شریعت کا ایک تاکیدی حکم کہ محرم کے بغیر سفر نہ کرے ۵۰۳
محرم اور نامحرم کا مطلب ۵۰۴
عورتیں راستوں کے درمیان نہ چلیں ۵۰۵
حیا اور ایمان لازم وملزوم ہیں ۵۰۵

کتاب اللّباس والزینة

لباس اور زیب وزینت کا بیان ۵۰۸
خواتین کا لباس کیسا ہو؟ ۵۰۸
مروّجہ لباس کی خرابی ۵۰۹
مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی عورتیں ۵۱۰
کپڑے پہنے ہوئی بھی ننگی ۵۱۰
فیشن کی بری وبا ۵۱۱
کلبوں اور ہوٹلوں میں ناچ اور غیرت وشرم کا خون ۵۱۱
جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کے پاس سے گزرے وہ ایسی ویسی ہے ۵۱۲
اعضاء کا زنا ۵۱۲
نامحرموں سے گفتگو کا قانون ۵۱۳
مردوں اور عورتوں کی خوشبو میں فرق ۵۱۳
سونے اور ریشم کی وجہ سے عورتوں کو قیامت کے دن پریشانی ۵۱۴
لباس اور زیور کی تیاری سے پہلے اور بعد میں ۵۱۵
سونے چاندی کا زیور اور دوسری چیزیں استعمال کرنے کا حکم ۵۱۶
زیور پہن کر دکھاوا کرنے کا وبال ۵۱۶
مردوں کی انگوٹھی ۵۱۷
سونے اور چاندی کے برتن استعمال کرنے کی حرمت ۵۱۸
بجنے والا زیور پہننے کی ممانعت ۵۱۸
گانا بجانا شیطانی دھندا ہے ۵۱۹
قوالی کی محفلوں میں باجے ۵۲۰
میرے رب نے مجھے باجے گاجے مٹانے کے لئے بھیجا ہے ۵۲۰
محرم کے تعزیوں میں ڈھول باجے ۵۲۰
مردوں کو زنانہ وضع اور عورتوں کو مردانہ وضع اختیار کرنا لعنت کا سبب ہے ۵۲۱
جاہل پیروں کی گمراہی ۵۲۱
اہل حق مرشدین کا طریقہ ۵۲۱
بے پردہ ہو کر ٹیوشن پڑھنے کی مذمت ۵۲۲
بالوں میں بال ملانے والی اور جسم گودنے والی پر اللہ کی لعنت ہو ۵۲۴
عورت کو سر منڈانے کی ممانعت ۵۲۶
سجاوٹ کے لئے دیوار پر کپڑا لگانے اور تصویر والا غالیچہ دیکھ کر آنحضرت ﷺ کو ناگواری ۵۲۶
زندگی گزارنے کیلئے مختصر سامان کافی ہونا چاہئے ۵۳۰

Marfat.com

تحفہ خواتین
تنگ دستی کی آزمائش سے مالداری کی آزمائش زیادہ سخت ہے ۵۳۱
فیشن کی مصیبت ۵۳۱
مالداروں کے پاس بیٹھنے کی ممانعت ۵۳۲
شکر گزار ہونے کا ایک بڑا گر ۵۳۲
کپڑے کو پرانا نہ سمجھو جب تک کہ پیوند نہ لگا دو ۵۳۳

کتاب الطھارۃ وتطھیر النجاسات واحکام الحیض والنفاس والاستخاضۃ

طہارت کا بیان ۵۳۴
غسل کب فرض ہوتا ہے ۵۳۴
جس پر غسل فرض ہو اس کی نجاست حکمی ہے ۵۳۵
جب سے فرشتے دور رہتے ہیں ۵۳۶
غسل جنابت میں عورتوں کے بالوں کا حکم ۵۳۷
حیض اور استحاضہ کے ضروری مسائل ۵۳۸
شریعت کے مسئلے میں شرم کرنا جہالت ہے ۵۳۸
حیض کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مدت ۵۳۸
جو خون میعاد سے بڑھ جائے اس کا حکم ۵۳۹
استحاضہ کا حکم ۵۳۹
حیض کے باقی مسائل ۵۴۰
حیض والی عورت کا جسم اور لعاب پاک ہے ۵۴۱
حیض والی عورت کی گود میں تلاوت کرنا ۵۴۱
حیض کے زمانے میں میاں بیوی کی بے تکلفی کی کیا حد ہے؟ ۵۴۲
نفاس کا حکم ۵۴۳
احکام حیض ۵۴۳
حیض کا کپڑا پاک کر کے اس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے ۵۴۴
نفاس کے احکام ۵۴۴
نفاس کی مدت ۵۴۵
مسائل نفاس ۵۴۶
لڑکے اور لڑکی کے پیشاب کا حکم ۵۴۷
کپڑے سے منی دھونا ۵۴۹
مذی اور منی دونوں ناپاک ہیں ۵۴۹
مذی سے وضو اور منی سے غسل فرض ہوتا ہے ۵۴۹
گھی وغیرہ پاک کرنے کا طریقہ ۵۵۰
کھال پاک کرنے کا طریقہ ۵۵۱

کتاب فضل الصبر

وما جاء فی الاجر علی الالام والاسقام

مصائب و تکالیف پر صبر کرنے کی فضیلت اور جسمانی امراض پر صبر کرنے کا ثواب ۵۵۳
سب سے زیادہ انبیاء علیہم السلام کی آزمائش ہوتی ہے ۵۵۶
مصیبتیں گناہوں کی معافی کی سبب ہیں۔ ۵۵۲
اولاد کی موت پر صبر کرنے کا ثواب اور آخرت کا فائدہ ۵۵۷
ادھورا بچہ ماں باپ کو جنت میں لے جانے کے لئے جھگڑا کرے گا ۵۵۹
بچے کی موت پر رنج ہونا ۵۶۰
آنسو آجانا خلاف صبر نہیں ہے ۵۶۱
بے صبر جاہلوں اور صحافیوں کی باتیں ۵۶۱
منہ پیٹنے اور گریبان پھاڑنے پر وعید ۵۶۲
حضور ﷺ کے ایک صاحبزادہ کا واقعہ ۵۶۲
نوحہ باعث لعنت ہے ۵۶۲
جاہلیت کی رسموں کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں ۵۶۳
بین کر کے رونے کا وبال ۵۶۳
نوحہ مردوں کے لئے بھی ممنوع ہے ۵۶۴
رونے کے لئے جمع ہونا غیر اسلامی فعل ہے ۵۶۴
نوحہ کرنے والی کو آخرت کا عذاب ۵۶۴
صبر کی اہمیت اور فضیلت اسی وقت ہے جبکہ مصیبت کے وقت ہو ۵۶۵
ایک مصیبت زدہ عورت کا واقعہ ۵۶۶

گھر میں موت ہو جانے کا بیان

میت کو غسل دینے کا طریقہ ۵۶۸
کفن دینا ۵۶۹
دفنانا ۵۶۹
تنبیہات ۵۷۰
عورتوں کو قبروں پر جانے اور ان پر چراغ جلانے اور سجدہ گاہ بنانے کی ممانعت ۵۷۰

کتاب التوبہ والاستغفار

توبہ کی حقیقت اور اس کی اہمیت اور ضرورت ۵۷۳
توبہ کا طریقہ ۵۷۸
توبہ اور استغفار کے فضائل وفوائد ۵۷۹
استغفار کے صیغے ۵۸۵
حسن اختتام اور دعوت عمل ۵۸۷

☆☆☆☆☆

Marfat.com

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

پیش لفظ

ازمولانا محمد تقی عثمانی
مدیر ''البلاغ'' کراچی

کسی بھی قوم کی خواتین کا اُس قوم کی تعمیر وتربیت میں جو حصہ ہوتا ہے وہ کسی تشریح وبیان کا محتاج نہیں، ماں کی گود بچے کی سب سے پہلی درسگاہ بھی ہے، اور تربیت گاہ بھی۔ اور یہ ایسی موثر درسگاہ ہے کہ یہاں کا سیکھا ہوا سبق ذہن وقلب پر پتھر کے نقش سے بھی زیادہ دیرپا ہوتا ہے، اور ساری عمر نہیں بھولتا۔

چنانچہ ملتِ مسلمہ کے لئے بھی جتنی اہمیت مردوں کی دینی اصلاح کو حاصل ہے، خواتین کی دینی تعلیم وتربیت اس سے کسی طرح کم اہمیت نہیں رکھتی۔ ایک تو اس لئے کہ اسلامی احکام کا خطاب جس طرح مردوں کو ہے اُسی طرح عورتوں کو بھی ہے، بلکہ بعض احکام ایسے ہیں جو خواتین ہی سے تعلق رکھتے ہیں، اور دوسرے اس لئے کہ خواتین کی تربیت بالآخر پوری قوم کی تربیت کا ذریعہ ثابت ہوتی ہے۔

سرکارِ دوعالم ﷺ کا معمول بھی یہ تھا کہ آپ ﷺ کے عمومی خطابات میں تو مرد اور عورتیں دونوں ہی مخاطب ہوتی تھیں، لیکن کبھی کبھی آپ ﷺ خاص طور سے خواتین کو خطاب کرنے کے لئے الگ مجلسیں منعقد فرماتے تھے، تاکہ اُن کے ذریعہ خواتین کی تربیت خصوصی اہمیت کے ساتھ ہوسکے۔

آنحضرت ﷺ کی اس سنت کی پیروی میں ہر دور کے علماء اور بزرگانِ دین نے بھی اپنے وعظ و خطاب اور تصنیف وتالیف میں خواتین کی اس خصوصی اہمیت کو ملحوظ رکھا ہے اور بہت سی کتابیں خاص طور پر عورتوں ہی کے لئے لکھی گئی ہیں۔ الحمد اللّٰہ اردو زبان میں بھی مسلمان خواتین کے لئے ایسی کتابوں کا ذخیرہ موجود ہے جو اُن کی دینی ضروریات کو پورا کرسکے۔ ایک ''بہشتی زیور'' ہی ایسی کتاب ہے کہ خواتین کے دین ودنیا کی شاید کوئی ضرورت ایسی نہ ہو جو اس میں چھوٹ گئی ہو۔

احقر کے محترم بزرگ حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی صاحب مہاجر مدنی مدظلہم العالی کو بھی اللہ تعالیٰ نے اس خاص ضرورت کی تکمیل کے لئے موفق فرمایا ہے۔ اُن کی متعدد چھوٹی بڑی کتابیں بنیادی طور پر خواتین ہی کے لئے لکھی گئی ہیں اور خواتین کے حلقوں میں اُن کا عام اور تام نفع مشاہدہ میں آیا ہے۔

دارالعلوم کراچی سے جب ماہنامہ ''البلاغ'' احقر کی ادارت میں نکلنا شروع ہوا تو احقر نے اُن سے درخواست کی کہ رسالہ میں خواتین کے لئے مضامین کا کوئی مستقل سلسلہ شروع فرمائیں۔ حضرت مولانا نے اس درخواست کو شرف قبولیت بخشا، اور اس غرض کے لئے ایک ایسا موضوع منتخب فرمایا جو اردو کے لحاظ سے اچھوتا بھی تھا اور بے حد ضرورت وافادیت کا حامل بھی۔ یہ موضوع تھا ''خواتین اسلام سے آنحضرت ﷺ کی باتیں'' اس عنوان کے تحت حضرت مولانا اُن احادیث کی تشریح پیش فرماتے تھے جن میں یا تو آنحضرت ﷺ

Marfat.com

نے خواتین سے براہِ راست خطاب فرمایا یا اُن کے لئے کوئی قولی یا عملی ہدایت دی، یا جو خواتین نے روایت کی ہیں۔

مضامین کا یہ سلسلہ اس قدر مقبول اور نافع ثابت ہوا کہ خواتین اس کا پہلے سے انتظار کرتیں، اور بعض جگہ جمع ہو کر بھی ایک دوسری کو سناتی تھیں۔ اس طرح خواتین کے لئے احادیثِ نبوی ﷺ اور اُن کی تشریحات کا ایسا نادر مجموعہ تیار ہو گیا جس کی مثال اُردو میں تو یقیناً نہیں ہے، احقر کے علم کی حد تک عربی زبان میں بھی اس کی نظیر نہیں۔

یہ سلسلۂ مضامین سالہا سال چلا، اور جب حضرت مولانا مدظلہم مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت فرما گئے اُس وقت منقطع ہوا۔ قارئین کا اصرار تو پہلے سے تھا کہ ان مضامین کو کتابی صورت میں منظرِ عام پر لایا جائے، بحمد اللہ مولانا کے قلب میں بھی اس کا داعیہ پیدا ہو گیا اور انہوں نے کتابی صورت کے لئے از سرِ نو اُن مضامین پر نظرِ ثانی فرمائی، اُن کو باقاعدہ مرتب اور مربوط شکل دی، اور اُن میں نہایت گراں قدر اضافے فرمائے۔ اب بفضلہٖ تعالیٰ یہ کتاب ایسی ہے کہ واقعتاً خواتین اسلام کے لئے انتہائی قیمتی تحفہ کی حیثیت رکھتی ہے، اور اس کی قدر و قیمت کا اندازہ اس کے مطالعہ ہی سے لگایا جا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب مدظلہم کو علم و فضل کے ساتھ صدق و اخلاص کی دولت سے مالا مال فرمایا ہے، اور انہیں دلِ پرسوز کی نعمت سے نوازا ہے، اس لئے اُن کے سادہ الفاظ میں دلوں پر اثر کرنے کی وہ غیر معمولی صلاحیت ہے جو فصاحت و بلاغت اور اردو ادبیت سے زیادہ ایک خلوص بھرے جذبہ کی پیداوار ہوتی ہے۔

مولانا کی عبارت نہایت سادہ و سلیس، اندازِ بیان ہلکا پھلکا، الفاظ عام فہم اور اسلوب پر اثر ہے، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ اُن کی یہ کتاب انشاء اللہ بہت سی خواتین کی اصلاح کا ذریعہ ثابت ہوگی۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کتاب کو ''بہشتی زیور'' کے ساتھ خواتین کے نصاب کا جز بنایا جائے۔ اُنہیں ابتداءِ عمر ہی میں اس کا مطالعہ کرایا جائے، اور شادی میں بطور جہیز دیا جائے۔

دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمان خواتین کو اس کتاب کی صحیح قدردانی کی توفیق عطا فرمائیں، اسے ان کی تعلیم و تربیت کا موثر ذریعہ بنائیں اور اسے اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرما کر حضرت مولف مدظلہم کو اور کتاب کی اشاعت میں حصہ لینے والے تمام افراد کو جزائے خیر عطا فرمائیں۔ آمین

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ التُّكْلَانُ

احقر

محمد تقی عثمانی عفی عنہ
خادم طلبہ دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴
۱۰ ذیقعدہ ۱۴۰۱ھ

Marfat.com

مؤلف کی گذارش

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَلَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى

سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ ط

امّا بعد، اللہ جل شانہٗ کا انعام ہے کہ اس عاجز کے قلم سے کثیر تعداد میں دینی رسالے نکل چکے ہیں، جو قرآن وحدیث کی تعلیمات پر مشتمل ہیں، ان رسالوں میں سینکڑوں احادیث کی تشریح اور ترجمہ آچکا ہے، یہ رسالے الحمدللہ عوام اور خواص میں بہت مقبول ہیں، اور انشاء اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کی بارگاہ میں بھی مقبول ہو چکے ہیں۔ امید ہے کہ اللہ جل شانہٗ اس تھوڑی سی محنت پر جو اشاعت دین میں لگ گئی بہت زیادہ اجر وثواب سے نوازیں گے، **کما ھو اھلہ.**

محرم ۱۳۸۷ھ سے دارالعلوم کراچی سے ماہنامہ ''البلاغ'' شائع ہونا شروع ہوا، جو مفتی اعظم پاک و ہند حضرت مولانا محمد شفیع صاحب قدس سرہٗ کی سرپرستی میں مسلسل آٹھ سال تک پابندی سے نکلتا رہا، اور اب حضرت قدس سرہٗ کی وفات کے بعد بھی الحمدللہ برابر شائع ہو رہا ہے۔ جب البلاغ کا اجراء ہوا تو مدیر البلاغ مولانا محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم خلف الصدق حضرت مفتی صاحب قدس سرہٗ نے احقر کے ذمہ عورتوں کے لئے اصلاحی مضامین لکھنا تجویز فرمایا، احقر نہ معیاری اردو جانتا ہے، نہ ادبی مضامین لکھنے پر قادر ہے، لیکن یہ سمجھ کر احقر نے ان کا حکم مان لیا کہ عورتوں سے متعلق جو روایات کتب حدیث میں وارد ہوئی ہیں اُن کا ترجمہ لکھ کر ہر ماہ دے دیا کروں گا اور کچھ ضروری تشریح اپنی سیدھی سادھی اردو میں کر دیا کروں گا، چنانچہ احقر نے تقریباً ہر ماہ کچھ نہ کچھ لکھنا شروع کر دیا، جو برابر البلاغ کے صفحات میں سالہا سال قسط وار شائع ہوتا رہا۔

البلاغ کے قارئین سے جب ملاقاتیں ہوتیں تو میرے اس مضمون کو بہت نافع بتاتے، اور جب کسی ماہ ناغہ ہو جاتا تو دفتر البلاغ میں شکایتیں آنی شروع ہو جاتیں، جس سے اندازہ ہوا کہ الحمدللہ عوام وخواص میں یہ مضمون بہت مقبول ہوا ہے، اور سب اس کا نفع محسوس کرتے ہیں، اللہ پاک نے اپنے محبوب سید ابرار ﷺ کے کلام کی مقبولیت قارئین ''البلاغ'' کے قلوب میں پیدا فرما دی، اور مجھ سیاہ کار کے معاصی کے سبب اس مضمون کو نافعیت اور مقبولیت سے محروم نہ فرمایا۔

جب کثیر تعداد میں احادیث شریفہ مع ترجمہ وتشریح البلاغ کے صفحات میں آ گئیں تو احقر کو خیال ہوا کہ ان کو کتابی صورت میں شائع کیا جائے، نیز دیگر حضرات کی طرف سے بھی اس کا تقاضا ہوا۔ احقر نے شائع شدہ مضامین پر نظر ڈالی تو محسوس ہوا کہ مسلسل قسط وار جس طرح شائع ہوئے تھے کتابی صورت میں اسی طرح شائع کر دینا مناسب نہ ہوگا، کیونکہ کتابی صورت میں جس خاص ترتیب سے لانے کی ضرورت ہے وہ ترتیب البلاغ کی اقساط میں ملحوظ نہ رہی تھی، لہٰذا احقر نے البلاغ میں شائع شدہ اقساط کو یکجا اکٹھا کیا، پھر اُن کو جدید ترتیب دی، ان شائع شدہ اقساط کو ایک مرتب کتاب بنایا تو اچھی خاصی ضخیم کتاب تیار ہو گئی، جو

Marfat.com

ناظرین کے ہاتھوں میں ہے۔

اس کی ترتیب اس طرح رکھی ہے کہ اوّل کتاب الایمان، پھر کتاب الوضوء والغسل، اس کے بعد کتاب الصلوٰۃ، کتاب الزکوٰۃ والصدقات، کتاب الصوم، کتاب الحج، کتاب فضائل القرآن، کتاب الذکر والدعاء، کتاب النکاح، کتاب الطلاق، کتاب تربیۃ الاولاد وغیرہ علی الترتیب آگئی ہیں۔

کتابی صورت میں لانے کے لئے ترتیب وتبویب کا کام شروع کیا تو خیال ہوا کہ بہت سی احادیث جو البلاغ میں شائع نہیں ہوئیں اُن کو جزوِ کتاب بنادیا جائے، لہٰذا ایسی بہت سی احادث کا ترجمہ وشرح لکھ کر جزوِ کتاب بنادیا جو البلاغ میں شائع نہیں ہوئی تھیں۔ کتاب الایمان تو تقریباً سب ہی بعد میں لکھی ہے، جامعیت کے اعتبار سے ''بہشتی زیور'' کے بعد یہ پہلی ضخیم کتاب ہے جس کا موضوع خواتین اور ان کے مسائل ہیں (مفید تو سب ہی کے لئے ہے مگر خصوصی خطاب عورتوں سے ہے) کتاب کی ترتیب میں اس بات کا خاص خیال رکھا ہے کہ احادیث کی روایت کرنے والی صحابی خواتین ہوں، اور مسائل بھی وہ ہوں جو عورتوں سے متعلق ہیں، اور کہیں کہیں حسب ضرورت ومقام صحابیؓ مردوں کی مرویات بھی آگئی ہیں، کہیں مضامین میں تکرار جس کو قند مکرر سمجھ کر گوارا کرلیا گیا ہے، چونکہ نصیحت وموعظت مقصود ہے اس لئے تکرار مفید ہی ہے۔

احادیث کی ضروری تشریحات کے ساتھ دَورِ حاضر کے معاشرہ پر جگہ جگہ تبصرہ کیا گیا ہے اور موجودہ رواج اور سماج میں جو اسلام کے خلاف راہیں اختیار کرلی گئی ہیں، خاص طور سے ان کی نشاندہی کی گئی ہے اور یہ سب اخلاص پر مبنی ہے، طعن وتشنیع مقصود نہیں ہے۔

البلاغ میں احقر کے اس مضمون کا عنوان ''خواتین اسلام سے رسول اللہ ﷺ کی باتیں'' تھا، کتابی صورت میں لانے کے بعد پہلے نام کو باقی رکھتے ہوئے مختصر نام ''تحفہ خواتین'' بھی اس کے ساتھ ملحق کرتا ہوں، اور اب اس کا پورا نام ''تحفہ خواتین عرف خواتین اسلام سے رسول اللہ ﷺ کی باتیں'' تجویز کررہا ہوں۔ بچیوں کے جہیز میں دینے کے لئے بہترین کتاب تیار ہوگئی ہے، وللہ الحمد۔

حضرت اقدس مفتی صاحب رحمہ اللہ کی زندگی ہی میں اس کی ترتیب کا کام شروع ہوگیا تھا، مگر میں اپنی سستی اور کاہلی کی وجہ اُن کے سامنے پورا نہ کرسکا۔ حضرت موصوف قدس سرہٗ آج اس دنیا میں ہوتے تو اس مجموعہ کو دیکھ کر بہت خوش ہوتے، اللہ جل شانہٗ حضرت موصوف پر لاکھ لاکھ رحمتوں کی بارش برسائے جنہوں نے ''دار العلوم کراچی'' قائم کیا، پھر دارالعلوم کا ترجمان ماہنامہ ''البلاغ'' جاری فرمایا، جس میں اس کتاب کا اکثر حصہ شائع ہوا، اور اب ''مکتبہ دارالعلوم کراچی'' ہی سے پہلی بار یہ کتاب شائع ہورہی ہے۔ (ثم ان ما اوردنا فیه من الاحادیث صحاح او حسان وقلیل ما هو ضعیف وتساهلنا فی ذلک لما اجمع المحققون من علماء الحدیث ان الفضائل یتحمل فیها مالا یتحمل فی غیرها من ضعف الاسانید).

دنیا کی ساری چہل پہل اور گہما گہمی تنہا مردوں کے وجود سے نہیں ہے، بلکہ اس کے آباد رکھنے اور اس کے چلانے کی صورتوں پر غور کرنے میں عورتوں کا بھی بڑا حصہ ہے، اسبابِ زندگی کو باقی رکھنے اور دنیا کی ضرورتوں کو پورا کرنے کو ہر عورت ومرد (بقدر اپنی فہم وفراست اور ہمت کے) اپنا فرضِ منصبی سمجھتا ہے۔

۹۵۱۲۸۶

Marfat.com

مکان، دُکان، جائیداد، آل واولاد کوسب اپنی چیزیں سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ چیزیں فانی اور جدا ہونے والی ہیں، دین اور دین سے متعلقہ چیزیں بھی مسلمان کا ذاتی سرمایہ ہیں، اور ایسا سرمایہ ہے جو کبھی بے وفائی نہ کرے اور جس کی محنت وکوشش کبھی رائیگاں اور ضائع نہ ہو۔

جس طرح دنیا کے لئے محنت وکوشش تمام مرد وعورت کرتے ہیں اور دنیا کے کاروبار چلانے میں ایک دوسرے کی مدد اور معاونت کرتے ہیں اسی طرح بلکہ اس سے بھی زیادہ دین اور دینیات کو زندگیوں میں جاری رکھنا اور دینی علم وعمل کو باقی رکھنا ہر مرد وعورت کی ذمہ داری ہے، قرآن شریف اور احادیثِ شریفہ میں بہت سی جگہ عورتوں کو خصوصی خطاب بھی فرمایا ہے، اور اکثر مواقع میں مردوں کے خطاب میں عورتوں کو شامل کرلیا گیا ہے۔ یہ بات سب جانتے ہیں کہ فقہ اسلامی میں عورتوں کے لئے خصوصی احکام بھی بہت ہیں، اور ایسے احکام تو بہت ہی زیادہ ہیں جن میں مرد وعورت سب شامل ہیں۔

دین کا علم وعمل جب مردوں اور عورتوں دونوں ہی فریق کے لئے ہے، اور دین کا سیکھنا اور سکھانا سب کی ذمہ داری ہے تو اپنے اس فریضہ کو ادا کرنے کے لئے ہر مرد وعورت کو کوشاں رہنا ازبس ضروری ہے۔ قرنِ اوّل کی عورتوں نے دین کو پھیلانے اور دین کا چرچا کرنے میں بڑی بڑی قربانیاں دی ہیں۔ تاریخ کی گواہی ہے کہ سب سے پہلے دین اسلام قبول کرنے والی شخصیت عورت ہی کی تھی (یعنی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) اور سب سے پہلے جس نے اسلام کے قبول کرنے کی سزا میں جامِ شہادت نوش کیا وہ بھی عورت ہی تھی، (یعنی حضرت عمار رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ حضرت سمیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ابوجہل بدبخت کے نیزہ مارنے سے حضرت سمیہ شہید ہوئیں، ان سے پہلے کوئی بھی مرد وعورت شہید نہ ہوا تھا۔

یہ بھی مشہور واقعہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام قبول کرنے کا باعث اُن کی بہن حضرت فاطمہ بنت الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنی تھیں اور یہ بھی سیرت وتاریخ کی کتابوں میں موجود ہے کہ جب ہجرت کا سلسلہ شروع ہوا تو جہاں اپنے دین وایمان کی حفاظت کے لئے مردوں نے ہجرت کی تو عورتیں بھی ساتھ تھیں، پھر اُن پاکیزہ خواتین نے جہادوں میں بھی حصے لئے، اور دین کو سربلند رکھنے کے لئے اپنے شوہروں اور بچوں کو جنگ کے میدانوں میں خوشی خوشی بھیجا کرتی تھیں، بلکہ تاریخ شاہد ہے کہ بعض عورتوں نے اپنے شوہر کو جہاد کے لئے اُکسا کر اور طعنے دے کر میدانِ کارزار کے لئے روانہ کیا۔

کیا آج کل کی عورتیں اسلام کا دم نہیں بھرتی ہیں؟ کیا اُن کو اسلام سے نسبت اور تعلق نہیں ہے؟ کیا ان کو حضور سرور کائنات ﷺ کی اُمت ہونے کا دعویٰ نہیں ہے؟ اگر دعویٰ ہے اور ضرور ہے تو پھر اسلام کے سیکھنے سکھانے اور اپنے فرائض کو پہچان کر عمل پیرا ہونے کے لئے کیوں حرکت نہیں کرتی ہیں؟ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ لباس اور زیور میں کافر ومشرک لیڈیز کی پیروی کرتی ہیں، مجلس میں بیٹھیں تیری میری برائی شروع کر دی، آپے میں پھولے نہیں سماتیں، اپنی بڑائی کے تصور میں کہ کسی کو اپنے سامنے کچھ نہیں سمجھتیں، حالانکہ غیر اسلامی کاموں میں آگے ہیں، آخرت کا ذرا فکر نہیں، زمین کا پیوند بننا ضروری ہے، مگر وہاں کیا بنے گا اور وہاں کے لئے کیا کر کے لے جارہی ہیں، اس کا کچھ دھیان نہیں۔ نماز پر نماز غارت کرتی رہتی ہیں، روزہ پر روزہ

Marfat.com

چھوڑتی چلی جاتی ہیں، زیور کی حرص ہے مگر زکوٰۃ کا دھیان نہیں، کیا یہی مسلمانی ہے؟

مسلمان عورتوں کی گود میں (دور نہ جایئے صرف ہمارے ملک میں) سالانہ ہزاروں بچے پرورش پاتے ہیں مگر ان بچوں کو نہ دین سکھایا جاتا ہے نہ دین کے لئے بہادری پر اُن کو اُبھارا جاتا ہے، لڑکے اچھی خاصی لڑکیاں بنے ہوئے ہیں، افسوس کہ لڑکیوں کو بھی مانگ چوٹی کی اتنی فکر نہیں جس قدر فیشن اور بال اور ٹیپ ٹاپ کا خیال لڑکوں کو ہو گیا ہے، ماں باپ، بچے سب اس دھن میں ہیں کہ کسی طرح انگریز ہی بن جاتے، کاش! مسلمان نہ ہوتے، مسلمان بن کر ملا مولوی کے فتووں کا نشانہ بننا پڑا، اسلام کی ناگہانی مصیبت کو کیونکر روکا جائے، نہ مسلمان ہوتے نہ پردہ کی پابندی کے لئے کوئی کہتا، نہ کلب میں جانے سے کوئی روکتا، نہ ایکٹرس بننے کی ممانعت کی جاتی، نہ تصویریں چھاپنے سے کوئی باز رکھتا، یہ خیالات ہیں مسلمان کہلانے والوں کے (معاذ اللہ)۔

اچھے اچھے دیندار کہلائے جانے والے جن کی دینداری کا شہرہ ہے اور قرآن وحدیث کے مدرس، اپنی اولاد کو قرآن وحدیث پڑھانے کے لئے راضی نہیں ہیں، زبان سے گو نہ کہیں مگر عمل شاہد ہے کہ اُن کے اندر کی آواز یہی ہے کہ ہم تو ملا بن کر پچھتائے، دین پڑھا کر اپنی اولاد کا تو ناس نہ کرنا چاہئے (العیاذ باللہ) اگر اندرونِ خانہ زندگیوں کا جائزہ لے کر دیکھا جائے تو دینداری کا شہرہ رکھنے والوں کا پورا معاشرہ انگریز نظر آئے گا، چھوٹے بڑے سب انگلش فیشن میں غرق ملیں گے، لڑکیوں کے سروں پر دوپٹہ نہ ہوگا، فراک بلا آستین کے ہوں گے، آدھا سینہ آدھی کمر کپڑے سے باہر ہوگی۔

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کا نام لینے والے اور پیغمبر اسلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت کر کے محمڈن بننے والے اپنی اولاد کو (جو آگے چل کر دوسری نسل کی ماں باپ بنے گی) بڑی بیدردی سے اللہ جل شانہٗ اور سرتاجِ انبیاء ﷺ کی محبت اور اطاعت سے دور تر کرنے کی تدابیر اختیار کر رہے ہیں، پھر اس پر طرہ یہ ہے کہ رحمۃ للعالمین ﷺ کی محبت کا دعویٰ بھی کرتے ہیں، مدعیانِ اسلام کو دین کا علم پڑھانے اور رسول پاک ﷺ کے نمونہ پر چلنے میں شرم محسوس ہوتی ہے، بے سروپا محبت رسول ﷺ کے دعوے کیونکر صحیح ہو سکتے ہیں جبکہ ذہن، دماغ دوسروں کے طریقوں کو اچھا سمجھتے ہوں، اور طرزِ معاشرت اور اعمال واخلاق میں یورپ کے ملحدوں اور خدا فراموش، نفس پرست، آدمی نما بھیڑیوں کی تقلید کو فخر سمجھتے ہوں۔

اسلام تو پاکیزہ دین ہے، خدا تعالیٰ کی عبادت سکھاتا ہے، آخرت کے لئے دوڑ دھوپ کرنے کی تلقین کرتا ہے، شرم وحیاء کی تعلیم دیتا ہے، حرام وحلال کی تفصیلات سے آگاہ کرتا ہے، شتر بے مہار کی طرح آزاد نہیں چھوڑتا کہ انسان جو چاہے کرتا پھرے، انسان انسان ہے، انسانیت کے بے شمار تقاضے ہیں، اسلام اُن تقاضوں سے باخبر کرتا ہے، اور حیوانیت، درندگی وبہیمیت کی زندگی سے انسان کو بچاتا ہے، نفس پرستوں کو اسلام کی یہ گرفت ناگوار ہوتی ہے، اور نفس پرستی میں سب کو شریک کرنا چاہتے ہیں۔ کہیں آزادیٔ نسواں کے لئے آرٹیکل لکھے جا رہے ہیں، کہیں پردہ کی مخالفت ہو رہی ہے، اور عجیب بات یہ ہے کہ اسلامیات کی ڈگریاں لینے والے اسلام کے خلاف بولتے اور لکھتے ہیں، اسلام پر لیکچر ہو رہا ہے، اور لڑکے لڑکیاں سب بے پردہ بے محابا ہو کر کلاس میں بیٹھتے ہیں اور عین اسلامی لیکچر کے وقت اسلام کی خلاف ورزی ہو رہی ہے، گذشتہ

Marfat.com

صدیوں میں جہالت کی وجہ سے اسلام اور اس کے اعمال سے غفلت تھی اور آج کل علم، ریسرچ، اور نام نہاد ترقی اور مغرب سے حاصل کی ہوئی نئی تاریکی (جسے نئی روشنی کہتے ہیں) اسلام کے سمجھنے سے اور اس کے علوم سے وابستہ ہونے اور اس کے تقاضوں پر عمل پیرا ہونے سے روک رہی ہے۔

آج جبکہ ہمارا معاشرہ اسلام کا مدعی ہوتے ہوئے روز بروز اسلام سے دور ہوتا جارہا ہے اور زندگی کے ہر شعبہ میں بے دینی جگہ پکڑتی جارہی ہے، اور ریڈیو، ٹی وی، فحش لٹریچر، ناولوں، افسانوں کی بہتات نے پوری طرح ذہنوں کو مسموم کردیا ہے، منکرات اور فواحش اور ان کے اسباب ودواعی کے دفاع اور انسداد کے لئے انتھک محنت اور کوشش کی ضرورت ہے، ہر شخص اپنی بساط کی بقدر اور مقدور بھر اس کے لئے کوشش کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ پھر دینی ہوائیں چلنے لگیں گی، حکومت کے افراد ہر محکمہ میں دینی احکام پر خود عمل پیرا ہوں، اور ماتحتوں کو بھی دین پر چلانے کی کوشش کریں، اصحابِ سیاست احکامِ شرعیہ پر عمل پیرا ہونے کی تلقین کرتے رہیں، صحافی حضرات اپنے ماہناموں اور ہفت روزہ جرائد میں اور روزانہ افق صحافت پر طلوع ہونے والے اخباروں میں دین اور دینیات کا چرچا کریں، غیر دینی مضامین اور اشتہارات سے اخباروں اور رسالوں کو پاک کریں، محکمہ ریڈیو گانے بجانے کو بند کرے، اور اصلاحی تقاریر کا سلسلہ زیادہ زور شور سے جاری کرے، سب نے مل کر جس طرح معاشرہ کو بگاڑا ہے اسی طرح سب ہمت کر کے اُس کی اصلاح کے لئے قدم اور قلم اٹھائیں اور ہر ممکن تدبیر کام میں لائیں۔

یوں تو پورے ہی معاشرہ کی اصلاح کی ضرورت ہے، لیکن خصوصیت کے ساتھ اصلاحِ نسواں پر زیادہ توجہ دینا ضروری ہے، کیونکہ ہر بچہ کا سب سے پہلا مدرسہ ماں کی گود ہے، ماں صحیح مسلمان ہوگی تو بچہ کو بھی اسلام سکھائے گی اور اسلام کے احکام وآداب کی تعلیم دے گی۔

اس کتاب میں اسلام کے تقاضے سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے اور جگہ جگہ حالاتِ حاضرہ پر تبصرہ کرتے ہوئے مسلمانوں کو جھنجوڑا ہے جو اخلاص اور ہمدردی پر مبنی ہے، اللہ جل شانہٗ سے امید ہے کہ یہ کتاب تاریکی میں روشن چراغ ثابت ہوگی اور ہر طبقہ کے مسلمانوں کے لئے نافع ومفید ہوگی، جو حضرات اس سے مستفید ہوں احقر راقم الحروف اور اس کے والدین اور اساتذہ اور بانی ''البلاغ'' حضرت مفتی اعظم قدس سرہٗ اور مدیر ''البلاغ'' اور ''البلاغ'' و ''مکتبہ دارالعلوم کراچی'' کے کارکنوں کو اپنی مخصوص دعاؤں میں ضرور یاد فرمائیں۔☆

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقِ وَهُوَ خَيْرُ مُعِيْنٌ وَّخَيْرُ رَفِيْقٌ، رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ط رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَالَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ، وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ط

العبد المحتاج الی رحمۃ ربہ

محمد عاشق الٰہی بلند شہری عفا اللہ عنہ

المدینۃ المنورہ یکم رجب ۹۹ھ

☆ ادارۂ اسلامیات کے بانی جناب محمد زکی کیفی صاحب رحمۃ اللہ اور کارکنان ادارہ کے لئے بھی دعاؤں کی درخواست ہے۔

Marfat.com

کتاب الایمان والعقائد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّيْ عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ

ایمان اور عقائد کا بیان

(۱) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ إِذْ طَلَعَ عَلَيْنَا رَجُلٌ شَدِيْدُ بَيَاضِ الثِّيَابِ شَدِيْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا يُرٰى عَلَيْهِ أَثَرُ السَّفَرِ وَلَا يَعْرِفُهٗ مِنَّا أَحَدٌ حَتّٰى جَلَسَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَسْنَدَ رُكْبَتَيْهِ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَوَضَعَ كَفَّيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْإِسْلَامُ أَنْ تَشْهَدَ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ إِنِ اسْتَطَعْتَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا، قَالَ صَدَقْتَ فَعَجِبْنَا لَهٗ يَسْأَلُهٗ وَيُصَدِّقُهٗ، قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِيْمَانِ قَالَ أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدْرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ، قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِحْسَانِ، قَالَ أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهٗ يَرَاكَ، قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ، قَالَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّآئِلِ، قَالَ فَأَخْبِرْنِيْ عَنْ أَمَارَاتِهَا قَالَ أَنْ تَلِدَ الْأَمَةُ رَبَّتَهَا وَأَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ الْعَالَةَ رِعَآءَ الشَّاءِ يَتَطَاوَلُوْنَ فِي الْبُنْيَانِ، قَالَ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا ثُمَّ قَالَ يَا عُمَرُ أَتَدْرِيْ مَنِ السَّآئِلُ قُلْتُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ أَعْلَمُ قَالَ فَإِنَّهٗ جِبْرِيْلُ أَتَاكُمْ يُعَلِّمُكُمْ دِيْنَكُمْ. (رواه مسلم)

ترجمہ: ''حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ایک دن ہم حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ایک شخص پر نظر پڑی، جو رسولِ خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چلا آرہا تھا، اس کے کپڑے بہت زیادہ سفید اور بال بہت زیادہ کالے تھے، اس کے حال سے سفر کے آثار ظاہر نہیں ہو رہے تھے، اور اسے ہم میں کوئی پہچانتا (بھی) نہ تھا، (اس کے اس حال سے تعجب اس لئے ہوا کہ مدینہ منورہ کا باشندہ ہوتا تو اسے ہم پہچانتے ہوتے، اور اگر مسافر تھا تو اس پر سفر کے آثار ظاہر ہوتے اور کپڑے میلے ہوتے، اس وقت تو یہ بھید ہم پر نہ کھلا، بعد میں آنحضرت ﷺ کے بتانے سے اس بھید کا پتہ چلا) وہ شخص چلتے چلتے (مجلس تک آپہنچا) حتیٰ کہ نبی کریم اسے اس قدر قریب ہو کر بیٹھ گیا کہ اپنے گھٹنے آنحضرت ﷺ کے گھٹنوں سے ملا دیئے، اور اپنی ہتھیلیاں آپ ﷺ کی رانوں[1] پر رکھ دیں، اور اس نے سوال کیا کہ: ''اے محمد (ﷺ) مجھے بتایئے اسلام کیا ہے؟''

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی دے، اور

---

[1] وقد جاء تصریح ذلک عند النسائی فی روایة ابی هریرةؓ

Marfat.com

نماز قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے، اور بیت اللہ کا حج کرے بشرطیکہ تجھے وہاں تک پہنچنے کی استطاعت ہو۔

اس جواب کو سن کر اس شخص نے کہا صَدَقْتَ (آپ ﷺ نے ٹھیک فرمایا) حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم کو اس کی اس بات پر تعجب ہوا کہ سوال بھی کرتا ہے اور پھر ایسے انداز میں ٹھیک بتاتا ہے (جیسے پہلے سے جانتا ہو) پھر اس نے کہا کہ بتائیے ایمان کیا ہے؟

نبی کریم ﷺ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ پر ایمان لائے اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر، اور تقدیر پر بھلی ہو یا بری۔

یہ جواب سن کر اُس نے پھر وہی کہا صَدَقْتَ (آپ ﷺ نے ٹھیک فرمایا) پھر اس نے سوال کیا، اچھا بتائیے احسان کیا ہے؟

آنحضرت ﷺ نے فرمایا، احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی اس طرح عبادت کرے، جیسے تو اسے دیکھ رہا ہے، سو اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا ہے (یعنی اگر تجھے ایسی قوتِ استحضار حاصل نہیں ہے کہ تو یہ سمجھتے ہوئے عبادت کرے کہ میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں تو کم از کم یہ سمجھ کہ) بلاشبہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے۔

پھر اس نے سوال کیا کہ اچھا یہ بتائیے قیامت کب آئے گی؟

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سوال کرنے والا اور جس سے سوال کیا گیا ہے دونوں اس بارے میں برابر ہیں..... (نہ مجھے معلوم ہے نہ تم واقف ہو)

پھر اس نے کہا، اچھا تو اس کی نشانیاں بتا دیجئے؟

آنحضرت ﷺ نے فرمایا اس کی (بعض نشانیاں یہ ہیں) عورتیں ایسی لڑکیاں جنیں جو اپنی ماں کی سردار ہوں، اور ایک نشانی یہ ہے کہ تو ننگے پیر ننگے بدن والے فقیروں اور بکریاں چرانے والوں کو دیکھے کہ اونچے اونچے مکان بنا کر آپس میں فخر کریں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس سوال و جواب کے بعد وہ شخص چلا گیا، اور میں بہت دیر تک (سوال سے) رُکا رہا، پھر آنحضرت ﷺ نے خود ہی سوال فرمایا کہ اے عمر! کیا تم جانتے ہو کہ یہ سائل کون تھا؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی خوب جانتے ہیں، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ جبرئیلؑ تھے، اس غرض سے آئے تھے کہ (تمہارے سامنے سوال کر کے) تمہیں تمہارا دین سکھائیں"۔ (مسلم شریف)

تشریح:- یہ حدیث "حدیث جبرئیل" کے نام سے مشہور ہے، جو بڑے اہم امور پر مشتمل ہے، اس میں تمام اعمالِ ظاہرہ و باطنہ آ گئے، شریعت کے تمام علوم کو حاوی ہے، جس طرح سورۂ فاتحہ کو "اُمّ القرآن" کہا جاتا ہے اسی طرح اس حدیث کو "اُمّ الحدیث" کہنا زیبا ہے۔ بسا اوقات حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم دربارِ رسالت ﷺ کے رُعب کی وجہ سے کچھ دریافت نہیں کر سکتے تھے اور یہ چاہا کرتے تھے کہ کوئی دیہاتی آ جائے تو وہ کچھ دریافت کر لے تو ہم کو بھی واقفیت ہو جائے، اسی رُعب کو اللہ تعالیٰ نے حضرات صحابہؓ کے مزاجوں سے اس طرح دور فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا تا کہ وہ اپنے حال سے بھی تعلیم دیں اور سوال سے بھی۔

Marfat.com

حضرت جبرئیلؑ مجلس نبوی میں طالب علم کی حیثیت سے:- چنانچہ سب سے پہلی تعلیم انہوں نے اپنے عمل سے یہ دی کہ صاف ستھرے کپڑے پہنے ہوئے آئے، اور اس طرح بتا دیا کہ علومِ دین حاصل کرنے والے کو اپنے شیخ کی خدمت میں اچھے حال میں پہنچنا چاہئے، نیز انہوں نے اپنے عمل سے یہ بھی بتایا کہ استاذ کے قریب بیٹھنا چاہئے، جتنا قریب ہو جائے بہتر ہے، اس کے بعد انہوں نے سوالات شروع کئے۔

ارکانِ اسلام:- سائل مذکور یعنی جبرئیل علیہ السلام نے سب سے پہلے اسلام کے بارے میں سوال کیا، آنحضرت ﷺ نے اُن کے سوال کا جواب دیتے ہوئے اسلام کے پانچوں ارکان ارشاد فرما دیئے:

(۱) کلمہ طیبہ کی گواہی دینا (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ دینا (۴) رمضان المبارک کے روزے رکھنا (۵) بیت اللہ کا حج کرنا بشرط استطاعت۔

ایک روایت میں ہے (جو آئندہ آرہی ہے) کہ ان پانچوں چیزوں پر اسلام کی بنیاد ہے، اسلام گویا ایک مکان ہے جو اِن ستونوں پر قائم ہے۔

اسلام کے بنیادی عقائد:- جب سائل نے ایمان کے متعلق سوال کیا تو آنحضرت ﷺ نے چھ چیزوں پر ایمان لانے کا ذکر فرما دیا (جس کو ہمارے عرف میں ''ایمان مفصل'' کہا جاتا ہے):

(۱) اللہ پر ایمان لانا، یعنی اس کی ذات وصفات کو اسی طرح ماننا جس طرح کتاب اللہ اور رسول اللہ تعالیٰ ﷺ نے بتایا ہے۔

(۲) فرشتوں پر ایمان لانا، اُن کو خدا کی مخلوق اور اس کا فرمانبردار بندہ سمجھنا، اور اُن کے وجود کا قائل ہونا۔

(۳) اللہ کی کتابوں پر ایمان لانا، اس کی تمام کتابوں کو حق سمجھنا، اور اس کا قائل ہونا کہ اس نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے مختلف پیغمبروں پر مختلف کتابیں نازل فرمائی ہیں، اور اُن میں جو کچھ ہے سب حق ہے، اللہ نے جس کتاب پر جس جس وقت عمل کرانا چاہا اپنے بندوں کو حکم دیا، اور اب اس نے قیامت تک صرف اپنی آخری کتاب قرآن مجید کو عمل کے لئے تجویز فرمایا ہے، جو آخری نبی حضرت فخر عالم محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمائی۔

(۴) اللہ کے پیغمبروں پر ایمان لانا، کہ اللہ نے اپنے بندوں کی ہدایت کے لئے بڑی تعداد میں پیغمبر بھیجے ہیں ان سب پر ایمان رکھتا ہوں، یعنی سب کو اللہ کا پیغمبر مانتا ہوں، سب ہادی تھے، وہ ساری مخلوق سے افضل ہیں، اُن کی ذرا سی گستاخی کرنا بھی کفر ہے، سب سے آخر میں اللہ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو خاتم النبیین بنا کر بھیجا، وہ قیامت تک سارے عالم کے واسطے اللہ کے رسول ہیں، اُن کا ماننا اور ان کے لائے ہوئے احکامات پر عمل کرنا فرض اور ضروری ہے، اور انہوں نے جو عقائد بتائے ہیں اُن کا ماننا فرض ہے، ان کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا، جو شخص اُن کے بعد کسی کو نبی یا رسول مانے وہ اللہ تعالیٰ کے صریح ارشاد وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کا منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہے، خواہ اس کا نام مسلمانوں کے ناموں کی طرح ہو۔

(۵) آخرت کے دن پر ایمان لانا، یعنی قیامت آنے اور مرنے کے بعد جی اُٹھنے اور حساب وکتاب، پل صراط، جنت اور جہنم اور وہ واقعات جن کا ذکر قرآن وحدیث میں خاص قیامت کے دن اور اس کے بعد

Marfat.com

کے حالات کے سلسلہ میں آیا ہے اُن سب کو حق جاننا اور ماننا۔

(۶) تقدیر پر ایمان لانا، یعنی اس کو ماننا کہ اللہ جل شانہٗ نے کائناتِ عالم کے ہر بناؤ بگاڑ اور عدم و وجود کے متعلق اندازے مقرر فرمائے ہیں کہ ایسا ایسا ہوگا، جس کے حق میں اللہ تعالیٰ نے جو بھی خیر و شر مقرر فرمائی ہے وہ ہو کر رہے گی۔

ان چھ چیزوں پر ایمان لانا، ان کو بغیر کسی رَیب اور شک کے سچے دل سے ماننا ایمان ہے، جتنے بھی عقائد اور اعمال ہیں، وہ ان چھ میں آجاتے ہیں۔

احسان کیا ہے؟:- جب سائل نے دریافت کیا کہ احسان کیا ہے؟ تو سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی اس طرح عبادت کرو جیسے تم اس کو دیکھ رہے ہو، اگر یہ مرتبہ تم کو حاصل نہیں تو کم از کم یہ سمجھ کر تو ضرور ہی عبادت کرو کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے، ایسا تصور کرنے سے عبادت صحیح صحیح ادا ہوگی، اور عبادت کو برے دل سے سستی کے ساتھ ادا نہ کیا جائے گا، جیسے کوئی شخص اپنا مکان مزدوروں سے بنوائے اور خود سامنے کھڑے ہو کر کام کرائے تو مزدور و معمار خوب دل لگا کر اچھی طرح کام کریں گے۔

سارے تصوّف اور طریقت کا حاصل یہی ہے کہ احسان کی صفت پیدا ہو جائے۔ جن حضرات کو یہ صفت حاصل ہے اُن کی خدمت میں رہ کر اور اُن کی ہدایات کے موافق نفس کی تربیت کر کے یہ صفت حاصل ہو سکتی ہے۔

قیامت کی چند نشانیاں:- اس کے بعد اس سائل نے عرض کیا کہ قیامت کب آئے گی؟ تو اس کے جواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس سلسلہ میں میں اور تم برابر ہیں۔ اس نے دوبارہ سوال کیا کہ اس کی نشانیاں بتا دیجئے؟ تو آپ ﷺ نے قیامت سے پہلے پہلے ہو جانے والی (بے شمار نشانیوں میں سے) دو نشانیاں بتا دیں۔

اوّل یہ کہ عورتیں ایسی لڑکیاں جننے لگیں جو اپنی ماؤں پر سرداری کریں، یعنی ایسی ناہنجار اولاد پیدا ہونے لگے جن کے اخلاق بہت گرے ہوں جو اپنے ماں باپ پر حکم چلائیں، اور ان کو غلاموں کی طرح حکم دے کر کام کرائیں، (جیسا کہ آج کل ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں) لڑکی کو بطور مثال ذکر فرمایا ہے، ورنہ اس سے لڑکا لڑکی دونوں مراد ہیں، اسی طرح ماں کا ذکر بھی بطور مثال ہے کیونکہ ماں حسن سلوک اور فرمانبرداری کی سب سے زیادہ مستحق ہے، جو اس کے ساتھ حاکمانہ برتاؤ کرے وہ دوسروں کے ساتھ کس طرح شرافت اور تہذیب سے پیش آسکتا ہے؟

اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا کے اور معنی بھی بیان کئے گئے ہیں، جو حدیث و فقہ کے مباحث جاننے پر سمجھ میں آسکتے ہیں، عوام کو ان کا سمجھانا مشکل ہے، اس لئے ترک کر دیا گیا، اور جو معنی بیان کئے ہیں زیادہ واضح ہیں۔

عمارتوں پر فخر کرنے کا رواج:- قیامت کی دوسری نشانی آنحضرت ﷺ نے یہ بتائی کہ ننگے پیر پھرنے والے اور ننگے بدن رہنے والے اور تنگ دست لوگ جن کے پاس تن ڈھانکنے کو نہ کپڑا ہو اور نہ پیر میں ڈالنے کو جوتا ہو اور بکریاں چرانے والے اونچے اونچے مکانات بنا کر فخر کرنے لگیں گے، اس کے دو مطلب ہو سکتے ہیں، ایک یہ کہ انقلاب رونما ہوگا، اور ایسے تنگ دست لوگ جن کے پاس تن ڈھانکنے کو کپڑا نہ ہو، اور پیر میں ڈالنے کو جوتا نہ ہو اور ان کا گزارہ دیہاتی زندگی پر ہو، بکریاں چرا چرا کر گزارہ کرتے ہوں،

Marfat.com

اُن کے پاس مال کی فراوانی ہو جائے گی، اور اپنی کم سمجھی کیوجہ سے اُن کے نزدیک اس مال کا مصرف بس اس سے زیادہ نہ ہوگا کہ اسے مٹی اور گارے میں لگا لگا کر مکانوں کی بلندیوں پر فخر کریں۔

دوسرا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ اپنے تنگدست اور فقیر ہوتے ہوئے بھی کہ اُن کے پاس جوتا اور کپڑا تک نہ ہوگا بھیک مانگ مانگ کر اور بکریاں چرا چرا کر تھوڑا بہت جمع کر کے اور پیٹ کاٹ کاٹ کر بلند مکان بنائیں گے، اور آپس میں فخر کریں گے۔

گونگے، بہرے، ننگے بادشاہ:۔ لیکن پہلا مطلب دوسری روایت کے زیادہ قریب ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور وہ یہ کہ:

وَاِذَا رَاَیْتَ الْحُفَاۃَ الْعُرَاۃَ الصُّمَّ الْبُکْمَ مُلُوْکَ الْاَرْضِ

''جب تو ننگے پیر، ننگے بدن والے گونگے، بہرے لوگوں کو دیکھے کہ وہ زمین کے بادشاہ بن گئے''

اس حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ تنگدست اور مفلس لوگ جو اخلاق میں اتنے گرے ہوئے ہوں کہ حق سننے سے بہرے اور حق کے بولنے سے گونگے ہوں گے ان کو اقتدار مل جائے گا، اور دولت ملنے پر بلند مکانات بنا بنا کر اپنی بڑائی جتائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں یہ بھی ہے کہ رسول اللہ تعالیٰ ﷺ نے آخر میں فرمایا: فِیْ خَمْسٍ لَا یَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ، کہ قیامت کا علم ان ہی پانچ چیزوں میں ہے جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، جن کا ذکر سورۂ لقمان کی آخری آیت اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ میں ہے۔

حدیثِ جبرئیلؑ سے ایمان کے بنیادی عقائد اجمالی طور پر معلوم ہوئے، اب ہم اسلامی عقائد تفصیل کے ساتھ لکھتے ہیں، ان کو سمجھئے اور یاد کیجئے اور بچوں کو پڑھایئے اور سمجھا کر یاد کرایئے۔

دین اسلام کے علاوہ کوئی دین اللہ کے نزدیک مقبول نہیں ہے

(۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تعالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ لَا یَسْمَعُ بِیْ اَحَدٌ مِّنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ یَهُوْدِیٌّ وَّلَا نَصْرَانِیٌّ ثُمَّ یَمُوْتُ وَلَمْ یُؤْمِنْ م بِالَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِهٖ اِلَّا کَانَ مِنْ اَصْحَابِ النَّارِ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے اس امت[1] میں سے جس کسی شخص کو میرے بارے میں یہ علم ہوگا کہ اللہ نے مجھے نبی بنا کر بھیجا ہے اور وہ مجھ پر ایمان لائے بغیر مر جائے تو وہ ضرور دوزخی ہوگا، خواہ یہودی ہو خواہ نصرانی ہو۔ (مشکوٰۃ ص ۱۲ از مسلم)

تشریح:۔ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا، جو (شخص) آپ ﷺ کے بعد کسی کو نبی مانے وہ کافر ہے، خواہ کیسا ہی اسلام کا دعویٰ کرے، آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ

[1] اس امت سے امت دعوت یعنی وہ سب انسان مراد ہیں جو حضور اقدس ﷺ کی بعثت کے وقت دنیا میں تھے یا اس کے بعد قیامت تک پیدا ہوں گے۔ ۱۲

Marfat.com

نے جب سے مبعوث فرمایا ہر مرد و عورت انسان اور جن پر آپ ﷺ کی نبوت پر ایمان لانا اور آپ ﷺ کے لائے ہوئے دین کو ماننا فرض ہو گیا۔ قیامت تک جتنے بھی انسان اور جنات ہوں گے آپ ﷺ سب کے نبی ہیں، اور سب کی طرف مبعوث ہیں، آپ ﷺ کی بعثت پر دیگر تمام انبیاءِ کرم علیہم السلام کی شریعتیں منسوخ کر دی گئیں، اب نجات کا راستہ صرف اور صرف یہی ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائیں، اور آپ ﷺ کی شریعت پر چلیں، کوئی یہودی ہو یا نصرانی، بدھسٹ ہو یا پارسی، ہندو ہو یا اور کسی مذہب کا پیرو، اس کی نجات صرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے میں اور آپ ﷺ کے دین پر عمل پیرا ہونے میں ہے، کوئی کیسا ہی عبادت گزار اور تارکِ دنیا اور ریاضت و مجاہدہ والا ہو اگر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے بغیر مر گیا تو ہمیشہ کے لئے دوزخی ہوگا، اس کی نجات کبھی بھی نہ ہوگی، قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا کَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ۝ (سورۂ سبا، ع ۳)

"اور ہم نے تو آپ کو تمام لوگوں کے واسطے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے، خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے، لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے"۔

آج کل لوگ ایمان اور ایمانیات کے جاننے اور سمجھنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتے، اکثر تو ایسے ہیں جو علم دین اور علم دنیا دونوں سے بے بہرہ ہیں، اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جو علومِ عصریہ (سائنس، آرٹس وغیرہ) کے پیچھے دوڑ لگاتے ہیں اور ان میں ماہر ہو کر بڑی بڑی نوکریاں بھی حاصل کر لیتے ہیں، لیکن ایمان اور اُس کے تقاضوں سے بالکل نابلد ہوتے ہیں۔ ناواقفوں سے اسلام کی باتیں سنتے ہیں، پھر اُن پر اعتراض کرتے ہیں، ایمانیات کے سمجھنے کے لئے ایک گھنٹہ بھی خرچ نہیں کرتے، ایسے لوگوں کو دشمنانِ دین طرح طرح کی ملحدانہ باتیں سمجھا دیتے ہیں، کوئی تو وحدتِ ادیان کا قائل ہے، یعنی اپنی جہالت سے یہ سمجھتا ہے کہ تمام مذاہب کا مقصود ایک ہی ہے گو راستے الگ الگ ہیں، اس لئے اُن کے خیال میں جو مذہب بھی اختیار کر لے نجات پا جائے گا، والعیاذ باللہ، اور کچھ لوگ مذہب کے قائل نہیں، یہ لوگ مذہب کو مذہب والوں کا گورکھ دھندا بتا کر دنیا کی عیش و عشرت میں لگے رہتے ہیں، کچھ لوگ زر اور زن کی خاطر اسلام کو چھوڑ کر نصرانیت اختیار کر لیتے ہیں۔

حضور اقدس ﷺ نے واضح الفاظ میں بتا دیا کہ میری بعثت کے بعد میرے دین کے علاوہ جو بھی کوئی دوسرا دین اختیار کرے گا ہمیشہ کے لئے دوزخ میں جائے گا، خوب سمجھ لو اور سمجھا دو، جو لوگ کسی بھی مذہب کے قائل نہیں، وہ بھی منکر اسلام ہیں، اور ہمیشہ کے لئے دوزخی ہیں۔ اس بات کے کہنے میں نہ جھجکو، خوب ڈنکے کی چوٹ بیان کرو۔

بہت سے ہندو، نصرانی اور بدھسٹ اسلام کو حق جانتے ہیں لیکن دنیاوی منافع اور قوم و برادری کی ناراضگی اور بچوں کے بیاہ شادی کے مسائل کو سوچ کر اور بعض یہ معلوم کر کے کہ اسلام سراپا عمل ہے، اور ہر شعبہ زندگی میں مذہب کی پابندی کیسے کریں گے اسلام کو قبول نہیں کرتے ان لوگوں نے اسلام کو حق تو جانا مگر قبول نہیں کیا، اور یہ سمجھ کر رہ گئے کہ جیسے دوسرے رواجی دین ہیں ایسے ہی اسلام بھی ایک دین ہے، حالانکہ اسلام قبول کرنے پر اللہ تعالیٰ نے جو خالق و مالک ہے آخرت کی نجات کا مدار رکھا ہے، جو اسلام قبول

Marfat.com

کرے گا، اور اسی پر مرے گا جنتی ہوگا، اور جو اسلام کے علاوہ کسی دین پر مرے گا یا ملحد و زندیق یا بے دین ہو گا، وہ ہمیشہ کے لئے دوزخ میں جائے گا۔ مسئلہ صرف دنیا کا نہیں ہے، ہمیشہ کے عذاب سے بچنے کا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ (آل عمران، ع ۸)

''جو شخص اسلام کے علاوہ کسی دین کو اختیار کرے گا تو وہ دین اس سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا اور وہ آخرت میں گھاٹا اٹھانے والوں میں سے ہوگا''۔

اے ایمان والو! اسلام سیکھو، اس کے عقائد معلوم کرو، ایمان کی حفاظت کرو اور اسلام کی دعوت کافروں کو دیتے رہو، اسلام قبول کرنے میں ان کا بھلا ہے۔

ایمان کی حلاوت اور اُس کے اہم تقاضے

(۳) وَعَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تعالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاقَ طَعْمَ الْاِيْمَانِ مَنْ رَضِىَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا. (رواہ مسلم)

ترجمہ: ''حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اس نے ایمان کا مزہ پالیا جو سچے دل سے اس بات پر راضی اور خوش ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنا رب مانتا ہے، اور اسلام کو اپنا دین مانتا ہے اور محمد (مصطفیٰ ﷺ) کو اپنا رسول مانتا ہے''۔ (مشکوٰۃ ص ۱۲ عن مسلم)

(۴) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثٌ مَّنْ كُنَّ فِيْهِ وَجَدَ بِهِنَّ حَلَاوَةَ الْاِيْمَانِ مَنْ كَانَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِمَّا سِوَاهُمَا وَمَنْ اَحَبَّ عَبْدًا لَّا يُحِبُّهٗ اِلَّا لِلّٰهِ وَمَنْ يَّكْرَهُ اَنْ يَّعُوْدَ فِى الْكُفْرِ بَعْدَ اَنْ اَنْقَذَهُ اللّٰهُ مِنْهُ كَمَا يَكْرَهُ اَنْ يُّلْقٰى فِى النَّارِ. (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین چیزیں جس شخص میں ہوں گی وہ اُن کی وجہ سے ایمان کی مٹھاس محسوس کر لے گا۔ اوّل: یہ کہ اللہ اور اس کا رسول ﷺ سب سے زیادہ محبوب ہوں۔ دوم: کفر میں واپس جانا اس کو ایسا ہی ناگوار ہو جیسا کہ آگ میں ڈالا جانا ناگوار ہے''۔ سوم: کسی بندے سے صرف اور صرف اللہ کی رضا کے لئے محبت کرے۔ (مشکوٰۃ، ص ۱۲ عن البخاری و مسلم)

تشریح:- ان دونوں حدیثوں میں مومن کی چند خاص بلند صفات بتائی ہیں اور ارشاد فرمایا ہے کہ مسلمان آدمی کو دل کی گہرائی سے یقین کی سچائی کے ساتھ ایمان لانا چاہئے، ایسا ایمان ہو جو دل میں رَچ جائے، رگ و پے میں سما جائے، مسلمان کے گھر پیدا ہونے کی وجہ سے یا مسلم معاشرہ میں رہنے کی وجہ سے اپنے کو صرف سرسری طور پر مسلمان نہ سمجھے، بلکہ اسلام کو نعمتِ عظیمہ سمجھے، دل کی گہرائی سے قبول کرے، اللہ کو اپنا رب مانے اور اسلام کو اپنا دین حق ماننے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اپنا رسول ماننے پر ظاہر و باطن سے اور دل و

Marfat.com

جان سے راضی اور خوش ہو، اور اس دولت کو سب سے بڑی دولت سمجھے، جس شخص میں یہ بات ہوگی وہ ایمان کا مزہ اپنے اندر محسوس کر لے گا اور اس مزہ کے سامنے دنیا کے کسی مزہ کو نظر میں نہ لائے گا، ایمان کے تقاضوں میں سب سے بڑا تقاضا یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اتنی زیادہ محبت ہو جو کسی سے بھی نہ ہو، نہ اولاد سے نہ ماں باپ سے، نہ کسی عہدہ دار سے، نہ جاہ و مرتبہ سے، نہ مال و دولت سے نہ حکومت و مملکت سے، اور تعلقات کا رُخ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے تعلق کی طرف موڑ دے، یعنی جس بندہ سے محبت ہو اللہ کے لئے ہو کہ یہ بندہ اللہ سے تعلق رکھتا ہے، نمازوں کا پابند ہے، ذکر و تلاوت میں مشغول رہتا ہے، اللہ کے دین کی خدمت میں لگا رہتا ہے، اس کو اللہ سے تعلق ہے اللہ کو اس سے تعلق ہے، اسی تعلق کی بنیاد پر میں بھی اس سے محبت کرتا ہوں۔ اسی طرح بغض اور نفرت کا رُخ بھی اسی اصول پر ہو کہ فلاں شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا باغی ہے، مجھے اس سے نفرت ہے، اور دل سے اسے مبغوض رکھتا ہوں، مومن کے یقین کی پختگی کا یہ عالم ہو کہ کفر اختیار کرنے پر جو قرآن و حدیث میں دوزخ کی سزا بتائی ہے، اس پر ایسا یقین ہو کہ جیسے دنیا میں آگ سامنے ہو، اور اس میں کفر اختیار کرنے والے کو آنکھوں کے سامنے ڈالا جاتا ہو، بلکہ جزا و سزا کے تصور سے بالاتر ہو کر سوچے تو اسے کفر اختیار کرنا آگ میں ڈالے جانے کے برابر برا اور مبغوض معلوم ہوتا ہو، کیونکہ جس نے وجود دیا اور جان بخشی، اس کا اور اس کے رسولؐ، اس کی کتابوں اور اس کے دین کا انکار اتنی بڑی حماقت ہے جیسے کوئی دیکھتے بھالتے دِہکتے انگاروں میں کود جائے، کفر کی سزا دوزخ تو ہے ہی، لیکن کفر اختیار کرنا بھی سمجھدار اور شریف انسان کے لئے جو اللہ کی خالقیت اور مالکیت کو جانتا ہے دوزخ سے کم نہیں، یہ بات ذرا غور کرنے سے سمجھ میں آئے گی۔

قیامت اور تقدیر پر ایمان لانا فرض ہے

(۵) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُؤْمِنَ بِاَرْبَعٍ يَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ بَعَثَنِيْ بِالْحَقِّ وَيُؤْمِنُ بِالْمَوْتِ وَالْبَعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ، وَيُؤْمِنُ بِالْقَدْرِ. (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

ترجمہ:- ”حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی بندہ مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ چار باتوں پر ایمان نہ لائے۔ اوّل اس امر کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میرے بارے میں گواہی دے کہ میں اللہ کا رسول ہوں، مجھے اس نے حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ دوم اس بات پر ایمان لائے کہ مرنا ضروری ہے۔ سوم مرنے کے بعد جی اُٹھنے پر۔ چہارم تقدیر پر ایمان لائے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۲ عن الترمذی وابن ماجہ)

تشریح:- اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ چار چیزوں پر ایمان نہ لائے تو مومن نہیں ہو سکتا۔

ان میں سب سے اوّل توحید و رسالت کی گواہی ہے، جو ایمانیات کی سب سے پہلی اور بنیادی چیز ہے، اللہ تعالیٰ شانہٗ کے معبود برحق اور وحدہٗ لاشریک ہونے کی گواہی دینا، اور اس کی ذات و صفات کو اس طرح ماننا جس طرح قرآن و حدیث میں بیان فرمایا ہے اور لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی گواہی میں یہ سب آجاتا

Marfat.com

ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو اللہ کے پیغمبر ماننے میں آپ کی ارشاد فرمودہ تمام چیزوں پر ایمان لانا آ جاتا ہے، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ: لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی گواہی دیتا ہوں، لیکن قرآن شریف کی کسی بات کو مانے اور کسی بات کو نہ مانے، یا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی کسی بات کو غلط کہے یا کسی بات کا مذاق بنائے، یا آپ ﷺ نے جو غیب کی خبریں دی ہیں (جن میں قبر، حشر نشر، حساب کتاب، پل صراط، جنت و دوزخ کے احوال بھی شامل ہیں) اُن میں سے کسی ایک میں ذرا سا بھی شک کرے تو وہ مسلمان نہیں ہے، خواہ کیسا ہی کلمہ گو ہونے کا دعویٰ کرے۔ بہت سے لوگ عیسائیوں اور یہودیوں سے پی ایچ ڈی کی ڈگری لیتے ہیں، اور ڈگری بھی اسلامیات نام کی ہوتی ہے، جب یہ لوگ یورپ اور امریکہ ان ڈگریوں کے لئے جاتے ہیں تو دشمنانِ دین اُن کو اسلام پر اعتراض سمجھا دیتے ہیں۔ اسلامی عقائد کو ان کے دلوں میں مشکوک کر دیتے ہیں، اور ان لوگوں نے ڈگریوں کے یہ دھندے نکالے ہی اس لئے ہیں کہ مسلم نوجوانوں کو اسلام کے بارے میں شک کرنے والا بنا دیں، اور ان کے ایمان کو اُن کے دلوں سے کھرچ دیں۔ بعضے جاہل کہتے ہیں کہ فلاں چیز اسلام کے بنیادی عقیدوں میں نہیں ہے اس لئے اس کا منکر ہو جائے تو کافر نہ ہوگا، یہ اُن کی جاہلانہ باتیں ہیں، بنیادی اور بے بنیادی کا فرق ملحدوں نے بجھایا ہے، جب کوئی شخص اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لے آیا تو اللہ رسول ﷺ کی ہر بات کا ماننا ضروری ہو گیا، اور اسلامی عقائد میں داخل ہو گیا۔ بعضے لوگ اپنی جہالت سے کہتے ہیں کہ فلاں چیز قرآن میں نہیں ہے، اس لئے اس کا ماننا ضروری نہیں ہے، یہ بات بھی ملحدوں اور زندیقوں نے چلائی ہے، اگر صاف صاف تصریح کے ساتھ کوئی چیز قرآن میں نہ ہو، لیکن حضور اقدس ﷺ نے بتائی ہو تب بھی اس پر ایمان لانا فرض ہے۔ حضور ﷺ کو اللہ کا نبی مانا اور آپ ﷺ کی کسی بات ماننے سے انکاری ہو گئے اور یہ بہانہ کر دیا کہ قرآن میں نہیں ہے، یہ بھی تو بے دینی کی بات ہے، اور جب آپ ﷺ کی کسی بات کے صحیح ہونے میں شک کر لیا تو پھر آپ ﷺ کے رسول ہونے پر کہاں یقین رہا۔ ایک زمانہ تھا جب ایمان کی ہوائیں اور فضائیں تھیں، اس وقت مشرک و کافر جوق در جوق اسلام میں داخل ہوتے تھے، اور آج کل الحاد و ارتداد کا دَور ہے، مسلمانوں کی نسلیں اندر اندر کفری عقائد اختیار کر رہی ہیں، ان کو ایمانیات میں شک رہتا ہے، اور بظاہر اپنے کو مسلمان کہتے ہیں، والدین پر فرض ہے کہ ایمان اور ایمانیات تفصیل سے بچوں کو سکھائیں، اور ایسے ماحول سے بچائیں، جس میں جا کر اُن کے عقائدِ اسلامیہ میں شک پیدا ہو۔ حدیث بالا میں نمبر ۲ پر ایمان لانا اور نمبر ۳ پر موت کے بعد حساب کتاب کے لئے زندہ ہو جانے پر ایمان لانا مذکور ہے۔ ان دونوں چیزوں پر ایمان لانا بھی فرض ہے، سب لوگ مریں گے اس کو تو لوگ یوں بھی مان لیتے ہیں، لیکن مرنے کے بعد زندہ ہونا اور حساب کتاب ہونا اس کو ملحد اور بے دین نہیں مانتے اور ایسی بے دینی کی باتیں وہ لوگ مسلمان بچوں میں پھیلاتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مر گیا سو مر گیا، پھر زندہ ہونا اور حساب کتاب، جنت و دوزخ کا وجود اُن کی سمجھ میں نہیں آتا، اور ایسی ہی بے دینی کی باتیں لڑکیوں اور لڑکوں کے ذہن میں ڈال دیتے ہیں، اے مسلمانو! اپنی اولاد پر رحم کرو، اور ان کو ملحدوں اور بے دینوں سے بچاؤ۔

Marfat.com

چوتھی چیز جو حدیث بالا میں مذکور ہے، وہ ایمان بالقدر ہے، یعنی تقدیر پر ایمان لانا ہے، یہ بھی ایمانیات کا بہت بڑا جزو ہے۔ حدیث جبرئیل میں بھی اس کا ذکر گزر چکا ہے، اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کو پیدا فرمانے سے پہلے ہر چیز کے بارے میں طے فرما دیا کہ ایسا ایسا ہوگا، یہ تقدیر ہے اور اس پر ایمان لانا بھی فرض ہے۔

بہت سے لوگوں کو تقدیر میں شک رہتا ہے، اور اس کے خلاف باتیں بناتے رہتے ہیں، اور اس کے صحیح ہونے میں نہ صرف یہ کہ شک کرتے ہیں بلکہ اس کا عقیدہ رکھنے پر اعتراض بھی کرتے ہیں، حالانکہ تقدیر کا انکار بھی قرآن وحدیث کا انکار ہے جو کفر ہے۔ سمجھ میں آئے یا نہ آئے قرآن وحدیث کی ہر بات پر ایمان لانا فرض ہے۔

ابن الدیلمی نے بیان کیا کہ میرے دل میں تقدیر کی جانب سے کچھ وسوسہ آنے لگا تو میں حضرت اُبیَ بن کعب ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن سے وسوسہ کی حالت بیان کر کے عرض کیا کہ مجھے کچھ باتیں بتائیے، تاکہ اللہ تعالیٰ میرے دل سے وسوسہ کو نکالے۔ حضرت اُبیَ بن کعبؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ (سب کا خالق ومالک ہے، اسے اپنی مخلوق کے بارے میں ہر طرح کا پورا پورا اختیار ہے) اگر تمام آسمانوں کے رہنے والوں کو اور زمین کے تمام رہنے والوں کو عذاب دے تو وہ ذرہ بھر بھی ظالم نہ ہوگا (کیونکہ اس نے اپنی ملکیت میں تصرف فرمایا) اور اگر وہ اُن سب پر رحمت فرمائے تو اس کی رحمت اُن کے اعمال سے بہتر ہو گی، اور اگر تو اُحد پہاڑ کے برابر (بھی) فی سبیل اللہ سونا خرچ کر دے تب بھی اللہ تجھ سے اس وقت تک قبول نہ فرمائے گا جب تک تو تقدیر پر ایمان نہ لائے، اور اس بات کا یقین نہ کرے کہ جو کچھ دُکھ تکلیف، آرام راحت، نفع وضرر تجھ کو پہنچا وہ خطا کرنے والا ہی نہ تھا، یعنی اس کا پہنچنا ضروری تھا، اور جو کچھ تجھ سے خطا کر گیا (یعنی جو دُکھ تکلیف، نفع وضرر، آرام وراحت تجھ کو نہ پہنچا) وہ پہنچنے والا ہی نہ تھا، اگر تو اس عقیدہ کے خلاف دوسرے عقیدہ پر مرا تو دوزخ میں جائے گا۔

ابن الدیلمیؒ کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں حضرت عبداللہ بن مسعود ﷺ کے پاس گیا، انہوں نے بھی وہی جواب دیا، پھر میں حضرت حذیفہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو انہوں نے بھی وہی جواب دیا، پھر میں حضرت زید بن ثابت ﷺ کے پاس آیا، انہوں نے حضور اقدس ﷺ سے یہی مضمون نقل فرمایا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۳، عن احمد وابی داؤد وابن ماجہ)

مشرکوں کی بخشش نہ ہوگی

(۲) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِثْنَتَانِ مُوْجِبَتَانِ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا الْمُوْجِبَتَانِ قَالَ مَنْ مَّاتَ یُشْرِکُ بِاللّٰہِ دَخَلَ النَّارَ وَمَنْ مَّاتَ لَا یُشْرِکُ بِاللّٰہِ دَخَلَ الْجَنَّۃَ. (رواہ مسلم)

ترجمہ:- ”حضرت جابر ﷺ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دو چیزیں واجب کرنے والی ہیں۔ ایک شخص نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! کونسی دو چیزیں واجب کرنے والی

Marfat.com

ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اس حال میں مرگیا کہ اللہ کے ساتھ شریک کرتا تھا، وہ دوزخ میں داخل ہوگا اور جو شخص اس حال میں مرا کہ اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتا تھا (بلکہ اللہ کو ایک مانتا تھا اور اس کے دین کو قبول کئے ہوئے تھا) وہ جنت میں داخل ہوگا"۔ (مشکوٰۃ، ص ۱۵ عن المسلم)

تشریح:- اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ کی ذات وصفات میں کسی چیز کو شریک نہ کرے گا (بلکہ اس کو وحدہٗ لاشریک جانتے اور مانتے ہوئے اس کے دین کو قبول کرے گا اور اسی حال میں مرے گا وہ جنتی ہوگا، اور جو شخص اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک بنائے گا اور اسی حال پر مرے گا وہ دوزخی ہوگا۔ شرک نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھے کہ وہ اپنی ذات وصفات میں تنہا و یگانہ ہے، اس کی طرح کوئی بھی چیز نہیں ہے، وہ تنہا عبادت کے لائق ہے، یہ عقیدہ بھی رکھے اور عمل بھی اسی کے مطابق کرے، اور اس کے سوا کسی کی پرستش اور پوجا نہ کرے، سب عیبوں کا جاننے والا اور ہر جگہ اپنے علم وقدرت سے حاضر ہونے والا اور ساری مخلوق کا خالق و مالک صرف اسی کو سمجھے، اور یہ یقین کرے کہ اس کے ارادہ وتصرف میں کسی کا کوئی دخل نہیں ہوسکتا، نہ اس کا کوئی برابر ہے نہ ساجھی ہے، نہ شریک ہے نہ وزیر ہے، نہ مددگار ہے نہ معاون ہے، نہ اس کی اولاد ہے نہ بیوی ہے، نہ اُس کا کوئی والد ہے نہ والدہ ہے نہ وہ کسی کا ماں باپ ہے۔

شرک یہ ہے کہ اللہ کو چھوڑ کر کسی مخلوق کی پوجا اور پرستش کرے، یا اللہ کی بھی عبادت کرے اور کسی دوسرے کی بھی پوجا و پرستش کرے، جیسے ہندو لوگ خدا کو بھی مانتے ہیں اور مخلوق کی پوجا بھی کرتے ہیں، بتوں کے سامنے سجدہ کرتے ہیں، اُن کے نام کی نذریں مانتے ہیں، اور اُن پر چڑھاوے چڑھاتے ہیں، اور اُن کے سامنے جانوروں کو کاٹتے ہیں، اور جیسے نصرانی (جنہیں عیسائی کہا جاتا ہے) اللہ کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ماجدہ حضرت مریمؑ کو معبود مانتے ہیں، اور صلیب کی بھی پرستش کرتے ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا بھی کہتے ہیں اور ان کی والدہ کی عبادت بھی کرتے ہیں، یہ شرکِ اعظم ہے، دیکھنے میں نصرانی کیسے مہذب ہیں، بڑے بڑے ملکوں کو چلاتے ہیں، اور دنیا کی سیاست پر چھائے ہوئے ہیں، لیکن اللہ کے ساتھ شرک کرنے اور اس کے آخری نبی ورسول حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کا انکار کرنے کی وجہ سے کافر اور مشرک ہیں، چاند پر پہنچ گئے تو کیا ہوا، اصل تو آخرت کی ابدی زندگی کو دیکھنا ہے، وہاں دوزخ میں چلا گیا تو یہاں کا چاند پر پہنچنا کیا کام دے گا۔

بہت سے کچے ایمان والے مسلمان یہود و نصاریٰ کے طور وطریق دیکھ کر رجھتے ہیں، کافر و مشرک جو ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے اُن کے حال پر رشک کرنا بہت بڑی حماقت ہے، اللہ نے جو ہمیں ایمان کی دولت دی ہے اس نعمت کے ملنے پر خوش اور سرشار رہنا چاہئے، جب ایمان کی حلاوت نصیب ہوجائے اور اس کی بشاشت دل میں پیوست ہوکر رچ جائے تو پوری دنیا اور اہل دنیا مومن کی نظروں میں بے حقیقت ہوکر رہ جاتے ہیں۔

شیطان بہت بڑا دشمن ہے، وہ جانتا ہے کہ کفر وشرک کی کبھی مغفرت نہ ہوگی، اس لئے لوگوں کو کفر و شرک پر لگاتا ہے، اور مسلمانوں کے دلوں میں ایمان اور ایمانیات کے بارے میں شکوک وشبہات ڈالتا ہے، تاکہ کفر پر مر کر ہمیشہ کے لئے دوزخی ہوجائیں، جیسے نصرانیوں کو کفر وشرک پر ڈال رکھا ہے اور یہ سمجھا رکھا ہے

Marfat.com

کہ آخرت میں صرف تمہاری نجات ہوگی، کیونکہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا مانتے ہو (العیاذ باللہ)

اسی طرح شیطان نے بہت سے نام کے مسلمانوں کو شرکیہ کاموں پر لگا رکھا ہے، بہت سے لوگ قبروں کو سجدہ کرتے ہیں، قبر والوں کے نام کی نذریں مانتے ہیں، اُن کے نام پر جانور ذبح کرتے ہیں، اور قبر والوں کے بارے میں عالم الغیب ہونے کا یا حاجتیں پوری کرنے کی قدرت رکھنے کا، یا عالم میں تصرف کرنے کا عقیدہ رکھتے ہیں، یہ سب شرکیہ عقائد و اعمال ہیں۔

عورتیں بہت کچے عقیدہ کی ہوتی ہیں، بہت سے شرکیہ کام کرتی ہیں، ٹوٹکے کرنا تو ان کا خاص مشغلہ ہے، جو شرکیہ افعال ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنا صحیح دین سمجھائے اور شیطان سے اور اس کے وسوسوں اور اس کے بتائے ہوئے کاموں سے محفوظ فرمائے۔ (آمین)

ایمان کا بہت بڑا اور اہم تقاضا سب کی خیر خواہی کرنا ہے

(۷) وَعَنْ تَمِيْمِ نِ الدَّارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَعَامَّتِهِمْ . (رواہ مسلم)

ترجمہ: ''حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ کس کی خیر خواہی؟ فرمایا اللہ کی، اور اس کی کتاب کی، اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور مسلمانوں کے اماموں کی اور تمام مسلمانوں کی''۔ (مسلم شریف)، (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۲۳، عن المسلم)

تشریح:- ''نصیحت'' بہت جامع لفظ ہے۔ علماء نے لکھا ہے کہ کلامِ عرب میں کوئی لفظ ایسا نہیں ہے کہ اس کے مفہوم کو تنہا ادا کر سکے، اور اس کے معنی میں بڑی تفصیل ہے، جو ایک لفظ میں نہیں آسکتی، ''نصیحت'' کا ترجمہ ''خیر خواہی'' جو ہم نے کیا ہے اس کے قریبی معنی ہیں، کسی قدر تفصیل سے اس کے معنی بیان کئے جائیں تو یوں کہا جا سکتا ہے کہ ہر شخص کے متعلق یہ کوشش کرنا کہ اس کا پورا پورا حق ادا ہو جائے جو مجھ سے متعلق ہے اور میری ذات سے اُسے ہر ممکن فائدہ اور راحت پہنچ جائے۔ علامہ خطابی نے اس مفہوم کو اپنی اس عبارت میں اس طرح ادا کیا ہے کہ ''اَلنَّصِيْحَةُ جَامِعَةٌ مَعْنَاهَا حِيَازَةُ الْحَظِّ لِلْمَنْصُوْحِ لَهٗ''. اللہ کی نصیحت در حقیقت اپنے ہی لئے نصیحت یعنی خیر خواہی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی ذات و صفات کو اس طرح مانیں جیسا کہ اسلام نے بتایا ہے کسی کو اس کا شریک نہ بنائے، اس کو تمام عیوب و نقائص سے پاک سمجھے، تمام صفاتِ کمال و جلال جن سے اُس کی ذات متصف ہے ان کو مانے، اس کے احکام کی پابندی کرے، نافرمانیوں سے بچے، اسی کے لئے محبت کرے، اسی کے لئے بغض اور دشمنی رکھے، اس کے منکر سے جہاد کرے، اس کی نعمتوں کی شکر گزاری کرے، ہر موقع اور ہر حال میں اس کی رضا کے لئے عمل کرے، اور تمام انسانوں کو اس کی وحدانیت اور اطاعت کی دعوت دے، جو مذکورہ عمل کرے گا اپنا ہی بھلا کرے گا، ورنہ خدا کو کسی کے مومن ہونے سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا، اور کسی کے کافر و منکر ہونے سے اس کو کچھ نقصان نہیں پہنچتا۔

قال الخطابی رحمه الله تعالٰی وحقیقة هذه الاوصاف راجعة الی العبد فی نصحه لنفسه

Marfat.com

واللہ تعالیٰ غنی عن نصح الناصح (اللہ کی کتاب کی خیر خواہی (یعنی اس کے حقوق کی ادائیگی) یہ ہے کہ اسے اللہ کا کلام مانے اور یہ یقین کرے کہ بندے اس جیسا کلام نہیں بنا سکتے، اس کی تعظیم کرے، اس کی تلاوت ٹھیک ٹھیک کرے، یعنی تجوید وقرأت کے اصول وفروع کا لحاظ رکھتے ہوئے حضورِ قلب کے ساتھ پڑھے، اس میں جو کچھ ہے اُسے تسلیم کرے، اس کے دوست نما دشمن جو اُس کے معنی بدلتے ہوں ان کی ملحدانہ باتوں کی تردید کرے، اس کے احکام پر عمل کرے، اور جن چیزوں سے اس نے روکا ہے اُن سے باز رہے، اس کے علوم کو پھیلائے اور ساری مخلوق کو قرآن کے ماننے کی دعوت دے۔

اللہ کے رسول ﷺ کی خیر خواہی یعنی آپ ﷺ کے حقوق کی ادائیگی یہ ہے کہ آپ ﷺ کی تصدیق کرے، آپ ﷺ کی رسالت پر ایمان لائے، یعنی آپ ﷺ نے جو کچھ فرمایا اور جو عقائد رکھنے کی تعلیم دی من وعن بلا چون وچرا سب کو حق سمجھے اور دل سے مانے، آپ ﷺ کے ارشادات کی تعمیل کرے، جن چیزوں سے آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے اُن کو ہرگز نہ کرے، آپ ﷺ کے دشمنوں سے دشمنی اور آپ ﷺ کے دوستوں سے محبت رکھے، آپ ﷺ کے طریقہ کو زندہ کرنے کی کوشش میں لگا رہے، آپ ﷺ کے علوم سیکھے اور سکھائے، علومِ سنت رکھنے والوں سے محبت کرے، آپ ﷺ کے آلؓ واصحابؓ کی تعظیم کرے، مبتدعین سے دُور رہے، جو آپ ﷺ کی شریعت میں اپنی طرف سے پچر لگاتے ہیں۔

مسلمانوں کے اماموں کی (یعنی اسلام کے طریقہ پر حکومت چلانے والے مسلمان حاکموں) کی خیر خواہی یہ ہے کہ حق پر ان کی معاونت کرے، اور حق میں ان کی اطاعت کرے، لوگوں کو اُن کی اطاعت پر آمادہ کرتا رہے، اُن کو عوام کے حقوق سے مطلع کرتا رہے، اور جو اُن میں خرابی دیکھے اسے مخلصین کے طریقہ پر دور کرے، غرضیکہ اُن کی دنیا اور آخرت کے متعلق جو بھی بھلائی اُن تک پہنچا سکتا ہے پہنچا دے۔

عام مسلمانوں کی خیر خواہی یہ ہے کہ جب کوئی مسلمان مریض ہو جائے تو اس کی عیادت کرے، وفات پا جائے تو اس کے کفن دفن اور نمازِ جنازہ میں شریک ہو، جب کسی ضرورت یا ضیافت کے لئے بلائے تو اس کے پاس چلا جائے، جب اس سے ملاقات ہو تو سلام کرے، وہ سلام کرے تو سلام کا جواب دے، اسے چھینک آئے اور وہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہے، اس کے سامنے اور پیچھے اس کی خیر خواہی کرے، ہدیہ لیا دیا کرے، وہ مقروض ہو اور ادا نہ کر سکتا ہو تو اس کا قرضہ ادا کر دے، خود اس پر اپنا قرضہ ہو تو سختی سے تقاضا نہ کرے، مہلت دیدے اور معاف بھی کر دیا کرے، کسی گناہ پر اُسے عار نہ دلائے، اس کی مصیبت پر خوش نہ ہو، اس کا مذاق نہ اُڑائے، اس کے دُکھ درد میں کام آئے، اس کو حقیر نہ جانے، وقتِ ضرورت اس کی (جانی ومالی) مدد سے منہ نہ موڑے، اس سے اللہ کے لئے محبت کرے، جو اپنے لئے پسند کرے وہی اس کے لئے پسند کرے، اور جو اپنے لئے ناپسند کرے وہی اس کے لئے ناپسند کرے، اس کی غیبت نہ کرے، نہ اُس کی غیبت سنے، دوسرا اس کی غیبت کرتا ہو تو اس کا پارٹ لیوے، یعنی جس کی غیبت ہو رہی ہو اس کی حمایت کرے، اور اس کی طرف سے بولے اور غیبت کرنے والے کی بات کو کاٹ دے، اس کے بارے میں اچھا گمان رکھے، اس کی غلطی معاف کر دے، چھوٹوں پر رحم کرے، بڑوں کا احترام کرے، بوڑھے مسلمان کے اعزاز اور خدمت

Marfat.com

کا خاص خیال وھیان رکھے، اپنی ضرورت کا ایثار کر کے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کردے، کسی کے گھر جانا ہوتو اس کے مقامِ خاص مسند وکرسی کے اوپر نہ بیٹھے اور نہ اُس کے گھر میں امام بنے، جب مسلمان کو اپنی مجلس میں آتا ہوا دیکھے تو جگہ ہوتے ہوئے بھی اس کے احترام کے لئے ذرا سا ہٹ جائے، ماں باپ، اولاد، استاد، شوہر، شاگرد غرضیکہ ہر چھوٹے بڑے کے حقوق معلوم کر کے ادا کرے۔

معاملہ میں فریب نہ دے، نہ خیانت کرے، جو معاملہ کر کے پچھتاوے اس کا پچھتاوا دور کردے، یعنی معاملہ توڑ دے، بیچتے وقت جھکا کر تولے، ضرورت کے وقت غلہ ہرگز نہ روکے، دوسرے بھائی کے بھاؤ پر بھاؤ نہ کرے، نہ اس کے پیغامِ نکاح پر اپنا پیغام بھیجے، خریدنے کی نیت نہ ہو تو دام لگا کر دوسرے کو دھوکہ میں نہ ڈالے، راستوں میں اور پانی کے گھاٹ پر اور جہاں لوگ اُٹھتے بیٹھتے ہوں (سایہ میں یا سردی کے موسم میں دھوپ میں) وہاں پاخانہ پیشاب نہ کرے، دو آدمیوں کے درمیان اُن کی اجازت کے بغیر یا کسی کو اٹھا کر خود اس کی جگہ نہ بیٹھے، گردنوں سے پھاند کر مجلس میں نہ آئے، چھپ کر کسی کی بات نہ سنے جسے وہ سنانا نہیں چاہتے، گالی نہ دے، تہمت نہ لگائے، چغل خوری سے بچے، کسی کی چیز مذاق میں لے کر نہ رکھ لے، بغیر اجازت کسی کے گھر میں داخل نہ ہو، نہ نظر ڈالے، مشورہ صحیح دے، ہر شخص سے اس کے مرتبہ کے موافق پیش آئے، سب سے نرمی اور خوش خلقی کا برتاؤ کرے، بدگمانی نہ کرے، ظلم سے بچے، ضرورت مند کے لئے سفارش کردے، کسی کو تکلیف نہ پہنچائے، عیب جوئی نہ کرے، جو عیب کسی کا معلوم ہو جائے اسے چھپائے، **الٰی غیر ذلک مالا یکاد ینحصر فی العبارۃ.**

فائدہ:- یہ حضور اقدس ﷺ کے صرف ایک ارشاد کی تشریح ہے جو ابھی پوری ہرگز نہیں ہوئی۔ اس سے سمجھ سکتے ہیں کہ سید عالم ﷺ کو جو اللہ شانہٗ نے جوامع الکلم عطا فرمائے تھے، ان کی جامعیت کس قدر ہے؟

کامل ایمان کی پہچان

(۸) **وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تعالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوَاهُ تَبْعًا لِّمَا جِئْتُ بِهٖ.**[1]

(رواہ فی شرح السّنۃ وقال النووی فی اربعینہ ھذا حدیث صحیح رُوِیْنَاہُ فی کتاب الحجۃ باسناد صحیح)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوگا جب تک اس کی خواہش میرے لائے ہوئے طریقہ کے تابع نہ ہو جائے''۔ (مشکوٰۃ، ص ۳۰ عن شرح السنۃ والاربعین النوویۃ)

تشریح: سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار کر لینے کے بعد سرکارِ دو عالم ﷺ کے بتائے ہوئے طرزِ زندگی اور طریقِ بندگی کا اختیار کرنا ضروری ہو جاتا ہے، آپ ﷺ نے جس چیز کا حکم دیا، اس پر عمل کرنا ضروری ہے دل چاہے یا نہ چاہے، آپ ﷺ نے جس چیز سے روکا ہے اس کو ترک کردے، اگرچہ اس کا چھوڑنا نفس کے تقاضے کے خلاف ہو، نفس کے تقاضے کو حضور انور ﷺ کے اقوال وافعال کے تابع کرنا

[1] ھو تالیف الامام ابی القاسم اسماعیل بن فضل و تمام اسم الکتاب الحجۃ فی اتباع المحجۃ

Marfat.com

ہر مومن کا فریضہ ہے۔ حضرت عبادہ بن الصامت ؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسولِ خدا ﷺ سے اس پر بیعت کی کہ آپ ﷺ کا ارشاد سنیں گے اور حکم مانیں گے، خواہ تنگی ہو اور خواہ فراخی ہو، اور خواہ ہمارا دل چاہے خواہ نہ چاہے۔ الحدیث (مشکوٰۃ شریف)

شریعت طبیعت بن جائے:- فخرِ عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ گرامی مومنین کے لئے نمونۂ عمل ہے، زندگی کے تمام شعبوں میں آپ ﷺ کا اتباع لازم ہے، اور جو خدا کے بندے آنحضرت ﷺ سے انتہائی محبت رکھتے ہیں شریعتِ مطہرہ ان کی طبیعتِ ثانیہ بن جاتی ہے، اور اس درجہ میں پہنچ جاتے ہیں کہ ان کا نفس بھی وہی چاہتا ہے جو شریعت اُن سے کرانا چاہتی ہے، ایمان کا کامل درجہ اور انتہائی اونچا مقام جس کی طرف اس حدیثِ پاک میں رہبری فرمائی گئی ہے اس کے لئے فکرمند ہوں، اور طبیعت کو سنتِ نبویہ ﷺ کے تابع بنائیں۔ اگر کسی کا نفس شرارت کرتا ہو اور آنحضرت ﷺ کے طریقہ پر چلنے سے بچتا ہو تو مشق کر کے اور علماء و مشائخ سے اس سلسلہ میں رہبری حاصل کر کے نفس کو اور اس کی خواہشوں کو طریقِ نبوی (ﷺ) کا پابند بنادے، گو شروع شروع میں نفس کو اس میں دقت ہوگی، لیکن بالآخر نفس انشاء اللہ مغلوب ہو جائے گا، اور نفس کی غلط خواہشیں شدہ شدہ مٹ جائیں گی، اور نفس بھی وہی چاہنے لگے گا جو دینِ محمد (ﷺ) کی تعلیمات ہیں، اس زمانہ کے مسلمان نفس کے پابند اور نفس کے غلام بنے ہوئے ہیں، نفس کی خواہشوں کے سامنے احکامِ خداوندی کو پامال کرنے میں بہت نڈر ہیں، نفس چاہتا ہے کہ موجودہ ماحول میں اچھی نظروں سے دیکھے جانے کے لئے بے پردہ پھریں، انگریزی لباس پہنیں، یورپ کے طریقہ پر کھائیں، ایسے تمام مواقع میں نفس کی پابندی کرتے ہیں اور فخرِ کائنات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی وضع قطع صورت و سیرت کے مطابق زندگی گزارنے اور دنیا کے سامنے آنے کو عیب سمجھتے ہیں، حالانکہ رسولِ خدا ﷺ کے طریقہ کو نفس کی ناگواری کے باوجود اختیار کرنا لازم ہے، جو چیزیں مومن کے لئے فخر تھیں آج وہ باعثِ عیب بنی ہوئی ہیں، اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ بیاہ شادی میں ناک اونچی کرنے اور برادری میں نام پیدا کرنے نیز گھر کی عورتوں کو خوش کرنے کے لئے ایسی ایسی رسمیں برتتے ہیں جو حرام ہیں، اور دوسری قوموں سے لے کر اپنے رواج میں داخل کی ہیں، اور ان میں بہت سی تو ایسی ہیں جو شرک آلودہ ہیں، بڑے بڑے دینداری کے مدعی یہ سمجھتے ہیں کہ آج شادی کے دن ہم پر شریعت کی کوئی پابندی نہیں، اگر اس موقع پر کوئی اللہ کا سپاہی نصیحت کرے اور بیاہ شادی میں طریقِ محمدی (ﷺ) کے اختیار کرنے پر زور دے تو اُسے بری نظروں سے گھورتے ہیں، اور دینِ خداوندی کے مطابق بیاہ شادی کرنے میں بے آبروئی سمجھتے ہیں اور ناک کٹ جانا خیال کرتے ہیں"۔

مسلمانو! جب تم دین پر چلنے میں بے آبروئی سمجھتے ہو تو نفس کو دین کا پابند کیونکر بنا سکتے ہو؟ رسولِ اکرم ﷺ جو ہمارے لئے خداوند کریم کی طرف سے نمونہ بن کر تشریف لائے اُن کا فرمانا تو یہی ہے کہ تم مومن نہ ہوگے جب تک کہ تمہاری خواہش میرے لائے ہوئے طریق کے تابع نہ ہو جائے، بار بار غور کرو اور اپنے حال کو اس کسوٹی پر جانچو، فخرِ کائنات ﷺ کے خلاف چلنے میں عزت تلاش کرنا حماقت و جہالت اور آخرت کی ذلت کا باعث ہے۔

Marfat.com

قبر کا عذاب اور آرام وراحت حق ہے

(۹) عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اَنْ یَّھُوْدِیَّةً دَخَلَتْ عَلَیْھَا فَذَکَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ فَقَالَتْ لَھَا اَعَاذَکِ اللّٰہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَقَالَ نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ قَالَتْ عَائِشَةُ فَمَا رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْدُ صَلّٰی صَلٰوۃً اِلَّا تَعَوَّذَ بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک دن ایک یہودی عورت آئی اور (اثناءِ گفتگو میں) اس نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں قبر کے عذاب سے پناہ میں رکھے (چونکہ یہ بات ایک غیر مسلم عورت نے کہی تھی اس لئے) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے (اس کا اعتبار نہ کیا اور) رسولِ اکرم ﷺ سے عذابِ قبر کے بارے میں دریافت کیا، آپ ﷺ نے فرمایا ہاں عذابِ قبر حق ہے، (کافروں کو اور نافرمانوں کو ہوتا ہے) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ اس کے بعد میں نے نہیں دیکھا کہ رسولِ اکرم ﷺ نے کوئی بھی نماز پڑھی ہو اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے یہ دعا نہ کی ہو کہ عذابِ قبر سے پناہ میں رکھے''۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۵، عن البخاری ومسلم)

تشریح:- جب انسان مرجاتا ہے تو دنیا سے عالم برزخ کی طرف منتقل ہو جاتا ہے، موت سے لے کر قیامت قائم ہونے تک کا جو زمانہ گزرتا ہے اس کو ''برزخ'' کہا جاتا ہے، برزخ میں بہت سے لوگ اچھے حال میں رہتے ہیں، اور بہت سے لوگ وہاں تکلیف اور عذاب میں مبتلا ہوتے ہیں، دنیا میں جس قدر مذاہب ہیں اُن کے ماننے والے عموماً میت کو دفن ہی کرتے ہیں، اس لئے برزخ کی تکلیف کو عذابِ قبر ہی کے عنوان سے ذکر کیا جاتا ہے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جو لوگ جلا دیئے جاتے ہیں یا دریا میں ڈال دیئے جاتے ہیں یا جن کو درندے کھا جاتے ہیں وہ اپنے کفر وشرک کے باوجود برزخ کے عذاب سے محفوظ رہتے ہیں۔ خدائے تعالیٰ کو قدرت ہے کہ درندوں کے پیٹوں سے اور سمندروں کی تہوں سے ذرّات کو جمع فرمائے، اور برزخی زندگی دے کر عذاب دیدے، مؤمنین صالحین کے لئے قبر انتظار گاہ ہے، یہ حضرات قیامت ہونے تک برزخ میں آرام سے رہتے ہیں اور کافرین ومنافقین کے لئے ایک طرح کی سخت حوالات ہے، جس میں عذاب ہی عذاب ہے، اور جو لوگ فاسق ہیں کبیرہ گناہوں میں لگتے رہتے ہیں، ان کو بھی قبر کا عذاب دیا جاتا ہے، لہٰذا مؤمن بندے بھی عذابِ قبر سے پناہ میں رہنے کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ امت کو تعلیم دینے کے لئے ہر نماز کے بعد عذابِ قبر سے پناہ مانگتے تھے۔

حدیثوں میں خوب واضح طریقہ یہ بتا دیا گیا ہے کہ اہل ایمان اعمالِ صالحہ والے بندے برزخ میں آرام سے رہتے ہیں جہاں تک نظر پہنچے وہاں تک اُن کی قبر کشادہ اور روشن کر دی جاتی ہے، اور ایسے بندوں کے لئے قبر میں جنت کا بستر بچھا دیا جاتا ہے، اور جنت کے کپڑے پہنا دیئے جاتے ہیں، اور قبر کی جانب

Marfat.com

جنت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے، اور اس دروازہ سے جنت کی لطیف ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے، اور کافروں اور بدکاروں کو قبر میں عذاب ہوتا ہے، اس عذاب کی بہت سی تفصیلات احادیثِ شریفہ میں آئی ہیں، مثلاً زمین کا بھینچنا، سانپوں کا مسلط ہونا، نیچے آگ کا بچھا دیا جانا، گرزوں سے مارا جانا، دوزخ کا دروازہ قبر کی طرف کھول دیا جانا تا کہ وہاں کی سخت گرم ہوا آتی رہے۔

قبر کے آرام اور تکلیف کی خبر انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بھی دی ہے۔ اُن کی اُمتیں بھی اس کا یقین رکھتی تھیں، اور عذابِ قبر سے پناہ مانگتی تھیں۔ یہودی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اپنا تعلق ظاہر کرتے ہیں، اُن کے دین کو تو انہوں نے بدل دیا ہے، مگر کچھ باتیں جو اُن کی تعلیمات سے یہود کے پاس رہ گئیں ہیں اُن میں سے ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ نافرمانوں کو قبر میں عذاب ہوتا ہے، جو ایک یہودی عورت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی تھی اُس نے اپنی مذہبی معلومات کی بنیاد پر قبر کے عذاب کا تذکرہ کیا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اقدس ﷺ سے اس کی تصدیق چاہی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نافرمانوں کو قبر میں عذاب ہونے کا عقیدہ حق ہے۔

یہود و نصاریٰ اور وہ تمام لوگ جو خاتم النبیین سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے دین کے منکر ہیں، یہ سب برزخ میں عذاب میں رہیں گے، اور روزِ محشر میں بھی سخت سے سخت تکلیف اٹھائیں گے، پھر ہمیشہ کے لئے دوزخ میں داخل ہوں گے، جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں مگر دین محمدی میں تحریف یعنی ادل بدل کرتے ہیں یا خاتم النبیین ﷺ کے بعد کسی اور نبی کو مانتے ہیں، یا روزہ نماز کی فرضیت کے منکر ہیں، یا دین کا مذاق اُڑاتے ہیں، یہ بھی سب کافر ہیں، جو کافروں والے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ جو لوگ انبیاءِ سابقین علیہم الصلوٰۃ والسلام سے اپنا رشتہ بتاتے ہیں جیسے یہود و نصاریٰ، یہ لوگ اوّل تو اس دین پر باقی نہیں رہے جس دین پر حضرات انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اُن کو چھوڑا تھا، اُن کے دین میں کفر اور شرک کو داخل کر لیا ہے، دوسرے یہ کہ اللہ کے آخری نبی سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ اور اللہ کی آخری کتاب قرآنِ مجید کے منکر ہیں، لہٰذا یہ لوگ بدترین کافر ہیں اور مستحق عذاب ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب (مومن) میت کو قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو اس کو ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے سورج چھپ رہا ہو، جب اس کی روح (قبر میں) واپس لوٹائی جاتی ہے تو آنکھیں ملتا ہوا اُٹھ کر بیٹھتا ہے، اور (فرشتوں سے) کہتا ہے کہ مجھے چھوڑ دو میں نماز پڑھتا ہوں (ابن ماجہ) گویا وہ اُس وقت اپنے آپ کو دنیا میں تصور کرتے ہوئے فرشتوں سے کہتا ہے کہ سوال و جواب کو رہنے دو، مجھے فرض ادا کرنا ہے، وقت ختم ہوا جا رہا ہے، ظاہر ہے کہ یہ بات وہی کہے گا جو دنیا میں نماز کا پابند تھا اور اس کو ہر وقت نماز کا خیال لگا رہتا تھا۔

اس سے بے نمازی سبق حاصل کریں، اور اپنے حال کا اندازہ لگائیں اور اس بات کو خوب سوچیں کہ جب اچانک سوال ہوگا تو کیسی پریشانی ہوگی؟

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب میت کو قبر میں رکھ دیا

Marfat.com

جاتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں جن کا رنگ سیاہ اور آنکھیں نیلی ہوتی ہیں، جن میں سے ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہا جاتا ہے، وہ دونوں اس سے پوچھتے ہیں کہ تو کیا کہتا ہے اُن صاحب کے بارے میں (جو تمہاری طرف بھیجے گئے) وہ اگر مومن ہے تو جواب دیتا ہے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بلاشبہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسولؐ ہیں، یہ سن کر وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم تو جانتے تھے کہ تو ایسا ہی جواب دے گا، پھر اس کی قبر ستر (۷۰) ہاتھ مربع کشادہ کر دی جاتی ہے، پھر اس سے کہہ دیا جاتا ہے کہ اب تو سو جا، وہ کہتا ہے کہ میں تو اپنے گھر والوں کو (اپنا حال) بتانے کے لئے جاتا ہوں، وہ کہتے ہیں کہ (یہاں آ کر جانے کا قانون نہیں ہے) تو سو جا جیسا کہ دُلہن سوتی ہے، جسے اس کے شوہر کے سوا کوئی نہیں اٹھا سکتا، (لہٰذا وہ آرام سے قبر میں رہتا ہے) یہاں تک کہ اللہ اسے قیامت کے روز اُس جگہ سے اٹھائے گا۔ (ترمذی)

اگر مرنے والا منافق ہوتا ہے تو وہ منکر نکیر کو جواب دیتا ہے کہ میں نے جو لوگوں کو کہتے سنا وہی کہا، (اس سے زیادہ میں نہیں جانتا) وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم تو خوب جانتے تھے کہ تو ایسا ہی جواب دے گا، پھر زمین سے کہا جاتا ہے کہ اسے بھینچ دے، چنانچہ زمین اُسے بھینچ دیتی ہے، جس کی وجہ سے اس کی پسلیاں اِدھر کی اُدھر چلی جاتی ہیں، پھر وہ قبر کے اندر عذاب میں رہتا ہے، یہاں تک کہ (قیامت کو) خدا اسے وہاں سے اٹھائے گا۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ایمان والے عالم برزخ میں مطمئن ہوں گے، اور اُن کے ہوش وحواس سالم رہیں گے، حتیٰ کہ ان کو نماز کا دھیان ہوگا، اور فرشتوں کے سوال کا جواب دینے میں بے خوف ہوں گے، اور جب اپنا اچھا حال دیکھ لیں گے تو گھر والوں کو خوشخبری دینے کے لئے فرشتوں سے کہیں گے کہ میں ابھی نہیں سوتا، گھر والوں کو خبر دینے جاتا ہوں۔ اور انتہائی خوشی میں اپنا انجام بخیر دیکھ کر فوراً قیامت قائم ہونے کا سوال کریں گے، تاکہ جلد سے جلد جنت میں پہنچیں، جس پر خداوندِ عالم کا کرم ہو اس کے ہوش و حواس باقی رہتے ہیں، اور اس سے اللہ جل شانہٗ صحیح جواب دلاتے ہیں، جیسا کہ سورۂ ابراہیم میں فرمایا:

یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَفِی الْاٰخِرَةِ ط

''ایمان والوں کو اللہ اس پکی بات (یعنی کلمہ طیبہ) کے ساتھ دنیا و آخرت میں مضبوط رکھتا ہے''۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عمر! اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب کہ تم قبر میں رکھ دیئے جاؤ گے، پھر تمہارے پاس منکر نکیر آئیں گے، جن کا رنگ سیاہ ہوگا، اور بال اس قدر لمبے ہوں گے کہ زمین پر گھسٹ رہے ہوں گے، اُن کی آواز سخت گرج کی طرح اور آنکھیں اُچک لینے والی بجلی کی طرح ہوں گی، دانت اتنے لمبے ہوں گے کہ ان سے زمین کھود رہے ہوں گے، وہ تم کو گھبراہٹ کے عالم میں اٹھائیں گے (یعنی اُن کا ڈھنگ گھبراہٹ میں ڈال دینے والا ہوگا) وہ تم کو ہلا ڈالیں گے، اور خوفزدہ کریں گے۔

یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا اس وقت میرے ہوش وحواس اس طرح ہوں گے جیسے اس وقت ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں (تم اس طرح ہوش میں ہو گے جیسے اب ہو) حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اُن سے نمٹ لوں گا۔ (شرح الصدور من البیہقی فی کتاب القبور)

Marfat.com

یہ ہوش وحواس کی درستگی پختہ ایمان اور اعمالِ صالحہ کی وجہ سے ہوگی، اگر عمل صحیح نہیں تو سوال وجواب کے ڈر سے ہوش کیونکر ٹھکانے رہیں گے؟

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا دو قبروں پر گزر ہوا، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ان کو عذاب ہو رہا ہے، اور کسی بڑے مشکل کام کے سبب عذاب نہیں ہو رہا ہے (بلکہ ایسی معمولی باتوں پر عذاب ہو رہا ہے جن سے بچ سکتے تھے، پھر آپ ﷺ نے اُن دونوں کے گناہوں کی تفصیل بتائی کہ) ان دونوں میں ایک پیشاب کرتے وقت پردہ نہیں کرتا تھا (اور ایک روایت میں ہے کہ پیشاب سے نہ بچتا تھا) اور دوسرا چغلی کرتا تھا، پھر آپؐ نے ایک تر ٹہنی منگا کر بیچ میں سے چیر کر آدھی ایک قبر میں گاڑ دی اور آدھی دوسری قبر میں۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے ایسا کیوں کیا؟ ارشاد فرمایا کہ امید ہے ان دونوں کا عذاب اُن کے سوکھنے تک ہلکا کر دیا جائے۔ (مشکوٰۃ عن البخاری ومسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چغلی کھانے اور پیشاب کی چھینٹوں سے نہ بچنے کو عذابِ قبر لانے میں زیادہ دخل ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ جس کو عذاب ہو رہا تھا وہ پیشاب کرتے وقت پردہ نہیں کرتا تھا، جیسے یہ چیزیں عذابِ قبر لانے میں زیادہ دخل رکھتی ہیں اس کے برعکس سورۂ تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ اور سورۂ الٓمّٓ سَجْدَۃُ (پارہ ۲۱) ان دونوں کو عذابِ قبر سے بچانے میں زیادہ دخل ہے (ان کو رات کو پڑھ کر سونا چاہئے)۔

حضرت زید بن ثابت ؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک مرتبہ اپنے خچر پر سوار ہو کر بنو نجار کے ایک باغ میں تشریف لے جا رہے تھے، اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ تھے، اچانک آپ ﷺ کا خچر بدک گیا، اور ایسا بدکا کہ قریب تھا کہ آپ ﷺ کو گرا دے، وہیں پانچ یا چھ قبریں تھیں، اُن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے دریافت کیا کہ ان قبر والوں کو کون پہچانتا ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا، میں پہچانتا ہوں، آپ ﷺ نے اس سے دریافت فرمایا کہ یہ کب مرے تھے؟ اُس نے کہا زمانہ شرک میں مرے تھے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے (جو مستحق عذاب ہوتا ہے) سو اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ تم آپس میں دفن کرنا چھوڑ دو گے تو خدا سے ضرور دُعا کرتا کہ تم کو (بھی) اس قبر کے عذاب کا کچھ حصہ سنا دے، جس کو میں سن رہا ہوں۔ (مسلم)

بخاری ومسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ قبر میں عذاب دینے کے لئے جب گرزوں سے مارا جاتا ہے تو مارے جانے کی وجہ سے مردہ اس زور سے چیختا ہے کہ انسان اور جنات کے سوا ہر چیز اس کی چیخ وپکار کو سنتی ہے۔

انسان اور جنات کو عذابِ قبر کے حالات اس لئے نہیں دکھائے جاتے اور وہاں کی آواز نہیں سنائی جاتی کہ یہ دونوں فریق ایمان بالغیب کے مکلف ہیں، اگر ان کو عذابِ قبر دکھا دیا جائے یا کانوں سے وہاں کے مصیبت زدوں کی چیخ وپکار سنا دی جائے تو آنکھوں دیکھا حال سامنے آنے کی وجہ سے سب ایمان لے آئیں، اور نیک عمل کرنے لگیں، حالانکہ خدا کے یہاں ایمان بالغیب معتبر ہے، کہ رسول اللہ ﷺ کی بات سن کر مان لیں، سمجھ میں آئے یا نہ آئے بہر حال آپ کی بات صحیح مانیں، اسی کو ایمان فرمایا گیا۔ سورۂ ملک میں ارشاد ہے:

Marfat.com

اِنَّ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ بِالْغَیْبِ لَھُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّاَجْرٌ کَبِیْرٌ ط

''بلاشبہ جولوگ اپنے رب سے بن دیکھے ڈرتے ہیں اُن کے لئے مغفرت ہے اور بڑا اجر ہے''۔

اگر دوزخ و جنت اور برزخ کے حالات آنکھوں سے دکھا دیئے جائیں تو پھر ایمان بالغیب نہ رہے، اور سب مان لیں اور مومن ہو جائیں، مگر خدا کے یہاں آنکھوں سے دیکھنے کے بعد ایمان لانا معتبر نہیں ہے۔ اسی وجہ سے مرتے وقت ایمان لانے کا اعتبار نہیں ہے، کیونکہ اس وقت عذاب کے فرشتے نظر آجاتے ہیں۔

فَلَمْ یَکُ یَنْفَعُھُمْ اِیْمَانُھُمْ لَمَّا رَاَوْ بَاْسَنَا ط

''سو اُن کو اُن کا ایمان لانا نفع مند نہ ہوا جبکہ انہوں نے ہمارا عذاب دیکھ لیا''۔

جب قیامت کو اُٹھ کھڑے ہوں گے اور جنت و دوزخ آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو سب ہی ایمان لے آئیں گے، اور رسولوں کی باتوں کی تصدیق کریں گے، مگر اس وقت کا ایمان اور تصدیق معتبر نہیں ہے۔

انسانوں کو عذاب قبر نہ دکھانے اور اس کی آواز نہ سنانے میں یہ حکمت بھی ہے کہ اس کو دیکھ لیں گے یا وہاں کی چیخ و پکار سن لیں گے تو ڈر کے مارے مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دیں گے، جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے، اور یہ حکمت بھی ہے کہ انسان اس کا آنکھوں دیکھا حال برداشت نہیں کر سکتے، اگر عذاب قبر کا حال آنکھوں سے دیکھ لیں یا کانوں سے سن لیں تو بیہوش ہو جائیں''۔

احادیث شریفہ کی روشنی میں یہاں قبروں کے کچھ حالات ہم نے لکھ دیئے ہیں، تفصیل کے لئے ہماری کتاب ''مرنے کے بعد کیا ہوگا'' کا مطالعہ فرمائیں، اس میں برزخ، حشر، جنت، دوزخ کے حالات تفصیل کے ساتھ درج کئے گئے ہیں۔

غور کرنے کی بات ہے کہ دنیا میں ہمیشہ رہنا نہیں ہے، یہاں کی زندگی تھوڑی سی ہے، اور یہاں کا آرام بھی معمولی ہے، اور تکلیف بھی قابل برداشت ہے، اس زندگی کے بعد برزخی زندگی یعنی قبر میں سینکڑوں سال (جب تک قیامت قائم ہو) رہنا ہے، اگر اعمال اچھے نہ ہوئے نمازیں برباد کر کے، روزے کھا کر، زکوٰتیں روک کر، لوگوں کے حقوق دبا کر قبر میں پہنچے اور بداعمال کی وجہ سے وہاں عذاب ہونے لگا تو کیا حال بنے گا؟

ہم سب کو موت کے بعد کی فکر کرنا لازم ہے، نیک کام کریں، گناہوں سے بچیں تا کہ قبر کی زندگی آرام سے گزرے، اور روزِ محشر بھی سرخرو ہوں، نماز پڑھنے میں ذرا سی میٹھی نیند کی وجہ سے سستی کر جانا، چند روپیوں کے لالچ میں فرض زکوٰۃ نہ دینا، اور اپنے سر قبر آخرت کا عذاب لینا بڑی نادانی ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو آخرت کی فکر نصیب فرمائے اور قبر و حشر اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے، آمین۔

اسلامی عقیدوں کا تفصیلی بیان

اب ہم اسلامی عقیدوں کو تفصیل کے ساتھ لکھتے ہیں ان کو سمجھ کر پڑھیں اور دل سے اُن کا اعتقاد رکھیں۔

عقیدہ:- تمام عالم بالکل ناپید تھا، پھر اللہ تعالیٰ کے پیدا فرمانے سے موجود ہوا۔

Marfat.com

عقیدہ:- اللہ ایک ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں، نہ اُس نے کسی کو جنا، نہ وہ کسی سے جنا گیا، نہ اُس کی کوئی بیوی ہے، اور کوئی اس کا ہمسر اور برابر نہیں۔

عقیدہ:- وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

عقیدہ:- کوئی چیز اس کے مثل نہیں وہ سب سے نرالا ہے۔

عقیدہ:- وہ زندہ ہے، زندہ رہنے والا ہے، ہر چیز پر اس کو قدرت ہے۔

عقیدہ:- کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں، وہ سب کچھ دیکھتا اور سنتا ہے۔

عقیدہ:- وہ کلام فرماتا ہے، لیکن اس کا کلام ہم لوگوں کے کلام کی طرح نہیں ہے۔

عقیدہ:- وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے، کوئی اس کو روک ٹوک کرنے والا نہیں ہے۔

عقیدہ:- وہی پوجنے کے قابل ہے، اس کا کوئی ساجھی نہیں، وہ اپنے بندوں پر مہربان ہے، بادشاہ ہے، سب عیبوں سے پاک ہے، زبردست ہے، عزت والا ہے، بڑائی والا ہے، ساری چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے، اس کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں، گناہوں کا بخشنے والا ہے، بہت دینے والا ہے، روزی پہنچانے والا ہے، جس کی روزی چاہے تنگ کر دے، اور جس کی چاہے زیادہ کر دے، جس کو چاہے پست کر دے، جس کو چاہے بلند کر دے، جس کو چاہے عزت دے جس کو چاہے ذلت دے، انصاف والا ہے، بڑے تحمل اور برداشت والا ہے، عبادت کی قدر کرنے والا ہے، دعا کو قبول کرنے والا ہے، وہ سب پر حاکم ہے، اس پر کوئی حاکم نہیں، اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں، وہ سب کا کام بنانے والا ہے، وہی جلاتا ہے وہی مارتا ہے، جو کچھ وجود میں ہے اسی کے ارادہ سے ہے، آرام و راحت، دُکھ و تکلیف، حرج و مرض، شفاء تندرستی، نفع و ضرر سب کچھ اسی کے ارادہ سے ہوتا ہے۔

عقیدہ:- اس کو نشانیوں اور صفتوں سے سب جانتے ہیں، اس کی ذات کو بالکل پوری طرح ہم نہیں جان سکتے، گنہگاروں کی توبہ قبول کرتا ہے، جو سزا کے قابل ہیں اُن کو سزا دیتا ہے، جہان میں جو کچھ ہوتا ہے اسی کے حکم سے ہوتا ہے، بے اس کے حکم سے ایک ذرّہ بھی نہیں ہل سکتا، نہ وہ سوتا ہے نہ اُونگھتا ہے، وہ تمام عالم کی حفاظت سے تھکتا نہیں، وہی سب چیزوں کو تھامے ہوئے ہے، وہ تمام اچھی اور کمال کی صفتوں سے ہمیشہ متصف ہے، اس کی صفتیں ہمیشہ رہیں گی، اور اس کی کوئی صفت کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔

عقیدہ:- مخلوق کی صفتوں سے وہ پاک ہے، اور قرآن و حدیث میں بعضی جگہ جو ایسی باتوں کی خبر دی گئی ہے جو مخلوق کی صفتوں سے ملتی جلتی ہیں تو اُن کے معنی اللہ کے حوالہ کریں، کہ وہ ہی اس کی حقیقت جانتا ہے، اور ہم بے کھود کرید کئے اسی طرح ایمان لاتے ہیں اور یقین کرتے ہیں، کہ جو کچھ اس کا مطلب ہے وہ ٹھیک ہے اور حق ہے۔

عقیدہ:- عالم میں جو کچھ برا بھلا ہوتا ہے سب کو خدا تعالیٰ اس کے ہونے سے پہلے ہمیشہ سے جانتا ہے، اور اپنے جاننے کے موافق اس کو پیدا کرتا ہے، ساری مخلوق کے بارے میں اس نے پہلے سے طے فرما دیا ہے کہ ایسا ایسا ہوگا تقدیر اسی کا نام ہے، اور بری چیزوں کے پیدا کرنے میں بہت بھید ہیں، جن کو وہی جانتا ہے۔

Marfat.com

عقیدہ:- بندوں کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ اور ارادہ دیا ہے جس سے وہ گناہ اور ثواب کے کام اپنے اختیار سے کرتے ہیں، اور اپنے اختیار سے مومن اور کافر ہوتے ہیں، البتہ ایمان و کفر اور نیکی و بدی سب کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

عقیدہ:- اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے، اور جسے چاہے گمراہ کرتا ہے اس پر کسی کا زور نہیں، اور بندوں کو کسی کام کے پیدا کرنے کی قدرت نہیں، گناہ کے کام سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اور ثواب کے کام سے خوش ہوتے ہیں۔

عقیدہ:- اللہ تعالیٰ نے بندوں کو ایسے کام کا حکم نہیں دیا جو بندوں سے نہ ہو سکے۔

عقیدہ:- کوئی چیز خدا کے ذمہ ضروری نہیں، وہ جو کچھ اپنی مہربانی سے عطا فرمائے اس کا فضل ہے۔

عقیدہ:- کثیر تعداد میں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے پیغمبر بندوں کو سیدھی راہ بتانے آئے، اور وہ سب گناہوں سے پاک ہیں، گنتی اُن کی پوری طرح اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے، ان کی سچائی بتانے کو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں ایسی چیزیں ظاہر کیں جو اور لوگ نہیں کر سکتے، ایسی باتوں کو معجزہ کہتے ہیں، ان میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام تھے اور سب کے بعد میں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تشریف لائے، باقی انبیاء کرام ان دونوں کے درمیان گزرے۔ ان میں بعض بہت مشہور ہیں جیسے حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت اسحاق علیہ السلام، حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام، حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت ایوب علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام، حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت یحییٰ علیہ السلام، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت الیاس علیہ السلام، حضرت الیسع علیہ السلام، حضرت یونس علیہ السلام، حضرت لوط علیہ السلام، حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت صالح علیہ السلام، حضرت ہود علیہ السلام، حضرت شعیب علیہ السلام۔

عقیدہ:- سب پیغمبروں کی گنتی اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتائی، اس لئے یوں عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے جتنے پیغمبر ہیں ہم ان سب پر ایمان لاتے ہیں، جو ہم کو معلوم ہیں اُن پر بھی اور جو معلوم نہیں اُن پر بھی۔

عقیدہ:- پیغمبروں میں بعضوں کا مرتبہ بعضوں سے بڑا ہے، سب سے بڑا مرتبہ ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے، اور آپ ﷺ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آ سکتا، قیامت تک جتنے آدمی اور جن ہوں گے آپ ﷺ سب کے پیغمبر ہیں۔

عقیدہ:- ہمارے پیغمبر ﷺ کو ایک رات اللہ تعالیٰ نے جاگتے میں جسم کے ساتھ مکہ سے بیت المقدس اور وہاں سے ساتوں آسمانوں پر اور وہاں سے جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا پہنچایا، اور پھر اسی رات میں مکہ پہنچا دیا، اس کو معراج کہتے ہیں۔

عقیدہ:- اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات کو نور سے پیدا فرما کر ہماری نظروں سے چھپا دیا ہے، اُن کو فرشتہ کہتے ہیں۔ بہت سے کام اُن کے حوالے کئے ہیں، وہ کبھی اللہ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے، جس

Marfat.com

کام میں لگا دیا ہے اس میں لگے ہیں، حضرت جبرئیل علیہ السلام بہت مشہور ہیں۔ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پر اللہ کی طرف سے وحی لاتے تھے، قرآن مجید بھی اللہ تعالیٰ نے انہی کے ذریعہ نازل فرمایا، ان کو قرآن مجید میں "الروح الامین" کے لقب سے بھی ملقب فرمایا ہے۔

عقیدہ:- اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوق آگ سے بنائی ہے، وہ بھی ہم کو دکھائی نہیں دیتی، اُن کو جن کہتے ہیں، ان میں مومن و کافر، نیک و بد سب طرح کے ہوتے ہیں، ان کے اولاد بھی ہوتی ہے، ان سب میں زیادہ مشہور شریر ابلیس شیطان ہے۔

عقیدہ:- مسلمان جب خوب عبادت کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے اور دنیا سے محبت نہیں رکھتا، اور حضور نبی کریم ﷺ کا خوب اتباع کرتا ہے تو وہ اللہ کا دوست اور پیارا ہو جاتا ہے، ایسے شخص کو ولی کہتے ہیں، اس شخص سے کبھی ایسی باتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں جو اور لوگوں سے ظاہر نہیں ہوتیں، ان باتوں کو کرامت کہتے ہیں۔

عقیدہ:- ولی کتنے ہی بڑے درجہ کو پہنچ جائے مگر نبی کے برابر نہیں ہو سکتا، اور کوئی شخص خدا کا کیسا ہی پیارا ہو جائے جب تک ہوش و حواس باقی ہوں شرع کا پابند رہنا فرض ہے، نماز روزہ یا کوئی عبادت اس سے معاف نہیں ہوتی، اور کوئی گناہ اس کے لئے جائز نہیں ہو جاتا۔

عقیدہ:- جو شخص شریعت کے خلاف ہو وہ خدا کا دوست نہیں ہو سکتا اگر اس کے ہاتھ سے اچنبھے کی بات دکھائی دے تو وہ جادو ہے یا نفسانی اور شیطانی دھندا ہے، ایسا شخص گمراہ ہے، اس سے عقیدت رکھنا اور مرید ہونا گمراہی ہے۔

عقیدہ:- اللہ اور رسول نے دین کی سب باتیں قرآن و حدیث میں بندوں کو بتا دیں، اب کوئی نئی بات دین میں نکالنا درست نہیں، ایسی نئی بات کو بدعت کہتے ہیں، بدعت بہت بڑا گناہ ہے۔

عقیدہ:- اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں پر بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں نازل فرمائیں، تاکہ وہ اپنی اپنی امتوں کو پڑھائیں اور دینی باتیں سنائیں ان میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں: توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملی، زبور حضرت داؤد علیہ السلام کو، انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو، قرآن مجید ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو، اور قرآن مجید آخری کتاب ہے، اب کوئی کتاب آسمان سے نازل نہ ہوگی، قیامت تک قرآن ہی کا حکم چلتا رہے گا، دوسری کتابوں کو گمراہ لوگوں نے بہت کچھ بدل ڈالا، مگر قرآن مجید کی نگہبانی کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے، اس کو کوئی نہیں بدل سکتا۔

عقیدہ:- ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو جن لوگوں نے بحالتِ ایمان دیکھا، پھر ایمان پر اُن کو موت آ گئی، ان کو صحابی کہتے ہیں، اُن کے بڑے مرتبے ہیں، ان سب سے محبت اور اچھا گمان رکھنا لازم ہے، اُن میں چار صحابی زیادہ مشہور ہیں، اور مرتبہ میں دوسرے صحابیوں سے بڑے ہیں۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، یہ حضور اقدس ﷺ کے بعد خلیفہ اوّل ہوئے جو تمام امت میں سب سے افضل ہیں، اُن کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ساری امت سے افضل ہیں، یہ دوسرے خلیفہ ہیں جو حضرت

Marfat.com

ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ ہوئے، ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ساری امت سے افضل ہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ ہوئے، یہ تیسرے خلیفہ ہیں، اُن کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ ساری اُمت سے افضل ہیں جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد خلیفہ ہوئے، یہ چوتھے خلیفہ ہیں۔

عقیدہ:- صحابی کا اتنا بڑا رتبہ ہے کہ بڑے سے بڑا ولی بھی کسی صحابی کے برابر مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔

عقیدہ:- ہمارے حضور ﷺ کی سب اولاد اور ازواج یعنی بیویاں سب تعظیم کے لائق ہیں، اور اولاد میں سب سے بڑا مرتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے، اور بیویوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا۔

عقیدہ:- ایمان جب درست ہوتا ہے کہ اللہ و رسول کو سب باتوں میں سچا سمجھے، اور اُن سب کو مان لے، اللہ و رسول ﷺ کی کسی بات میں شک کرنا یا اس کو جھٹلانا یا اس میں عیب نکالنا یا اس کا مذاق اُڑانا کفر ہے۔ ان سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

عقیدہ:- قرآن و حدیث کے کھلے کھلے مطلب کو نہ ماننا اور اینچ پینچ کر کے اپنا مطلب بنانے کو معنی گھڑنا بددینی ہے۔

عقیدہ:- گناہ کو حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

عقیدہ:- گناہ چاہے کتنا بڑا ہو جب تک اس کو برا سمجھتا رہے ایمان نہیں جاتا، البتہ گناہ سے ایمان کمزور ہو جاتا ہے۔

عقیدہ:- اللہ تعالیٰ سے نڈر ہو جانا یا ناامید ہو جانا کفر ہے۔

عقیدہ:- نجومی وغیرہ سے غیب کی باتیں پوچھنا اور اس کا یقین کر لینا کفر کی بات ہے۔

عقیدہ:- غیب کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا، البتہ نبیوں کو اللہ تعالیٰ نے بہت سی غیب کی باتیں بتائی تھیں، ہمارے رسول ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ علم دیا اور بہت زیادہ غیب کی باتوں کی خبر دی، مگر عالم الغیب اللہ کے سوا کسی کو کہنا درست نہیں ہے، اور غیب کی سب باتوں کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

عقیدہ:- کسی کا نام لے کر کافر کہنا یا لعنت کرنا درست نہیں، ہاں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ظالموں پر لعنت یا جھوٹوں پر اللہ کی لعنت، مگر جن کا نام لے کر اللہ اور رسول ﷺ نے لعنت کی ہے یا اُن کے کفر پر مرنے کی خبر دی ہے، اُن کو کافر و ملعون کہنا جائز ہے، اور اُن کے کفر پر مرنے کا یقین کرنا اور قطعی طور پر کافر اور دوزخی کہنا درست ہے۔

عقیدہ:- جب آدمی مر جاتا ہے اگر دفن کر دیا جائے تو دفن کے بعد، اور دفن نہ کیا جائے تو جس حال میں بھی ہو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، جن میں ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں، وہ آ کر پوچھتے ہیں کہ تیرا پروردگار کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ یہ کون ہیں؟ اگر وہ ایماندار ہو تو ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے، پھر اس کے لئے وہاں سب طرح کا

Marfat.com

چین ہے، جنت کی طرف کھڑکی کھول دیتے ہیں، جس سے جنت کی عمدہ ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے، اور وہ قیامت آنے تک وہاں خوب مزے میں رہتا ہے اور اگر وہ مردہ ایماندار نہ ہو تو وہ سب باتوں میں یہی کہتا ہے کہ "مجھے کچھ خبر نہیں" پھر اسے بڑی سختی کا عذاب قیامت تک ہوتا رہتا ہے۔ مگر یہ سب باتیں مردہ کو معلوم ہوتی ہیں، زندہ لوگ نہیں دیکھتے، اور نہ سنتے ہیں، جیسے سوتا آدمی خواب میں بہت کچھ دیکھتا ہے اور جاگتا آدمی اُس کے پاس بے خبر بیٹھا رہتا ہے۔

عقیدہ:- مرنے کے بعد ہر دن صبح شام مردہ کا جو ٹھکانہ ہے وہ دکھا دیا جاتا ہے، جنتی کو جنت دکھا کر خوشخبری دیتے ہیں، اور دوزخی کو دوزخ دکھا کر حسرت اور رنج و غم بڑھاتے ہیں۔

عقیدہ:- مسلمان مردہ کے لئے دعا کرنے سے، کچھ خیرات دے کر بخشنے سے، اس کی طرف سے حج کرنے سے اس کو ثواب پہنچتا ہے، اور اس سے اس کو بڑا فائدہ ہوتا ہے۔

عقیدہ:- اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جتنی نشانیاں قیامت کی بتائی ہیں سب ضرور ہونے والی ہیں، امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے، اور خوب انصاف سے بادشاہی کریں گے، کانا دجال نکلے گا اور دنیا میں بہت فساد مچائے گا، اس کو مار ڈالنے کے واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر سے اتریں گے اور اس کو مار ڈالیں گے، یاجوج ماجوج زمین پر پھیل پڑیں گے، اور بڑا فساد کریں گے، پھر خدا کے قہر سے ہلاک ہو جائیں گے، ایک عجیب طرح کا جانور زمین میں سے نکلے گا اور آدمیوں سے باتیں کرے گا، مغرب کی طرف سے آفتاب نکلے گا، مسلمان بالکل ختم ہو جائیں گے اور تمام دنیا کافروں سے بھر جائے گی اور اس کے سوائے اور بہت سی باتیں ہوں گی۔

عقیدہ:- جب ساری نشانیاں پوری ہو جائیں گی اور ایک مسلمان بھی زندہ نہ رہے گا، اور کافر بہت عیش کی زندگی گزار رہے ہوں گے، اللہ کے حکم سے حضرت اسرافیل علیہ السلام صور پھونکیں گے، اس صور کے پھونکنے سے آسمان پھٹ جائیں گے، ستارے بے نور ہو جائیں گے، چاند، سورج کی روشنی جاتی رہے گی، زمین میں بھونچال آ جائے گا، آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے، پہاڑ روئی کے گالوں کی طرح اڑ جائیں گے، اور ساری مخلوق مر جائے گی، اور سب مرے ہوئے بیہوش ہو جائیں گے، مگر جس کو اللہ چاہے گا بیہوشی سے بچا لے گا اور ایک مدت اسی کیفیت پر گزر جائے گی۔

عقیدہ:- پھر جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا، دوسری بار صور پھونکا جائے گا، اس سے پھر سارا عالم پیدا ہو جائے گا، مردے زندہ ہو جائیں گے، اور ایک میدان میں حساب کتاب کے لئے سب اکٹھے ہوں گے، اسی کو روزِ قیامت کہتے ہیں، اس کی تکلیفوں سے گھبرا کر سب لوگ حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس سفارش کرانے جائیں گے، سب انکار کر دیں گے، بالآخر ہمارے حضور ﷺ سفارش کریں گے، حساب کتاب شروع ہوگا، ترازو کھڑی کی جائے گی، بھلے برے عمل تولے جائیں گے، اعمال پر فیصلے ہوں گے، بعض بے حساب جنت میں چلے جائیں گے، نیکوں کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں اور بروں کا بائیں ہاتھ میں پشت کے پیچھے سے دیا جائے گا، ہمارے حضور ﷺ اپنی امت کو حوضِ کوثر کا پانی پلائیں گے، جو

Marfat.com

دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا، پھر پل صراط پر چلنا ہوگا، جو نیک لوگ ہیں وہ اس سے پار ہو کر بہشت میں پہنچ جائیں گے، جو کافر اور بدکار ہیں وہ کٹ کر دوزخ میں گر پڑیں گے۔

عقیدہ:- دوزخ پیدا ہو چکی ہے، اس میں سانپ اور بچھو اور طرح طرح کا عذاب ہے، دوزخیوں میں سے جن میں ذرا بھی ایمان ہوگا وہ اپنے اعمال کی سزا بھگت کر پیغمبروں اور نیک بندوں کی سفارش سے نکل کر بہشت میں داخل ہو جائیں گے، خواہ وہ کتنے ہی بڑے گنہگار ہوں اور جو کافر و مشرک ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، نہ اُس میں سے نکلیں گے نہ کبھی اُن کی بخشش ہوگی، اور نہ اُن کو کبھی موت آئے گی ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔

عقیدہ:- بہشت بھی پیدا ہو چکی ہے اور اس میں طرح طرح کے چین اور نعمتیں ہیں، بہشتیوں کو کسی طرح کا ڈر اور غم نہ ہوگا، اور کسی طرح کی کوئی تکلیف دکھن یا تھکن نہ ہوگی، اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے، نہ اُس سے نکلیں گے، نہ نکالے جائیں گے، نہ نکلنا چاہیں گے، ان کو کبھی موت نہ آئے گی، ہمیشہ عیش و آرام میں رہیں گے۔

عقیدہ:- اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ چھوٹے گناہ پر سزا دیدے یا بڑے گناہ کو اپنی مہربانی سے معاف کر دے، اور اس پر بالکل سزا نہ دے۔

عقیدہ:- شرک اور کفر کا گناہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی کو معاف نہیں کرتا، اور ان کے علاوہ جو، در گناہ ہیں ان میں سے جس کو چاہے گا اپنی مہربانی سے معاف فرما دے گا۔

عقیدہ:- جن لوگوں کا نام لے کر اللہ اور رسول ﷺ نے اُن کا بہشتی ہونا بتا دیا ہے اُن کے سوا کسی کے بہشتی ہونے کا یقینی حکم نہیں لگا سکتے، البتہ کسی کے بارے میں اس کے اچھے اعمال دیکھ کر اچھا گمان رکھنا اور اچھی امید رکھنا درست ہے۔

عقیدہ:- بہشت میں سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے، جو بہشتیوں کو نصیب ہوگا، اس کی لذت کے مقابلہ میں تمام نعمتیں ہیچ ہوں گی۔

عقیدہ:- دنیا میں جاگتے ہوئے اللہ کو ان آنکھوں سے کسی نے نہیں دیکھا اور نہ کوئی دیکھ سکتا ہے۔

عقیدہ:- عمر بھر کوئی کیسا ہی بھلا یا برا آدمی ہو اس کا فیصلہ اس حالت کے موافق ہوگا جس پر خاتمہ ہوگا، ایمان پر مرا تو ایمان والوں میں اور کفر پر مرا تو کفر والوں میں شمار ہوگا۔

عقیدہ:- آدمی عمر بھر میں جب کبھی توبہ کرے، یا مسلمان ہو اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہے، البتہ مرتے وقت جب دم ٹوٹنے لگے اور عذاب کے فرشتے دکھائی دینے لگیں اُس وقت کافر کا ایمان اور مومن گنہگار کی توبہ قبول نہیں ہوتی، کافر کی بخشش تو نہ ہوگی البتہ مومن گنہگار کو اللہ چاہے گا تو بغیر عذاب کے بخش دے گا، یا سزا دے کر جنت میں بھیج دے گا۔

بہت ضروری تنبیہ

کوئی شخص مسلمان کا بیٹا ہونے سے یا اسلام کا دعویدار ہونے سے مسلمان نہیں ہوتا جب تک کہ اس

Marfat.com

کے عقائد قرآن وحدیث کے مطابق نہ ہوں، بہت سے لوگ حضور اقدس ﷺ کے بعد کسی دوسرے کو رسول مانتے ہیں، اور کچھ لوگ فرائض کے منکر ہیں، اور بہت سے لوگ قرآن میں تحریف کے قائل ہیں، ایسے لوگ مسلمان نہیں اگرچہ اسلام کا دعویٰ کریں۔

اسلام کے پانچ ارکان

(۱۰) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تعالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بُنِیَ الْاِسْلَامُ عَلٰی خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِیْتَآءِ الزَّکٰوةِ وَالْحَجِّ وَصَوْمِ رَمَضَانَ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ:- ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اوّل اس بات کی گواہی دینا کے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، دوم نماز قائم کرنا، سوم زکوٰۃ دینا، چہارم حج کرنا، پنجم رمضان کے روزے رکھنا''۔ (مشکوٰۃ ص ۱۲ عن البخاری ومسلم)

تشریح:- اس حدیث میں پانچ چیزوں پر اسلام کی بنیاد بتائی گئی ہے:

پہلا رکن:- ان میں پہلی چیز تو وہی توحید ورسالت کی گواہی ہے جو اصل ایمان ہے، اور یہ دونوں گواہیاں دینے سے ان سب عقائد واحکام کا ماننا فرض ہو جاتا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے بتائے ہیں، اور ان تمام خبروں کی تصدیق کرنا بھی فرض ہو جاتا ہے جو گزشتہ اور آئندہ واقعات کے بارے میں قرآن و حدیث میں وارد ہوئی ہیں، انہی خبروں میں قبر اور حشر اور جنت ودوزخ اور جنتیوں ودوزخیوں کے حالات کی سب تفصیلات آجاتی ہیں، گزشتہ اوراق میں جو اسلامی عقائد ہم نے بیان کئے ہیں وہ سب توحید ورسالت کے ماننے کے ذیل میں آجاتے ہیں، کیونکہ قرآن وحدیث میں یہ تفصیلات مذکور ہیں۔ نئے دَور کے تعلیم یافتہ نوجوان کالجوں میں پڑھتے ہیں اور یہود ونصاریٰ سے اسلامیات کی ڈگری لیتے ہیں، قرآن وحدیث میں وارد شدہ بہت سی چیزوں میں شک کرتے ہیں یا ان کا انکار کرتے ہیں اور خود کو مسلمان بھی سمجھتے ہیں، جاہل رہتے ہوئے مسلمان رہتے تو کیا ہی اچھا ہوتا، ایمان تو برقرار رہتا، ایسے علم کا ناس ہو جو خدا اور رسول کی باتوں میں شک پیدا کرے، ایمان سب سے زیادہ قیمتی چیز ہے، اس کو ضائع نہ ہونے دو۔

توحید ورسالت کی گواہی کے بعد عملی طور پر پورے اسلام کو اپنے اوپر نافذ کرنا ضروری ہے، اسلام کے احکام تو بہت ہیں جو زندگی کے ہر شعبہ پر حاوی ہیں لیکن ان میں نماز، زکوٰۃ، حج، روزۂ رمضان کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے ان کی اہمیت اس طرح ظاہر فرمائی کہ اسلام کو ایک خیمہ سے تشبیہ دی اور اس کے پانچ ستون بتائے سب سے پہلا اور سب سے بڑا ستون توحید ورسالت کی گواہی ہے، یہ مرکزی ستون ہے، جیسے خیمہ کے درمیان اونچا ستون ہوتا ہے کہ اگر وہ نہ ہو تو خیمہ کسی طرح قائم ہی نہیں رہ سکتا، پھر اس ستون کے بعد چار کونوں پر ایک ایک ستون چاہئے، وہ ستون نماز، زکوٰۃ، حج اور روزۂ رمضان ہیں۔

Marfat.com

دوسرا رکن:- ان میں اوّلیت اور سب سے زیادہ اہمیت نماز کو حاصل ہے، توحید و رسالت کی گواہی کے بعد اسلام کا سب سے اہم رکن نماز ہے، جس پر باقی دین کا انحصار ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو سرکاری سرکلر کے طور پر لکھ کر بھیجا تھا کہ:

مَنْ حَفِظَهَا وَحَافَظَ عَلَيْهَا حَفِظَ دِيْنَهُ وَمَنْ ضَيَّعَهَا فَهُوَ لِمَا سِوَاهَا اَضْيَعُ.

''جس نے نماز کی حفاظت کی اور اس کے پڑھنے کی پابندی کی وہ اپنے (باقی) دین کی بھی حفاظت کرے گا، اور جس نے نماز کو ضائع کر دیا وہ اپنے (باقی) دین کو اس سے زیادہ ضائع کرے گا''۔ (مشکوٰۃ شریف)

اسی وجہ سے کہ نماز اسلام کا سب سے بڑا ستون ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ ''جس نے نماز کی پابندی نہ کی وہ قیامت کے روز فرعون، ہامان، قارون اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا (جبکہ اس نے کافروں کا عمل کیا تو عقل کا تقاضا ہے کہ کافروں کے ساتھ حشر ہو)۔

تیسرا رکن:- نماز کے بعد زکوٰۃ کو ذکر فرمایا جو اسلام کا تیسرا رکن ہے، قرآن شریف میں ارشاد ہے:

وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ○

''اور مشرکوں کے لئے بڑی خرابی ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت کے منکر ہیں''

آیت شریفہ کا سیاق اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ زکوٰۃ نہ دینا مشرکوں کا کام ہے، اللہ تعالیٰ بچائیں زکوٰۃ روکنے سے اور نفس کی کنجوسی سے جو اسلام کے ایک رکن کو گرا دے۔

چوتھا رکن:- حج بیت اللہ کے متعلق حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

مَنْ مَّلَكَ زَادًا وَّرَاحِلَةً تُبَلِّغُهُ اِلٰى بَيْتِ اللّٰهِ وَلَمْ يَحُجَّ فَلَا عَلَيْهِ اَنْ يَّمُوْتَ يَهُوْدِيًّا اَوْ نَصْرَانِيًّا وَّذٰلِكَ اَنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى قَالَ وَ لِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا.

''جس کے پاس زادِ راہ اور سواری کا انتظام ہو جو اُسے بیت اللہ تک پہنچا دے، اور ایسا شخص حج نہ کرے سو کچھ عجب نہیں کہ یہودیت یا عیسائیت کی حالت میں مرے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اور اللہ کے لئے لوگوں کے ذمہ بیت اللہ کا حج کرنا ہے جو وہاں پہنچنے کی وسعت رکھتا ہو''۔ (مشکوٰۃ شریف)

کیسے ظالم لوگ ہیں جو حقیر اور فانی روپیہ کو بچانے کے لئے حج کو ترک کرتے ہیں ؎

مبادا دلِ آں فرد مایہ شاد
کہ از بہر دنیا دہد دیں بباد

جس پر حج فرض ہو جائے جلد سے جلد کر لے کل پر نہ ٹالے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے:

مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْيَعْجَلْ.

''یعنی جو حج کو جانا چاہے اُسے جلدی کرنا ضروری ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف)

حج اتنا بڑا رکن ہے کہ اس کے تارک کو رحمۃ للعالمین ﷺ نے یہودیت یا عیسائیت کی موت پر مرنے

Marfat.com

والا فرمایا ہے (العیاذ باللہ)۔

پانچواں رکن: — رمضان المبارک کے روزے رکھنا بھی اسلام کے پانچ ارکان میں سے ہے۔

قرآن شریف میں ارشاد ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ○ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ ط

''اے ایمان والو! فرض کئے گئے تم پر روزے جس طرح فرض کئے گئے تھے اُن لوگوں پر جو تم سے پہلے تھے، تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ، یہ (روزے) گنتی کے چند ہیں''۔

افسوس! کہ سال بھر میں ایک مہینہ اللہ کے لئے روزانہ چند گھنٹے کھانا پینا اور خواہش نفس کے چھوڑنے کو بہت سے لوگ تیار نہیں ہوتے، اور اسلام کے اس ستون کو ڈھانے میں لگے ہوئے ہیں، پھر بھی خود کو مسلمان کہتے ہیں۔

اس حدیث کی تشریح میں ہم یہاں اسی قدر اکتفاء کرتے ہیں، نماز، زکوٰۃ، حج، روزۂ رمضان کے احکام کی تفصیلات آگے اپنے اپنے باب میں آرہی ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اسلام کامل ومکمل دین ہے اُس میں کمی بیشی کی گنجائش نہیں

(۱۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تعالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ. (رواه البخاری ومسلم)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی ہمارے اس دین میں وہ کام جاری کرے جو اس میں نہیں ہے تو وہ کام مردود ہے''۔

تشریح:— دین اسلام ایک صاف سچا کامل ومکمل دین ہے، رہتی دنیا تک اس کا ہر ہر حکم محفوظ ہے، کیسے ہی احوال بدل جائیں اور کیسے ہی انقلابات آجائیں لیکن اسلام اپنی جگہ اٹل ہے، اُس کی کسی چیز میں بدلنے کی گنجائش نہیں، انسانی زندگی کے تمام شعبوں کے قوانین اسلام نے ایسے وضع کئے ہیں کہ ان سے بہتر کوئی پیش نہیں کرسکتا، اور نہ آج تک کوئی پیش کرسکا، اسلام کامل اس قدر ہے کہ اسلام کے نہ نظامِ حکومت میں تبدیلی کی گنجائش ہے نہ اس کے نظامِ اقتصادیات میں کسی اضافہ یا کمی کی ضرورت ہے، نہ اس کے نظامِ معاشرت میں کسی تبدیلی کا موقع ہے، نہ اُس کے وضع کردہ طرقِ معاملات کے متعلق کسی ترمیم کی حاجت ہے، غرضیکہ تمام شعبہ ہائے زندگی میں اسلام جاری وساری ہے، اور اس میں کہیں بھی کسی جگہ تبدیل وترمیم کی ضرورت نہیں، اور کیونکر تبدیلی کی ضرورت ہوسکتی ہے؟ جبکہ اللہ جل شانہٗ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ کا اعلان فرما چکے ہیں۔

پھر اسلام کے احکامات میں کوئی الجھاؤ اور پیچیدگی نہیں ہے، جس کی وجہ سے سمجھنے یا عمل کرنے میں دقت پیش آئے، بلکہ اس کا ہر فیصلہ دوٹوک اور ہر حکم صاف اور صریح اور ہر قانون ظاہر اور بیّن ہے۔ الترغیب وترہیب میں ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا:

لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلٰى مِثْلِ الْبَيْضَآءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا لَا يَزِيْغُ عَنْهَا اِلَّا هَالِكٌ.

Marfat.com

''البتہ میں نے تم کو ایسے صاف راستہ پر چھوڑا ہے جس کا رات اور دن برابر ہے، اس سے وہی ہٹے گا جو ہلاک ہوگا (یعنی اپنی جان کو دوزخ میں ڈالنے کو تیار ہوگا)''۔

جبکہ دین اسلام کامل و مکمل اور صاف وصریح دین ہے، جس میں ذرا سی بھی ترمیم اور اضافہ کی گنجائش نہیں ہے تو اب اس میں کسی بدعت کا نکالنا اور اپنی طرف سے کسی ایسے کام کو دین میں داخل کرنا جو دین میں نہیں ہے سراسر گمراہی ہوگی، اور دین میں اپنی طرف سے پچر کگانا ہوگا۔

حضرت امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَنْ اَتٰی بِدْعَةً ظَنَّ اَنَّ مُحَمَّدًا اَخْطَأَ الرِّسَالَةَ ''یعنی جس نے بدعت کا کام کیا گویا اس نے یہ سمجھا کہ محمد ﷺ نے اللہ کا حکم پہنچانے میں غلطی کی ہے، اور پورا دین نہیں پہنچایا، اور احکام ٹھیک ٹھیک نہیں بتائے ہیں، لہٰذا میں اس میں اپنی طرف سے کوئی عمل جاری کر کے ناقص دین کی تکمیل کرتا ہوں، (اللہ کی پناہ) بدعت والے یوں تو ہرگز نہیں کہتے کہ ہم بدعت کر رہے ہیں، بلکہ اپنے اعمال کو عین دین سمجھتے ہیں، جس کی وجہ سے اُن کو قرآن وحدیث دیکھنے کی بھی توفیق نہیں ہوتی، اور حق و باطل کی تمیز نہیں رہتی، چونکہ معصیت اور سراسر نافرمانی کو اہل بدعت نیکی سمجھتے ہیں، اس لئے بدعت سے توبہ بھی نہیں کرتے نہ اس کی انہیں توفیق ہوتی ہے۔

بدعت کے علاوہ کوئی کتنا ہی بڑا گناہ ہو، چونکہ انسان اسے گناہ سمجھتا ہے اس لئے اس کے کرنے سے ڈرتا بھی ہے، اور توبہ بھی کرتا ہے، قیامت کے دن کی پکڑ کا بھی خیال اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے، لیکن بدعت کو چونکہ نیکی سمجھ کر کیا جاتا ہے اس لئے اس سے توبہ کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا، شیطان کی سب سے بڑی چال یہی ہے کہ انسان کو ایسے عمل پر ڈال دے جو حقیقت میں گناہ ہو اور کرنے والا اُسے نیکی سمجھتا ہو، الترغیب والترہیب میں ہے:

اِنَّ اِبْلِیْسَ قَالَ اَهْلَكْتُهُمْ بِالذُّنُوْبِ فَاَهْلَكُوْنِیْ بِالْاِسْتِغْفَارِ فَلَمَّا رَاَیْتُ ذٰلِكَ اَهْلَكْتُهُمْ بِالْاَهْوَاءِ فَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُهْتَدُوْنَ فَلَا یَسْتَغْفِرُوْنَ.

''یعنی ابلیس نے کہا کہ میں نے لوگوں کو گناہ کرا کے ہلاک کیا، (یعنی دوزخ کا مستحق بنایا) تو انہوں نے مجھے اس طرح ہلاک کر دیا کہ گناہ کر کے توبہ کر لی (اور میری محنت پر توبہ کر کے پانی پھیر دیا) جب میں نے یہ ماجرا دیکھا تو میں نے ایسے عمل جاری کر دیئے جو نفسوں کی خواہشوں کے موافق ہیں، (اور حقیقت میں گناہ ہیں، اب وہ ان کاموں کو چونکہ نیکی سمجھتے ہیں) اس لئے اپنے کو ہدایت پر جانتے ہیں لہٰذا استغفار نہیں کرتے''۔

چونکہ خلاف سنت کام بدعت ہے، اس لئے بدعت کے اعمال مقرر نہیں ہیں، بلکہ بے شمار ہیں، اور ہر ملک اور ہر صوبہ میں علیحدہ علیحدہ بدعتیں ہیں عوام سے مرعوب ہو کر بہت سے علاقوں میں علماء بھی بدعتوں میں شریک نظر آتے ہیں، علماء کی ذمہ داری ہے کہ عوام میں جو بھی کوئی عمل ہوتا دیکھیں اُسے قرآن وحدیث اور سنت خلفاء راشدینؓ وعمل صحابہؓ میں تلاش کریں اگر نہ ملے تو پوری کوشش صرف کریں کہ وہ عمل چھوٹ جائے اور اس کی جگہ سنت نبویہ (علیٰ صاحبها الصلوٰة والتحية) پر عمل ہونے لگے۔ بیاہ شادی، مرنے جینے میں ہر جگہ بے شمار بدعتیں ہوتی ہیں، قبروں پر بے شمار و بے انتہا گناہ ہوتے ہیں، جن کو کارِ ثواب سمجھا جاتا

Marfat.com

ہے، لیکن حقیقت میں بدعت ہوتے ہیں، تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں، برسی، ثواب پہنچانے کے گھڑے ہوئے خودساختہ طریقے قبروں کے عرس، قبروں پر چادریں یا پھول چڑھانا، قبروں کو غسل دینا، پختہ بنانا، قبروں پر روٹیاں یا غلہ تقسیم کرنا، شب برأت کا حلوہ، حضرت امام جعفر کے کونڈے، حضرت پیرانِ پیر کی گیارہویں، مولود میں قیام، بی بی جی کی صحنک، وغیرہ بے شمار بدعتیں رائج ہیں، اور ان کے مٹانے کے لئے اللہ کے سچے بندے جان توڑ کوشش کر چکے ہیں، لیکن چونکہ ان چیزوں کو نیکی سمجھ کر کیا جاتا ہے، اس لئے چھوڑنے کے بجائے علماءِ کرام ہی کو برا کہہ دیا جاتا ہے، اور عورتیں تو رسموں اور بدعتوں کی ایسی پابند ہیں کہ ہرج مرض، تنگی ترشی، امیری غریبی ہر حال میں اُن کے انجام دینے کو فرض سمجھتی ہیں۔ فرض نمازوں کو چھوڑ دیں گی، مگر بدعتیں اور رسمیں نہ چھوڑیں گی، اللہ تعالیٰ سمجھ دے اور ہر مسلمان کو ہر بدعت سے بچائے۔ تفصیل کے لئے بہشتی زیور حصہ ششم اور اصلاح الرسوم مطالعہ کریں۔

(۱۲) وَعَنْ اَبِیْ ثَعْلَبَةَ الْخُشَنِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تعالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضَیِّعُوْهَا وَحَرَّمَ حُرَمَاتٍ فَلَا تَنْتَهِکُوْهَا وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَسَکَتَ عَنْ اَشْیَآءَ مِنْ غَیْرِ نِسْیَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْهَا. (رواہ الدارقطنی)

ترجمہ: ''حضرت ابو ثعلبہ خُشنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک اللہ نے (بہت سے) فرائض مقرر فرمائے ہیں، سو اُن کو تم ضائع نہ کرو، اور اس نے بہت سی چیزوں کو حرام قرار دیا ہے، سو اُن کا ارتکاب نہ کرو، اور اس نے حدود مقرر فرمائی ہیں، سو اُن سے آگے مت بڑھو، اور اس نے بہت سی چیزوں کے بارے میں خاموشی اختیار فرمائی ہے، یہ خاموشی بھولنے کی وجہ سے نہیں ہے، سو ان کو مت کریدو''۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۲ عن الدارقطنی)

تشریح: اس حدیثِ پاک میں حضور اقدس ﷺ نے چار چیزوں کا حکم فرمایا ہے جو بہت ہی اہم ہیں۔ اوّل: فرائض کی پابندی، دوم: محرمات سے بچنا، سوم: حدودِ خداوندی سے آگے نہ بڑھنا، چہارم: جن چیزوں کی حلت وحرمت کے بارے میں کچھ نہیں فرمایا اُن کے کریدنے سے بچنا۔

فرائض کی پابندی اور حرام چیزوں سے بچنا سب سے زیادہ اہم ہے، لوگ اس سے بہت غافل ہیں، تعجب ہے کہ بہت سے لوگ مخلوق کے حکموں کی پابندی اور ڈیوٹی کی بجا آوری پوری طرح کرتے ہیں اور اللہ جل مجدہ جو سب کا حاکم اور رازق وخالق ہے اس کے فرائض کی ڈیوٹی انجام دینے اور اس کی منع کردہ چیزوں سے بچنے کو کوئی اہمیت نہیں دیتے، اور بہت سے لوگ نوافل اور تطوعات میں پیش پیش نظر آتے ہیں، اور فرائض کی ادائیگی میں زبردست کوتاہی کرتے ہیں، اور کھلے طور پر حرام چیزوں میں پڑے ہوئے ہیں، راقم حروف نے بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ تہجد اور ذکر وتسبیح کے بہت پابند ہیں لیکن فرض نمازیں اُن کے ذمہ قضا ہیں، بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ نفل صدقہ خیرات کرنے اور مسکینوں کو کھانا کھلانے اور روزہ داروں کے روزے کھلوانے میں اپنے مال میں سے بڑا حصہ خرچ کرتے ہیں لیکن زکوٰۃ صحیح حساب سے نہیں دیتے اور باقاعدہ ادا نہیں کرتے، اور حج بھی چھوڑے ہوئے ہوتے ہیں، بہت سے لوگ حرام کمانے سے دریغ نہیں

Marfat.com

کرتے، اور اسی سے حج کرتے ہیں، اور اپنے دین دار ہونے کے گمان میں ہی مبتلا ہیں۔

بہت سے پیروں اور فقیروں نے لوگوں کو بہکا رکھا ہے کہ سالانہ نذرانہ دیئے جاؤ تم جنتی ہو، نماز روزہ کی ضرورت نہیں، بس ہم کو نذرانہ دینے سے اللہ کے پیارے ہو جاؤ گے، ایسے پیروں نے لوگوں کے ایمان کا ناس کر رکھا ہے، خود ڈوبے ہیں مگر اُن کو بھی لے ڈوبے ہیں، الحاصل فرائض خداوندیہ کی پابندی اور حرام کاموں سے بچنا بہت ہی زیادہ اہم اور ضروری ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق دیں۔

یہ بات بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ فرائض ومحرمات قرآن مجید میں بھی ہیں اور حدیث شریف میں بھی، فرقہ منکرین حدیث جو یہ کہتا ہے کہ قرآن پر عمل کرنا کافی ہے یہ اس کی جہالت ہے اور بے دینی کی بات ہے، قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَمَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا. (سورۂ حشر)

''اور رسول ﷺ جو کچھ تم کو دیں وہ لے لو اور جس چیز سے روک دیں اس سے رک جاؤ''۔ اور فرمایا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ. (آل عمران)

''آپ ﷺ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت فرمائیں گے''۔

اور حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اَيَحْسَبُ اَحَدُكُمْ مُتَّكِئًا عَلٰى اَرِيْكَتِهٖ يَظُنُّ اَنَّ اللّٰهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا اِلَّا مَا فِىْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ وَاِنِّىْ وَاللّٰهِ قَدْ اَمَرْتُ وَوَعَظْتُ وَنَهَيْتُ عَنْ اَشْيَاءَ اِنَّهَا كَمِثْلِ الْقُرْاٰنِ اَوْ اَكْثَرَ. (رواہ ابوداؤد)

''کیا تم میں سے کوئی یہ سمجھتا ہے کہ اپنی مسند پر تکیہ لگائے اٹکل سے یوں کہے کہ اللہ نے اس کے سوا کچھ حرام نہیں کیا جو اس قرآن میں ہے، خبردار! یقین جانو خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں نے بہت سی چیزوں کا حکم دیا ہے اور بہت سی نصیحتیں کی ہیں، اور بہت سی چیزوں سے میں نے روکا ہے اور یہ سب تعداد میں قرآن کے احکام کے برابر ہیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ہیں''۔

اور یہ جو فرمایا وَحَدَّ حُدُوْدًا فَلَا تَعْتَدُوْهَا (اللہ نے بہت سی حدود مقرر فرمائی ہیں، ان سے آگے نہ بڑھو) اس جملہ سے بے شمار احکام ومسائل نکلتے ہیں۔ مثال کے طور پر چند چیزیں ذکر کی جاتی ہیں۔

حدود اللہ سے آگے بڑھنے کی چند مثالیں:- (۱) اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کو حلال کیا ہے، ان کو اپنے اوپر حرام کر لینا، جیسے کچھ لوگ بعض پھلوں کے متعلق طے کر لیتے ہیں، کہ ہم یہ نہیں کھائیں گے، یا اور کسی طرح سے حرام کر لیتے ہیں، قرآن مجید میں ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ.

''اے ایمان والو! اللہ نے جو چیزیں تمہارے واسطے حلال کی ہیں اُن کو حرام مت کرو، اور حدود سے آگے مت نکلو، بلاشبہ اللہ حد سے آگے نکلنے والوں سے محبت نہیں فرماتے''۔

حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ شہد پینے کے متعلق فرما دیا تھا کہ اب ہرگز نہیں پیوں گا، اللہ جل شانہٗ نے آیت نازل فرمائی:

Marfat.com

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰہُ لَکَ ط

''اے نبی تم اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہو جسے اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا ہے''۔

ایسی بہت سی رسمیں آج لوگوں میں موجود ہیں جن میں عملاً بلکہ اعتقاداً بھی بہت سی حلال چیزوں کو حرام سمجھ رکھا ہے، مثلاً ذیقعدہ کے مہینہ میں (جسے عورتیں خالی کا مہینہ کہتی ہیں) اور محرم وصفر میں شریعت میں شادی کرنا خوب حلال اور درست ہے، لیکن اللہ کی اس حد سے لوگ آگے نکلتے ہیں، اور اُن میں شادی کرنے سے بچتے ہیں، ماہ محرم میں میاں بیوی والے تعلقات سے پرہیز کرتے ہیں، اور بہت سی قوموں میں بیوہ عورت کے نکاح ثانی کو معیوب سمجھتے ہیں اور عملاً اس کو حرام بنا رکھا ہے، یہ سب حدود سے آگے بڑھ جانا ہے۔

جس طرح حلال کو حرام کر لینا منع ہے اسی طرح حرام کو حلال کر لینا بھی منع ہے، حرام وحلال مقرر فرمانے کا اختیار اللہ ہی کو ہے، خواہ اس نے قرآن میں نازل فرمایا ہو یا اپنے نبی ﷺ کی زبانی بتایا ہو، قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُکُمُ الْکَذِبَ ھٰذَا حَلٰلٌ وَّھٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ ط (سورۂ نحل)

''اور جن چیزوں کے بارے میں محض تمہارا زبانی جھوٹا دعویٰ ہے ان کی نسبت یوں مت کہہ دیا کرو کہ فلاں چیز حلال ہے اور فلاں چیز حرام ہے، جس کا حاصل یہ ہوگا کہ اللہ پر جھوٹی تہمت لگاؤ گے''۔

(۲) دوسرا طریقہ حد سے آگے بڑھنے کا یہ ہے کہ جو چیز اللہ کے یہاں تقرب اور نزدیکی نہ ہو اسے تقرب کا باعث سمجھ لیں، مثلاً قبروں کا طواف جو شرک ہے، یا نہ بولنے کا روزہ رکھ لینا یا دھوپ میں کھڑا رہنا وغیرہ۔

(۳) ایک طریقہ حد سے بڑھنے کا یہ ہے کہ جو چیز شریعت میں ضروری نہیں ہے اگرچہ مباح ہو عملاً یا اعتقاداً فرض کا درجہ دے دیں، اور جو اُسے نہ کرے اُس پر لعن طعن کریں، مثلاً شب برأت کا حلوہ اور عید الفطر کی سویاں کہ شرعاً ان دونوں کی کوئی اصلیت نہیں ہے، مگر لوگ اُسے ضروری سمجھتے ہیں، اور جو نہ پکائے اُس کو نکو بننا پڑتا ہے، بیاہ شادی اور مرنے جینے میں بے شمار ایسی رسمیں کی جاتی ہیں جن کو فرض کا درجہ دیا جاتا ہے، اور شرعاً ان کی کوئی اصل نہیں، بلکہ بعض ان میں شرکیہ رسمیں ہیں۔

(۴) ایک طریقہ حد سے آگے بڑھنے کا یہ ہے کہ عمومی چیز کو جو ہر وقت مستحب ہے کسی خاص وقت کے ساتھ مخصوص کر لیں مثلاً نمازِ فجر اور نمازِ عصر کے بعد امام سے مصافحہ کرنا اور عید وبقرعید کے دن نمازِ دوگانہ پڑھ کر گلے ملنا، اور مصافحہ کرنا۔ مصافحہ بڑے ثواب کی چیز ہے اور ملاقات کی سنت ہے نہ کہ عید کی، اس کو کسی خاص وقت کے لئے مقرر کرنا اور عمل سے فرض وواجب کا درجہ دینا صحیح نہیں۔

(۵) حد سے آگے بڑھ جانے کی ایک شکل یہ ہے کہ کسی عمل کے بارے میں وہ فضیلت تجویز کر لی جائے جو قرآن وحدیث سے ثابت نہیں جیسے دعائے گنج العرش اور درود لکھی کی فضیلتیں گھڑ رکھی ہیں۔

(۶) ایک صورت حد سے آگے بڑھ جانے کی یہ ہے کہ کسی عمل کی کوئی خاص ترکیب وترتیب تجویز کر لی جائے، مثلاً مختلف رکعات میں مختلف سورتیں پڑھنا تجویز کر لینا (جو حدیث سے ثابت نہ ہو) اس کی پابندی کرنا، یا سورتوں کی تعداد مقرر کر لینا، جیسے تہجد کی نماز کے متعلق عوام میں مشہور ہے کہ پہلی رکعت

Marfat.com

میں ۱۲ مرتبہ قل ھو اللّٰہ پڑھی جائے، اور پھر ہر رکعت میں ایک ایک مرتبہ گھٹاتا جائے، یہ لوگوں نے خود تجویز کیا ہے، اسی طرح ہفتہ بھر کے دنوں کی نمازیں اور ان کی خاص خاص فضیلتیں اور اُن کی مخصوص ترکیبیں لوگوں نے بنالی ہیں، یہ بھی حد سے آگے بڑھ جانا ہے۔

(۷) کسی ثواب کے کام کو کسی خاص جگہ کے ساتھ مخصوص کر لینا (جس کی تخصیص شریعت سے ثابت نہ ہو) یہ بھی حد سے آگے بڑھ جانا ہے، جیسے بعض جگہ دستور ہے کہ قبر پر غلہ یا روٹی تقسیم کرتے ہیں، ثواب ہر جگہ سے پہنچ سکتا ہے، پھر اس میں اپنی طرف سے قبر پر ہونے کو طے کر لینا اور یہ سمجھنا کہ یہاں تقسیم کرنے سے زیادہ ثواب ملے گا، حدود اللہ سے آگے بڑھ جانا ہے۔

(۸) ایک صورت حد سے آگے بڑھ جانے کی یہ ہے کہ بعض کھانے کی چیزوں کے متعلق اپنی طرف سے یہ تجویز کر لیا جائے کہ اُسے فلاں شخص کھا سکتا ہے، اور فلاں نہیں کھا سکتا ہے، جیسے مشرکین مکہ کیا کرتے تھے، قرآن مجید میں ان لوگوں کے متعلق فرمایا گیا ہے:

وَقَالُوْا هٰذِهٖٓ اَنْعَامٌ وَّحَرْثٌ حِجْرٌ لَّا يَطْعَمُهَآ اِلَّا مَنْ نَّشَآءُ بِزَعْمِهِمْ وَاَنْعَامٌ حُرِّمَتْ ظُهُوْرُهَا وَاَنْعَامٌ لَّا يَذْكُرُوْنَ اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا افْتِرَآءً عَلَيْهِ سَيَجْزِيْهِمْ بِمَا كَانُوْا يَفْتَرُوْنَ ○ وَقَالُوْا مَا فِيْ بُطُوْنِ هٰذِهِ الْاَنْعَامِ خَالِصَةٌ لِّذُكُوْرِنَا وَمُحَرَّمٌ عَلٰٓى اَزْوَاجِنَا وَاِنْ يَّكُنْ مَّيْتَةً فَهُمْ فِيْهِ شُرَكَآءُ سَيَجْزِيْهِمْ وَصْفَهُمْ اِنَّهٗ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ○

''اور وہ اپنے خیال (باطل) سے یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ (مخصوص) مویشی اور (مخصوص) کھیت ہیں، ان کو کوئی نہیں کھا سکتا سوائے ان کے جن کو ہم چاہیں اور (یہ بھی اپنے خیال باطل سے کہتے ہیں کہ) یہ (مخصوص) مویشی ہیں جن پر سواری یا باربرداری حرام کر دی گئی ہے اور (مخصوص) مویشی ہیں جن پر یہ لوگ اللہ کا نام نہیں لیتے محض اللہ پر افتراء کرنے کے طور پر، اللہ ان کو عنقریب افتراء کی سزا دیدے گا اور وہ (یہ بھی) کہتے ہیں جو چیز ان مویشی کے پیٹ میں ہے خالص ہمارے مردوں کے لئے ہے اور ہماری عورتوں پر حرام ہے، اور اگر وہ مردہ ہے تو اس میں وہ سب (مرد عورت) ساجھی ہیں، اللہ ان کو عنقریب غلط بیانی کی سزا دیدے گا، بلاشبہ وہ حکمت والا ہے اور علم والا ہے''۔

اس قسم کی شکلیں آج کل فاتحہ و نیاز والے لوگوں نے بنا رکھی ہیں، مثلاً حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایصالِ ثواب کے لئے بی بی جی کی صحنک کے نام سے کچھ رسم کی جاتی ہے، اس رسم میں جو کھانا پکتا ہے اس میں یہ قاعدہ بنا رکھا ہے کہ اس کھانے کو مرد اور لڑکے نہیں کھا سکتے، صرف لڑکیاں کھائیں گی، اور اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی فرض کر رکھا ہے کہ اس کھانے کے لئے کورے برتن ہوں، جگہ لیپی ہوئی ہو، یہ سب خرافات اپنی ایجادات ہیں، اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

قُلْ اَرَاَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ط قُلْ ءٰٓاللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ○ (سورۂ یونس)

''آپ ﷺ اُن سے کہہ دیجئے کہ یہ تو بتاؤ کہ اللہ نے تمہارے لئے جو کچھ رزق بھیجا تھا پھر تم نے

Marfat.com

(اپنی من گھڑت سے) اس کا کچھ حصہ حرام اور کچھ حصہ حلال قرار دے لیا آپ ﷺ اُن سے پوچھئے کیا تم کو خدا نے حکم دیا ہے، یا محض اللہ ہی پر افتراء کرتے ہو"۔

(۹) ایک صورت حد سے بڑھ جانے کی یہ ہے کہ اپنی طرف سے کسی گناہ کا مخصوص عذاب تجویز کر لیا جائے جو کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ میں مذکور نہ ہو، جیسا کہ بہت سے واعظ بیان کرتے پھرتے ہیں۔

(۱۰) یہ صورت بھی حد سے بڑھ جانے کی ہے کہ کسی چیز کے متعلق یہ طے کر لیا جائے کہ اس کا حساب نہ ہو گا، جبکہ حدیث میں اس کا ثبوت نہ ہو، جیسے مشہور ہے کہ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کو نیا کپڑا یا نیا جوتا پہن لیا جائے تو وہ بے حساب ہو جاتا ہے، اسی لئے بعض لوگ بہت سے جوڑے اس روز پہن لیتے ہیں، یہ سب غلط اور لغو ہے، (تِلْکَ عَشَرَةٌ کَامِلَةٌ)

یہ چند صورتیں حد سے آگے بڑھ جانے کی احقر نے لکھ دی ہیں، غور کرنے سے اور نکل سکتی ہیں، اللہ کی حدود سے آگے بڑھنا زبردست جرم ہے، قرآن مجید میں جگہ جگہ اس سے منع فرمایا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْهَا (بقرہ)

"یہ اللہ کی حدود ہیں اُن سے نکلنے کے نزدیک بھی مت ہونا"۔ اور فرمایا:

تِلْکَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○

"یہ اللہ کی حدود ہیں سو ان سے آگے مت نکلنا، اور جو اللہ کی حدود سے باہر نکل جائے سو ایسے ہی لوگ ظلم کرنے والے ہیں"۔ اور فرمایا:

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○

"اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری نہ کرے اور اس کی حدود سے آگے بڑھ جائے، اللہ اس کو آگ میں داخل فرمائے گا، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اور اس کے لئے ذلیل کرنے والی سزا ہے"۔

حضور اقدس ﷺ نے یہ جو فرمایا کہ وَسَکَتَ عَنْ اَشْيَآءَ مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوْا عَنْهَا (اللہ تعالیٰ شانہٗ نے بہت سی چیزوں کے بارے میں خاموشی اختیار فرمائی ہے جو بھولنے کی وجہ سے نہیں ہے، سو اُن کو مت کریدو) اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں حلال بتائی ہیں اُن کو حلال سمجھو اور جن چیزوں کو حرام کیا ہے ان کو عقیدہ اور عمل سے حرام سمجھو، حرام و حلال کے قواعد بھی بتا دیئے گئے ہیں، بوقت ضرورت اُن قواعد سے کام لو، اور جن چیزوں کے متعلق کوئی حکم صادر نہیں فرمایا تم خواہ مخواہ ان کی کرید میں مت پڑو، زمانہ نبوت میں بعض مرتبہ سوال کرنے پر احکام نازل ہو جاتے تھے، لہٰذا حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جن چیزوں کے بیان سے خاموشی ہے اُن کو مت کریدو، اللہ نے جس چیز کی ممانعت نہیں فرمائی اس کے متعلق یہ نہ سمجھو کہ العیاذ باللہ اللہ تعالیٰ کو سہو ہو گیا ہے، جو اس کا حکم نازل نہیں فرمایا، بلکہ اس نے تم پر رحم فرمایا کہ اس چیز سے نہیں روکا، اس کے کرنے پر تمہاری پکڑ نہ ہو گی، جب اللہ منع فرمانا چاہیں گے ممانعت نازل ہو جائے گی تم خود سوال کر کے ممانعت نازل ہونے کا باعث کیوں بنتے ہو؟ ممکن ہے کہ سوال کرنے پر ایسا حکم نازل ہو جائے جس کے کرنے سے جان چراؤ، اس وقت مجرم بنو گے، قرآن مجید میں ارشاد ہے:

Marfat.com

يَـاَيُّهَـا الَّـذِيْـنَ اٰمَنُوْا لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْيَآءَ اِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَاِنْ تَسْئَلُوْا عَنْهَا حِيْنَ يُنَـزَّلُ الْقُرْاٰنُ تُبْدَلَكُمْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهَا وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ حَلِيْمٌ ○ قَـدْ سَاَلَهَا قَوْمٌ مِّنْ قَبْلِكُمْ ثُمَّ اَصْبَحُوْا بِهَا كَافِرِيْنَ ○ (سورۂ مائدہ)

''اے ایمان والو! ایسی باتیں مت پوچھو کہ اگر تم سے ظاہر کردی جائیں تو تمہاری ناگواری کا سبب ہو، اور اگر تم زمانۂ نزولِ قرآن میں ان باتوں کو پوچھو تو تم سے ظاہر کردی جائیں، سوالات گزشتہ اللہ نے معاف کردیئے، اور اللہ بڑی مغفرت والے بڑے حلم والے ہیں، ایسی باتیں تم سے پہلے لوگوں نے بھی پوچھی تھیں، پھر وہ ان باتوں کا حق نہ بجالائے''۔

حضور اقدس ﷺ کی وفات کے بعد کوئی نیا حکم نازل ہونے کا احتمال ختم ہوگیا، جس دین پر آپ ﷺ نے چھوڑا ہے اس سب پر اتباع لازم ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ (حجۃ الوداع کے موقع پر) رسول اللہ ﷺ نے ہم کو خطبہ دیا اور فرمایا کہ اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے، لہٰذا حج کرو، ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا حج ہر سال فرض ہے؟ اس کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے کچھ نہ فرمایا، حتیٰ کہ سائل نے تین مرتبہ جب یہی سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں ہاں کہہ دیتا تو ہر سال ہی واجب ہوجاتا، اور تم اس پر عمل نہ کرسکتے، اس کے بعد فرمایا:

ذرونی ما ترکتم فانما هلک من کان قبلکم بکثرة سؤالهم واختلافهم علی انبیائهم فاذا امرتکم بشیء فاتوا منه مااستطعتم واذ انهیتکم عن شیء فدعوه. (رواہ مسلم)

''میں جب تک (بغیر بتائے تم کو چھوڑے رکھوں) تم مجھے چھوڑے رکھو، (یعنی سوال مت کرو) کیونکہ تم سے پہلے لوگ اسی لئے ہلاک ہوئے کہ سوال بہت کرتے تھے، اور اپنے پیغمبروں کے خلاف چلتے تھے، لہٰذا میں تم کو جب کسی چیز کا حکم دوں جہاں تک ہوسکے اسے کرو اور جس سے روکوں اُس سے رُک جاؤ''۔

حضور اقدس ﷺ پورا دین کامل و مکمل ہم کو دے کر دنیا سے تشریف لے گئے ہیں، حلال اور حرام اور جائز و ناجائز خوب واضح کرکے بتادیا ہے، اور جن چیزوں کے متعلق صریح حکم موجود نہیں ہے قواعد سے اُن کی حلت و حرمت اور جواز و عدمِ جواز کا پتہ چلتا ہے، جو قرآن و حدیث میں بیان کردیئے گئے ہیں، لہٰذا جن چیزوں کا حکم صریح قرآن و حدیث میں نہ ملے اور قرآن و حدیث کے قواعد کے ماتحت اُن کی حرمت اور عدمِ جواز کا فتویٰ نہ ملے ان کو جائز سمجھا جائے گا مثلاً ہم بہت سی ترکاریاں کھاتے ہیں جن کا ذکر قرآن و حدیث میں نہیں ہے اور قواعدِ شرعیہ سے ان کی حرمت بھی ثابت نہیں اس لئے اُن کا کھانا جائز ہے، اسی طرح ریل، ہوائی جہاز، بس کی سواری، اور اُن دواؤں کا حکم جن کی ممانعت خصوصی یا قواعد کی رُو سے نہیں نکلتی ان کا استعمال درست ہے۔

☆☆☆☆

Marfat.com

کتاب الوضوء والغسل

وضو، غسل اور تیمّم کا بیان

طہارت کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی

(۱۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تعالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُقْبَلُ صَلٰوۃُ بِغَیْرِ طُھُوْرٍ وَّلَا صَدَقَۃٌ مِّنْ غُلُوْلٍ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: ''حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی نماز بغیر طہارت قبول نہیں کی جاتی، اور کوئی صدقہ اس مال سے قبول نہیں ہوتا جو مالِ غنیمت سے چرایا گیا ہو''۔ (مشکوٰۃ ص ۱۴۰ از مسلم)

تشریح:- اس حدیث میں دو باتیں بتائی ہیں، اوّل یہ کہ کوئی نماز طہارت کے بغیر قبول نہیں ہوگی، اور مالِ حرام سے کوئی صدقہ قبول نہ ہوگا۔

حدیث میں غلول کا لفظ ہے، جو کافروں کا مال جہاد میں لوٹ لیا جائے اس کو مالِ غنیمت کہتے ہیں اور اس میں سے بطورِ خیانت اور چوری کر لینے کو غلول کہتے ہیں، یہاں پر مالِ حرام مراد ہے، جو بھی مالِ حرام کسی کے پاس ہو اس کا صدقہ کرنے سے صدقہ قبول نہ ہوگا، بعض علماء نے فرمایا ہے کہ مالِ حرام سے صدقہ کرنے سے کفر کا خوف ہے۔

اور طہارت یعنی پاکی کا اسلام میں بڑا مرتبہ ہے، قرآن شریف میں ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ

''یقین جانو کہ اللہ تعالیٰ خوب توبہ کرنے والوں کو اور اچھی طرح پاکی حاصل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے''

نماز صحیح ہونے کے لئے بدن، کپڑے اور جائے نماز کا پاک ہونا اور باوضو ہونا شرط ہے، اور جس پر غسل فرض ہے اس کی بھی نماز نہ ہوگی، جب تک غسل نہ کر لے، غسل فرض ہوتے ہوئے وضو کرنے سے بھی مطلوبہ طہارت حاصل نہ ہوگی جس سے نماز پڑھنا درست ہو جائے۔

ذیل میں وضو اور غسل کا طریقہ اور فرائض وغیرہ لکھے جاتے ہیں، وضو اور غسل اور طہارت و نجاست کے تفصیلی احکام جاننے کے لئے ''بہشتی زیور حصہ اوّل'' کا مطالعہ کیجئے۔

وضو کے چار فرض:- (۱) پیشانی کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور دونوں کانوں کی لو تک ایک بار منہ دھونا، (۲) دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت ایک بار دھونا، (۳) ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا، (۴) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت ایک ایک بار دھونا۔

وضو کی سنتیں:- (۱) اوّل نیت کرنا، (۲) شروع میں بسم اللہ پڑھنا، (۳) شروع میں دونوں ہاتھ کلائی

Marfat.com

تک دھونا، (۴) کلی کرنا، (۵) مسواک کرنا، (۶) ناک میں تین بار پانی ڈالنا، یعنی سانس کے ساتھ نرم جگہ تک پانی لے جانا، (۷) پھر تین بار ناک جھاڑنا، (۸) تین تین بار دھونا، (۹) سارے سر اور کانوں کا مسح کرنا، (۱۰) ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا، (۱۱) لگاتار اس طرح دھونا کہ پہلا عضو خشک نہ ہونے پائے اور دوسرا عضو دھل جائے، (۱۲) ترتیب وار دھونا کہ پہلے منہ دھوئے، پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئے، پھر سر کا مسح کرے پھر پاؤں دھوئے، سنت چھوڑنے سے وضو تو ہو جاتا ہے مگر ثواب کم ملتا ہے۔

وضو کے مستحبات:- (۱) ہاتھ اور پاؤں دھونے میں داہنے سے شروع کرنا، (۲) گردن کا مسح کرنا، (۳) قبلہ رُو ہو کر بیٹھنا، (۴) پہلے ہاتھ پاؤں تر ہاتھ سے مل لینا (تاکہ دھوتے وقت خوب پانی پہنچ جائے)، (۵) انگوٹھی کو خوب ہلا لینا اگر بغیر ہلائے پانی پہنچ جاتا ہو (اور اگر انگوٹھی تنگ ہو، بغیر ہلائے پانی نہ پہنچتا ہو تو اس کو اتار کر یا ہلا کر پانی پہنچانا فرض ہے)، (۶) وضو کرتے وقت دوسرے سے مدد نہ لینا (یعنی اعضاءِ وضو پر دوسرے کا ہاتھ استعمال نہ کرنا)، (۷) اونچی جگہ پر بیٹھنا، (۸) آنکھوں کے گوشوں کا اور ہر اس جگہ کا خاص خیال رکھنا جہاں پانی نہ پہنچنے کا کچھ احتمال رہ جائے، (۹) پاؤں بائیں ہاتھ سے دھونا، (۱۰) وضو کے ختم پر دعا پڑھنا۔

مکروہاتِ وضو یہ ہیں جن سے بچنا چاہئے

(۱) ناپاک جگہ وضو کرنا، (۲) سیدھے ہاتھ سے ناک صاف کرنا، (۳) وضو کرتے وقت دنیا کی باتیں کرنا، (۴) خلافِ سنت وضو کرنا، (۵) پانی زیادہ بہانا یا اتنا کم پانی خرچ کرنا کہ مسنون طریقہ پر وضو نہ ہو سکے، (۶) زور سے چھپکے مارنا۔

نواقضِ وضو:- ان چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، (۱) پاخانہ کرنا، (۲) پیشاب کرنا، (۳) ہوا خارج ہونا، (۴) خون یا پیپ نکل کر بہہ جانا، (۵) منہ بھر کر قے ہونا، (۶) لیٹ کر یا ٹیک لگا کر سو جانا، (۷) مست یا بیہوش ہو جانا، (۸) رکوع سجدہ والی نماز میں بالغ مرد یا عورت کا قہقہہ مار کر، یعنی اس طرح ہنسنا کہ قریب والا سن سکے۔

وضو کا طریقہ:- وضو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پاک برتن میں پاک پانی لے کر پاک جگہ پر بیٹھو، اگر اونچی جگہ قبلہ رُو بیٹھنے کا موقع ہو تو یہ بہتر ہے، اور آستین کہنیوں سے اوپر چڑھا لو، پھر بسم اللہ پڑھو، اور تین بار گٹوں تک دونوں ہاتھ دھوؤ، پھر تین مرتبہ کلی کرو، اور مسواک کرو، مسواک نہ ہو تو (انگلی سے دانت مل لو، پھر تین مرتبہ ناک میں پانی ڈال کر یعنی سانس کے ساتھ پانی کو نرم جگہ تک لے جا کر بائیں ہاتھ سے تین بار ناک صاف کرو، پھر تین مرتبہ منہ دھوؤ، منہ پر پانی زور سے نہ مارو، پیشانی کے بالوں سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور اِدھر اُدھر دونوں کانوں کی لو تک منہ دھولو، پھر کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھوؤ، پہلے داہنا ہاتھ تین بار پھر بایاں ہاتھ تین بار دھونا چاہئے، پھر دونوں ہاتھ پانی سے تر کر کے یعنی بھگو کر سر کا مسح کرو، پھر کانوں کا مسح کرو، پھر گردن کا مسح کرو، پھر تین تین مرتبہ دونوں ٹخنوں سمیت پاؤں دھوؤ، پہلے داہنا پاؤں پھر بایاں پاؤں دھونا چاہئے، پھر وضو کے بعد والی دعا پڑھو، (دعاؤں کے بیان میں وضو کی دعائیں بھی آ رہی ہیں)۔

Marfat.com

سر کا مسح:- اس طرح کرو کہ دونوں ہاتھ پانی سے تر کر کے دائیں ہاتھ اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں برابر ملا کر پیشانی کے بالوں پر رکھ کر پورے سر پر دونوں ہاتھ گزارتے ہوئے گدی تک لے جاؤ، پھر گدی سے دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو کانوں کے پاس سے اور انگلیوں کو درمیان سے گزارتے ہوئے واپس پیشانی تک لے آؤ، اس کے بعد کانوں کے ظاہری حصہ کا انگوٹھوں سے اور اندرونی حصہ کا شہادت کی انگلی سے اس طرح مسح کرو کہ کانوں میں ہر جگہ انگلی پہنچ جائے، اور سلوٹوں سے گزر جائے، اور دونوں انگلیاں کانوں کے سوراخوں میں داخل کر دو، اور انگلیوں کی پشت سے گردن کا مسح کرو، البتہ گلے کا مسح نہ کرو، کیونکہ یہ منع ہے۔

غسل کا مسنون طریقہ

جب غسل کا ارادہ کرے تو پہلے استنجاء کرے، اور اگر کسی جگہ ظاہری نجاست لگی ہو تو اس کو دھو لے، پھر وضو کرے، جیسے نماز کے لئے وضو کرتے ہیں، اگر پختہ جگہ یا تخت یا پتھر پر غسل کر رہا ہو تو پاؤں بھی ابھی دھو لے، اور اگر غسل کی جگہ کچی ہو تو ابھی پاؤں دھونا چھوڑ دے، پورا غسل کر کے آخر میں پاؤں دھو دے، وضو میں خوب منہ بھر کر کلی کرے، اگر روزہ نہ ہو تو غرارہ بھی کرے، اور ناک میں خوب صفائی کر کے سانس کے ساتھ جہاں تک نرم جگہ ہے وہاں تک تین بار پانی پہنچا دے، وضو کے بعد تھوڑا سا پانی لے کر سارے بدن کو مل لے، اس کے بعد تین بار سر پر پانی ڈالے، پھر داہنے کاندھے پر تین بار پھر بائیں کاندھے پر تین بار پانی ڈالے، اور ہر جگہ خیال کر کے پانی پہنچا دے، بال برابر جگہ سوکھی رہ جائے گی تو غسل نہ ہوگا۔

مسئلہ:- اگر غسل کے بعد معلوم ہو کہ فلاں جگہ سوکھی رہ گئی ہے تو خاص اُسی جگہ کو دھو لے، پھر سے پورا غسل دہرانے کی ضرورت نہیں۔

فرائض غسل:- فرائض غسل تین ہیں (۱) خوب حلق تک پانی سے منہ بھر کر ایک بار کلی کرنا، (۲) ناک میں سانس کے ساتھ ایک بار پانی چڑھانا جہاں تک نرم جگہ ہے، (۳) تمام بدن پر ایک بار پانی بہانا۔

سنن غسل:- غسل کی سنتیں یہ ہیں (۱) غسل کی نیت کرنا، (۲) اولاً ظاہری ناپاکی دور کرنا اور استنجا کرنا، (۳) پھر وضو کرنا، (۴) بدن کو ملنا، (۵) سارے بدن پر تین بار پانی بہانا (جس میں تین تین بار کلی کرنا اور ناک میں پانی پہنچانا بھی شامل ہے)۔

مکروہاتِ غسل:- مکروہاتِ غسل یہ ہیں (۱) بلاضرورت پانی بہانا، (۲) یا اتنا کم پانی لینا کہ جس سے اچھی طرح موافق سنت غسل نہ ہو سکے، (۳) ننگے ہونے کی حالت میں کسی سے بات کرنا، (۴) ننگے ہونے کی حالت میں قبلہ رُو ہونا یا قبلہ کو پشت کرنا۔

وضو کے ضروری مسائل

مسئلہ:- کسی کے ہاتھ پاؤں پھٹ گئے، اور پھٹن میں موم، روغن، یا اور کوئی دوا بھر لی، اور اس کے نکالنے سے ضرر ہوگا، تو اگر اس کے نکالے بغیر اوپر ہی اوپر پانی بہا دیا تو وضو ہو جائے گا۔

Marfat.com

مسئلہ:- وضو کرتے وقت ایڑی یا کسی اور جگہ پانی نہیں پہنچا، اور جب پورا وضو ہو چکا تب معلوم ہوا کہ فلانی جگہ سوکھی ہے تو وہاں پر فقط ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں ہے بلکہ پانی بہانا لازم ہے۔

مسئلہ:- اگر ہاتھ یا پاؤں وغیرہ میں کوئی پھوڑا ہے جس پر پانی ڈالنے سے نقصان ہوتا ہے، تو پانی نہ ڈالے، وضو کرتے وقت اُس پر بھیگا ہوا ہاتھ پھیر لے، اس کو مسح کہتے ہیں، اور اگر مسح کرنا بھی نقصان کرے تو ہاتھ بھی نہ پھیرے، اتنی جگہ چھوڑ دے، (نقصان کرنے نہ کرنے کا فیصلہ طبیب ماہر دیندار کی رائے اور ذاتی تجربہ سے ہوگا)۔

مسئلہ:- اگر زخم پر پٹی بندھی ہو، اور پٹی کھول کر زخم پر مسح کرنے سے نقصان ہو، یا پٹی کھولنے باندھنے میں بڑی دقت اور تکلیف ہو تو پٹی کے اوپر مسح کر لینا درست ہے، اور اگر ایسا نہ ہو تو پٹی پر مسح کرنا درست نہیں ہے، پٹی کھول کر زخم پر مسح کرنا چاہئے۔

مسئلہ:- اگر پوری پٹی کے نیچے زخم نہیں ہے تو اگر پٹی کھول کر زخم کو چھوڑ کر باقی سب جگہ دھو سکے تو ایسا ہی کرے، اور اگر پٹی خود نہ کھول سکے اور کوئی دوسرا کھولنے باندھنے والا بھی نہیں ہے تو ساری پٹی پر مسح کر لے، جہاں زخم ہے وہاں بھی اور جہاں زخم نہیں ہے وہاں بھی۔

مسئلہ:- جس چیز کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ چیز نجس ہوتی ہے، اور جس سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ نجس بھی نہیں، تو اگر ذرا سا خون نکلا کہ زخم کے منہ سے بہا نہیں، یا ذرا سی قے ہوئی، منہ بھر نہیں ہوئی، اور اس میں کھانا یا پانی یا پت یا جما ہوا خون نکلا تو یہ خون اور قے نجس نہیں ہے، اس کا دھونا واجب نہیں ہے، اور اگر منہ بھر قے ہوئی تو وہ ناپاک ہے، کسی جگہ کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو دھونا واجب ہے، منہ بھر قے ہو تو گلاس وغیرہ کو منہ لگا کر کلی نہ کرے، تاکہ برتن ناپاک نہ ہو، چلو میں پانی لے کر کلیاں کرے، دودھ پیتا بچہ اگر منہ بھر دودھ ڈال دے تو وہ بھی ناپاک ہوگا۔

مسئلہ:- وضو کے بعد کسی کا ستر دیکھ لیا یا اپنا ستر کھل گیا، یا ننگی ہو کر نہائی اور ننگے ہی وضو کیا، تو وضو درست ہے، ان سب صورتوں میں وضو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ کسی کا ستر دیکھنا یا اپنا دکھلانا سخت گناہ ہے اور حرام ہے۔

مسئلہ:- اگر وضو کرنے کے بعد ناخن کاٹے، یا کسی جگہ کی کھال نوچ ڈالی، تو اس سے وضو نہیں ٹوٹا اور اس جگہ کو دوبارہ دھونا بھی ضروری نہیں، اگر وضو کرنا تو یاد ہے، اور اس کے بعد وضو ٹوٹنا اچھی طرح یاد نہیں کہ ٹوٹا ہے کہ نہیں تو اس کا وضو باقی سمجھا جائے گا، اسی سے نماز درست ہے لیکن وضو دوبارہ کر لینا بہتر ہے۔

مسئلہ:- نابالغ بچے جو قرآن مجید پڑھتے ہیں اُن کو عادت ڈلوائی جائے کہ باوضو قرآن چھوئیں، لیکن اس بارے میں اُن پر سختی نہ کی جائے، وہ بے وضو بھی قرآن چھو سکتے ہیں، کیونکہ مکلّف نہیں ہیں۔

غسل کے ضروری مسائل

مسئلہ:- غسل فرض کی ادائیگی کے لئے خوب منہ بھر کر حلق تک پانی لے جا کر کلی کرنا اور جہاں تک ناک کا نرم حصہ ہے وہاں پانی پہنچانا اور کان میں پانی پہنچانا فرض ہے۔

Marfat.com

مسئلہ:- غسل کرتے وقت شروع میں جب بڑا استنجا کریں تو کھل کر بیٹھیں، تا کہ جہاں تک پانی جا سکتا ہے چلا جائے، ایسے ہی عورت اپنے مقامِ خاص کی کھال میں پانی پہنچائے ورنہ غسل نہ ہوگا۔

مسئلہ:- نتھ اور بالیوں کے سوراخوں میں بھی خوب خیال کر کے پانی پہنچاؤ اگر پانی نہ پہنچا تو غسل نہ ہوگا، اگر انگوٹھی چھلہ پہنے ہوئے ہوں اور وہ تنگ ہوں تو اُن کو بھی پانی ڈالتے وقت ہلا لو تا کہ پانی پہنچ جائے، بغلوں اور جانگوں میں بھی خیال کر کے پانی پہنچائیں۔

مسئلہ:- اگر غسل میں کسی جگہ پانی پہنچانا بھول جائے تو یاد آنے کے بعد پورا غسل دہرانا ضروری نہیں ہے، صرف اُسی جگہ پر پانی بہالے جو خشک رہ گئی تھی۔

مسئلہ:- اگر ناخن میں آٹا بھر کر سوکھ گیا، پھر وضو یا غسل کیا اور پانی اندر پہنچ گیا تو وضو و غسل ہو گیا، ورنہ اُسے نکال کر ہاتھ دھو ڈالے۔

مسئلہ:- اگر دانتوں پر مسی کی دھڑی جمی ہوئی ہے یا دانتوں کے اندر چھالیہ اٹکی ہوئی ہے تو اس کو نکال کر دانت صاف کر کے غسل کرے ورنہ غسل نہ ہوگا۔

مسئلہ:- نیل پالش جو آج کل ناخنوں پر لگائی جاتی ہے اس کے ہوتے ہوئے وضو اور غسل نہیں ہو سکتا، کیونکہ یہ رنگ نہیں ہے بلکہ گاڑھی چیز ہے، جس کے اندر پانی نہیں پہنچتا۔

موزوں پر مسح کرنا

(۱۴) وَعَنْ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ قَالَ اَتَيْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَسَاَلْتُهَا عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ فَقَالَتْ اِيْتِ عَلِيًّا فَاِنَّهٗ اَعْلَمُهُمْ بِوُضُوْءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُسَافِرُ مَعَهٗ فَاَتَيْتُهٗ فَسَاَلْتُهٗ فَقَالَ يَوْمٌ وَلَيْلَةٌ لِلْمُقِيْمِ وَثَلٰثَةُ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيْهِنَّ لِلْمُسَافِرِ.

(رواه الطحاوی و رواه مسلم عن شریح عن علی وفیه تصریح بکونه مرفوعاً)

ترجمہ: ''حضرت شریحؒ (تابعی) نے بیان فرمایا کہ میں حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا، اور اُن سے معلوم کیا کہ موزوں پر مسح کی کیا مدت ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ تم علیؓ کے پاس جاؤ، کیونکہ علیؓ حضور اقدس ﷺ کے وضو کو صحابہؓ میں سب سے زیادہ جاننے والے ہیں، وہ حضور اقدس ﷺ کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے، چنانچہ میں حضرت علیؓ کی خدمت میں حاضر ہوا، اور ان سے سوال کیا، انہوں نے بتایا کہ (موزوں کے مسح کی مدت) مقیم کے لئے ایک دن ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن تین رات ہے''۔ (شرح معانی الآثار للامام الطحاوی، ص ۴۳)

تشریح:- اللہ پاک کے دین میں بڑی آسانیاں ہیں، انہی میں سے ایک یہ آسانی ہے کہ اگر چمڑے کے موزے وضو کر کے پہن لے پھر وضو ٹوٹ جائے تو اب وضو کرتے وقت موزے اتار کر پاؤں دھونا ضروری نہیں ہے، بلکہ سر کے مسح سے فارغ ہو کر پاؤں دھونے کے بجائے موزوں پر مسح کر لینا کافی ہے، مگر شرط یہ ہے کہ ایسے موزے ہوں جن سے دونوں پاؤں کے ٹخنے چھپے ہوئے ہوں۔

Marfat.com

مسئلہ:- جو مسافر شرعی ہو وہ تین دن تین رات اور جو گھر پر ہے وہ ایک دن ایک رات کے اندر اندر جتنی مرتبہ وضو کرے موزوں پر مسح کر لے، جب یہ مدت گزر گئی تو اب موزے اُتار کر پاؤں دھوئے بغیر وضو نہ ہوگا، اور یہ ایک دن ایک رات (مقیم کے لئے) اور تین دن تین رات (مسافر کے لئے) اس وقت سے شمار ہوں گے جس وقت موزے پہننے کے بعد وضو ٹوٹ جائے۔

مسافر شرعی سے مراد وہ شخص ہے جو ۴۸ میل کے سفر کے لئے اپنی بستی یا شہر سے نکل جائے، اگرچہ ہوائی جہاز کا سفر ہو، اگر گھر پر رہتے ہوئے موزوں پر مسح شروع کیا تھا پھر ایک دن ایک رات پورا ہونے سے پہلے سفر شروع کر دیا تو تین دن تین رات کی مدت پوری کر لے، اور اگر سفر میں موزے پہن کر مسح شروع کیا تھا اور ایک دن ایک رات پورا ہونے سے پہلے گھر پر پہنچ گئی تو ایک دن ایک رات پورا ہونے تک مسح کرے، اور اگر ایک دن ایک رات پورا ہو چکا ہے تو موزے اتار کر پاؤں دھو لے، اور ہر صورت میں مدت کی ابتداء اسی وقت سے ہوگی جب سے پاؤں دھو کر موزے پہننے کے بعد وضو ٹوٹا ہو۔

مسئلہ:- موزے پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ کی انگلیاں تر کر کے پوری انگلیوں کو پاؤں کی انگلیوں پر رکھ کر پنڈلی تک ایک بار کھینچ کر لے جائے کم سے کم ہاتھ کی تین انگلیوں سے مسح کرے، اگر دو انگلیوں سے مسح کیا تو درست نہیں ہوا، مسح پوری انگلیوں سے کرے صرف پوروں سے مسح نہ کرے۔

مسئلہ:- وضو ٹوٹنے سے موزہ کا مسح بھی ٹوٹ جاتا ہے، اور موزوں کے اتار دینے سے بھی مسح ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ:- اگر ایک موزہ اتار دیا تو دونوں پیروں کا مسح ٹوٹ گیا، اسی طرح دونوں موزوں یا ایک موزے کے اندر پانی بھر گیا تو بھی دونوں پاؤں کا مسح ٹوٹ گیا، اور اگر مسح کی مدت ختم ہوگئی تب بھی مسح ٹوٹ گیا، ان تینوں صورتوں میں اگر وضو نہیں ٹوٹا ہے بلکہ صرف مسح ٹوٹا ہے تو صرف پاؤں دھو کر اوپر سے موزے پہن کر اسی وضو سے نماز پڑھی جا سکتی ہے، پورا وضو دہرانا لازم نہیں۔

مسئلہ:- جس پر غسل فرض ہو جائے، اس کے لئے موزوں کا مسح درست نہیں ہے، اس پر فرض ہے کہ موزے اُتار کر پاؤں دھوئے، اگرچہ مدتِ مسح ابھی پوری نہ ہوئی ہو۔

مسئلہ:- عام طور سے اُونی، سوتی یا نائیلون کے موزے پہنے جاتے ہیں، اُن پر مسح درست نہیں ہے، البتہ اگر خوب موٹے موزے ہوں تو اُن پر مسح جائز ہونے میں بڑی تفصیل ہے، ضرورت کے وقت علماء سے مسئلہ معلوم کر کے عمل کریں، کوئی معتبر عالم قریب میں نہ ہو تو پاؤں دھونے کا اہتمام کریں تاکہ یقین کے ساتھ وضو ہو جائے۔

وضو اور غسل کی جگہ تیمّم کرنا

(۱۵) وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تعالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُضِّلْنَا عَلَى النَّاسِ بِثَلٰثٍ جُعِلَتْ صُفُوْفُنَا كَصُفُوْفِ الْمَلٰٓئِكَةِ وَجُعِلَتْ لَنَا الْاَرْضُ كُلُّهَا مَسْجِدًا وَّجُعِلَتْ تُرْبَتُهَا لَنَا طُهُوْرًا اِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَآءَ. (رواہ مسلم)

Marfat.com

ترجمہ:- ''حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہم کو (دوسری امتوں کے) لوگوں پر تین باتوں میں فضیلت دی گئی ہے، اوّل یہ کہ ہماری (نماز کی) صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح بنادی گئی ہیں، دوم یہ کہ ساری زمین ہمارے لئے مسجد بنادی گئی ہے (ایسی کوئی پابندی نہیں کہ زمین ہی میں نماز ہوگی، بلکہ گھر، بازار، جنگل، کسی بھی پاک جگہ نماز پڑھ لیں گے تو نماز ہوجائے گی) سوم یہ کہ مسجد کی مٹی ہمارے لئے پاک کرنے والی بنادی گئی ہے، جبکہ ہم کو پانی نہ ملے''۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۵، از مسلم)

تشریح:- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ پانی موجود نہ ہو تو وضو اور غسل کی جگہ تیمّم کرلیا جائے، قرآن مجید میں وضو اور غسل کا (اجمالی) طریقہ بتا کر ارشاد فرمایا ہے:

وَاِنْ كُنْتُمْ مَّرْضٰٓى اَوْ عَلٰى سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ مِّنْهُ. (سورہ مائدہ)

''اور اگر تم بیمار ہو (اور پانی کا استعمال مضر ہو) یا حالتِ سفر میں ہو (اور پانی نہ ہو) یا تم میں سے کوئی استنجے سے آیا، یا تم نے بیویوں سے قربت کی ہو، پھر پانی نہ پاؤ، تو پاک زمین کے استعمال کا قصد کرلو، پس اپنے چہروں اور ہاتھوں پر ہاتھ پھیر لیا کرو اس زمین پر سے (یعنی زمین پر ہاتھ مارنے کے بعد)''

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ پاک زمین مسلمان کا وضو ہے اگرچہ دس سال پانی نہ پائے، پس جب پانی مل جائے تو اپنے بدن پر (وضو یا غسل کی ضرورت کے اعتبار سے) استعمال کرے۔ (مشکوٰۃ)

جس طرح حدثِ اصغر (یعنی بعض چیزوں سے وضو ٹوٹ جانا) اور حدثِ اکبر (یعنی بعض چیزوں سے غسل فرض ہوجانا) نجاستِ حکمی ہے جو عقل سے سمجھ میں نہیں آتی، اسی طرح اس ناپاکی کو وضو یا غسل کے ذریعہ دور کرنا طہارتِ حکمی ہے جس کا سمجھ میں آنا ضروری نہیں، اللہ جل شانہٗ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان کے مطابق جس طرح وضو اور غسل سے پاکی حاصل ہوجاتی ہے اسی طرح بغیر کسی شک کے تیمّم سے بھی پوری پاکی حاصل ہوجاتی ہے، فقہ کی کتابوں میں تفصیل سے تیمّم کے مسائل لکھے ہیں، پس جس کو وضو یا غسل کرنے کی حاجت ہو اور پانی نہ ملے، یا پانی تو ہو لیکن اس کے استعمال سے بیمار ہوجانے کا غالب خطرہ ہو، یا رسّی یا ڈول یعنی کنویں سے پانی نکالنے کا سامان موجود نہ ہو، یا دشمن کا خوف ہو، یا سفر میں پانی ایک میل کے فاصلہ پر ہو تو ان سب صورتوں میں وضو اور غسل کی جگہ تیمّم کرلے۔

تیمّم کا طریقہ:- تیمّم میں نیت فرض ہے، یعنی نیت کرے کہ میں ناپاکی دور کرنے کے لئے یا نماز پڑھنے کے لئے تیمّم کرتی ہوں، نیت کے بعد دونوں ہاتھوں کو پاک مٹی پر مارے، پھر ہاتھ جھاڑ کر تمام منہ پر ملے، اور جتنا حصہ منہ کا وضو میں دھویا جاتا ہے اتنے حصہ پر ہر جگہ ہاتھ پہنچائے، پھر دوبارہ مٹی پر ہاتھ مار کر ہاتھوں کو کہنیوں تک ملے، داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ سے، اور بائیں ہاتھ کو داہنے ہاتھ سے ملے، جتنی جگہ وضو میں دھوتے ہیں اُس سب جگہ میں ہاتھ پہنچائے، انگلیوں کا خلال بھی کرے، اور انگوٹھی وغیرہ اتار کر تیمّم کرے، تاکہ ہر جگہ ہاتھ پہنچ جائے، نتھنوں کے درمیان جو جگہ ہے اس پر بھی ہاتھ پھیرے۔

Marfat.com

وضواور غسل کے تیمم میں کوئی فرق نہیں ہے، اور جتنی پاکی وضواور غسل سے ہوتی ہے اُتنی ہی تیمم سے بھی ہوجاتی ہے، تیمم میں سر یا پاؤں پر مسح نہیں ہوتا، اور نہ کلی اور ناک میں پانی پہنچانے کی جگہ کچھ کیا جاتا ہے۔

نواقض تیمم:- جو چیزیں وضو کو توڑ دیتی ہیں، ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے، نیز پانی کا ملنا اور اس کے استعمال پر قادر ہونا بھی تیمم کو توڑ دیتا ہے۔

مسئلہ:- اگر کسی پر غسل فرض ہے تو ایک تیمم ہی کافی ہے، وضو اور غسل کی نیت کر کے الگ الگ دو مرتبہ تیمم کرنا لازم نہیں، ایک ہی تیمم کر کے نماز پڑھ لے، اس کے بعد کوئی وضو توڑنے والی چیز پیش آجائے تو وضو کی جگہ تیمم کر لے، اور اگر غسل کے لائق پانی ملے تو غسل کر لے، کیونکہ بقدر غسل پانی ملنے سے غسل کرنا فرض ہوجائے گا۔

یہاں ہم نے وضو، غسل اور تیمم کی ضروری معلومات لکھ دی ہیں، تفصیل کے لئے اسی کتاب میں ختم کے قریب ''کتاب الطہارۃ'' دیکھو۔

چند صفحات کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ نماز کا مفصل بیان شروع ہوگا، لیکن اس سے پہلے پاکی، ناپاکی کی تفصیل اور اس سلسلہ کے ضروری مسائل لکھ دیئے ہیں، کیونکہ نمازیوں کو ان مسئلوں کا جاننا ضروری ہے۔

نجاست کی قسمیں

حقیقی اور حکمی، غلیظہ اور خفیفہ اور وہ مقدار جو معاف ہے

نجاستِ حکمی:- نجاستِ حکمی اُسے کہتے ہیں جو بظاہر دیکھنے میں نہ آئے لیکن شریعت کا حکم ہونے کی وجہ سے ناپاکی مان کر پاکی حاصل کرنا فرض ہوتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں:

حدثِ اکبر: یعنی غسل فرض ہونا۔

حدثِ اصغر: یعنی وضو فرض ہونا، نماز درست ہونے کے لئے حدثِ اکبر اور حدثِ اصغر دونوں سے پاک ہونا فرض ہے، وضو توڑنے والی چیزیں پہلے بیان ہوچکی ہیں۔

نجاستِ حقیقی:- نجاستِ حقیقی وہ ہے جو دیکھنے میں آتی ہے، اور شریعت نے اُسے ناپاک قرار دیا ہے، اور ایسی چیزوں کو عموماً آدمی بھی ناپاک اور گندہ سمجھتے ہیں، جیسے پیشاب، پاخانہ، شراب وغیرہ۔ نجاستِ حقیقی کی بھی دو قسمیں ہیں: نجاستِ غلیظہ، نجاستِ خفیفہ۔

نجاستِ غلیظہ:- خون، آدمی کا پاخانہ اور پیشاب اور سور کے جسم کا ہر حصہ حتیٰ کہ اس کے بال بھی، اور گھوڑے، گدھے، خچر کی لید، گائے، بیل، بھینس کا گوبر، بکری، بھیڑ کی مینگنی، مرغی، بطخ، مرغابی کی بیٹ، کتے اور بلی کا پاخانہ اور پیشاب، گدھے اور خچر اور تمام حرام جانوروں کا پیشاب، یہ سب چیزیں نجاستِ غلیظہ ہیں، اور چھوٹے دودھ پیتے بچہ کا پاخانہ پیشاب بھی نجاستِ غلیظہ ہے۔

Marfat.com

نجاستِ خفیفہ:- حرام پرندوں کی بیٹ اور حلال چوپایوں مثلاً بکری، گائے، بھینس، بیل اور اونٹ اور گھوڑے کا پیشاب نجاستِ خفیفہ ہے۔

مسئلہ:- مرغی، بطخ اور مرغابی کے علاوہ حلال پرندوں کی بیٹ پاک ہے، جیسے کبوتر، چڑیا، مینا وغیرہ۔

مسئلہ:- مچھلی کا خون نجس نہیں، اگر کپڑے یا بدن پر لگ جائے، چاہے جتنا ہو، بغیر دھوئے نماز ہو جائے گی، مکھی، کھٹمل، مچھر کا خون بھی ناپاک نہیں۔

مسئلہ:- حلال جانور کو شریعت کے مطابق ذبح کرنے کے بعد جب اس کا خون نکل کر بہہ جاتا ہے تو بوٹیوں پر جو تھوڑا بہت خون لگا رہ جاتا ہے وہ پاک ہے۔

مسئلہ:- نجاستِ غلیظہ میں سے اگر پتلی اور بہنے والی چیز کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو اگر پھیلاؤ میں روپیہ کے برابر ہے یا اس سے کم ہو تو معاف ہے، یعنی اس کو دھوئے بغیر نماز پڑھ لے، تو نماز ہو جائے گی لیکن نہ دھونا اور اسی طرح نماز پڑھتے رہنا مکروہ ہے، اور اگر روپیہ سے زیادہ ہو تو وہ معاف نہیں ہے اس کے بغیر دھوئے نماز نہ ہوگی، اور اگر نجاستِ غلیظہ میں سے گاڑھی چیز لگ جائے جیسے پاخانہ اور مرغی وغیرہ کی بیٹ، تو اگر وزن میں ساڑھے چار ماشہ یا اس سے کم ہو تو بے دھوئے نماز درست ہے، اور اگر اس سے زیادہ لگ جائے تو بے دھوئے نماز درست نہیں ہے۔

مسئلہ:- اگر نجاستِ خفیفہ کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو جس حصہ میں لگی ہے اگر اس کے چوتھائی سے کم ہو تو بغیر دھوئے نماز ہو جائے گی، اور اگر پورا چوتھائی یا اس سے زیادہ بھر گیا ہو تو معاف نہیں ہے، اگر آستین میں لگی ہے تو آستین کی چوتھائی سے کم ہو، اگر کلی میں لگی ہے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو تب نماز درست ہے، اگر چوتھائی یا اس سے زائد میں لگی ہوگی تو نماز نہ ہوگی۔

اسی طرح اگر نجاستِ خفیفہ ہاتھ میں لگی ہو تو اگر چوتھائی ہاتھ سے کم میں لگی ہو تو معاف ہے، یعنی اس کو دھوئے بغیر نماز ہو جائے گی، اسی طرح اگر ٹانگ میں لگ جائے تو اگر چوتھائی سے کم میں لگی ہو تو اس کے دھوئے بغیر نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ:- کپڑے میں اگر نجس تیل لگ گیا، جو ہتھیلی کے گہراؤ سے کم ہے تو اس کو دھوئے بغیر نماز ہو جائے گی، لیکن اگر ایک دو دن میں پھیل کر زیادہ ہو جائے تو اب اس کے دھوئے بغیر نماز نہ ہوگی۔

جھوٹے کا بیان

ہر آدمی کا جھوٹا پاک ہے چاہے مرد ہو چاہے عورت، چاہے مسلمان ہو چاہے کافر ہو، چاہے حیض و نفاس والی عورت ہو چاہے وہ مرد و عورت ہو جس پر غسل فرض ہے، اسی طرح ان سب کا پسینہ بھی پاک ہے، ہاں اگر منہ میں کوئی ظاہری نجاست مثلاً خون، شراب، قے لگی ہو تو جب تک یہ چیزیں کلی کر کے پاک کرنے یا لعاب سے صاف کرنے سے ختم نہ ہو جائیں اُس وقت تک منہ پاک نہ ہوگا، اور منہ پاک ہونے سے پہلے جھوٹا بھی پاک نہ ہوگا۔

Marfat.com

مسئلہ:- کتا، سور، شیر، بھیڑیا، بندر، گیدڑ، اور جتنے حیوان چیر پھاڑ کر کھانے والے ہیں ان سب کا جھوٹا ناپاک ہے۔

مسئلہ:- بلی اور چوہے کا جھوٹا پاک تو ہے لیکن مکروہ ہے، ہاں اگر بلی نے چوہا کھایا اور فوراً آ کر برتن میں منہ ڈال دیا تو ناپاک ہو جائے گا، اور اگر تھوڑی دیر ٹھہر کر زبان سے منہ چاٹ کر برتن میں منہ ڈالا تو ناپاک نہیں ہوگا، بلکہ مکروہ ہی رہے گا، بلی کے جھوٹے پانی سے وضو کرنا درست ہے، لیکن اگر اس کے علاوہ دوسرا پانی موجود ہو تو بہتر یہ ہے کہ بلی کے جھوٹے پانی سے وضو نہ کرے اُسی دوسرے پانی سے وضو کرے۔

مسئلہ:- بلی اگر دودھ یا سالن میں منہ ڈال دے تو اگر صاحبِ حیثیت ہے تو وہ کھانے سے پرہیز کرے یہ بہتر ہے، اور اگر غریب آدمی ہے تو کھا پی لے، اگر چوہے نے کسی جگہ سے روٹی کو کتر دیا تو وہاں سے تھوڑی سی روٹی توڑ ڈالے پھر کھائے۔

مسئلہ:- کھلی ہوئی مرغی جو ادھر ادھر پھرتی ہے، اور ہر طرح کی پاک و ناپاک چیزیں کھاتی ہے اُس کا جھوٹا مکروہ ہے، بشرطیکہ اس کی چونچ پر ناپاکی کا یقین نہ ہو، اور اگر اس کی چونچ ناپاک ہونے کا یقین ہو تو چونچ ڈالنے سے پانی، سالن وغیرہ ناپاک ہو جائے گا، اور جو مرغی بند رہتی ہو اس کا جھوٹا مکروہ بھی نہیں بلکہ بلا کراہت پاک ہے۔

مسئلہ:- شکار کرنے والے پرندے جیسے شکرہ، باز وغیرہ اُن کا جھوٹا بھی مکروہ ہے، لیکن ان میں سے جو پالتو ہو اور بند رہتا ہو، مردار نہ کھاتا ہو اور اس کی چونچ میں ناپاکی نہ ہونے کا یقین ہو تو اس کا جھوٹا پاک ہے۔

مسئلہ:- جن جانوروں کا جھوٹا پاک ہے اُن کا پسینہ بھی پاک ہے، اور جن کا جھوٹا نجس ہے ان کا پسینہ بھی نجس ہے، اور جن کا جھوٹا مکروہ ہے ان کا پسینہ بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ:- اگر بلی نے کسی کا ہاتھ چاٹ لیا تو اس کو دھو کر نماز پڑھنا چاہئے لیکن اگر بغیر دھوئے نماز پڑھ لی تب بھی نماز ہو جائے گی، البتہ پانی ہوتے ہوئے ہاتھ دھوئے بغیر نماز پڑھ لینا اچھا نہیں۔

مسئلہ:- اپنے اور محرم مردوں کے علاوہ دوسرے مردوں کا جھوٹا کھانا مکروہ ہے، اگر لاعلمی میں ایسا ہو جائے تو خیر کوئی ڈر نہیں۔

مسئلہ:- کتے کا جھوٹا ناپاک ہے، اگر پانی یا سالن میں منہ ڈال دے تو برتن سے سالن اور پانی کو پھینک دے، اور برتن کو کم از کم تین بار دھوئے، ایسا کرنے سے پاک ہو جائے گا، لیکن بہتر یہ ہے کہ ایسے برتن کو سات بار دھوئے اور ایک بار مٹی بھی ملے، اگر کتے کا لعاب کپڑے میں لگ جائے تو وہ بھی تین بار دھونے سے پاک ہو جائے گا، اور اگر کتا یوں ہی بدن یا کپڑے سے چھو جائے، لعاب نہ لگے تو بدن اور کپڑا پاک رہے گا۔

استنجا کے مسائل

مسئلہ:- پیشاب پاخانہ کے بعد خوب اچھی طرح دھوئے، جس سے ناپاکی دور ہو جانے کا یقین ہو جائے، کم از کم تین مرتبہ تو ضرور دھوئے، اور اگر ناپاکی دور نہ ہو تو اس سے زیادہ دھوئے، اور داہنے ہاتھ

Marfat.com

سے استنجانہ کرے، پیشاب پاخانہ اور استنجا کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پشت کر کے نہ بیٹھے۔

مسئلہ:- پیشاب پاخانہ کرتے وقت بات کرنا منع ہے، راستہ میں اور لوگوں کے اُٹھنے بیٹھنے کی جگہوں میں اور تالاب کے گھاٹ پر پیشاب پاخانہ نہ کرے۔

مسئلہ:- سوراخ میں بھی پیشاب و پاخانہ کرنے کی ممانعت آئی ہے۔

مسئلہ:- ہڈی سے اور لید سے اور ان چیزوں سے استنجانہ کرے جن کو آدمی اور جانور کھاتے ہوں۔

کنویں کے مسائل

مسئلہ:- کنویں میں اگر نجاستِ غلیظہ یا خفیفہ گر جائے، یا کوئی بہتے خون والا جانور گر کر مر جائے، یا ایسا جاندار گر جائے جس کا جھوٹا ناپاک ہے تو کنواں ناپاک ہو جائے گا، اور کنویں کا تمام پانی نکال دینے سے پاک ہو جائے گا، اگر آدمی یا بکری یا ان کے برابر یا اُن سے بڑا کوئی جاندار کنویں میں گر کر مر جائے یا بہتے خون والا کوئی جاندار کنویں میں مر جائے اور پھول جائے یا پھٹ جائے اگرچہ چھوٹا جانور ہو، مثلاً چوہا ہی ہو یا کتا، بلی، آدمی، گائے، بکری کنویں میں پیشاب کر دے تو ان سب صورتوں میں تمام پانی نکالا جائے، تمام پانی نکالنے کا یہ مطلب ہے کہ اتنا نکالیں کہ پانی ٹوٹ جائے اور آدھا ڈول بھی نہ بھرے۔

مسئلہ:- کبوتر، بلی، مرغی یا اتنا ہی بڑا کوئی جاندار کنویں میں گر کر مر گیا لیکن پھولا یا پھٹا نہیں، تو چالیس ڈول پانی نکالا جائے اور ساٹھ ڈول نکال دیں تو بہتر ہے۔

مسئلہ:- اور اگر چوہا، چڑیا یا اتنا ہی بڑا کوئی جاندار کنویں میں گر کر مر جائے تو بیس ڈول پانی نکالا جائے، اور اگر تیس ڈول نکال دیں تو بہتر ہے۔

مسئلہ:- جتنا پانی نکالنا ہو پہلے نجاست کو نکال لیں، اگر نجاست نکالنے سے پہلے پانی نکال دیا تو کنواں پاک نہیں ہوا۔

فائدہ:- جس کنویں پر جو ڈول پڑا رہتا ہے اسی کے حساب سے گنتی کی جائے، اور جتنا پانی نکالنا ہے اس کے نکالنے سے کنواں، ڈول، رسّی سب پاک ہو جائیں گے۔

مسئلہ:- اگر کنویں میں درختوں کے پتے گر جائیں، اور پانی کا رنگ، بو، مزہ بدل جائے تب بھی اس سے وضو اور غسل درست ہے، بشرطیکہ پانی کا اپنا پتلا پن باقی رہے۔

پانی کے ضروری مسائل

مسئلہ:- اگر جنگل میں کہیں تھوڑا پانی ملا تو خواہ مخواہ محض وہم اور وسوسہ کی بنیاد پر اُسے ناپاک نہ کہیں جب تک ناپاکی کا یقین نہ ہو جائے اُسے پاک سمجھا جائے گا۔

مسئلہ:- گھڑے یا لوٹے یا مٹکے میں اگر نجاستِ غلیظہ یا خفیفہ گر جائے تو وہ برتن اور پانی ناپاک ہو جائے

Marfat.com

گا، اور جو پانی بہہ رہا ہو جس کی رفتار کم از کم اتنی ہو کہ گھاس اور تنکے لے جا سکتا ہے اس میں اگر ناپاکی گر جائے تو اسے اس وقت تک ناپاک نہ کہیں گے جب تک اس کا رنگ، بو، مزہ نہ بدل جائے اور ایسا بڑا تالاب یا حوض جو دس ہاتھ لمبا دس ہاتھ چوڑا ہو اور کم از کم اتنا گہرا ہو کہ چلو بھر کر پانی لیں تو زمین نہ کھلے، اور پاک پانی سے بھرا ہوا ہو تو یہ بھی بہتے ہوئے پانی کے حکم میں ہے، ایسے حوض اور تالاب کو "دہ دردہ" کہتے ہیں، اگر اس میں ایسی نجاست گر جائے جو گرنے کے بعد دکھائی نہ دے جیسے پیشاب، شراب، تو اس میں چاروں طرف وضو کرنا درست ہے، لیکن خاص اسی جگہ سے پانی نہ لے جہاں ناپاکی ہونے کا یقین ہو، اور اگر اس میں ایسی نجاست گر جائے جو گرنے کے بعد نظر آتی ہے، جیسے مردہ کتا، تو وہ جس طرف پڑا ہو اُس طرف وضو نہ کرے، اس میں دوسری کسی طرف وضو کیا جا سکتا ہے، اگر اتنے بڑے حوض یا تالاب میں ناپاکی گر جائے اور اس کی وجہ سے پانی کا رنگ یا مزہ بدل جائے یا بو آنے لگے تو یہ بھی ناپاک ہو جائے گا۔

مسئلہ:- اگر کوئی حوض یا تالاب ایسا ہے جو بیس ہاتھ لمبا اور پانچ ہاتھ چوڑا ہے، ایسا حوض بھی دہ دردہ کے حکم میں ہے۔

مسئلہ:- اگر کوئی پانی دہ دردہ سے کم ہو جیسے گھروں کے برتنوں میں رکھا رہتا ہے، یا عام طور سے ٹینکیوں میں بھرا رہتا ہے، اگر اس میں ناپاکی گر جائے تو وہ ناپاک ہو جائے گا۔

مسئلہ:- اگر پانی دہ دردہ سے کم ہے اور اس میں ایسی کوئی چیز مر جائے جس میں بہتا ہوا خون نہیں تو اس سے پانی نجس نہیں ہوتا، جیسے مچھر، مکھی، بھڑ، شہد کی مکھی وغیرہ، اور جو چیز پانی ہی میں پیدا ہو، اور پانی ہی میں اس کی بود و باش ہو، جیسے مچھلی، مینڈک، کچھوا، کیکڑا وغیرہ تو پانی میں اس کے مر جانے سے پانی ناپاک نہ ہوگا، لیکن اگر خشکی میں رہنے والا مینڈک پانی میں مر جائے، اور اس میں خون ہو تو پانی ناپاک ہو جائے گا، اور بطخ اور مرغابی اگر پانی میں مر جائے تو بھی پانی ناپاک ہو جائے گا۔

متفرق مسائل

مسئلہ:- بچھونے کا ایک کونہ نجس ہے اور باقی سب پاک ہے تو پاک کونہ پر نماز پڑھنا درست ہے۔

مسئلہ:- نجس بچھونے پر سوئے اور پسینہ سے وہ کپڑا نم ہو جائے تو کپڑا اور بدن ناپاک نہ ہوگا، ہاں اگر اتنا بھیگ جائے کہ بچھونے میں سے کچھ نجاست چھوٹ کر کپڑے یا بدن کو لگ جائے تو نجس ہو جائے گا۔

مسئلہ:- نجس مہندی ہاتھوں پیروں میں لگائی، تو تین دفعہ خوب دھو ڈالنے سے ہاتھ پاؤں پاک ہو جائیں گے، رنگ کا چھڑانا واجب نہیں۔

مسئلہ:- نجس سرمہ یا کاجل آنکھوں میں لگایا تو اس کا پونچھنا اور دھونا واجب نہیں، ہاں اگر پھیل کر آنکھ کے باہر آ گیا ہو تو اس کا دھونا واجب ہوگا۔

مسئلہ:- اگر لکڑی کا تختہ ایک طرف سے نجس ہے اور دوسری طرف سے پاک ہے تو اگر اتنا موٹا ہے کہ بیچ

Marfat.com

سے چر سکتا ہے تو اس کو پلٹ کر دوسری طرف نماز پڑھنا درست ہے، اور اگر اتنا موٹا نہ ہو تو جب تک پاک نہ کر لیا جائے اس پر نماز درست نہ ہوگی۔

مسئلہ:- دو تہہ کا کپڑا ہے، اور ایک تہہ نجس ہے، دوسری پاک ہے تو اگر دونوں تہیں سلی ہوئی نہ ہوں تو پاک تہہ کی طرف نماز پڑھنا درست ہے، اور اگر دونوں سلی ہوئی ہوں تو پاک تہہ پر بھی نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔

چھوٹا بچہ یا کوئی دیوانہ یا فاسق یا کافر پانی میں ہاتھ ڈال دے تو اس پانی کو پاک ہی سمجھیں گے، ہاں اگر یہ یقین ہو کہ ناپاک ہاتھ پانی میں ڈال دیا تو ناپاک ہو جائے گا، اسی طرح کافروں کی بنائی ہوئی مٹھائی اور ان کا پکایا ہوا کھانا اور بنایا ہوا کپڑا ان سب کو اس وقت تک پاک سمجھیں گے جب تک کہ ناپاکی کا یقین نہ ہو، لیکن اگر پرہیز کرے تو بہتر ہے، البتہ ان لوگوں کا پکایا ہوا گوشت نہ کھائے اور نہ وہ چیز کھائے جس میں گوشت پڑا ہوا ہو۔

مسئلہ:- نجاستوں سے جو بخارات اٹھیں اور بدن اور کپڑوں کے اوپر سے گزریں تو ان کی وجہ سے ناپاکی کا حکم نہیں لگایا جائے گا۔

مسئلہ:- پھلوں میں جو کیڑے پڑ جاتے ہیں وہ پاک ہیں، لیکن اگر اُن میں جان پڑ گئی ہو تو اُن کا کھانا درست نہیں ہے، بہت سے لوگ کیڑوں سمیت گولر کھا جاتے ہیں یہ جائز نہیں، اگر سرکہ میں کیڑے پڑ جائیں تو چھان کر سرکہ کھا لیں، کیڑوں کو نہ کھائیں، اگر کھانا، گوشت، شوربا، حلوہ وغیرہ سڑ جائے تو سڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا، البتہ جو نقصان دے اس کا کھانا درست نہیں ہے۔

مسئلہ:- حلال جانور کا انڈا بھی پاک اور حلال ہے، لیکن گندا انڈا کھانا حلال نہیں، اگر حلال جانور کا انڈا گندا ہو گیا اور اسی طرح صحیح سالم جیب میں رکھے ہوئے نماز پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی، لیکن اگر وہ ٹوٹ گیا تو ناپاک مانا جائے گا اور اس سے کپڑا اور بدن بھی ناپاک ہو جائے گا۔

مسئلہ:- دودھ دُوھتے وقت اگر ایک دو مینگنی یا ذرا سا گوبر جو ایک دو مینگنی کے بقدر ہو، دودھ کے برتن میں گر جائے تو اس سے دودھ کو ناپاک نہ کہا جائے گا، اور اس کا پینا جائز ہے، بشرطیکہ فوراً نکال دیا گیا ہو۔

مسئلہ:- جس پانی سے وضو اور غسل کر لیا وہ پاک ہے (بشرطیکہ اس سے حقیقی نجاست دور نہ کی گئی ہو) لیکن باوجود پاک ہونے کے اس سے دوبارہ وضو اور غسل نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ:- اگر تنور ناپاک ہو جائے تو اُس میں آگ جلا دینے سے پاک ہو جائے گا، بشرطیکہ آگ کی وجہ سے نجاست کا اثر ختم ہو جائے۔

مسئلہ:- ناپاک تیل یا ناپاک چربی سے اگر صابون بنا لیا جائے تو وہ صابون پاک ہے۔

مسئلہ:- اگر کسی نے فصد کھلوائی یا کسی جگہ آپریشن کرایا اور اس جگہ خون یا پیپ لگ گئی، اور پانی سے دھونا نقصان کرتا ہے تو تین بار پانی میں تر کیے ہوئے کپڑے سے پونچھ دینے سے پاک ہو جائے گا لیکن ہر بار دوسرا کپڑا ہو۔

مسئلہ:- اگر بیمار کا بستر جس ہے، لیکن اس کے بدلنے میں بہت تکلیف ہوگی تو اسی پر نماز پڑھ لینا درست ہے۔

Marfat.com

مسئلہ:- سانپ کی کینچلی پاک ہے۔

مسئلہ:- مردہ جانور حلال ہو یا حرام شرعی طریقہ پر ذبح کیا گیا ہو یا اپنی موت مرا ہو اس کے سینگ اور بال اور ہڈی یہ چیزیں پاک ہیں، اگر پانی میں گر جائیں تو پانی ناپاک نہ ہوگا، اگر ان میں سے کوئی چیز جیب وغیرہ میں ہوتے ہوئے نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی، لیکن ان چیزوں کو اس وقت پاک سمجھا جائے گا جبکہ ان پر چکنائی یا خون نہ لگا ہو اور مردہ جانور کے بالوں کی جڑیں ناپاک ہیں، جو اندر سے نکلتی ہیں، کیونکہ اُن پر چربی ہوتی ہے۔

مسئلہ:- ہاتھی کا دانت بھی پاک ہے اس کے چاقو وغیرہ کے دستے بنا کر استعمال کرنا درست ہے۔

مختلف چیزوں کے پاک کرنے کے طریقے

نجاست اگر کپڑے یا بدن میں لگ جائے خواہ گاڑھی ہو جیسے پاخانہ، خواہ پتلی بہنے والی نجاست ہو جیسے پیشاب اور ناپاک پانی، بہر حال دھونے سے پاک ہو جاتی ہے۔

مسئلہ:- اگر جسم والی نجاست لگ جائے جو پانی پڑ کر بھی علیحدہ نظر آتی ہے اور سوکھ کر جم جاتی ہے، جیسے پاخانہ، خون تو اتنا دھوئے کہ نجاست چھوٹ جائے، اور دھبہ جاتا رہے، چاہے جتنی دفعہ میں چھوٹے، جب نجاست چھوٹ جائے گی تب کپڑا پاک ہو جائے گا، اور اگر بدن میں ایسی نجاست لگ گئی ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے، البتہ اگر پہلی ہی دفعہ میں نجاست چھوٹ گئی تو دو مرتبہ اور دھو لینا بہتر ہے اور اگر دو مرتبہ میں چھوٹی تو ایک مرتبہ اور دھوئے، غرضیکہ تین مرتبہ پورا کر لینا بہتر ہے۔

مسئلہ:- اگر کئی مرتبہ دھونے اور نجاست کے چھوٹ جانے پر بھی بدبو نہیں گئی، یا کچھ دھبہ رہ گیا تب بھی کپڑا پاک ہو گیا، صابن وغیرہ لگا کر دھبہ چھڑانا اور بدبو دور کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ:- اگر ایسی نجاست لگ گئی جو جسم والی نہیں ہے، (یعنی سوکھ کر نظر نہیں آتی اور پانی پڑ کر علیحدہ نہیں دیکھی جا سکتی، جیسے پیشاب اور ناپاک پانی) تو تین مرتبہ دھوئے اور ہر مرتبہ نچوڑے، اور تیسری مرتبہ اپنی طاقت بھر خوب زور سے نچوڑے، ایسا کرنے سے کپڑا پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ:- اگر جوتے اور چمڑے کے موزے میں جسم والی نجاست لگ کر سوکھ جائے جیسے گوبر، پاخانہ، خون وغیرہ تو زمین پر خوب گھس کر نجاست چھڑا ڈالنے سے پاک ہو جاتا ہے، ایسے ہی کھرچ ڈالنے سے بھی پاک ہو جاتا ہے۔

اور اگر مذکورہ نجاست سوکھی نہ ہو تب بھی اتنا رگڑ ڈالے اور گھس دے کہ نجاست کا نام و نشان باقی نہ رہے، ایسا کرنے سے بھی جوتا اور موزہ پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ:- اور اگر پیشاب کی طرح کوئی نجاست جوتے میں یا چمڑے کے موزے میں لگ گئی جو جسم والی نہیں ہے تو دھوئے بغیر پاک نہ ہوگا۔

مسئلہ:- آئینہ کا شیشہ اور چھری چاقو، چاندی سونے کے زیور، تانبے، لوہے، گلٹ، شیشہ کی چیزیں اگر

Marfat.com

نجس ہو جائیں تو خوب پونچھ ڈالنے اور رگڑ دینے سے یا مٹی سے مانجھ دینے سے پاک ہو جاتی ہیں، لیکن اگر نقشین چیزیں ہوں تو دھوئے بغیر پاک نہ ہوں گی (کیونکہ نجاست نقش و نگار کے اندر گھس جائے گی، جو رگڑنے سے نہیں نکلے گی)۔

مسئلہ:- زمین پر نجاست پڑ گئی، پھر ایسی سوکھ گئی کہ نجاست کا نشان بالکل جاتا رہا، نہ تو نجاست کا دھبہ ہے نہ بدبو آتی ہے، تو اس طرح سوکھ جانے سے زمین پاک ہو جاتی ہے، لیکن ایسی زمین پر تیمم کرنا درست نہیں، البتہ نماز پڑھنا درست ہے، جو اینٹیں یا پتھر چونے یا گارے سے زمین میں خوب جما دیئے گئے ہوں اُن کا بھی یہی حکم ہے کہ سوکھ جانے اور نجاست کا نشان نہ رہنے سے پاک ہو جائیں گے۔

مسئلہ:- جو اینٹیں زمین پر فقط بچھا دی گئی ہیں، چونہ یا گارے سے اُن کی جڑائی نہیں کی گئی ہے وہ سوکھنے سے پاک نہ ہوں گی، پاک کرنے کے لئے اُن کا دھونا لازم ہے۔

مسئلہ:- اور اگر زمین کو دھو دیا جائے یعنی اتنا پانی بہا دیا جائے جس سے نجاست کے چلے جانے کا یقین ہو جائے تب بھی پاک ہو جاتی ہے، اگر زمین کو اس طرح پاک کیا جائے تو اس پر نماز اور تیمم دونوں درست ہیں۔

مسئلہ:- نجس چاقو، چھری اگر دہکتی آگ میں ڈال دیئے جائیں تو بھی پاک ہو جائیں گے۔

مسئلہ:- نجس مٹی سے جو برتن کمہار بناتا ہے تو جب تک وہ کچے ہیں ناپاک ہیں، جب پکا لئے گئے تو پاک ہو گئے۔

مسئلہ:- مٹی سے بنا ہوا کورا برتن اگر ناپاک ہو جائے تو چونکہ وہ ناپاکی کو جذب کر لیتا ہے اس لئے اس کو یونہی دھو دینا کافی نہیں، بلکہ اس کو اس طرح پاک کریں کہ اس میں پانی بھر کر رکھ دیں، جب نجاست کا اثر پانی میں آ جائے تو پانی گرا کر پھر بھر کر رکھ دیں، اور اسی طرح برابر کرتے رہیں، یہاں تک کہ جب نجاست کا اثر، رنگ، بو اور مزہ ختم ہو جائے تو پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ:- نجس رنگ میں کپڑا رنگا تو اتنا دھو دے کہ پانی صاف آنے لگے، ایسا کرنے سے وہ پاک ہو جائے گا، چاہے کپڑے سے رنگ چھوٹے یا نہ چھوٹے۔

مسئلہ:- جو تیل یا گھی یا چربی کسی وجہ سے ناپاک ہو جائے اور کسی کپڑے یا جسم میں لگ جائے تو اس کو اس قدر دھویا جائے کہ صاف پانی آنے لگے، اس طرح سے بدن اور کپڑا پاک ہو جائے گا، اگرچہ چکناہٹ باقی رہ جائے۔

مسئلہ:- گوبر کے کنڈے اور لید وغیرہ نجس چیزوں کی راکھ پاک ہے، اور اُن کا دھواں بھی پاک ہے، روٹی میں لگ جائے تو کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ:- اگر کسی نے بھیگا ہوا پاجامہ پہن لیا، اور ہوا خارج ہو کر گیلے کپڑے کو لگ گئی، تو اس سے کپڑا ناپاک نہ ہوگا۔

Marfat.com

کتاب الصَّلٰوۃ

نماز کی فرضیت اور اہمیت

(۱۶) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ. (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: فرمایا حضور سرور عالم ﷺ نے کہ اپنی اولاد کو نماز پڑھنے کا حکم دو جبکہ وہ سات سال کے ہو جائیں۔ اور نماز (نہ پڑھنے) پر اُن کی پٹائی کرو جبکہ وہ دس سال کے ہو جائیں اور اُن کے بستر الگ الگ کر دو (یعنی لڑکوں اور لڑکیوں کو ساتھ نہ سلاؤ[1])۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۸ بحوالہ ابوداؤد)

تشریح:- ترمذی شریف کی ایک حدیث میں ہے کہ جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو اُن کو نماز سکھاؤ، اور اس حدیث میں ارشاد ہے کہ جب سات سال کے ہو جائیں تو اُن کو نماز پڑھنے کا حکم دو۔ دونوں حدیثوں کو ملا کر معلوم ہوا کہ جب بچے سات سال کے ہو جائیں تو اُن کو نماز سکھائیں اور پڑھنے کی بھی تاکید کریں، البتہ سختی اس وقت کریں جب دس سال کے ہو جائیں اس وقت نماز نہ پڑھیں تو اُن کی پٹائی کریں۔

اسلام کا دوسرا رکن نماز ہے، قرآن و حدیث میں نماز کی سخت تاکید وارد ہوئی ہے اس کی فرضیت کا منکر کافر ہے اور اُس کا نہ پڑھنا بہت بڑا گناہ ہے، سورۂ روم میں ارشاد ہے اَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ، یعنی نماز قائم کرو اور مشرکین میں سے نہ بنو۔ ایک اور حدیث میں ارشاد ہے اَلْعَهْدُ الَّذِيْ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمُ الصَّلٰوةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ، یعنی ہمارے اور کافروں کے درمیان جو اصلی اور واقعی فرق ہے وہ نماز پڑھنے نہ پڑھنے کا فرق ہے پس جس نے نماز چھوڑ دی اُس نے کفر کا کام کیا۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

اَوْصَانِيْ خَلِيْلِيْ اَنْ لَّا تُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّاِنْ قُطِّعْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَتْرُكْ مَكْتُوْبَةً مُتَعَمِّدًا فَمَنْ تَرَكَهَا مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْهُ الذِّمَّةُ وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ. (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: میرے دوست سرکار دو عالم ﷺ نے مجھے خاص طور پر نصیحت فرمائی کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو بھی شریک نہ بنانا اگرچہ تیرے ٹکڑے کر دیئے جائیں اور تو جلا دیا جائے اور فرض نماز قصداً نہ چھوڑنا، کیونکہ جس نے (نماز کا وقت ہوتے ہوئے) اپنے ارادے سے نمازِ فرض چھوڑ دی تو اس سے (اللہ کا) ذمہ بری ہو گیا، (یعنی دنیا و آخرت میں اُسے عذاب اور تکلیف اور ذلت سے بچانے کی کوئی ذمہ داری اللہ پر نہیں رہی) اور شراب نہ پی کیونکہ وہ ہر گناہ کی چابی ہے۔ (مشکوٰۃ عن ابن ماجہ)

فرائض اسلام میں نماز کا مقام:- اسلام کے فرائض اور اعمال تو بہت ہیں مگر نماز کو جو مقام دیا گیا ہے اُس کی وجہ سے نماز کی اہمیت بہت زیادہ ہے، نماز کا بلند مرتبہ اس سے سمجھ لو کہ دوسرے فرائض کا یہیں

[1] یہ نصیحت بہت اہم ہے اس پر سختی سے عمل کریں۔ تجربہ کار لوگ اس کی اہمیت سمجھتے ہیں۔

Marfat.com

زمین پر رہتے ہوئے حکم دے دیا گیا اور نماز کے لئے خدائے پاک وحدہٗ لاشریک نے یہ اہتمام فرمایا کہ رسول اکرم ﷺ کو معراج کرا کر عالم بالا میں عطا فرمائی اور اسلام کے فرائض میں دنیا میں سب سے پہلے نماز فرض ہوئی اور آخرت میں سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا بلکہ آخرت کی کامیابی اور بامرادی کا مدار ہی نماز کے ٹھیک نکلنے پر ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ سرکار دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ اَوَّلَ مَا یُحَاسَبُ بِهِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ مِنْ عَمَلِهٖ صَلٰوتُهٗ فَاِنْ صَلُحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاَنْجَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ. (مشکوٰۃ شریف)

ترجمہ: قیامت کے دن بندہ کے اعمال کا جو حساب ہوگا اُن میں سب سے اوّل نمبر پر نماز ہے، سو اگر نماز ٹھیک نکلی تو (بندہ) کامیاب اور بامراد ہوگا اور اگر نماز خراب نکلی تو ناکام ہوگا اور خسارہ میں پڑے گا یعنی نقصان اٹھائے گا۔

خلاصہ یہ کہ نماز سب سے پہلے فرض ہوئی اور سب سے پہلے اس کا حساب ہوگا اور میدان قیامت میں کامیابی اور ناکامی کا فیصلہ نماز کے ٹھیک اور بے ٹھیک ہونے پر ہوگا۔

بہت سے لوگ نماز نہیں پڑھتے مگر اپنے کو نمازیوں سے بہتر اور پکا جنتی سمجھتے ہیں اُن کو شیطان نے یہ دھوکہ دے رکھا ہے کہ نماز نہیں پڑھتے تو کیا ہے دوا تو مفت دیتے ہیں، گشتی شفا خانے میں فری کام کرتے ہیں اور فلاں طریقہ پر مخلوق کی خدمت انجام دیتے ہیں وغیرہ وغیرہ حالانکہ نماز نہیں تو کچھ بھی نہیں نماز کے بغیر دوسرے عمل مقبول ہی نہ ہوں گے۔

آخرت کی کامیابی سب سے بڑی کامیابی ہے:- جو لوگ دین اسلام کے پیرو ہیں، قرآن وسنت کو حق مانتے ہیں اُن کے نزدیک آخرت کی کامیابی سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں، جب یہ معلوم ہو گیا کہ آخرت کی کامیابی نماز میں ہے تو نماز کو پابندی سے پڑھنا سارے کاموں سے بڑھ کر ہوا۔ نماز کی وجہ سے ذرا سے آرام میں فرق آتا ہو، کسی دنیاوی کام میں تھوڑا بہت نقصان ہو جاتا ہو تو عقلمند آدمی کے لئے آخرت کی بے انتہا کامیابی کے سامنے اُس کی کچھ حقیقت نہیں، ذرا جنت کی نعمتوں اور وہاں کے محلوں، باغوں اور نہروں اور سونے کے درختوں کا خیال کرو، پھر دوزخ کی آگ کا تصور کرو جو دنیا کی آگ سے ۶۹ درجہ زیادہ گرم ہے، یہ غور کر کے حساب لگاؤ کہ ایسی آگ سے بچنے اور ایسی ایسی نعمتیں ملنے کے لئے اگر نماز کی پابندی کرنے میں کچھ نیند قربان ہو جائے اور کھیل میں فرق آ جائے یا بالفرض حقیر دنیا کا کم یا زیادہ نقصان ہو جائے تو اس کو برداشت کر کے نماز پڑھ لینا عقلمندی ہے یا نہیں ہے؟

یہ جو فرمایا کہ ''نماز ٹھیک نکلی تو آخرت میں کامیاب اور بامراد ہوگا ورنہ ناکام ہوگا اور خسارہ میں رہے گا'' اس کا مطلب بہت وسیع ہے، حساب کے وقت نماز کا ٹھیک نکلنا یہ ہے کہ بالغ ہونے کے بعد سے موت آنے تک پابندی سے سب نمازیں ادا کی ہوں وقت سے بے وقت کر کے نہ پڑھی ہوں، فرائض اور سنن اور مستحبات کا خیال رکھا ہو، نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہو (ثناء، تشہد، سورۂ فاتحہ اور دوسری سورتیں) صحیح یاد کی ہوں تا کہ نماز صحیح ہو سکے، ان باتوں کا خیال رکھ کر نماز پڑھنا کامیابی ہی کامیابی ہے۔ اور ان باتوں میں جس

Marfat.com

قدر کمی ہوگی اسی قدر ناکامی کا سامنا ہوگا، فرائض کے چھوٹ جانے سے تو نماز بالکل ہی نہیں ہوتی اور واجبات کے ترک ہوجانے پر بھی نماز کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے اور سنن و مستحبات اور آداب کے کم ہونے یا چھوٹ جانے سے ثواب میں کمی ہوجاتی ہے۔

ایک نماز کی قیمت کس قدر ہے:- سرور دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

اَلَّذِیْ تَفُوْتُهٗ صَلٰوةُ الْعَصْرِ فَكَاَنَّمَا وُتِرَ اَهْلَهٗ وَمَالَهٗ. (بخاری وغیرہ)

ترجمہ: جس کی عصر کی (ایک) نماز جاتی رہی (اُس کا اس قدر نقصان ہوا کہ) جیسے اس کے اہل و اولاد اور سارا مال ختم ہوگیا۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہیں جس نے ان نمازوں کا وضو اچھی طرح کیا اور اُن کو بروقت پڑھا اور اُن کا رکوع و سجدہ پوری طرح ادا کیا تو اُس کے لئے اللہ تعالیٰ کا ذمہ اور اس کا عہد ہے کہ اللہ اُس کو بخش دے گا اور جس نے ایسا نہ کیا تو اُس کے لئے اللہ کے ذمے کوئی عہد (بخشش کا) نہیں چاہے بخشے چاہے عذاب دے۔ (مشکوٰۃ شریف)

نمازی کا سارا جسم عبادت میں لگ جاتا ہے:- نماز میں بڑی خوبی یہ ہے کہ نماز پڑھتے وقت نمازی کا سارا جسم عبادت میں ہی لگ جاتا ہے۔ ہاتھ، پاؤں، سر، کمر، ناک، آنکھ، زبان سب اُسی طرح موقعہ بموقعہ رکھنے اور استعمال کرنے پڑتے ہیں جس طرح حکم ہے، یوں سمجھو کہ نمازی کے بدن کا ہر حصہ خدا کے حکم پر چلنے کی مشق کرنے میں لگ جاتا ہے، اور کوئی مرد یا عورت ٹھیک ٹھیک نماز پڑھے تو نماز کے باہر بھی گناہوں سے بچے گا۔ قرآن شریف میں ارشاد ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ.

یعنی نماز بے حیائی سے اور برے کاموں سے روکتی ہے۔

بے وقت کر کے نماز پڑھنا منافق کی نماز ہے:- حضرت رسول مقبول ﷺ نے نماز کو بے وقت کر کے پڑھنے والوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ یہ منافق کی نماز ہے کہ بیٹھے بیٹھے سورج کا انتظار کرتا رہتا ہے اور جب سورج پیلا پڑ جائے تو کھڑے ہو کر (جلدی جلدی مرغ کی طرح) چار ٹھونگیں مار لیتا ہے (اور) خدا کو اِن (سجدوں) میں (جو مرغ کی ٹھونگوں کی طرح جھٹ جھٹ کئے گئے) بس ذرا سا یاد کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

عورتوں کو نماز کی خصوصی تاکید

(۱۷) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَرْءَةُ اِذَا صَلَّتْ خَمْسَهَا وَصَامَتْ شَهْرَهَا وَاَحْصَنَتْ فَرْجَهَا وَاَطَاعَتْ بَعْلَهَا فَلْتَدْخُلْ مِنْ اَیِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَآءَتْ. (رواه ابو نعیم فی الحلیة)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت جب پنج وقتہ نماز پڑھے اور رمضان کے روزے رکھے اور پاک دامن رہے اور شوہر کی فرمانبرداری کرے تو جنت کے

Marfat.com

جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو جائے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۸۱ بحوالہ ابونعیم)۔

تشریح:- اس حدیث مبارکہ میں عورت کو چند کام انجام دینے پر جنت کی بشارت دی گئی ہے، ہر مسلمان عورت کو ان پر عمل کرنا لازم ہے۔ اوّل: پنج وقتہ نماز پڑھنے کو فرمایا، نماز ہر بالغ مرد و عورت پر رات دن میں پانچ وقت فرض ہے، ان پانچ وقتوں کو سب مسلمان جانتے ہیں، حرج ہو مرض ہو، سفر ہو حضر ہو، دکھ ہو تکلیف ہو، رنج ہو خوشی ہو، جس حال میں ہو جہاں ہو پانچوں وقت نماز پڑھنا فرض ہے۔ ہاں مہینہ کے خاص دنوں میں عورت پر نماز پڑھنا فرض نہیں رہتا اور ان دنوں میں نماز پڑھنا جائز بھی نہیں ہے۔ آج کل نافرمانی کا دور ہے، اللہ تعالیٰ کے حکموں سے غافل رہنے اور گناہوں میں لت پت رہنے کی فضا ہے، بہت کم مرد و عورت ایسے ہیں جن کو خداوند قدوس کے احکام پر عمل کرنے کی فکر ہے جب ماں باپ غافل ہیں تو اولاد بھی بے دین ہو جاتی ہے۔ بہت سے گھرانے ایسے ہیں کہ اُن میں ۲۴ گھنٹہ میں کبھی کسی وقت بھی نہ کوئی نماز پڑھتا ہے اور نہ دعا اور کلمہ زبان پر آتا ہے۔ کیسے رنج کی بات ہے مسلمانوں کا ملک اور پورے پورے گھر اللہ کی یاد سے خالی، حالت دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ محلے کے محلے خدا کے منکروں سے آباد ہیں، جب کسی گلی میں گزرو تو گانوں کی آوازیں تو آتی ہیں مگر بچہ کے قرآن پڑھنے کی آواز نہیں آتی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

بے نمازی کا حشر:- نماز کی پابندی ہر بالغ مرد و عورت پر لازم ہے۔ سرورِ عالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے نماز کی پابندی کی (قیامت کے دن) نماز اُس کے لئے نور ہوگی اور (اُس کے ایمان کی) دلیل اور (اُس کے لئے) نجات کا سامان ہوگی اور جس نے نماز کی پابندی نہ کی وہ شخص قیامت کے دن قارون، ہامان، فرعون اور اُبی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف بحوالہ احمد، دارمی، بیہقی)

دیکھو جو نماز کی پابندی نہ کرے اُس کا حشر کیسے بڑے کافروں کے ساتھ بتایا، جو کفر کے سرغنے تھے اور خدا کے باغیوں کے ذکر میں جن کا ذکر سب سے پہلے آتا ہے۔ ان کے ساتھ حشر ہونے کے کام کرنا بڑی نا سمجھی ہے۔ بزرگوں نے بتایا ہے کہ ان چار شخصوں کا ذکر اس وجہ سے کیا ہے کہ نماز چھوڑنے والے عموماً چار قسم کے ہوتے ہیں:

(۱) جو حاکم ہونے کی وجہ سے نماز ترک کرتے ہیں، یہ لوگ فرعون کے ساتھی ہوئے کیونکہ وہ حکومت کی وجہ سے اللہ پاک کا باغی بنا تھا۔

(۲) جو مالداری کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتے، یہ لوگ قارون کے ساتھی ہوں گے کیونکہ وہ مال کی وجہ سے خدائے تعالیٰ کا نافرمان بنا تھا۔

(۳) جو لوگ ملازمت کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتے یہ لوگ ہامان کے ساتھ ہوں گے کیونکہ اُس نے فرعون کا وزیر ہونے کی وجہ سے خدائے پاک کی بغاوت اور سرکشی اختیار کی تھی۔

(۴) جو لوگ تجارت اور دوکانداری کی وجہ سے نماز نہیں پڑھتے، یہ لوگ اُبی بن خلف کے ساتھ ہوں گے۔ یہ شخص ایک بڑا مشرک تھا تجارت کرتا تھا اس کو حضور اقدس ﷺ نے اپنے دستِ مبارک سے قتل فرمایا تھا۔

ان اسباب کے علاوہ اور اسباب بھی ہیں جن کی وجہ سے نمازیں ترک کی جاتی ہیں مثلاً بچوں کے

Marfat.com

رونے کی وجہ سے یا اُن کو نہلانے دُھلانے کی وجہ سے اور کھلانے پلانے کی مشغولیت کی وجہ سے یا دیر میں سونے کے باعث دیر سے آنکھ کھلنے کی وجہ سے یا جلدی سونے کے تقاضے کی وجہ سے، سفر کی وجہ سے اور دکھ تکلیف کی وجہ سے، ان میں سے بہت سی چیزیں وہ ہیں جو عورتوں کی نمازیں قضا ہونے کا سبب بنتی ہیں حالانکہ جب تک جان میں جان رہے اور ہوش باقی ہو فرض نماز ترک کرنے کی شریعت میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔

دُکھ سکھ اور سفر حضر حرج مرض میں نماز کا اہتمام فرض ہے:- اگر دُکھ تکلیف اور مرض ہو اور کھڑے ہو کر پڑھنے کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ بیٹھ کر پڑھنے کی بھی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر پڑھے، اگر سفر لمبا ہو جو کم از کم اڑتالیس میل ہو اس میں چار رکعت والی فرض نماز کی دو رکعتیں کر دی گئی ہیں۔ اگر چہ یہ سفر ہوائی جہاز میں ہو یا ریل میں یا بس میں یا موٹر کار میں ہو، اگر سفر میں جلدی ہو، ریل، بس نکل جانے کا اندیشہ ہو تو موکدہ سنتیں چھوڑنے کی گنجائش ہے ہاں وتر کی تین رکعتیں پڑھنا ضرور واجب اور لازم ہے۔

بعض اچھی خاصی نمازی عورتیں سفر میں نماز چھوڑ دیتی ہیں، بعض تو سستی کر جاتی ہیں جیسے بہت سے پکے نمازی مرد بھی سفر میں نماز قضا کر دیتے ہیں اور بعض عورتیں یہ عذر پیش کرتی ہیں کہ پردہ نہ ہونے کی وجہ سے سفر میں نماز نہیں پڑھی جاتی کیونکہ مردوں کے درمیان بے پردگی ہو جاتی ہے حالانکہ یہ عذر بے حقیقت ہے کیونکہ جو برقعہ پہن کر بیٹھی ہیں وہی پردہ کافی ہے، برقعہ اوڑھے ہوئے مردوں کے سامنے چل پھر سکتی ہیں پاخانہ جا سکتی ہیں بھلا نماز کیوں نہیں پڑھ سکتیں؟ یہ شیطانی عذر ہے، بعض عورتیں بچوں کے رونے کی وجہ سے نماز قضا کر دیتی ہیں حالانکہ یہ کوئی عذر نہیں ہے، یوں بھی تو بچے روتے رہتے ہیں اور دنیاوی کام جاری رکھتی ہیں۔ ایک نماز ہی ایسی چیز ہے جس کے لئے معمولی بات بھی بہانہ بن جاتی ہے اور ذرا نزلہ وزکام اور معمولی بخار بھی پہاڑ کے برابر عذر بن کر سامنے آجاتا ہے۔ درحقیقت یقین کی کمی ہے، قبر اور حشر کے حالات اور جنت کے آرام اور دوزخ کے عذاب کا یقین مضبوط ہو تو ہر کام سے زیادہ ضروری نماز ہی کو سمجھا جائے۔

شادی کے موقع پر نماز سے عورتوں کی غفلت:- بیاہ شادی کے موقع پر عورتیں اکثر نمازیں قضا کر دیتی ہیں، اپنی نکالی ہوئی رسمیں تو ایسی پابندی سے پوری کرتی ہیں کہ گویا بالکل فرض ہیں اور خداوند کریم کے فرضوں سے بالکل غفلت برتتی ہیں اور دلہن جب تک دلہن رہتی ہے نماز پڑھتی ہی نہیں۔ نماز پڑھنے کو بے شرمی سمجھا جاتا ہے۔ یہ عجیب بات ہے کہ کھانے پینے میں شرم نہیں اور نماز پڑھنے میں شرم آڑے آجاتی ہے۔ کیسی بے جا بات ہے؟

دوسری نصیحت رمضان کے روزوں کے بارے میں فرمائی اور عورت کو توجہ دلائی کہ پابندی سے رمضان کے روزے رکھے۔ جن چیزوں پر اسلام کی بنیاد ہے اُن میں رمضان کے روزے بھی رکھنا ہے۔ پرانی عورتوں کے بارے میں یہ بات مشہور تھی کہ نماز میں تو کوتاہی کرتی ہیں مگر روزوں میں مردوں سے آگے رہتی ہیں مگر آج کل کی اُبھرتی ہوئی نسل، اسکول و کالج کی پروردہ روزہ نماز دونوں سے غافل ہے۔ دنیا میں ہمیشہ تو نہیں رہنا آخر مرنا ہے، قبر کی گود میں بھی جانا ہے، یہ ٹیڈی فیشن اور ماڈرن اسٹائل وہاں کیا کام دے گا، افسوس آخرت کی فکر نہیں کرتے گویا ہمیشہ اسی دنیا میں رہیں گے۔ یَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗ اَخْلَدَهٗ.

Marfat.com

تیسری نصیحت عورت کو یہ فرمائی کہ پاک دامن رہے، عزت وعصمت محفوظ رہے۔ نسوانیت کا تعلق صرف شوہر سے رہے اور بس! نامحرموں سے دور رہنا اور پردہ کا اہتمام کرنا، نظریں نیچی رکھنا، بلاضرورت گھر سے باہر نہ نکلنا اور کسی مجبوری سے نکلنا پڑے تو کسی محرم کو ساتھ لے کر خوب پردے کا خیال کرتے ہوئے نکلنا، ان چیزوں سے عورت کی عفت وعصمت محفوظ رہ سکتی ہے، آج کے دور میں یہی چیزیں ناپید ہو رہی ہیں، اسکولوں اور کالجوں میں پڑھنے والی بہت سی لڑکیاں تو پردہ کا مذاق بناتی ہیں اور شرم وحیا کو عیب سمجھتی ہیں، کالج کے طلبہ اور طالبات آپس میں فرینڈ (دوست) بن جاتے ہیں۔ جو چیزیں خلافِ عفت ہیں دوستی میں نبھ جاتی ہیں، پھر بن بیاہی ماؤں کی اولاد کوڑے کے ڈھیروں اور نالوں کی گہرائیوں میں پڑی ملتی ہے۔ سب نظروں کے سامنے ہے مگر آنکھوں پر ایسے پردے پڑے ہیں کہ شریعت کی پابندیوں کے خلاف بہو بیٹیوں کو چلانے پر مرد بھی راضی نہیں ہیں۔ آخر ان کے ذہن بھی تو دشمنانِ اسلام یہود ونصاریٰ نے مسموم کر دیئے ہیں اور آزادی کا زہر پلا کر سب کے دماغوں کو فالج زدہ کر دیا ہے۔ حق بات کوئی اثر نہیں کرتی۔ فَسَيَعْلَمُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَيَّ مُنْقَلَبٍ يَّنْقَلِبُوْنَ .

چوتھی نصیحت عورت کو یہ فرمائی کہ اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرے۔ شریعت میں شوہر کے بڑے حقوق ہیں۔ قرآن شریف میں فرمایا ہے:

اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ . (سورۂ نساء)

مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس سبب سے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔

سورۂ بقرہ میں فرمایا وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ اور مردوں کا عورتوں کے مقابلہ میں درجہ بڑھا ہوا ہے۔ ان آیتوں میں واضح طور پر مردوں کو عورتوں کا سرپرست اور سردار بتایا ہے۔ اولاد کی پرورش، خانگی امور مرد وعورت دونوں ہی کے باہمی میل، محبت اور مشورہ سے انجام پذیر ہوتے ہیں لیکن شوہر کا مرتبہ بڑا ہے۔ مردوں کو جہاں اللہ تعالیٰ نے جسمانی قوت وطاقت زیادہ دی ہے وہاں اُسے سمجھ بھی زیادہ دی ہے۔ حوصلہ، ہمت، بہادری، دلاوری مردوں میں زیادہ ہے۔ الا ماشاء اللہ تعالیٰ ان اوصاف کی وجہ سے مرد کو برتری دی گئی ہے اور اسے عورت کا سردار بتایا گیا ہے۔ دورِ حاضر کی فیشن ایبل عورتیں مرد کی سرداری تسلیم کرنے کو تیار نہیں ہیں بلکہ بہت سی عورتیں اپنے کو بیوی اور شوہر کو شوہر کہنے کو بھی آبرو کے خلاف سمجھتی ہیں اور کہتی ہیں کہ مجھے بیوی نہیں فرینڈ کہو۔ بیوی کہنے میں انسلٹ ہے۔

شریعت نے عورت کے لئے کسی ایک مرد سے نکاح کر کے خاص اسی مرد کے ماتحت رہنے کا جو قانون بنایا ہے، اسی دوستی والی بات ہی کو تو ختم کیا ہے۔ دوستی میں ایجاب وقبول، نکاح، گواہ کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی جس سے دل ملا، آنکھ لگی ساتھ ہو لئے یہ طریقہ انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے راستہ کے خلاف ہے بلکہ انسانیت کے بھی خلاف ہے۔ آج انسان اپنی انسانیت کی قیمت بھی نہیں پہچانتا زندگی کے رُخ کو محض حیوانیت پر ڈالنے کو کمال ترقی سمجھنے لگا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ جو عورت پنج وقتہ نماز کی پابند ہو اور رمضان کے روزے پورے رکھتی ہو اور عفت و

Marfat.com

عصمت کی حفاظت کرتی ہو (یعنی غیر شوہر سے نسوانیت کا تعلق نہ رکھتی ہو) اور شوہر کی فرمانبرداری کرتی ہو ایسی عورت کو سرور دو عالم خاتم النبیین ﷺ نے خوشخبری دی ہے کہ جنت کے جس دروازہ سے چاہے جنت میں چلی جائے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمان عورتوں کو جنت کی طلب نصیب فرمائے اور جنت میں لے جانے والے کاموں پر لگائے۔ وباللہ التوفیق۔

نماز میں خشوع وخضوع کی اہمیت

(۱۸) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ رَاٰی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غُلَامًا لَّنَا یُقَالُ لَهٗ اَفْلَحُ اِذَا سَجَدَ نَفَخَ فَقَالَ یَا اَفْلَحُ تَرِّبْ وَجْهَکَ. (رواه الترمذی)

ترجمہ: حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ ہمارا ایک غلام تھا جسے افلح کہتے تھے، ایک بار حضور اقدس ﷺ نے اُسے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا وہ سجدہ میں جاتا تو (غبار صاف کرنے کے لئے سجدہ کی جگہ) پھونک مار دیتا تھا، یہ دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے افلح اپنے چہرہ کو مٹی میں ملاؤ۔ (مشکوٰۃ شریف بحوالہ ترمذی)

تشریح:- نماز سب عبادتوں سے بڑی عبادت ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اس میں انسان اپنے ربِ کریم کے حضور میں اپنی ذات کو بالکل ذلیل کر کے پیش کر دیتا ہے اور جسم انسانی میں جو سب سے زیادہ شریف عضو ہے یعنی سر، اس کو سب سے زیادہ ذلیل عنصر یعنی زمین پر رکھ دیتا ہے۔ سجدہ میں سر رکھ دینا اظہار عجز وانکسار کی انتہا ہے، عاجزی اور فروتنی ظاہر کرنے کے لئے انسان کے پاس اس سے بڑھ کر اور کوئی ذریعہ نہیں ہے جبکہ نماز اظہار عبودیت کے لئے ہے اور سراپا عجز و نیاز ہے اور بندگی ہی بندگی ہے۔ تو اس میں یہ کوشش کرنا کہ سجدہ میں ماتھے پر مٹی نہ لگے، کیونکر مناسب ہوسکتا ہے؟ جب سر مٹی پر رکھنا ہی ٹھہرا تو خاک دھول اور گرد وغبار صاف کرنا بے معنی ہے، بلکہ ماتھے میں مٹی لگ جانا عجز و نیاز کے لئے زیادہ موزوں ہے۔ اس لئے سرور عالم ﷺ نے حضرت افلح رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اپنے چہرہ کو مٹی میں ملاؤ۔ نماز خودی کو مٹانے کے لئے ہے، تکبر کو توڑنے کے لئے اور نفس کے غرور و تمکنت ونخوت کو دبانے کے لئے ہے، جب نماز میں بھی یہ دھیان رہا کہ کپڑے میں سلوٹیں نہ پڑ جائیں اور ماتھے میں مٹی نہ لگ جائے تو اللہ کی طرف دھیان کہاں رہا؟ نماز تو رب العالمین جل مجدہٗ کی عظمت دل میں بسانے کے لئے ہے جب ربِ اکبر کی بڑائی سامنے آتی ہے تو اپنی شان بالکل ہیچ معلوم ہوتی ہے۔

ہر وہ چیز مکروہ ہے جس سے نماز میں دل بٹے:- اسی لئے ہر وہ چیز جس سے نمازی کا دل بٹتا ہو اور خدائے پاک کی طرف سے دھیان ہٹ کر کسی مخلوق میں دل الجھتا ہو مکروہ قرار دی گئی ہے۔ نمازی کے سامنے دیوار یا مصلّے پر نقش ونگار ہونا، بدن یا کپڑے سے کھیلنا یہ سب مکروہ ہے۔ پوری طرح متوجہ ہو کر نماز پڑھنا کہ نماز سے باہر خیال نہ جائے، یہ خشوع ہے۔

خشوع کا سب سے بڑا مرتبہ کیا ہے:- خشوع کا سب سے بڑا مرتبہ تو یہ ہے کہ اس طرح نماز

Marfat.com

پڑھ جائے کہ گویا اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہے ہیں، یہ کیفیت حاصل نہ ہو سکے تو یہ خیال کرتے ہوئے نماز پڑھیں کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہا ہے۔ خوب دھیان کرنے اور بار بار اسی طرف توجہ لگانے سے یہ بات حاصل ہو جاتی ہے، خشوع بہت بڑی چیز ہے قرآن شریف میں فرمایا ہے:

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ.

وہ ایمان والے کامیاب ہوئے جو اپنی نماز میں خشوع کرنے والے ہیں۔

نماز میں دامن ٹھیک کرنا، مصلّے کے دروازے اور منارے شمار کرنا، زمین پر گری ہوئی کنکریاں ہاتھ میں لینا، یہ سب مکروہ ہے کیونکہ اس سے خشوع میں فرق آتا ہے۔

نماز میں کنکریاں چھونے کی ممانعت:- ایک حدیث میں ہے کہ سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَلَا يَمْسَحِ الْحَصٰى فَاِنَّ الرَّحْمَةَ تُوَاجِهُهٗ. (ترمذی)

یعنی جب تم میں سے کوئی شخص نماز کے لئے کھڑا ہو تو (زمین پر پڑی ہوئی) کنکریاں نہ چھوئے یعنی ہاتھ میں نہ اٹھائے کیونکہ اس کی طرف رحمت خداوندی متوجہ ہو رہی ہے (رحمت کی طرف سے توجہ ہٹا کر کسی دوسرے کام میں لگنا بڑی نادانی ہے)۔

جس نماز کا آخرت میں ثواب لینا ہے اور جسے بارگاہ خداوندی میں پیش کر کے جنت حاصل کرنا ہے اس کو بے دھیانی سے پڑھ لینا بڑی نالائقی کی بات ہے۔ خوب دل لگا کر نماز پڑھو اور نماز کو بہت بڑی نعمت اور دولت سمجھو۔ زندگی کا جو وقت نماز میں لگ گیا انمول ہو گیا اور زندگی کا یہ حصہ زندگی کہنے کے قابل ہو گیا۔ یہ مومن کی شان ہے کہ خوب مستعدی کے ساتھ دنیا کے جھمیلوں سے دل فارغ کر کے نماز پڑھے۔

منافق کی نماز کیسی ہوتی ہے:- قرآن مجید میں منافقوں کا حال بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَاِذَا قَامُوْٓا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى.

یعنی جب نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں۔

نماز پڑھتے وقت طبیعت پر بوجھ اور جسم پر سستی اور کاہلی سوار ہونا مومن کی شان نہیں ہے، نماز خشوع و خضوع اور سکون و اطمینان کے ساتھ پڑھنی چاہئے۔

نماز پڑھنے والوں کے ثواب میں کمی بیشی:- ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ الرَّجُلَ لَيَنْصَرِفُ وَمَا كُتِبَ لَهٗ اِلَّا عُشْرُ صَلٰوتِهٖ تُسْعُهَا ثُمُنُهَا سُبُعُهَا سُدُسُهَا خُمُسُهَا رُبُعُهَا ثُلُثُهَا نِصْفُهَا.

یعنی انسان نماز سے فارغ ہوتا ہے حالانکہ نماز کا ثواب (مختلف لکھا جاتا ہے) ثواب کا دسواں حصہ یا نواں حصہ یا آٹھواں حصہ یا ساتواں حصہ یا چھٹا حصہ یا پانچواں حصہ یا چوتھائی حصہ یا تہائی حصہ یا آدھا حصہ لکھا جاتا ہے۔ (ابوداؤد) یعنی جس درجہ کا خشوع اور اخلاص اور سنتوں کی رعایت نماز میں ہوتی ہے اسی قدر

Marfat.com

اجر وثواب ملتا ہے کسی کو تہائی کسی کو چوتھائی کسی کو اور کم وبیش ثواب ملتا ہے۔

نماز میں جھومنے پر حضرت صدیق اکبرؓ کی ڈانٹ:- حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کی اہلیہ حضرت ام رومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک دن نماز پڑھتے ہوئے ادھر ادھر کو جھکنے لگی، یہ دیکھ کر حضرت ابوبکر ﷺ نے مجھے اس زور سے ڈانٹا کہ ڈر کی وجہ سے قریب تھا کہ میں نماز توڑ دوں، پھر حضرت ابوبکر ﷺ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جب کوئی شخص نماز کے لئے کھڑا ہو تو اپنے تمام بدن کو سکون سے رکھے، یہودیوں کی طرح ادھر ادھر کو نہ جھکے کیونکہ نماز میں اعضاء کو سکون سے رکھنا نماز کے پورا ہونے کا جزو ہے۔ (درمنثور)

رکوع سجدہ پورا نہ کرنا نماز کی چوری ہے

(۱۹) عَنْ اَبِی قَتَادَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَسْوَءُ النَّاسِ سَرِقَةً الَّذِیْ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِهٖ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَکَیْفَ یَسْرِقُ مِنْ صَلٰوتِهٖ قَالَ لَا یُتِمُّ رُکُوْعَهَا وَلَا سُجُوْدَهَا. (رواہ احمد)

ترجمہ: ابوقتادہ ﷺ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سب سے برا چور وہ ہے جو اپنی نماز سے چوری کرتا ہے، حضرات صحابہ کرام ﷺ نے سوال کیا یا رسول اللہ نماز سے کیسے چوری کرتا ہے؟ فرمایا نماز سے چوری کرنا یہ ہے کہ نماز پڑھنے والا اپنی نماز کا رکوع سجدہ پورا ادا نہ کرے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۸۳ بحوالہ مسند احمد)

تشریح:- اس حدیث میں یہ بات بتائی ہے کہ نماز کا رکوع سجدہ اگر پوری طرح ادا نہ کیا جائے تو یہ نماز کی چوری ہے اور چوری بھی بدترین ہے کیونکہ چور دوسرے کا مال چراتے ہیں اور یہ نمازی اپنی ہی دولت ضائع کرتا ہے اور دولت بھی کونسی؟ جو آخرت میں کام آنے والی ہے اور جس کی بدولت جنت جیسی انمول نعمت ملتی ہے۔ جب نماز پڑھنی ہی ہے تو وقت بے وقت کر کے کیوں پڑھے اور رکوع سجدہ کو جلدی جلدی پھٹا پھٹ ''تو چل میں آیا'' کے اصول پر کیوں خراب کرے، جب نماز پڑھو اطمینان سے پڑھو، رکوع میں جا کر اطمینان سے رکوع کرو اور رکوع کی تسبیح کم از کم تین بار پڑھو، پانچ بار یا سات بار پڑھو تو اور اچھا ہے، پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتے ہوئے رکوع سے اُٹھ کر کھڑی ہو جاؤ اور کھڑے کھڑے رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہو پھر سجدہ میں جا کر اطمینان سے سجدہ کرو اور سجدہ کی تسبیح تین بار پڑھو، پانچ یا سات بار پڑھو تو اور اچھا ہے، پھر سجدہ سے اٹھ کر بیٹھ جاؤ، اطمینان سے بیٹھ جانے کے بعد دوسرے سجدہ میں جاؤ اور دوسرا سجدہ بھی اطمینان سے ادا کرو جیسے اوپر ذکر ہوا ہے۔

بہت سے مرد اور عورتیں ایسی لپ جھپ نماز پڑھتے ہیں کہ جیسے بھگدڑ مچ رہی ہے یا طوفان سے بھاگ رہے ہیں، ایسا کرنے سے کوئی رکن ٹھیک ادا نہیں ہوتا اسی کو نماز کی چوری فرمایا ہے۔

بعض نمازیوں کے لئے نماز کی بددعا:- بعض روایات میں ہے کہ جو شخص نماز کو بے وقت کر کے پڑھے اور وضو اچھی طرح نہ کرے نہ اس میں پوری طرح دل لگائے نہ رکوع سجدہ پورا ادا کرے تو نماز سیاہ صورت میں وہاں سے رخصت ہوتی ہے اور یہ بددعا دیتی ہوئی جاتی ہے کہ اللہ تجھے ضائع کرے جیسا کہ تو

Marfat.com

نے مجھے ضائع کیا۔ پھر وہ نماز پرانے کپڑوں میں لپیٹ کر نماز پڑھنے والوں کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔
اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْ ذٰلِکَ. (طبرانی وغیرہ)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عبادت کا ذوق عطا فرمائے اور نماز کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔ آمین

پانچ نمازوں کی فرضیت

اور ان کے اوقات اور رکعات

(۲۰) وَعَنْ عِبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسُ صَلَوَاتٍ افْتَرَضَھُنَّ اللّٰہُ تَعَالٰی مَنْ اَحْسَنَ وُضُوْءَ ھُنَّ وَصَلَّاھُنَّ لِوَقْتِھِنَّ وَاَتَمَّ رُکُوْعَھُنَّ وَخُشُوْعَھُنَّ کَانَ لَہٗ عَلَی اللّٰہِ عَھْدٌ اَنْ یَّغْفِرَلَہٗ وَمَنْ لَّمْ یَفْعَلْ فَلَیْسَ لَہٗ عَلَی اللّٰہِ عَھْدٌ اِنْ شَآءَ غَفَرَلَہٗ وَاِنْ شَآءَ عَذَّبَہٗ. (رواہ احمد وابوداؤد)

ترجمہ: ''عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے فرض فرمائی ہیں، جس نے ان نمازوں کا وضو اچھی طرح کیا اور ان کو بروقت پڑھا، اور اُن کا رکوع اور سجدہ پوری طرح ادا کیا تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے ذمہ یہ عہد ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو بخش دے گا، اور جس نے ایسا نہ کیا تو اس کے لئے اللہ کے ذمہ کوئی عہد (بخشش کا) نہیں، چاہے بخشے، چاہے عذاب دے''۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۸، از احمد وابوداؤد)

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ جل شانہٗ نے پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں، اور اس میں کسی مسلمان کا اختلاف بھی نہیں ہے، جو پانچ نمازوں کی فرضیت کا منکر ہو وہ کافر ہے، ان پانچوں نمازوں کے اوقات اور رکعات کی تفصیلات ذیل میں درج کی جاتی ہیں، نیز نماز کے فرائض و واجبات وغیرہ بھی لکھے جاتے ہیں، اس کے بعد طریقہ نماز لکھیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اوقات نماز پنجگانہ

فجر کا وقت صبح صادق ہوتے ہی شروع ہو جاتا ہے، اور طلوع آفتاب شروع ہونے تک باقی رہتا ہے، اور ظہر کا وقت سورج ڈھل جانے کے بعد سے شروع ہو جاتا ہے، اور جب تک ہر چیز کا سایہ اس سے دوگنا نہ ہو اس وقت تک باقی رہتا ہے، دو چند سایہ سے مراد اصلی سایہ کے علاوہ ہے، اصلی سایہ وہ ہے جو عین زوال کے وقت ہوتا ہے، ظہر کا وقت ختم ہونے کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے، اور سورج چھپنے تک باقی رہتا ہے، لیکن جب سورج زرد ہو جائے تو عصر کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے، جب سورج چھپ جائے تو مغرب کا وقت شروع ہو جاتا ہے جو سفید شفق غائب ہونے تک رہتا ہے، ہندو پاکستان کے علاقوں میں کم از کم سوا گھنٹہ اور زیادہ سے زیادہ ڈیڑھ گھنٹہ مغرب کا وقت رہتا ہے، مغرب کا وقت ختم ہوتے ہی عشاء کا وقت شروع ہو جاتا ہے، جو صبح صادق تک رہتا ہے، لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ ہو جاتا ہے۔

Marfat.com

مسئلہ:- جو وقت عشاء کا ہے وہی نمازِ وتر کا بھی ہے، مگر وتر کی نماز عشاء کے فرضوں سے پہلے نہیں پڑھی جا سکتی۔

نماز کے فرائض وواجبات، سنن ومکروہات

فرائض نماز:- نماز کے چودہ فرض ہیں، جن سے چند ایسے ہیں جن کا نماز سے پہلے ہونا ضروری ہے، اور اُن کو نماز کے خارجی فرائض بھی کہتے ہیں، اور شرائطِ نماز بھی کہا جاتا ہے، اور چند فرائض ایسے ہیں جو داخلِ نماز ہیں، سب کی فہرست یہ ہے:

(۱) بدن پاک ہونا، (۲) کپڑوں کا پاک ہونا، (۳) ستر عورت یعنی مردوں کو ناف سے گھٹنوں تک اور عورتوں کو چہرے اور ہتھیلیوں اور قدموں کے علاوہ تمام بدن کا ڈھکنا فرض ہے، (۴) نماز کی جگہ کا پاک ہونا، (۵) نماز کا وقت ہونا، (۶) قبلہ کی طرف رُخ کرنا، (۷) نماز کی نیت کرنا، (۸) تکبیر تحریمہ، (۹) قیام یعنی کھڑا ہونا، (۱۰) قرأت یعنی ایک بڑی آیت یا تین چھوٹی آیتیں یا ایک چھوٹی سورۃ پڑھنا، (۱۱) رکوع کرنا، (۱۲) سجدہ کرنا، (۱۳) قعدۂ اخیرہ، (۱۴) اپنے ارادہ سے نماز ختم کرنا۔ اگر ان میں سے کوئی چیز بھی جان کر یا بھول کر رہ جائے تو سجدۂ سہو کرنے سے بھی نماز نہ ہوگی۔

واجباتِ نماز:- ذیل کی چیزیں نماز میں واجب ہیں:

(۱) الحمد پڑھنا، (۲) اور اس کے ساتھ کوئی سورۃ ملانا، (۳) فرضوں کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت کرنا، (۴) الحمد کو سورۃ سے پہلے پڑھنا، (۵) رکوع کر کے سیدھا کھڑا ہونا، (۶) دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا، (۷) پہلا قعدہ کرنا، (۸) التحیات پڑھنا، (۹) لفظ سلام سے نماز ختم کرنا، (۱۰) امام کے لئے مغرب و عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اور فجر و جمعہ وعیدین اور تراویح کی سب رکعتوں میں قرأت بلند آواز کے ساتھ پڑھنا، (۱۱) وتر میں دعاءِ قنوت پڑھنا، (۱۲) عیدین میں چھ زائد تکبیریں کہنا۔

واجبات میں سے اگر واجب بھول کر چھوٹ جائے تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہوگا، اگر قصداً کسی واجب کو چھوڑ دیا تو دوبارہ نماز پڑھنا واجب ہے، سجدۂ سہو سے بھی کام نہ چلے گا، (سجدۂ سہو کا بیان آگے آئے گا، انشاءاللہ تعالیٰ)۔

مفسداتِ نماز:- ان چیزوں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے:

(۱) بات کرنا، تھوڑی ہو یا بہت، قصداً ہو یا بھول کر، (۲) سلام کرنا یا سلام کا جواب دینا، (۳) چھینکنے والے کے جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہنا، (۴) رنج کی خبر سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پورا یا تھوڑا سا پڑھنا یا اچھی خبر سن کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا یا عجیب چیز سن کر سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا، (۵) دُکھ تکلیف کی وجہ سے آہ، اوہ یا اُف کرنا، (۶) قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا، (۷) الحمد شریف یا سورۃ وغیرہ میں ایسی غلطی کرنا جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے (جس کی تفصیل بڑی کتابوں میں لکھی ہے)، (۸) عمل کثیر، مثلاً ایسا کام کرنا، جس سے دیکھنے والا یہ سمجھے کہ یہ شخص نماز نہیں پڑھ رہا ہے، یا مثلاً دونوں ہاتھوں سے کوئی کام کرنا، (۹) قصداً یا بھول کر کچھ کھانا پینا، (۱۰) قبلہ سے سینہ پھر جانا، (۱۱) درد یا مصیبت کی وجہ سے اس طرح رونا کہ آواز میں

Marfat.com

حرف نکل جائے، (۱۳) نماز میں ہنسنا۔

نماز کی سنتیں:- یہ چیزیں نماز میں سنت ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ اُٹھانا، (۲) مردوں کو ناف کے نیچے اور عورتوں کو سینے پر ہاتھ باندھنا، (۳) ثناء یعنی سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ آخر تک پڑھنا، (۴) اَعُوْذُ بِاللّٰہِ (پوری پڑھنا)، (۵) بِسْمِ اللّٰہِ (پوری) پڑھنا، (۶) رکوع اور سجدہ کو جاتے وقت بلکہ ہر ایک رکن سے دوسرے رکن میں منتقل ہونے تک اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا، (۷) رکوع سے اُٹھتے ہوئے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہ اور رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہنا، (۸) رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کم سے کم تین مرتبہ کہنا، (۹) اور سجدہ میں کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنا، (۱۰) دونوں سجدوں کے درمیان اور التحیات کے لئے مردوں کو بائیں پاؤں پر بیٹھنا اور داہنا پاؤں کھڑا کرنا اور عورتوں کو دونوں پاؤں سیدھی طرف نکال کر دھڑ کے بائیں حصہ پر بیٹھنا، (۱۱) درود شریف پڑھنا، (۱۲) درود کے بعد دعا پڑھنا، (۱۳) سلام کے وقت دائیں بائیں منہ پھیرنا، (۱۴) سلام میں فرشتوں اور مقتدیوں اور جنات جو حاضر ہوں اُن کی نیت کرنا۔

نماز کے مستحبات:- (۱) جہاں تک ممکن ہو کھانسی کو روکنا، (۲) جمائی آئے تو منہ بند کرنا، (۳) کھڑے ہونے کی حالت میں سجدہ کی جگہ اور رکوع میں قدموں پر اور سجدہ میں ناک پر اور بیٹھے ہوئے گود میں اور سلام کے وقت کاندھے پر نظر رکھنا۔

مکروہاتِ نماز:- یہ چیزیں نماز میں مکروہ ہیں:

(۱) کوکھ پر ہاتھ رکھنا، (۲) کپڑا سمیٹنا، (۳) جسم یا کپڑے سے کھیلنا، (۴) انگلیاں چٹخانا، (۵) دائیں بائیں گردن موڑنا، (۶) انگڑائی لینا، (۷) کتے کی طرح بیٹھنا، (۸) چادر وغیرہ کو لٹکا ہوا چھوڑ دینا یعنی لپیٹ نہ دینا اور بکل نہ مارنا، (۹) بغیر عذر کے چارزانو یعنی آلتی پالتی مار کر بیٹھنا، (۱۰) سامنے یا سر پر تصویر ہونا، (۱۱) تصویر والے کپڑے میں نماز پڑھنا، (۱۲) پیشاب پاخانہ یا بھوک کا تقاضا ہوتے ہوئے نماز پڑھنا، (۱۳) آنکھیں بند کر کے نماز پڑھنا۔

پنج وقتہ نمازوں کی رکعتیں اور نیتیں

ظہر کی نماز: (ظہر کی نماز میں بارہ رکعتیں ہیں) چار سنتیں مؤکدہ، چار فرض، پھر دو سنتیں موکدہ، پھر دو نفل۔

چار سنتوں کی نیت یوں کرے:- نیت کرتی ہوں چار رکعت نماز سنت کی وقت ظہر کا، واسطے اللہ تعالیٰ کے، میرا رُخ کعبہ شریف کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَرُ. (نیت کے ختم پر اَللّٰہُ اَکْبَرُ تکبیر تحریمہ ہے، اس کو نماز شروع کرنے کی نیت سے کہے)

چار فرضوں کی نیت:- نیت کرتی ہوں چار رکعت نماز فرض ظہر کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَرُ.

ظہر کی دو سنتوں کی نیت:- نیت کرتی ہوں دو رکعت نماز سنت ظہر کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا

Marfat.com

کعبہ شریف کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَرُ.
دونفلوں کی نیت :- نیت کرتی ہوں دو رکعت نماز نفل ظہر کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَرُ.
عصر کی نماز :- (عصر کی آٹھ رکعتیں ہیں) چار سنت غیر موکدہ، چار فرض۔
چار سنتوں کی نیت یوں کرے :- نیت کرتی ہوں چار رکعت نماز سنت کی وقت عصر کا، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَرُ.
عصر کے فرضوں کی نیت :- نیت کرتی ہوں چار رکعت نماز فرض عصر کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَرُ.
مغرب کی نماز :- (مغرب کی سات رکعتیں ہیں) تین فرض، دو سنتِ موکدہ، پھر دو نفل۔
تین فرضوں کی نیت :- نیت کرتی ہوں تین رکعت نماز فرض مغرب کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَرُ.
عشاء کی نماز :- (عشاء کی سترہ رکعتیں ہیں) چار سنتیں غیر موکدہ، پھر چار فرض، پھر دو سنتیں موکدہ، پھر دو نفل، پھر تین وتر، پھر دو نفل۔
چار سنتوں کی نیت :- نیت کرتی ہوں چار رکعت نماز سنت عشاء کی، وقت عشاء کا، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَرُ.
چار فرضوں کی نیت :- نیت کرتی ہوں چار رکعت فرض عشاء کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَرُ.
دو سنتوں کی نیت :- نیت کرتی ہوں دو رکعت نماز سنت کی وقت عشاء کا، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَرُ.
مغرب اور عشاء میں نفلوں کی نیت اسی طرح کرے جس طرح ظہر کے بیان میں گزرا، نفلوں کی نیت میں وقت کا ذکر کرنے کی نیت نہیں۔
وتروں کی نیت :- نیت کرتی ہوں تین رکعت نماز وتر واجب اللیل کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَرُ.
وتر کی نماز واجب ہے یعنی اس کا درجہ فرضوں کے قریب ہے، لہٰذا وتروں کو کبھی بھی چھوڑنا جائز نہیں ہے۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں ہے، تین مرتبہ یونہی فرمایا۔ (ابوداؤد)
فجر کی نماز :- (فجر کی چار رکعتیں ہیں) دو سنتیں موکدہ اور دو فرض۔
دو سنتوں کی نیت :- نیت کرتی ہوں دو رکعت نماز سنت کی، وقت فجر کا، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَرُ.

Marfat.com

دو فرضوں کی نیت:- نیت کرتی ہوں دو رکعت نماز فرض فجر کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا کعبہ شریف کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَرُ.

نفلوں اور غیر مؤکدہ سنتوں کا چھوڑنا جائز ہے، مگر اس سے بہت بڑے ثواب سے محرومی ہوتی ہے، اور مؤکدہ سنتوں کو چھوڑنا درست نہیں ہے، چونکہ ان کی تاکید آئی ہے، اسی لئے اُن کو مؤکدہ کہا جاتا ہے۔ مزید تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ حدیث نمبر ۲۳ کی تشریح کے ذیل میں آئے گی۔

مؤکدہ سنتوں میں سب سے زیادہ تاکید فجر کی سنتوں کی ہے، اور ان کے بعد ان سنتوں کا درجہ ہے جو ظہر سے پہلے ہیں، اُن کے بعد دوسری سنتوں کا درجہ ہے۔ اہتمام تو سب ہی کا کرنا چاہئے مگر فجر اور ظہر والی مذکورہ سنتوں کا خاص اہتمام کریں۔

اذکارِ نماز مع ترجمہ

نماز میں جو چیزیں پڑھی جاتی ہیں، اب ہم ان کو مع ترجمہ لکھتے ہیں:

تکبیر تحریمہ:- اَللّٰہُ اَکْبَرُ.

''اللہ سب سے بڑا ہے''

نماز شروع کرتے وقت اَللّٰہُ اَکْبَرُ. کہا جاتا ہے، اس کو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں، اور نماز کے درمیان رکوع وسجدہ کرنے کے لئے جاتے جاتے بھی تکبیر کہی جاتی ہے۔

ثناء: سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰہَ غَیْرُکَ.

ترجمہ: ''اے اللہ! ہم تیری پاکی بیان کرتے ہیں اور تیری تعریف کرتے ہیں، اور تیرا نام بہت برکت والا ہے، اور تیری بزرگی بہت برتر ہے، اور تیرے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں''۔

تعوّذ: اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط

''میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں شیطان مردود سے''۔

تسمیہ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

''اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں (یا کرتی ہوں) جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے''۔

سورۂ فاتحہ یا الحمد شریف:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ o الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ o اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ o اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ o صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ o غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ o (آمین)

ترجمہ: ''ہر قسم کی تعریف اللہ ہی کے لئے ہے، جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے، بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، روزِ جزا کا مالک ہے، اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں ہم کو سیدھے راستے پر چلا، ایسے لوگوں کے راستہ پر جن پر تو نے انعام فرمایا ہے نہ اُن کے راستہ پر جن پر

Marfat.com

تیرا غضب نازل ہوا، اور نہ گمراہوں کے راستہ پر چلا"۔

سورۃ الکوثر:

اِنَّآ اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرَo فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْo اِنَّ شَانِئَکَ ھُوَ الْاَبْتَرُo

ترجمہ: (اے نبیؐ!) ہم نے آپ کو کوثر عطا کی ہے، پس تم اپنے رب کے لئے نماز پڑھو اور قربانی کرو، بیشک تمہارا دشمن ہی بے نام ونشان ہونے والا ہے"۔

سورۃ الاخلاص:

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌo اَللّٰہُ الصَّمَدُo لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْo وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌo

ترجمہ: "(اے نبی!) کہہ دو کہ وہ (یعنی) اللہ یگانہ ہے، اللہ بے نیاز ہے، اس سے کوئی پیدا نہیں ہوا، اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور کوئی اس کے برابر نہیں"۔

سورۃ الفلق:

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِo مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَo وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَo وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِo وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَo

ترجمہ: "(اے نبی ﷺ دعا میں یوں) کہو کہ میں صبح کے رب کی پناہ لیتا ہوں تمام مخلوق کے شر سے اور اندھیرے کے شر سے جب اندھیرا پھیل جائے اور گرہوں پر دم کرنے والیوں کے شر سے، اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے پر آجائے"۔

سورۃ الناس:

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ o مَلِکِ النَّاسِo اِلٰہِ النَّاسِ o مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِo الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِo مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِo

ترجمہ: "(اے نبی ﷺ دعا میں یوں) کہو کہ میں آدمیوں کے رب، آدمیوں کے بادشاہ، آدمیوں کے معبود کی پناہ لیتا ہوں، اس وسوسہ ڈالنے والے، پیچھے ہٹ جانے والے کے شر سے، جو لوگوں کے دلوں میں وسوسہ ڈالتا ہے جنات میں سے ہو یا آدمیوں میں سے"۔

رکوع میں پڑھنے کی تسبیح:

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ ط

"پاکی بیان کرتا ہوں اپنے پروردگار بزرگ کی"

رکوع سے اٹھتے وقت کی تسمیع: سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ ط

"اللہ نے (اس کی) سن لی جس نے اس کی تعریف کی"

قومہ کی تحمید:

Marfat.com

رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ ط

''اے ہمارے رب تیرے ہی لئے سب تعریف ہے''

سجدہ میں پڑھنے کی تسبیح:

سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی ط

''پاکی بیان کرتا ہوں میں اپنے پروردگار برتر کی''

تشہد یا التحیات:

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّیِّبَاتُ، اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ، اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ، اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ.

ترجمہ: ''تمام قولی عبادتیں اور تمام فعلی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں، سلام ہو تم پر اے نبی ﷺ اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اور گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں''۔

درود شریف: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ. اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ.

ترجمہ: ''اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر اور اُن کی آل پر، جیسا کہ رحمت نازل فرمائی تو نے ابراہیمؑ پر اور اُن کی آل پر، بے شک تو تعریف کا مستحق ہے، بڑی بزرگی والا ہے''۔

''اے اللہ! برکت نازل فرما محمد ﷺ پر اور اُن کی آل پر، جیسے برکت نازل فرمائی تو نے ابراہیمؑ پر اور اُن کی آل پر، بے شک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے''۔

درود شریف کے بعد کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ

ترجمہ: ''اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا، اور تیرے سوا کوئی گناہوں کو بخش نہیں سکتا، پس تو اپنی طرف سے خاص بخشش سے مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم فرما دے، بیشک تو ہی بخشنے والا نہایت رحم والا ہے''۔

اس دعا کو درود شریف کے بعد پڑھتے ہیں، اس کی جگہ دوسری دعائیں بھی پڑھ سکتے ہیں جو قرآن و حدیث میں آئی ہوں۔

سلام: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ ط

''سلام ہو تم پر اور اللہ کی رحمت''

Marfat.com

سلام کے بعد کی دعا:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط

ترجمہ: ''اے اللہ! تو ہی سلامتی والا ہے، اور تیری ہی طرف سے سلامتی مل سکتی ہے، تو بہت برکت والا ہے، اے عظمت و بزرگی والے''۔

نماز پڑھنے کا طریقہ

باوضو پاک جگہ قبلہ رُخ کھڑے ہو کر نماز کی نیت کرے، (اس وقت جو بھی نماز پڑھنی ہو اس کی نیت کرے) نیت دل کے ارادہ کا نام ہے، اگر زبان سے بھی کہہ لے تو بھی یہ درست ہے، نیت کر کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ. کہے، اس کو تکبیر تحریمہ کہتے ہیں، تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے دونوں ہاتھ دوپٹہ سے باہر نکالے بغیر کاندھوں تک اٹھائے، پھر دونوں ہاتھوں کو سینہ پر اس طرح باندھے کہ داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر آ جائے، اس کے بعد ثناء یعنی سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ آخر تک پڑھے، اس کے بعد اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط اور اس کے بعد بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط پڑھے۔ پھر سورۂ اَلْحَمْدُ پڑھے، جسے سورۂ فاتحہ کہتے ہیں، جب وَلَا الضَّآلِّیْنَ کہے تو اس کے فوراً بعد آمِیْن کہے، اس کے بعد بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط پڑھ کر قرآن مجید کی کوئی سورۃ پڑھے، یا کہیں سے بھی قرآن مجید کی تین آیتیں پڑھ لے، اس کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَرُ. کہتے ہوئے رکوع میں جائے، یعنی اس طرح جھک جائے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر دونوں گھٹنوں پر رکھ دے، اور دونوں بازو پہلو سے ملائے رہے، اور رکوع میں کم از کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہے، اس کے بعد سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہتے ہوئے کھڑی ہو جائے، پھر کھڑے ہی کھڑے رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ کہے، جب خوب سیدھی کھڑی ہو جائے تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ. کہتی ہوئی سجدے میں جائے، زمین پر پہلے گھٹنے رکھے پھر ہاتھ رکھے، پھر دونوں ہاتھوں کے درمیان اس طرح چہرہ رکھے کہ پہلے ناک پھر ماتھا رکھا جائے، اور ہاتھ اس طرح رکھے کہ دونوں بانہیں زمین پر بچھ جائیں، اور ہاتھ پاؤں کی انگلیاں قبلہ رُخ کر دے، مگر پاؤں کھڑے نہ رکھے بلکہ داہنی طرف کو نکال دے، اور خوب سمٹ کر سجدہ کرے کہ پیٹ دونوں رانوں سے اور کہنیاں دونوں پہلوؤں سے مل جائیں، اور سجدے میں کم از کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے، اس کے بعد اس طرح بیٹھے کہ دونوں پاؤں داہنی طرف کو نکال دے اور پچھلے دھڑ کے بائیں حصہ پر بیٹھ جائے، اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر اس طرح رکھے کہ انگلیاں خوب ملی ہوئی ہوں، اور قبلہ رُخ ہوں، پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ. کہتے ہوئے دوسرے سجدہ میں جائے، اس میں بھی کم از کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے اور یہ سجدہ بھی اُسی طرح کرے جس طرح ابھی اوپر بیان ہوا (دوسرے سجدہ کے ختم پر ایک رکعت ہو گئی)۔

دوسرے سجدہ کے بعد دوسری رکعت کے لئے اَللّٰہُ اَکْبَرُ. کہتی ہوئی سیدھی کھڑی ہو جائے، اور اُٹھتے وقت زمین پر ہاتھ نہ ٹیکے، سیدھی کھڑی ہو کر بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر سورۂ فاتحہ پڑھے اور

Marfat.com

وَلَاالضَّآلِّیْنَ کے فوراً بعد آمِیْن کہے، پھر قرآن مجید کی کوئی سورۃ یا کسی بھی جگہ سے کم از کم تین آیات پڑھے، اس کے بعد اسی طرح ایک رکوع اور دو سجدے کرے جس طرح پہلی رکعت میں بیان ہوا، دوسرے سجدہ سے فارغ ہو کر اس طرح بیٹھ جائے جس طرح دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا بتایا، یعنی دونوں پاؤں داہنی طرف کو نکال دے اور پچھلے دھڑ کے بائیں حصہ پر بیٹھ جائے، اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر اس طرح رکھے کہ انگلیاں خوب ملی ہوئی ہوں اور قبلہ رُخ ہوں، جب بیٹھ جائے تو تشہد یعنی التحیات آخر تک پڑھے، التحیات پڑھتے ہوئے اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر پہنچے تو داہنے ہاتھ کی بیچ کی اُنگلی اور انگوٹھے کو ملا کر گول حلقہ بنا دے اور چھنگلیا اور اس کے آس پاس والی انگلی کو بند کر لے، اور جب لَآ اِلٰہَ کہے تو شہادت کی انگلی اٹھا دے اور اِلَّا اللّٰہُ کہے تو اس انگلی کو جھکا دے، مگر دونوں انگلیاں بند کرنے اور انگوٹھے سے بیچ کی انگلی کو ملانے سے جو شکل بن گئی ہے اس کو آخر نماز تک باقی رکھے، التحیات سے فارغ ہو کر درود پڑھے، پھر کوئی دعا پڑھے جو قرآن وحدیث میں آئی ہو، اس کے بعد داہنی طرف کو منہ کرتے ہوئے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہے اور نماز سے نکلنے کی نیت کرے، اور عَلَیْکُمْ (تم پر) کہتے ہوئے ان فرشتوں پر سلام کی نیت کرے جو داہنی طرف ہوں، پھر اسی طرح بائیں طرف منہ پھیرتے ہوئے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہے، اور اس وقت علیکم کے خطاب سے ان فرشتوں کی نیت کرے جو بائیں طرف ہوں، یہ دو رکعت نماز ختم ہو گئی[1]

دو رکعت فرض، سنت اور نفل سب نمازوں میں پڑھی جاتی ہیں، اور تین رکعت نماز مغرب کے فرض اور عشاء کے بعد وتر پڑھے جاتے ہیں، سنت اور نفل کی تین رکعتیں نہیں ہوتی ہیں، اور چار رکعت نماز فرض، سنت اور نفل تینوں میں ہوتی ہیں، اگر کسی کو چار رکعت نماز پڑھنی ہے تو دوسری رکعت میں بیٹھ کر عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تک پڑھ کر کھڑی ہو جائے، اس کے بعد دو رکعتیں اور پڑھے، تیسری رکعت بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر شروع کر دے اس کے بعد سورۂ فاتحہ، پھر اور کوئی سورہ پڑھے، پھر رکوع اور دونوں سجدے اسی طرح کرے جس طرح پہلے بیان ہوا، تیسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے فارغ ہو کر چوتھی رکعت کے لئے کھڑی ہو جائے، اور کھڑے ہوتے ہوئے زمین پر ہاتھ سے ٹیک نہ لگائے، اس رکعت کو شروع کرتے ہوئے بھی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھے اور اس کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھے، پھر دوسری کوئی سورۃ پڑھے، پھر اسی طرح رکوع اور دو سجدے کرے جس طرح پہلے بیان ہوا، چوتھی رکعت کے دوسرے سجدہ سے فارغ ہو کر اسی طرح بیٹھ جائے جیسے دوسری رکعت پر بیٹھی تھی، اور التحیات پوری پڑھ کر درود شریف پھر دعا پڑھے، اور اس کے بعد دونوں طرف سلام پھیر دے۔

دوسری اور تیسری اور چوتھی رکعت میں ثناء اور تعوّذ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ نہیں پڑھا جاتا، بلکہ یہ رکعتیں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے شروع کی جاتی ہیں، اور فرضوں کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ یا آیت نہیں پڑھی جاتی، صرف بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور سورۂ فاتحہ پڑھ کر رکوع میں چلے جاتے ہیں، فرضوں کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد کوئی سورۃ یا کم از کم تین آیات پڑھنا واجب ہے۔

---

[1] یہ طریقہ عورتوں کے نماز پڑھنے کا ہے، مردوں کے لئے طریقۂ نماز میں تھوڑا سا فرق ہے، تعلیم الاسلام میں دیکھ لیں۔

Marfat.com

یہ طریقہ دو یا چار رکعات پڑھنے کا معلوم ہوا، اگر کسی کو تین رکعات فرض نماز مغرب پڑھنا ہو تو وہ دوسری رکعت میں بیٹھ کر عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تک التحیات پڑھے، پھر کھڑی ہو جائے اور تیسری رکعت میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اور اس کے بعد سورۂ فاتحہ پڑھے، اس کے بعد رکوع اور دونوں سجدے کر کے بیٹھ جائے، اور پوری التحیات اور درود شریف اور دعا ترتیب وار پڑھے، اور پھر سلام پھیر دے۔

فائدہ نمبر ۱:- دوسری رکعت کے قعدہ میں التحیات کے بعد درود شریف اور دعا اسی وقت پڑھی جاتی ہے جبکہ اسی قعدہ پر سلام پھیر کر نماز سے نکلنا مقصود ہو، اگر تیسری اور چوتھی رکعت بھی پڑھنا ہو تو دوسری رکعت پر بیٹھ کر صرف التحیات عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تک پڑھ کر اُٹھ جاتے ہیں، اور درود شریف اور دعا اس قعدہ میں پڑھتے ہیں جس میں سلام پھیرنا ہو۔

فائدہ نمبر ۲:- نماز فرض ہو یا وتر، سنت ہو یا نفل سب میں بحالتِ قیام ہر رکعت میں ہاتھ باندھے جاتے ہیں، جس کا طریقہ پہلی رکعت کے بیان میں گزرا۔

فائدہ نمبر ۳:- نماز میں کھڑے ہونے کو قیام اور دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کو جلسہ اور رکوع سے کھڑے ہو کر تھوڑا سا ٹھہر جانے کو قومہ اور التحیات کے لئے بیٹھنے کو قعدہ کہتے ہیں، دو رکعت والی نماز میں صرف ایک قعدہ ہوتا ہے اور تین یا چار رکعات والی نماز میں دو قعدے ہوتے ہیں، پہلے کو قعدۂ اُولیٰ اور دوسرے کو قعدۂ اَخیرہ کہتے ہیں۔

چند ضروری مسائل

مسئلہ:- عورتوں پر نمازِ جمعہ فرض نہیں ہے، وہ اپنے گھر میں اس روز بھی ظہر کی نماز پڑھیں، لیکن اگر کوئی عورت نمازِ جمعہ کے لئے چلی گئی، اور امام کے پیچھے نمازِ جمعہ دو رکعت پڑھ لی تو ادا ہو جائے گی، اور پھر اُس وقت نمازِ ظہر نہ پڑھے۔

مسئلہ:- اگر امام کے پیچھے نماز پڑھے تو یہ نیت کرنا بھی ضروری ہے کہ میں امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہی ہوں۔

مسئلہ:- اگر امام کے پیچھے کوئی نماز پڑھے تو کسی بھی رکعت میں اَلْحَمْدُ یا سورۃ نہ پڑھے۔

مسئلہ:- کسی بھی نماز کے لئے کوئی سورۃ شریعت میں اس طرح مقرر نہیں ہے کہ اس سورۃ کے بغیر نماز ہی نہ ہو، لہٰذا کسی نماز کے لئے خود کوئی سورۃ اس طرح مقرر کر لینا کہ اس کے سوا کوئی سورۃ نہ پڑھے، یہ مکروہ ہے، البتہ سورۂ الحمد ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔

عورتوں کے لئے بہت ضروری مسئلہ

یہ بات خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ نماز کے شرائط میں اعضاء کا چھپانا بھی ہے، اس میں مرد اور عورت کا حکم الگ الگ ہے، ناف سے لے کر گھٹنے کے ختم تک مردوں کو چھپانا فرض ہے، اور عورتوں کو سارا بدن چھپانا فرض ہے، پیٹ، پیٹھ، کمر، سر، سینہ، بازو، بانہیں، پنڈلیاں، مونڈھے، گردن وغیرہ سب ڈھکے رہیں،

Marfat.com

ہاں اگر چہرہ یا قدم یا گٹوں تک ہاتھ کھلے رہیں تو نماز ہو جائے گی، کیونکہ یہ تینوں چیزیں ستر سے مستثنیٰ ہیں، اور اگر یہ بھی ڈھکی رہیں تب بھی نماز ہو جائے گی۔

اور یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ باریک کپڑا پہننا نہ پہننا شرعاً برابر ہے، یعنی جس کپڑے سے بال اور کھال نظر آتے ہوں وہ کپڑا نہ پہننے کے حکم میں ہے اور اس سے ستر نہیں۔ آج کل عورتوں کو فیشن کا جوش ہے، اور لباس شرعی تقاضے کے مطابق نہیں پہنتی ہیں، بلکہ رواج کے مطابق چلتی ہیں، باریک دوپٹے عام حالات میں اوڑھے رہتی ہیں، اور نماز بھی انہی سے پڑھ لیتی ہیں، سر اور گردن اور حلق اور حلق کے نیچے کا بہت سا حصہ اس میں نظر آتا رہتا ہے، اس طرح سے نماز بالکل نہیں ہوتی، بڑی بڑی جتنیں اور ملانیاں اور پیروں، مرشدوں، مولویوں، مفتیوں کے گھرانے کی عورتیں باریک دوپٹہ اوڑھتی ہیں، اور اسی سے نمازیں پڑھتی ہیں، اور عجیب مصیبت یہ ہے کہ کوئی سمجھائے تو اس کی جان کھانے لگتی ہیں، اور دوپٹہ پر ہی کیا منحصر ہے بے آستین یا آدھی آستین کے کرتے اور فراک پہنتی ہیں، اور بعض علاقوں میں پنڈلیاں ڈھکنے کا بھی اہتمام نہیں کرتیں، خصوصاً ساڑھی باندھنے والی عورتیں جو دیہاتوں میں رہتی ہیں، عموماً پوری باہیں اور آدھی پنڈلیاں کھولے رہتی ہیں اور چونکہ بلاؤز ناف تک رہتا ہے خصوصاً جس کا پیٹ بڑا ہو تو اس کا ناف کے نیچے کا حصہ بھی نظر آتا رہتا ہے، پھر نماز پڑھنے والیاں اسی طرح باہیں اور پنڈلیاں وغیرہ کھولے ہوئے نمازیں پڑھتی رہتی ہیں، حالانکہ اس طرح نماز بالکل نہیں ہوتی، خدانخواستہ باریک کپڑے کا فیشن چھوڑنا گوارا نہ کریں (اگرچہ وہ بھی خلافِ شرع ہے) اور ان کو گرمی کھائے جاتی ہو تو نماز کے وقت تو خوب چوڑی چکلی موٹی چادر اوڑھ لیا کریں جس سے پورا سر اور پورے سر کے بال، گردن، گلا، سینہ اور پوری باہیں ڈھک جایا کریں۔ اس طرح نیچے کے جانب ٹخنوں سمیت پورا حصہ موٹے کپڑے سے ڈھانک لیا کریں، ناف کے نیچے والی جگہ کے ڈھانکنے کا اور ران اور پنڈلیاں موٹے کپڑے سے ڈھانکنے کا اہتمام کریں، یوں تو ہر وقت ہی پورے اعضاء کا موٹے کپڑے سے ڈھانکے رہنا لازم ہے لیکن نماز کے وقت تو خاص اہتمام کر ہی لیا کریں، تاکہ نماز تو ضائع نہ ہو۔

مسئلہ:- اگر نماز پڑھتے وقت چوتھائی پنڈلی یا چوتھائی ران یا چوتھائی بانہہ کھل جائے اور اتنی دیر کھلی رہے جتنی دیر میں تین بار سُبْحَانَ اللّٰہ کہہ سکے تو نماز جاتی رہے گی، پھر سے پڑھے، اور اگر اتنی دیر نہیں لگی بلکہ کھلتے ہی ڈھک لیا تو نماز ہو گئی، اسی طرح جتنے بدن کا ڈھانکنا واجب ہے اس میں سے جب کوئی چوتھائی عضو کھل جائے گا تو نماز نہ ہوگی، جیسے ایک کان کا چوتھائی یا چوتھائی سر یا چوتھائی بال یا چوتھائی پیٹ یا چوتھائی گردن، چوتھائی سینہ، چوتھائی چھاتی، وغیرہ کھل جانے سے نماز نہ ہوگی، (بشرطیکہ تین بار سُبْحَانَ اللّٰہ کہنے کے بقدر یا اس سے زیادہ دیر تک چوتھائی حصہ کھلا رہے)۔

فرض نماز کے بعد ذکر اور دعا

(۲۱) وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کَانَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا انْصَرَفَ مِنْ صَلٰوتِہٖ اِسْتَغْفَرَ ثَلٰثًا وَّقَالَ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ

Marfat.com

تَبَارَکْتَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط (رواہ مسلم)

ترجمہ: ''حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ جب (فرض) نماز سے فارغ ہوتے تھے تو تین بار استغفار کرتے تھے، اور (یہ) دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط

''اے اللہ تو سلامت رہنے والا ہے، اور تجھ ہی سے سلامتی مل سکتی ہے، تو بابرکت ہے اے بزرگی اور عظمت والے''۔ (مشکوٰۃ ص ۸۸)

تشریح:- فرض نمازوں کے بعد دعا قبول ہونے کا خصوصی وقت ہے، اس موقع پر خوب اخلاص کے ساتھ دعا کرے، ایک مختصر اور جامع دعا اس حدیث میں مذکور ہے، اس کے علاوہ بہت سی دعائیں آئی ہیں، جو انشاء اللہ آئندہ صفحہ پر آرہی ہیں۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ حضور اقدس ﷺ نماز سے فارغ ہو کر استغفار کرتے تھے، یعنی اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے تھے، شاید کسی کے ذہن میں یہ سوال گزرے کہ گناہ ہو جائے تو استغفار کرنا چاہئے، نماز تو نیک عمل ہے، اس کے ختم پر کیوں استغفار کرتے تھے؟ بات یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ کی ذات پاک بہت بلند ہے، اس کے شایانِ شان کوئی عمل کسی سے بھی ادا نہیں ہو سکتا بندہ کے لئے اسی میں بہتری ہے کہ خواہ جو بھی نیک عمل کرے اوپر سے مغفرت بھی طلب کرے، اس سے اس کوتاہی کی بھی تلافی ہو گی جو عمل کی ادائیگی میں ہو جایا کرتی ہے، اور جو عمل کیا ہے وہ بھی لائق قبول ہو جائے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

گنہگار گناہ کر کے استغفار کرتے ہیں، اور عابد و زاہد مخلص بندے نیکی کر کے استغفار کرتے ہیں، کیونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ عالی کے لائق ہم سے عمل نہ ہو سکا۔

ہر نماز کے بعد سنت کے مطابق تین بار استغفار کرے، یعنی استغفر اللہ کہے اور وہ دعا پڑھے جو اوپر گزری، اور اس کے علاوہ مندرجہ ذیل دُعاؤں میں سے جو دعا چاہے پڑھے یا سب کو پڑھ لے۔

لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط (بخاری و مسلم)

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، جو تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے سب تعریفیں ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے''۔

اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَاالْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ ط

''اے اللہ جو تو دے اس کو کوئی روکنے والا نہیں اور جو تو روکے اس کو کوئی دینے والا نہیں، اور کسی مالدار کو تیرے عذاب سے مالداری نہیں بچا سکتی''۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ فِتْنَۃِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ ط (بخاری)

''اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں بزدلی سے اور کنجوسی سے اور نکمی عمر سے اور دنیا کے فتنہ سے اور قبر

Marfat.com

سے کے عذاب سے"۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَآ اَخَّرْتُ وَمَآ اَسْرَرْتُ وَمَآ اَعْلَنْتُ وَمَآ اَسْرَفْتُ وَمَآ اَنْتَ اَعْلَمُ بِهٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ. (ابوداؤد)

"اے اللہ میرے اگلے پچھلے گناہ اور وہ گناہ جو میں نے پوشیدہ طور پر کئے اور ظاہراً کئے سب کو بخش دے، اور میرے حد سے بڑھ جانے کو معاف فرمادے، اور اُن گناہوں کو بھی بخش دے جن کو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، تو ہی آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے ہٹانے والا ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں"۔

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ ط (ابوداؤد)

"اے اللہ میری مدد فرما کہ میں تیرا ذکر کروں اور تیرا شکر ادا کروں اور تیری اچھی عبادت کروں"۔

فائدہ:- ہر فرض نماز کے بعد جو شخص آیۃ الکرسی پڑھ لیا کرے اس کے متعلق حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ ایسے شخص کے جنت کے داخلہ سے صرف موت ہی روکے ہوئے ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ ہر فرض نماز کے بعد معوذات یعنی سورۃ قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور سورۃ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اور سورۃ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور سورۃ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھا کرو۔ (مشکوٰۃ)

(۲۲) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ جَآءَ تْ فَاطِمَۃُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَسْاَلُہٗ خَادِمًا فَقَالَ اَلَا اَدُلُّکِ عَلٰی مَا ھُوَ خَیْرٌ مِّنْ خَادِمٍ تُسَبِّحِیْنَ اللّٰہَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَتَحْمِدِیْنَ اللّٰہَ ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَتُکَبِّرِیْنَ اللّٰہَ اَرْبَعًا وَّثَلٰثِیْنَ عِنْدَ کُلِّ صَلٰوۃٍ وَّعِنْدَ مَنَامِکِ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: "حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ایک خادم طلب کرنے کے لئے حاضر ہوئیں، آپ ﷺ نے (خادم تو نہ دیا، البتہ یہ) ارشاد فرمایا کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتادوں جو خادم سے بہتر ہے (اور وہ یہ ہے) ہر نماز (فرض سے فارغ ہونے کے) وقت ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ پڑھو، اور ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ پڑھو، اور ۳۴ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھو، اور سونے کے وقت بھی یہی عمل کرو"۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۰۹ عن مسلم)

تشریح:- اس حدیث میں نماز کے بعد ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور ۳۴ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھنے کی تعلیم دی گئی ہے، اس کی بہت بڑی فضیلت ہے، یہ گنتی میں سو ہوں گے، مگر ثواب میں ہزار کے برابر ہوں گے، کیونکہ ہر نیکی کا ثواب کم از کم دس گنا کر دیا جاتا ہے، اس کو پڑھنے کے اور طریقے بھی حدیث شریف میں آئے ہیں، ایک طریقہ یہ ہے کہ ان تینوں کو ۳۳، ۳۳ مرتبہ پڑھے اور پورا سو کرنے کے لئے ایک بار یہ پڑھ لے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط

تیسرا طریقہ یہ ہے کہ ان تینوں کو ۲۵، ۲۵ بار پڑھے اور ۲۵ بار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھے، یہ سب طریقے

Marfat.com

مشکوٰۃ شریف میں لکھے ہیں۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا خادم طلب کرنے کا واقعہ اس حدیث میں مختصر ذکر فرمایا ہے تفصیل کے ساتھ انشاء اللہ ذکر اللہ کے بیان میں آرہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو چیزیں ہیں جو مسلمان اُن کی پابندی کرے گا جنت میں داخل ہوگا، خبردار! وہ دونوں چیزیں آسان ہیں مگر اُن پر عمل کرنے والے کم ہیں۔

(۱) ہر نماز (فرض) کے بعد دس مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے اور دس بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے اور دس بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے، یہ زبان پر (پانچوں وقت کے سب ملا کر) ایک سو پچاس ہوئے، اور (قیامت کے روز فی نیکی دس کے حساب سے) ترازو میں ڈیڑھ ہزار ہوں گے۔

(۲) اور دوسری چیز یہ ہے کہ جب سونے کے لئے بستر پر جائے تو سُبْحَانَ اللّٰہ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ سو مرتبہ کہے، (سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ بار، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ بار) یہ زبان پر سو ہوئے اور ترازو میں (قیامت کے دن) ہزار ہوں گے، یہ سب ۲۵۰۰ نیکیاں ہوئیں، بتاؤ تم میں ایسا کون ہے جو رات دن میں ۲۵۰۰ گناہ کرتا ہو؟ (لہٰذا جو اس عمل کو کرے گا اس کی نیکیاں گناہوں سے زیادہ ہوں گی)، صحابہؓ نے عرض کیا (یہ تو کوئی مشکل چیز نہیں ہے) کہ ہم اس کی پابندی کیسے نہ کرسکیں گے؟ آپؐ نے فرمایا نماز پڑھنے میں تمہارے پاس شیطان آکر کہے گا کہ فلاں چیز یاد کر فلاں چیز یاد کر، یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہوجاؤ گے، اور اس کی اس حرکت کی وجہ سے (ان پر عمل نہ کرسکو گے) اور اسی طرح سونے کا وقت آجائے گا اور وہ سلانے کی کوشش کرتا رہے گا، حتیٰ کہ سو جاؤ گے، اور اس کو نہ کرو گے۔ (ترمذی)

فائدہ:- اس حدیث میں سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ کو ہر فرض نماز کے بعد ۱۰، ۱۰ مرتبہ پڑھنا آیا ہے، یہ کم سے کم ہے، اس پر تو عمل کر ہی لیں، سستی میں اتنا بڑا ثواب کھونا کیسی نادانی ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ مہاجر صحابہؓ جو فقیر تھے رسولِ خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ مال والے تو بڑے درجات اور ہمیشہ کی نعمتیں لے اڑے (اور ہم محروم رہ گئے) آپ ﷺ نے فرمایا یہ کیسے؟ عرض کیا وہ بھی نماز پڑھتے ہیں جیسے ہم پڑھتے ہیں، اور وہ روزے رکھتے ہیں جیسا کہ ہم روزے رکھتے ہیں، اور وہ صدقہ کرتے ہیں ہم صدقہ نہیں کرتے، اور وہ غلام آزاد کرتے ہیں ہم نہیں کرتے (لہٰذا مالی عبادت میں وہ ہم سے بڑھ گئے)

آپ ﷺ نے فرمایا کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں کہ اس کے سبب تم ان لوگوں کو پکڑ لو گے (یعنی اُن کے برابر ہوجاؤ گے) جو تم سے پہلے گزر گئے، اور ان سے آگے بڑھ جاؤ گے جو تمہارے بعد ہوں گے، اور کوئی تم سے افضل نہ ہوگا، سوائے اس کے جو تمہارے جیسا عمل کرلے، ان حضرات نے عرض کیا جی ہاں ارشاد فرمائیں، فرمایا ہر فرض نماز کے بعد (سُبْحَانَ اللّٰہِ ۳۳ بار، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳ بار، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۳۴ بار) پڑھ لیا کرو، راوی کہتے ہیں کہ وہ حضرات (خوشی خوشی) چلے گئے، پھر آکر عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

ہمارے مالدار بھائیوں نے بھی اس کو سن لیا، اور اس پر عمل کر لیا، لہٰذا ہم پھر پیچھے رہ گئے، آپ ﷺ نے فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہے دے"۔ (مشکوٰۃ ص ۸۹ عن البخاری و مسلم)

نمازِ فجر اور نمازِ مغرب کے بعد پڑھنے کے لئے

حضرت مسلم تمیمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ نمازِ مغرب سے فارغ ہو کر کسی سے بات کرنے سے پہلے سات مرتبہ یہ کہو:

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ ط "اے اللہ مجھے دوزخ سے محفوظ رکھیو"

جب تم اس کو کہہ لو گے پھر رات کو تمہاری موت آجائے گی تو دوزخ سے محفوظ رہو گے، اور اگر اس دعا کو نمازِ فجر کے بعد کسی سے بات کئے بغیر کہہ لو گے اور اسی دن مر جاؤ گے، تو دوزخ سے محفوظ رہو گے۔ (مشکوٰۃ عن ابی داؤد)

دوسری حدیث میں ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نمازِ فجر اور نمازِ مغرب سے فارغ ہونے کے بعد اسی طرح بحالتِ تشہد بیٹھے ہوئے جو شخص دس مرتبہ یہ پڑھ لے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے سب تعریف ہے، اسی کے ہاتھ میں خیر ہے وہی زندہ کرتا ہے وہی مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے"

تو اس کے لئے ہر مرتبہ کے بدلہ دس نیکیاں لکھی جائیں گی، اور اس کے دس گناہ نامہ اعمال سے مٹا دیئے جائیں گے اور اس کے دس درجے بلند کر دیئے جائیں گے، اور ہر بری چیز سے اور شیطان مردود سے محفوظ رہے گا اور شرک کے سوا کوئی گناہ اس کو ہلاک نہ کر سکے گا اور عمل کے اعتبار سے سب سے افضل رہے گا، ہاں اگر کوئی شخص اس سے زیادہ پڑھ کر آگے بڑھ جائے تو اور بات ہے۔ (مشکوٰۃ عن احمد)

وتر کی نماز

وتر کی نماز تین رکعت ہے، اس کا وقت وہی ہے جو عشاء کا ہے، لیکن عشاء کے فرضوں سے پہلے نہیں پڑھی جا سکتی، وتر نماز کے پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ تین رکعت نماز وتر کی نیت کر کے نماز شروع کر دے، اور دو رکعتیں حسبِ معمول پڑھ کر قعدہ میں بیٹھے اور عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تک التحیات پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑی ہو جائے، اور تیسری رکعت میں الحمد اور سورۃ سے فارغ ہو کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے کاندھوں تک ہاتھ اٹھائے اور پھر اسی طرح ہاتھ باندھ کر دعائے قنوت پڑھے جیسے پہلے بتایا جا چکا ہے، اس کے بعد رکوع میں جائے اور باقی نماز معمول کے مطابق پوری کرے۔

دعاءِ قنوت یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ

Marfat.com

اَلْخَیْرَ، وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ، اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ ط

ترجمہ: ''اے اللہ! ہم مدد چاہتے ہیں تجھ سے، اور معافی مانگتے ہیں تجھ سے، اور ایمان لاتے ہیں تجھ پر، اور بھروسہ رکھتے ہیں تجھ پر، اور ہم تیری اچھی تعریف کرتے ہیں، اور تیرا شکر کرتے ہیں، اور تیری ناشکری نہیں کرتے ہیں اور اس سے الگ اور علیحدہ ہوجاتے ہیں جو تیری نافرمانی کرتا ہے۔

الٰہی! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں، اور سجدہ کرتے ہیں، اور تیری ہی طرف ہم دوڑتے ہیں، اور ہم تیری ہی طرف جھپٹتے ہیں، اور امیدوار ہیں تیری رحمت کے، اور ڈرتے ہیں تیرے عذاب سے، بیشک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے''۔

مسئلہ:- اگر کسی کو دعائے قنوت یاد نہ ہو تو (بجائے اس کے) یہ دعا پڑھ لے:

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط

لیکن ہمیشہ اسی کو نہ پڑھتی رہے، بلکہ دعائے قنوت جلد یاد کرلے۔

سنن مؤکدہ کا اہتمام کرنا بھی ضروری ہے

(۲۳) وَعَنْ اُمِّ حَبِیْبَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی فِیْ یَوْمٍ وَّلَیْلَةٍ ثِنْتَیْ عَشْرَةَ رَکْعَةً بُنِیَ لَہٗ بَیْتٌ فِی الْجَنَّةِ اَرْبَعًا قَبْلَ الظُّھْرِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَھَا وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَرَکْعَتَیْنِ بَعْدَ الْعِشَآءِ وَرَکْعَتَیْنِ قَبْلَ الْفَجْرِ صَلٰوةِ الْغَدَاةِ. (رواہ الترمذی و رواہ مسلم ایضا من غیر تفصیل الرکعات والامام احمد کذلك وزاد فقالت ام حبیبة فما برحت اُصلّیھِنّ بعدُ)

ترجمہ: ''حضرت امّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص رات دن میں ۱۲ رکعت نماز پڑھے گا جنت میں اس کے لئے ایک گھر بنایا جائے گا (وہ بارہ رکعتیں یہ ہیں) چار رکعتیں ظہر سے پہلے اور دو رکعتیں ظہر کے بعد اور دو رکعتیں مغرب کے بعد اور دو رکعتیں عشاء کے بعد اور دو رکعتیں نماز فجر یعنی صبح کی نماز سے پہلے''۔ (ترمذی ص ۸۱ ج ۱)

تشریح:- فرض نمازوں کے بعد جو مؤکدہ اور غیر مؤکدہ سنتیں پڑھی جاتی ہیں ان کی بھی بڑی فضیلت آئی ہے خاص کر مؤکدہ سنتوں کا تو بہت ہی اہتمام کرنا ضروری ہے۔ اس حدیث میں مؤکدہ سنتوں کا ذکر ہے چار رکعتیں ظہر کے فرضوں سے پہلے، دو رکعتیں ظہر کے فرضوں کے بعد اور دو رکعتیں مغرب کے فرضوں کے بعد اور دو رکعتیں عشاء کے فرضوں کے بعد اور دو رکعتیں فجر کے فرضوں سے پہلے سنت مؤکدہ ہیں۔

اس حدیث کی روایت کرنے والی حضرت اُمّ حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو آنحضرت ﷺ کی بیوی ہیں، انہوں نے اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد فرمایا فَمَا بَرِحْتُ اُصَلِّیْھِنَّ بَعْدُ، یعنی جب سے میں نے یہ

Marfat.com

حدیث سنی ہے اسی وقت سے ان رکعتوں کو اہتمام اور پابندی کے ساتھ ادا کرتی ہوں، حضور اقدس ﷺ کے زمانے کی عورتیں خوب دیندار تھیں، نیک کاموں کا بہت خیال کرتی تھیں، جیسے مرد آخرت کا ثواب اور وہاں کے درجات لینے کی خوب کوشش کرتے تھے اسی طرح عورتیں بھی خوب بڑھ چڑھ کر نماز، روزہ، ذکر تلاوت اور ثواب کے کاموں میں لگی رہتی تھیں ان مؤکدہ سنتوں کی فضیلت حدیث شریف میں یہ فرمائی کہ جو شخص ان کی پابندی کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ظہر سے پہلے (ایسی) چار رکعتیں جن کے درمیان سلام نہ پھیرا ہو ان کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں (یعنی ان کی مقبولیت اللہ کے یہاں بہت زیادہ ہے آسمانوں کے دروازے کھول کر ان کا استقبال کیا جاتا ہے)۔

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ سورج ڈھلنے کے بعد ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ یہ ایسی گھڑی ہے جس میں آسمانوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں، لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ میرا کوئی نیک عمل اس وقت اوپر چڑھ جائے (یعنی عالم بالا میں پہنچ جائے یہ دونوں روایتیں مشکوٰۃ شریف میں موجود ہیں)۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک شخص کے جواب میں بتایا کہ حضور اقدس ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعتیں پڑھتے تھے جن میں زیادہ دیر تک کھڑے رہتے اور رکوع سجدہ خوب اچھی طرح کرتے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ دن کی (نفل) نمازوں میں تہجد کی نماز کے برابر کوئی نماز نہیں ہے سوائے ان چار رکعتوں کے جو ظہر سے پہلے ہیں۔ ان چار رکعتوں کی فضیلت ان دوسری (غیر فرض) نمازوں پر جو دن میں پڑھی جاتی ہیں ایسی ہے جیسے نماز باجماعت کی فضیلت ہے، تنہا نماز پڑھنے پر (یہ دونوں روایات الترغیب والترہیب میں موجود ہیں)۔

فجر کے فرضوں سے پہلے جو سنتیں ہیں سب مؤکدہ سنتوں سے بڑھ کر ان کی تاکید وارد ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ غیر فرض نمازوں میں سب سے زیادہ پابندی فجر کی دو سنتوں کی کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

ان دو سنتوں کی فضیلت بھی بہت زیادہ ہے۔ فرمایا سرور عالم ﷺ نے رَكْعَتَا الْفَجْرِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا یعنی فجر کی دو رکعتیں ساری دنیا سے اور دنیا میں جو کچھ ہے اس سب سے بہتر ہیں (مسلم شریف) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور فجر سے پہلے دو رکعتیں کسی حال میں نہیں چھوڑتے تھے۔ (مسند امام احمد)

فائدہ:- فجر کی سنتوں میں پہلی رکعت میں قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری رکعت میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنا سنت ہے۔ (ترمذی شریف)

غیر مؤکدہ سنتیں اور دیگر نوافل

Marfat.com

مؤکدہ سنتوں کے علاوہ غیر مؤکدہ سنتوں اور نفل نمازوں کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔ بات یہ ہے کہ انسان دنیا میں جو کچھ کرلے گا آخرت میں اس کا پھل پالے گا، آخرت کی تجارت میں نقصان کا کوئی خطرہ ہی نہیں، جہاں تک ممکن ہو نفل نمازوں میں بھی کوتاہی نہ کی جائے، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن بندہ کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اگر نماز ٹھیک نکلی تو کامیاب اور بامراد ہوگا اور اگر نماز خراب نکلی تو ثواب سے محروم ہوگا اور نقصان اٹھائے گا، اگر فرضوں میں کچھ کمی نکلی تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے (دیکھو) کیا میرے بندہ کی کچھ غیر فرض نمازیں بھی ہیں، اگر غیر فرض نمازیں بھی ہوں گی تو ان کے ذریعہ فرضوں کی کمی پوری کردی جائے گی پھر دیگر اعمال (روزہ زکوٰۃ وغیرہ) کا حساب بھی اسی طرح ہوگا (یعنی نوافل سے فرائض کی تکمیل کی جائے گی)۔ (مشکوٰۃ شریف)

اللہ اکبر! کیا ٹھکانہ ہے اللہ تعالیٰ کی عنایت کا کہ فرائض کی کوتاہی کو غیر فرض سے پورا فرمادیں گے۔ اب بندوں کی سمجھ داری ہے کہ سنتوں اور نفلوں کو معمولی نہ سمجھیں، فرض کے آگے پیچھے جو مؤکدہ وغیر مؤکدہ سنتیں ہیں ان کا اور نوافل کا خاص خیال رکھیں یعنی برابر پڑھتے رہیں تاکہ آخرت کے بلند درجات نصیب ہوں اور فرضوں کی کمی بھی پوری ہوسکے۔ نفل نماز اور غیر مؤکدہ سنتوں کے چھوڑنے پر عذاب کی وعید تو نہیں ہے لیکن ان کا نفع بہت زیادہ ہے اس سے محروم ہوجانا بڑی ناسمجھی ہے، ہر شخص اپنی آخرت کی خود فکر کرے، نفل نمازیں جس قدر بھی پڑھے بہتر ہے، لیکن چاشت، اشراق اور اوّابین اور تہجد پڑھنا بہت ہی زیادہ نفع کی چیز ہیں، ان نمازوں کے فضائل انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ حدیث کے ذیل میں لکھے جائیں گے۔

فرض نماز کے بعد دو رکعت کا ثواب:- ایک حدیث فرض نمازوں کے بعد دو رکعتیں پڑھنے کے بارے میں وارد ہوئی اس کو سن لیجئے۔ ایک صحابیؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ جب خیبر فتح کرچکے تو لوگوں نے اپنا اپنا مال غنیمت نکالا جس میں متفرق سامان تھا اور قیدی (بھی) تھے آپس میں خرید وفروخت شروع ہوگئی (کہ ہر شخص اپنی ضروریات خریدنے لگا اور دوسری زائد چیزوں کی فروخت شروع کردی) ایک صحابیؓ حضور انور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے آج کی اس تجارت میں اتنا نفع ہوا کہ ساری جماعت میں کسی کو بھی اتنا نفع نہ مل سکا، آپ ﷺ نے پوچھا کتنا نفع ہوا؟ عرض کیا میں سامان خریدتا اور بیچتا رہا یہاں تک کہ نفع میں تین سو اوقیہ چاندی بچی، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تمہیں (اس سے بڑھ کر) بہترین نفع کی چیز نہ بتادوں؟ عرض کیا ضرور بتائیں! آپؐ نے فرمایا کہ فرض نمازوں کے بعد دو رکعت پڑھ لینا (اس سارے نفع سے بڑھ کر ہے)۔ (ابوداؤد)

دیکھو دو رکعتوں کا کتنا نفع بتایا ہے ایک اوقیہ چالیس درہم کا اور ایک درہم ۳ ماشہ ۵ رتی اور ۵/۱ ارتی کا ہوتا ہے تین سو اوقیہ چاندی کی قیمت کا حساب لگالو، پھر دیکھو آخرت کا سودا کتنا نفع کا ہے۔ فَمَنْ يُّؤْمِنْ بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا.

عصر سے پہلے چار رکعتوں کی فضیلت:- عصر سے پہلے چار رکعت پڑھنے کے بارے میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا رَحِمَ اللّٰهُ امْرَأً صَلّٰى قَبْلَ الْعَصْرِ اَرْبَعًا، یعنی اس شخص پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے جو

Marfat.com

عصر سے پہلے چار رکعت نماز پڑھ لے۔ (مشکوٰۃ شریف)

مسئلہ:- مؤکدہ سنت کا درجہ واجب کے قریب ہے ان کے چھوڑنے سے گناہ ہوتا ہے۔ (ولھذا کانت السنة المؤکدہ قریبة من الواجب فی لحوق الاثم کما فی البحر) (شامی)

مسئلہ:- لمبے سفر میں اگر ریل چھوٹ جانے یا بس کے نکل جانے کا اندیشہ ہو یا ریل میں جگہ ملنے کی دشواری ہو تو مؤکدہ سنتوں کو چھوڑنے کی گنجائش ہے مگر فجر کی سنتیں جہاں تک ممکن ہو پڑھ ہی لے۔ اگر کوئی شخص سخت مریض ہو تو وہ بھی مؤکدہ سنتیں چھوڑ سکتا ہے لیکن وتر کبھی نہ چھوڑے کیونکہ وتروں کا درجہ فرضوں کے قریب ہے۔ اگر عشاء کی نماز قضا ہو جائے تو فرضوں کے ساتھ وتروں کی قضا بھی لازم ہے۔

مسئلہ:- اگر فجر کی نماز قضا ہو جائے اور سورج نکلے آنکھ کھلے تو سنت اور فرض دونوں کی قضا پڑھے اگر ظہر کا وقت آ گیا اور فجر کی قضا نہیں پڑھی تو اب صرف فجر کے فرضوں کی قضا پڑھے سنتوں کی قضا پڑھنے کا وقت گزر گیا۔

مسئلہ:- فرض نمازوں کے بعد جو سنتیں ہیں ان کو فرضوں کے ساتھ ہی پڑھ لے یعنی مختصر سی دعا مانگ کر سنتوں میں مشغول ہو جائے تسبیحات اور لمبی دعا سنتوں کے بعد کرے۔

چاشت، اشراق اور دیگر نفل نمازوں کا ثواب

چاشت کی نماز

(۲۴) وَعَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا کَمْ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ صَلٰوةَ الضُّحٰی قَالَتْ اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ وَیَزِیْدُ مَاشَآءُ اللّٰه. (رواہ مسلم) وَکَانَتْ عَائِشَةُؓ تُصَلِّی الضُّحٰی ثَمَانِیَ رَکْعَاتٍ ثُمَّ تَقُوْلُ لَوْ نُشِرَتْ لِیْ اَبَوَایَ مَا تَرَکْتُهَا. (رواہ مالکؒ)۔

ترجمہ: حضرت معاذہؒ کا بیان ہے (جو حضرت عائشہؓ کی خاص شاگرد تھیں) کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ چاشت کے وقت کتنی رکعتیں پڑھتے تھے، اس پر انہوں نے جواب دیا چار رکعتیں ادا فرماتے تھے اور (اس تعداد پر) (کبھی دو رکعت کبھی چار رکعت کا) اضافہ بھی اللہ کی مشیت کے مطابق ہو جاتا تھا (مشکوٰۃ شریف ص ۱۱۵ بحوالہ مسلم) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چاشت کی آٹھ رکعتیں پڑھا کرتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ اگر میرے ماں باپ (بھی) قبر سے اُٹھ آئیں (اور ان کی خدمت میں لگنا پڑے) تب بھی ان کو نہ چھوڑوں گی (کسی نہ کسی طرح وقت نکال کر پڑھتی ہی رہوں گی)۔ (موطا امام مالک)

تشریح:- نفل نمازیں دو طرح کی ہیں اوّل وہ نفل نماز جس کا کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے، جب چاہو اور جتنی چاہو پڑھ لو۔ بعض حضرات اکابر سے روزانہ کئی کئی سو رکعتیں پڑھنے کا ثبوت ملتا ہے، اگر کسی کے پاس

Marfat.com

وقت فارغ ہوتو نماز اس کے لئے بہترین مشغلہ ہے۔ فرائض اور سنن مؤکدہ کے علاوہ جس قدر ہو سکے نوافل کا شغل رکھے مگر شوہر یا اولاد یا ماں باپ کے حقوق میں رخنہ نہ ڈالے اور مرد ہوتو وہ بھی بیوی بچوں اور والدین کے حقوق نوافل کی مشغولیت میں تلف نہ کرے کیونکہ شریعت پر چلنا مقصود ہے نہ کہ اپنی طبیعت اور خواہش پر۔

دوسری قسم کے نوافل وہ ہیں جن کے خاص خاص اوقات مقرر ہیں اور ان کے خاص خاص فضائل بھی احادیث شریفہ میں وارد ہوئے ہیں ان ہی نوافل میں چاشت کی نماز بھی ہے جس کا حدیث بالا میں ذکر ہے، اس نماز کی بڑی فضیلت ہے اسی لئے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میرے ماں باپ بھی قبروں سے اُٹھ آئیں تب بھی اس نماز کو نہ چھوڑوں، درحقیقت جن کے دلوں میں نماز کی محبت ہے اور جن کو عبادت کا ذوق ہے وہ ایسی ہی باتیں کیا کرتے ہیں، چاشت کی نماز کا وقت ۹ بجے دن میں ہو جاتا ہے اور زوال سے پہلے پہلے یہ نماز پڑھی جاسکتی ہے۔ اس نماز کی رکعتوں کی تعداد بھی مختلف احادیث میں مختلف وارد ہوئی ہے، دو، چار، آٹھ جتنی رکعتیں پڑھ سکے پڑھ لے۔

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے چاشت کے وقت دو رکعت نماز نفل پڑھنے کی پابندی کر لی اس کے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اگر چہ سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں۔ (ترمذی وغیرہ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص کے جسم کے جوڑوں کی طرف سے (بطور شکریہ روزانہ) صدقہ (کرنا ضروری) ہے (کیونکہ یہ جوڑ اللہ پاک کی بہت بڑی نعمتیں ہیں، اگر یہ جوڑ نہ ہوں تو انسان اٹھ بیٹھ نہیں سکتا یوں ہی تختہ سا پڑا رہ جائے گا) پھر فرمایا کہ (صدقہ کے لئے صدقہ مالی ہی ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ) سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنا صدقہ ہے، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہنا بھی صدقہ ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا بھی صدقہ ہے، اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا بھی صدقہ ہے اور کسی کو نیک کام کے لئے کہہ دینا بھی صدقہ ہے، برائی سے روک دینا بھی صدقہ ہے اور اگر کوئی شخص چاشت کی دو رکعتیں پڑھ لے تو یہ دو رکعتیں جسم کے جوڑوں کی طرف سے بطور شکریہ کافی ہوں گی۔ (مسلم شریف)

انسان کے جسم میں ۳۶۰ جوڑ ہیں اور روزانہ ہر جوڑ کی طرف سے صدقہ کرنا کتنا مشکل ہے؟ اللہ پاک نے بندوں پر مہربانی فرما کر بلا محنت و مشقت کے کاموں کو صدقہ قرار دیدیا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ اگر کوئی شخص ۳۶۰ مرتبہ کہہ لے تو جس دن کہہ لے گا اس دن کا شکریہ جسم کے سب جوڑوں کی طرف سے ادا ہو جائے گا اور چاشت کی دو رکعتیں پڑھ لینے سے بھی ۳۶۰ جوڑوں کا شکریہ ادا ہو جاتا ہے۔ اللہ اکبر کیا کہنا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل و انعام کا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے چاشت کے وقت ۱۲ رکعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں سونے کا ایک محل بنا دیں گے۔ (ترمذی)

مذکورہ بالا احادیث سے چاشت کے وقت دو، چار، آٹھ، بارہ رکعات پڑھنا ثابت ہوا جس سے جس قدر ہو سکے پڑھ لیا کرے۔

Marfat.com

اشراق کی نماز:- اشراق کی نماز بھی ان نوافل میں سے ہے جن کی خاص فضیلت آئی ہے۔ اس کا وقت سورج نکلنے سے ۱۵ منٹ بعد شروع ہوتا ہے، اس وقت دو یا چار رکعت جس قدر ممکن ہو پڑھے، بہتر یہ ہے کہ نماز فجر جس جگہ پڑھی ہے اسی جگہ بیٹھے بیٹھے ذکر و تلاوت میں مشغول رہے پھر جب سورج نکل کر بقدر ایک نیزہ کے بلند ہو جائے تو نمازِ اشراق پڑھ لے۔

نماز اوّابین:- عام طور سے ان نوافل کے لئے یہ لفظ بولا جاتا ہے جو مغرب کی نماز کے بعد پڑھے جاتے ہیں، مغرب کے بعد فرض اور سنتوں کے بعد چھ رکعت نفل پڑھنے کا ثواب ہے ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھ لے جن کے درمیان کوئی بری بات نہ کرے تو یہ چھ رکعتیں اس کے لئے بارہ سال کی عبادت کے برابر ہوں گی۔ (مشکوٰۃ)

اگر فرصت زیادہ نہ ہو تو سنتوں کو ملا کر ہی چھ رکعتیں پڑھ لے۔ مغرب کے بعد بیس رکعت پڑھنے کا ذکر بھی حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت فخر دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے مغرب کے بعد بیس رکعتیں پڑھ لیں اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیں گے۔ (ترمذی)

نماز تہجد کی اہمیت اور فضیلت

(۲۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلّٰی وَاَیْقَظَ امْرَاَتَهٗ فَصَلَّتْ فَاِنْ اَبَتْ نَضَحَ فِیْ وَجْهِهَا الْمَآءَ رَحِمَ اللّٰهُ امْرَءَةً قَامَتْ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلَّتْ وَاَیْقَظَتْ زَوْجَهَا فَصَلّٰی فَاِنْ اَبٰی نَضَحَتْ فِیْ وَجْهِهِ الْمَآءَ. (رواہ ابوداؤد والنسائی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس مرد پر رحم فرمائے جو رات کو (تہجد کے لئے) اٹھا اور اس نے تہجد کی نماز پڑھی اور اپنی بیوی کو (بھی) جگایا پھر اس نے بھی یہ نماز پڑھ لی، اگر شوہر کے جگانے پر اس نے انکار کیا تو اس کے چہرے پر پانی چھڑک دیا (تاکہ نیند ٹوٹ جائے اور بیدار ہو کر کچھ رکعتیں پڑھ لے) پھر فرمایا اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم فرمائے جو رات کو (تہجد کے لئے) اٹھی اور اس نے نماز پڑھی اور اپنے شوہر کو (بھی) جگایا (تاکہ وہ تہجد پڑھ لے) اگر بیوی کے جگانے پر شوہر نے انکار کیا تو اس کے چہرہ پر پانی چھڑک دیا (تاکہ نیند کا غلبہ دور ہو جائے اور بیدار ہو کر نماز پڑھ سکے)۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۰۹، بحوالہ ابوداؤد و نسائی)

تشریح:- اس حدیث میں نماز تہجد پڑھنے والوں کو دعا دی گئی ہے۔ یہ اللہ کے پیارے نبی حضرت خاتم النبیین ﷺ کی دعا ہے جو ضرور لگ کر رہے گی۔ نماز تہجد بہت بڑی دولت ہے، بس ذرا اُٹھنے کی تکلیف ہے اور عادت ہو جانے سے وہ بھی جاتی رہتی ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

عَلَیْکُمْ بِقِیَامِ اللَّیْلِ فَاِنَّهٗ دَاْبُ الصَّالِحِیْنَ قَبْلَکُمْ وَهُوَ قُرْبَةٌ لَّکُمْ اِلٰی رَبِّکُمْ وَمُکَفِّرَةٌ لِّلسَّیِّاٰتِ وَمَنْهَاةٌ عَنِ الْاِثْمِ. (ترمذی)

رات کی نماز (یعنی تہجد) پڑھا کرو کیونکہ تم سے پہلے گزشتہ امتوں کے نیک حضرات (بھی) اس کو پڑھتے آئے ہیں اور یہ نماز تمہارے لئے اللہ جل شانہٗ سے نزدیک ہونے کا سبب ہے اور گناہوں کا کفارہ کرنے والی ہے اور گناہوں سے روکنے والی ہے۔

ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ کون سی دعا قبولیت کے اعتبار سے سب دعاؤں سے بڑھ کر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا پچھلی رات کے درمیانی حصے کی دعا اور فرض نمازوں کے بعد کی دعا۔ (ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ ہر رات کو جب تہائی رات رہ جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کیا کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں؟ کیا کوئی ہے جو مجھ سے معافی طلب کرے میں اسے معاف کردوں؟ کون ہے جو ایسے کو قرض دے جس کے پاس سب کچھ ہے اور وہ ظلم کرنے والا نہیں ہے (جو اس کی راہ میں دو گے اُسے قرض شمار فرمائے گا حالانکہ مال اسی کا دیا ہوا ہے پھر اس کا بدلہ دے گا تو خوب دے گا کم از کم ایک کے دس تو کہیں گئے ہی نہیں اس سے زیادہ بھی اللہ جس کو چاہے گا بہت زیادہ بڑھ کر اجر عطا فرمائے گا) یہ حدیث مسلم شریف میں ہے۔

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا بلاشبہ جنت میں بالا خانے جن کے شفاف ہونے کا یہ عالم ہے کہ ظاہر والا حصہ اندر سے اور اندر والا حصہ باہر سے نظر آتا ہے یہ بالا خانے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کے لئے تیار فرمائے ہیں جو نرمی سے بات کرتے ہیں اور (ضرورتمندوں کو) کھانا کھلاتے ہیں اور جو رات کو ایسے وقت نماز پڑھتے ہیں جبکہ لوگ سو رہے ہوں یعنی تہجد کی نماز ادا کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی مرد رات کو اپنی بیوی کو جگائے اور دونوں نمازِ تہجد ادا کرلیں تو ان دونوں میاں بیوی کا نام اللہ کی یاد سے خاص تعلق رکھنے والوں میں لکھ دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

ایک روز رات کو آنحضرت ﷺ بیدار ہوئے اور فرمایا مَنْ یُّوقِظُ صَوَاحِبَ الْحُجُرَاتِ لِکَیْ یُصَلِّیْنَ، یعنی کون ہے جو حجروں میں سونے والیوں کو جگائے تاکہ نماز تہجد پڑھ لیں، یہ بات کہہ کر اپنی بیویوں کو جگانا مقصود تھا جو حجروں میں سو رہی تھیں، پھر فرمایا رُبَّ کَاسِیَةٍ فِی الدُّنْیَا عَارِیَةٌ فِی الْاٰخِرَةِ، یعنی بہت سی عورتیں ایسی ہیں جو دنیا میں کپڑے پہنے ہوئے ہیں لیکن وہ آخرت میں ننگی ہوں گی۔ (بخاری)

عورتوں کو لباس اور زیور سے بہت محبت ہوتی ہے طرح طرح کا لباس پہننے کا اہتمام کرتی ہیں مگر آخرت کی فکر نہیں کرتیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جب قیامت کو کھڑے ہوں گے تو سب مرد عورت ننگے ہوں گے بعد میں جنتیوں کو عمدہ بہترین ریشمی کپڑے ملیں گے جن کی عمدگی کا حال حضور اقدس ﷺ نے یوں بیان فرمایا کہ جنتی عورت کے سر کا دوپٹہ ساری دنیا اور دنیا میں جو کچھ ہے اس سب سے بہتر ہے (بخاری شریف) اور

Marfat.com

دوزخیوں کے کپڑے آگ کے ہوں گے جیسا کہ سورۂ حج میں فرمایا ہے: فَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا قُطِّعَتْ لَهُمْ ثِیَابٌ مِّنْ نَّارٍ ط اللہ پناہ یہ کپڑے کیسے ہوں گے؟ غور کریں اور اللہ سے پناہ مانگیں۔

اب دیکھ لو دنیا کے لباس سے زیادہ آخرت کے عمدہ لباس کی فکر ضروری ہے یا نہیں؟ (ضروری ہے تو آخرت کے اعمال انجام دینے چاہئیں، نفل نمازیں تو دور کی بات ہے عورتیں فرض پڑھنے سے بھی جان چراتی ہیں، حضور اقدس ﷺ نے آخرت کی طرف توجہ دلائی اور وہاں لباس نصیب ہونے کی فکر میں لگایا۔

نماز تہجد بہت بڑی چیز ہے۔ میاں بیوی بخوشی پڑھا کریں اور آپس میں طے کرلیں کہ جو پہلے اٹھے دوسرے کو اٹھا دیا کرے اور یہ بھی طے کرلیں کہ جو اٹھانے سے نہ اٹھے گا اس کے منہ پر پانی چھڑکا جائے گا تاکہ جگانے اور پانی چھڑکنے کے وقت ناگواری نہ ہو۔ اگر شوہر کی مرضی نہ ہو تو اُسے نہ جگاؤ خود ہی تہجد پڑھ لو مگر ساری رات نہ پڑھو، شوہر کا بھی حق پہچانو اور اپنی تندرستی کو بھی دیکھو۔

تہجد کے وقت اٹھنا نصیب ہو جائے تو اس وقت نفلیں بھی پڑھو اور دعا بھی کرو جب تک طبیعت حاضر رہے تہجد پڑھو اگر نیند کا غلبہ ہو جائے تو سو جاؤ مگر فجر کی نماز کے لئے اٹھنے کی فکر کر کے سو جاؤ، مثلاً گھڑی میں الارم لگا دو۔ دو رکعت سے لے کر جس قدر آسانی ہو تہجد کے وقت پڑھ لو، عورتوں میں نماز تہجد پڑھنے کے کچھ طریقے مشہور ہیں کہ اتنی اتنی بار قُلْ هُوَ اللّٰه شریف ہر رکعت میں پڑھیں شرعاً اس کی کوئی اصل نہیں ہے، جیسے دو یا چار رکعتیں نفل کی پڑھا کرتے ہیں، تہجد بھی اسی طرح پڑھی جاتی ہے۔

مسئلہ:- اگر تہجد کو اٹھنے کا خوب پکا یقین ہو تو وتر کی نماز عشاء کے وقت نہ پڑھو، تہجد کے بعد سب سے آخر میں وتر پڑھو، اگر اس وقت اٹھنے کا یقین نہ ہو تو عشاء کے وقت ہی وتر پڑھ لو۔

تحیّۃ الوضو کی فضیلت

(۲۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِبِلَالٍؓ عِنْدَ صَلٰوةِ الْفَجْرِ یَا بِلَالُ حَدِّثْنِیْ بِاَرْجٰی عَمَلٍ عَمِلْتَهٗ فِی الْاِسْلَامِ فَاِنِّیْ سَمِعْتُ دَفَّ نَعْلَیْکَ بَیْنَ یَدَیَّ فِی الْجَنَّةِ قَالَ مَا عَمِلْتُ عَمَلًا اَرْجٰی عِنْدِیْ اَنِّیْ لَمْ اَتَطَهَّرْ طَهُوْرًا فِیْ سَاعَةِ لَیْلٍ اَوْ نَهَارٍ اِلَّا صَلَّیْتُ بِذٰلِکَ الطَّهُوْرِ مَا کُتِبَ لِیْ اَنْ اُصَلِّیَ. (رواہ البخاری)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) نماز فجر کے وقت حضور اقدس ﷺ نے (حضرت) بلالؓ سے فرمایا کہ اے بلال اسلام قبول کرنے کے بعد ایسا کونسا عمل تم نے کیا ہے جس کے بارے میں تم بہ نسبت دوسرے اعمال کے (اللہ کی رضا کی) زیادہ امید رکھتے ہو، کیونکہ میں نے اپنے آگے جنت میں تمہارے جوتوں کی آہٹ سنی (حضرت) بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میں نے تو کوئی عمل اس سے بڑھ کر زیادہ امید دلانے والا نہیں کیا کہ جب کبھی بھی کسی وقت رات میں یا دن میں وضو کیا، تو اس وضو سے کچھ نہ کچھ اپنے مقدور کی نماز ضرور پڑھی''۔ (صحیح بخاری ص ۱۵۴ ج ۱)

Marfat.com

تشریح:- ایک حدیث میں یوں ارشاد ہے کہ جو کوئی مسلمان وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے (سنتوں کا خیال رکھے اور پانی خوب دھیان سے سب جگہ پہنچائے) پھر کھڑے ہو کر اس طرح دو رکعت نماز پڑھ لے کہ ظاہر و باطن کے ساتھ ان دونوں رکعتوں کی طرف متوجہ رہے تو اُس کے لئے جنت واجب ہوگی۔ (صحیح مسلم)

معلوم ہوا کہ وضو کے بعد دو رکعتیں خوب خشوع و خضوع کے ساتھ دل لگا کر پڑھنے کا بہت بڑا ثواب ہے، اگرچہ بعض فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ وضو کے بعد جو سنت یا فرض پڑھ لے اس سے بھی تحیۃ الوضو کا ثواب مل جائے گا، جیسے تحیۃ المسجد کا ثواب اس طرح مل جاتا ہے، لیکن دونوں حدیثیں جو ہم نے اوپر نقل کی ہیں اُن کے طرز بیان سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ تحیۃ الوضو کی رکعتیں مستقل ہونی چاہئیں، تحیۃ الوضو پڑھے تو یہ دیکھ لے کہ مکروہ وقت تو نہیں ہے، زوال کے وقت نماز پڑھنا درست نہیں، اور صبح صادق ہونے کے بعد سورج نکل کر بلند ہو جانے تک نفل پڑھنا درست نہیں ہے اسی طرح نمازِ عصر کے بعد سورج چھپ جانے تک نفل پڑھنا جائز نہیں ہے، ان وقتوں میں تحیۃ الوضو نہ پڑھے، خوب سمجھ لو، بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ وضو کا پانی اعضاء سے خشک ہونے سے پہلے تحیۃ الوضو پڑھ لے، اس کا خیال رکھنا بھی بہتر ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے خواب میں حضرت بلالؓ کے جوتوں کی آہٹ اپنے آگے جنت میں سنی، کیونکہ حضرت بلالؓ بطور خادم خاص بیداری میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ رہتے تھے، اور بعض ضروری امور کی انجام دہی کے لئے آگے آگے چلا کرتے تھے، اس میں حضرت بلالؓ کے جنتی ہونے کی اور اس امر کی بشارت ہے کہ وہ جس طرح دنیا میں حضور اقدس ﷺ کے قریب تر رہنے والے تھے آخرت میں بھی اُن کو قربِ خاص نصیب ہوگا، چونکہ نبیوں کا خواب وحی ہوتا ہے اس لئے اس عظیم خوشخبری کے واقع ہونے میں کوئی شک نہیں۔ (من فتح الباری)

بعض روایات میں ہے کہ جب حضرت بلال نے بتایا کہ سب سے زیادہ امید والا عمل یہ ہے کہ جب وضو کرتا ہوں اپنے مقدور کی[1] نماز پڑھتا ہوں تو حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بِھٰذَا یعنی اس عمل کی وجہ سے تم کو یہ فضیلت حاصل ہوئی، چونکہ یہ فضیلت مخصوص عمل یعنی ہر وضو کے بعد نماز کا اہتمام کرنے سے ملی اس لئے سب حضرات کو یہ عمل اختیار کرنا چاہئے۔

صلوٰۃ التسبیح

نفل نمازوں میں اس نماز کی بہت زیادہ فضیلت وارد ہوئی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے چچا عباس بن عبدالمطلبؓ سے فرمایا کہ اے عباسؓ! اے چچا جان! کیا میں آپ کو ایک عطیہ دوں؟ کیا میں آپ کو بخشش کروں؟ کیا میں آپ کو بہت مفید چیز سے باخبر کروں؟ کیا میں آپ کو ایسی چیز دوں کہ جب تم اس کو کرلو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارے سب گناہ پہلے اور پچھلے، پرانے اور نئے، خطاءً کئے ہوئے اور جان کر کئے ہوئے، چھوٹے اور بڑے، چھپ کر کئے ہوئے اور ظاہراً کئے ہوئے سب معاف فرما دے گا، وہ کام یہ ہے کہ چار رکعت

---

[1] صفۃ الصلوٰۃ ۔۱۲

Marfat.com

نماز (نفل) صلوٰۃ التسبیح اس طرح سے پڑھو کہ جب الحمد شریف اور سورۃ پڑھ چکو تو کھڑے ہی کھڑے رکوع سے پہلے (کلمہ سوم) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر پندرہ مرتبہ کہو، پھر رکوع کرو تو رکوع میں ان کلمات کو دس مرتبہ کہو، پھر رکوع سے کھڑے ہو کر (قومہ میں) دس مرتبہ کہو، پھر سجدہ میں جا کر دس مرتبہ کہو، پھر سجدہ سے اٹھ کر (دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھ کر) دس مرتبہ کہو، پھر دوسرا سجدہ کرو، اور اس (دوسرے سجدہ میں) دس مرتبہ کہو، پھر سجدہ سے اُٹھ کر بیٹھ جاؤ، اور دس مرتبہ کہو، اسی طرح چار رکعتیں پڑھ لو، یہ ہر رکعت میں ۷۵ مرتبہ ہوئے (اور چاروں رکعتوں میں ملا کر ۳۰۰ ہوئے)۔

یہ ترکیب بتا کر رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ اگر ہو سکے تو روزانہ ایک مرتبہ اس نماز کو پڑھ لیا کرو، یہ نہ کرو تو جمعہ میں (یعنی ہفتہ بھر میں) ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو، یہ بھی نہ کرو تو مہینہ میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو، یہ بھی نہ کرو تو ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لیا کرو، یہ بھی نہ کرو تو عمر بھر میں ایک مرتبہ (تو) پڑھ ہی لو۔ (ابن ماجہ، ابوداؤد، ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ یہ نماز ہر جمعہ کو پڑھا کرتے تھے، اور ابوالجوزاؒ تابعی روزانہ ظہر کی اذان ہوتے ہی مسجد میں آجاتے تھے اور جماعت کھڑے ہونے تک پڑھ لیا کرتے تھے، حضرت عبدالعزیز بن ابی رواد ؒفرماتے تھے کہ جسے جنت درکار ہو اسے چاہئے کہ صلوٰۃ التسبیح کو مضبوط پکڑے، ابوعثمان حیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ مصیبتوں اور غموں کے دُور کرنے کے لئے صلوٰۃ التسبیح جیسی بہتر چیز میں نے نہیں دیکھی۔

نیت:- نیت کرتی ہوں چار رکعت نماز نفل صلوٰۃ التسبیح کی، واسطے اللہ تعالیٰ کے، رُخ میرا قبلہ کی طرف، اَللّٰہُ اَکْبَرُ.

مسائل متعلقہ صلوۃ التسبیح

مسئلہ:- اس نماز کے لئے کوئی سورۃ مقرر نہیں ہے، جو بھی سورۃ چاہے پڑھ لے، بعض روایتوں میں ہے کہ بیس آیتوں کے قریب قریب قرأت پڑھے۔

مسئلہ:- ان تسبیحات کو زبان سے ہرگز نہ گنے، کیونکہ زبان سے گننے سے نماز ٹوٹ جائے گی، انگلیاں جس جگہ رکھی ہوں اُن کو وہیں رکھے رکھے اسی جگہ دباتی رہے۔

مسئلہ:- اگر کسی جگہ پڑھنا بھول جائے تو دوسرے رکن میں اس کو پورا کر لے، البتہ بھولی ہوئی تسبیحات کی قضا رکوع سے کھڑے ہو کر اور دونوں سجدوں کے درمیان نہ کرے، اسی طرح پہلی اور تیسری رکعت کے بعد جب بیٹھے تو اس میں بھی بھولی ہوئی تسبیحات کی قضا نہ کرے (بلکہ ان کی تسبیحات دس مرتبہ پڑھ لے) اور اُن کے بعد جو رکن ہو اس میں بھولی ہوئی تسبیحات ادا کرے۔

فائدہ نمبر۱:- یہ نماز ہر وقت ہو سکتی ہے سوائے اُن وقتوں کے جن میں نفل پڑھنا مکروہ ہے۔

فائدہ نمبر۲:- بہتر یہ ہے کہ اس نماز کو زوال کے بعد ظہر سے پہلے پڑھ لیا کرے، جیسا کہ ایک حدیث میں بعد زوال کے الفاظ آئے ہیں، اور بعد زوال موقع نہ ملے تو جس وقت چاہے پڑھ لے۔

فائدہ نمبر۳:- بعض روایات میں ان چار کلموں یعنی سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کے

Marfat.com

ساتھ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ بھی آیا ہے، لہٰذا اس کو بھی ملا لیا جائے تو بہتر ہے۔

فائدہ نمبر۴:- دوسری اور چوتھی رکعت میں التحیات سے پہلے ان کلمات کو دس مرتبہ پڑھے، اور رکوع وسجدہ میں پہلے تسبیح (یعنی سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِيْمِ اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی) پڑھے، اور بعد میں ان کلمات کو پڑھے۔

فائدہ نمبر۵:- دوسرا طریقہ اس نماز کے پڑھنے کا یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ آخر تک پڑھنے کے بعد الحمد شریف سے پہلے ان کلمات کو پندرہ مرتبہ پڑھے، اور پھر الحمد اور سورۃ کے بعد دس مرتبہ پڑھے، اور باقی سب طریقہ اسی طرح ہے جو پہلے طریقہ میں گزرا۔

اب اس صورت میں دوسرے سجدہ کے بعد بیٹھ کر پہلی اور تیسری رکعت کے ختم پر ان کلمات کو پڑھنے کی ضرورت نہ رہے گی، اور نہ دوسری اور چوتھی رکعت میں التحیات سے پہلے ان کو پڑھا جائے گا، (کیونکہ ہر رکعت میں دوسرے سجدے تک پہنچ کر ہی ۷۵ کی تعداد پوری ہو جائے گی) علماء نے لکھا ہے بہتر یہ ہے کہ دونوں طریقوں پر عمل کر لیا جائے، حضرت عبداللہ بن المبارکؒ جو امام ابوحنیفہؒ کے شاگرد اور امام بخاریؒ کے استادوں کے استاد ہیں اس نماز کو اسی طریقہ سے پڑھا کرتے تھے جو ابھی بعد میں ہم نے ذکر کیا ہے۔

مسئلہ:- اگر کسی وجہ سے سجدۂ سہو پیش آ جائے تو اس میں یہ تسبیحات نہ پڑھے، البتہ کسی جگہ بھولے سے تسبیحات پڑھنا بھول آئی ہو جس سے ۷۵ کی تعداد میں کمی ہو رہی ہو اور اب تک قضا نہ کی ہو تو اس کو سجدۂ سہو میں پڑھ لے۔

نفلی عبادات میں میانہ روی کا حکم

(۲۷) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ وَحَبْلٌ مَّمْدُوْدٌ بَيْنَ سَارِيَتَيْنِ فَقَالَ مَا هٰذَا الْحَبْلُ فَقِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هٰذِهٖ حَمْنَةُ بِنْتِ جَحْشٍ تُصَلِّیْ فَاِذَا اَعْيَتْ تَعَلَّقَتْ بِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِتُصَلِّیْ مَآ اَطَاقَتْ فَاِذَا اَعْيَتْ فَلْتَجْلِسْ قَالَ زِيَادٌ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا لِزَيْنَبَ تُصَلِّیْ فَاِذَا كَسِلَتْ اَوْ فَتَرَتْ اَمْسَكَتْ بِهٖ فَقَالَ حُلُّوْهُ فَقَالَ لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نِشَاطَهٗ فَاِذَا كَسِلَ اَوْ فَتَرَ فَلْيَقْعُدْ. (رواہ ابو داؤد عن شیخہ زیاد و ہارون و زیادۃ ذکر زینب من زیاد)[1]

ترجمہ: ''حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ (رات کو) حضور اقدس ﷺ مسجد میں داخل ہوئے (دیکھا کہ) ایک رسّی دو ستونوں کے درمیان بندھی ہوئی ہے، فرمایا یہ کیسی رسّی ہے؟ جواب میں عرض کیا گیا کہ یہ حمنہ بنت جحش ہیں، (جو دیر تک رات کو نماز پڑھتی رہتی ہیں، انہوں نے یہ باندھی ہے) نماز پڑھتے پڑھتے جب تھک جاتی ہیں تو (سستی اتارنے کے لئے) اس سے لٹک جاتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا جب تک طاقت ہو نماز پڑھتی رہے، جب تھک جائے تو بیٹھ جائے، پھر (آپ ﷺ نے ایک اور رسّی دیکھی) فرمایا یہ کیا ہے؟ حاضرین نے

[1] واخرجه البخاری ص ۱۵۴ ج ۱ و مسلم ص ۲۶۶ ج ۱ والقصر اعلی ذکر زینبؓ، ۱۲

Marfat.com

عرض کیا کہ زینبؓ (نے باندھی ہے وہ رات کو) نماز پڑھتی رہتی ہیں، جب سستی آجاتی ہے تو اس کو پکڑ لیتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا اس کو کھول دو، پھر (مستقل طریقہ پر قاعدہ بتاتے ہوئے) ارشاد فرمایا کہ جب تک طبیعت میں بشاشت رہے (نفل) نماز پڑھتے رہو، پھر جب سستی آ جائے تو بیٹھ جانا چاہئے''۔ (سنن ابوداؤد، ص۱۸۶ ج۱ باب النعاس فی الصلوٰۃ)

(۲۸) وَعَنِ ابْنِ شَهَابٍ قَالَ اَخْبَرَنِیْ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ الْحَوْلَاءَ بِنْتَ تُوَيْتِ بْنِ حَبِيْبِ بْنِ اَسَدِ بْنِ عَبْدِالْعُزّٰى مَرَّتْ بِهَا وَعِنْدَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ هٰذِهِ الْحَوْلَاءُ بِنْتُ تُوَيْتٍ وَزَعَمُوْا اَنَّهَا لَا تَنَامُ اللَّيْلَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَنَامُ اللَّيْلَ؟ خُذُوْا مِنَ الْعَمَلِ مَا تُطِيْقُوْنَ فَوَاللّٰهِ لَا يَسْأَمُ اللّٰهُ حَتّٰى تَسْأَمُوْا. (رواہ مسلم)[1]

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے (اپنے بھانجے) حضرت عروۃ بن الزبیرؓ کو بتایا کہ (ایک مرتبہ) حولاء بنت تویت (صحابی خاتون) میرے پاس سے گزریں، اُس وقت حضور اقدس ﷺ میرے پاس تشریف رکھتے تھے، میں نے عرض کیا کہ یہ حولاء بنت تویت ہیں، لوگوں کا بیان ہے کہ یہ رات کو نہیں سوتی ہیں (اور نماز ہی پڑھتی رہتی ہیں) آپ ﷺ نے (ناگواری کا اظہار کرتے ہوئے) فرمایا ''رات بھر نہیں سوتی؟'' (پھر فرمایا) کہ اس قدر عمل کرو جتنی طاقت ہو، پس اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ بددلی والا معاملہ نہیں فرماتے (اپنے فضل وثواب کو نہیں روکتے) جب تک تم بددل نہ ہو جاؤ''۔ (صحیح مسلم ص۲۶۶ ج۱)

تشریح:- فرض عبادات کا اہتمام تو بہرحال لازم ہے، اور واجب وسنن مؤکدہ کی پابندی بھی ضروری ہے، اب رہیں نفلی عبادتیں تو ان کی ادائیگی بھی بہت فائدہ مند ہے، ان سے فرائض کی کمی بھی پوری کی جائے گی، اور ثواب بھی ان کا بہت ہے، جیسا کہ روایات حدیث میں مذکور ہے، لیکن نوافل کے بارے میں یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ اُن کی کثرت اسی حد تک ٹھیک ہے کہ اُن کی وجہ سے فرائض میں فرق نہ آئے، اور بندوں کی حق تلفی نہ ہوتی ہو، اور نیند کے غلبہ کی وجہ سے بددلی کی حالت میں ادائیگی نہ ہو۔

اوپر جو دو حدیثیں مذکور ہوئیں اُن میں جہاں صحابی خواتینؓ کے تہجد پڑھنے کے ذوق کا پتہ چلا وہاں حضور اقدس ﷺ کی یہ نصیحت بھی سامنے آگئی، کہ تہجد پڑھنے کے لئے نفس کے ساتھ سختی کرنا درست نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تک طبیعت میں نشاط، خوشی اور بشاشت رہے اس وقت تک تہجد میں لگے رہو، نفس کے ساتھ زبردستی کرنا کہ رسّی سے لٹک جائیں یا آنکھوں میں کوئی چیز ڈال لیں جس سے نیند بھاگ جائے، یہ ممنوع ہے، اگر طبیعت حاضر نہ ہو، دل میں بشاشت نہ ہو، نفس میں سستی ہو، آنکھوں میں نیند بھری ہو، جمائیاں آرہی ہوں، کہتے کچھ ہوں اور زبان سے نکلتا کچھ ہو، اس حالت میں تہجد پڑھنے کے بجائے آرام کر لینا اور سو جانا بہتر ہے۔

---

[1] واخرجه البخاری بلفظ فدخل علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فقال من هذه فقلت فلانة لا تنام باللیل فذکر من صلوتها فقال مه الحدیث، ۱۲

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب تم میں سے کسی کو نماز پڑھتے ہوئے نیند آنے لگے تو سو جائے، یہاں تک کہ نیند چلی جائے، کیونکہ نیند کی حالت میں نماز پڑھنے سے پتہ نہ چلے گا (کہ کیا کہہ رہا ہے) ہوسکتا ہے کہ وہ (اپنے ارادہ سے تو) مغفرت کی دعا کرنا چاہتا ہو اور (نیند کے غلبہ کی وجہ سے استغفار کے بجائے) اپنے حق میں برا کہہ رہا ہو۔ (مشکوٰۃ عن البخاری ومسلم)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص رات کو (نماز میں) کھڑا ہو اور قرآن پڑھنے سے زبان لڑکھڑا رہی ہو (یعنی نیند کی وجہ سے الفاظ ادا نہ ہو رہے ہوں) اور پتہ نہ چلے کہ کیا کہہ رہا ہے تو لیٹ جائے (اور آرام کرے)۔ (سنن ابوداؤد)

حضرت حولا بنتِ تویتؓ کے بارے میں جب آنحضرت ﷺ سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ یہ راتوں رات نماز پڑھتی ہیں اور سوتی نہیں ہیں، تو آپ ﷺ نے ناگواری[1] کا اظہار فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ بقدرِ طاقت کے عمل کرو۔

ایک مرتبہ تین آدمی حضور اقدس ﷺ کی ازواج مطہراتؓ کے پاس آئے تاکہ آپ ﷺ کے (اندرون خانہ والی) عبادت کے بارے میں معلوم کریں، جب ان کو آپ کی عبادت کے بارے میں بتا دیا گیا (جس میں رات کے سونے اور عبادت کرنے کا ذکر تھا) تو انہوں نے اس کو کم سمجھا اور آپس میں کہنے لگے کہ ہم کہاں اور اللہ کے رسول ﷺ کہاں؟ (تھوڑی عبادت میں ہمارا کام کیسے چلے گا رہے آپ ﷺ، آپ ﷺ کی تو بڑی شان ہے) اللہ نے آپ ﷺ کے اگلے پچھلے خطا و قصور سب معاف فرما دیئے ہیں، اس کے بعد ان میں سے ایک نے کہا کہ میں راتوں رات نماز پڑھوں گا، (بالکل رات کو نہ سوؤں گا) دوسرے نے کہا کہ ہمیشہ روزانہ (نفلی) روزہ رکھوں گا، بے روزہ نہ رہوں گا، (اور رمضان کے روزے رکھنا تو بہرحال فرض ہیں) تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے علیحدہ رہوں گا، کبھی نکاح نہ کروں گا، یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ حضور اقدس ﷺ تشریف لے آئے اور ارشاد فرمایا کہ تم لوگوں نے ایسا ایسا کہا ہے؟ خبردار! خدا کی قسم! میں تم میں سب سے زیادہ ڈرنے والا اور اللہ کی (رضا) کے لئے گناہوں سے بچنے والا ہوں، میں روزے بھی رکھتا ہوں اور بے روزہ بھی رہتا ہوں، (رات کو نفل) نماز بھی پڑھتا ہوں، سوتا بھی ہوں، اور عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں، پس جو شخص میرے طریقہ سے ہٹے وہ مجھ سے (تعلق رکھنے والا) نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۲۷ عن البخاری ومسلم)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ راتوں رات نماز پڑھتے تھے، اور روزانہ دن کو روزہ رکھتے تھے، حضور اقدس ﷺ کو اس کا پتہ چلا تو (آپ ﷺ نے) فرمایا اے عبداللہ! مجھے یہ خبر ملی ہے کہ تم روزانہ دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات بھر نماز میں کھڑے رہتے ہو، کیا یہ خبر درست ہے؟ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ خبر صحیح ہے، آپ ﷺ نے فرمایا ایسا نہ کرو (بلکہ) روزہ بھی رکھو اور بے روزہ بھی رہو، اور رات کو نماز میں قیام بھی کرو اور سو بھی جاؤ، کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، اور تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے، اور تمہارے پاس آنے جانے والوں (یعنی مہمانوں) کا بھی

[1] فی موطا امام مالکؒ فی قصۃ الحولاءؓ فکرہ رسول اللہ ﷺ ذلک حتی عرفت الکراھیۃ فی وجھہ، ۱۲

Marfat.com

تم پر حق ہے (اگر ساری عمر روزہ رکھنے کا ثواب لینا چاہتے ہو) تو تم کو یہ کافی ہے کہ ہر مہینہ میں تین روزے رکھ لیا کرو، کیونکہ تم کو ہر نیکی کا بدلہ اس کا دس گنا ملے گا (اور اس طرح تین روزوں کے تیس روزے ہو جایا کریں گے) پس یہ ثواب کے اعتبار سے ہمیشہ روزہ رکھنا ہوا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے اندر اس سے زیادہ کی طاقت پاتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا تو اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کے روزوں کی طرح روزے رکھو، اور اس پر اضافہ مت کرو، میں نے عرض کیا اللہ کے نبی داؤد علیہ السلام کے روزوں کا کیا طریقہ تھا؟ فرمایا آدھی عمر کے روزے رکھنا (یعنی ایک دن روزہ رکھنا اور ایک دن بے روزہ رہنا[1])

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کی اُس رخصت پر عمل نہ کیا جو آپ ﷺ نے ان کو شروع میں بتائی تھی، بلکہ یہ کہتے رہے کہ مجھ میں زیادہ قوت ہے، پھر جب بڑھاپے میں پہنچے تو فرمایا کرتے تھے، کاش! میں حضور اقدس ﷺ کی رخصت پر عمل کر لیتا۔ (رواہ البخاری ص ۲۶۵ ج ۱)

چونکہ آدمی آدمی ہی ہے، یعنی اس کے ساتھ بشری لوازم لگے ہوئے ہیں، اس لئے اسے اپنے جسم اور اعضاءِ جسم کی رعایت رکھنا بھی ضروری ہے، اگر کوئی شخص نفس کے ساتھ سختی کرے گا تو نفس جواب دے دے گا، اور جو اعمالِ صالحہ شروع کر رکھے ہیں وہ بالکل ختم ہو جائیں گے، دو چار سال عبادت کی پھر تھک کر بیٹھ رہے گا، یہ نہ دینداری ہے نہ سمجھداری ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ اَدْوَمُھَا وَاِنْ قَلَّ. (مسلم ص ۲۶۶)

''اللہ کو سب سے زیادہ محبوب عمل وہ ہے جو سب سے زیادہ پابندی کے ساتھ ہو اگرچہ تھوڑا ہی ہو''۔

علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح صحیح مسلم میں تحریر فرماتے ہیں کہ تھوڑا عمل جو ہمیشہ ہو زیادہ عمل سے جو بعد میں چھوڑ دیا جائے اس لئے بہتر ہے کہ تھوڑا سا عمل جو ہمیشہ ہوتا رہے اس سے طاعات اور ذکر اور مراقبہ اور نیت اور اخلاص اور اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ ہمیشہ ہوتی رہتی ہے، اور تھوڑا عمل ہمیشگی والا ثواب کے اعتبار سے چند در چند ہو کر اس عمل کثیر سے بڑھ جاتا ہے جو کچھ دن ہو کر ختم ہو جائے۔

نفس کو زیادہ رگڑا جائے تو صحت بھی خراب ہو جاتی ہے اور روزانہ رات بھر بیدار رہے تو آنکھوں پر بہت زیادہ اثر پڑتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا واقعہ جو اوپر مذکور ہوا اس کی بعض روایات میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں:

فَاِنَّکَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِکَ ھَجَمَتْ عَیْنُکَ وَ نَفِھَتْ نَفْسُکَ. (بخاری، ص ۱۵۴ ج ۱)

''یعنی جب تم راتوں رات نماز میں کھڑے رہو گے اور روزانہ روزہ رکھو گے تو تمہاری آنکھیں اندر کو دھنس جائیں گی اور نفس تھک کر رہ جائے گا''۔

اور جب بڑھاپے کا دور آئے گا تو عبادات میں محنت کرنے سے وہ شخص عاجز رہ جائے گا جس نے

---

[1] ھو مصرح فی روایۃ اخری عند البخاری، ص ۲۶۵ ج ۱، کان یصوم یوما ویفطر یوما، ۱۲

Marfat.com

جوانی میں میانہ روی سے کام نہ لیا، اور نفس کو بہت زیادہ محنت میں مشغول رکھا، اسی لئے تو عبداللہ بن عمروؓ بڑھاپے میں افسوس کیا کرتے تھے کہ کاش میں حضور اقدس ﷺ کی ارشادہ فرمودہ رخصت کو مان لیتا۔ اگر میانہ روی سے چلتا رہے تو جوانی اور بڑھاپے میں برابر کام چلتا رہے گا، اور تھوڑا تھوڑا بہت ہو جائے گا۔

عبادت میں بہت زیادہ محنت کر کے بڑھاپے میں پڑ جانے اور عبادت کے چھوٹ جانے کے نقصان کے علاوہ جسم اور نفس اور آنکھ کے حق اور اہل وعیال اور مہمانوں کے حقوق کی ادائیگی کا بھی کوئی موقع ایسے غلو کرنے والے عابد کو نہیں ملتا، اسی لئے حضور اقدس ﷺ نے حضرت عبداللہ بن عمروؓ کو میانہ روی کا حکم فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تمہارے نفس اور بیوی اور مہمانوں کا بھی تم پر حق ہے۔

بہت سے مرد اور عورتیں اپنی بزرگی اور عبادت کے گھمنڈ میں گھر والوں اور مہمانوں کا حق نہیں پہچانتے، مہمان کا حق اتنا ہی نہیں ہے کہ بس اس کو روٹی کھلا دی جائے اور بستر دے کر سلا دیا جائے بلکہ اس کے حقوق میں یہ بھی ہے کہ اس کے ساتھ بیٹھے اُٹھے، بات چیت کرے، اگر مہمان کو روٹی کھلا دی اور خود روزہ رکھ لیا اور رات کو اُسے بستر دے کر خود لمبی نماز میں لگ گئے، تو اس بیچارے کا کیا دل خوش ہوگا، کیا یاد کرے گا کہ ہم کس کے گھر گئے تھے، مہمان دو باتیں کرنے کے لئے ترستا رہا، اور صاحب خانہ بزرگ صاحب رات بھر نماز پڑھتے رہے، وہ ساتھ کھانا کھانے کا خواہشمند رہا، حضرت صاحب نے روزہ رکھ لیا، اس طرح سے بددلی کے ساتھ ایک دو دن گزار کر مہمان چلا جائے گا، یہ کوئی بزرگی کا طرزِ عمل نہیں ہے، مہمان کے ساتھ وقت گزارنا، اس کے ساتھ ہنسنا بولنا، پاس بیٹھنا، بات کرنا اور اس کے ساتھ کھانا کھانا، خصوصاً جبکہ قریبی رشتہ دار ہو یہ سب دینداری اور بزرگی میں شامل ہے، البتہ عورتیں نامحرم مہمان سے خلا ملا نہ کریں، نہ بے پردہ ہو کر سامنے آئیں، نہ تنہائی میں اُن کے پاس جائیں۔

اہل وعیال کا بھی حق ہے، ان سے بولے، بات کرے، دلداری کرے، بیوی شوہر کا، شوہر بیوی کا خیال رکھے، بہت سے مرد عبادت میں غلو کرتے ہیں، راتوں رات نماز پڑھتے ہیں اور بیوی سے جھوٹے منہ بھی بات نہیں کرتے، حالانکہ اس کی دلداری کرنا، اس سے بات کرنا، دل لگی کرنا، ساتھ اٹھنا بیٹھنا، لیٹنا، یہ سب عبادت ہے اور یہ بیوی کے حقوق میں شامل ہے، اسی طرح سے بہت سی عورتیں اپنی جہالت کے باعث ضرورت سے زیادہ دیندار بن جاتی ہیں، راتوں رات نماز پڑھنے کی عادت ڈال لیتی ہیں، شوہر بیچارہ منہ تکتا رہتا ہے کہ محترمہ کی نماز ختم ہو تو دو باتیں کر لوں، اور بہت سی عورتیں نفلی روزے رکھتی چلی جاتی ہیں جس سے شوہر کے حقوق کی ادائیگی میں بہت فرق آجاتا ہے، حالانکہ شوہر گھر پر ہو تو اس کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ رکھنا منع ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ نفس، جسم، آنکھ، شوہر، بیوی، مہمان، بال بچے سب کا خیال رکھتے ہوئے نفل عبادت کرنا چاہئے، لیکن ساتھ ہی یہ بھی واضح رہے کہ ان چیزوں کو بہانہ بنا کر نفلی عبادت کو بالکل چھوڑ بھی نہ بیٹھے، میانہ روی کے ساتھ سب کام چلتے رہیں، جیسا کہ ہمارے حضور ﷺ نے اُن تین آدمیوں سے فرمایا جو آپ ﷺ کی ازواج مطہراتؓ سے آپ ﷺ کی اندرونِ خانہ عبادت معلوم کرنے کے لئے آئے تھے، کہ میں روزہ رکھتا ہوں، بے روزہ بھی رہتا ہوں، رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں، الغرض میانہ روی دین میں پسندیدہ ہے۔

Marfat.com

اعتکاف کا ایک واقعہ

اور اخلاص کے بارے میں تنبیہ

(۲۹) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَکَرَ اَنْ یَّعْتَکِفَ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ فَاسْتَاْذَنَتْهُ عَائِشَةُ فَاَذِنَ لَهَا وَسَاَلَتْ حَفْصَةُ عَائِشَةَ اَنْ تَسْتَاْذِنَ لَهَا فَفَعَلَتْ فَلَمَّا رَاَتْ ذٰلِکَ زَیْنَبُ بِنْتِ جَحْشٍ اَمَرَتْ بِبِنَاءٍ فَبُنِیَ لَهَا قَالَتْ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّی انْصَرَفَ اِلٰی بِنَاءِہٖ فَبَصَرَ بِالْاَبْنِیَّةِ فَقَالَ مَا هٰذَا قَالُوْا بِنَاءُ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ وَ زَیْنَبَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْبِرُّ اَرَدْنَ بِهٰذَا مَا اَنَا بِمُعْتَکِفٍ فَرَجَعَ فَلَمَّا اَفْطَرَ اِعْتَکَفَ عَشْرًا مِّنْ شَوَّالٍ. (رواہ البخاری)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ (ایک مرتبہ ماہِ رمضان میں) حضور اقدس ﷺ نے آخری عشرہ میں اعتکاف کرنے کا ارادہ ظاہر فرمایا، حضرت عائشہؓ نے اعتکاف کرنے کی اجازت چاہی، آپ ﷺ نے ان کو اجازت دیدی، حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ میرے لئے بھی اجازت لے لو، چنانچہ انہوں نے اُن کے لئے بھی اجازت لے لی، جب حضرت زینب بنت جحشؓ کو یہ بات معلوم ہوئی تو انہوں نے ایک خیمہ لگانے کا حکم فرمایا، چنانچہ وہ لگا دیا گیا، حضور اقدس ﷺ کا طریقہ تھا کہ جب نماز سے فارغ ہوتے تھے تو اپنے معتکف (اعتکاف کی جگہ) تشریف لے جاتے تھے، آپ ﷺ تشریف لائے تو دیکھا خیمے لگے ہوئے ہیں، فرمایا یہ کیا ہے؟ حاضرین نے عرض کیا یہ عائشہؓ اور حفصہؓ اور زینبؓ کے خیمے ہیں، فرمایا کیا انہوں نے اس کے ذریعہ نیکی کا ارادہ کیا ہے؟ میں اعتکاف نہیں کرتا، چنانچہ آپ ﷺ نے ارادہ بدل دیا، پھر جب عید کا مہینہ آیا (اس میں) دس دن کا اعتکاف فرمایا''۔ (صحیح بخاری، ص۲۷۴ ج۱)

تشریح:- حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت زینبؓ تینوں حضور اقدس ﷺ کی ازواج مطہرات تھیں، مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ:

زمانہ نبوت کی خواتین خصوصاً حضور اقدس ﷺ کی پاک بیویوں کو عبادت کا خاص ذوق تھا، مقابلہ کا اگر جذبہ تھا تو دین میں آگے بڑھنے کا تھا، دنیا کی چیزوں کی رغبت نہ تھی، اور اسبابِ دنیا جمع کرنے کا ان کے یہاں نہ اہتمام تھا نہ اُس میں مقابلہ کرنے کا تصور تھا، حضور اقدس ﷺ نے اعتکاف کرنے کا ارادہ فرمایا تو آپ ﷺ کی بیویاں بھی اس کے لئے تیار ہوگئیں، اور اپنے اپنے خیمے اعتکاف کرنے کے لئے لگوا دیئے، درحقیقت اگر کسی دینی کام میں نیت صاف ہو، یعنی صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مقصود ہو اور تصور صرف یہ ہو کہ مجھے دوسروں سے زیادہ ثواب مل جائے، کسی فرد کو گرانا یا اپنے نفس کو پھلانا مقصود نہ ہو تو مقابلہ میں آگے بڑھ جانے کا جذبہ نہ صرف درست ہے بلکہ محبوب و مستحسن ہے۔

اور اگر مقصود یہ ہو کہ فلاں کو نیچا دکھا دوں یا اپنی تعریف کرالوں، یا نفس کو خوش کرنا مقصود ہو کہ نفس اپنی عبادت

Marfat.com

اور دینی محنت کرنے کے باعث پھولا نہ سماتا ہو اور دوسروں کی تحقیر اور اپنی بڑائی کے تصور میں مبتلا ہو تو شرعاً یہ بات بہت بری ہے، اور گناہ ہے، اور اس طرح کی نیت کرنے سے عبادت کا ثواب تو کیا ملتا بلکہ اس عبادت کے وبال بننے کا خطرہ ہو جاتا ہے، عبادت گزاروں کو ہر وقت اپنے جذبات کا احتساب کرتے رہنا چاہئے کہ اللہ کی رضا مقصود ہے یا اور کوئی مقصد ہے؟ کہیں یہ جذبہ تو نہیں کہ اپنی تعریف ہو اور نفس عبادت کی کثرت پر مغرور ہو جائے، اگر اپنے اعمال کا اس طرح جائزہ نہ لیں تو نفس و شیطان عبادت گزار کا ناس کر کے رکھ دیتے ہیں۔

جب حضور اقدس ﷺ نے اعتکاف کا ارادہ فرمایا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اعتکاف کے لئے خیمہ لگوا دیا، دوسری بیویوں نے بھی یہی کیا، آنحضرت ﷺ نے یہ منظر دیکھا تو گویا ایسا محسوس فرمایا کہ ان کے آپس میں مقابلہ کی جو شان ہے کہیں اس میں نفس کا حصہ تو نہیں ہے؟ لہٰذا آپ ﷺ نے سوال کے انداز میں تنبیہ فرمائی اور فرمایا کیا انہوں نے نیکی کا ارادہ کیا ہے؟ (یا اس کے سوا کچھ اور مقصود ہے؟) پھر اُن کو مزید تنبیہ فرمانے کے لئے خود اعتکاف کرنے کا ارادہ چھوڑ دیا، اور اس کے بجائے عید کے مہینہ میں اعتکاف فرمایا، آپ کے ارادہ بدل دینے سے بیویوں کے ارادے اور جذبات ٹھنڈے پڑ گئے، اور اعتکاف کرنے میں حصہ نفس کا اگر شائبہ تھا وہ فنا ہو گیا، آپ ﷺ نے عملی طور پر بھی اصلاح فرما دی، فَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَآلِهٖ بِقَدْرِ كَمَالِهٖ وَجَمَالِهٖ. ہم میں سے ہر شخص کو اپنے اعمال کا اور نیتوں کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے، واللّٰه الموفق.

سفر میں نماز پڑھنے کے احکام

(۳۰) وعن ابن عمر رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ فَصَلَّيْتُ مَعَهُ فِي الْحَضَرِ الظُّهْرَ اَرْبَعًا وَّبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْتُ فِي السَّفَرِ الظُّهْرَ رَكْعَتَيْنِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ وَالْعَصْرَ رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يُصَلِّ بَعْدَهَا شَيْئًا وَّالْمَغْرِبَ فِي الْحَضَرِ وَالسَّفَرِ سَوَآءً ثَلٰثُ رَكْعَاتٍ لَا يَنْقُصُ فِي حَضَرٍ وَّلَا سَفَرٍ وَّهِيَ وِتْرُ النَّهَارِ وَبَعْدَهَا رَكْعَتَيْنِ. (رواه الترمذی وقال حدیث حسن)

ترجمہ: ''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ کے ساتھ حضر (یعنی گھر پر رہنے کی حالت میں) اور سفر میں نماز پڑھی ہے، حضر میں میں نے آپ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز چار رکعت (فرض) پڑھی اور اس کے بعد دو رکعتیں (سنت) پڑھیں، اور سفر میں میں نے آپ ﷺ کے ساتھ ظہر کی نماز دو رکعت (فرض) پڑھی، اور اس کے بعد دو رکعتیں (سنت) پڑھیں، اور (سفر میں) آپ کے ساتھ میں نے نماز عصر (فرض) دو رکعت پڑھی اور اس کے بعد آپ ﷺ نے کوئی نماز (سنت یا نفل) نہیں پڑھی، اور نماز مغرب حضر اور سفر میں برابر تین ہی پڑھیں، آپ اُن میں حضر و سفر میں کوئی کمی نہیں فرماتے تھے،

قال الحافظ فی الفتح وکانه ﷺ خشی ان یکون الحامل لهن علی ذلک المباهاة والتنافس الناشیء من الغیرة حرصا علی القرب منه خاصة فیخرج الاعتکاف عن موضعه الخ وقال ایضاً وفیه شؤم الغیرة لانها ناشئة عن الحسد المفضی الی ترک الافضل لاجله، وفیه ترک الافضل اذا کان فیه مصلحة وان من خشی علی عمله الریاء جازله ترکه وقطعه وفیه ان الاعتکاف لا یجب بالنیة ، ۱۵

Marfat.com

یہ دن کی وتر نماز ہے، اس کے بعد آپ ﷺ دو رکعتیں پڑھتے تھے"۔ (سنن ترمذی ص ۱۰۵ ج ۱، ابواب السفر)

تشریح:- اس حدیث میں نمازِ سفر کا ذکر ہے، جس کو نمازِ قصر کہتے ہیں، اللہ جل شانہٗ نے محض اپنے فضل و کرم سے سفر میں نماز فرض کی رکعتوں میں کمی فرما دی ہے، یعنی چار رکعت والی فرض نماز سفر میں دو رکعت پڑھی جاتی ہے، اس قانون میں ظہر، عصر اور عشاء کی فرض نماز آتی ہے، مغرب اور فجر کی نماز میں کوئی قصر نہیں ہے، حدیث بالا میں ظہر، عصر کا ذکر ہے، عشاء کے فرضوں کا ذکر دوسری روایات میں ہے۔

کتنے سفر کے ارادہ سے روانہ ہونے سے سفر کے احکام جاری ہوتے ہیں؟ اس میں تفصیل ہے:

اگر کوئی شخص ایک منزل یا دو منزل کا سفر کرے تو اس سفر سے شریعت کے احکام نہیں بدلتے، اور شریعت کے قاعدہ سے اس کو مسافر نہیں کہتے، چار رکعت والی نماز کو چار ہی رکعت پڑھے، اور رمضان کے روزے بھی پابندی سے رکھے، اگر کوئی مرد یا عورت تین منزل چلنے کا ارادہ کر کے چلے اور اپنے شہر کی آبادی سے باہر نکل جائے تو شریعت کی رُو سے اس کے لئے مسافرت کے احکام شروع ہو جائیں گے، اور جب تک آبادی کے اندر اندر چلے تب تک مسافر کا کوئی حکم نہیں لگے گا، اور ریلوے سٹیشن اور بس اسٹاپ اور ہوائی اڈہ اگر آبادی کے اندر ہے تو آبادی کے حکم میں ہے، اور اگر آبادی سے باہر ہے تو وہاں پہنچ کر سفر کے احکام شروع ہو جائیں گے، اگرچہ اپنی بستی اور شہر سے قریب ہو۔

مسئلہ:- تین منزل یہ ہے کہ اکثر پیدل چلنے والے وہاں تین روز میں پہنچا کرتے ہیں، تخمینہ اس کا ہمارے ملک میں اڑتالیس میل انگریزی ہے۔

مسئلہ:- اگر کوئی جگہ اتنی دور ہے کہ اونٹ اور آدمی کی چال سے تو تین منزل ہے، لیکن ریل، موٹر، بس اور ہوائی جہاز میں سفر کرے تو جلد پہنچ جائے تب بھی شریعت میں وہ مسافر ہے۔

مسئلہ:- جو کوئی شریعت کی رُو سے مسافر ہو وہ ظہر اور عصر اور عشاء کی فرض نماز دو دو رکعت پڑھے اور سنتوں کا یہ حکم ہے کہ اگر جلدی ہو تو فجر کی سنتوں کے سوا اور سنتیں چھوڑ دینا درست ہے، اُن کے چھوڑ دینے سے کچھ گناہ نہ ہوگا، اور اگر جلدی نہ ہو نہ اپنے ساتھیوں سے رہ جانے کا ڈر ہو تو سنتیں نہ چھوڑے اور سنتیں سفر میں پوری پوری پڑھے، ان میں کمی نہیں ہے، ایسے مسافر کو یہ بھی اجازت ہے کہ رمضان ہوتے ہوئے فرض روزے نہ رکھے، اس وقت قضا کر کے بعد میں رکھ لے، اس کی تفصیل روزہ کے بیان میں آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

مسئلہ:- فجر اور مغرب اور وتر کی نماز میں بھی کوئی کمی نہیں ہے، جیسے ہمیشہ پڑھتی ہے ویسے ہی سفر میں پڑھتی رہے۔

مسئلہ:- شرعی مسافر ظہر، عصر اور عشاء کی نماز فرض دو رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھے، اس کو پوری چار رکعتیں پڑھنا گناہ ہے۔

مسئلہ:- اگر بھولے سے چار رکعتیں پڑھ لیں تو اگر دوسری رکعت پر بیٹھ کر التحیات پڑھی ہے تب تو دو رکعتیں فرض کی ہو گئیں، اور دو رکعتیں نفل کی ہو جائیں گی، اور اگر دو رکعت پر نہ بیٹھی تو چاروں رکعتیں نفل ہو گئیں، فرض نماز پھر سے پڑھے۔

Marfat.com

مسئلہ:- اگر راستہ میں کہیں ٹھہر گئیں، تو اگر پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کر لی ہے تو اب وہ مسافر نہیں رہی، پھر اگر نیت بدل گئی اور پندرہ دن سے پہلے چلے جانے کا ارادہ ہو گیا تب بھی مسافر نہ بنے گی، نمازیں پوری پوری پڑھے، پھر جب یہاں سے چلے تو اگر وہ جگہ یہاں سے تین منزل ہو جہاں جانا ہے تو پھر مسافر ہو جائے گی، اور جو اس سے کم ہو تو مسافر نہیں بنے گی۔

مسئلہ:- تین منزل جانے کا ارادہ کر کے گھر سے نکلی، لیکن گھر ہی سے یہ بھی نیت ہے کہ فلاں گاؤں میں پندرہ دن ٹھہروں گی، اور یہ گاؤں تین منزل سے کم ہے، تو شرعی مسافر نہ ہوگی، پوری نمازیں پڑھے، پھر اگر اس گاؤں میں پہنچ کر نیت کر کے پندرہ دن ٹھہرنا ہو گیا یا نہ ہوا تب بھی مسافر نہ بنے گی۔

مسئلہ:- نماز پڑھتے پڑھتے نماز کے اندر پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت ہو گئی، تو مسافر نہیں رہی، یہ نماز بھی پوری پڑھے۔

مسئلہ:- تین منزل کے سفر کی نیت سے اپنی آبادی سے نکلنے کے بعد راستہ میں دو چار دن کے لئے کہیں ٹھہرنا پڑا لیکن کچھ ایسی باتیں ہو جاتی ہیں کہ جانا ہوتا ہی نہیں، روزانہ یہ نیت ہوتی ہے کہ کل پرسوں چلی جاؤں گی، لیکن روانگی کی نوبت نہیں آتی، اسی طرح پندرہ بیس دن یا ایک مہینہ یا اس سے بھی زیادہ رہنا ہو گیا لیکن پورے پندرہ دن رہنے کی کبھی نیت نہیں ہوئی، تب بھی مسافر رہے گی، خواہ جتنے دن بھی اسی طرح گزر جائیں۔

مسئلہ:- تین منزل جانے کا ارادہ کر کے چلی، پھر کچھ دور جا کر کسی وجہ سے ارادہ بدل گیا، اور گھر لوٹ آئی، تو جب سے لوٹنے کا ارادہ ہوا ہے اسی وقت سے مسافر نہیں رہی۔

مسئلہ:- کوئی عورت اپنے خاوند کے ساتھ ہے اور اسی کے تابع ہے، راستہ میں جتنا وہ ٹھہرے گا اتنا ہی یہ ٹھہرے گی، تو ایسی حالت میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہے اگر شوہر کا ارادہ پندرہ دن ٹھہرنے کا ہو تو عورت بھی مسافر نہیں رہی، چاہے خود ٹھہرنے کی نیت کرے یا نہ کرے، اور اگر شوہر کا ارادہ کم ٹھہرنے کا ہو تو عورت بھی مسافر ہی رہے گی۔

مسئلہ:- تین منزل چل کے کہیں پہنچی تو اگر وہ اپنا گھر ہے تو مسافر نہیں رہی چاہے کم رہے یا زیادہ، اور اگر اپنا گھر نہیں ہے تو اگر پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو تب بھی مسافر نہیں رہی، اب نمازیں پوری پوری پڑھے، اور اگر نہ اپنا گھر ہے نہ پندرہ دن کے ٹھہرنے کی نیت ہے تو وہاں پہنچ کر بھی مسافر ہی رہے گی، چار رکعت فرض کی دو رکعتیں پڑھتی رہے۔

مسئلہ:- راستہ میں کئی جگہ ٹھہرنے کا ارادہ ہے، دس دن یہاں، پانچ دن وہاں، لیکن پورے پندرہ دن کہیں ٹھہرنے کا ارادہ نہیں تب بھی مسافر رہے گی۔

مسئلہ:- کسی نے اپنا شہر بالکل چھوڑ دیا، کسی دوسری جگہ گھر بنا لیا، اور وہیں رہنے سہنے لگی، اب پہلے شہر سے اور پہلے گھر سے کچھ مطلب نہیں رہا تو اب وہ شہر اور پردیس دونوں برابر ہیں، تو اگر سفر کرتے وقت راستہ میں وہ پہلا شہر پڑے اور دو چار دن وہیں رہنا ہو تو مسافر رہے گی، مسافر شرعی کی طرح نمازیں پڑھے۔

مسئلہ:- اگر کسی کی نمازیں سفر میں قضا ہو گئیں تو گھر پہنچ کر بھی ظہر، عصر، عشاء کی دو ہی رکعتیں قضا

Marfat.com

پڑھے، اور سفر سے پہلے گھر میں اگر ظہر کی نماز (مثلاً) قضا ہوگئی تھی تو سفر کی حالت میں اس کی قضا پڑھے تو چار رکعت پڑھے، قانون یہ ہے کہ جیسی ادا ہونی چاہئے تھی ویسی اس کی قضا ہوگی۔

مسئلہ:- شادی کے بعد اگر عورت مستقل طور پر اپنی سسرال میں رہنے لگی تو اب اس کا اصلی گھر سسرال ہے، پس اگر تین منزل چل کر میکے گئی، اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہیں ہے تو وہاں مسافر رہے گی، مسافرت کے قاعدہ سے نماز پڑھے اور اگر وہاں کا رہنا ہمیشہ کے لئے دل میں طے نہیں کیا تو جو وطن پہلے سے اصلی تھا وہ اب بھی وطن اصلی ہی رہے گا۔

مسئلہ:- دریا میں کشتی چل رہی ہے اور نماز کا وقت آ گیا تو اسی چلتی کشتی پر قبلہ رُخ ہو کر نماز پڑھ لے، اگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں سر گھومے تو بیٹھ کر پڑھے۔

مسئلہ:- ریل پر نماز پڑھنے کا بھی یہی حکم ہے کہ قبلہ رُخ ہو کر چلتی ریل میں نماز پڑھ لے اور اگر کھڑے ہو کر پڑھنے سے سر گھومے یا گرنے کا واقعی خوف ہو تو بیٹھ کر پڑھے، خواہ مخواہ بلا وجہ ریل میں بیٹھ کر نماز پڑھنا یا بلا قبلہ کے پڑھ لینا جیسا کہ لوگ پڑھ لیتے ہیں درست نہیں، اس طرح سے نماز نہیں ہوتی۔

مسئلہ:- نماز پڑھتے میں ریل یا کشتی پھر گئی، اور قبلہ دوسری طرف ہو گیا، تو نماز ہی میں گھوم جائے اور قبلہ کی طرف منہ کر لے۔

تنبیہ:- تین منزل یعنی ۴۸ میل انگریزی کا سفر عورت کو شوہر یا محرم کے بغیر جائز نہیں ہے، اگرچہ ہوائی جہاز کا سفر ہو، عورتیں اس کا لحاظ نہیں کرتی ہیں، اگر تین منزل سے کم سفر ہو تو اس میں بھی بغیر محرم یا شوہر کے سفر میں نہ جائیں، افضل یہی ہے، کیونکہ بعض احادیث میں اس کی ممانعت بھی آئی ہے، اور تین منزل کا سفر بلا محرم و شوہر کے تو جائز ہی نہیں۔

محرم اس کو کہتے ہیں جس سے زندگی بھر کبھی نکاح درست نہ ہو، اور جس محرم پر اطمینان نہ ہو اس کے ساتھ بھی سفر کرنا جائز نہیں، خوب سمجھ لو، اس کی مزید تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ حج کے بیان میں آئے گی۔

مریض کی نماز کا بیان

(۳۱) وَعَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ رَّضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلِّ قَائِمًا فَاِنْ لَّمْ تَسْتَطِعْ فَقَاعِدًا فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَعَلٰى جَنْبٍ. (رواہ البخاری)

ترجمہ: ''حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ، اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھ، اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو لیٹ کر پڑھ۔ (مشکوٰۃ، ص ۱۱۰، از بخاری)

تشریح:- نماز اسلام کا بہت بڑا فریضہ ہے، اور دین اسلام میں اس کا بہت بڑا مرتبہ ہے، سفر ہو، مرض ہو، رنج ہو، خوشی ہو، دکھ تکلیف ہو یا آرام ہو بہر حال نماز پڑھنا فرض ہے۔

شریعت میں مریض کے لئے آسانیاں رکھ دی گئی ہیں، جن کی طرف حدیثِ بالا میں اجمالی اشارہ فرمایا ہے، ہم ان کو تفصیل سے ذکر کرتے ہیں، جب تک ہوش و حواس قائم ہوں نماز چھوڑنے کا کوئی موقع نہیں ہے، جو

Marfat.com

لوگ مرض اور تکلیف میں نماز چھوڑ دیتے ہیں، بہت بڑا گناہ کرتے ہیں، اور اپنی آخرت خراب کرتے ہیں۔

مسئلہ:- کسی کی ایسی نکسیر پھوٹی کہ بند ہی نہیں ہوتی، یا کوئی ایسا زخم ہے کہ برابر بہتا رہتا ہے، کسی وقت بہنا بند نہیں ہوتا یا پیشاب کی بیماری ہے کہ ہر وقت قطرہ آتا رہتا ہے، اور اتنا وقت نہیں ملتا کہ وضو سے نماز فرض پڑھ سکے تو ایسے شخص کو "معذور" کہتے ہیں، اس کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے، جب تک وہ وقت رہے گا وضو باقی رہے گا، البتہ جس بیماری میں مبتلا ہے اس کے سوا اگر کوئی اور بات ایسی پائی جائے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا اور پھر سے کرنا پڑے گا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی کی ایسی نکسیر پھوٹی کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی، اس نے ظہر کے وقت وضو کر لیا تو جب تک ظہر کا وقت باقی رہے گا، نکسیر کے خون کی وجہ سے اس کا وضو نہ ٹوٹے گا، البتہ اگر پیشاب پاخانہ کیا یا سوئی چبھ گئی، اس کی وجہ سے خون نکل آیا تو وضو جاتا رہے گا، پھر دوبارہ وضو کرنا لازم ہوگا۔

مسئلہ:- معذور نے جس نماز کے لئے وضو کیا ہے جب اس نماز کا وقت چلا گیا تو اب دوسرے وقت کے لئے دوسرا وضو کرے اور اسی طرح ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے اور وقت کے اندر اندر اس وضو سے فرض، سنت، واجب، قضا ادا اور نفل نماز جو چاہے پڑھے۔

مسئلہ:- معذور ہونے کا حکم اس وقت لگاتے ہیں جبکہ پورا ایک نماز کا وقت اسی طرح گزر جائے کہ خون وغیرہ اسی طرح برابر بہتا رہا اور اتنا بھی وقت نہ ملا کہ اس وقت کی فرض نماز وضو سے پڑھ لی جاتی، اگر بغیر عذر کی حالت کے اتنا وقت مل گیا کہ اس میں طہارت سے فرض نماز پڑھی جا سکتی تھی تو اس کو معذور شرعی نہ کہیں گے، اس کو خوب سمجھ لو، کیونکہ اس کے بارے میں بہت سے لوگ بڑی غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔

مسئلہ:- نماز کسی حالت میں نہ چھوڑے، جب تک کھڑے ہو کر پڑھنے کی قوت رہے، کھڑے ہو کر پڑھے اور جب کھڑا نہ ہوا جائے تو بیٹھ کر نماز پڑھے، بیٹھے بیٹھے رکوع اور سجدے کرے۔

مسئلہ:- اگر رکوع سجدہ کرنے کی بھی قدرت نہ ہو تو بیٹھے بیٹھے رکوع اور سجدہ کو اشارہ سے ادا کرے، اور سجدہ کے لئے رکوع سے زیادہ جھکے۔

مسئلہ:- اگر ایسی حالت ہو کہ کھڑے ہونے کی قوت ہو لیکن کھڑے ہونے سے بہت تکلیف ہوتی ہے یا بیماری کے بڑھ جانے کا ڈر ہے، تب بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔

مسئلہ:- اگر کھڑے ہونے کی طاقت ہو لیکن رکوع سجدہ کرنے کی طاقت نہیں تو چاہے تو کھڑے ہو کر نماز پڑھے، اور رکوع سجدہ اشارہ سے ادا کرے، اور چاہے تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع سجدہ کو اشارہ سے ادا کرے، دونوں طرح اختیار ہے، لیکن بیٹھ کر پڑھنا بہتر ہے۔

مسئلہ:- اگر بیٹھنے کی بھی طاقت نہیں تو پیچھے کوئی گاؤ تکیہ وغیرہ لگا کر اس طرح لیٹ جائے کہ سر خوب اونچا رہے بلکہ قریب قریب بیٹھنے کے رہے اور پاؤں قبلہ کی طرف پھیلا لے، اور اگر کچھ طاقت ہو تو قبلہ کی طرف پیر نہ پھیلائے، بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے، پھر سر کے اشارہ سے نماز پڑھے اور سجدہ کا اشارہ رکوع کے اشارہ سے زیادہ نیچا کرے، اور اگر گاؤ تکیہ سے ٹیک لگا کر بھی اس طرح نہ لیٹ سکے کہ سر اور سینہ اونچا رہے تو

Marfat.com

قبلہ کی طرف پیر کر کے بالکل چت لیٹ جائے لیکن سر کے نیچے کوئی اونچا تکیہ رکھ دیں، تا کہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے، اور آسمان کی طرف نہ رہے، پھر سر کے اشارہ سے نماز پڑھے، رکوع کا اشارہ کم کرے اور سجدہ کا اشارہ رکوع کے اشارہ سے زیادہ کرے، یعنی سر کو زیادہ آگے بڑھا دے تا کہ رکوع سجدہ میں فرق ہو جائے۔

مسئلہ:- اس صورت میں اگر چت نہ لیٹے بلکہ داہنی یا بائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف منہ کر کے لیٹے اور سر کے اشارہ سے رکوع سجدہ کرے تو یہ بھی جائز ہے، لیکن چت لیٹ کر پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

مسئلہ:- اگر بیہوش ہو جائے تو ہوش آنے کے بعد دیکھیں کہ بیہوشی ایک دن ایک رات سے زیادہ رہی ہے یا اس سے کم، پس اگر ایک دن ایک رات بیہوشی رہی یا اس سے کم رہی تو اتنے اوقات کی قضا نمازیں پڑھنا واجب ہیں اور اگر ایک دن ایک رات سے زیادہ بیہوشی ہو گئی تو واجب نہیں ہے۔

ایک دن ایک رات کا مطلب چوبیس گھنٹے گزر جانا نہیں ہے بلکہ پانچ نمازوں کے اوقات گزر جائیں تو یہ ایک دن ایک رات میں شمار ہے، اور چھ فرض نمازوں کے اوقات پورے گزر جائیں تو یہ ایک دن ایک رات سے زیادہ میں شمار ہوگا۔

مسئلہ:- جب نماز شروع کی اس وقت تندرستی تھی، پھر جب تھوڑی نماز پڑھ لی تو نماز ہی میں کوئی ایسی رگ چڑھ گئی کہ اب کھڑی نہیں رہ سکتی تو باقی نماز بیٹھ کر پڑھے، اگر رکوع سجدہ کر سکے تو کرے ورنہ رکوع سجدہ سر کے اشارہ سے کرے، اور اگر ایسا حال ہو گیا کہ بیٹھنے کی بھی قدرت نہیں ہے تو لیٹ کر باقی نماز پوری کرے۔

مسئلہ:- اگر بیماری کی وجہ سے تھوڑی نماز بیٹھ کر پڑھی جس میں رکوع کی جگہ رکوع اور سجدہ کی جگہ سجدہ کیا، پھر نماز ہی میں تندرست ہو گئی تو اسی نماز کو کھڑے ہو کر پوری کرے۔

مسئلہ:- اگر بیماری کی وجہ سے رکوع سجدہ کی قوت نہ تھی، اس لئے سر کے اشارہ سے رکوع سجدہ کیا، پھر جب کچھ نماز پڑھ لی تو اچھی ہو گئی تو اب رکوع سجدہ کرنے کی طاقت آ گئی تو اب یہ نماز جاتی رہی اس کو پھر سے پڑھے۔

مسئلہ:- خدانخواستہ فالج گرا، اور ایسی بیماری ہو گئی کہ پانی سے استنجا نہیں کر سکتی تو کپڑے یا ڈھیلے سے پونچھ ڈالا کرے، اور اگر کپڑے یا ڈھیلے سے بھی پونچھنے کی طاقت نہ ہو تب بھی نماز قضا نہ کرے اسی طرح نماز پڑھے۔

سجدۂ سہو کا بیان

(۳۲) وعن ابی هریرة رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا قَامَ یُصَلِّیْ جَاءَهُ الشَّیْطٰنُ فَلَبَّسَ عَلَیْهِ حَتّٰی لَا یَدْرِیْ کَمْ صَلّٰی فَاِذَا وَجَدَ ذٰلِکَ اَحَدُکُمْ فَلْیَسْجُدْ سَجْدَتَیْنِ وَهُوَ جَالِسٌ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں کوئی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آ جاتا ہے اور (اِدھر اُدھر کی باتیں سجھا کر) اس کو شک وشبہ میں ڈال دیتا ہے، یہاں تک کہ وہ یہ نہیں جانتا کہ اس نے کتنی رکعات پڑھی ہیں، پس جب تم میں سے کوئی

Marfat.com

شخص اس کو محسوس کرے تو دو سجدے بیٹھے ہی بیٹھے کرے"۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۹۲ ج ۱، از بخاری و مسلم)

تشریح:- نماز بہت بڑی چیز ہے، شیطان کو یہ گوارا نہیں کہ کوئی مسلمان نماز پڑھے، اور نفس بھی حیلے بہانے کرتا ہے، اور جب شیطان کو ذلیل کر کے کسی نے نماز شروع کر ہی دی تو شیطان کوشش کرتا ہے کہ اچھی طرح نہ پڑھ سکے، دھیان بٹاتا ہے، اِدھر اُدھر کے وسوسے ڈالتا ہے جس سے نماز میں بھول چوک اور کمی بیشی ہو جاتی ہے، اس کی تلافی کے لئے آخری قعدہ میں عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ تک التحیات پڑھ کر دو سجدے کئے جاتے ہیں، اس کو سجدۂ سہو کہتے ہیں، یعنی بھول کا سجدہ، سہو کے معنی بھول کے ہیں، اسی مضمون کو حدیثِ بالا میں ذکر فرمایا ہے۔

کسی واجب کے چھوٹ جانے سے یا واجب یا فرض میں تاخیر (یعنی دیر) ہو جانے سے یا کسی فرض کو دوبارہ ادا کرنے سے، مثلاً (ایک رکعت میں دو رکوع کر دیئے یا تین سجدے کر دیئے) ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے، بشرطیکہ بھولے سے ایسا ہوا ہو اور اگر قصداً ایسا کیا ہو تو سجدۂ سہو سے کام نہ چلے گا، بلکہ نماز دہرانی پڑے گی۔

مسئلہ:- فرض چھوٹ جانے کی سجدۂ سہو سے تلافی نہیں ہوتی، اس صورت میں نماز کو دوبارہ پڑھنا فرض ہے، اگرچہ بھول کر چھوٹا ہو۔

مسئلہ:- اگر کسی نماز میں بھول کر کئی باتیں ایسی پیش آ گئیں جن سے سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہے، تو سب کی تلافی کے لئے صرف ایک ہی بار سہو کے دو سجدے کر لینا کافی ہے، سہو کے بہت سے سجدے نہ کئے جائیں گے۔

مسئلہ:- جن چیزوں سے فرض نمازوں میں سجدہ سہو واجب ہوتا ہے ان سے نوافل، سنن اور وتروں میں بھی واجب ہوتا ہے (البتہ نفلوں اور غیر مؤکدہ سنتوں میں بعض صورتیں اس قاعدہ سے مستثنیٰ ہیں، جن کا ذکر آگے آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ)

مسئلہ:- نماز میں الحمد پڑھنا بھول گئی فقط سورۃ پڑھی یا پہلے سورۃ پڑھی بعد میں الحمد پڑھی، اور بعد میں کسی رکعت میں یاد آیا تو سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ:- فرض کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ ملانا بھول گئی تو پچھلی دونوں رکعتوں میں سورۃ ملا دے، اور سجدۂ سہو کرے، اور اگر پہلی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں سورۃ نہیں ملائی تو پچھلی ایک رکعت میں سورۃ ملائے، اور سجدہ سہو کرے، اور اگر پچھلی رکعتوں میں بھی سورۃ ملانا یاد نہ رہا (نہ پہلی رکعتوں میں سورۃ ملائی نہ پچھلی رکعتوں میں) اور اخیر رکعت میں رکوع کے بعد یاد آیا کہ دو رکعتوں میں یا ایک رکعت میں سورۃ نہیں ملائی، تب بھی سجدۂ سہو سے نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ:- سنت اور نفل کی سب رکعتوں میں سورۃ کا ملانا واجب ہے، اس لئے اگر ان کی کسی بھی رکعت میں سورۃ ملانا بھول جائے تو سجدۂ سہو کرے۔

مسئلہ:- الحمد پڑھ کر سوچنے لگی کہ کونسی سورۃ پڑھے اور اس سوچ بچار میں اتنی دیر لگ گئی جتنی دیر میں تین دفعہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہہ سکتی ہے تو بھی سجدۂ سہو واجب ہے۔

مسئلہ:- اگر بالکل اخیر رکعت میں التحیات اور درود شریف پڑھنے کے بعد شبہ ہوا کہ میں نے چار

Marfat.com

رکعت پڑھی ہیں یا تین، اور اسی سوچ میں خاموش بیٹھی رہی اور سلام پھیرنے میں اتنی دیر لگ گئی جتنی دیر میں تین مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہہ سکتی تھی، پھر یاد آ گیا میں نے چاروں رکعتیں پڑھ لیں تو اس صورت میں بھی سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ:- جب الحمد اور سورۃ پڑھ چکی تو بھولے سے کچھ سوچنے لگی اور رکوع کرنے میں اتنی دیر لگ گئی جس کا اوپر ذکر ہوا، تب بھی سجدۂ سہو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ:- اگر پڑھتے پڑھتے درمیان میں رُک گئی اور کچھ سوچنے لگی، اور سوچنے میں اتنی دیر لگ گئی یا دوسری یا چوتھی رکعت میں التحیات کے لئے بیٹھی تو فوراً التحیات نہیں شروع کی، کچھ سوچنے میں اسی قدر دیر لگ گئی، یا جب رکوع سے اٹھی تو دیر تک کھڑی کچھ سوچتی رہی، اور اسی قدر دیر لگا دی، تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو کرنا واجب ہے، غرضیکہ جب بھولے سے کسی فرض یا واجب کی ادائیگی میں تین مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنے کے بقدر دیر لگ جائے گی تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

مسئلہ:- تین رکعت یا چار رکعت والی فرض نماز میں یا وتروں میں جب دو رکعت پر التحیات کے لئے بیٹھی تو دو دفعہ التحیات پڑھ گئی، تو بھی سجدۂ سہو واجب ہے، اور اگر دو رکعت پر بیٹھ کر التحیات کے بعد اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تک درود شریف پڑھ گئی، یا اس سے بھی زیادہ پڑھ گئی، اور اس کے بعد اٹھ کھڑی ہوئی، تب بھی سجدۂ سہو واجب ہے، اور اگر اس سے کم پڑھا ہو تو سہو کا سجدہ واجب نہیں، ظہر کی چار سنتوں کا بھی یہی حکم ہے کہ پہلے قعدہ میں اگر بقدر اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ درود شریف پڑھ لیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

مسئلہ:- نفل نماز اور غیر مؤکدہ چار سنتوں میں دو رکعت پر بیٹھ کر التحیات کے ساتھ درود شریف بھی پڑھنا جائز ہے، اس لئے ان کے پہلے قعدہ میں درود شریف پڑھنے سے سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا، البتہ اگر قعدۂ اُولیٰ میں دو دفعہ التحیات پڑھ جائے تو نفل اور غیر مؤکدہ سنتوں میں بھی سجدۂ سہو واجب ہوگا۔

مسئلہ:- التحیات پڑھنے بیٹھی تو بھولے سے التحیات کی جگہ کچھ اور پڑھ گئی، یا التحیات کی جگہ سورۂ الحمد پڑھ لی تو بھی سہو کا سجدہ واجب ہوگا۔

مسئلہ:- نیت باندھنے کے بعد سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ کی جگہ دعاءِ قنوت پڑھنے لگی تو سہو کا سجدہ واجب نہیں، اسی طرح فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں اگر الحمد کی جگہ التحیات یا کچھ اور پڑھنے لگی تو بھی سجدۂ سہو واجب نہیں ہے، اور اگر فرضوں کی تیسری یا چوتھی رکعت میں الحمد کے بعد کوئی سورۃ ملا لی تب بھی سجدۂ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ:- تین رکعت یا چار رکعت والی نماز میں بیچ میں بیٹھنا بھول گئی اور دو رکعت پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑی ہو گئی تو اگر نیچے کا آدھا دھڑ ابھی سیدھا نہ ہوا ہو تو بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ لے تب کھڑی ہو اور ایسی حالت میں سجدۂ سہو کرنا واجب نہیں، اور اگر نیچے کا آدھا دھڑ سیدھا ہو گیا ہو تو اب نہ بیٹھے بلکہ کھڑی ہو کر چاروں رکعتیں پڑھ لے، صرف اخیر میں بیٹھے اور اس صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے، اگر سیدھی کھڑی ہو جانے کے بعد پھر لوٹ آئے گی اور بیٹھ کر التحیات پڑھے گی تو گنہگار ہوگی اور سجدۂ سہو اب بھی واجب ہوگا۔

Marfat.com

مسئلہ:- اگر چوتھی رکعت پر بیٹھنا بھول گئی، تو اگر نیچے کا دھڑ ابھی سیدھا نہیں ہوا تو بیٹھ جائے اور التحیات ،درود وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے اور سجدۂ سہو نہ کرے، اور اگر سیدھی کھڑی ہوگئی ہو تب بھی بیٹھ جائے بلکہ اگر الحمد اور سورۃ پڑھ لی ہو یا رکوع بھی کر لیا ہو تب بھی بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ کر سجدۂ سہو کر لے اور اگر رکوع کے بعد بھی یاد نہ آیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو ایک رکعت اور ملا کر پوری چھ رکعت کر لے اور سجدۂ سہو نہ کرے، اور اب یہ سب نماز نفل ہوگئی فرض نماز پھر سے پڑھے اور اگر ایک رکعت اور نہ ملائی بلکہ پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا تو چار رکعتیں نفل ہوگئیں اور ایک رکعت ضائع ہوگئی، فرض نماز اس صورت میں بھی پھر سے پڑھے۔

مسئلہ:- اگر چوتھی رکعت پر بیٹھی اور التحیات پڑھ کے کھڑی ہوگئی، تو سجدہ کرنے سے پہلے پہلے جب یاد آجائے بیٹھ جائے، اور التحیات نہ پڑھے بلکہ بیٹھ کر فوراً سلام پھیر کر سجدۂ سہو کر لے، اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکی تب یاد آیا تو ایک رکعت اور ملا کر چھ رکعت نماز پوری کر لے اور سجدۂ سہو بھی کرے اس صورت میں چار رکعت نماز فرض اور دو رکعت نفل ہو جائے گی۔

مسئلہ:- اگر چار رکعت نفل نماز کی نیت کر کے نماز شروع کی اور بیچ میں بیٹھنا بھول گئی، تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو اس وقت تک یاد آجانے پر بیٹھ جانا چاہئے، اگر سجدہ کر لیا تو نماز تب بھی ہوگئی لیکن سجدۂ سہو ان دونوں صورتوں میں واجب ہے۔

مسئلہ:- اگر نماز میں شک ہوگیا کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں، تو اگر یہ شک اتفاقاً ہوگیا ہے ایسا شبہ پڑنے کی اس کی عادت نہیں ہے تو پھر سے نماز پڑھے، اور اگر شک میں پڑنے کی عادت ہے یعنی ایسا شبہ پڑتا رہتا ہے تو دل میں سوچ کر دیکھے کہ دل زیادہ کدھر جاتا ہے اگر زیادہ گمان یہی ہے کہ میں نے چاروں رکعتیں پڑھ لی ہیں تو اور کوئی رکعت نہ پڑھے اور اگر سوچنے کے بعد بھی دونوں طرف برابر خیال رہے نہ تین رکعت کی طرف زیادہ گمان جاتا ہے اور نہ چار کی طرف، تو تین ہی رکعت سمجھے، اور ایک رکعت اور پڑھ لے لیکن اس صورت میں یوں کرے کہ جس رکعت کے بارے میں یہ شک ہوا کہ تیسری ہے یا چوتھی ہے اس رکعت پر بھی بیٹھے اور التحیات پڑھے اور اس رکعت پر بیٹھ کر التحیات اور درود شریف و دعا پڑھے جس کے بارے میں یقین ہے کہ یہ چوتھی ہے، اور سجدۂ سہو بھی کرے۔

مسئلہ:- اگر یہ شک ہوا کہ یہ پہلی رکعت ہے یا دوسری رکعت تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر شک اتفاقاً واقع ہوگیا ہے تو پھر سے نماز پڑھے، اور اگر اکثر شک پڑ جاتا ہو تو جدھر زیادہ گمان ہو جائے اس کو اختیار کرے، اور اگر دونوں طرف برابر گمان رہے، کسی طرف زیادہ نہ ہو تو ایک ہی رکعت سمجھے، لیکن جس رکعت کے بارے میں شک ہوا ہے کہ پہلی ہے یا دوسری ہے اس پر بیٹھ کر التحیات پڑھے، پھر اس کے بعد جو رکعت پڑھے اس پر بھی بیٹھے اور التحیات پڑھے اور اس میں الحمد کے ساتھ سورۃ بھی ملائے، پھر اس کے بعد والی رکعت پر بھی بیٹھے کیونکہ ممکن ہے کہ وہ چوتھی ہو، پھر ایک اور رکعت پڑھ کر بیٹھے اور سجدہ کر کے آخری سلام پھیر لے۔

مسئلہ:- اگر یہ شک ہوا کہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر دونوں گمان برابر درجہ کے ہوں تو اس شک والی رکعت میں بیٹھ کر ایک اور رکعت پڑھے، اور اس پر التحیات کے لئے بیٹھے کہ شاید

Marfat.com

یہی چوتھی ہو، اس کے بعد یقینی طور پر چار رکعت کرنے کے لئے ایک اور رکعت پڑھے اور سجدۂ سہو بھی کرے۔

مسئلہ:- اگر نماز پڑھ چکنے کے بعد یہ شک ہوا کہ نہ معلوم تین رکعتیں پڑھیں یا چار تو اس شک کا کچھ اعتبار نہیں، نماز ہوگئی، البتہ اگر ٹھیک یاد آجائے کہ تین ہی ہوئیں تو پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت اور پڑھ لے، اور سجدۂ سہو کرے بشرطیکہ کسی سے بولی نہ ہو، اور کوئی ایسا کام نہ کیا ہو جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، اور اگر سلام پھیر کر بول پڑی ہو یا کوئی ایسی بات پیش آئی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو دوبارہ پوری نماز پڑھے، اسی طرح اگر التحیات پڑھ چکنے کے بعد یہ شک ہوا کہ تین رکعتیں ہوئیں یا چار تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک ٹھیک یاد نہ آئے اس کا کچھ اعتبار نہیں لیکن احتیاطاً پھر سے نماز پڑھ لے تو اچھا ہے تاکہ دل کی کھٹک نکل جائے اور شبہ باقی نہ رہے۔

مسئلہ:- سجدۂ سہو کرنے کے بعد پھر کوئی ایسی بات ہوگئی جس سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے تو وہی پہلا سجدۂ سہو کافی ہے اب پھر سجدۂ سہو نہ کرے۔

مسئلہ:- نماز میں کچھ بھول گئی تھی جس سے سجدۂ سہو واجب تھا، لیکن سجدۂ سہو کرنا بھول گئی اور دونوں طرف سلام پھیر دیا لیکن ابھی اسی جگہ بیٹھی ہے اور سینہ قبلہ کی طرف سے نہیں پھیرا، نہ کسی سے کچھ بولی نہ کوئی ایسی بات ہوئی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو اب سجدۂ سہو کرلے، بلکہ اگر اسی طرح بیٹھے بیٹھے کلمہ اور درود شریف وغیرہ کوئی وظیفہ بھی پڑھنے لگی تب بھی کچھ حرج نہیں اب سجدۂ سہو کرلے تو نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ:- سجدۂ سہو واجب تھا اور اس نے قصداً دونوں طرف سلام پھیر دیا اور یہ نیت کی کہ میں سجدۂ سہو نہ کروں گی تب بھی جب تک کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے نماز جاتی رہتی ہے سجدۂ سہو کرسکتی ہے، سجدۂ سہو واجب ہوتے ہوئے اگر سجدہ نہ کیا تو نماز کا دُہرانا واجب ہے۔

مسئلہ:- چار رکعت والی یا تین رکعت والی نماز میں بھولے سے دو رکعت پر سلام پھیر دیا، تو اب اٹھ کر اس نماز کو پورا کرے اور سجدۂ سہو کرے، البتہ اگر سلام پھیرنے کے بعد کوئی ایسی بات ہوگئی جس سے نماز جاتی رہتی ہے تو پھر سے نماز پڑھے۔

مسئلہ:- بھولے سے وتر کی پہلی یا دوسری رکعت میں دعاءِ قنوت پڑھ گئی، تو اس کا کچھ اعتبار نہیں، تیسری رکعت میں پھر پڑھے اور سجدۂ سہو کرے۔

مسئلہ:- وتر کی نماز میں شبہ ہوا کہ نہ معلوم یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری رکعت، اور کسی بات کی طرف زیادہ گمان نہیں ہے بلکہ دونوں طرف برابر درجہ کا گمان ہے تو اسی رکعت میں دعاءِ قنوت پڑھے اور بیٹھ کر التحیات بھی پڑھے، پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت اور پڑھے، اور اس میں بھی دعاءِ قنوت پڑھے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے۔

مسئلہ:- وتر میں دعاءِ قنوت کی جگہ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ پڑھ گئی پھر جب یاد آیا تو دعاءِ قنوت پڑھی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ:- وتر میں دعاءِ قنوت پڑھنا بھول گئی، سورۃ پڑھ کے رکوع میں چلی گئی تو سجدۂ سہو واجب ہے۔

Marfat.com

مسئلہ:- الحمد پڑھ کے دوسورتیں یا تین سورتیں پڑھ لیں تو کچھ ڈر نہیں، اس صورت میں سجدۂ سہو واجب نہیں۔
مسئلہ:- فرض نماز کی پچھلی دونوں رکعتوں یا ایک رکعت میں اگر سورۃ ملالی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔
مسئلہ:- نماز کے شروع میں اگر سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ بھول گئی، یا رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ نہیں پڑھا، یا سجدہ میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی نہیں پڑھا یا رکوع سے اُٹھ کر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا یاد نہیں رہا یا نیت باندھتے وقت ہاتھ نہیں اٹھائے یا اخیر قعدہ میں درود شریف یا دعا نہیں پڑھی، یونہی سلام پھیر دیا تو ان سب صورتوں میں سجدۂ سہو واجب نہیں ہے۔
مسئلہ:- فرض کی دونوں پچھلی رکعتوں میں یا ایک رکعت میں الحمد پڑھنی بھول گئی اور بقدر فرض[1] قیام کے چپکی کھڑی رہ کے رکوع میں چلی گئی تو سجدۂ سہو واجب نہیں۔
مسئلہ:- جن چیزوں کو بھول کر سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے اگر کوئی نمازی ان کو قصداً ترک کر دے تو سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا بلکہ اس صورت میں دوبارہ نماز پڑھنا واجب ہوتا ہے، اگر سجدۂ سہو کر بھی لیا تب بھی نماز دُہرانا واجب ہوگا اور جو چیزیں نماز میں نہ فرض ہیں نہ واجب ہیں، ان کے بھول کر چھوٹ جانے سے نماز ہو جاتی ہے، اور سجدۂ سہو واجب نہیں ہوتا جس کی کچھ مثالیں اوپر گزر چکی ہیں۔
سجدۂ سہو کا طریقہ:- سجدۂ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ قعدۂ اخیرہ میں (جس میں سلام پھیرنا ہو) تشہد (التحیات) عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ تک پڑھ کر داہنی طرف کو سلام پھیرے، پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر سجدہ میں جائے اور سجدہ کی تسبیحات پڑھے، پھر اس سجدہ سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے اُٹھ کر بیٹھ جائے اس کے بعد اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے دوسرے سجدہ میں جائے اور سجدہ کی تسبیح پڑھ کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے اٹھ کر بیٹھ جائے اور دوبارہ پوری التحیات اور درود شریف و دعا پڑھ کر دونوں طرف سلام پھیر دے۔

سجدۂ تلاوت کا بیان

مسئلہ:- قرآن مجید میں تلاوت کے سجدے چودہ ہیں، جہاں جہاں قرآن مجید کے کنارہ پر لفظ "السّجدہ" لکھا رہتا ہے اس آیت کو پڑھ کر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے، اور اس سجدہ کو سجدۂ تلاوت کہتے ہیں، البتہ سورۂ حج کے ختم کے قریب جہاں لفظ "السّجدہ" لکھا ہے وہاں حنفی مذہب میں سجدہ نہیں ہے۔
مسئلہ:- سجدۂ تلاوت کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کھڑے ہو کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ایک بار سجدہ کرے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے، سجدہ میں کم سے کم تین مرتبہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے، پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے سر اٹھالے، بس سجدۂ تلاوت ادا ہو گیا۔
مسئلہ:- بہتر یہی ہے کہ کھڑی ہو کر اوّل اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے، پھر سجدہ میں جائے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر کھڑی ہو جائے اور اگر بیٹھ کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر سجدہ میں جائے پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر اُٹھ بیٹھے کھڑی نہ ہو تب بھی درست ہے۔
مسئلہ:- سجدہ کی آیت کو جو شخص پڑھے اس پر بھی سجدہ کرنا واجب ہے اور جو سنے اس پر بھی سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے چاہے قرآن شریف سننے کے قصد سے بیٹھی ہو یا کسی اور کام میں لگی ہو اور بغیر قصد

[1] یعنی تین بار سبحان اللہ کہنے کے بقدر کھڑی رہی، اگر اس سے کم کھڑی رہی تو پھر سے نماز پڑھے، ۱۲

Marfat.com

کے سجدہ کی آیت سن لی ہو، اس لئے بہتر یہ ہے کہ قرآن پڑھنے والا مرد یا عورت سجدہ کی آیت کو آہستہ سے پڑھے تا کہ کسی اور پر سجدہ واجب نہ ہو، اگر سننے والی نے ادائیگی نہ کی تو گنہگار ہوگی۔

مسئلہ:- جو چیزیں نماز کے لئے شرط ہیں وہ سجدۂ تلاوت کے لئے بھی شرط ہیں، یعنی وضو کا ہونا، جگہ کا پاک ہونا، بدن اور کپڑے کا پاک ہونا، قبلہ کی طرف سجدہ کرنا وغیرہ۔

مسئلہ:- جس طرح نماز کا سجدہ کیا جاتا ہے اسی طرح سجدۂ تلاوت بھی کرنا چاہئے، بعض عورتیں یونہی بیٹھے بیٹھے قرآن شریف ہی پر سر رکھ کر سجدہ کر لیتی ہیں اس سے سجدہ ادا نہیں ہوتا اور واجب ذمہ میں رہ جاتا ہے۔

مسئلہ:- اگر کسی کا وضو اُس وقت نہ ہو تو پھر کسی وقت وضو کر کے سجدہ کر لے فوراً اسی وقت سجدہ کرنا ضروری نہیں ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اُسی وقت وضو کر کے سجدہ کر لے کیونکہ بھول جانے کا خطرہ ہے۔

مسئلہ:- اگر کسی کے ذمہ بہت سے سجدے تلاوت کے باقی ہوں اب تک ادا نہ کئے ہوں تو اب ادا کر لے، عمر بھر میں کبھی نہ کبھی ضرور ادا کر لے، زندگی بھر ادا نہ کئے تو ذمہ میں واجب رہ جائیں گے۔

مسئلہ:- اگر حیض یا نفاس کی حالت میں کسی سے سجدہ کی آیت سن لی تو اس پر سجدہ واجب نہیں ہوا، اور اگر ایسی حالت میں سنا جبکہ اس پر غسل واجب تھا تو نہانے کے بعد سجدہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ:- اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھے تو آیت پڑھنے کے بعد فوراً نماز ہی میں سجدہ کر لے، پھر سجدہ سے کھڑے ہو کر باقی سورۃ پڑھ کر رکوع میں جائے، اگر آیتِ سجدہ پڑھ کر فوراً سجدہ نہ کیا بلکہ دو یا تین آیتیں اور پڑھ لیں تب سجدہ کیا تو یہ بھی درست ہے، اور اگر اس سے زیادہ پڑھی گئی پھر سجدہ کیا تو سجدہ تو ادا ہو گیا لیکن گناہ ہوا۔

مسئلہ:- اگر نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی اور نماز ہی میں سجدہ نہ کیا تو اب نماز کے بعد سجدہ کرنے سے ادا نہ ہوگا اب سوائے توبہ و استغفار کے اور کوئی صورت معافی کی نہیں ہے۔

مسئلہ:- نماز میں سجدہ کی آیت پڑھ کر اگر فوراً رکوع میں چلی جائے اور رکوع میں یہ نیت کرے کہ میں سجدۂ تلاوت کی طرف سے بھی یہی رکوع کرتی ہوں تب بھی وہ سجدہ ادا ہو جائے گا، اور اگر رکوع میں یہ نیت نہیں کی تو رکوع کے بعد سجدہ جب کرے گی تو اسی سجدہ سے سجدۂ تلاوت بھی ادا ہو جائے گا، سجدۂ تلاوت کی نیت کرے یا نہ کرے، بشرطیکہ سجدہ کی آیت پڑھنے کے بعد تین آیات سے زیادہ قرآن نہ پڑھا ہو اور اس سے پہلے ہی رکوع و سجدہ کر لیا ہو۔

مسئلہ:- نماز پڑھتے میں کسی دوسرے سے سجدہ کی آیت سنے تو نماز میں سجدہ نہ کرے، بلکہ نماز کے بعد کرے، اگر نماز ہی میں یہ سجدہ کرے گی تو سجدہ ادا نہ ہوگا، نماز کے بعد پھر کرنا پڑے گا۔

مسئلہ:- ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی ایک ہی آیت کو کئی بار پڑھے، تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا، چاہے اخیر میں سجدہ کر لے چاہے پہلی دفعہ پڑھ کے سجدہ کرے، پھر اسی کو بار بار دُہراتی رہے، اور اگر جگہ بدل گئی، تب اسی آیت کو دُہرایا پھر تیسری جگہ جا کر وہی آیت پڑھی، اسی طرح برابر جگہ بدلتی رہی تو اس طرح جتنی دفعہ دُہراتی رہے گی اتنی ہی دفعہ سجدہ واجب ہوگا۔

Marfat.com

مسئلہ:- اگر ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کئی آیتیں پڑھیں تو بھی جتنی آیتیں پڑھے اتنے ہی سجدے کرے۔

مسئلہ:- بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی، پھر اُٹھ کھڑی ہوئی، لیکن چلی پھری نہیں جہاں بیٹھی تھی وہیں کھڑے کھڑے وہی آیت پھر دُہرائی تو ایک ہی سجدہ واجب ہے۔

مسئلہ:- ایک جگہ سجدہ کی آیت پڑھی اور اُٹھ کر کسی کام کو چلی گئی، پھر اسی جگہ آکر وہی آیت پڑھی تو دو سجدے کرے۔

مسئلہ:- اگر نماز میں سجدہ کی ایک ہی آیت کو کئی دفعہ پڑھے تب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہے، چاہے سب دفعہ پڑھ کے اخیر میں سجدہ کرے یا ایک دفعہ پڑھ کے سجدہ کر لے پھر اسی رکعت یا دوسری رکعت میں وہی آیت پڑھے۔

مسئلہ:- سجدہ کی کوئی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا، پھر اُسی جگہ نیت باندھ لی اور وہی آیت پھر نماز میں پڑھی اور نماز میں سجدۂ تلاوت کیا تو یہی سجدہ کافی ہے، دونوں سجدے اُسی سے ادا ہو جائیں گے۔ البتہ اگر جگہ بدل گئی ہو تو دوسرا سجدہ بھی واجب ہوگا اور اگر سجدہ کی آیت پڑھ کر سجدہ کر لیا پھر اسی جگہ نماز کی نیت باندھ لی اور وہی آیت نماز میں دُہرائی تو اب نماز میں دوبارہ سجدۂ تلاوت کرے۔

مسئلہ:- پڑھنے والی کی جگہ نہیں بدلی، ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے ایک آیت کو بار بار پڑھتی رہی لیکن سننے والی کی جگہ بدل گئی کہ پہلی مرتبہ اور جگہ سنا تھا اور دوسری مرتبہ دوسری جگہ اور تیسری مرتبہ تیسری جگہ تو پڑھنے والی پر ایک ہی سجدہ واجب ہے اور سننے والی پر کئی سجدے واجب ہوں گے جتنی دفعہ سنے اتنے ہی سجدے کرے۔

مسئلہ:- اگر سننے والی کی جگہ نہیں بدلی بلکہ پڑھنے والی کی جگہ بدل گئی تو پڑھنے والی پر کئی سجدے واجب ہوں گے اور سننے والی پر ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔

مسئلہ:- ساری سورۃ پڑھنا اور سجدہ کی آیت کو چھوڑ دینا مکروہ اور منع ہے، سجدہ سے بچنے کے لئے آیتِ سجدہ نہ چھوڑے، کیونکہ اس میں عملی طور پر گویا سجدہ سے انکار ہے جو مومن کی شان کے خلاف ہے، اور اگر سجدہ کی آیت پڑھے اور اس کے آگے پیچھے کی آیت نہ پڑھے تو یہ مکروہ نہیں ہے، لیکن اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ آیتِ سجدہ کے ساتھ اس کے آگے یا پیچھے سے ایک دو آیت اور ملا لے۔

نمازِ جنازہ

ہر مسلمان میت کی نمازِ جنازہ پڑھنا فرض کفایہ ہے، نمازِ جنازہ عموماً مرد ہی پڑھ لیتے ہیں، اس لئے اس کتاب میں اس کے لکھنے کی چنداں ضرورت نہ تھی، لیکن بہت سے دیہاتی علاقوں میں مردوں کو بغیر نمازِ جنازہ اس وجہ سے دفن کر دیتے ہیں کہ نماز پڑھانے والا کوئی نہیں ہوتا، اس لئے ہم یہاں غلط فہمی دور کرنے کے لئے ضروری باتیں لکھتے ہیں تاکہ نمازِ جنازہ کے بغیر کوئی میت دفن نہ ہو اور بوقت ضرورت عورت بھی نماز جنازہ پڑھ سکے، جس سے فرضِ کفایہ ادا ہو جائے۔

پس جاننا چاہئے کہ نمازِ جنازہ کے لئے جماعت شرط نہیں ہے، اور یہ بھی شرط نہیں ہے کہ جو نماز پڑھے وہ مرد ہی ہو، اور یہ بھی شرط نہیں ہے کہ نمازِ جنازہ میں جو دعائیں پڑھی جاتی ہیں وہ ہی پڑھی جائیں، کیونکہ

Marfat.com

دعائیں سنت ہیں، شرط یا فرض وواجب نہیں ہیں، البتہ نمازِ جنازہ کے لئے باوضو ہونا شرط ہے، اور نمازِ جنازہ کی نیت سے میّت کو قبلہ رُو سامنے رکھ کر چار مرتبہ اللہ اکبر کہہ دینے سے نمازِ جنازہ ادا ہو جاتی ہے، یعنی فرضِ کفایہ ادا ہو جاتا ہے، اس نماز میں قیام (یعنی کھڑا ہونا) اور چار تکبیریں ہی فرض ہیں، جو دعائیں پڑھی جاتی ہیں ان کا پڑھنا سنت ہے ان کے بغیر بھی فرض کی ادائیگی ہو جاتی ہے۔

پس اگر کوئی ایک مرد یا ایک عورت بھی اس طرح نمازِ جنازہ پڑھ لے تو فرضِ کفایہ ادا ہو جائے گا، البتہ جس قدر آدمی زیادہ ہوں اُس قدر میّت کے حق میں اچھا ہے، اور جنازہ کی دعائیں بھی یاد کر لینی چاہئیں، خود یاد کریں اور بچوں کو یاد کرائیں، پہلی تکبیر کے بعد سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ آخر تک اور دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھتے ہیں، اور تیسری تکبیر کے بعد میّت کے لئے دعا کرتے ہیں اور چوتھی مرتبہ تکبیر کے بعد سلام پھیر دیتے ہیں، پہلی مرتبہ جب تکبیر کہیں تو اسی طرح ہاتھ اٹھائیں جیسے تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھائے جاتے ہیں، اس کے بعد کی تکبیروں میں ہاتھ نہیں اٹھائے جاتے، تیسری تکبیر کے بعد جو دعائیں پڑھتے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے کہ اگر بالغ مرد یا عورت کا جنازہ ہو تو تیسری تکبیر کے بعد یہ دعائیں پڑھیں:

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ ط

''اے اللہ تو ہمارے زندوں کو اور ہمارے مردوں کو اور ہمارے حاضروں کو اور ہمارے غائبوں کو اور ہمارے چھوٹوں کو اور ہمارے بڑوں کو اور ہمارے مردوں کو اور ہماری عورتوں کو بخش دے، اے اللہ ہم میں سے تو جسے زندہ رکھے تو اسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے تو جسے موت دے تو اسے ایمان پر موت دے''۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا ط

''اے اللہ! اس بچہ کو تو ہمارے لئے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والا بنا، اور اس کو ہمارے لئے اجر اور ذخیرہ اور سفارش کرنے والا اور سفارش منظور کیا ہوا بنا دے''۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْھَا لَنَا شَافِعَۃً وَّمُشَفَّعَۃً ط

''اے اللہ! تو اس بچی کو ہمارے لئے پہلے سے جا کر انتظام کرنے والی بنا اور اس کو ہمارے لئے اجر اور ذخیرہ اور سفارش کرنے والی اور سفارش منظور کی ہوئی بنا''۔

دیکھو صرف پانچ چھ سطروں میں پوری نمازِ جنازہ آ گئی، ثناء اور درود شریف تو سب کو یاد ہوتا ہی ہے، اگر ان کو بھی ملاؤ تو دس سطریں ہو گئیں، ایسی بھی کیا ڈوب پڑ گئی کہ دس سطریں بچوں اور بچیوں کو یاد نہ کرائیں، اور خود بھی یاد نہ کریں، اور مردوں کو بے نماز پڑھائے دفن کرنا منظور کر لیں۔

عورتوں کو گھر میں نماز پڑھنے کا حکم

(۳۳) وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ صَلٰوۃُ الْمَرْأَۃِ فِیْ بَیْتِھَا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِھَا فِیْ حُجْرَتِھَا وَصَلَاتِھَا فِیْ مِخْدَعِھَا اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِھَا فِیْ بَیْتِھَا. (رواہ ابوداؤد وابن خزیمہ فی صحیحہ)

Marfat.com

وعند الطبرانی فی الاَوسط عَنْ اُمِّ سَلِمَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا بِاَسْنَادٍ جَیِّدٍ وَصَلَاتُھَا فِیْ دَارِھَا خَیْرٌ مِّنْ صَلَاتِھَا فِیْ مَسْجِدِ قَوْمِھَا وعنده ایضا فی الاوسط المرأة عَوْرَةٌ وَاِنَّھَا اِذَا خَرَجَتْ مِنْ بَیْتِھَا اسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطَانُ وَاِنَّھَا لَا تَکُوْنُ اَقْرَبَ اِلَی اللّٰہِ مِنْھَا فِیْ قَعْرِ بَیْتِھَا ورجاله رجال الصحیح. (کذا فی الترغیب والترھیب)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت کی نماز جو اس کے کمرے میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو اس کے دالان میں ہو اور اس کی نماز جو اندر والے خصوصی کمرے میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو کسی عام کمرے میں ہو اور ایک روایت میں ہے جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عورت کی نماز جو اس کی حویلی میں ہو اس نماز سے بہتر ہے جو اس کے قبیلہ کی مسجد میں ہو۔ ایک اور حدیث میں ہے جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے اور بے شک جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو اسے شیطان تکنے لگتا ہے اور عورت اس وقت سب سے زیادہ اللہ سے قریب تر ہوتی ہے جبکہ وہ اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے۔ (الترغیب والترہیب للحافظ المنذری صفحہ ۱۳۵، جلد اوّل الطباعت المنیریہ)

تشریح:- ان روایات میں عورتوں کو بتایا گیا ہے کہ وہ نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں جانے کی فکر میں نہ پڑیں کیونکہ گھر سے باہر طرح طرح کے آدمی ہیں، شیطان کے لشکر ہیں، فاسق و فاجر لوگ ہیں جن کا شیوہ بدنظری اور گناہگاری ہے، یہ لوگ باہر نکلنے والی عورت پر شیطان کے توجہ دلانے پر اپنی نظریں گاڑ دیتے ہیں، جیسے مردوں کے ذمہ مال کمانا اور ضرورت کی چیزیں فراہم کر کے لانا ہے کیونکہ وہ باہر نکلتے ہیں اسی طرح سے مساجد میں جا کر نماز باجماعت کی ادائیگی بھی ان کے ذمہ لازم کر دی گئی ہے اور عورت کے لئے یہ فرمایا ہے کہ وہ اپنے گھر سے باہر نہ نکلے ہاں اگر کوئی بہت ہی مجبوری ہو تو خوب زیادہ پردہ کے اہتمام کے ساتھ نکلنے کی اجازت دی گئی ہے۔ دیکھئے حدیث میں فرمایا ہے کہ عورت کو اللہ کی نزدیکی سب سے زیادہ اس وقت حاصل ہوتی ہے جبکہ وہ اپنے گھر کے اندر ہو اور عورت کی وہ نماز سب سے بہتر ہے جو اندر در اندر بالکل آخری کمرہ میں ہو اور محلّہ کی مسجد میں جا کر جماعت میں شریک ہو کر نماز پڑھنے سے زیادہ بہتر یہ ہے کہ اپنے گھر میں سے زیادہ اندر والے کمرے میں نماز پڑھے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے: وَمَا عَبَدَتْ اِمْرَاَةٌ رَبَّھَا مِثْلَ اَنْ تَعْبُدَهٗ فِیْ بَیْتِھَا، یعنی عورت اپنے رب کی عبادت گھر میں کرتی ہے اس سے بڑھ کر اس کے لئے کوئی عبادت نہیں ہے۔ (الطبرانی باسناد حسن کما قال المنذری)

حضرت اُمِ حمید رضی اللہ عنہا کو ہدایتِ نبوی ﷺ:- حضرت اُمّ حمید رضی اللہ عنہا ایک صحابی عورت تھیں انہوں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کو محبوب رکھتی ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنا چاہتی ہو حالانکہ تمہارا کمرہ میں نماز پڑھنا دالان میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور دالان میں نماز پڑھنا گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور گھر کے صحن میں نماز پڑھنا تمہارے اپنے قبیلے کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور تمہارے اپنے قبیلے کی مسجد میں نماز پڑھنا اس سے بہتر ہے

Marfat.com

کہ تم میری مسجد میں آکر نماز پڑھو۔ (راوی کا بیان ہے کہ) یہ بات سن کر حضرت اُمّ حمیدؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے نماز پڑھنے کی جگہ اپنے گھر کے بالکل آخری اندرونی حصہ میں مقرر کر لی جہاں خوب تاریکی تھی اور موت آنے تک برابر اسی میں نماز پڑھتی رہیں۔ (الترغیب والترہیب بروایت احمد وابن خزیمۃ وابن حبان)

اُس زمانے کی عورتوں میں دین کی باتوں پر عمل کرنے کا جذبہ تھا، انہوں نے سرور عالم ﷺ کی بات سن کر اپنے گھر میں بالکل اندر در اندر نماز کی جگہ بنالی اور وہیں نماز پڑھتی رہیں، آج کل کی عورتیں حدیثیں بھی سنتی ہیں کتابیں بھی پڑھتی ہیں اور جو شریعت میں پردہ کی اہمیت ہے اُسے بھی جانتی ہیں لیکن پھر بھی عمل کرنے سے گریز کرتی ہیں۔ اوّل تو عورتوں کو دینی زندگی گزارنے کی خاص رغبت ہی نہیں رہی اور جن کی دین کی طرف توجہ ہے وہ بھی دینی احکام کو طبیعت کے مطابق ادا کرنا چاہتی ہیں، شریعت کے مطابق انجام دینے کا ارادہ نہیں کرتیں، حالانکہ طبیعت پر چلنے میں ثواب نہیں ہے شریعت پر چلنے میں ثواب ملتا ہے۔

مساجد میں عورتوں کے جانے کی ممانعت:- بعض عورتوں کو نماز کا شوق اور ذوق ہوتا ہے جو بہت مبارک ہے لیکن مسجدوں میں جا کر نمازیں پڑھنے کی رغبت رکھتی ہیں اور بہت سے مواقع مثلاً (شب برأت، ختم قرآن وغیرہ) میں مساجد میں پہنچ جاتی ہیں اور اس میں ثواب سمجھتی ہیں حالانکہ بے پردگی ہو جاتی ہے اور بچے ساتھ ہونے کی وجہ سے مسجد کی بے حرمتی بھی ہوتی ہے۔ وہاں بیٹھ کر باتیں بناتی ہیں جس سے مردوں کی جماعت میں خلل آتا ہے، یہ سب چیزیں ایسی ہیں جن سے پرہیز کرنا لازم ہے۔

حضرت اُمّ حمید رضی اللہ عنہا کی روایت سے معلوم ہوا انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کی خواہش ظاہر کی اس پر آپ ﷺ نے گھر کے اندر والے کمرے میں نماز پڑھنے کی نصیحت فرمائی حالانکہ حضور ﷺ کی مسجد کی ایک نماز ہزار نمازوں سے بہتر ہے۔ معلوم ہوا کہ عورتوں کو گھر ہی میں نماز پڑھنا لازم ہے۔

حضرت اُمّ حمید رضی اللہ عنہا کے قصہ میں یہ جو فرمایا کہ تمہارا اپنے قبیلے کی مسجد میں نماز پڑھنا میری مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے یہ اس وقت کی بات ہے جب عورتیں پردہ کا اہتمام کرتے ہوئے خوشبو لگائے بغیر مسجد میں نماز کے لئے جایا کرتی تھیں۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے:

لَا تُقْبَلُ صَلٰوةُ امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ لِلْمَسْجِدِ حَتّٰى تَغْتَسِلَ غُسْلَهَا مِنَ الْجَنَابَةِ.

اس عورت کی نماز قبول نہ ہوگی جو مسجد میں جانے کے لئے خوشبو لگائے جب تک کہ ایسا غسل نہ کرے جیسا ناپاکی دُور کرنے کے لئے پورا غسل کیا جاتا ہے۔ (رواہ ابوداؤد)

اور اس پر قانون تھا کہ فرض نماز کا سلام پھیر کر پہلے عورتیں چلی جاتی تھیں (اِن کی صف سب کے پیچھے ہوتی تھی) حضور اقدس ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھ دوسرے نمازی اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے تھے، جب عورتیں چلی جاتیں تب اٹھتے تھے۔ (بخاری ص ۱۱۹ و ۱۲۰ ج ۱)

آج کل نہ تو پردہ کا اہتمام ہے نہ مردوں میں تقویٰ وطہارت ہے، نہ عورتوں میں سادہ لباس کا رواج ہے خوب بن ٹھن کر خوشبو لگا کر نکلتی ہیں، برقعہ پہنتی ہیں تو بھڑکدار اور پھولدار اور بہت سی عورتیں منہ کھول کر

Marfat.com

چلتی ہیں، کچھ ایسی بھی ہیں جن کے نقاب میں چہرہ جھلملاتا رہتا ہے، اِن حالات میں باہر نکلنے کی کیسے اجازت ہوسکتی ہے؟ آستینیں آدھی بلکہ بلا آستین کے کرتے اور فراک پہنے ہوئے چھوٹے دوپٹہ کی چار انگل والی ایک کتر گلے میں ڈال کر چل دیتی ہیں مردوں کی نظریں ان کی طرف کھنچتی ہیں اور ایسے لباس میں نماز بھی نہیں ہوتی، اس حالت میں باہر نکلنا کسی طرح جائز نہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد:- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے زمانے کی عورتوں کے بارے میں فرمایا تھا کہ حضور اقدس ﷺ اگر عورتوں کا یہ ڈھنگ دیکھ لیتے جو انہوں نے آج بنالیا ہے تو اُن کو ضرور (سختی کے ساتھ) مسجد میں آنے سے منع فرماتے جیسا کہ (دوسری اُمتوں میں) بنی اسرائیل کی عورتیں روک دی گئی تھیں۔ (بخاری شریف ص ۱۲۰ ج ۱)

جب عورتوں کو نماز جماعت کے لئے جانے سے روک دیا گیا تو میلوں ٹھیلوں میں اور پارکوں میں اور بازاروں میں آنے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آج کل عجیب رواج ہوگیا ہے کپڑا اور سبزی ترکاری وغیرہ خریدنا اور خانگی ضروریات کی اشیاء بازار سے لانا لوگوں نے عورتوں پر ڈال دیا ہے یا عورتوں نے زبردستی مردوں کے اس کام پر قبضہ کرلیا ہے جو مردوں کے لئے لائق شرم ہے۔

☆☆.....☆☆

Marfat.com

کتاب الزکوٰۃ والصّدقات

والانفاق فی وجوہ الخیر

زکوٰۃ وصدقات کے فضائل ومسائل

عزیزوں اور پڑوسیوں پر خرچ کرنے کا ثواب
عورتوں کو زکوٰۃ اور صدقہ کا خصوصی حکم

(۳۴) وَعَنْ زَيْنَبَ امْرَءَةِ عَبْدِاللّٰهِ قَالَتْ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ فَاِنَّكُنَّ اَكْثَرُ اَهْلِ جَهَنَّمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے مستورات کو خطاب فرماتے ہوئے نصیحت فرمائی کہ اے عورتو! صدقہ دو اگرچہ اپنے زیور ہی سے ہو کیونکہ قیامت کے روز اکثر اہل دوزخ تم ہی ہوگی۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۶۰، بحوالہ ترمذی)

تشریح:- رسولِ اکرم ﷺ کبھی کبھی خواتین کو بھی اجتماعی خطاب فرماتے تھے۔ ایک موقع پر یہ بات ارشاد فرمائی جو حدیث بالا میں مذکور ہے یعنی عورتوں کو صدقہ کرنے کا حکم فرمایا اور ساتھ ہی صدقہ کا فائدہ بھی بتایا اور وہ یہ کہ صدقہ کو دوزخ سے بچانے میں بڑا دخل ہے۔ چونکہ عورتوں سے بھی طرح طرح کے گناہ سرزد ہوتے رہتے ہیں اور بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا رہتی ہیں اس لئے دوزخ سے بچنے کی تدبیر بتائی کہ صدقہ دیا کرو، اگر علیحدہ مال نہ ہو تو زیور ہی میں سے دے دو۔ قرآن وحدیث میں لفظ صدقہ فرض زکوٰۃ کے لئے بھی مستعمل ہوا ہے اور نفل صدقہ کے لئے بھی بولا گیا ہے۔ اس حدیث سے صدقۂ فرض یعنی زکوٰۃ اور صدقۂ نافلہ یعنی خیر خیرات دونوں مراد ہو سکتے ہیں۔

زکوٰۃ کس پر فرض ہے:- زکوٰۃ ہر اُس بالغ مرد وعورت پر فرض ہے جو بقدر نصاب شرعی مال کا مالک ہو، خواہ مال اُس کے پاس ہو خواہ بنک میں رکھا ہو، خواہ نقدی ہو خواہ نوٹ ہو، خواہ سونا چاندی ہو، جتنے روپے یا مال کے عوض ساڑھے باون تولہ چاندی آسکتی ہو اس کو نصاب کہتے ہیں۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ بڑے رئیس کبیر اور امیر ودولت مند پر ہی زکوٰۃ فرض ہے حالانکہ فرضیت زکوٰۃ کے لئے بہت بڑا مالدار ہونا ضروری نہیں ہے غور کرلو کہ ساڑھے باون تولہ چاندی کتنے روپے میں آسکتی ہے اگر دس روپے تولہ بھی ہو تو ساڑھے پانچ سو روپے کے اندر اندر آجائے گی، بہت سی عورتوں کے پاس اتنا مال ہوتا ہے مگر زکوٰۃ ادا نہیں کرتی ہیں اور عمر بھر گناہگار رہتی ہیں اور اسی گناہ میں مبتلا ہوتے ہوئے مر جاتی ہیں۔ اگر نقدی نہ ہو تو زیور تو ہوتا ہی ہے جو میکہ یا سسرال سے ملتا ہے اس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے مگر ادا نہیں کی جاتی۔ یہ زیور آخرت میں وبال جان بنے گا تو پچھتاوا ہوگا۔ اَعاذنا اللہ تعالیٰ منہ.

Marfat.com

مسئلہ:- سامان تجارت پر بھی زکوٰۃ فرض ہوتی ہے، اگر ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے۔

مسئلہ:- اگر کچھ نقدی موجود ہے نہ سامانِ تجارت ہے نہ چاندی ہے اور صرف سونا ہے تو جب تک ساڑھے سات تولہ سونا نہ ہو زکوٰۃ فرض نہ ہوگی لیکن اگر کچھ چاندی اور کچھ سونا ہے یا کچھ سونا ہے کچھ نوٹ رکھے ہیں یا کچھ سونا یا چاندی ہے اور کچھ سامانِ تجارت اور ان صورتوں میں ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت ہو جاتی ہے تو زکوٰۃ فرض ہو جائے گی۔ اس کو خوب سمجھ لو۔ اس مسئلہ کی رُو سے اکثر عورتوں پر زکوٰۃ فرض ہے جن کے پاس تھوڑا بہت زیور ہے۔ ہر مسلمان مرد و عورت کو چاہئے کہ اپنی مالیت اور زیور اور دکان کے سامان اور نقد مالیت کا حساب لگائے، یہ جو بہت سی عورتیں سمجھتی ہیں کہ زیور استعمالی چیز ہے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں یہ خیال صحیح نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں ابھی ایک حدیث بھی آرہی ہے، انشاءاللہ تعالیٰ۔

چاندی سونے کی ہر چیز پر زکوٰۃ ہے خواہ سونے چاندی کے برتن ہوں خواہ گوٹے کی شکل میں ہو خواہ زیور کی صورت میں خواہ استعمالی ہو خواہ یوں ہی رکھا ہو۔

مسئلہ:- بقدر نصاب شرعی مالیت کا مالک ہونے پر زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے بشرطیکہ ایک سال اس مال پر گزر جائے۔

مسئلہ:- سال کے اندر اگر مال گھٹ جائے اور سال ختم ہونے سے پہلے اتنا مال پھر آجائے کہ اگر اس کو باقی مال میں جوڑ دیں تو بقدر نصاب شرعی کے ہو جائے تو اس صورت میں زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہو جائے گی اور نئے مال کے آنے سے سال شروع نہ ہوگا بلکہ جب شروع میں مال آیا تھا اسی وقت سے سال کا حساب لگے گا، یہ مسئلہ اس سے متعلق ہے جس پر ایک بار زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہو چکی ہو۔

صاحب نصاب کو زکوٰۃ لینا

مسئلہ:- جتنی مالیت پر زکوٰۃ فرض ہے اس قدر مال کسی کے پاس ہو خواہ اتنی مالیت کا فاضل سامان بنک میں ہو تو اس کو زکوٰۃ لینا حرام ہے اور اس کو زکوٰۃ دی جائے گی تو ادا نہ ہوگی۔ مستحق زکوٰۃ وہ ہے جس کے پاس بقدر نصاب شرعی کے مال نہ ہو اور سید نہ ہو۔ بہت سی عورتیں بیوہ ہوتی ہیں صرف اُن کے بیوہ ہونے پر نظر کر کے زکوٰۃ دے دی جاتی ہے حالانکہ اُن کے پاس بقدر نصاب خود زیور ہوتا ہے، ایسی صورت میں زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی اور اُن کو لینا بھی حلال نہیں ہوتا۔

زکوٰۃ کے بارے میں قمری سال معتبر ہے:- چاند کے حساب سے مال پر ایک سال گزر جانے سے زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہو جاتی ہے۔ انگریزی سال سے ادا کرنے میں ہر سال دس روز کے بعد زکوٰۃ ادا ہوگی اور ۳۶ سال بعد ایک سال کی زکوٰۃ کم ہو جائے گی جو اپنے ذمہ باقی رہے گی۔

کتنی زکوٰۃ ادا کرے:- چاند کے اعتبار سے پورا سال گزر جانے پر اڑھائی روپے سیکڑہ یا ۲۵ روپے فی ہزار زکوٰۃ ادا کر دے۔ یہ چالیسواں حصہ بنتا ہے۔ دیکھو خدائے پاک نے کتنا کم فریضہ رکھا ہے اور وہ بھی تمہارے لئے ہی ہے خدا کے کام تھوڑا ہی آتا ہے، وہ تو بے نیاز ہے، اُسی نے تو سب کو سب کچھ دیا ہے، تم

Marfat.com

اپنے مال کا ثواب آخرت میں خود پالوگی اور دنیا میں بھی زکوٰۃ دینے کے سبب مال کی حفاظت رہے گی اور مال میں ترقی ہوگی، حضور اقدس ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا کہ صدقہ سے مال کبھی کم نہیں ہوتا۔ (وَمَا نَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِّنْ صَدَقَةٍ. (مشکوٰۃ ص ۴۵۱)

بہت سی عورتیں یہ سوال اٹھاتی ہیں کہ زیور کے علاوہ ہمارے پاس مال کہاں ہے اگر اس میں سے دیں تو سب ختم ہو جائے گا۔ اوّل تو بات یہ ہے کہ شوہر سے لے کر ادا کر سکتی ہے جب وہ بیجا چوچلوں کے لئے دیتا ہے اور فیشن کے فضول اخراجات اٹھاتا ہے تو تمہارے کہنے سے تم کو دوزخ کے عذاب سے بچانے کے لئے سال بھر میں ڈھائی روپے سیکڑہ کیوں نہ دے گا، اور اگر وہ نہیں دیتا تو زیور بیچو۔ ابھی ابھی حدیث سے معلوم ہوا کہ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا۔ اگر تم زکوٰۃ دو گی تو اللہ تعالیٰ اور زیادہ مال دے گا اور زیور بڑھے گا مگر تم تو اللہ کی طرف بڑھو۔ فرض کرو زکوٰۃ دیتے دیتے زیور ختم ہو جائے تو کیا حرج ہوا دوزخ کے عذاب سے بچ جانا اور جنت کی نعمتیں مل جانا کیا کم فائدہ ہے اب ایک صحابی عورت کا قصہ سنو۔

زیور کی زکوٰۃ نہ دینے پر وعید

(۳۵) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ امْرَءَةً اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهَا اِبْنَةٌ لَهَا وَفِيْ يَدِهَا مَسْكَتَانِ غَلِيْظَتَانِ مِنْ ذَهَبٍ فَقَالَ لَهَا اَتُعْطِيْنَ زَكٰوةَ هٰذَا قَالَتْ لَا قَالَ اَفَيَسُرُّكِ اَنْ يُّسَوِّرَكِ اللّٰهُ بِهِمَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ سِوَارَيْنِ مِنْ نَّارٍ قَالَ فَخَلَعَتْهُمَا فَاَلْقَتْهُمَا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَتْ هُمَا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ. (ابوداؤد شریف ص ۲۱۸)

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد اور دادا کے واسطہ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک عورت رسولِ اکرم ﷺ کی خدمت میں آئی، اُس کے ساتھ اُس کی ایک لڑکی تھی جس کے ہاتھ میں سونے کے دو موٹے موٹے کنگن تھے، آنحضرت ﷺ نے اس عورت سے دریافت فرمایا کہ تم اس زیور کی زکوٰۃ ادا کرتی ہو؟ عرض کیا نہیں! فرمایا کیا تم یہ پسند کرتی ہو کہ ان کی وجہ سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تم کو آگ کے دو کنگن پہنا دے، یہ سن کر اُس عورت نے وہ دونوں کنگن (بچی کے ہاتھ سے) نکالے اور بارگاہِ رسالت میں پیش کر دیئے اور عرض کیا کہ یہ دونوں اللہ و رسول کے لئے ہیں (میں اپنے پاس نہیں رکھتی آپ کو اختیار ہے جہاں چاہیں خرچ فرمائیں)۔

تشریح:- حضور اقدس ﷺ کے صحابی مرد و عورت سب ہی آخرت کے بہت فکرمند تھے۔ اور وہاں کے عذاب سے بہت ڈرتے تھے۔ دیکھا ایک صحابیہؓ عورت نے دوزخ کی بات سن کر دونوں کنگن خیرات کر دیئے اور آنحضرت ﷺ کے حوالے کر دیئے کہ جہاں چاہیں راہِ خدا میں خرچ فرمائیں۔ اگرچہ عذاب سے بچنے کی یہ صورت بھی تھی کہ وہ اب تک کی زکوٰۃ ادا کر دیتیں اور آئندہ زکوٰۃ دینے کا اہتمام کرتیں لیکن انہوں نے یہ پسند ہی نہ کیا کہ وہ کنگن پاس رہیں کیونکہ شاید پھر کوتاہی ہو جائے، اس لئے وہ چیز پاس نہ رکھی جس سے گرفت کا احتمال ہو سکے۔ سبحان اللہ صحابی مرد و عورت کیسے دیندار اور آخرت کے فکرمند تھے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔

Marfat.com

نفلی صدقہ کی فضیلت

(۳۶) وَعَنْ اَسْمَاءَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْفِقِیْ وَلَا تُحْصِیْ فَیُحْصِی اللّٰہُ عَلَیْکِ وَلَا تُوْعِیْ فَیُوْعِی اللّٰہُ عَلَیْکِ اِرْضَحِیْ مَا اسْتَطَعْتِ . (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے مجھے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ (راہِ خدا میں) خرچ کرتی رہو اور گن گن کر مت رکھنا ورنہ اللہ تعالیٰ بھی تجھے گن گن کر دیں گے (یعنی خوب زیادہ نہ ملے گا) اور مال کو بند کر کے نہ رکھنا ورنہ اللہ تعالیٰ (بھی) اپنی بخشش روک دیں گے جہاں تک ہو سکے تھوڑا بہت (حاجت مندوں پر) خرچ کرتی رہو۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۶۴ بحوالہ بخاری ومسلم)

تشریح:- حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی صاحبزادی تھیں جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دس سال بڑی تھیں انہوں نے مکہ ہی میں قبولِ اسلام کر لیا تھا۔ تاریخ لکھنے والے کہتے ہیں کہ وہ اٹھارویں مسلمان تھیں۔ اس زمانہ میں ایک مسلمان کا بڑھ جانا بہت بڑی بات تھی اس لئے یوں شمار کیا کرتے تھے کہ فلاں ساتواں مسلمان ہے اور فلاں دسواں مسلمان ہے وغیرہ وغیرہ۔

ان کی روایت کردہ بہت سی حدیثیں کتابوں میں ملتی ہیں ان کے شوہر حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ تھے جن کو آنحضرت ﷺ نے اپنا حواری یعنی بہت خاص آدمی بتایا تھا، اُن کے صاحبزادوں میں عبداللہ بن زبیر اور عروہ بن زبیر زیادہ مشہور ہیں۔ حدیث کی کتابوں میں اُن کا ذکر بہت آتا ہے، حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے مکہ میں حکومت قائم کر لی تھی جو بادشاہ وقت عبدالملک بن مروان کے خلاف تھی، عبدالملک کا مشہور ظالم گورنر حجاج بن یوسف گزرا ہے اس نے مکہ پر چڑھائی کر کے حضرت عبداللہ بن زبیر کو شہید کر دیا تھا۔ اس وقت اُن کی والدہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا زندہ تھیں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کو شہید کر کے حجاج اُن کی والدہ کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ تم نے دیکھا تمہارے لڑکے کا کیا حال بنا؟ یعنی شکست کھا کر قتل ہوا۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بغیر کسی خوف وہراس کے برجستہ جواب دیا کہ **رئیتک افسدت علیہ دنیاہ وافسد علیک آخرتک** یعنی میرے بیٹے کی اور تیری جنگ کا خلاصہ میرے نزدیک یہ ہے کہ تو نے میرے بیٹے کی دنیا خراب کر دی یعنی اس کی دنیاوی زندگی ختم ہو گئی اور اس نے تیری آخرت خراب کر دی۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۵۵۳) کیونکہ ایک بادشاہ کی حمایت میں پڑ کر تو نے ایک صحابی کو شہید کر دیا جو صحیح خلافت قائم کئے ہوئے تھا، اس زمانے کی مسلمان عورتیں بھی بڑی بہادر اور دلاور ہوتی تھیں بات یہ ہے کہ ایمان مضبوط ہو تو دل بھی مضبوط ہوتا ہے اور زبان بھی حق کہتے ہوئے لڑکھڑاتی نہیں ہے۔ آپ نے دیکھا ایک بوڑھی عورت نے حجاز اور عراق کے گورنر کو کیسا منہ توڑ جواب دیا۔

مال کے بارے میں آنحضرت ﷺ کی تین نصیحتیں:- حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں آنا جانا رہتا تھا اور مسئلہ مسائل دریافت کرتی تھیں۔ ایک بار آنحضرت ﷺ نے اُن کو فی سبیل اللہ خرچ کرنے اور غریبوں یتیموں مسکینوں اور بیواؤں کی خبر گیری کی طرف توجہ دلائی اور چار

Marfat.com

باتیں ارشاد فرمائیں:

اوّل: اَنْفِقِیْ (خرچ کرتی رہا کرو)

دوم: وَلَا تُحْصِیْ (گن گن کر نہ رکھنا) یعنی جمع کرنے کے پھیر میں نہ پڑنا کہ جمع کر رہے ہیں اور شمار کرتے جا رہے ہیں۔ آج اتنا ہوا اور کل اتنا بڑھا، جمع کرنے کے خیال میں اپنی ضرورتیں بھی روکے ہوئے ہیں اور دیگر ضرورت مندوں کو بھی نہیں دیتے، یہ طریقہ اہل ایمان کا نہیں بلکہ دنیا سے محبت کرنے والے ایسا کرتے ہیں جن کی جان ہی پیسہ ہے، پیسے ہی کے لئے جیتے ہیں اور اسی کے لئے مرتے ہیں۔ ایک حدیث میں ایسے لوگوں کو عبدالدینار والدرہم فرمایا۔ حضورِ اقدس ﷺ کو ایسے لوگ بہت ناپسند تھے۔ ایک بار آپ ﷺ نے فرمایا تَعِسَ عَبْدُ الدِّیْنَارِ وَعَبْدُالدِّرْهَمِ وَعَبْدُالْخَمِیْصَةِ اِنْ اُعْطِیَ رَضِیَ وَاِنْ لَّمْ یُعْطَ سَخِطَ تَعِسَ وَانْتُکِسَ وَاِذَا شِیْکَ فَلَا انْتُقِشَ. (مشکوٰۃ ص ۴۳۹ عن البخاری)

ترجمہ: بے مراد ہو روپے پیسہ اور چادر کا غلام جس کا یہ حال ہے کہ اگر اسے مل جائے تو راضی اور نہ ملے تو خفا ہو جائے، ایسے شخص کا برا ہو اور اُس کے لئے بربادی ہو اور اگر اس کے کانٹا لگ جائے تو خدا کرے کوئی نہ نکالے۔

دوسرا مطلب وَلَا تُحْصِیْ کا محدثین نے یہ بتایا ہے کہ ضرورتمند اور فقیر کو دیتے وقت اس لئے نہ گننا کہ کہیں زیادہ تو نہیں جا رہا ہے اور دل کھچ رہا ہے، ایک پیسہ دینے کے لئے جیب میں ڈالا تھا مگر دو پیسے کا سکہ ہاتھ میں آ گیا اب سوچ رہے ہیں کہ یہ تو ایک پیسہ زیادہ ہے فقیر کی طرف ہاتھ بڑھنے کے بجائے واپس جیب میں جا رہا ہے تاکہ ایک پیسہ کا سکہ نکالا جائے۔ یہ بھی حب مال کی دلیل ہے۔

پھر فرمایا فَیُحْصِی اللّٰهُ عَلَیْکِ یعنی اگر تم گن گن کر رکھو گی اور جمع کرنے کی فکر میں پڑو گی یا فقیر کو دیتے وقت گنتی کرو گی تاکہ پیسہ دو پیسہ زیادہ نہ چلا جائے تو اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ کے یہاں سے بھی گن کر ملنے لگے گا یا اگر بہت ہو گا تو اس کی برکت ختم کر دی جائے گی، بے برکتی کی وجہ سے بہت زیادہ مال ایسا پٹ ہو جائے گا جیسے دو چار پیسے ہوتے ہیں۔

بعض حضرات نے کہا ہے کہ فَیُحْصِی اللّٰهُ عَلَیْکَ کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم غریبوں پر خرچ کرتے وقت یہ خیال کرو گی کہ کہیں زیادہ تو نہیں چلا گیا تو ایسی صورت میں اللہ جل جلالہٗ و عم نوالہٗ بھی اپنے دیئے ہوئے مال کا حساب لیتے وقت سختی فرمائیں گے اور چھان بین کے ساتھ حساب لیں گے پھر اس وقت کہاں ٹھکانا ہو گا۔ اللہ نے تمہیں دیا ہے تم اُس کی مخلوق پر خرچ کرو۔

قرآن شریف میں ہے وَاَحْسِنْ کَمَا اَحْسَنَ اللّٰهُ اِلَیْکَ (یعنی مخلوق خدا کے ساتھ حسن سلوک کرو جیسے خدا نے تمہارے ساتھ احسان کیا)

سوم: یہ نصیحت فرمائی کہ وَلَا تُوْعِیْ فَیُوْعِیَ اللّٰهُ عَلَیْکِ یعنی جمع کر کے نہ رکھنا ورنہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے خزانہ غیب سے تمہیں نہ نوازیں گے اور اپنی داد و دہش میں کمی فرما دیں گے۔ بات یہ ہے کہ اللہ کی مخلوق پر خرچ کرنے سے اللہ تعالیٰ کے یہاں سے بہت ملتا ہے اور رزق میں کشائش ہوتی ہے اور اگر تھوڑا ہو تو اس

Marfat.com

میں برکت بہت ہوتی ہے۔

جن لوگوں کو جمع کرنے کا ذوق ہوتا ہے اپنی ضروریات بھی دباتے رہتے ہیں بچوں پر خرچ کرنے میں کمی کرتے ہیں پھر دوسرے محتاجوں کو دینے کا سوال ہی کیا ہے، ایسے لوگ وہ فرائض بھی ادا نہیں کرتے جو مال سے متعلق ہیں۔ زکوٰۃ، صدقہ فطر، قربانی اور بندوں کے واجب حقوق، والدین کے اخراجات وغیرہ کی طرف بالکل دھیان نہیں دیتے جس کی سزا آخرت میں بہت بڑی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

كَلَّا اِنَّهَا لَظٰى نَزَّاعَةً لِّلشَّوٰى تَدْعُوْا مَنْ اَدْبَرَ وَتَوَلّٰى وَجَمَعَ فَاَوْعٰى (سورۂ معارج)

وہ آگ ایسی شعلہ زن ہے جو کھال اُتار دے گی، وہ اس شخص کو بلاوے گی جس نے پیٹھ پھیری ہوگی اور بے رُخی کی ہوگی اور جمع کیا ہوگا پھر اُس کو اٹھا اٹھا کر رکھا ہوگا۔ (ترجمہ بیان القرآن)

چہارم: فرمایا کہ (اِرْهَحِیْ ما استطعت) تھوڑا بہت جو ہو سکے راہِ حق میں خرچ کرتی رہو۔ لفظ ''جو کچھ ہو سکے'' بہت عام ہے اور ہر امیر غریب اس پر عمل کر سکتا ہے درحقیقت فی سبیل اللہ خرچ کرنے کا تعلق آخرت کی محبت سے ہے مالداری سے نہیں ہے۔ غریب بھی خرچ کر سکتا ہے مگر اپنی مقدرت کے مطابق خرچ کرے گا، اور امیر بھی خرچ کر سکتا ہے وہ اپنی حیثیت کے مطابق پیسہ اٹھائے گا۔ دنیاوی ضرورتوں میں بھی تو سب ہی خرچ کرتے ہیں، آخرت کا فکر ہو تو اس میں بھی امیر غریب پیسہ لگائے۔ حدیث کی شرح لکھنے والے عالموں نے بتایا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے حضرت اسماء رضی اللہ عنہا سے یہ لفظ کہ ''تھوڑا بہت جو کچھ ہو سکے خرچ کرو'' اس لئے فرمایا کہ اس زمانہ میں غربت کی حالت میں تھیں اور یہ بھی بات ہے کہ شوہر کے مال سے عام طور پر تھوڑا بہت ہی خرچ کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔

عید کے موقع پر صحابیؓ عورتوں کا اپنے زیوروں سے صدقہ کرنے کا واقعہ

(۳۷) وَعَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنَ عَابِسٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنِ عَبَّاسٍؓ قِيْلَ لَهٗ اَشَهِدْتَّ الْعِيْدَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَعَمْ فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ ثُمَّ اَتَى النِّسَآءَ وَمَعَهٗ بِلَالٌ فَوَعَظَهُنَّ وَذَكَّرَهُنَّ بِالصَّدَقَةِ فَرَأَيْتُهُنَّ يُهْوِيْنَ بِاَيْدِيْهِنَّ يَقْذِفْنَهٗ فِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ ثُمَّ انْطَلَقَ هُوَ وَبِلَالٌ اِلٰى بَيْتِهٖ وَفِيْ رِوَايَةٍ فَبَسَطَ بِلَالٌ ثَوْبَهٗ فَيُلْقِيْنَ الْفَتَخَ وَالْخَوَاتِيْمَ فِيْ ثَوْبِ بِلَالٍ. (رواہ البخاری ص ۱۳۳)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن عابس کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کیا آپ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ عید کے موقع پر حاضر رہے ہیں، اُنہوں نے جواب دیا کہ ہاں میں آپ ﷺ کے ساتھ عید میں موجود تھا، آپ ﷺ نے عید کی نماز ادا فرمائی اس کے بعد خطبہ دیا پھر عورتوں کے پاس تشریف لائے اور اُن کو نصیحت فرمائی اور (آخرت کی باتیں) یاد دلائیں اور صدقہ کا حکم فرمایا اس موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی آئے تھے، انہوں نے اپنا کپڑا پھیلا دیا اور عورتیں ان کے کپڑے میں اپنے اپنے زیور اُتار اُتار کر پھینکتی رہیں۔ اِن زیوروں میں موٹی موٹی انگوٹھیاں (بھی) تھیں اس کے بعد آپ ﷺ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ہمراہ لے کر اپنے دولت کدہ کی طرف روانہ ہو گئے۔ (بخاری شریف، صفحہ ۱۳۳)

Marfat.com

تشریح:- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں یہ الفاظ ہیں فَرَأَیْتُهُنَّ یُهْوِیْنَ اِلٰی اٰذَانِهِنَّ وَحُلُوْقِهِنَّ یَدْفَعْنَ اِلٰی بِلَالٍ ،یعنی میں نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کی ترغیب پر عورتوں نے صدقہ دینا شروع کیا اور اپنے کانوں اور حلقوں کے زیور اُتار اُتار کر دیتی رہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ بڑی بڑی انگوٹھیوں کے ساتھ کانوں کی بالیاں جھمکیاں اور گلوں کے ہار بھی ان آخرت سے محبت رکھنے والی مستورات نے بارگاہِ رسالت میں پیش کر دیئے۔ آپ ﷺ کا یہ صدقہ وصول کرنا عام ضرورت مندوں پر خرچ کرنے کے لئے تھا، آپ ﷺ کے لئے صدقے کا مال حلال نہیں تھا، وہاں سے اُٹھ کر اپنی صوابدید سے فقراء اور مساکین پر خرچ فرما دیا۔ اس قصے سے صحابی عورتوں کی سخاوت کا پتہ چلا اور یہ معلوم ہوا کہ آخرت کی محبت اور مرنے کے بعد ملنے والے ثواب کے مقابلے میں اُن کے نزدیک زیور کی کوئی حقیقت نہ تھی چونکہ یقین کامل تھا اس لئے جنت کے زیور کی طلب اور رغبت میں انہوں نے بے جھجک اپنے زیور فی سبیل اللہ اُتار کر دے دیئے اور اس فانی دنیا میں کانوں، گلوں اور ہاتھوں کو بغیر زیور کے رکھنا پسند کر لیا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی ایسے ہی جذبات نصیب فرمائیں۔ آمین

مسئلہ:- یہ دیکھنا چاہئے کہ زیور کا مالک شوہر ہے یا بیوی، جو مالک ہو اُس پر زکوٰۃ کی ادائیگی فرض ہے، بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم نے تو بیوی کو دے دیا، وہی زکوٰۃ کی ذمہ دار ہے حالانکہ اگر لڑائی ہو جائے یا طلاق کا موقع آ جائے تو زیور واپس لینے لگتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل مالک مرد ہے ورنہ واپس کیوں لیتا، ہاں اگر وہ زیور عورت نے اپنی مہر کی رقم سے بنوایا ہے یا کسی کے ترکہ میں ملا ہے یا شوہر نے خرید کر بالکل اُسے دے دیا ہے اس کی زکوٰۃ عورت ادا کرے۔

مسئلہ:- جو زیور شوہر کی ملکیت ہے اُس کو شوہر کی اجازت کے بغیر صدقہ کرنا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ:- نابالغ بچی کے لئے جو زیور بنایا گیا ہو اگر بچی ہی کی ملکیت قرار دیدی ہے تو اُس پر زکوٰۃ نہیں اور اگر وہ صرف پہنتی ہے اور مالک ماں یا باپ یا کوئی دوسرا ولی ہے تو اُس پر زکوٰۃ فرض ہے۔ اس فرق کو خوب سمجھ لینا چاہئے۔

ماں باپ کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا حکم

(۳۸) وَعَنْ اَسْمَاءَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قَدِمَتْ عَلَیَّ اُمِّیْ وَهِیَ مُشْرِكَةٌ فِیْ عَهْدِ قُرَیْشٍ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ اُمِّیْ قَدِمَتْ عَلَیَّ وَهِیَ رَاغِبَةٌ[1] اَفَاَصِلُهَا قَالَ نَعَمْ صِلِیْهَا. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میری والدہ اس زمانہ میں مدینہ منورہ آئیں جبکہ حضور اقدس ﷺ نے قریش مکہ سے معاہدہ کر رکھا تھا، اس وقت تک وہ مسلمان نہ ہوئی تھیں بلکہ مشرک تھیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری والدہ آئی ہیں جو مجھ سے کچھ ملنے کی اُمیدوار ہیں کیا میں اُن سے صلہ رحمی کا برتاؤ کروں (اور اُن کو حسب توفیق کچھ دیدوں؟) آپ ﷺ نے فرمایا ہاں ان

---

[1] بالباء والمیم روایتان والاولیٰ اکثر واشهر ومعنی کونها راغبة مائلة الی مال ابنتها او راغبة فی الاسلام او عن الاسلام قیل هذا انسب بالمقام ومعنی کونها راغمة (بالمیم) ذلیلة ومحتاجة وهو موافق لاحد المعانی المذکورة فی الروایة الاولیٰ، ۱۲

Marfat.com

کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔ (بخاری مسلم، مشکوٰۃ ص ۴۱۹)

تشریح:— حضرت اسماء اور اُن کے والد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تو بہت پہلے مسلمان ہو گئے تھے بلکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تو بالغ مردوں میں سب سے پہلے مسلمان ہیں لیکن حضرت اسماءؓ کی والدہ اس وقت تک مسلمان نہ ہوئی تھیں جس وقت کا یہ قصہ ہے۔ حضور اقدس ﷺ کفار مکہ کی ایذاؤں سے تنگ آ کر اپنے اصلی وطن اور باپ دادوں کے دیس یعنی مکہ معظمہ کو چھوڑ کر مدینہ منورہ تشریف لے گئے، جس کو ہجرت کہتے ہیں، کافروں نے وہاں بھی چین نہ لینے دیا اور لڑائیاں لڑتے رہے جس کے نتیجے میں جنگِ بدر اور جنگِ اُحد ہوئی۔ ان دونوں جنگوں کے قصے مشہور ہیں اور تاریخ اسلام میں اُن کی بڑی اہمیت ہے۔ جب مسلمانوں نے کافروں کے مقابلے میں جوابی کارروائی کی تو کافروں کے دانت کھٹے کر دیئے اور ان کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ اگرچہ مسلمان اس زمانہ میں بہت ہی کم تھے اور کافروں کی تعداد بہت زیادہ تھی، مگر مسلمانوں کی ہمت بہت زیادہ اور ایمان مضبوط اور پکا تھا، اللہ کے لئے مرنے سے محبت کرتے تھے، اس لئے کافر لوگ اُن کو نیچا نہ دکھا سکے اور خود مجبور ہو کر دس سال کے لئے خاص خاص شرائط پر صلح کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ یہ صلح ۶ ہجری میں ہوئی۔ اِن شرطوں میں یہ بھی طے ہوا تھا کہ فریقین میں سے کوئی فریق ایک دوسرے پر حملہ نہ کرے گا، چونکہ یہ صلح مقام حدیبیہ میں ہوئی اس لئے صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔ صلح ہو جانے کے بعد فریقین کو امن مل جانے کے باعث آپس میں ملنا جلنا اور ایک دوسرے کے پاس آنا جانا شروع ہوا۔ مذہب کے لحاظ سے گو دشمنی تھی مگر فریقین کے آپس میں خونی رشتے تھے جن کی وجہ سے طبعی طور پر ملاقاتوں کو جی چاہتا تھا، حال یہ تھا کہ بیٹا کافر ہے تو باپ مسلمان اور باپ کافر ہے تو بیٹا مسلمان، ماں کافر بیٹی مومن، ایک بھائی دین حق پر دوسرا دین شرک پر، ایک بتوں کا پجاری دوسرا مالک حقیقی کا پرستار، جو مسلمان تھے سارا دھن دولت مکہ میں چھوڑ کر قرابت داری کے تقاضوں کو پس پشت ڈال کر مدینہ منورہ میں آ کر بس گئے تھے، کیونکہ اُن کے دل میں اللہ بس گیا تھا۔

صلح حدیبیہ کے زمانے میں جب امن ہوا اور ملاقات کا موقع نکلا تو بعض لوگوں نے اپنے عزیزوں سے ملنے کا ارادہ کیا، اسی زمانے میں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ مکہ سے مدینہ میں آئیں۔ حدیث میں فِیْ عَهْدِ قُرَیْشٍ کا یہی مطلب ہے۔ یہ اب تک مسلمان نہ ہوئی تھیں اور چونکہ ضرورتمند تھیں اس لئے ان کی خواہش تھی کہ بیٹی سے کچھ ملے لیکن بیٹی اب صرف بیٹی نہ تھی بلکہ حق کی متوالی اور اسلام کی رکھوالی تھی۔ سوچا کہ ماں اگرچہ ماں ہے مگر ہے تو مشرک، اس پر خرچ کرنا اللہ کی رضا کے خلاف تو نہیں؟ دل میں کھٹک ہوئی، بارگاہِ رسالت میں حاضری دی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری والدہ آئی ہیں، اُن کی تمنا ہے کہ اُن کی مالی امداد کروں، اس بارے میں جو کچھ ارشاد ہو عمل کروں۔ رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا کہ ان کی مدد کرو اور صلہ رحمی کا برتاؤ کرو۔

درحقیقت اسلام عدل وانصاف کا مذہب ہے کفر کی وجہ سے جو مذہبی دشمنی ہو اُس کے ہوتے ہوئے ماں باپ کی خدمت اور مالی امداد کا بھی سبق دیتا ہے۔ ماں باپ کے کہنے سے کفر وشرک اختیار کرنا یا کوئی دوسرا چھوٹا بڑا گناہ کرنے کا تو اختیار نہیں ہے مگر اُن کی خدمت کرنا اور ضرورتمند ہوں تو اُن پر خرچ کرنا

Marfat.com

ضروری ہے، اگر چہ ماں باپ کافر ہوں۔ قرآن شریف میں ارشاد ہے:

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ط

اگر وہ دونوں (ماں باپ) تجھے مجبور کریں اس بات پر کہ تو میرے ساتھ ان چیزوں کو شریک کرے جن کا تجھے علم نہیں تو اُن کی فرمانبرداری نہ کرنا اور اُن کے ساتھ دنیا میں اچھے طریق سے گزارہ کرنا، اور اُس کی راہ پر چلنا جو میری طرف رُخ کرے۔ (سورۂ لقمان)

ماں باپ کا بڑا حق ہے مگر آج کل کے لڑکے اور لڑکیاں ایسے ہو گئے ہیں کہ شادی ہوتے ہی ماں باپ سے اس طرح قطع تعلق کر لیتے ہیں کہ جیسے جان پہچان ہی نہ تھی۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔

اپنی اولاد پر خرچ کرنے کا ثواب

(۳۹) وَعَنْ اُمِّ سَلِمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تعالٰی عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَلِیْ اَجْرٌ اِنْ اُنْفِقَ عَلٰی بَنِیْ اَبِیْ سَلْمَةَ اِنَّمَا هُمْ بَنِیَّ فَقَالَ اَنْفِقِیْ عَلَیْهِمْ فَلَكِ اَجْرُ مَا اَنْفَقْتِ عَلَیْهِمْ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا مجھے ثواب ملے گا اگر (اپنے پہلے شوہر) ابوسلمہؓ کے بچوں پر خرچ کروں کہ وہ تو میری ہی اولاد ہے (کیا اپنی اولاد پر خرچ کرنے میں بھی اجر وثواب ملتا ہے) آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ ان پر خرچ کرتی رہو، تم کو اُن پر خرچ کرنے کا اجر ملے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۷۰ بحوالہ بخاری)

تشریح:- حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی حضور اقدس ﷺ کی اہلیہ ہیں اُن کی روایت کی ہوئی سینکڑوں حدیثیں کتابوں میں ملتی ہیں، انہوں نے بھی علم دین خوب پھیلایا۔ اُن کا نام ہند تھا۔ اُن کے پہلے شوہر ابوسلمہؓ تھے، دونوں میاں بیوی ہجرت سے پہلے مکہ معظّمہ ہی میں مسلمان ہو گئے تھے۔ اسلام کی راہ میں دونوں نے بہت تکلیفیں اٹھائیں، پہلے دونوں نے اسلام کی خاطر حبشہ کی ہجرت کی، بعد میں مدینہ منورہ کو ہجرت کی، لیکن اس مرتبہ دونوں ایک ساتھ ہجرت نہ کر سکے۔ اس وقت مکہ معظّمہ میں کافروں کا زور تھا، جب دونوں میاں بیوی ہجرت کے لئے نکلے تو حضرت اُمّ سلمہ کو میکہ والوں نے نہ جانے دیا، اس کے ایک سال بعد وہ ہجرت کر سکیں۔ اُن کا ایک بچہ سلمہ نامی تھا، اسی کی وجہ سے اُن کو اُمّ سلمہ (سلمہ کی ماں) اور بچے کے باپ کو ابوسلمہ (سلمہ کا باپ) کہتے تھے۔ عرب میں اس کا بہت دستور تھا، اس کو کنیت کہتے ہیں۔ بعض مرتبہ اصل نام بھول بھلیاں ہو جاتا تھا اور کنیت ہی سے آدمی کو جانتے تھے۔ ۴ ہجری میں جب اُن کے شوہر ابوسلمہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو حضور اقدس ﷺ نے عدت گزر جانے کے بعد اُن سے نکاح فرما لیا، جب یہ آپ ﷺ کے دولت کدے پر آئیں تو پہلے شوہر کے بچے بھی ساتھ آ گئے، آنحضرت ﷺ نے اُن کی پرورش فرمائی۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی اپنے ذاتی مال میں سے ان بچوں پر خرچ کرتی تھیں۔ ان کو خیال ہوا کہ میں جو اُن پر خرچ کرتی ہوں تو گویا حق اولاد ادا کرتی ہوں اس میں ثواب شاید نہ ہو۔ حضور اقدس ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم خرچ کرتی رہو ضرور ثواب ملے گا، کیونکہ اولاد پر

Marfat.com

خرچ کرنا بھی ثواب ہے۔

بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے مہربان ہیں۔ حلال مال مسلمان مرد وعورت خواہ اپنے نفس پر خرچ کرے، خواہ اولاد پر، خواہ ماں باپ پر، خواہ دوسرے عزیزوں پر، خواہ دیگر ہمسایوں اور محتاجوں پر اس کے خرچ کرنے میں بڑا ثواب ملتا ہے، اللہ اکبر! اپنوں ہی پر خرچ کرو اور ثواب بھی پاؤ۔ اللہ تعالیٰ کا کتنا بڑا کرم ہے۔ فَمَنْ يُّؤْمِنْ م بِرَبِّهٖ فَلَا يَخَافُ بَخْسًا وَّلَا رَهَقًا.

حضرت عائشہؓ نے ایک کھجور صدقہ میں دے دی

(۴۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ جَاءَتْنِيْ امْرَأَةٌ وَّمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا تَسْأَلُنِيْ فَلَمْ اَجِدْ عِنْدِيْ غَيْرَ تَمْرَةٍ وَّاحِدَةٍ فَاَعْطَيْتُهَا اِيَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَيْنَ ابْنَتَيْهَا وَلَمْ تَأْكُلْ مِنْهَا فَخَرَجَتْ فَدَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَدَّثْتُهٗ فَقَالَ مَنِ ابْتُلِيَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَيْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ كُنَّ لَهٗ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ایک عورت میرے پاس آئی جس کے ساتھ اُس کی دو بچیاں تھیں، اُس نے مجھ سے سوال کیا، میرے پاس ایک کھجور کے سوا کچھ نہ تھا میں نے وہ ایک کھجور ہی اس کو دے دی۔ اُس نے کھجور کے دو ٹکڑے کر کے دونوں بچیوں کو ایک ایک ٹکڑا دے دیا اور خود ذرا بھی کچھ نہ کھایا، اس کے بعد جیسے ہی وہ نکلی رسولِ خدا ﷺ دولت خانے میں تشریف لے آئے، میں نے آپ ﷺ کو پورا قصہ سنایا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص (مرد وعورت) لڑکیوں (کی دیکھ بھال اور پرورش و پرداخت) کے ساتھ مبتلا کیا گیا (یعنی اُن کی خدمت اور پرورش اُس کے ذمہ پڑ گئی) اور پھر اُس نے اُن کے ساتھ اچھا سلوک کیا تو یہ لڑکیاں آتش دوزخ سے بچانے کے لئے اُس کے واسطے آڑ بن جائیں گی۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۱ بحوالہ بخاری ومسلم)

تشریح:- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس ایک عورت سوال کرنے آئی، ایک کھجور کے سوا کچھ موجود نہ تھا، انہوں نے ایک کھجور ہی دے دی کم وبیش کا خیال نہ کیا۔ درحقیقت اخلاص کے ساتھ دیا جائے تو ایک کھجور اور ایک پیسہ بھی بہت ہے۔ قرآن شریف میں فرمایا وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ ط (جو کچھ بھی اپنے لئے پہلے سے بھیج دو گے اُسے اللہ کے پاس پالو گے) ایک حدیث میں ہے کہ سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کھجور کے برابر بھی حلال کمائی سے جو شخص صدقہ دے دے تو اللہ تعالیٰ اُس کو بڑی قدر کے ساتھ قبول فرماتے ہیں۔ پھر جس نے صدقہ دیا ہے اُس کے لئے اس صدقہ کو بڑھاتے رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ پہاڑ کے برابر ہو جاتا ہے (بخاری ومسلم) بندہ نے دیا کھجور کے برابر اور خدائے رحیم وکریم نے عنایت فرمایا پہاڑ کے برابر۔ ایسا داتا اللہ ہی ہے۔ صدقہ سے کبھی دریغ نہ کرو اس سے ضرورتمند کی حاجت بھی پوری ہوتی ہے اور صدقہ والے کو ثواب بھی ملتا ہے۔ کتنا ثواب ملتا ہے کہ اس کا اندازہ ابھی معلوم ہوا۔

لڑکیوں کی پرورش کی فضیلت:- حضرت عائشہؓ کی اس حدیث میں جہاں صدقہ کا بیان ہے وہاں

Marfat.com

لڑکیوں کی پرورش کی فضیلت بھی مذکور ہے۔لڑکی ضعیف جنس ہے اور اس سے کما کر دینے کی اُمیدیں بھی وابستہ نہیں ہوتی ہیں اس لئے لڑکیاں بہت سے خاندانوں میں مظلوم ومقہور ہو کر زندگی گزارتی ہیں اُن کے واجب حقوق بھی پامال کر دیئے جاتے ہیں چہ جائیکہ اُن کے ساتھ حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کیا جائے۔حضور اقدس ﷺ نے لڑکیوں کی پرورش کرنے اور خیر خبر رکھنے والے کو بشارت سنائی کہ ایسا شخص دوزخ سے محفوظ رہے گا اور لڑکیوں کی یہ خدمت اُس کے لئے دوزخ سے بچانے کے لئے آڑ بن جائے گی۔اپنی لڑکی ہو یا کسی دوسرے مسلمان کی یتیم بچی ہو،ان سب کی پرورش کی یہی فضیلت ہے۔بہت سی عورتیں سوتیلی لڑکیوں پر ظلم کرتی ہیں اور بہت سے مرد اپنی بیوہ لڑکی یا غیر شادی شدہ لڑکی سے گھبرا جاتے ہیں جس کا نکاح ہونے میں کسی وجہ سے دیر ہو،اور بعض مرد نئی بیوی کی وجہ سے پہلی بیوی کی اولاد پر ظلم کرتے ہیں،ایسے لوگوں کو اس حدیث سے سبق حاصل کرنا لازم ہے۔

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں افضل ترین صدقہ نہ بتاؤں؟ پھر خود ہی جواب دیا کہ افضل ترین صدقہ یہ ہے کہ تم اپنی لڑکی پر خرچ کرو جو طلاق کی وجہ سے یا بیوہ ہو کر تمہارے پاس (شوہر کے گھر سے) واپس آ گئی تمہارے علاوہ کوئی اُس کے لئے کمائی کرنے والا نہیں ہے۔

نیز سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے تین لڑکیوں یا تین بہنوں کے اخراجات برداشت کئے اور اُن کو ادب سکھایا اور رحم اور شفقت کا برتاؤ کیا یہاں تک کہ وہ اُس کے خرچ سے بے نیاز ہو گئیں تو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے جنت واجب فرما دیں گے۔ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر دو لڑکیاں یا دو بہنیں ہوں جن کی پرورش کی ہو تو اس بارے میں کیا حکم ہے،فرمایا اس کے لئے بھی یہی فضیلت ہے۔راوی کہتے ہیں کہ اگر ایک لڑکی کے بارے میں سوال کیا جاتا تو آپ ﷺ ایک کے لئے بھی یہی فضیلت بتاتے۔(مشکوٰۃ)

رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کی فضیلت

(۴۱) وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّهَا اَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً فِيْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَوْ اَعْطَيْتِهٖ اَخْوَالَكِ كَانَ اَعْظَمَ لِاَجْرِكِ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے ایک باندی سرور کونین ﷺ کے زمانے میں آزاد کر دی،پھر اُس کا ذکر آپ ﷺ سے کیا،آپ ﷺ نے فرمایا (آزاد کرنے کے بجائے) اگر اپنے ماموں کو دے دیتی تو یہ تیرے لئے زیادہ اجر وثواب کا باعث ہوتا۔(مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۷۱ بحوالہ بخاری)

تشریح:- حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُم المومنین ہیں اور حضور اقدس ﷺ کی اہلیہ ہیں۔ان کا پہلا نام برّہ تھا۔آپ ﷺ نے بدل کر میمونہ رکھ دیا۔ان کے علاوہ اور بھی بعض صحابی خواتین کا نام برّہ تھا،آپ ﷺ نے بدل کر کسی کا نام زینبؓ اور کسی کا جویریہؓ رکھ دیا۔لفظ برّہ کا ترجمہ ہے ''نیک عورت''۔یہ نام آپ کو اس لئے پسند نہ تھا کہ اس میں بڑائی اور اپنی تعریف نکلتی ہے۔جب کسی نے دریافت کیا کہ کون ہو؟ اور اُس نے جواب دیا کہ برّہ یعنی نیک ہوں،تو اس کا مطلب یہ نکلا کہ اپنے نیک ہونے کا دعویٰ کر دیا،ایک مرتبہ ایک عورت کا یہی

Marfat.com

نام بدلتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ لَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِاَهْلِ الْبِرِّ مِنْكُمْ یعنی اپنی پاکبازی کے دعوے نہ کرو، اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے کہ نیک کون ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، باب الاسامی ص ۴۰۷)

حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت کی ہوئی بہت سی حدیثیں حدیث کی کتابوں میں ملتی ہیں۔ اوپر جو حدیث لکھی ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ حضرت میمونہؓ نے ایک باندی آزاد کر دی تھی اور چونکہ غلام اور باندی آزاد کرنے کا بہت بڑا ثواب ہے، اس لئے انہوں نے یہ سمجھ کر کہ نیکی میں مشورے کی کیا حاجت ہے؟ حضور اقدس ﷺ سے مشورہ نہ کیا، آزاد کرنے کے بعد جب آپ ﷺ سے تذکرہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے ماموں حاجت مند ہیں، آزاد کرنے کے بجائے ہدیہ کے طور پر اُن لوگوں کو یہ باندی دے دینا بہتر تھا جس سے زیادہ ثواب ہوتا۔ اصل بات یہ ہے کہ نیکی کرنے کے لئے بھی بڑی سمجھ کی ضرورت ہے، مگر دینی سمجھ ہونی چاہئے جو خدا تعالیٰ کے نیک بندوں اور دین پر چلنے والوں اور دینی کتابوں سے حاصل ہوتی ہے۔ اگر انسان میں دینی سمجھ ہو تو زیادہ سے زیادہ ثواب کما سکتا ہے۔ شیطان کی یہ کوشش ہوتی ہے کہ کوئی مسلمان مرد و عورت نیکی نہ کرنے پائے۔ لیکن اگر اُس نے کمر ہمت باندھ ہی لی اور نیک کام کرنا طے ہی کر لیا تو اب شیطان کی کوشش یوں ہوگی کہ اس کی نیکی کمزور اور گھٹیا قسم کی ہو، کہیں نیت خراب کر دیتا ہے، کہیں کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کے بعد احسان جتانے پر اُبھار دیتا ہے اور بھی شیطان کے بہت داؤ پیچ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو محفوظ رکھے۔

عزیزوں پر خرچ کرنا دوہرا ثواب:- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے عزیزوں قریبوں کی ضرورتوں کا خیال رکھنا اور اُن کو دینا دلانا بہت ثواب کی بات ہے۔ بہت سے لوگ صدقہ اور خیرات کے نام سے غیروں کو تو بہت کچھ دیتے ہیں، کیونکہ اس میں نام بھی ہوتا ہے۔ دوسرے لوگ سوال کرنے آجاتے ہیں اور اپنے لوگ غیرت مندی اور آبرو کی وجہ سے سوال نہیں کرتے لہٰذا اُن کی حاجتیں اور ضرورتیں رُکی رہتی ہیں حالانکہ اپنے عزیزوں پر خرچ کرنے میں دو ثواب ہوتے ہیں۔ ایک صدقہ کرنے کا، دوسرا عزیزوں کی خبر لینے اور خدمت کرنے کا۔ چنانچہ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

اَلصَّدَقَةُ عَلَى الْمِسْكِيْنِ صَدَقَةٌ وَهِيَ عَلٰى ذِي الرَّحْمِ ثِنْتَانِ صَدَقَةٌ وَصِلَةٌ. (مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۱)

"مسکین کو صدقہ دینا صرف ایک صدقہ (ہی) ہے اور قرابت دار پر صدقہ کرنے میں دوہرا ثواب ہے کیونکہ یہ صدقہ بھی ہے اور قرابت داری کے حقوق کی دیکھ بھال بھی"۔

یہاں پہنچ کر یہ بات بتا دینا ضروری ہے کہ صدقہ کو صدقہ و خیرات بتا کر دینا ضروری نہیں ہے۔ اگر اپنے کسی عزیز کو صدقہ کے نام سے کچھ دیں گے تو وہ نہ لے گا اور اس کا دل بھی برا ہوگا۔ اس لئے ہدیہ کے نام سے دیجئے، بلکہ ہدیہ کا لفظ بولنا بھی ضروری نہیں صرف یہ کہہ دیجئے کہ یہ کچھ پیسے ہیں خرچ کر لینا یا کپڑے بنا دیجئے یا اور کسی طرح سے اُن کی جائز ضرورت میں خرچ کر دیجئے۔ زکوٰۃ کی رقم کا بھی یہ مسئلہ ہے کہ اپنے عزیزوں کو دینے سے دوہرا ثواب ہوتا ہے۔ البتہ اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد کو جہاں تک سلسلہ چلے اور ماں باپ اور دادا پڑدادا، نانا پڑنانا، دادی پڑدادی، نانی پڑنانی کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، اور شوہر و بیوی

Marfat.com

بھی ایک دوسرے کو اپنی زکوٰۃ نہیں دے سکتے اور دوسرے عزیزوں مثلاً بہنوں بھائیوں، بھتیجوں بھتیجیوں، بھانجوں بھانجیوں اور پھوپی وخالہ وچچاوساس سسر وغیرہ کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے، زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے بھی یہ ضرورت نہیں ہے کہ جسے دی جائے اُسے بتادیا جائے بلکہ ہدیہ اور قرض بتا کر بھی دے سکتے ہیں، ہاں اپنے دل میں زکوٰۃ کی نیت کرلیں اور دیکھ لیں کہ جس کو دے رہے ہیں کسی اعتبار سے صاحبِ نصاب نہیں اور سید بھی نہیں ہے، یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ زکوٰۃ جب ادا ہوگی جب مستحق زکوٰۃ کو زکوٰۃ کا مال دے کر قبضہ دے کر مالک بنادیا جائے، اگر اس کو نہ دیا اور بالا بالا اس کا قرض ادا کردیا یا فیس ادا کردی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی، ہاں مال خرچ کرنے کا ثواب مل جائے گا۔

اُمّ المؤمنین حضرت زینبؓ دستکاری سے پیسہ حاصل کر کے صدقہ کرتی تھیں

(۴۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّ بَعْضَ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُلْنَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّنَا اَسْرَعُ بِکَ لُحُوْقًا قَالَ اَطْوَلُکُنَّ یَدًا فَاَخَذُوْا قَصْبَةً یَذْرَعُوْنَهَا وَکَانَتْ سَوْدَةُ اَطْوَلَهُنَّ یَدًا فَعَلِمْنَا بَعْدُ اِنَّمَا کَانَ طُوْلُ یَدِهَا الصَّدَقَةُ وَکَانَتْ اَسْرَعُنَا لُحُوْقًا بِهٖ زَیْنَبُ وَکَانَتْ تُحِبُّ الصَّدَقَةَ. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کی بعض بیویوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ کی وفات کے بعد ہم میں سے کونسی بیوی سب سے پہلے آپ سے جا کر ملے گی (یعنی سب سے پہلے کس کی وفات ہوگی) آپ ﷺ نے فرمایا تم میں جس کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے ہیں (وہ سب سے پہلے دار فانی سے رخصت ہوگی، دریافت کرنے والی بیویوں نے اس بات کا ظاہری مطلب سمجھا اور) ایک بانس لے کر سب کے ہاتھ ناپنے لگیں نتیجتاً حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھ سب کے ہاتھوں سے لمبے نکلے (اور یہی سمجھ لیا گیا کہ سب سے پہلے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوگی لیکن ہوا یہ کہ سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے وفات پائی لہٰذا) اب پتہ چلا کہ (سب سے پہلے وفات پانے والی کے) ہاتھوں کے لمبے ہونے کا مطلب یہ نہ تھا کہ ناپنے میں ہاتھ لمبے ہوں گے بلکہ لمبے ہاتھوں کا مقصد زیادہ صدقہ کرنا تھا، سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوئی وہ صدقہ کرنے کو (بہ نسبت دوسری بیویوں کے زیادہ) پسند کرتی تھیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۶۵ بحوالہ بخاری)

تشریح:- حضرت سودہؓ اور حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی حضور اقدس ﷺ کی بیویوں میں سے تھیں، حضرت سودہؓ سے مکہ ہی میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد آنحضرت ﷺ کا نکاح ہوگیا تھا۔ دوسری بیویوں کی نسبت اُن کے ہاتھ لمبے تھے۔ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ پہلے اُن کا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا، آپس میں نباہ نہ ہوا تو اُنہوں نے طلاق دے دی، اُن کی طلاق اور عدت کے بعد اللہ پاک نے آنحضرت ﷺ سے حضرت زینبؓ کا نکاح کردیا تھا، سورۂ احزاب میں فرمایا: فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰکَهَا (پھر جب زید سے

Marfat.com

اُس کا دل بھر گیا تو ہم نے آپ ﷺ سے اُس کا نکاح کر دیا) اسی وجہ سے حضرت زینبؓ دوسری بیویوں کے مقابلے میں فخر کے طور پر فرمایا کرتی تھیں کہ تمہارا نکاح تمہارے اولیاء واقربا نے کیا اور میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے کیا، ان سے ۵ ہجری میں آپ ﷺ کا نکاح ہوا اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد سب سے پہلے ۲۰ یا ۲۱ ہجری میں اُن کی وفات ہوئی اُن کی روایت کی ہوئی حدیثیں بھی حدیث شریف کی کتابوں میں ملتی ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اُن سے بعض روایتیں بیان کی ہیں۔

(حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہ سب حالات الاستیعاب اور الاصابہ سے لئے گئے)

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

وَلَمْ تَكُنِ امْرَءَةٌ مِّنْهَا خَيْرًا فِي الدِّيْنِ وَاتْقٰى لِلّٰهِ وَاَصْدَقَ حَدِيْثًا وَاَوْصَلَ لِلرَّحِمِ وَاَعْظَمَ صَدَقَةً وَاَشَدَّ تَبَذُّلًا لِنَفْسِهَا فِي الْعَمَلِ الَّذِيْ تَتَصَدَّقُ بِهٖ وَتَتَقَرَّبُ اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ.

یعنی کوئی عورت دینداری اور پرہیز گاری اور خدا ترسی اور راست بازی اور صلہ رحمی اور صدقہ کرنے میں زینب (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) سے بڑھ کر نہ تھی، صدقہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی نزدیکی حاصل کرنے کے لئے خوب محنت سے مال حاصل کرتی تھیں اور اس میں اُس سے بڑھ کر کوئی عورت نہ تھی۔ (الاستیعاب)

اس عبارت کے ترجمہ کو غور سے پڑھو اور دیکھو کہ یہ ایک سوتن کی گواہی ہے، اس سے جہاں حضرت زینبؓ کے دینی کمالات ظاہر ہوئے وہاں حضرت عائشہؓ کی سچائی اور بے نفسی بھی معلوم ہوئی، اپنی سوتن کے کمالات کا اقرار کرنا بہت بڑی بات ہے۔ آج کل کی عورتیں ذرا سینے پر ہاتھ رکھ کر سوچیں کہ اُن میں حق گوئی اور بے نفسی کہاں تک ہے، خصوصاً اپنی سوتن کے حق میں، یا جس سے کینہ کپٹ ہو اُس کے بارے میں کیا تعریف کا کوئی کلمہ کہہ سکتی ہیں۔ حضرت زینبؓ کو صدقہ کرنے کی حرص تھی اور اس حرص کو پورا کرنے کے لئے دستکاری[1] کے ذریعہ مال حاصل کرتی تھیں اور اس سے صدقہ دیا کرتی تھیں۔ آج کل کی عورتیں تو سینکڑوں ہزاروں کی مالیت میں سے بھی پھوٹی کوڑی دینے کو تیار نہیں، ایک وہ بھی عورت ہی تھی جس کے پاس پیسہ نہ ہوا تو دستکاری سے کما کر صدقہ کر دیا۔ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا.

حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دوسری سوتن حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گواہی بھی سن لو، وہ فرماتی ہیں:

كَانَتْ صَالِحَةً قَوَّامَةً صَوَّامَةً صَنَّاعًا تَصَدَّقُ بِذٰلِكَ كُلِّهٖ عَلَى الْمَسَاكِيْنَ[2]

ازواج مطہرات کا آپس میں ہاتھ ناپنا کہ کس کے ہاتھ زیادہ لمبے ہیں:- حضور اقدس ﷺ کی بیویوں نے جب پوچھا کہ ہم میں آپ کے بعد سب سے پہلے کون آخرت کو سدھارے گی؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے ہاتھ سب میں زیادہ لمبے ہیں دنیائے فانی سے روانہ ہونے میں پہلے اُسی کا نمبر آئے گا۔ یہ بات بطور نشانی اور پیشین گوئی کے فرمائی تھی اس بات کا ظاہری مطلب سمجھ کر آپس میں مل کر ہاتھ

---

[1] ان کو کھال رنگنے کا ہنر آتا تھا (الاصابہ)

[2] زینبؓ نیک عورت تھیں راتوں رات نماز میں کھڑی رہتی تھیں اور خوب کثرت سے روزے رکھتی تھیں اور دستکار بھی تھیں اس سے مال حاصل کر کے سب صدقہ کر دیتی تھیں۔

Marfat.com

ناپنے لگیں۔ ہاتھ ناپے تو حضرت سودہؓ کے ہاتھ سب سے زیادہ لمبے نکلے، پھر جب حضرت زینبؓ کی وفات پہلے ہوئی تو عقدہ کھلا اور ہاتھوں کی درازی کا مطلب سمجھ میں آیا۔ بات یہ ہے کہ جو سخی ہوتا ہے حقیقت میں اسی کے ہاتھ دراز ہوتے ہیں جو خیر خیرات کے وقت ضرورت مندوں کی طرف بڑھتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ بخیل اور صدقہ کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے دو شخص لوہے کے کرتے یعنی زرہیں پہنے ہوئے ہوں (جن کو پہلے زمانے میں لڑائی میں پہن کر جاتے تھے اور لوہے کے کڑوں سے بنائی ہوتی تھیں) اور یہ دونوں کرتے اتنے تنگ ہوں کہ دونوں کے ہاتھ اُن کی ہنسلیوں اور چھاتیوں سے چپکے ہوں، جب بھی صدقہ کرنے والا صدقہ کرنے لگتا ہے تو وہ لوہے کا کرتہ کھلتا چلا جاتا ہے (اور اس کا ہاتھ بڑھتا جاتا ہے) اور جب بخیل صدقہ کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اُس کا ہاتھ سکڑ جاتا ہے اور لوہے کے کرتے کا ہر کڑا مضبوطی سے اپنی جگہ پر جام ہو جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

بیبیو! تم سخی بنو، صدقہ کرنے کی عادت ڈالو جو کچھ بچے آخرت کے لئے بھیجتی رہو، جب وہاں جاؤ گی تو اسے پالو گی جیسے کوئی شخص پردیس میں جا کر کمائی کرتا ہے اور اپنے گھر منی آرڈر سے رقم بھیجتا رہتا ہے، یہ دنیا پردیس ہے اور آخرت ہمارا دیس ہے۔ جب کبھی ضرورت مند کے ہاتھ پر ہم اخلاص اور نیک نیتی کے ساتھ کوئی روپیہ پیسہ رکھتے ہیں تو اپنے دیس کے لئے منی آرڈر کرتے ہیں خوب سمجھ لو۔

حضرت زینبؓ یتیموں اور بیواؤں کا خاص خیال رکھتی تھیں:- حضرت عطاءؒ کا بیان ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سالانہ وظیفہ بیت المال سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۱۲ ہزار درہم مقرر کیا تھا جسے انہوں نے صرف ایک سال قبول کیا اور لینے کے ساتھ ہی اپنے عزیزوں اور حاجت مندوں میں تقسیم کر دیا۔ یہ واقعہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر ایک ہزار کی رقم بھیجی اور فرمایا کہ اس کو اپنی ضرورتوں کے لئے رکھنا حضرت زینبؓ نے اس کو بھی تقسیم فرما دیا، موت سے پہلے وصیت فرمائی کہ میں نے اپنے لئے کفن تیار کیا ہے اور ایک کفن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے پاس سے بھیجیں گے لہٰذا ایک کفن صدقہ کر دینا چنانچہ اُن کی بہن نے وہ کفن صدقہ کر دیا جو انہوں نے خود تیار کیا تھا جب وفات ہو گئی تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ ذَهَبَتْ حَمِيْدَةً مُتَعَبِّدَةً مُفْزِعَ الْيَتَامٰى وَالْاَرَامِلِ یعنی زینبؓ دُنیا سے اس طرح رخصت ہوئی کہ اچھے اخلاق کے باعث اس کی تعریف کی جاتی ہے اور عبادت گزاری میں رخصت ہوئی اور یتیموں اور بیواؤں کو گھبراہٹ میں ڈال گئی کیونکہ اُن پر خرچ کرتی تھی۔

شوہر کو کمانے کا اور بیوی کو خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے

(۴۳) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَنْفَقَتِ الْمَرْءَةُ مِنْ طَعَامِ بَيْتِهَا غَيْرَ مُفْسِدَةٍ كَانَ لَهَا اَجْرُهَا بِمَا اَنْفَقَتْ وَلِزَوْجِهَا اَجْرُهٗ بِمَا كَسَبَ وَلِلْخَازِنِ مِثْلُ ذٰلِكَ لَا يَنْقُصُ بَعْضُهُمْ اَجْرَ بَعْضٍ شَيْئًا. (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب عورت اپنے (شوہر) کے کھانے میں سے خرچ کرے اور بگاڑ کا طریقہ اختیار کرنے والی نہ ہو تو اس کو خرچ کرنے

Marfat.com

کی وجہ سے ثواب ملے گا اور اس کے شوہر کو کمانے کی وجہ سے ثواب ملے گا، اور جو خزانچی ہے (جس کے پاس رقم یا مال محفوظ رہتا ہے اگر چہ وہ مالک نہیں ہے مگر اس مال میں سے مالک کے حکم کے مطابق جب اللہ کی راہ میں خرچ کرے گا تو) اس کو بھی اسی طرح سے ثواب ملتا ہے (جیسے مالک کو ملا۔ غرض ایک مال سے تین شخصوں کو ثواب مل گیا، کمانے والا اُس کی بیوی جس نے صدقہ کیا، اُس کا خزانچی اور کیشیر جس نے مال نکال کر دیا) اور ایک کی وجہ سے دوسرے کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی یعنی ثواب بٹ کر نہیں ملے گا بلکہ ہر ایک کو اپنے عمل کا پورا ثواب دیا جائے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۷۲ بحوالہ بخاری و مسلم)

تشریح:- جو شخص کما کر لایا ہے اُس کے مال سے صدقہ دیا جائے تو اُس کو ثواب ہوگا لیکن اُس کی بیوی جو اُس کے مال میں سے صدقہ دے گی وہ بھی ثواب پائے گی۔ بہت سی عورتیں طبیعت کی کنجوس ہوتی ہیں اگر شوہر کسی غریب کو دینا چاہتا ہے تو برا مانتی ہیں اور منہ بناتی ہیں۔ اگر اُن کے پاس کچھ رکھا ہو اور شوہر کسی کو دینے کے لئے کہے تو برے دل سے نکال کر دیتی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ جیسے روپیہ کے ساتھ کلیجہ نکلا آ رہا ہے۔ بھلا ایسا کر کے اپنا ثواب کھونے سے کیا فائدہ؟ بعض نیک بخت لوگ کسی ضرورت مند کا کھانا مقرر کرنا چاہتے ہیں مگر بیوی آڑے آ جاتی ہے اگر شوہر نے مقرر کر ہی دیا تو ہر روز کھانا نکالتے وقت جھک جھک کرتی ہیں جس سے شوہر بھی آزردہ ہو جاتا ہے اور کھانا لینے والے کا بھی دل دکھتا ہے اور اپنا ثواب بھی کھوتی ہیں۔

حدیث شریف میں شوہر کے مال سے عورت کے صدقہ خیرات کرنے کا ثواب بتاتے ہوئے غَیْرَ مُفْسِدَۃٍ کا لفظ بڑھایا ہے یعنی بگاڑ کی راہ پر چلنے والی نہ ہو۔ اس لفظ کا مطلب بہت عام ہے جو بہت سی باتوں کو شامل ہے مثلاً یہ کہ شوہر کی اجازت کے بغیر اُس کے مال میں سے خرچ کرتی ہو، اجازت کے لئے صاف زبانی اجازت ہونا ضروری نہیں ہے۔ اگر یہ معلوم ہے کہ شوہر خرچ کرنے پر دل سے راضی ہے تو یہ بھی اجازت کے درجہ میں ہے، اور یہ بھی بگاڑ کی راہ ہے کہ اپنے عزیزوں کو نوازتی ہو اور شوہر کے عزیز قریب ماں باپ اور اہل اولاد (خصوصاً پہلی بیوی کے بچوں کو) خرچ سے پریشان رکھتی ہو یا مثلاً ثواب سمجھ کر بدعتوں پر خرچ کرتی ہو یا وہ چیز خرچ کرتی ہو جو مالیت کے اعتبار سے زیادہ ہے اس کا خرچ کرنا شوہر کو کھل جاتا ہو، زیادہ مال کے خرچ میں صاف اجازت کی ضرورت ہے۔ بہت سی عورتوں کو صدقہ کا جوش ہوتا ہے مگر مرد کی اجازت کا دھیان نہیں کرتی ہیں یہ غلطی ہے۔ ہاں اپنا ذاتی مال ہو تو شوہر کی اجازت کی پابندی نہیں مگر مشورہ کر لینا اس صورت میں بھی مفید ہے کیونکہ مردوں کو سمجھ زیادہ ہوتی ہے۔ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ اپنے باپوں اور بیٹوں اور شوہروں کے مالوں میں سے کیا کچھ خرچ کرنا (یعنی صدقہ کرنا اور ہدیہ لینا دینا) ہمارے لئے حلال ہے؟ آپؐ نے فرمایا کہ اَلرَّطْبُ تَاْکُلْنَہٗ وَتُھْدِیْنَہٗ یعنی ہری گیلی چیز (ان کی صاف اجازت کے بغیر بھی) کھا لیا کرو اور ہدیہ دے دیا کرو کیونکہ عموماً ایسی چیزوں سے خرچ کرنے کی اجازت ہوتی ہے، ہاں اگر صاف منع کر دیں تو رُک جانا۔ ہری گیلی چیز سے وہ چیزیں مراد ہیں جن کے رکھے رہ جانے سے خراب ہونے کا اندیشہ ہو، جیسے شوربہ، سبزی بعض پھل وغیرہ۔

Marfat.com

سائل کو ضرور دینا چاہئے

(۴۴) وَعَنْ اُمِّ بُجَیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ الْمِسْکِیْنَ یَقِفُ عَلٰی بَابِیْ حَتّٰی اَسْتَحِیْ فَلَا اَجِدُ فِیْ بَیْتِیْ مَا اَدْفَعُ فِیْ یَدِہٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِدْفَعِیْ فِیْ یَدِہٖ وَلَوْ ظِلْفًا مُحَرَّقًا. (رواہ الترمذی وقال حسن صحیح)

ترجمہ: حضرت اُمّ بجید رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے رسول خدا ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے دروازہ پر مسکین آ کھڑا ہوتا ہے (اُسے کچھ دیئے بغیر واپس کرنے میں شرم آتی ہے) اور دینے کے لئے (خاص قابل ذکر) چیز گھر میں ہوتی نہیں (تو اُس صورت میں کیا کروں) فرمایا (جو کچھ ہو سکے) اُس کے ہاتھ پر رکھ دو اگرچہ (بکری وغیرہ کا) جلایا ہوا کھر ہی ہو۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۶۶ بحوالہ ترمذی)

تشریح:- جیسے ہدیہ لینے دینے میں نفسانی طور پر یہ خیال ہوتا ہے کہ ذرا سی چیز ہے کسی کو کیا دیں؟ اور تھوڑی چیز ہدیہ دینے کو عار اور عیب سمجھا جاتا ہے اسی طرح صدقہ خیرات کرنے میں بھی بہت سے لوگوں پر نفسانیت سوار ہو جاتی ہے۔ زیادہ دینے کو ہوتا نہیں یا زیادہ دینے کو دل نہیں چاہتا اور تھوڑا دینا شان کے خلاف سمجھتے ہیں اس لئے صدقہ کرنے سے محروم رہتے ہیں۔ حضرت اُمّ بجید رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہی سوال کیا کہ کوئی قابل ذکر چیز گھر میں دینے کو نہیں ہوتی اور سائل آ کھڑا ہوتا ہے اُس کو خالی ہاتھ واپس کرنا نامناسب معلوم ہوتا ہے لہٰذا ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟ رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا کہ جو کچھ ہو اُس کو دے دو تھوڑے بہت کا خیال نہ کرو، اگر کچھ بھی نہ ہو تو بکری کا جلا ہوا کھر ہی دے دو۔ یہ بطور مثال کے فرمایا کیونکہ بکری کے پاؤں کا آخری حصہ جو زمین پر لگتا ہے اُس میں نہ گوشت ہوتا ہے نہ کچھ اور چیز کھانے کے مطلب کی نکلتی ہے پھر جبکہ وہ جلا ہوا ہو تو بالکل ہی کسی کام کا نہیں، مطلب یہ ہے کہ مسکین کی مسکنت کا خیال کرو اُسے کچھ نہ کچھ ضرور دو معمولی چیز ہو تو وہی دے دو۔ اپنی کسر شان اور ناک کٹنے کا خیال کرتے ہوئے تھوڑی چیز کو نہ روکو، قطرہ قطرہ دریا ہو جاتا ہے۔ روزانہ ذرا ذرا سا صدقہ کرو تو آخرت میں بہت کچھ ملے گا، اور یہاں مسکین کی حاجت کسی درجہ میں پوری ہو جائے گی۔ بزرگوں نے بتایا ہے کہ جسمانی عبادتیں دخولِ جنت کا ذریعہ ہیں اور مالی صدقہ و خیرات دوزخ سے بچانے کے لئے اکسیر ہے۔ جو کچھ ہو خرچ کر دینا چاہئے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ:

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَۃٍ. (مشکوٰۃ شریف)

دوزخ سے بچو اگرچہ آدھی کھجور ہی کے ذریعہ ہو۔

فائدہ:- پیشہ ور سائل جو مانگتے پھرتے ہیں عموماً مالدار ہوتے ہیں، اُن کے بجائے واقعی حاجت مند کو دو، اصل مسکینوں اور غریبوں کی تلاش رکھو، اور اُن کی مالی خدمت کرو۔

صدقہ سے آنے والی مصیبت رُک جاتی ہے:- آنے والی مصیبت بھی صدقہ کی وجہ سے رُک جاتی ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

Marfat.com

بَادِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَاِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا

یعنی مصیبت آنے سے پہلے صدقہ دے دو کیونکہ (صدقہ دیوار کی طرح آڑے آجاتا ہے اور) مصیبت اس کو پھاند کر نہیں آسکتی۔ (مشکوٰۃ[1] ص ۱۶۷)

روپیہ پیسہ جو کچھ صدقہ کریں مصیبت دفع کرنے کے لئے مفید ترین چیز ہے۔

صدقۂ جاریہ کا ثواب

(۴۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا مَاتَ الْاِنْسَانُ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ اِلَّا مِنْ ثَلٰثَةٍ اِلَّا مِنْ صَدَقَةٍ جَارِيَةٍ اَوْ عِلْمٍ يُنْتَفَعُ بِهٖ اَوْ وَلَدٍ صَالِحٍ يَدْعُوْ لَهٗ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب انسان مرجاتا ہے تو اس کے سب اعمال ختم ہوجاتے ہیں لیکن تین چیزوں کا نفع پہنچتا رہتا ہے (۱) صدقہ جاریہ (۲) ایسا علم جس سے لوگ نفع حاصل کرتے ہیں (۳) نیک اولاد جو اس کے لئے دعا کرتی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۳۲ از مسلم)

تشریح:- جب تک آدمی زندہ رہتا ہے خود نیکیاں کماتا ہے، اور اپنے لئے آخرت میں ذخیرہ جمع کرتا رہتا ہے لیکن جب موت آجاتی ہے تو اعمال ختم ہوجاتے ہیں اور ثواب جاری رہنے کا سلسلہ بھی ختم ہوجاتا ہے، البتہ تین چیزیں ایسی ہیں جو اس کے عمل کا نتیجہ ہیں، اور ان کا ثواب موت کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔

اوّل: صدقہ جاریہ کا ثواب برابر جاری رہتا ہے، صدقہ جاریہ اس کو کہتے ہیں جس کا نفع وقتی طور پر ختم نہ ہو جائے بلکہ اس سے لوگ منتفع ہوتے رہیں اور صدقہ کرنے والے کو ثواب ملتا رہے، مثلاً کوئی مسجد بنوادی، دینی مدرسہ کی تعمیر میں حصہ لے لیا، کسی دارالعلوم میں تفسیر و حدیث اور فقہ و فتاویٰ کی کتابیں وقف کردیں، کہیں کنواں کھدوادیا، مسافر خانہ بنوادیا یا کوئی ایسا کام کردیا جس سے عوام و خواص کو نفع ہوتا ہے، ایک آدمی اس طرح کے کسی کام پر پیسہ خرچ کرکے جن کا ذکر اوپر ہوا قبر میں چلا گیا، لوگ اس کے صدقہ و خیرات سے منتفع ہو رہے ہیں، اور اس کے نامہ اعمال میں برابر ثواب لکھا جا رہا ہے، اور درجات بلند ہو رہے ہیں، جہاں تک ہو زندگی میں ایسا کام ضرور کردینا چاہئے۔

دوم: وہ علم جس سے نفع اٹھایا جاتا ہو، یہ بھی وہ چیز ہے جس کا ثواب موت کے بعد جاری رہتا ہے، کسی کو قرآن مجید حفظ یا ناظرہ پڑھادیا، کسی کو نماز سکھادی، کسی کو مولوی بنادیا یا کوئی دینی کتاب لکھ دی، یا اپنے پیسے سے شائع کردی، یہ علمی صدقہ جاریہ ہے، قرآن پڑھنے والا جب تک قرآن مجید پڑھے گا یا پڑھائے گا پھر اس کے شاگرد اور شاگردوں کے شاگرد پڑھائیں گے، مولوی صاحب تفسیر و حدیث پڑھائیں گے، مسئلہ بتائیں گے، لوگ اُن سے مستفید ہوں گے اور آگے ان کے شاگرد اور شاگردوں کے شاگرد علم پھیلائیں گے، جس کو نماز سکھادی وہ نماز پڑھتا رہے گا اور دوسروں کو سکھائے گا تو اس کا ثواب صدیوں تک اس شخص کو ملتا رہے گا جس نے دینی علم کو آگے بڑھایا یا آگے بڑھانے کا ذریعہ بن گیا اور جتنے لوگ اس کا ذریعہ

[1] عزاہ فی المشکوٰۃ الی رزین، وذکرہ المناوی فی کنوز الحقائق بلفظ باکروا بالصدقۃ الحدیث وعزاہ الی (ط) ای الطبرانی، ۱۲

Marfat.com

اور واسطہ بنتے جائیں گے ان سب کو ثواب ملتا رہے گا اور کسی کے ثواب میں کمی نہ ہوگی۔

سوم: نیک اولاد جو دعا کرتی ہو اس کی دعا کا فائدہ بھی والدین کو پہنچتا رہتا ہے، دعا میں تو کچھ جان مال خرچ نہیں ہوتا، وقتاً فوقتاً اگر والدین کے لئے دُعاءِ مغفرت اور دُعاءِ رفع درجات کر دی جائے تو والدین کو بہت بڑا نفع پہنچتا رہے گا، اور اولاد کا کچھ بھی خرچ نہ ہوگا، اولاد کی پیدائش کا ذریعہ بننا اور اس کو پالنا پوسنا چونکہ والدین کا عمل ہے اور والدین کی پرورش کے بعد اولاد دعا کے قابل ہوئی ہے اس لئے اولاد کی دعا کو والدین کا عمل شمار کر لیا گیا، بلکہ اگر اولاد کو علم دین سکھایا اور دینی اعمال پر ڈالا، اس کی زندگی اسلامی زندگی بنائی تو جو عمل صالح کرے گا ماں باپ کو بھی اس کا ثواب ملے گا کیونکہ وہ اس کی نیکیوں کا ذریعہ بنے، پھر اولاد اپنی اولاد کو نیک بنائے گی تو اس میں بھی دادا دادی اور نانا نانی کی شرکت ہوگی۔

پڑوسیوں کو لینے دینے کی فضیلت

(۴۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا نِسَاءَ الْمُسْلِمَاتِ لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَةٍ وَلَوْ فِرْسَنَ شَاةٍ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سرور عالم ﷺ نے مسلمان عورتوں سے خطاب کر کے فرمایا کہ کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کے لئے کسی بھی چیز (کے لینے دینے) کو حقیر نہ جانے، اگرچہ بکری کا کھر ہی ہو۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۶۷، بحوالہ بخاری ومسلم)

تشریح:- اسلام میں پڑوسی کے بڑے حقوق ہیں جن کی نگہداشت بہت ضروری ہے۔ حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پڑوسی کے ساتھ اچھی طرح مل جل کر رہنے اور اُس کے حقوق کی رعایت کے بارے میں مجھے جبرئیل علیہ السلام نے اس قدر بار بار توجہ دلائی جس سے مجھے یہ گمان ہو گیا کہ (شاید) پڑوسی کو (دوسرے پڑوسی کے مال سے) میراث دلا کر چھوڑیں گے۔ (بخاری ومسلم)

ایک حدیث میں ارشاد ہے:

''ایک ساتھ رہنے سہنے والوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے ساتھیوں کے لئے بہتر ہو اور پڑوسیوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو اپنے پڑوسیوں کے لئے سب سے بہتر ہو''۔ (ترمذی)

معلوم ہوا کہ انسان کے اچھا برا ہونے کا مدار ساتھیوں اور پڑوسیوں کے ساتھ حسن سلوک کرنے نہ کرنے پر ہے۔ انسان کی خوش اخلاقی اسی وقت قابل تعریف ہے جبکہ ہر وقت کے ساتھ رہنے والوں سے اچھی طرح پیش آتا رہے کیونکہ کبھی کبھار جس سے ملاقات ہوتی ہو اُس سے میٹھے منہ بات کر لینا اور زبانی القاب وآداب سے پیش آجانا کوئی بڑی بات نہیں ہے، جن سے اکثر واسطہ پڑتا ہو بلکہ تھوڑی بہت تکلیف بھی پہنچ جاتی ہو اُن کے ساتھ خوبی کا برتاؤ کرنا کٹھن کام ہے اور اسی وجہ سے اس کا درجہ بھی بہت بڑا ہے۔

آج کل رشتہ داروں اور بہن بھائیوں میں خوش اسلوبی کے ساتھ رہنے اور خوشگوار تعلقات رکھنے کا رواج نہیں رہا، چہ جائیکہ پڑوسی سے اچھی طرح پیش آئیں۔ یہ ایمانی زندگی کے اندر بہت بڑا خلا ہے۔ مومن بندے تو دشمن کو بھی خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں

Marfat.com

شنیدم کہ مردانِ راہ خدا　　دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ
ترا کے میسر شود ایں مقام　　کہ بادوستانت خلاف ست و جنگ

مردوں سے زیادہ عورتوں میں اخلاق کی کمزوری ہوتی ہے، اور وہ پاس پڑوس کی دوسری عورتوں کے ساتھ نباہ کر کے رہ سکتی ہی نہیں۔ پڑوسنوں میں وہ کیڑے ڈالے جاتے ہیں اور ایسی برائیاں نکالی جاتی ہیں کہ جن کی قلمی تصویر کھینچنے سے بھی انگلیاں انکار کرتی ہیں، ایک عورت کا قد چھوٹا ہے تو اسی پر طعنہ دیا جارہا ہے دوسری کا رنگ کالا ہے تو اسی کا نام دھرا جاتا ہے، تیسری ذرا لنگڑا کر چلتی ہے تو اسی کی غیبت کی جارہی ہے حالانکہ یہ چیزیں انسان کے اپنے اختیار سے باہر ہیں جو پیدائشی چیزیں ہیں، اُن پر اعتراض کرنا خدائے پاک پر اعتراض کرنا ہے۔

خلاصہ یہ کہ عورتوں کو تعلقات خوشگوار رکھنے سے زیادہ بگاڑنے کے ڈھنگ آتے ہیں، اُن کے اس مزاج کے پیش نظر حضور اقدس ﷺ نے آپس میں ہدیہ کا لین دین رکھنے کی ترغیب دی، لینا دینا بڑی اچھی خصلت ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے:

تَهَادَوا فَاِنَّ الْهَدِيَّةَ تُذْهِبُ الضَّغَائِنَ. (مشکوٰۃ شریف ص ۲۶۱)

''آپس میں ہدیہ لیا دیا کرو، کیونکہ وہ کینوں کو دُور کرتا ہے''۔

کسی کا ہدیہ حقیر نہ جانو:- اس عمدہ خصلت کو اختیار کرنے میں بھی شیطان بہت سے رخنے ڈال دیتا ہے اور ایسی نفسانیت کی باتیں سجھاتا ہے، جو ہدیہ دینے سے باز رکھتی ہیں، چنانچہ بہت سی عورتوں پر یہ نفسانیت سوار ہو جاتی ہے اور کہتی ہیں کہ ذرا سی چیز کا کیا دینا؟ کسی کو کچھ دے تو ٹھکانے کی چیز تو دے، دو جلیبی کیا بھیجیں، کوئی کیا کہے گا؟ اس سے تو نہ بھیجنا ہی بہتر ہے۔

اسی طرح ہدیہ قبول کرنے میں بھی شیطان چھوٹائی بڑائی کا سوال سمجھا دیتا ہے اگر کسی پڑوسن نے معمولی چیز ہدیہ میں بھیج دی تو کہتی ہیں کہ نگوڑی نے کیا بھیجا ہے، نہ اپنی حیثیت کا خیال کیا نہ ہماری عزت کا، بھیجنے میں شرم بھی نہ آئی، بھیجنے کا شکریہ تو درکنار طعن و تشنیع کی بوچھاڑ شروع ہو جاتی ہے اور کئی کئی دن غیبتیں ہوتی رہتی ہیں۔ اگر کئی سال کے بعد کسی بات پر اَن بن ہوگئی تو یہ بات بھی دہرادی کہ تو نے کیا بھیجا تھا، ذرا سی کڑھی میں ایک پھلکی ڈال کر۔

قربان جایئے اُس حکیم و معالج ﷺ کے جس کو خالق کائنات جل مجدہٗ نے دلوں کی بیماریوں سے آگاہ فرمایا، اور ساتھ ہی اُن کے علاج بھی بتائے۔ معالج نے دکھتی رگ پر ہاتھ رکھا اور اندر کا چور پکڑا اور فرمایا:

''کوئی پڑوسن کسی پڑوسن کے لئے کسی چیز کے ہدیہ کو حقیر نہ جانے''۔

اللہ اللہ کیسا جامع جملہ ہے، حدیث کی شرح لکھنے والے عالموں نے بتایا ہے کہ حدیث بالا کے الفاظ سے دونوں طرح کا مطلب نکل سکتا ہے۔ دینے والی دیتے وقت کم نہ سمجھے، جو میسر ہو دیدے اور جس کے پاس پہنچے وہ بھی حقیر نہ جانے، خواہ کیسا ہی کم اور معمولی ہدیہ ہو۔ بطور مثال حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اگر بکری کا کھر ہی ایک عورت دوسری عورت کے پاس بھیج سکتی ہو تو بھیجنے والی کم سمجھ کر رُک نہ جائے اور دوسری عورت

Marfat.com

اُس کے قبول کرنے کو اپنی کسر شان نہ سمجھے۔ ہر چھوٹا بڑا ہدیہ بشاشت سے قبول کرو اور دل وزبان سے شکر ادا کرو، بھیجنے والی کو دعا دو، اللہ سے اس کے لئے برکت کی دعا مانگو اور یہ بھی خیال رکھو کہ ہم کو بھی بھیجنا چاہئے، موقع لگے تو ضرور بھیجو اور بہنوں میں بیٹھ کر تذکرہ کرو کہ فلانی نے مجھے یہ ہدیہ بھیجا ہے تاکہ اُس کا دل خوش ہو۔ اور اس حدیث کا مطلب یہ نہ سمجھنا کہ ہدیہ کم ہی بھیجا کریں بلکہ زیادہ میسر ہو تو زیادہ بھیجو اور کم کی وجہ سے باز نہ رہو۔

ہدیہ دینے میں کونسے پڑوسی کو زیادہ ترجیح ہے

(۴۷) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِیْ جَارَیْنِ فَاِلٰی اَیِّهِمَا اُهْدِیْ قَالَ اِلٰی اَقْرَبِهِمَا مِنْکَ بَابًا. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے دو پڑوسی ہیں اُن میں سے کس کو ہدیہ دوں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، دونوں میں جس کا دروازہ تم سے قریب تر ہو۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۷۱ بحوالہ بخاری)

تشریح:- حضور اقدس ﷺ نے جب ہدیہ لینے دینے کی ترغیب دی اور اُس کو الفت ومحبت اور ثوابِ آخرت ملنے کا ذریعہ بتایا تو اس سلسلہ میں بعض باتیں دریافت طلب سامنے آگئیں جن میں سے ایک یہ سوال بھی ہے جو حدیث بالا میں مذکور ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آنحضرت سرور عالم ﷺ سے دریافت کیا کہ اگر میرے دو پڑوسی ہوں (یہ بطور مثال ہے) اور مجھے کچھ ہدیہ دینا ہو اور دونوں کے دینے کے لئے نہ ہو، تو کس کو دوں؟ مطلب یہ ہے کہ دونوں میں کون مقدم ہے؟ اور پہلے کس کا خیال کروں۔ آپ نے فرمایا جس کا دروازہ سب کے دروازوں سے زیادہ قریب ہو اُس کو دو، اس حدیث سے پڑوسیوں کو ہدیہ دینے کا ایک طریق بھی معلوم ہوا، اور یہ بھی پتہ چلا کہ نیکی کرنے کے لئے سمجھ چاہئے اور اس کے لئے علم کی بھی ضرورت ہے اور ہوش کی بھی۔

صدقۃ الفطر کے اَحکام

(۴۸) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ فَرَضَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ زَکٰوةَ الْفِطْرِ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ اَوْ صَاعًا مِّنْ شَعِیْرٍ عَلَی الْعَبْدِ وَالْحُرِّ وَالذَّکَرِ وَالْاُنْثٰی وَالصَّغِیْرِ وَالْکَبِیْرِ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَاَمَرَ بِهَا اَنْ تُؤَدّٰی قَبْلَ خُرُوْجِ النَّاسِ اِلَی الصَّلٰوةِ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے صدقۃ الفطر کو ضروری قرار دیا (فی کس) ایک صاع کھجوریں یا اسی قدر جو دیئے جائیں غلام اور آزاد مذکر اور مونث (یعنی مرد اور عورت) اور ہر چھوٹے بڑے مسلمان کی طرف سے، اور نمازِ عید کے لئے لوگوں کو جانے سے پہلے ادا کرنے کا حکم فرمایا۔ (مشکوٰۃ ص ۱۶۰ بحوالہ بخاری ومسلم)

صدقہ فطر کس پر واجب ہے:- صدقہ فطر اس شخص پر واجب ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہو یا ساڑھے

Marfat.com

باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت اس کی ملکیت میں ہو یا اگر سونا چاندی اور نقد رقم نہ ہو اور ضرورت سے زائد سامان موجود ہو جس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی کی بن سکتی ہو تو اُس پر بھی صدقۃ الفطر واجب ہے۔ زکوٰۃ فرض ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مال نصاب پر چاند کے حساب سے ایک سال گزر جائے لیکن صدقۃ الفطر واجب ہونے کے لئے یہ شرط نہیں ہے۔ اگر رمضان کی تیس تاریخ کو کسی کے پاس مال آ گیا جس پر صدقۃ الفطر واجب ہو جاتا ہے تو عید الفطر کی صبح صادق ہوتے ہی اُس پر صدقۂ فطر واجب ہو جائے گا۔

صدقۂ فطر کے فائدے:- صدقۂ فطر ادا کرنے سے ایک حکم شرعی کے انجام دینے کا ثواب تو ملتا ہی ہے اُس کے ساتھ دو مزید فائدے اور ہیں۔ اوّل یہ کہ صدقۂ فطر روزوں کو پاک صاف کرنے کا ذریعہ ہے، روزے کی حالت میں جو فضول باتیں کیں اور جو خراب اور گندی باتیں زبان سے نکلیں صدقۂ فطر کے ذریعے روزے ان چیزوں سے پاک ہو جاتے ہیں۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ عید کے دن ناداروں اور مسکینوں کی خوراک کا انتظام ہو جاتا ہے اور اسی لئے عید کی نماز کو جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ دیکھو کتنا سستا سودا ہے کہ محض دو سیر گیہوں دینے سے تیس روزوں کی تطہیر ہو جاتی ہے یعنی لایعنی اور گندی باتوں کی روزے میں جو ملاوٹ ہو گئی اُس کے اثرات سے روزے پاک ہو جاتے ہیں۔

گویا صدقۃ الفطر ادا کر دینے سے روزوں کی قبولیت کی راہ میں کوئی اٹکانے والی چیز باقی نہیں رہ جاتی ہے۔ اسی لئے بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ اگر مسئلہ کی رُو سے کسی پر صدقۃ الفطر واجب نہ ہو تب بھی دے دینا چاہئے خرچ بہت معمولی ہے اور نفع بہت بڑا ہے۔ فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زکوۃ الفطر طھر اللصیام من اللغو والرفث وطعمة للمساکین۔ (رواہ ابوداؤد)

کس کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کیا جائے:- صدقۂ فطر بالغ عورت پر اپنی طرف سے دینا واجب ہے۔ شوہر کے ذمہ اُس کا صدقۂ فطر ادا کرنا ضروری نہیں اور جو نابالغ اولاد ہے اُس کی طرف سے والد پر صدقۂ فطر دینا واجب ہے بچوں کی والدہ کے ذمے بچوں کا صدقۂ فطر دینا لازم نہیں ہے۔ اگر بیوی کہے کہ میری طرف سے ادا کر دو اور شوہر بیوی کی طرف سے ادا کر دے تو ادا ہو جائے گا اگرچہ اُس کے ذمہ بیوی کی طرف سے ادا کرنا لازم نہیں ہے۔

جب مسلمان جہاد کیا کرتے تھے تو اُن کے پاس جو کافر قیدی ہو کر آتے تھے اُن کو غلام اور باندی بنا لیا جاتا تھا جس کی ملکیت میں غلام یا باندی ہوتا اس کے اوپر غلام اور باندی کی طرف سے بھی صدقۂ فطر دینا واجب ہوتا تھا۔ آج کل کہیں اگر جنگ ہوتی ہے تو وطنی اور ملکی لڑائی ہوتی ہے شرعی جہاد ہوتا نہیں لہٰذا مسلمان غلام اور باندی سے محروم ہیں۔

صدقۂ فطر میں کیا دیا جائے:- حضورِ اقدس ﷺ نے صدقۂ فطر دینے کے سلسلے میں دینار و درہم یعنی سونے چاندی کا سکہ ذکر نہیں فرمایا بلکہ جو چیزیں گھروں میں عام طور سے کھائی جاتی ہیں انہیں کے ذریعہ صدقۂ فطر کی ادائیگی بتائی۔ حدیث بالا میں جس کا ترجمہ ابھی ہوا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو فی کس صدقۂ فطر کی ادائیگی کے لئے دینے کا ذکر ہے۔ دوسری حدیثوں میں ایک صاع پنیر یا ایک صاع زبیب یعنی کشمش دینے کا بھی ذکر آیا

Marfat.com

ہے اور بعض روایات میں ایک صاع گیہوں دو آدمیوں کی طرف سے بطور صدقہ فطر دینا بھی وارد ہوا ہے۔

حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے لہٰذا اگر صدقہ فطر میں جو دے تو ایک صاع دے اور گیہوں دے تو آدھا صاع دے۔

حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں جو اور گیہوں وغیرہ ناپ کر فروخت کیا کرتے تھے اور ان چیزوں کو تولنے کے بجائے ناپنے کا رواج تھا۔ اُس زمانے میں ناپنے کا جو ایک پیمانہ تھا اُسی کے حساب سے حدیث شریف میں صدقہ فطر کی مقدار بتائی ہے۔ ایک صاع کچھ اوپر ساڑھے تین سیر کا ہوتا تھا، ہندوستان کے بزرگوں نے جب اس کا حساب لگایا تو ایک شخص کا صدقہ فطر گیہوں کے اعتبار سے اسی کے سیر سے ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک ہوا۔ عام طور سے کتابوں میں عوام کی رعایت سے یہی تول والی بات لکھی جاتی ہے۔

اگر ایک گھر میں میاں بیوی اور چند نابالغ بچے ہوں تو مرد پر اپنی طرف سے اور ہر نابالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر میں فی کس ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک گندم یا اس کا دوگنا جو یا چھوارے یا کشمش یا پنیر دینا واجب ہے۔ بیوی کی طرف سے مرد پر صدقہ فطر دینا واجب نہیں ہے اور ماں جتنی بھی مالدار ہے نابالغ اولاد کا صدقہ فطر اُس کو ادا کرنا واجب نہیں۔ یہ صدقہ باپ پر واجب ہوتا ہے۔

صدقہ فطر کی ادائیگی کا وقت:- صدقہ فطر عید کے دن کی صبح کے طلوع ہونے پر واجب ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس سے پہلے مر جائے تو اُس کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں۔

مسئلہ:- صدقۃ الفطر عید سے پہلے بھی ادا کیا جا سکتا ہے۔ اگر پہلے ادا نہ کیا تو عید کی نماز کے لئے جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔ اگر کسی نے نمازِ عید سے پہلے یا بعد نہ دیا تو ساقط نہ ہوگا اس کی ادائیگی برابر ذمہ رہے گی۔

مسئلہ:- جو بچہ عید الفطر کی صبح صادق ہو جانے کے بعد پیدا ہوا ہو اُس کی طرف سے صدقہ فطر دینا واجب نہیں۔

نابالغ کے مال سے صدقہ فطر:- اگر کسی نابالغ کی ملکیت میں خود اپنا مال ہو جس پر صدقہ فطر واجب ہوتا ہے تو اُس کا وارث اسی کے مال سے اس کا صدقہ فطر ادا کرے۔ اس صورت میں اپنے مال سے دینا واجب نہیں۔

سوال: بچہ کی ملکیت میں مال کہاں سے آئے گا؟

جواب: اس طرح سے آسکتا ہے کہ کسی کی میراث سے اس کو مال پہنچ جائے یا کوئی شخص اس کو ہبہ کر دے۔

جس نے روزے نہ رکھے ہوں اُس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے:- اگر کسی بالغ مرد و عورت نے کسی وجہ سے روزے نہ رکھے تب بھی صدقہ فطر کا نصاب ہونے پر صدقہ کی ادائیگی واجب ہے۔

صدقہ فطر میں نقد قیمت یا آٹا وغیرہ:- صدقہ فطر میں گیہوں کا آٹا بھی دیا جا سکتا ہے۔ وزن وہی ہے جو اوپر گزرا اور جو کا آٹا بھی دے سکتا ہے اس کا وزن بھی وہی ہے جو، جو کا وزن ہے۔

مسئلہ:- صدقہ فطر میں جو یا گیہوں کی نقد قیمت بھی دی جا سکتی ہے، بلکہ اُس کا دینا افضل ہے۔ اگر گیہوں اور جو کے علاوہ کسی دوسرے غلہ سے صدقہ فطر ادا کرے مثلاً چنا، چاول، اڑد، جوار اور مکئی وغیرہ دینا چاہے تو اتنی مقدار میں دے کہ اُس کی قیمت ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک گیہوں یا اُس سے دوگنے جو

Marfat.com

کی قیمت کے برابر ہو جائے۔

صدقہ فطر کی ادائیگی میں کچھ تفصیل:- مسئلہ: ایک شخص کا صدقہ فطر ایک محتاج کو دے دینا یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی محتاجوں کو دے دینا دونوں صورتیں جائز ہیں اور یہ بھی جائز ہے کہ چند آدمیوں کا صدقہ فطر ایک ہی محتاج کو دے دیا جائے۔

صاحب نصاب کو صدقہ فطر دینا جائز نہیں:- جس پر زکوٰۃ خود واجب ہو یا زکوٰۃ واجب ہونے کے بقدر اُس کے پاس مال ہو یا ضرورت سے زائد سامان ہو جس کی وجہ سے صدقہ فطر واجب ہو جاتا ہے تو ایسے شخص کو صدقہ فطر دینا جائز نہیں۔ جس کی حیثیت اس سے کم ہو شریعت کے نزدیک اُسے فقیر کہا جاتا ہے اُسے زکوٰۃ اور صدقہ فطر دے سکتے ہیں۔

رشتہ داروں کو صدقہ فطر دینے میں تفصیل:- اپنی اولاد کو یا ماں باپ اور نانا نانی دادا دادی کو زکوٰۃ اور صدقہ فطر نہیں دے سکتے البتہ دوسرے رشتہ داروں کو مثلاً بھائی بہن، چچا، ماموں خالہ وغیرہ کو دے سکتے ہیں۔ شوہر بیوی کو یا بیوی شوہر کو صدقہ فطر دے تو ادائیگی نہ ہوگی اور سیدوں کو بھی صدقہ فطر دینا جائز نہیں۔

فائدہ:- بہت سے لوگ پیشہ ور مانگنے والوں کے ظاہری پھٹے پرانے کپڑے دیکھ کر یا کسی عورت کو بیوہ پا کر زکوٰۃ اور صدقہ فطر دے دیتے ہیں حالانکہ بعض مرتبہ بیوہ عورت کے پاس بقدر نصاب زیور ہوتا ہے۔ اسی طرح روزانہ کے مانگنے والوں کے پاس اچھی خاصی مالیت ہوتی ہے۔ حالانکہ صاحبِ نصاب کو دینے سے ادائیگی نہیں ہوتی۔ زکوٰۃ اور صدقہ فطر کی رقم خوب سوچ سمجھ کر دینا لازم ہے۔

رشتہ داروں کو دینے سے دوہرا ثواب ہوتا ہے:- جن رشتہ داروں کو زکوٰۃ اور صدقہ فطر دینا جائز ہے اُن کو دینے سے دوہرا ثواب ہوتا ہے کیونکہ اس میں صلہ رحمی بھی ہوتی ہے۔

نوکروں کو صدقہ فطر دینا:- اپنے غریب نوکروں کو بھی زکوٰۃ اور صدقہ فطر دے سکتے ہیں مگر اُن کی تنخواہ میں لگانا درست نہیں۔

بالغ عورت اگر صاحبِ نصاب ہو:- اگر بالغ عورت اس قابل ہے کہ اس کو صدقہ فطر دیا جا سکے تو اُسے دے سکتے ہیں اگرچہ اُس کے میکہ والے مالدار ہوں۔

عیدالاضحیٰ اور قربانی فضائل و مسائل

قربانی کی فضیلت

(۴۹) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا فَاطِمَۃُ قُوْمِیْ اِلٰی اُضْحِیَتِکِ فَاشْھَدِیْھَا فَاِنَّ لَکِ بِاَوَّلِ قَطْرَۃٍ تَقْطُرُ مِنْ دَمِھَا اَنْ یُّغْفَرَ لَکِ مَا سَلَفَ مِنْ ذُنُوْبِکِ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَنَا خَاصَّۃً اَھْلَ الْبَیْتِ اَوْ لَنَا وَلِلْمُسْلِمِیْنَ قَالَ بَلْ لَّنَا وَلِلْمُسْلِمِیْنَ. (رواہ البزاز وابوالشیخ بن حبان فی کتب الضحایا وغیرہ، الترغیب والترہیب للمنذریؒ)

Marfat.com

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے (اپنی صاحبزادی) حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے (قربانی کے وقت) فرمایا کہ اے فاطمہ کھڑی ہو اپنی قربانی کے پاس حاضر ہو جاؤ کیونکہ اس کے خون کے پہلے قطرہ کی وجہ سے تمہارے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے۔ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ فضیلت صرف ہمارے لئے یعنی اہل بیت کے واسطے مخصوص ہے یا سب مسلمانوں کے لئے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ فضیلت ہمارے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے ہے۔ (الترغیب والترہیب للحافظ المنذری ص ۱۰۲، ج ۲)

(۵۰) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِيُّ قَالَ سُنَّةُ اَبِيْكُمْ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالُوْا فَمَا لَنَا فِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِّنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ. (رواہ احمد وابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ ان قربانیوں کی کیا حقیقت ہے، آپ ﷺ نے فرمایا یہ طریقہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام سے جاری ہوا ہے اور یہ اُن کا طریقہ چلا آ رہا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا ہم کو ان میں کیا ملتا ہے؟ فرمایا ہر بال کے بدلہ ایک نیکی! عرض کیا اُون والے جانور یعنی بھیڑ دُنبہ کے ذبح پر کیا ملتا ہے؟ فرمایا ہر بال کے بدلہ ایک نیکی ملتی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۲۹ بحوالہ ابن ماجہ واحمد)

(۵۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا عَمِلَ ابْنُ اٰدَمَ مِنْ عَمَلٍ يَّوْمَ النَّحْرِ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ اِهْرَاقِ الدَّمِ وَاِنَّهٗ لَيَاْتِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقُرُوْنِهَا وَاَشْعَارِهَا وَاَظْلَافِهَا وَاِنَّ الدَّمَ لَيَقَعُ مِنَ اللّٰهِ بِمَكَانٍ قَبْلَ اَنْ يَّقَعَ بِالْاَرْضِ فَطِيْبُوْا بِهَا نَفْسًا. (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ بقرعید کی دس تاریخ کو کوئی بھی نیک کام اللہ کے نزدیک (قربانی کا) خون بہانے سے زیادہ محبوب نہیں ہے اور قیامت کے دن قربانی والا اپنے جانور کے بالوں اور سینگوں اور کھروں کو لے کر آئیگا (اور یہ چیزیں ثوابِ عظیم کا ذریعہ بنیں گی) نیز فرمایا کہ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کے نزدیک درجہ قبولیت پالیتا ہے لہٰذا تم خوش دلی کے ساتھ قربانی کیا کرو۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۲۸ بحوالہ ترمذی وابن ماجہ)

قربانی کی ابتدا:- حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں دیکھا تھا کہ میں اپنے بیٹے کو ذبح کر رہا ہوں۔ نبیوں کا خواب سچا ہوتا تھا اور اللہ کی جانب سے ہوتا تھا۔ ایسی بات اللہ تعالیٰ کی جانب سے حکم دیئے جانے کے مترادف مانی جاتی تھی اس لئے انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا کہ میں نے ایسا خواب دیکھا ہے تمہاری کیا رائے ہے۔ بیٹے نے جواب دیا یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْ اِنْشَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ (سورۂ صافات رکوع ۳) (یعنی اے ابا جان آپ کو جو حکم ہوا ہے اُس پر عمل کر لیجئے آپ مجھے انشاء

Marfat.com

اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے)

چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کو مکہ سے لے کر چلے اور منیٰ میں جا کر ذبح کرنے کی نیت سے ایک چھری ساتھ لی (منیٰ مکہ معظمہ سے تین میل دُور دو پہاڑوں کے درمیان بہت لمبا میدان ہے) جب منیٰ میں داخل ہونے لگے تو اُن کے بیٹے کو شیطان بہکانے لگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پتہ چلا تو اللہ کہہ کر سات کنکریاں ماریں جس کی وجہ سے وہ زمین میں دھنس گیا۔ دونوں باپ بیٹے آگے بڑھے تو زمین نے شیطان کو چھوڑ دیا۔ کچھ دُور جا کر پھر بہکانے لگا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر اسے اللہ کہہ کر سات کنکریاں ماریں، وہ پھر زمین میں دھنس گیا، یہ دونوں آگے بڑھے تو پھر زمین نے اُس کو چھوڑ دیا۔ پھر آ کر ورغلانے لگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر اُسے اللہ کہہ کر سات کنکریاں ماریں پھر وہ زمین میں دھنس گیا۔ اور اُس کے بعد آگے بڑھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا۔ ابھی ذبح کرنے نہ پائے تھے کہ اللہ کی جانب سے ندا آئی یٰٓاِبْرٰهِيْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا یعنی اے ابراہیم تم نے اپنا خواب سچ کر دکھایا۔ پھر اللہ پاک نے ایک مینڈھا بھیجا جسے اپنے بیٹے کی جانب سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ذبح کر دیا۔ کما قال اللّٰہ تبارک و تعالیٰ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ.

ذبح تو کیا مینڈھا اور ثواب مل گیا بیٹے کی قربانی کا۔ کیونکہ دونوں باپ بیٹے اپنے دل و جان سے اس کام کے انجام دینے کو طے کر چکے تھے جس کا اللہ کی جانب سے حکم ہوا تھا، باپ نے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا دیا اور بیٹا ذبح ہونے کے لئے بخوشی لیٹ گیا، اپنی جانب سے کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اللہ جل شانہٗ کے یہاں نیت دیکھی جاتی ہے اپنی نیت میں یہ دونوں سچے تھے کما قال اللہ تعالیٰ فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ.

یہ واقعہ قربانی کی ابتداء ہے اور حج کے موقع پر منیٰ میں جو کنکریاں ماری جاتی ہیں اُن کی ابتدا بھی اسی واقعہ سے ہوئی ہے۔ ان ہی تین جگہوں میں کنکریاں مارتے ہیں جہاں شیطان زمین میں دھنس گیا تھا، جگہ کی نشاندہی کے لئے پتھر کے مینار بنا دیئے گئے ہیں۔ اس کے بعد سے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رضا کے لئے جانوروں کی قربانی کرنا عبادت میں شمار ہو گیا۔ چنانچہ اُمت محمدیہ کے لئے بھی قربانی مشروع کی گئی۔ صاحب حیثیت پر قربانی واجب ہے اور اگر کسی کی اتنی حیثیت نہ ہو اور قربانی کر دے تب بھی ثواب عظیم کا مستحق ہوگا۔

قربانی کی اہمیت:- چونکہ اصل مقصود خون بہانا ہے یعنی جان، جان آفریں کے سپرد کرنا ہے اس لئے قربانی کے ایام میں اگر کوئی شخص قربانی کی قیمت صدقہ کر دے یا اُس کی جگہ غلہ یا کپڑا احتاجوں کو دے دے تو اس سے حکم کی تعمیل نہ ہوگی اور ترک قربانی کا گناہ ہوگا اور ہر بال کے بدلہ نیکی ملنے کی جو سعادت تھی اس سے محرومی ہوگی۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا مَنْ وَجَدَ سِعَةً لِأَنْ يُضَحِّيَ فَلَمْ يُضَحِّ فَلَا يَحْضُرْ مُصَلَّانَا (رواہ الحاکم، الترغیب والترہیب ص ۱۰۳ ج ۲) یعنی جو شخص وسعت ہوتے ہوئے قربانی نہ کرے وہ ہماری عیدگاہ میں نہ آئے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے مدینہ میں دس سال قیام فرمایا اور ہر سال قربانی فرمائی (مشکوٰۃ) ان حدیثوں سے قربانی کی بہت زیادہ تاکید معلوم ہوئی۔ حضور

Marfat.com

اقدس ﷺ کے پابندی سے قربانی کرنے اور اُس کے لئے تاکید فرمانے کی وجہ سے حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے اہل وسعت پر قربانی کو واجب کہا ہے اور فرمایا ہے کہ صاحبِ نصاب پر قربانی واجب ہے (واجب کا درجہ فرض کے قریب ہے بلکہ عمل میں فرض کے برابر ہے)۔

قربانی کس پر واجب ہے:- جس شخص پر زکوٰۃ فرض ہو یا جس کے پاس ساڑھے باون تولے چاندی یا اُس کی قیمت ہو یا اتنی قیمت کا مال تجارت ہو یا فاضل سامان پڑا ہو اُس پر قربانی اور صدقہ فطر واجب ہو جاتے ہیں۔ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں کہ جس پر زکوٰۃ واجب نہیں اُس پر قربانی بھی واجب نہیں۔ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ یوں کہنا تو درست ہے کہ جس پر زکوٰۃ فرض ہے اُس پر قربانی بھی واجب ہے لیکن یہ کہنا صحیح نہیں کہ جس پر زکوٰۃ فرض نہیں اُس پر قربانی بھی واجب نہیں کیونکہ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن پر زکوٰۃ فرض نہیں اس لئے کہ اُن کے پاس سونا چاندی، یا مالِ تجارت یا نقدی نصاب کے بقدر نہیں ہوتی لیکن بہت سا فاضل سامان پڑا ہوتا ہے (جیسے استعمال کیا ہوا ضرورت سے زائد فرنیچر وغیرہ) اگر یہ فاضل سامان ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کو پہنچ جائے تو قربانی واجب ہو جاتی ہے لیکن زکوٰۃ فرض نہیں ہوتی اور ایک فرق اور بھی ہے وہ یہ کہ زکوٰۃ کا ادا کرنا اُس وقت فرض ہوتا ہے جب نصاب پر چاند کے اعتبار سے بارہ مہینے گزر جائیں اور قربانی واجب ہونے کے لئے قربانی کی تاریخ آنے سے پہلے چوبیس گھنٹے گزرنا بھی ضروری نہیں ہے۔ اگر کسی کے پاس ایک آدھ دن پہلے ہی ایسا مال آیا جس کے ہونے سے قربانی واجب ہوتی ہے تو اُس پر کل کو قربانی واجب ہو جائے گی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جو صاحبِ نصاب ہو اُس پر قربانی واجب ہے۔ فرضیت زکوٰۃ اور وجوبِ قربانی و صدقہ فطر کے بارے میں ہر ایک کی ملکیت علیحدہ علیحدہ دیکھی جائے گی۔ اگر کسی گھر میں باپ بیٹے اور بیٹوں کی ماں ہر ایک کی ملکیت میں اتنا مال ہے جس پر قربانی واجب ہوتی ہے تو ہر ایک پر علیحدہ علیحدہ قربانی واجب ہوگی۔ البتہ نابالغ کی طرف سے کسی حال میں قربانی کرنا لازم نہیں۔ عورتوں کے پاس عموماً اتنا زیور ہوتا ہے جس پر قربانی واجب ہو جاتی ہے اگرچہ وہ بیوہ ہی کیوں نہ ہوں۔

مسئلہ:- شرعی مسافر یعنی جو شخص اپنے شہر یا بستی سے ۴۸ میل کے سفر کے ارادے سے ایام قربانی سے قبل نکلا ہو اُس پر قربانی واجب نہیں۔ ہاں اگر قربانی کے دنوں میں سے کسی دن گھر پہنچ جائے یا کسی جگہ ۱۵ دن قیام کرنے کی نیت کر لے تو اُس پر قربانی واجب ہو جائے گی۔

قربانی کے جانور:- قربانی کے جانور شرعاً مقرر ہیں گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی، بکرا، بکری، بھیڑ، بھیڑی، دُنبہ، دُنبی کی قربانی ہو سکتی ہے۔ ان کے علاوہ اور کسی جانور کی قربانی درست نہیں اگرچہ کتنا ہی زیادہ قیمتی ہو اور کھانے میں جس قدر بھی مرغوب ہو، لہٰذا ہرن کی قربانی نہیں ہو سکتی، اسی طرح دوسرے حلال جانور قربانی میں ذبح نہیں کئے جا سکتے۔

مسئلہ:- گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ اونٹنی میں سات حصے ہو سکتے ہیں یعنی اُن میں سے ایک جانور میں سات قربانیاں ہو سکتی ہیں خواہ ایک ہی آدمی ایک گائے لے کر اپنے گھر کے آدمیوں کے وکیل بنانے سے اُن کا وکیل بن کر سات حصے تجویز کر کے ذبح کر دے یا مختلف گھروں کے آدمی ایک ایک یا دو دو

Marfat.com

حصے لے کر سات حصے پورے کرلیں، دونوں صورتوں میں قربانی درست ہو جائے گی۔

مسئلہ:- چونکہ عقیقہ بھی ثواب کا کام ہے اس لئے قربانی کی گائے یا اونٹ میں اگر کچھ حصے قربانی کے اور کچھ عقیقہ کے ہوں تو یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ:- اگر چھ آدمیوں نے قربانی کا حصہ لیا اور ایک شخص نے ایک حصہ گوشت کھانے یا تجارت کرنے کی نیت سے لے لیا مقصد قربانی کا ثواب لینا نہ تھا تو کسی کی بھی قربانی نہ ہوگی اگر قربانی کی گائے میں کسی مرتد، قادیانی، بددین کو شریک کرلیا تب بھی کسی کی قربانی درست نہ ہوگی۔

مسئلہ:- اگر کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہو تب بھی کسی کی قربانی درست نہ ہوگی، نہ اُس کی جس کا ساتواں حصہ یا اس سے زیادہ تھا نہ اُس کی جس کا حصہ ساتویں حصہ سے کم تھا۔

مسئلہ:- اور اگر گائے، اونٹ، بھینس میں سات حصوں سے کم کرلئے مثلاً چھ حصے کر کے چھ آدمیوں نے ایک ایک حصہ لے لیا تو قربانی درست ہو جائے گی بشرطیکہ کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو اور اگر آٹھ حصے بنالئے اور آٹھ قربانی والے شریک ہو گئے تو کسی کی بھی قربانی درست نہ ہوگی۔

مسئلہ:- چھوٹے جانور یعنی بکرا، بکری وغیرہ میں شرکت نہیں ہو سکتی۔ ایک شخص کی جانب سے ایک ہی جانور ہو سکتا ہے۔

مسئلہ:- گائے، بیل، بھینس، بھینسا کی عمر کم از کم دو سال اور اونٹ اونٹنی کی عمر کم از کم پانچ سال اور باقی جانوروں کی عمر کم از کم ایک سال ہونا ضروری ہے۔ ہاں اگر بھیڑ یا دُنبہ سال بھر سے کم کا ہو لیکن موٹا تازہ اتنا ہو کہ سال بھر والے جانوروں میں چھوڑ دیا جائے تو فرق محسوس نہ ہو تو اُس کی بھی قربانی ہو سکتی ہے بشرطیکہ چھ مہینے سے کم کا نہ ہو اگر اتنا موٹا تازہ ہو جس کا ابھی ذکر ہوا تو کسی مفتی کو دکھالیں، پھر اُن کے قول کے مطابق عمل کریں۔

کیسے جانور کی قربانی درست ہے:- چونکہ قربانی کا جانور بارگاہِ خداوندی میں پیش کیا جاتا ہے اس لئے جانور خوب عمدہ، موٹا تازہ، صحیح سالم، عیبوں سے پاک ہونا ضروری ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ قربانی کے جانور کے آنکھ کان خوب اچھی طرح دیکھ لیں اور ایسے جانور کی قربانی نہ کریں جن کا کان چرا ہوا ہو یا جس کے کان میں سوراخ ہو (رواہ الترمذی) اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس ﷺ سے پوچھا گیا کہ قربانی میں کن کن جانوروں سے پرہیز کیا جائے۔ آپؐ نے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ (خصوصیت کے ساتھ) چار طرح کے جانوروں سے پرہیز کرو (۱) اَلْعَرْجَاءُ الْبَيِّنُ ظَلْعُهَا یعنی وہ لنگڑا جانور جس کا لنگڑا پن ظاہر ہو (۲) وَالْعَوْرَاءُ الْبَيِّنُ عَوْرُهَا یعنی وہ کانا جانور جس کا کانا پن ظاہر ہو (۳) وَالْمَرِيْضَةُ الْبَيِّنُ مَرَضُهَا یعنی ایسا بیمار جانور جس کا مرض ظاہر ہو (۴) وَالْعَجْفَاءُ الَّتِيْ لَا تُنْقِيْ یعنی ایسا دبلا جانور جس کی ہڈیوں میں مینگ یعنی گودا نہ ہو (رواہ مالک والترمذی وابوداؤد وغیرھم)

حضرات فقہاء کرام نے ان حادیث کی تفسیر وتشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ جو جانور بالکل اندھا ہو یا ایک آنکھ کی تہائی روشنی یا اس سے زیادہ روشنی جاتی رہی ہو یا ایک کان کا تہائی حصہ یا اس سے زیادہ کٹ گیا

Marfat.com

ہو یا دُم کٹ گئی ہو یا دُم کا ایک تہائی حصہ یا اس سے زیادہ کٹ گیا ہو یا اتنا دُبلا جانور ہو کہ اُس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ رہا ہو اُس کی قربانی جائز نہیں۔ اگر جانور دُبلا ہو مگر اتنا زیادہ دُبلا نہ ہو تو اُس کی قربانی ہو جائے گی لیکن وہ ثواب کہاں ملے گا جو موٹے تازے جانور کی قربانی میں ملتا ہے مقدور ہوتے ہوئے اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے لئے گری پڑی حیثیت کا جانور اختیار کرنا ناسمجھی بھی ہے اور ناشکری بھی۔

مسئلہ:- جو جانور تین پاؤں سے چلتا ہے اور چوتھا پاؤں رکھتا ہی نہیں یا چوتھا پاؤں رکھتا تو ہے مگر اُس سے چل نہیں سکتا یعنی چلنے میں اُس سے سہارا نہیں لیتا تو اُس کی قربانی درست نہیں۔ اگر چاروں پاؤں سے چلتا ہے اور ایک پاؤں میں کچھ لنگ ہے تو اُس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ:- جس جانور کے بالکل دانت نہ ہوں اُس کی قربانی درست نہیں اور اگر کچھ دانت گر گئے لیکن جو باقی ہیں وہ تعداد میں گر جانے والے دانتوں سے زیادہ ہیں تو اُس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ:- اگر کسی جانور کے پیدائش ہی سے کان نہیں تو اُس کی قربانی درست نہیں اور اگر دونوں کان ہیں اور صحیح سالم ہیں لیکن ذرا چھوٹے چھوٹے ہیں تو اُس کی قربانی ہو سکتی ہے۔

مسئلہ:- جس جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہیں لیکن عمر اتنی ہو چکی ہے جتنے قربانی کے جانور کی ہونی لازم ہے تو اُس کی قربانی درست ہے اور اگر سینگ نکل آئے اور اُن میں سے ایک یا دونوں کچھ ٹوٹ گئے تو ایسے جانور کی قربانی ہو سکتی ہے۔ ہاں اگر بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے اور اندر کی مینگ بھی ختم ہو گئی تو اُس کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ:- خصی جانور کی قربانی نہ صرف یہ کہ درست ہے بلکہ افضل ہے کیونکہ اس کا گوشت اچھا ہوتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے خود ایسے جانوروں کی قربانی کی ہے۔ روی ابو داؤد وغیرہ عن جابر رضی اللہ عنہ قال ذبح النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الذبح کبشین اقرنین املحین موجوئین.

مسئلہ:- اگر مادہ جانور کی قربانی کی اور اُس کے پیٹ میں بچہ نکل آیا تب بھی قربانی ہو گئی اگر بچہ زندہ نکلے تو اُس کو بھی ذبح کر دے۔

مسئلہ:- اگر قربانی کا جانور خرید لیا پھر اُس میں کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا جس کی وجہ سے قربانی درست نہیں ہوتی تو اس کے بدلہ دوسرا جانور خرید کر قربانی کرے، ہاں اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی واجب نہیں تھی اور اُس نے ثواب کے شوق میں جانور خرید لیا تھا تو اس کی قربانی کر دے۔

قربانی کا وقت:- بقرعید کی دسویں تاریخ سے لے کر بارہویں تاریخ کی شام تک قربانی کرنے کا وقت ہے۔ چاہے جس دن قربانی کرے لیکن قربانی کرنے کا سب سے افضل دن بقرعید کا دن ہے، پھر گیارہویں تاریخ پھر بارہویں تاریخ۔

مسئلہ:- بقرعید کی نماز ہونے سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں ہے۔ نمازِ عید پڑھ چکیں تب قربانی کریں البتہ اگر کوئی دیہات میں یا گاؤں میں ہو جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی تو وہاں دسویں تاریخ کو فجر کی نماز کے بعد قربانی کر دینا درست ہے۔

مسئلہ:- بارہویں تاریخ کا سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے قربانی کر لینا درست ہے جب سورج ڈوب گیا

Marfat.com

تو اب قربانی کرنا درست نہیں۔

مسئلہ:- دسویں سے بارہویں تک جب جی چاہے قربانی کرے چاہے دن میں چاہے رات میں، لیکن رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں کہ شاید کوئی رگ نہ کٹے اور قربانی نہ ہوا گر خوب زیادہ روشنی ہو جیسی شہروں میں بجلی یا ڈے لائٹ کی روشنی ہوتی ہے تو رات کو قربانی کر لینے میں کوئی حرج نہیں۔

قربانی کی منّت اور وصیت:- مسئلہ: جس نے قربانی کرنے کی منت مانی پھر وہ کام پورا ہو گیا جس کے واسطے منت مانی تھی تو اب قربانی کرنا واجب ہے چاہے مالدار ہو یا نہ ہو اور منت کی قربانی کا سب گوشت فقیروں کو خیرات کر دے، نہ آپ کھائے نہ امیروں کو دے۔ اس میں سے جتنا آپ کھایا ہو یا امیروں کو دیا ہو اتنا پھر خیرات کرنا پڑے گا۔

مسئلہ:- اگر کوئی وصیت کر کے مر گیا کہ میرے ترکہ میں سے میری طرف سے قربانی کی جائے اور اُس کی وصیت کے مطابق اُسی کے مال سے قربانی کی گئی تو اس قربانی کا تمام گوشت وغیرہ خیرات کر دینا واجب ہے۔ (واضح رہے کہ وصیت میّت کے ترکہ کے ۱/۳ کے اندر اندر نافذ ہو سکتی ہے)۔

غائب کی طرف سے قربانی:- کوئی شخص یہاں موجود نہیں ہے اور دوسرے شخص نے اُس کی طرف سے بغیر اُس کے کہنے یا خط لکھنے کے قربانی کر دی تو یہ قربانی درست نہیں ہوئی۔ اور اگر کسی جانور میں کسی غائب کا حصہ اُس کی اجازت کے بغیر تجویز کر لیا گیا تو اور حصہ داروں کی قربانی بھی صحیح نہ ہو گی۔ البتہ اگر غائب آدمی خط لکھ کر وکیل بنا دے تو اُس کی طرف سے قربانی کر سکتے ہیں۔ جن کے لڑکے ایشیا کے کسی دُور شہر میں ہیں یا یورپ و امریکہ میں ملازم ہیں اگر وہ لکھ دیں کہ ہماری طرف سے قربانی کر دی جائے تو اُن کی طرف سے قربانی کرنے سے ادا ہو جائے گی۔

قربانی کے گوشت اور کھال کا مصرف

(۵۲) عَنْ عَمْرَةَ بِنْتِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ قَالَتْ سَمِعْتُ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا تَقُوْلُ دَفَّ نَاسٌ مِنْ اَهْلِ الْبَادِيَةِ حَضْرَةَ الْاَضْحٰی فِیْ زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِدَّخِرُوْا الثُّلُثَ وَتَصَدَّقُوْا بِمَا بَقِیَ قَالَتْ فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذٰلِكَ قِيْلَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَقَدْ كَانَ النَّاسُ يَنْتَفِعُوْنَ مِنْ ضَحَايَا هُمْ وَيَجْمِلُوْنَ مِنْهَا الْوَدَكَ وَيَتَّخِذُوْنَ مِنْهَا الْاَسْقِيَةَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَاكَ اَوْ كَمَا قَالَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نَهَيْتَ عَنْ اِمْسَاكِ لُحُوْمِ الضَّحَايَا بَعْدَ ثَلٰثٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا نَهَيْتُكُمْ مِنْ اَجَلِ الدَّافَّةِ الَّتِیْ دَفَّتْ عَلَيْكُمْ فَكُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَادَّخِرُوْا. (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰنؒ بیان فرماتی ہیں جو حضرت عائشہؓ کی شاگرد ہیں، کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے سنا کہ ایک مرتبہ دیہات کے رہنے والے کچھ لوگ حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں بقرعید کے موقع پر مدینہ منورہ میں چلے آئے، حضور اقدس ﷺ نے قربانی کرنے والوں کو حکم فرمایا

Marfat.com

کہ (اپنی قربانیوں کا گوشت) صرف تین دن تک بطور ذخیرہ رکھ سکتے ہو اور جو بچے اس کو صدقہ کر دو پھر اُس کے بعد (آئندہ سال) عیدالاضحیٰ کا موقع آیا تو عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس سے پہلے لوگ اپنی قربانیوں سے (مختلف قسم کے) فوائد حاصل کرتے تھے اُن کی چربی پگھلا کر کام میں لانے کے لئے رکھ لیتے تھے اور اُن کی کھالوں کے مشکیزے بنا لیتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا وہ کیا بات ہے جو اب پیدا ہو گئی) عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اس بات سے منع فرمایا تھا کہ قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ بطور ذخیرہ نہ رکھا جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا گزشتہ سال میں نے صرف اس جماعت کی وجہ سے منع کیا تھا جو بقرعید کے موقع پر تمہارے پاس آ گئی تھی بس اب کھاؤ اور صدقہ کرو اور آئندہ کام آنے کے لئے بھی بطور ذخیرہ رکھ لو۔ (ابوداؤد شریف ص ۳۸۸، ج ۲، مطبع نور محمد کراچی)

تشریح:- اللہ جل شانہٗ کی رضا کے لئے قربانی کا جانور ذبح کر دینے سے قربانی ادا ہو جاتی ہے۔ اُس کا گوشت اور پوست اللہ کے ہاں نہیں پہنچتا (کیونکہ اللہ کو کسی چیز کی حاجت نہیں ہے) اُس کے یہاں اخلاص اور نیک نیتی پر ثواب ملتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَاؤُ هَا وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ. (سورۂ حج)

اللہ تعالیٰ کے پاس نہ اُن کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ اُن کا خون، ولیکن اُس کے پاس تمہارا تقویٰ پہنچتا ہے اس طرح اللہ تعالیٰ نے اُن جانوروں کو تمہارا زیر حکم کر دیا کہ تم اس بات پر اللہ کی بڑائی (بیان) کرو کہ اس نے تم کو (اس طرح قربانی کی) توفیق دی اور اخلاص والوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔

جو کوئی شخص قربانی کرتا ہے وہ قربانی کے گوشت اور کھال اور ہڈی ہر چیز کا مالک ہوتا ہے۔ اگر وہ کسی فقیر مسکین کو کچھ بھی نہ دے تب بھی قربانی ادا ہو جاتی ہے کیونکہ اصلی مقصد اللہ کی رضا کے لئے خون بہانا اور جان جان آفریں کے حوالے کرنا ہے۔ لیکن جب قربانی کر لی تو فقراء و مساکین کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔ اپنے بال بچوں کو کھلائے خود کھائے جب تک مناسب جانے بعد میں خرچ کرنے کے لئے ذخیرہ کر لے، فریج میں رکھے، سکھا کر محفوظ رکھ لے، سال دو سال اگر قربانی کا گوشت رکھا رہے تو بھی کوئی گناہ نہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے عارضی طور پر ایک سال تین دن سے زیادہ بطور ذخیرہ رکھنے کو منع فرمایا تھا اور اُس کی وجہ وہ تھی جو اوپر حدیث میں مذکور ہوئی کہ کچھ لوگ دیہات سے آ گئے تھے اُن کی خوراک کا انتظام فرمانا مقصود تھا پھر بعد میں آئندہ کے لئے اس کے ذخیرہ کرنے کی اجازت دے دی، سابق حکم کو منسوخ فرما دیا اور فرمایا فَكُلُوْا وَتَصَدَّقُوْا وَادَّخِرُوْا یعنی کھاؤ، صدقہ کرو اور ذخیرہ کرو۔

حضرت نُبیشہ ہذلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے تم کو اس بات سے منع کیا تھا کہ قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ کھاؤ جس کا مقصد یہ تھا کہ اس گوشت میں تم سب کے لئے گنجائش ہو جائے (یعنی قربانی کرنے والوں اور قربانی نہ کرنے والوں کو سب کو پہنچ جائے) اللہ جل شانہٗ نے رزق میں گنجائش دے دی لہٰذا تم کھاؤ اور ذخیرہ کر کے رکھو اور صدقہ کر کے ثواب حاصل کرو اور یہ بھی

Marfat.com

فرمایا کہ خبردار یہ دن کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے ہیں۔ (ابوداؤد شریف)

قربانی کے گوشت سے صدقہ کرنا حدیثِ بالا سے معلوم ہوا، اور جب گوشت پکائے تو پڑوسیوں اور عزیزوں کا خیال رکھنا بھی مناسب ہے، اُن لوگوں کی دعوت کردے یا گھر بھیج دے۔

جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا کہ گوشت اور کھال وغیرہ سب قربانی کرنے والوں کی ملکیت ہوتی ہے اس لئے اسے جس طرح تمام گوشت خود رکھ لینے کا اختیار ہے اسی طرح اگر وہ قربانی کے جانور کی کھال خود ہی رکھ لے اور اپنے کام میں لے آئے تو یہ بھی جائز ہے۔ قربانی کے جانور کی کھال کو دباغت کر لے (یعنی نمک وغیرہ لگا کر سڑنے سے محفوظ کر دے اور سکھا لے) اور پھر جانماز بنا لے یا کوئی ایسی چیز بنا لے جو گھر کی ضرورت میں آتی ہو تو یہ جائز ہے البتہ قربانی کی کھال کو فروخت نہ کریں اور اگر بالفرض فروخت کر دی تو اس کی قیمت کو کام میں لانا جائز نہیں اس کا صدقہ کر دینا واجب ہے۔ زکوٰۃ ہو یا صدقۂ فطر یا قربانی کی کھال کی رقم سید کو اور اس شخص کو نہیں دے سکتے جسے زکوٰۃ لینا جائز نہیں۔

بہت سے لوگ قربانی کی کھال مسجدوں کی ضرورت کے لئے یا عیدگاہ بنانے کے لئے یا قبرستان کی چاردیواری کھینچنے کے لئے دے دیتے ہیں تاکہ کھالوں کو بیچ کر ان کاموں میں خرچ کر دی جائے۔ واضح رہے کہ ان کاموں میں چرم قربانی کی رقم خرچ نہیں ہو سکتی۔ یہ رقم صرف انہی لوگوں کو دی جا سکتی ہے جن کو زکوٰۃ لینا جائز ہو۔ بعض علاقوں میں مشہور ہے کہ چرم قربانی بیواؤں کا حق ہے تو شرعاً اس کی کوئی حقیقت نہیں ہاں اگر کوئی بیوہ زکوٰۃ لینے کی مستحق ہو تو وہ بھی دوسرے فقراء و مساکین کی طرح چرم قربانی کی رقم لے سکتی ہے مگر حق جتانے کی کوئی حیثیت نہیں اور اس سے بھی زیادہ غلط بات یہ ہے جو بہت سے علاقوں میں رواج پائے ہوئے ہے کہ اماموں کو قربانی کی کھالیں یا ان کی قیمت امامت کی اجرت میں دے دیتے ہیں جس کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اماموں کی تنخواہ معمولی ہوتی ہے وہ عید بقرعید کی آس لگائے بیٹھے رہتے ہیں محلّہ کا صدقۃ الفطر اور قربانی کی کھالیں سب ان کے سپرد کر دی جاتی ہیں اور وہ ان کو اپنی امامت کا عوض سمجھ کر سالانہ خدمت کے بدلے میں سب وصول کر لیتے ہیں۔ یہ بالکل ناجائز ہے کیونکہ صدقۃ الفطر اور چرم قربانی کسی معاوضے میں دینا درست نہیں امامت کی اجرت بھی ایک معاوضہ ہے۔ آج کل سستا چندہ دیکھ کر بہت سی انجمنیں، ویلفیئر ایسوسی ایشن اور ہمدرد کلب اور امدادی کمیٹیاں بقرعید کے زمانہ میں نکل آتی ہیں یہ لوگ کھالوں کا چندہ کر لیتے ہیں ان میں وہ بے دین بھی ہوتے ہیں جو اسلام کا اور قربانی کا مذاق اڑاتے ہیں مگر کھال کھینچنے کو تیار رہتے ہیں اور وہ لوگ بھی ہوتے ہیں جو شریعت کے قوانین سے واقف نہیں ہوتے ہیں یہ لوگ احکام شرعیہ کی رعایت کے بغیر آزادانہ رائے سے کھالوں کی قیمتیں خرچ کرتے ہیں حتیٰ کہ ان کھالوں کی رقموں کے ذریعہ الیکشن تک لڑے جاتے ہیں ان کو کھالیں دے کر ضائع نہ کریں اور اپنی شرعی ذمہ داری کو پہچانیں۔

ایام عید کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے لئے ہیں:- اوپر جو ہم نے نُبیشہ کی حدیث نقل کی ہے اس میں فرمایا ہے کہ بقرعید کے ایام کھانے پینے اور اللہ کا ذکر کرنے کے دن ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ ایام اللہ پاک کی مہمانی کے ہیں ان دنوں میں کھائیں پئیں اللہ کا شکر ادا کریں روزہ نہ رکھیں۔

Marfat.com

۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ کو روزہ رکھنا حرام ہے اور عید الفطر کے دن بھی روزہ رکھنا حرام ہے وہ دن بھی اللہ کی مہمانی کا دن ہے بندہ کو حکم ماننا چاہئے کھانے پینے کا حکم ہو تو کھائے پیئے اور جب کھانے پینے سے روک دیا جائے تو رُک جائے۔ رمضان کے دنوں میں کھانا پینا حرام ہے یعنی روزہ رکھنا فرض ہے اور عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے اسی طرح سے بقرعید کے شروع کے ۹ دن روزہ رکھنے کی بڑی فضیلت آئی ہے اور خصوصاً نویں تاریخ کے روزہ کی تو بہت ہی زیادہ فضیلت آئی ہے لیکن نویں تاریخ کے بعد چار دن روزہ رکھنا حرام قرار دیا گیا ہے بندہ کو حکم کے تابع رہنا لازم ہے۔

حدیث میں یہ بھی فرمایا کہ یہ دن اللہ کا ذکر کرنے کے ہیں آج کل کے لوگوں نے کھانے پینے کو تو یاد رکھا ہے لیکن آخری بات یعنی اللہ کا ذکر جو عید کی روح ہے اس سے غافل رہتے ہیں ان دنوں میں خوب زیادہ اللہ کا ذکر کرنا چاہئے۔ تکبیر تشریق جو ہر فرض نماز کے بعد پڑھی جاتی ہے وہ بھی اللہ کا نام بلند کرنے کے لئے مشروع کی گئی ہے اور نماز عید بھی سراپا ذکر ہے بلکہ اس میں دوسری نمازوں کی بہ نسبت زائد تکبیرات شامل کر دی گئی ہیں اور خطبہ بھی سراپا ذکر ہے اس میں بھی تکبیر کی کثرت کرنا مستحب قرار دیا گیا ہے فقہا نے لکھا ہے کہ جب عید الفطر کی نماز کے لئے جائیں تو تکبیر تشریق آہستہ کہتے ہوئے جائیں اور جب عید الاضحیٰ کی نماز کے لئے جائیں تو ذرا آواز سے تکبیر تشریق پڑھتے ہوئے جائیں، یہ سب کثرت ذکر کے مظاہرے ہیں۔ اللہ کا ذکر ہی مومن کے لئے اصل خوشی کی چیز ہے، اس کی روح ذکر اللہ ہی سے اطمینان حاصل کر سکتی ہے۔

عید کو گناہوں سے ملوّث نہ کریں:- افسوس ہے کہ اس زمانے کے مسلمان ذکر کی طرف تو کیا متوجہ ہوتے عید کے دن خوب اچھی طرح گناہ کرتے ہیں۔ اس دن سینما دیکھنا تو بہت سے لوگوں نے اپنے ذمہ فرض کر رکھا ہے، عید کی خوشی کو سینما بینی کے ناپاک عمل سے مٹی میں ملا دیتے ہیں کیونکہ گناہ میں کوئی خوشی نہیں اللہ کو ناراض کرنے والی چیز کیسے باعثِ خوشی بن سکتی ہے، بہت سے لوگ عید کے کپڑے بناتے ہیں تو اس میں حرام حلال کا خیال نہیں کرتے مرد ٹخنوں سے نیچے کپڑے پہنتے ہیں، عورتیں باریک کپڑے پہنتی ہیں اور بہت سے لوگ خوب اچھی طرح داڑھی منڈا کر انگریزی بال تراش کر نماز عید کے لئے آتے ہیں، جو عید سراپا طاعت اور فرمانبرداری کا مظاہرہ کرنے کے لئے تھی اسے گناہوں سے ملوث کر دیا تو عید کہاں رہی، عید تو اسلامی چیز ہے اس دن ہر کام خصوصیت کے ساتھ اچھا اور نیک ہونا چاہئے، اس دن گناہوں سے بچنے کا خاص اہتمام کیا جائے اور طبیعت کو آمادہ کیا جائے کہ آئندہ بھی گناہ نہ کریں گے، مومن کی زندگی گناہوں والی زندگی نہیں ہوتی

عشرۂ ذی الحجہ میں اعمالِ صالحہ کی فضیلت

(۵۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَیَّامٍ اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ فِیْھِنَّ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنْ ھٰذِہِ الْاَیَّامِ الْعَشْرَۃِ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَلَا الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ وَلَا الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اِلَّا رَجُلٌ خَرَجَ بِنَفْسِہٖ وَمَالِہٖ فَلَمْ یَرْجِعْ مِنْ ذٰلِکَ بِشَیْءٍ۔ (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

Marfat.com

بقرعید کے دس دنوں میں جس قدر نیک عمل اللہ کو محبوب ہے اس سے بڑھ کر کسی زمانے میں بھی اس قدر محبوب نہیں (یعنی یہ دن فضیلت میں دیگر ایام سے بڑھے ہوئے ہیں) صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی ان دنوں کی عبادت سے افضل نہیں ہے، آپ نے ارشاد فرمایا جہاد فی سبیل اللہ بھی ان ایام سے افضل نہیں۔ الا یہ کہ کوئی شخص اپنی جان و مال لے کر نکلے اور ان میں سے کچھ بھی واپس لے کر نہ لوٹے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۲۸ بحوالہ بخاری)

(۵۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَیَّامٍ اَحَبُّ اِلَی اللّٰهِ اَنْ یُّتَعَبَّدَ لَهٗ فِیْهَا مِنْ عَشْرِ ذِی الْحِجَّةِ یَعْدِلُ صِیَامُ كُلِّ یَوْمٍ مِّنْهَا بِصِیَامِ سَنَةٍ وَقِیَامُ كُلِّ لَیْلَةٍ مِّنْهَا بِقِیَامِ لَیْلَةِ الْقَدْرِ. (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بقرعید کے اوّل دس دنوں میں روزہ رکھنے سے ایک روزہ کا ثواب ایک سال کے روزوں کے برابر ملتا ہے اور ان دنوں کی راتوں میں قیام کرنے سے شب قدر میں قیام کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۲۸ بحوالہ ترمذی وابن ماجہ)

علماء نے بتایا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ کی راتیں افضل ہیں اور عشرہ ذی الحجہ کے دن افضل ہیں کیونکہ ان میں یوم عرفہ بھی ہے۔ رمضان کا آخری عشرہ ہو یا ذی الحجہ کا پہلا عشرہ ان میں رات دن عبادت میں لگنا چاہئے کیونکہ ان دونوں عشروں کی ہر گھڑی بہت مبارک ہے۔

نویں تاریخ کا روزہ:- حضرت ابوقتادہؓ سے روایت ہے کہ محبوب رب العالمین ﷺ نے بقرعید کی نویں تاریخ کے روزہ کے بارے میں فرمایا کہ میں اللہ پاک سے پختہ امید رکھتا ہوں کہ اس کی وجہ سے ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ فرمادیں گے اور فرمایا کہ محرم کی دسویں تاریخ کے روزہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے پختہ امید رکھتا ہوں کہ اس کی وجہ سے ایک سال پہلے کے گناہوں کا کفارہ فرمادیں گے۔ (مسلم شریف)

متفرق مسائل

مسئلہ:- قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے اور دوسرے سے ذبح کرانا بھی جائز ہے اگر دوسرے سے ذبح کرائے اور خود وہاں موجود ہو تو بہتر ہے جیسا کہ حضور ﷺ نے حضرت سیدہ فاطمہؓ کو قربانی کے وقت جانور کے قریب حاضر ہونے کو فرمایا۔ مگر عورت کو پردہ کا اہتمام کرنا لازم ہے۔

مسئلہ:- مالدار کو بھی قربانی کا گوشت دے سکتے ہیں اور اپنے نوکر چاکر کو دینا بھی درست ہے لیکن کام کے بدلے اور محنت مزدوری کے معاوضے میں نہیں دے سکتے اگر کوئی نوکر غیر مسلم ہے اس کو بھی قربانی کا گوشت دے سکتے ہیں بلکہ نوکر کے علاوہ بھی کوئی پاس پڑوس میں کافر گوشت طلب کرے تو اس کو بھی دینا درست ہے۔

مسئلہ:- قربانی کے دنوں میں جانور کی قربانی ہی کرنا لازمی ہے اگر جانور کو زندہ صدقہ کر دیا تو قربانی ادا نہیں ہوئی ہاں اگر قربانی کے دنوں میں کوئی شخص ذبح نہ کر سکا مثلاً جانور نہ ملا یا کوئی اور بات پیش آ گئی تو تین دن گزر جانے کے بعد اگر جانور موجود ہے تو اس کو صدقہ کر دے ورنہ کسی محتاج کو قیمت دے دے۔

مسئلہ:- قربانی صرف اپنی جانب سے واجب ہے، اپنی اولاد یا اپنی بیوی کی طرف سے یا والدین کی

Marfat.com

طرف سے قربانی کرنا واجب نہیں البتہ اگر مالیت کے اعتبار سے ان لوگوں پر الگ الگ قربانی واجب ہوتی ہو تو ہر ایک شخص اپنی اپنی طرف سے قربانی کردے۔

مسئلہ:- اگر کسی کے ذمہ مسئلہ کی رُو سے قربانی واجب نہ تھی یعنی اس کے پاس اتنا مال نہ تھا جس پر قربانی واجب ہوتی لیکن اس نے جانور خرید لیا تو اب اس کی قربانی واجب ہوگئی۔

مسئلہ:- مرتد، زندیق، قادیانی، ملحد کا ذبیحہ حرام ہے۔ ان سے ذبح نہ کرائیں نہ قربانی کے موقع پر اور نہ کسی موقع پر، اگر ان سے ذبح کرالیا تو نہ قربانی ہوگی نہ گوشت حلال ہوگا۔

مسئلہ:- قربانی کے جانور کے تھنوں میں اگر دودھ اُتر آئے اور ذبح کا وقت نہیں آیا تو تھنوں پر ٹھنڈا پانی چھڑک دیں تاکہ دودھ اتر نا رُک جائے اور اگر دودھ نکال لیا تو اس کا صدقہ کردیں۔ اسی طرح ذبح سے پہلے اگر اون کاٹ لیا تو اس کا بھی صدقہ کردیں ہاں اگر ذبح کے بعد دودھ نکالا یا اون کاٹا تو اس کو اپنے کام میں لاسکتے ہیں، اگر قربانی نذر کی ہو تو اگرچہ ذبح کے بعد دودھ نکالا یا اون کاٹا ہو تب بھی دونوں چیزوں کا صدقہ کردیں۔

مسئلہ:- جب قربانی کا جانور ذبح کردے تو اس کی جھولی اور رسّی صدقہ کرے۔

تکبیر تشریق:- مسئلہ:- بقرعید کے ایام میں تکبیر تشریق مشروع ہے یعنی ہر فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھیں اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ، مرد زور سے پڑھیں، عورتیں آہستہ سے پڑھیں۔ نویں تاریخ کی فجر کی نماز سے لے کر تیرھویں تاریخ کی نماز عصر تک یہ تکبیر ہر فرض نماز کے بعد پڑھی جائے۔ سلام پھیر کر فوراً پڑھیں۔

شبِ عید کی عبادت:- جس رات کے بعد صبح کو عید یا بقرعید ہونے والی ہو اس رات کو زندہ رکھنے یعنی نمازوں میں قیام کرنے کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے دونوں عیدوں کی راتوں کو ثواب کا یقین رکھتے ہوئے زندہ رکھا اس کا دل اس دن نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل مردہ ہوں گے (یعنی قیامت کے دن، خوف وگھبراہٹ سے محفوظ رہے گا۔ (الترغیب والترہیب للمنذری)

بال اور ناخن کا مسئلہ

(۵۵) وَعَنْ اُمِّ سَلِمَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ وَاَرَادَ بَعْضُکُمْ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلَا یَمَسَّ مِنْ شَعْرِہٖ وَبَشَرِہٖ شَیْئًا وَفِیْ رِوَایَةٍ فَلَا یَاْخُذَنَّ شَعْرًا وَّلَا یَقْلِمَنَّ ظُفُرًا وَفِیْ رِوَایَةٍ مِنْ رَاٰی ھِلَالَ ذِی الْحِجَّةِ وَاَرَادَ اَنْ یُّضَحِّیَ فَلَا یَاْخُذْ مِنْ شَعْرِہٖ وَلَا مِنْ اَظْفَارِہٖ . (رواہ مسلم)

ترجمہ: ام المومنین حضرت اُمّ سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ماہ ذی الحجہ کا چاند دیکھ لے اور اس کا قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو چاہئے کہ اپنے بال اور ناخن سے کچھ بھی نہ کاٹے (جب قربانی کرلے تب کاٹے) (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۲۸ بحوالہ مسلم)

تشریح:- یہ حکم بطور استحباب کے ہے، عمل کرنے تو افضل ہے، اگر ان دنوں میں بال یا ناخن کٹوا دیئے تو

Marfat.com

گناہ نہ ہوگا، حدیث پر عمل کرنے کے لئے کاٹنے سے باز رہے تو ثواب ملے گا۔

کتاب الصّیام فضائل و مسائل

برکاتِ رمضان اور فضائل ومسائل

رمضان المبارک کی آمد پر سرکار دوعالم ﷺ کا خطبہ استقبالیہ

(۵۶) عَنْ سَلْمَانَ الْفَارْسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اٰخِرِ يَوْمٍ مِنْ شَعْبَانَ فَقَالَ يٰاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّكُمْ شَهْرٌ عَظِيْمٌ شَهْرٌ مُّبَارَكٌ شَهْرٌ فِيْهِ لَيْلَةٌ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ (جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيْضَةً وَقِيَامَ لَيْلِهٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِيْهِ بِخَصْلَةٍ مِّنَ الْخَيْرِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَمَنْ اَدّٰى فَرِيْضَةً فِيْهِ كَانَ كَمَنْ اَدّٰى سَبْعِيْنَ فَرِيْضَةً فِيْمَا سِوَاهُ وَهُوَ شَهْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُهُ الْجَنَّةُ وَشَهْرُ الْمُوَاسَاةِ وَشَهْرٌ يُزَادُ فِيْهِ رِزْقُ الْمُؤْمِنِ، مَنْ فَطَّرَ فِيْهِ صَائِمًا كَانَ مَغْفِرَةً لِذُنُوْبِهٖ وَعِتْقَ رَقَبَتِهٖ مِنَ النَّارِ وَكَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اَجْرِهٖ شَيْءٌ قُلْنَا يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَيْسَ كُلُّنَا نَجِدُ مَا نُفَطِّرُ الصَّائِمَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعْطِي اللّٰهُ هٰذَا الثَّوَابَ مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا عَلٰى مَذَقَةِ لَبَنٍ اَوْ تَمْرَةٍ اَوْ شَرْبَةٍ مِّنْ مَّآءٍ وَمَنْ اَشْبَعَ صَآئِمًا سَقَاهُ اللّٰهُ مِنْ حَوْضِيْ شَرْبَةً لَّا يَظْمَأُ حَتّٰى يَدْخُلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ شَهْرٌ اَوَّلُهٗ رَحْمَةٌ وَاَوْسَطُهٗ مَغْفِرَةٌ وَ اٰخِرُهٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ مَنْ خَفَّفَ عَنْ مَمْلُوْكِهٖ فِيْهِ غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَاَعْتَقَهٗ مِنَ النَّارِ كَذَا فِي الْمِشْكٰوةِ عَنِ الْبَيْهَقِيِّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ وَزَادَ الْمُنْذِرِيُّ فِي التَّرْغِيْبِ فَاسْتَكْثِرُوْا فِيْهِ مِنْ اَرْبَعِ خِصَالٍ خَصْلَتَيْنِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ وَخَصْلَتَيْنِ لَا غِنَآءَ بِكُمْ عَنْهُمَا فَاَمَّا الْخَصْلَتَانِ الَّتَانِ تُرْضُوْنَ بِهِمَا رَبَّكُمْ فَشَهَادَةُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَتَسْتَغْفِرُوْنَهٗ وَاَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ لَاغِنَاءَ بِكُمْ عَنْهُمَا فَتَسْئَلُوْنَ اللّٰهَ الْجَنَّةَ وَتَعُوْذُوْنَ بِهٖ مِنَ النَّارِ. (اخرجہ فی المشکوٰۃ عن البیہقی فی شعب الایمان والمنذری فی الترغیب والترہیب)

ترجمہ: ''حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضور سرور عالم ﷺ نے شعبان کی آخری تاریخ میں ہم کو خطاب فرمایا کہ ''اے لوگو! ایک باعظمت مہینہ آپہنچا ہے، جو ماہِ مبارک ہے، اس میں ایک رات ہے، جو ہزار ماہ سے بہتر ہے (اس ماہ کے روزے اللہ تعالیٰ نے فرض فرمائے ہیں، اور اس کی راتوں میں قیام کرنا تطوع (غیر فرض) قرار دیا ہے، اس ماہ میں جو شخص کوئی نیک کام کرے گا اس کو ایسا اجر وثواب ملے گا جیسے اس کے علاوہ دوسرے مہینہ میں فرض ادا کرتا اور فرض کا ثواب ملتا، اور جو شخص اس ماہ مین ایک فرض ادا کرے تو اس کو ستر فرضوں کے برابر ثواب ملے گا، یہ صبر کا مہینہ ہے، اور صبر کا بدلہ جنت ہے اور یہ آپس کی غمخواری کا مہینہ ہے، اس میں مؤمن کا رزق بڑھا دیا جاتا ہے، اس ماہ میں جو شخص کسی

Marfat.com

روزہ دار کا روزہ افطار کرادے تو یہ اس کی مغفرت کا اور دوزخ سے اس کی گردن کی آزادی کا سامان بن جائے گا، اور اس کو اسی قدر ثواب ملے گا جتنا روزہ دار کو ملے گا، مگر روزہ دار کے ثواب میں سے کچھ کمی نہ ہوگی، حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں ہر شخص کو اتنا مقدور نہیں جو روزہ افطار کرادے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ یہ ثواب اس کو (بھی) دے گا جو پانی ملے ہوئے تھوڑے سے دودھ یا ایک کھجور یا ایک گھونٹ پانی سے افطار کرادے، (سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے مزید فرمایا کہ) جو شخص (افطار کے بعد) کسی روزہ دار کو پیٹ بھر کے کھانا کھلا دے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض سے ایسا سیراب کریں گے کہ جنت میں داخل ہونے تک پیاسا نہ ہوگا، (اور پھر جنت میں تو بھوک پیاس کا نام ہی نہیں) اس ماہ کا اوّل حصہ رحمت ہے، دوسرا حصہ مغفرت ہے، تیسرا حصہ دوزخ سے آزادی کا ہے، جس نے اس ماہ میں اپنے غلام کا کام ہلکا کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادیں گے، بعض روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس موقع پر یہ بھی فرمایا کہ اس ماہ میں چار کاموں کی کثرت کرو، اُن میں سے دو کام ایسے ہیں کہ اُن کے ذریعہ تم اپنے پروردگار کو راضی کرو گے، اور دو کام ایسے ہیں جن سے تم بے نیاز نہیں ہو سکتے ہو، وہ دو کام جن کے ذریعہ خدائے پاک کی خوشنودی حاصل ہوگی یہ ہیں: (۱) لا الہ الا اللہ کا ورد رکھنا، اور (۲) خدائے پاک سے مغفرت طلب کرتے رہنا، اور وہ دو چیزیں جن سے تم بے نیاز نہیں رہ سکتے یہ ہیں: (۱) جنت کا سوال کرنا، (۲) دوزخ سے پناہ مانگنا"۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۷۳ بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان والترغیب والترہیب للمنذری)

تشریح:- انسان کی تخلیق عبادت اور محض عبادت کے لئے ہے، جیسا کہ سورۂ ذاریات میں فرمایا گیا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ○

"اور میں نے انسان اور جن کو نہیں پیدا کیا مگر اس واسطے کہ وہ میری عبادت کریں"۔

روزہ بدنی عبادت ہے جو پہلی امتوں پر بھی فرض تھا جیسا کہ سورۂ بقرہ میں فرمایا ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ ط

"اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کئے گئے جیسا کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے، تاکہ تم پرہیزگار بنو، یہ روزے چند دن کے ہیں"۔

روزہ کی حکمت:- لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ میں روزہ کی حکمت کی طرف اشارہ فرمایا ہے، تقویٰ، صغیرہ و کبیرہ، ظاہرہ اور باطنہ گناہوں سے بچنے کا نام ہے، آیتِ کریمہ نے بتایا کہ روزہ کی فرضیت تقویٰ حاصل کرنے کے لئے ہے، بات یہ ہے کہ انسان کے اندر بہیمیت کے جذبات ہیں، نفسانی خواہشات ساتھ لگی ہوئی ہیں، جن سے نفس کا اُبھار معاصی کی طرف ہوتا رہتا ہے، روزہ ایک ایسی عبادت ہے جس سے بہیمیت کے جذبات کمزور ہوتے ہیں، اور نفس کا ابھار کم ہو جاتا ہے اور شہوات ولذات کی اُمنگ گھٹ جاتی ہے۔

پورے ماہِ رمضان کے روزے رکھنا ہر عاقل، بالغ، مسلمان پر فرض ہے، ایک مہینہ کھانے پینے اور جنسی

Marfat.com

تعلقات کے مقتضی پر عمل کرنے سے اگر باز رہے تو باطن کے اندر ایک نکھار اور نفس کے اندر ایک سدھار پیدا ہو جاتا ہے، اگر کوئی شخص رمضان کے روزے اُن احکام وآداب کی روشنی میں رکھ لے جو قرآن وحدیث میں وارد ہوئے ہیں تو واقعتاً نفس کا تزکیہ ہو جاتا ہے، پھر نفس میں اُبھار ہوتا ہے تو آئندہ رمضان آ موجود ہوتا ہے۔

رمضان المبارک کے روزوں کے علاوہ نفل روزے بھی مشروع کئے گئے ہیں، ان روزوں کا مستقل ثواب ہے، جو روایات حدیث میں مذکور ہے، اور ثواب کے علاوہ نفلی روزوں کا یہ فائدہ بھی ہے کہ رمضان المبارک کے روزے رکھتے وقت جو عملی کوتاہیاں ہوئیں اور آداب کی رعایت ملحوظ نہ رہی اس کوتاہی کی تلافی ہو جاتی ہے۔

جو گناہ انسان سے سرزد ہو جاتے ہیں ان میں سب سے زیادہ دو چیزیں گناہ کا باعث بنتی ہیں، ایک منہ، دوسری شرمگاہ، چنانچہ امام ترمذیؒ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ حضور ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ سب سے زیادہ کون سی چیز دوزخ میں داخل کرانے کا ذریعہ بنے گی؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: اَلْفَمُ وَالْفَرْجُ یعنی ''منہ اور شرمگاہ''، ان دونوں کو دوزخ، میں داخل کرانے میں زیادہ دخل ہے، روزہ میں منہ اور شرمگاہ دونوں پر پابندی ہوتی ہے اور مذکورہ دونوں راہوں سے جو گناہ ہو سکتے ہیں روزہ اُن سے باز رکھنے کا بہت بڑا ذریعہ ہے، اسی لئے تو ایک حدیث میں فرمایا: اَلصِّیَامُ جُنَّةٌ یعنی ''روزہ ڈھال ہے (گناہ سے اور آتش دوزخ سے بھی بچاتا ہے'' (بخاری ومسلم)

روزہ کی حفاظت:- اگر روزہ کو پورے اہتمام اور احکام وآداب کی مکمل رعایت کے ساتھ پورا کیا جائے تو بلاشبہ گناہوں سے محفوظ رہنا آسان ہو جاتا ہے، خاص روزہ کے وقت بھی اور اس کے بعد بھی، ہاں اگر کسی نے روزہ کے لوازم کا خیال نہ کیا، اور گناہوں میں مشغول رہتے ہوئے روزہ کی نیت کر لی اور کھانے پینے اور خواہش نفسانی سے باز رہا مگر حرام کمانے اور غیبت کرنے میں لگا رہا تو اس سے فرض تو ادا ہو جائے گا مگر روزہ کے برکات وثمرات سے محرومی رہے گی جیسا کہ سنن نسائی میں ارشاد نبویؐ نقل کیا ہے:

اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ مَالَمْ یَخْرِقْهَا

''یعنی روزہ ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے''۔

اور ایک حدیث میں ارشاد فرمایا:

مَنْ لَّمْ یَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَیْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِیْ اَنْ یَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ.

''جو شخص روزہ رکھ کر جھوٹی بات اور غلط کام نہ چھوڑے تو اللہ کو کچھ حاجت نہیں کہ وہ (گناہوں کو چھوڑے بغیر) محض کھانا پینا چھوڑ دے''۔

معلوم ہوا کہ کھانا پینا اور جنسی تعلقات چھوڑنے ہی سے روزہ کامل نہیں ہوتا بلکہ روزہ کو فواحش، منکرات اور ہر طرح کے گناہوں سے محفوظ رکھنا لازم ہے، روزہ منہ میں ہو اور آدمی بدکلامی کرے یہ اس کے لئے زیب نہیں دیتا اسی لئے تو سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

وَاِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلَا یَرْفُثْ وَلَا یَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْیَقُلْ اِنِّیْ امْرُءٌ صَائِمٌ. (بخاری ومسلم عن ابی ہریرہؓ)

Marfat.com

''یعنی جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو تو گندی باتیں نہ کرے، شور نہ مچائے، اگر کوئی شخص گالی گلوچ یا لڑائی جھگڑا کرنے لگے (تو اس کو گالی گلوچ یا تھپڑ سے جواب نہ دے) بلکہ یوں کہہ دے کہ میں روزہ دار آدمی ہوں (گالی گلوچ کرنا یا لڑائی لڑنا میرا کام نہیں)''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا فخر بنی آدم ﷺ نے کہ بہت سے روزہ دار ایسے ہیں جن کے لئے (حرام کھانے یا حرام کام کرنے یا غیبت وغیرہ کرنے کی وجہ سے) پیاس کے علاوہ کچھ بھی نہیں، اور بہت سے تہجد گزار ایسے ہیں جن کے لئے (ریاکاری کی وجہ سے) جاگنے کے سوا کچھ بھی نہیں۔ (دارمی)

روزہ اور صحت:- روزہ میں جہاں ظاہر و باطن کا تزکیہ ہوتا ہے وہاں صحت و تندرستی بھی حاصل ہوتی ہے چنانچہ حافظ منذریؒ نے ''الترغیب والترہیب'' میں حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے:

اُغْزُوْا تَغْنِمُوْا وَصُوْمُوْا تَصِحُّوْا وَسَافِرُوْا تَسْتَغْنُوْا. (رواہ الطبرانی فی الاوسط ورواتہ ثقات)

حضور اقدس ﷺ نے جو کچھ فرمایا بالکل حق ہے، آنکھوں کے سامنے ہے، ڈاکٹر و اطباء بھی یہ بات بتاتے ہیں کہ روزہ کا صحت جسمانی سے خاص تعلق ہے، اور رمضان میں جو ماجرا سب اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ بارہ چودہ گھنٹے خالی پیٹ رہ کر افطار کے وقت نرم گرم دال، پکوڑی، کچے پکے چنے، اور طرح طرح کی چیزیں چند منٹ کے اندر معدہ میں پہنچ جاتی ہیں اور کچھ بھی کسی کو تکلیف نہیں ہوتی، یہ صرف روزہ کی برکت ہے، اگر طبی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو اس طرح خالی پیٹ اناپ شناپ بھرتی کر لینے کی وجہ سے معدہ سخت بیمار ہو جانا چاہئے۔

روزہ کی فضیلت:- ایک روزہ رکھ لینے پر خدائے پاک کی طرف سے کیا انعام ملتا ہے؟ اس کے بارے میں سیدِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بَعَّدَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا. (بخاری و مسلم عن ابی سعید الخدریؓ)

''جو شخص اللہ کی خوشنودی کے لئے ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اس کو آتش دوزخ سے اتنی دور کر دیں گے جتنی دور کوئی شخص ستر سال تک چل کر پہنچے''۔

اس حدیث میں نفل یا فرض روزہ کی تخصیص نہیں کی گئی ہے، اور خاص رمضان کے روزے کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ:

مَنْ اَفْطَرَ يَوْمًا مِّنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَّلَا مَرَضٍ لَّمْ يَقْضِ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ وَاِنْ صَامَهٗ. (رواہ احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجہ والدارمی عن ابی ہریرہؓ والبخاری فی ترجمۃ باب کما فی المشکوٰۃ)

''شرعاً جسے روزہ چھوڑنے کی اجازت نہ ہو اور عاجز کرنے والا مرض بھی لاحق نہ ہو اس نے اگر رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دیا تو عمر بھر روزے رکھنے سے بھی اس ایک روزہ کی تلافی نہ ہوگی، اگرچہ (بطور قضا) عمر بھر روزے بھی رکھ لے''۔

بات یہ ہے کہ ہر چیز کا ایک موسم ہوتا ہے، اور موسم کے اعتبار سے اشیاء و اجناس کی قیمت بڑھتی اور چڑھتی ہے، ماہِ رمضان المبارک فرض روزوں کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے، اگر کسی نے اپنی بدبختی سے رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دیا اس کے اعمال نامہ میں گناہِ کبیرہ تو لکھا ہی گیا، اور روزہ رکھنے پر جو ثوابِ عظیم

Marfat.com

اور بہت بڑی خیر و برکت سے محرومی ہوئی وہ اس کے علاوہ ہے جو بہت بڑا نقصان ہے، اس ایک روزہ کے عوض اگر عمر بھر بھی روزے رکھے تب بھی وہ بات حاصل نہ ہوگی جو رمضان میں روزہ رکھنے سے حاصل ہوتی ہے، ہاں ایک روزہ قضا کی نیت سے رکھ دینے سے مسئلہ کے اعتبار سے تو یہ کہہ دیں گے کہ قضا رکھنے کی ذمہ داری سے سبکدوشی ہوگئی، اور ضابطہ کی قضا رکھنے سے قضا رکھنے کا جو حکم ہے اس کی تعمیل سمجھ لی جائے گی، لیکن یہ خیال کر لینا کہ اس سے اس ثواب کی تلافی ہو جائے گی جو رمضان میں روزہ رکھنے سے ملتا اور وہ برکتیں بھی نصیب ہو جائیں گی جو ماہِ رمضان میں روزہ رکھنے سے حصہ میں آجاتیں، یہ غلط خیال ہے۔

آج کل بہت سے ہٹے کٹے تندرست و توانا اور تنومند لوگ رمضان شریف کے روزے نہیں رکھتے، ذرا سی بھوک و پیاس اور معمولی سی بیڑی سگریٹ اور پان تمباکو کی طلب پوری کرنے کی وجہ سے روزے کھا جاتے ہیں، اور سخت گنہگار ہوتے ہیں، یہ زبردست بزدلی اور بے ہمتی بلکہ بہت بڑی بے وفائی ہے کہ جس نے جان دی، اعضاء دیئے، انسانیت کا شرف بخشا، اس کے لئے ذرا سی تکلیف گوارا نہیں، رمضان کے روزے رکھنا اُن پانچ ارکان میں سے ہے جن پر اسلام کی بنیاد ہے، جس نے رمضان کے روزے نہ رکھے اس نے اسلام کا ایک رکن گرا دیا اور سخت مجرم ہوا۔

روزہ کا ایک خاص وصف:- حضور اکرم ﷺ نے روزہ کے بارے میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ:

كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِ مِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا الصَّوْمُ فَاِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِيْ. (بخاری و مسلم عن ابی ہریرہؓ)

"انسان کے ہر عمل کا اجر (کم از کم) دس گنا بڑھا دیا جاتا ہے (لیکن) روزہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزہ اس قانون سے مستثنیٰ ہے، کیونکہ وہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا، بندہ میری وجہ سے اپنی خواہشوں کو اور کھانے پینے کو چھوڑ دیتا ہے"۔

عبادتیں تو سب اللہ ہی کے لئے ہیں، پھر روزہ کو خاص اپنے لئے کیوں فرمایا اس کے بارے میں علماءِ امت نے بتایا ہے کہ چونکہ دوسری عبادتیں ایسی ہیں جن میں عمل کیا جاتا ہے اور عمل نظروں کے سامنے آسکتا ہے اس لئے اُن میں احتمال ریا کا رہتا ہے، مگر روزہ فعل نہیں ہے بلکہ ترکِ فعل ہے اس میں کوئی کام نظر کے سامنے نہیں آتا اس سے ریا سے دور ہے، روزہ وہی رکھے گا جسے خدائے پاک کا ڈر ہوگا، اور روزہ رکھ کر روزہ کو وہی باقی رکھے گا جس کا صرف ثواب لینے کا ارادہ ہو، اگر کوئی شخص روزہ رکھ کر تنہائی میں کچھ کھا پی لے اور لوگوں کے سامنے آجائے تو بندے تو اسے روزہ دار ہی سمجھیں گے، روزہ رکھ کر روزہ کو وہی پورا کرتا ہے جو خالص اللہ کی رضا کا طالب ہوتا ہے، اسی لئے اَلصَّوْمُ لِيْ (روزہ خاص میرے لئے ہے) فرمایا، پھر جس عمل میں ریا کا احتمال بھی نہ ہو اس کا ثواب بھی ممتاز ہونا چاہئے، چنانچہ خداوند کریم جل مجدہٗ دوسری عبادتوں کا ثواب فرشتوں سے دلا دیتے ہیں، اور روزہ کا ثواب خود مرحمت فرمائیں گے جو بے انتہا ہوگا، **قال القاری فی المرقاۃ فان ثوابہ لا یقادر قدرہ ولا یحصی حصرہ الا اللہ لا شتمالہ علی خصوصیات لا یوجد فی غیرہ ولذلک یتولی جزاءہ بنفسہ ولا یکلہ الی ملئکۃ قدسہ.**

Marfat.com

روزہ داروں کے لئے جنت کا ایک خاص دروازہ:- حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت[1] ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا[2] کہ جنت میں آٹھ دروازے ہیں، جن میں سے ایک کا نام ریّان ہے، اس سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔

روزہ دار کو دو خوشیاں:- حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَآءِ رَبِّهٖ [3] ''یعنی روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں، ایک خوشی افطار کے وقت ہوتی ہے، اور ایک خوشی اس وقت ہوگی جب اپنے رب سے ملاقات کرے گا''۔

درحقیقت رب کی ملاقات ہی تو عبادت کا مقصود اصلی ہے، اس وقت کی خوشی کا کیا کہنا جب عاجز بندے اپنے معبود سے ملاقات کریں گے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ ملاقات نصیب فرمائے۔

رمضان اور قرآن:- کلامِ الٰہی کو رمضان المبارک سے خاص تعلق ہے، جیسا کہ سورۂ بقرہ میں ارشاد فرمایا ہے:

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِیْ اُنْزِلَ فِیْهِ الْقُرْاٰنُ.

''ماہِ رمضان ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا ہے''۔

قیامِ رمضان یعنی نماز تراویح، یہ بھی قرآن شریف پڑھنے اور سننے کے لئے ہے، دن کو روزہ میں مشغولیت اور رات کو تراویح میں کھڑے ہو کر ذوق وشوق سے قرآن پڑھنا یا سننا اس سے مومن کے قلب میں ایک عجیب کیف پیدا ہوتا ہے، اور یہ دونوں شغل قیامت کے دن مومن کے کام آئیں گے، حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے:

اَلصِّیَامُ وَالْقُرْاٰنُ یَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ یَقُوْلُ الصِّیَامُ اَیْ رَبِّ اِنِّیْ مَنَعْتُهُ الطَّعَامَ وَالشَّهْوَاتِ بِالنَّهَارِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ وَیَقُوْلُ الْقُرْاٰنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ بِاللَّیْلِ فَشَفِّعْنِیْ فِیْهِ فَیُشَفَّعَانِ.

(مشکوٰۃ ص ۱۷۳ عن البیهقی فی شعب الایمان)

''روزہ اور قرآن بندہ کے لئے بارگاہِ خداوندی میں سفارش کریں گے، روزہ کہے گا کہ اے رب! میں نے اس بندہ کو دن میں کھانے پینے اور دوسری خواہشوں سے روک دیا تھا، لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرمالیجئے اور قرآن مجید عرض کرے گا کہ میں نے اسے رات کو سونے نہیں دیا، لہٰذا اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرمایئے، چنانچہ دونوں کی سفارش قبول کرلی جائے گی''۔

ہر سال رمضان المبارک میں حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور اقدس ﷺ سے قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے، آپ ﷺ حضرت جبرئیل علیہ السلام کو سناتے اور وہ افضل الانبیاء ﷺ کو سناتے تھے، جس سال آپ ﷺ کی وفات ہوئی دو بار دَور کیا، اس سے پہلے ایک بار دَور کیا کرتے تھے۔ (بخاری)

اس سے معلوم ہوا کہ رمضان المبارک میں حفاظ کرام کا ایک دوسرے کو سنانے کا جو مروّج طریقہ ہے یہ

---

[1] ریان کے معنی ہیں سیرابی والا، چونکہ روزہ داروں نے بحالت روزہ دنیا میں پیاس کی تکلیف اٹھائی جس کی جزا جنت کی سیرابی ہوگی، اس لئے اس دروازہ کا نام ریان رکھا گیا، جس سے روزہ دار داخل جنت ہوں گے، ۱۲ منہ

[2] مشکوٰۃ عن البخاری ومسلم، ص ۱۷۳ [3] مشکوٰۃ المصابیح عن البخاری ومسلم، ۱۲

Marfat.com

مسنون ہے، رمضان میں ہمت کر کے حفظ و ناظرہ خوب قرآن کی تلاوت کیا کریں، دس پانچ ختم تو کر ہی لیں۔

رمضان میں صیام اور قیام

(۵۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ مَنْ قَامَ لَیْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ. (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کا یقین رکھتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے، اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، اور جس نے رمضان (کی راتوں میں) ایمان کے ساتھ اور ثواب کا یقین رکھتے ہوئے قیام کیا (تراویح اور نوافل میں مشغول رہا) اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جس نے شب قدر میں ایمان کے ساتھ ثواب سمجھتے ہوئے قیام کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۷۳، بخاری و مسلم)

تشریح:- اس مبارک حدیث میں رمضان شریف کے روزے رکھنے پر پچھلے گناہوں کی معافی کا وعدہ فرمایا ہے، اور رمضان کی راتوں میں قیام یعنی تراویح و نوافل پڑھنے اور شب قدر میں قیام کرنے کی فضیلت بتائی ہے، اور قیامِ رمضان و قیامِ شب قدر پر بھی گزشتہ گناہوں کی معافی کا اعلان فرمایا ہے۔

رمضان المبارک میں راتوں کو نمازیں پڑھتے رہنا قیامِ رمضان کہلاتا ہے۔ تراویح بھی اس میں داخل ہے، اور تراویح کے علاوہ جتنے نوافل پڑھ سکیں، پڑھتے رہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ وہ روزانہ تراویح باجماعت سے فارغ ہو کر صبح تک ایک قرآن مجید نماز میں کھڑے ہو کر ختم کر لیتے تھے اور ایک قرآن مجید روزانہ دن میں ختم کرتے تھے، اس طرح سے رمضان میں اُن کے اکسٹھ ختم ہو جاتے تھے۔

تراویح:- نمازِ تراویح مردوں، عورتوں سب کے لئے بیس رکعت سنت مؤکدہ ہے، اور مردوں کے لئے یہ بھی مسنون ہے کہ مسجد میں باجماعت تراویح پڑھیں۔ حافظ ہوں تو خود قرآن سنائیں ورنہ دوسروں کا قرآن سنیں، رمضان میں قرآن پڑھنے اور سننے کا ذوق بڑھ جانا مؤمن کے ایمان کا تقاضا ہے، جو لوگ نمازِ تراویح میں سستی کرتے ہیں یا حافظ ریل کو تراویح پڑھانے کے لئے تجویز کرتے ہیں تا کہ جلدی فارغ ہو جائیں (اگرچہ ریل چلانے میں قرآن کے حروف کٹ جائیں اور معنی بدل جائیں) ایسے لوگ سخت غلطی پر ہیں، سال میں ایک ماہ کے لئے تو یہ موقع نصیب ہوتا ہے اس میں بھی مسجد اور نماز سے لگاؤ نہ ہو، اور جلدی بھاگنے کی کوشش کریں جیسے جیل سے بھاگ رہے ہوں، بہت بڑی محرومی ہے، ایسے لوگ تراویح کے علاوہ کیا نفل پڑھتے، تراویح جو سنتِ مؤکدہ ہے اسی کو بددلی سے پڑھتے ہیں بلکہ پڑھنے کا نام کر کے جلد سے جلد ہوٹل میں جا کر لہو و لعب میں مشغول ہو جاتے ہیں، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون.

Marfat.com

بہت سی عورتیں روزے تو خوب رکھتی ہیں اور شبِ قدر میں بھی خوب جاگ لیتی ہیں لیکن تراویح پڑھنے میں سستی کرتی ہیں۔

اے ماؤ بہنو! آخرت کے کاموں میں غفلت نہ برتو، تراویح پوری بیس رکعت پڑھا کرو، اگر بالفرض کسی وجہ سے مثلاً بچوں کے رونے جھینکنے یا اُن کے مریض ہونے کی وجہ سے شروع رات میں پوری تراویح نہ پڑھ سکو تو جب سحری کے لئے اٹھو اُس وقت پوری کرلو، بلکہ اگر شروع رات میں پوری ہی نماز تراویح رہ جائے تو پوری بیس رکعتیں سحر کے وقت پڑھ لو۔

رمضان آخرت کی کمائی کا مہینہ ہے اس میں خوب زیادہ عبادت کریں!

(۵۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَفِیْ رَوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَفِیْ رَوَایَةٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور اقدس ﷺ نے کہ جب (ماہِ) رمضان داخل ہوتا ہے تو آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، اور بعض روایات میں ہے کہ جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، اور شیاطین (زنجیروں میں) جکڑ دیئے جاتے ہیں، (اور ایک روایت میں ہے کہ) رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں''۔ (مشکوٰۃ، ص ۱۷۳، از بخاری ومسلم)

(۵۹) وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ اَوَّلُ لَیْلَةٍ مِّنْ شَهْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَمَرَدَةُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ یُفْتَحْ مِنْهَا بَابٌ وَّفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ فَلَمْ یُغْلَقْ مِنْهَا بَابٌ وَیُنَادِیْ مُنَادٍ یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَیَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰهِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِکَ کُلَّ لَیْلَةٍ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: ''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب ماہِ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو شیاطین اور سرکش جن جکڑ دیئے جاتے ہیں، اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، پھر (رمضان کے ختم ہونے تک) ان میں سے کوئی ایک دروازہ بھی نہیں کھولا جاتا، اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، پھر (رمضان کے ختم ہونے تک) ان میں کا ایک دروازہ بھی بند نہیں کیا جاتا، اور ایک ندا دینے والا پکارتا ہے کہ اے خیر کے تلاش کرنے والے آگے بڑھ اور اے برائی کے تلاش کرنے والے رُک جا۔ (مشکوٰۃ ص ۱۷۳، عن الترمذی)

تشریح:— ان دونوں حدیثوں سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

اوّل: یہ کہ شروع ماہِ رمضان سے ہی جنت کے اور رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں، جو ختم ماہ تک بند نہیں کئے جاتے اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں، جو مہینہ ختم ہونے تک نہیں کھولے جاتے۔

دوم: رمضان کا مہینہ آنے پر شیاطین اور سرکش جنات جکڑ دیئے جاتے ہیں۔

Marfat.com

سوم: ایک منادی روزانہ رمضان کی راتوں میں پکار کر کہتا ہے کہ اے نیکی کے تلاش کرنے والے آگے بڑھ اور اے برائی کے تلاش کرنے والے رُک جا۔

چہارم: رمضان میں روزانہ رات کو اللہ جل شانہٗ بہت سے لوگوں کو دوزخ سے آزاد فرما دیتے ہیں۔

رمضان المبارک بہت ہی خیر و برکت کا مہینہ ہے، اور آخرت کی کمائی کا بہت بڑا سیزن ہے، جیسے سردی کے زمانہ میں گرم کپڑوں والوں کی خوب کمائی ہوتی ہے، اور جیسے بارش میں ٹیکسی والوں کی خوب چاندی بن جاتی ہیں، اسی طرح آخرت کی کمائی کے لئے بھی خاص خاص مواقع آتے رہتے ہیں۔

رمضان المبارک نیکیوں کا مہینہ ہے، اس میں اجر و ثواب خوب زیادہ بڑھا دیا جاتا ہے، نفل کا ثواب فرض کے برابر اور ایک فرض کا ستر فرضوں کے برابر ثواب ملتا ہے، جیسا کہ خطبہ نبویؐ میں گزر چکا ہے، اس ماہ میں نیکیوں کی ایسی ہوا چلتی ہے کہ خود بخود طبیعتیں نیکی پر آجاتی ہیں، اور اللہ کا منادی بھی نیکی کرنے والوں کو تھپکی دے دے کر آگے بڑھاتا ہے، لامحالہ ایسی صورت میں مؤمن بندے خوب زور شور سے نیکیوں میں لگ جاتے ہیں، جو شخص دوسرے مہینوں میں دو رکعت نماز پڑھنے سے جان چراتا ہے وہ رمضان المبارک میں پنج وقتہ نماز اور تلاوت کا پابند ہو جاتا ہے، اور نہ صرف پنج وقتہ فرض پڑھتا ہے بلکہ عشاء کے فرضوں کے بعد تراویح کی خوب لمبی لمبی بیس رکعتیں خوشی خوشی کے ساتھ ادا کر لیتا ہے، بہت سے شرابیوں کو دیکھا گیا ہے کہ اس ماہ میں شراب چھوڑ دیتے ہیں اور حرام خور حرام کھانے سے باز آجاتے ہیں۔

فرائض کا اہتمام تو بہر حال ضروری ہے، نفلی نماز، ذکر، تلاوت اور دیگر عبادات کی طرف بھی خصوصی توجہ کرنا چاہئے، اس ماہ میں کوشش کریں کہ کوئی منٹ ضائع نہ ہو، لا الٰہ الا اللہ اور استغفار کی کثرت کریں، اور جنت کا سوال اور دوزخ سے محفوظ رہنے کی دعا بھی کثرت سے کریں، جیسا کہ خطبہ نبویؐ میں گزر چکا ہے، شاید کسی کے دل میں یہ خیال گزرے کہ جب شیاطین بند ہو جاتے ہیں تو بہت سے لوگ رمضان میں بھی گناہوں میں مبتلا کیوں نظر آتے ہیں؟ بات اصل یہ ہے کہ انسان کا نفس گناہ کرانے میں شیطان سے کم نہیں ہے، جن لوگوں کو گناہوں کی خوب عادت ہو جاتی ہے انہیں گناہوں کا چسکا پڑ جاتا ہے، شیطان کے ترغیب دیئے بغیر بھی اُن کی زندگی کی گاڑی گناہوں کی پٹڑی پر چلتی رہتی ہے، گناہ تو انسان سے ہو ہی جاتا ہے، مگر گناہ کا عادی بننا اور اس پر اصرار کرنا اور رمضان جیسے مہینہ میں گناہ کرنا بہت ہی زیادہ خطرناک ہے، جہاں گناہ کرانے کے لئے شیطان کے بہکانے کی بھی ضرورت نہ پڑے وہاں شرارتِ نفس کا کیا حال ہوگا؟

رمضان اور تہجد:- رمضان میں تہجد پڑھنا بہت آسان ہو جاتا ہے، کیونکہ تہجد کے وقت سحری کھانے کے لئے تو اٹھتے ہی ہیں، سحری کھانے سے پہلے یا بعد میں (جب تک صبح صادق نہ ہو) جس قدر میسر ہو سکے نوافل پڑھ لیا کریں، اس طرح پورے رمضان میں تہجد نصیب ہو سکتی ہے، پھر عادت پڑ جائے تو بعد میں بھی جاری رکھ سکتے ہیں، ورنہ کم از کم رمضان میں تو تہجد کا اہتمام کر ہی لیں۔

رمضان اور سخاوت:- رمضان المبارک سخاوت کا مہینہ بھی ہے، اس میں جس قدر فی سبیل اللہ خرچ کیا جائے کم ہے کیونکہ یہ مہینہ آخرت کی کمائی کا مہینہ ہے، اس میں روزہ افطار کرانے اور روزہ کھولنے کے

Marfat.com

بعد روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھلانے کی بھی خاص فضیلت وارد ہوئی ہے، اور اس ماہ کو "شَهْرُ الْمُوَاسَاةِ" (غمخواری کا مہینہ) فرمایا ہے، جیسا کہ خطبہ نبویہ میں گزرا، غریبوں کی امداد و اعانت اس ماہ کے کاموں میں ایک اہم کام ہے، ایک حدیث میں ارشاد ہے:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ شَهْرُ رَمَضَانَ اَطْلَقَ كُلَّ اَسِيْرٍ وَّاَعْطٰى كُلَّ سَائِلٍ. (مشکوٰۃ شریف)

"جب رمضان کا مہینہ آجاتا تھا تو حضرت رسولِ اکرم ﷺ ہر قیدی کو آزاد فرما دیتے تھے اور ہر سائل کو عطا فرماتے تھے"۔

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ اَجْوَدَ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ كَانَ جِبْرَئِيْلُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ فَاِذَا لَقِيَهُ جِبْرَئِيْلُ كَانَ اَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ (متفق علیہ)

"حضور اقدس ﷺ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے اور آپ ﷺ کی سخاوت رمضان المبارک میں تمام ایام سے زیادہ ہو جاتی تھی، رمضان میں ہر رات کو حضرت جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ سے ملاقات کرتے تھے (اور) آپؐ ان کو قرآن شریف سناتے تھے، جب آپ ﷺ سے جبرئیلؑ ملاقات کرتے تھے تو آپ ﷺ اس ہوا سے بھی زیادہ سخی ہو جاتے تھے جو بارش لاتی ہے"۔

روزہ افطار کرانا:- فرمایا خاتم الانبیاء ﷺ نے کہ جس نے روزہ دار کا روزہ کھلوایا یا مجاہد کو سامان دیدیا، تو اس کو روزہ دار اور غازی جیسا اجر ملے گا۔ (بیہقی فی الشعب عن زید بن خالدؓ) اور غازی و روزہ دار کے ثواب میں کچھ کمی نہ ہوگی، جیسا کہ دوسری احادیث سے ثابت ہے۔

روزہ میں بھول کر کھا پی لینا:- فرمایا رحمۃ للعالمین ﷺ نے کہ جو شخص روزہ میں بھول کر کھا پی لے تو وہ روزہ پورا کرلے، کیونکہ (اس کا کچھ قصور نہیں) اسے اللہ نے کھلایا اور پلایا۔ (بخاری و مسلم عن ابی ہریرہؓ)

سحری کھانا:- فرمایا نبی مکرم ﷺ نے کہ سحری کھایا کرو، کیونکہ سحری میں برکت ہے۔ (بخاری و مسلم عن انسؓ)

اور یہ بھی فرمایا کہ ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں سحری کھانے کا فرق ہے۔ (مسلم عن عمرو بن العاصؓ)

اور ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ سحری کھانے والوں پر خدا اور اس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں۔ (طبرانی عن ابن عمرؓ)

افطار میں جلدی کرنا:- فرمایا نبی رحمت ﷺ نے کہ لوگ ہمیشہ خیر پر رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے، یعنی غروب آفتاب ہوتے ہی فوراً روزہ کھول لیا کریں گے (بخاری و مسلم عن سہل) اور فرمایا رحمتِ کائنات ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ بندوں میں مجھے سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جو افطار میں سب سے زیادہ جلدی کرنے والا ہے یعنی غروب آفتاب ہوتے ہی فوراً افطار کرتا ہے، اور اسے اس میں جلدی کا خوب اہتمام رہتا ہے۔ (ترمذی عن ابی ہریرہؓ)

اور فرمایا سید الکونین ﷺ نے کہ جب اِدھر سے (یعنی مشرق سے) رات آگئی اور اُدھر سے (یعنی مغرب

Marfat.com

سے) دن چلا گیا تو روزہ افطار کرنے کا وقت ہو گیا (آگے انتظار کرنا فضول ہے بلکہ مکروہ ہے) (مسلم عن عمرو بن العاصؓ)

کھجور اور پانی سے افطار:- فرمایا رسول اکرم ﷺ نے کہ جب تم روزہ کھولنے لگو تو کھجور سے افطار کرو، کیونکہ کھجور سراپا برکت ہے، اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے روزہ کھول لو، کیونکہ وہ (ظاہر و باطن کو) پاک کرنے والا ہے۔ (ترمذی عن سلمان بن عامرؓ)

روزہ جسم کی زکوٰۃ ہے:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا خاتم الانبیاء ﷺ نے کہ ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے۔ (ابن ماجہ)

سردی میں روزہ:- حضرت عامر بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا سرور عالم ﷺ نے کہ موسم سرما میں روزہ رکھنا مفت کا ثواب ہے (ترمذی) مفت کا ثواب اس لئے فرمایا کہ اس میں پیاس نہیں لگتی اور دن بھی چھوٹا ہوتا ہے۔

جنابت روزہ کے منافی نہیں:- فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ رمضان المبارک میں حضور اقدس ﷺ کو بحالتِ جنابت صبح ہو جاتی تھی، اور یہ جنابت احتلام کی نہیں (بلکہ بیویوں کے ساتھ مباشرت کی وجہ سے ہوتی تھی) پھر آپؐ غسل فرما کر روزہ رکھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

مطلب یہ ہے کہ صبح صادق سے قبل غسل نہیں فرمایا اور روزہ کی نیت فرمالی، پھر طلوعِ آفتاب سے قبل غسل فرما کر نماز پڑھ لی، اس طرح سے روزہ کا کچھ حصہ حالتِ جنابت میں گزرا، اس لئے کہ روزہ بالکل ابتداءِ صبح صادق سے شروع ہو جاتا ہے، اسی طرح اگر روزہ میں احتلام ہو جائے تو بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا کیونکہ جنابت روزہ کے منافی نہیں ہے۔

روزہ میں مسواک:- فرمایا حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ نے کہ میں نے رسولِ خدا ﷺ کو بحالتِ روزہ اتنی بار مسواک کرتے ہوئے دیکھا ہے کہ جس کا میں شمار نہیں کر سکتا۔ (ترمذی)

مسواک تر ہو یا خشک روزہ میں ہر وقت کر سکتے ہیں، البتہ منجن، ٹوتھ پاؤڈر، ٹوتھ پیسٹ یا کوئلہ وغیرہ سے روزہ میں دانت صاف کرنا مکروہ ہے۔

روزہ میں سرمہ:- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری آنکھ میں تکلیف ہے کیا میں روزہ میں سرمہ لگالوں؟ فرمایا، لگالو۔ (ترمذی)

رمضان کے آخری عشرہ میں عبادت کا خاص اہتمام کیا جائے!

(۶۰) وَعَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ شَدَّ مِئْزَرَهٗ وَاَحْيٰى لَيْلَهٗ وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ. (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تھا تو حضور اقدس ﷺ اپنے تہبند کو مضبوط باندھ لیتے تھے، اور رات بھر عبادت کرتے تھے اور اپنے گھر والوں کو (بھی عبادت کے لئے) جگاتے تھے''۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۸۲، از بخاری و مسلم)

تشریح:- ایک حدیث میں ہے کہ محبوب رب العالمین ﷺ رمضان کے آخری دس دنوں کے اندر جتنی

Marfat.com

محنت سے عبادت کرتے تھے، اس کے علاوہ دوسرے ایام میں اتنی محنت نہ کرتے تھے۔ (مسلم عن عائشہؓ)

حضرت عائشہؓ نے یہ جو فرمایا کہ رمضان کے آخری عشرہ میں آپ ﷺ تہبند کس لیتے تھے، علماء نے اس کے دو مطلب بتائے ہیں، ایک یہ کہ خوب محنت اور کوشش سے عبادت کرتے تھے، اور راتوں رات جاگتے تھے، یہ ایسا ہی ہے جیسے اردو کے محاورے میں محنت کا کام بتانے کے لئے بولا جاتا ہے کہ ''خوب کمر کس لو'' اور دوسرا مطلب تہبند کس کر باندھنے کا یہ بتایا کہ رات کو بیویوں کے پاس لیٹنے سے دُور رہتے تھے، کیونکہ ساری رات عبادت میں گزر جاتی تھی، اور اعتکاف بھی ہوتا تھا، اس لئے رمضان کے آخری عشرہ میں میاں بیوی والے خاص تعلق کا موقع نہیں لگتا تھا۔

حدیث کے آخر میں جو اَیْقَظَ اَھْلَہٗ فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ رمضان کے اخیر عشرہ میں حضور اقدس ﷺ خود بھی بہت محنت اور کوشش سے عبادت کرتے تھے، اور گھر والوں کو بھی اس مقصد کے لئے جگاتے تھے، بات یہ ہے کہ جسے آخرت کا خیال ہو، موت کے بعد کے حالات کا یقین ہو، اجر و ثواب کے لینے کا لالچ ہو وہ کیوں نہ محنت اور کوشش سے عبادت میں لگے گا، پھر جو اپنے لئے پسند کرے وہی اپنے اہل و عیال کے لئے بھی پسند کرنا چاہئے۔

حضور اقدس ﷺ عام راتوں میں نمازوں کے اندر اتنا قیام فرماتے تھے کہ قدم مبارک سوج جاتے تھے، پھر رمضان کے اندر اور خصوصاً اخیر عشرہ میں تو اور زیادہ عبادت بڑھا دیتے تھے، کیونکہ یہ مہینہ اور خاص کر اخیر عشرہ آخرت کی کمائی کا خاص موقع ہے، آپ ﷺ کی کوشش ہوتی تھی کہ گھر والے بھی عبادت میں لگے رہیں، لہٰذا اخیر عشرہ کی راتوں میں اُن کو بھی جگاتے تھے، بہت سے لوگ خود تو بہت زیادہ عبادت کرتے ہیں لیکن بال بچوں کی طرف سے غافل رہتے ہیں، گھر کے لوگ فرض نماز بھی نہیں پڑھتے، اگر بال بچوں کو ہمیشہ دین پر ڈالنے اور عبادت میں لگانے کی کوشش کی جاتی رہے اور ان کو ہمیشہ فرائض کا پابند رکھا جائے تو رمضان میں نفلوں کے لئے اٹھانے اور شبِ قدر میں جگانے کی بھی ہمت ہو، جب بال بچوں کا ذہن دینی نہیں بنایا تو اُن کے سامنے شب بیداری کی بات کرتے ہوئے ڈرتے ہیں، اللہ تعالیٰ سب کو اپنی محبت عطا فرمائے اور عبادت کی لگن اور ذکر کے ذوق سے نوازے۔

شب قدر اور اُس کی دعا

(۶۱) وَعَنْهَا رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَیْتَ اِنْ عَلِمْتُ اَیُّ لَیْلَةٍ لَیْلَةُ الْقَدْرِ مَا اَقُوْلُ فِیْهَا قَالَ قُوْلِیْ اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ. (رواہ احمد وابن ماجہ والترمذی وصححہ)

ترجمہ: ''حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمائیے کہ اگر مجھے پتہ چل جائے کہ فلاں رات کو شب قدر ہے تو میں کیا دعا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ دعا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ ط (مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۲، از احمد وابن ماجہ وترمذی)

شبِ قدر کی فضیلت:- رمضان المبارک کا پورا مہینہ آخرت کی دولت کمانے کا ہے، پھر اس ماہ میں اخیر عشرہ اور بھی زیادہ محنت اور کوشش سے عبادت میں لگنے کا ہے، اس عشرہ میں شبِ قدر ہوتی ہے جو بڑی با

Marfat.com

برکت رات ہے، قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ ط

''یعنی شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے''۔

ہزار مہینے کے ۸۳ سال اور ۴ مہینے ہوتے ہیں، پھر شبِ قدر کو ہزار مہینے کے برابر نہیں بتایا، بلکہ ہزار مہینے سے بہتر بتایا ہے، ہزار مہینے سے شبِ قدر کس قدر بہتر ہے اس کا علم اللہ ہی کو ہے، مؤمن بندوں کے لئے شبِ قدر بہت ہی خیر و برکت کی چیز ہے، ایک رات جاگ کر عبادت کر لیں اور ہزار مہینوں سے زیادہ عبادت کا ثواب پالیں، اس سے بڑھ کر اور کیا چاہئے؟ اسی لئے تو حدیث شریف میں فرمایا:

مَنْ حُرِمَھَا فَقَدْ حُرِمَ الْخَیْرَ کُلَّہٗ وَلَا یُحْرَمُ خَیْرَھَا اِلَّا کُلُّ مَحْرُوْمٍ (ابن ماجہ)

''یعنی جو شخص شبِ قدر سے محروم ہوگیا (گویا) پوری بھلائی سے محروم ہوگیا، اور شبِ قدر کی خیر سے وہی محروم ہوتا ہے جو کامل محروم ہو''۔

مطلب یہ ہے کہ چند گھنٹے کی رات ہوتی ہے، اور اس میں عبادت کر لینے سے ہزار مہینے سے زیادہ عبادت کرنے کا ثواب ملتا ہے، چند گھنٹے بیدار رہ کر نفس کو سمجھا سمجھا کر عبادت کر لینا کوئی ایسی قابل ذکر تکلیف نہیں، جو برداشت سے باہر ہو، تکلیف ذرا سی اور ثواب بہت بڑا، اگر کوئی شخص ایک نیا پیسہ تجارت میں لگا دے اور بیس کروڑ روپیہ نفع کا پائے اس کو کتنی خوشی ہوگی، اور جس شخص کو اتنے بڑے نفع کا موقع ملا، پھر اُس نے توجہ نہ کی اس کے بارے میں یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ وہ پورا اور پکا محروم ہے۔

پہلی اُمتوں کی عمریں زیادہ ہوتی تھیں، اس اُمت کی عمر بہت سے بہت ۷۰-۸۰ سال ہوتی ہے، اللہ پاک نے یہ احسان فرمایا کہ ان کو شبِ قدر عطا فرما دی اور ایک شبِ قدر کی عبادت کا درجہ ہزار مہینوں کی عبادت سے زیادہ کر دیا، محنت کم ہوئی وقت بھی کم لگا، اور ثواب میں بڑی بڑی عمر والی اُمتوں سے بڑھ گئے، اللہ تعالیٰ کا فضل و انعام ہے کہ اس اُمت کو سب سے زیادہ نوازا، اب دیکھو بندوں کی کیسی نالائقی ہوگی کہ اللہ کی بہت زیادہ نوازش اور داد و دہش ہو اور وہ غفلت میں پڑے سویا کریں، رمضان کا کوئی لمحہ ضائع نہ ہونے دو، خصوصاً آخری عشرہ میں عبادت کا خاص اہتمام کرو، اور اس میں بھی شب قدر میں جاگنے کی بہت زیادہ فکر کرو، بچوں کو بھی ترغیب دو۔

دعا:- حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جب پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ شبِ قدر میں کیا دعا کروں؟ تو آپ ﷺ نے یہ دعا تعلیم فرما دی:

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی.

''اے اللہ اس میں شک نہیں کہ آپ معاف کرنے والے ہیں، معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں، لہٰذا مجھے معاف فرما دیجئے''۔

دیکھئے کیسی دعا ارشاد فرمائی، نہ زر مانگنے کو بتایا نہ زمین، نہ دھن نہ دولت، کیا مانگا جائے؟ معافی! بات اصل یہ ہے کہ آخرت کا معاملہ سب سے زیادہ کٹھن ہے وہاں اللہ کے معاف فرمانے سے کام چلے گا، اگر

Marfat.com

معافی نہ ہوئی اور خدانخواستہ عذاب میں گرفتار ہوئے تو دنیا کی ہر نعمت اور لذت اور دولت وثروت بیکار ہوگی، اصل شے معافی اور مغفرت ہی ہے، ایک حدیث میں ارشاد ہے:

مَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاِحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ. (بخاری ومسلم)

''جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (عبادت کے لئے) کھڑا رہا اُس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیئے جائیں گے''۔

کھڑا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں کھڑا رہے، اور اسی حکم میں یہ بھی ہے کہ تلاوت اور ذکر میں مشغول ہو، اور ثواب کی امید رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ ریا وغیرہ کسی طرح کی خراب نیت سے عبادت میں مشغول نہ ہو، بلکہ اخلاص کے ساتھ محض اللہ کی رضا اور ثواب کی نیت سے عبادت میں لگا رہے۔

بعض علماء نے فرمایا کہ اِحْتِسَابًا کا مطلب یہ ہے کہ ثواب کا یقین کر کے بشاشتِ قلب سے کھڑا ہو، بوجھ سمجھ کر بددلی کے ساتھ عبادت میں نہ لگے، کہ ثواب کا یقین اور اعتقاد جس قدر زیادہ ہوگا اتنا ہی عبادت میں مشقت کا برداشت کرنا سہل ہوگا، یہی وجہ ہے کہ جو شخص قربِ الٰہی میں جس قدر ترقی کرتا جاتا ہے عبادت میں اس کا انہماک زیادہ ہوتا جاتا ہے۔

نیز یہ بھی معلوم ہو جانا ضروری ہے کہ حدیث بالا اور اس جیسی احادیث میں گناہوں کی معافی کا ذکر ہے، علماء کا اجماع ہے کہ کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے، پس جہاں احادیث میں گناہوں کے معاف ہونے کا ذکر آتا ہے وہاں صغیرہ گناہ مراد ہوتے ہیں اور صغیرہ گناہ ہی انسان سے بہت زیادہ سرزد ہوتے ہیں، عبادت کا ثواب بھی اور ہزاروں گناہوں کی معافی بھی ہو جائے کس قدر نفع عظیم ہے۔

شبِ قدر کی تاریخیں:- شبِ قدر کے بارے میں حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ رمضان کے آخری عشرہ کی طاق راتوں میں تلاش کرو لہٰذا رمضان کی ۲۱ ویں، ۲۳ ویں، ۲۵ ویں، ۲۷ ویں، ۲۹ ویں رات کو جاگنے اور عبادت کرنے کا خاص اہتمام کریں، خصوصاً ۲۷ ویں شب کو تو ضرور جاگیں کیونکہ اس دن شبِ قدر ہونے کی زیادہ امید ہوتی ہے۔

حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ایک دن اس لئے باہر تشریف لائے کہ ہمیں شبِ قدر کی اطلاع فرما دیں، مگر دو مسلمانوں میں جھگڑا ہو رہا تھا، آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس لئے آیا تھا کہ تمہیں شبِ قدر کی اطلاع دوں، مگر فلاں فلاں شخصوں میں جھگڑا ہو رہا تھا جس کی وجہ سے اُس کی تعیین میرے ذہن سے اُٹھالی گئی، کیا بعید ہے کہ یہ اُٹھا لینا اللہ کے علم میں بہتر ہو۔ (بخاری)

لڑائی جھگڑے کا اثر:- اس مبارک حدیث سے معلوم ہوا کہ آپس کا جھگڑا اس قدر برا عمل ہے کہ اس کی وجہ سے اللہ پاک نے نبی اکرم ﷺ کے قلبِ مبارک سے شبِ قدر کی تعیین اٹھالی، یعنی کس رات کو شبِ قدر ہے مخصوص کر کے اس کا علم جو دے دیا گیا تھا وہ قلب سے اٹھا لیا گیا، اگرچہ بعض وجوہ سے اس میں بھی اُمت کا فائدہ ہو گیا، جیسا کہ انشاء اللہ تعالیٰ ہم ابھی ذکر کریں گے، لیکن سبب آپس کا جھگڑا بن گیا، جس سے آپس میں جھگڑنے کی مذمت کا پتہ چلا۔

Marfat.com

شبِ قدر کی تعیین نہ کرنے میں مصالح:- علماءِ کرام نے شبِ قدر کو پوشیدہ رکھنے یعنی مقرر کر کے یوں نہ بتانے کے بارے میں کہ فلاں رات کو شبِ قدر ہے چند مصلحتیں بتائی ہیں:

اوّل یہ کہ اگر تعیین باقی رہتی تو بہت سے کوتاہ طبائع دوسری راتوں کا اہتمام بالکل ترک کر دیتے، اور صورتِ موجودہ میں اس احتمال پر کہ شاید آج ہی شبِ قدر ہو متعدد راتوں میں عبادت کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔

دوسری یہ کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو معاصی یعنی گناہ کئے بغیر نہیں رہتے تعیین کی صورت میں اگر باوجود معلوم ہونے کے معصیت کی جرأت کی جاتی تو یہ بات سخت اندیشہ ناک تھی۔

تیسری یہ کہ تعیین کی صورت میں اگر کسی شخص سے وہ رات چھوٹ جاتی، تو آئندہ راتوں میں افسردگی کی وجہ سے پھر کسی رات کا جاگنا بشاشت کے ساتھ نصیب نہ ہوتا، اور اب بشاشت کے ساتھ رمضان کی چند راتوں کی عبادت شبِ قدر کی تلاش میں نصیب ہو جاتی ہے۔

چوتھی یہ کہ جتنی راتیں طلب میں خرچ ہوتی ہیں ان سب کا مستقل ثواب علیحدہ ملتا ہے۔

پانچویں یہ کہ رمضان کی عبادت میں حق تعالیٰ جل شانہٗ ملائکہ پر تفاخر فرماتے ہیں، اس صورت میں تفاخر کا موقع زیادہ ہے کہ باوجود معلوم نہ ہونے کے محض احتمال پر رات رات بھر جاگتے ہیں، اور عبادت میں مشغول رہتے ہیں، اور ان کے علاوہ اور بھی مصالح ہو سکتی ہیں، ممکن ہے جھگڑے کی وجہ سے اُس خاص رمضان المبارک میں تعیین بھلا دی گئی ہو اور اس کے بعد مصالح مذکورہ یا دیگر مصالح کی وجہ سے ہمیشہ کے لئے تعیین چھوڑ دی گئی ہو، واللہ تعالیٰ اعلم۔

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف

(۶۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰی تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ اَزْوَاجُهٗ مِنْ م بَعْدِهٖ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: ”حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرماتے تھے، وفات ہونے تک آپ کا یہ معمول رہا، آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کی بیویاں اعتکاف کرتی تھیں“۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۸۳، از بخاری ومسلم)

تشریح:- رمضان المبارک کی ہر گھڑی اور منٹ وسیکنڈ کو غنیمت جاننا چاہئے جتنا ممکن ہو اس ماہ میں نیک کام کر لو، اور ثواب لوٹ لو، پھر رمضان میں بھی آخری دس دن کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔

رمضان کے آخری دس دن (جن کو عشرۂ اخیرہ کہا جاتا ہے) ان میں اعتکاف بھی کیا جاتا ہے، حضور اقدس ﷺ ہر سال ان دنوں کا اعتکاف فرماتے تھے اور آپ ﷺ کی بیویاں بھی اعتکاف کرتی تھیں۔ آپ ﷺ کی وفات کے بعد بھی آپ ﷺ کی بیویوں نے اعتکاف کا اہتمام کیا۔ جیسا کہ اوپر حدیث میں مذکور ہوا، یہ ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ زمانہ نبوت کی عورتیں نیکیاں کمانے کی دُھن میں پیچھے نہ رہتی تھیں۔

اعتکاف میں بہت بڑا فائدہ ہے، اس میں انسان یکسو ہو کر اپنے اللہ سے لو لگائے رہتا ہے، اور چونکہ رمضان کی آخری دس راتوں میں کوئی نہ کوئی رات شبِ قدر بھی ہوتی ہے اس لئے اعتکاف کرنے والے کو

Marfat.com

عموماً وہ بھی نصیب ہو جاتی ہے۔

مرد ایسی مسجد میں اعتکاف کریں جس میں پانچوں وقت جماعت سے نماز ہوتی ہو، اور عورتیں اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کریں، اپنے گھر میں جو جگہ نماز کے لئے مقرر کر رکھی ہو اُن کے لئے وہی مسجد ہے، عورتیں اسی میں اعتکاف کریں۔ رمضان کی بیسویں تاریخ کا سورج چھپنے سے پہلے اعتکاف کی جگہ میں داخل ہو جائیں، اور عید کا چاند نظر آنے تک اعتکاف کی نیت سے عورتیں گھر کی مسجد میں اور مرد پنج وقتہ نماز باجماعت والی مسجد میں جم کر رہیں، اسی کو اعتکاف کہتے ہیں، جم کر رہنے کا مطلب یہ ہے کہ عید کا چاند نظر آنے تک مسجد ہی کی حد میں رہے، وہیں سوئے، وہیں کھائے، قرآن پڑھے، نفلیں پڑھے، تسبیحوں میں مشغول رہے، جہاں تک ممکن ہو، راتوں کو جاگے اور عبادت کرے، خاص کر جن راتوں میں شبِ قدر کی امید ہو، ان راتوں میں شب بیداری کا خاص اہتمام کرے۔

مسئلہ:- اعتکاف میں میاں بیوی کے خاص تعلقات والے کام جائز نہیں ہیں، نہ رات میں نہ دن میں، اور پیشاب پاخانہ کے لئے اعتکاف کی جگہ سے نکلنا درست ہے۔

مسئلہ:- یہ جو مشہور ہے کہ جو اعتکاف میں ہو وہ کسی سے نہ بولے چالے یہ غلط ہے بلکہ اعتکاف میں بولنا چالنا اچھی باتیں کرنا، کسی کو نیک بات بتا دینا اور برائی سے روک دینا، بال بچوں اور نوکروں اور نوکرانیوں کو گھر کا کام کاج بتا دینا یہ سب درست ہے اور عورت کے لئے اس میں آسانی بھی ہے کہ اپنے گھر کی مسجد میں اعتکاف کی نیت سے بیٹھی رہے اور وہیں سے بیٹھے بیٹھے گھر کا کام کاج بھی بتاتی رہے۔

مسئلہ:- اگر اعتکاف میں عورت کو ماہواری شروع ہو جائے تو اس کا اعتکاف وہیں ختم ہو گیا، رمضان کے آخری عشرہ کے اعتکاف میں اگر ایسا ہو جائے تو کسی عالم سے مسائل معلوم کر کے قضا کر لیں۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اعتکاف معتکف کو گناہوں سے روکتا ہے، اور اس کے لئے (ان) سب نیکیوں کا ثواب (بھی) جاری رہتا ہے، (جنہیں اعتکاف کے باعث انجام دینے سے قاصر رہتا ہے) (مشکوٰۃ المصابیح)

فائدہ:- جس دن صبح کو عید یا بقرعید ہو اس رات کو بھی ذکر، عبادت اور نفل نماز سے زندہ رکھنے کی فضیلت آئی ہے، حدیث شریف میں ہے کہ جس نے دونوں عیدوں کی راتوں کو عبادت کے ذریعہ زندہ رکھا، اُس دن اس کا دل مردہ نہ ہوگا، جس دن دل مردہ ہوں گے (یعنی قیامت کا دن)۔ (الترغیب والترہیب للمنذری)

آخری رات میں بخشش:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کی آخری رات میں اُمت محمدیہ ﷺ کی مغفرت کر دی جاتی ہے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کیا اس سے شبِ قدر مراد ہے؟ فرمایا نہیں! (یہ فضیلت آخری رات کی ہے، شبِ قدر کی فضیلتیں اس کے علاوہ ہیں) بات یہ ہے کہ عمل کرنے والے کا اجر اس وقت پورا دے دیا جاتا ہے جب کام پورا کر دیتا ہے، (اور آخری شب میں عمل پورا ہو جاتا ہے لہٰذا بخشش ہو جاتی ہے) (مشکوٰۃ)

عید کا دن:- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب شبِ قدر ہوتی ہے تو جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں جو ہر اُس بندہ کے لئے خدا

Marfat.com

تعالیٰ سے رحمت کی دعا کرتے ہیں جو کھڑے بیٹھے اللہ عزوجل کا ذکر کر رہا ہو، پھر جب عید کا دن ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے فخر سے فرماتے ہیں (کہ دیکھو ان لوگوں نے ایک ماہ کے روزے رکھے، اور حکم مانا) اور فرماتے ہیں کہ اے میرے فرشتو! بتاؤ اس مزدور کی کیا جزا ہے جس نے عمل پورا کر دیا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب اس کی جزا یہ ہے کہ اس کا بدلہ پورا دے دیا جائے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے فرشتو! میرے بندوں اور بندیوں نے میرا فریضہ پورا کر دیا جو اُن پر لازم تھا، اور اب دعا میں گڑگڑانے کے لئے نکلے ہیں، قسم ہے میرے عزت وجلال اور کرم کی اور میرے علو وارتفاع کی، میں ضرور اُن کی دعا قبول کروں گا، پھر (بندوں کو) ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ میں نے تم کو بخش دیا اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا، لہٰذا اس کے بعد (عیدگاہ سے) بخشے بخشائے واپس ہوتے ہیں۔ (بیہقی فی الشعب)

مسئلہ:- عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے، آج کے دن روزہ نہ رکھنا عبادت ہے۔

صدقۃ الفطر:- عید کے دن صدقہ فطر بھی ادا کریں جو صاحبِ نصاب پر واجب ہے، حدیث شریف میں ہے کہ صدقہ فطر روزوں کو لغو اور گندی باتوں سے پاک کرنے کے لئے اور مسکینوں کی روزی کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ (ابوداؤد)

صدقۃ الفطر کے مسائل زکوٰۃ کے بیان میں گزر چکے ہیں۔

کن لوگوں کو روزۂ رمضان چھوڑ کر بعد میں رکھنے کی اجازت ہے

(۶۳) وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِکِ نِ الکعبی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ وَضَعَ عَنِ الْمُسَافِرِ شَطْرَ الصَّلٰوۃِ وَالصَّوْمَ عَنِ الْمُسَافِرِ وَعَنِ الْمُرْضِعِ وَالْحُبْلٰی. (رواہ ابوداؤد والترمذی والنسائی وابن ماجہ)

ترجمہ: ''حضرت انس کعبی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسافر کے لئے نماز کا ایک حصہ معاف فرما دیا ہے اور رمضان کے روزے نہ رکھنے کی بھی مسافر کو اجازت دی ہے اور اسی طرح دودھ پلانے والی عورت اور حمل والی عورت کو اجازت ہے کہ روزہ نہ رکھے (اور بعد میں قضا کر لے) (مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۸ ج ۱، باب صوم المسافر)۔

تشریح:- رمضان کا ایک روزہ چھوڑ دینا بھی بہت بڑا گناہ ہے اور جو فرض روزہ چھوڑنے کا مرتکب ہو وہ فاسق ہے۔

مریض:- البتہ جو شخص ایسا مریض ہو کہ روزہ رکھنے سے اُس کی جان پر بن آنے کا قوی اندیشہ ہو یا جو سخت مرض میں مبتلا ہو اور روزے کی وجہ سے مرض کے طول پکڑ جانے کا غالب گمان ہو اُس کے لئے جائز ہے کہ رمضان شریف کے روزے رمضان میں نہ رکھے اور اُس کے بعد جب اچھا ہو جائے قضا رکھ لے۔ یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جسے عام طور سے لوگ نہ جانتے ہوں، لیکن اس میں بہت سی غلطیاں ہوتی ہیں۔ اوّل یہ کہ معمولی معمولی مرض میں روزہ چھوڑ دیتے ہیں گو اس مرض کے لئے روزہ مضر بھی نہ ہو۔ دوم یہ کہ فاسق اور بے دین بلکہ بددین ڈاکٹروں کے قول کا اعتبار کر لیتے ہیں۔ ڈاکٹر کہہ دیتے ہیں کہ روزہ نہ رکھے گا، ان ڈاکٹروں کو روزوں کی نہ قیمت معلوم ہے نہ شرعی مسئلہ کی صحیح صورت کا علم ہے، نہ خود روزہ رکھنے کی عادت ہے نہ اُن کے

Marfat.com

دل میں کسی مؤمن کے روزے کا درد ہے، ایسے لوگوں کے قول کا کوئی اعتبار نہیں ہے، چونکہ عموماً ڈاکٹر آج کل فاسق ہی ہیں اس لئے مریض کو اپنی ایمانی صوابدید سے اور کسی ایسے ڈاکٹر سے مشورہ کر کے فیصلہ کرنا چاہئے جو خوف خدا رکھتا ہو اور جو مسئلہ شرعیہ سے واقف ہو۔ سوم یہ کوتاہی عام ہے کہ بیماری کی وجہ سے رمضان کے روزے چھوڑ دیتے ہیں اور پھر رکھتے ہی نہیں اور بہت بڑی گناہگاری کا بوجھ لے کر قبر میں چلے جاتے ہیں۔

مسافر:- مسافر جو مسافت قصر کے ارادے سے اپنے شہر یا بستی سے نکلا جب تک سفر میں رہے گا مرد ہو یا عورت چار رکعتوں والی نمازوں کی جگہ دو رکعتیں فرض پڑھے گا ہاں اگر کسی ایسے امام کے پیچھے جماعت میں شریک ہو جائے جو مسافر نہ ہو تو پوری نماز پڑھنی ہوگی نیز اگر کسی جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لی تو مسافر کے حکم میں نہیں رہے گا اور پوری نماز پڑھنی ہوگی۔ مسافت قصر ۴۸ میل ہے۔ اتنی دور کا ارادہ کر کے روانہ ہو جانے پر شرعی مسافر ہے جبکہ اپنے وطن سے نکل جائے، اتنی دُور کا مسافر خواہ پیدل سفر کرے خواہ بس سے خواہ ہوائی جہاز سے یا اور کسی تیز رفتار سواری سے، شرعی مسافر مانا جائے گا۔ شریعت نے نماز قصر کی بنیاد مسافتِ قصر پر رکھی ہے۔ اگرچہ تکلیف نہ ہو تب بھی ۴۸ میل کے مسافر کو چار رکعت والی فرض کی جگہ دو رکعتیں پڑھنی چاہئیں۔ اگر پوری چار رکعتیں پڑھ لیں تو برا کیا۔ یہ مسئلہ نماز قصر کے بیان میں بھی گزر گیا ہے یہاں روزہ کے بارے میں مسافتِ قصر بتانے کے ذیل میں دُہرا دیا گیا ہے۔

مسئلہ:- جس مسافر کے لئے چار رکعت والی نمازِ فرض کی جگہ دو رکعت پڑھنا ضروری ہے اُس کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ رمضان شریف کے موقع پر سفر میں ہو تو روزہ نہ رکھے اور بعد میں گھر آ کر چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کر لے خواہ ہوائی جہاز یا موٹر کار سے سفر کیا ہو اور خواہ کوئی تکلیف محسوس نہ ہوتی ہو اگر کسی جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کر لے تو مسافر نہ ہوگا جیسا کہ اُوپر بیان ہوا۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ بہت سے لوگ جس طرح مرض کی حالت میں روزہ چھوٹ جانے پر بعد میں قضا نہیں رکھتے اسی طرح لوگ سفر میں روزہ چھوڑ کر بعد میں گھر آ کر قضا نہیں رکھتے اور گناہگار مرتے ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ وَمَنْ كَانَ مَرِيضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ.

''جو شخص اس ماہ میں موجود ہو وہ ضرور اس میں روزہ رکھے اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے ایام کا شمار رکھنا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ آسانی کرنا منظور ہے اور تمہارے ساتھ دشواری منظور نہیں''۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مریض اور مسافر سے روزہ معاف نہیں ہے البتہ اللہ تعالیٰ نے اُس کو رمضان میں روزہ چھوڑنے کی اجازت دے دی ہے لیکن بعد میں چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا فرض ہے۔ اگر زیادہ تکلیف نہ ہو تو رمضان ہی میں روزہ رکھ لینا زیادہ بہتر اور افضل ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ یعنی گو مرض اور سفر میں بعد میں رکھنے کی نیت سے رمضان کا روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے لیکن رمضان ہی میں روزہ رکھ لینا بہتر ہے اور وجہ اُس کی یہ ہے

Marfat.com

کہ اوّل تو رمضان کی برکت اور نورانیت سے محرومی نہ ہوگی دوسرے سب مسلمانوں کے ساتھ مل کر روزہ رکھنے میں آسانی بھی ہوگی اور بعد میں تنہا روزے رکھنا مشکل ہوگا۔

مسئلہ:- ۴۸ میل سے کم سفر میں روزہ چھوڑنا درست نہیں۔

دودھ پلانے والی:- جس طرح مریض اور مسافر کو رمضان میں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے (جس کی شرطیں اوپر لکھی گئیں) اسی طرح دودھ پلانے والی عورت کے لئے بھی جائز ہے کہ رمضان میں روزہ نہ رکھے اور بعد میں قضا کر لے، بشرطیکہ روزہ رکھنے سے بچے کو دودھ نہ ملنے کی وجہ سے غذا سے محرومی ہوتی ہے۔ اگر بچہ ماں کے دودھ کے علاوہ دوسری غذا کے ذریعہ گزارہ کر سکتا ہو، مثلاً اوپر کا دودھ پینے سے یا دلیہ چاول وغیرہ کھانے سے بچہ کی غذا کا کام چل سکتا ہے تو دودھ پلانے والی عورت کو روزہ چھوڑنا حرام ہے۔ اور یہ مسئلہ بھی بچے کی عمر دو سال ہونے تک ہے، جب بچے کی عمر دو سال ہو جائے تو اُس کو عورت کا دودھ پلانا ہی منع ہے۔ اس میں روزہ چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مسئلہ:- دودھ پلانے والی کو شرط مذکور کے ساتھ رمضان کا روزہ نہ رکھنا اس صورت میں جائز ہے جبکہ بچہ کا باپ دوسری عورت کو معاوضہ دے کر دودھ پلوانے سے عاجز ہو یا وہ بچہ ماں کے علاوہ کسی دوسری عورت کا دودھ لیتا ہی نہ ہو۔

حاملہ:- جو عورت حمل سے ہو اُس کو بھی رمضان شریف میں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔ فارغ ہونے کے بعد چھوڑے ہوئے روزے رکھ لے مگر شرط وہی ہے کہ روزہ رکھنے سے بہت زیادہ تکلیف میں پڑنے یا اپنے بچے کی جان کا اندیشہ ہو۔

فدیہ کا حکم:- وہ عورت یا مرد جو مستقل ایسا مریض ہو کہ روزہ رکھنے سے جان پر بن آنے کا شدید خطرہ ہو اور زندگی میں اچھے ہونے کی اُمید ہی نہ ہو یا وہ مرد و عورت جو بہت زیادہ بوڑھا ہے روزہ رکھ ہی نہیں سکتا، اور روزے پر قادر ہونے کی کوئی اُمید نہیں یہ لوگ روزے کے بجائے فدیہ دیں لیکن بعد میں کبھی روزہ رکھنے کے قابل ہو گئے تو گزشتہ روزوں کی قضا کرنی ہوگی اور آئندہ روزے رکھنے ہوں گے اور جو فدیہ دیا ہے صدقہ میں شمار ہوگا۔

مسئلہ:- ہر روزے کا فدیہ یہ ہے کہ ایک سیر ساڑھے ۱۲ چھٹانک گیہوں یا اُس کی قیمت کسی مسکین کو دیوے یا فی روزہ ایک مسکین کو صبح شام پیٹ بھر کر کھانا کھلا دیوے۔

حیض والی عورت نہ روزہ رکھے نہ نماز پڑھے لیکن بعد میں روزوں کی قضا کرے

(۶۴) وَعَنْ مُعَاذَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا فَقُلْتُ مَا بَالُ الْحَائِضِ تَقْضِي الصَّوْمَ وَلَا تَقْضِي الصَّلٰوةَ فَقَالَتْ اَحَرُوْرِيَّةٌ اَنْتِ؟ فَقُلْتُ لَسْتُ بِحَرُوْرِيَّةٍ وَلٰكِنِّيْ اَسْاَلُ قَالَتْ كَانَ يُصِيْبُنَا ذٰلِكَ فَنُؤْمَرُ بِقَضَآءِ الصَّوْمِ وَلَا نُؤْمَرُ بِقَضَآءِ الصَّلٰوةِ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَدْ كَانَتْ اِحْدٰنَا تَحِيْضُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ لَا تُؤْمَرُ بِقَضَآءٍ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت معاذہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوال کیا کہ یہ کیا بات ہے

Marfat.com

کہ (رمضان کے مہینے میں) کسی عورت کو حیض آجائے تو (ان دنوں کے) روزوں کی قضا رکھتی ہے اور (عموماً ہر مہینہ حیض آتا رہتا ہے۔ رمضان ہو یا غیر رمضان ان دنوں کی) نمازوں کی قضا نہیں پڑھتی (یہ نماز اور روزے میں فرق کیوں ہے) یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کیا تو نیچری ہوگئی ہے؟ (جو احکام شریعت میں ٹانگ اڑاتی ہے) میں نے کہا میں نیچری نہیں ہوں صرف معلوم کر رہی ہوں۔ اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ ہم تو اتنی بات جانتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کی موجودگی میں ہم کو حیض آتا تھا تو نمازوں کی قضا کا حکم نہ دیا جاتا تھا اور روزوں کی قضا کا حکم ہوتا تھا۔ (مسلم شریف ص ۱۵۳ ج ۱)

تشریح:- حضرت معاذہؓ ایک تابعی عورت تھیں، بڑی عالمہ فاضلہ تھیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خصوصی شاگردی کا شرف حاصل ہے۔ انہوں نے حضرت عائشہؓ سے مذکورہ بالا سوال کیا تو انہوں نے اُن سے پوچھا اَحَرُوْرِیَّۃٌ اَنْتِ یعنی کیا تو حروریہ ہوگئی ہے؟ حروراء ایک گاؤں تھا وہاں خوارج کا جمگھٹا تھا یہ لوگ دین اور شریعت کو اپنی عقل کے معیار سے جانچنے کی کوشش کرتے تھے اور اپنی سمجھ کی ترازو میں تولتے تھے اسی لئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت معاذہؓ سے فرمایا کہ تو دین میں اپنی عقل کا دخل دے رہی ہے۔ یہ تو اُن لوگوں کا طریقہ ہے جو حروراء بستی میں رہتے ہیں اسی لئے ہم نے اس لفظ کا ترجمہ لفظ ''نیچری'' سے کر دیا ہے۔ بہت سے لوگ دین کو اپنی عقل کی کسوٹی پر پرکھنا چاہتے ہیں اور سمجھ میں نہیں آتا تو منکر ہوتے ہیں یا اعتراض کرتے ہیں، ایسے لوگ ہمارے اسلاف کی زبان میں نیچری کہلاتے ہیں کیونکہ اپنے نیچر کی پچر دین میں لگانے کی ناپاک کوشش کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ ایک بہت بڑا روگ ہے جو دل میں حقیقی ایمان راسخ نہیں ہونے دیتا۔

احکام شرعیہ کو حکمت اور علت معلوم ہوئے بغیر ماننا لازم ہے:- احکام کی حکمتیں معلوم کرنے میں کچھ حرج نہیں ہے لیکن حکمت سمجھ میں نہ آئے تو حکم ہی کو نہ مانے اور اس کے خلاف رسالے لکھنے لگے اور مضامین شائع کرنے لگے۔ یہ بہت بڑی جہالت ہے، کسی حکم شرعی کی حکمت معلوم ہوگئی تو بہت اچھی بات ہے اور معلوم نہ ہو سکے یا سمجھ میں نہ آئے تو اس کو اسی طرح سچے دل سے ماننا ضروری ہے جیسا کہ حکمت سمجھ میں آنے پر مانتے اور یہ بات بھی واضح رہے کہ کسی مسئلہ کی اگر کوئی حکمت سمجھ میں آجائے تو اس کو یوں نہ سمجھے کہ اس کی واقعی یہی حکمت ہے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوسری کوئی حکمت ہو۔

جب حضرت عائشہؓ نے اپنی شاگرد معاذہ کی سرزنش کی تو انہوں نے جواب دیا میں نیچری نہیں ہوں یعنی دین میں ٹانگ اڑانا میرا مقصد نہیں البتہ حکمت معلوم کرنے کو جی چاہتا ہے اس پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حکمت نہ بتائی بلکہ ایک مؤمنانہ مضبوط جواب دے دیا کہ عمل کرنے کے لئے بس اتنا کافی ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں ہم لوگوں کو حیض آتا تھا تو نمازوں کی قضا کا حکم نہیں دیا جاتا تھا اور رمضان میں حیض آجاتا تھا تو اُن دنوں کے روزوں کی قضا کا حکم دیا جاتا تھا۔ درحقیقت ایک مؤمن بندہ کے لئے یہ جواب بالکل کافی ہے کیونکہ مقصدِ زندگی حکم ربی کی تعمیل ہے نہ کہ علت وحکمت کی تلاش۔ اس لئے

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس پر اکتفا کیا۔ البتہ حکماء اسلام نے اس میں ایک حکمت یہ بتائی ہے کہ نمازیں روزانہ کی پانچ کی تعداد میں جمع ہو کر بہت زیادہ ہو جاتی ہیں، عورت کو گھریلو کام کاج اور بچوں کی پرورش کے مشاغل کی وجہ سے ان سب کی قضا پڑھنا سخت مشکل ہے اس لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ کرم فرمایا کہ حیض کے زمانے کی نمازوں کو بالکل ہی معاف فرما دیا اور روزے چونکہ بارہ ماہ میں صرف ایک مرتبہ آتے ہیں اور حیض کی وجہ سے جو روزے چھوٹتے ہیں وہ زیادہ ہوتے بھی نہیں اُن کی قضا رکھ لینا آسان ہے اس لئے اُن کی قضا کا حکم دیا گیا ہے اور یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ عورتیں عموماً روزے رکھنے میں ماہر ہوتی ہیں اور نمازوں سے جان چراتی ہیں۔ اگر ماہواری کے دنوں کی نمازوں کی قضا لازم کر دی جاتی تو قضا نہ پڑھتیں اور گنہگار رہتیں اور ادا کرنا مشکل بھی ہوتا۔

فَسُبْحَانَ مَنْ لَّا یُکَلِّفُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا

نفلی روزوں کا ثواب اور عورت کو شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزے نہ رکھنے کا حکم

(۶۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَحِلُّ لِلْمَرْءَةِ اَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ وَلَا تَاْذَنَ فِیْ بَیْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ . (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ عورت کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ (نفل) روزہ رکھے جبکہ اُس کا شوہر گھر پر ہو۔ ہاں اُس کی اجازت سے رکھ سکتی ہے اور عورت کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ کسی کو گھر میں آنے کی اجازت دے، ہاں اگر شوہر کسی کے بارے میں اجازت دے تو عورت بھی اجازت دے سکتی ہے (کیونکہ مسلمان شوہر جس کے آنے کی اجازت دے گا وہ عورت کا محرم ہوگا) (مسلم شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۸)

تشریح:- دین اسلام کامل اور مکمل دین ہے، اس میں دونوں طرح کے حقوق یعنی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی رعایت رکھی گئی ہے جس طرح حقوق اللہ کی ادائیگی عبادت ہے اسی طرح حقوق العباد کا ادا کرنا بھی عبادت ہے۔ اس حدیث پاک میں حقوق العباد کی نگہداشت کرنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے۔ شوہر اور بیوی کے ایک دوسرے پر حقوق ہیں اور آپس میں ایک ایسا تعلق ہے جو روزے میں نہیں ہوتا۔ اگر کوئی عورت روزہ پر روزہ رکھتی چلی جائے اور شوہر کے خاص تعلق کا خیال نہ رکھے تو گناہگار ہوگی۔ شوہر کو خوش رکھنا اور اُس کے حقوق کا دھیان رکھنا بھی عبادت ہے۔ بعض عورتوں کو دیکھا گیا ہے کہ روزہ پر روزہ رکھتی چلی جاتی ہیں اور روزانہ روزہ رکھنے کی عادت ڈال لیتی ہیں، دن میں روزہ، رات کو تھک کر پڑ گئیں، شوہر بے چارے کا کوئی دھیان نہیں۔ یہ طریقہ شرعاً درست نہیں ہے۔ عورتوں کے لئے رسول اللہ ﷺ نے تنبیہ فرمائی کہ کسی عورت کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ شوہر گھر پر موجود ہو تو اُس کی اجازت کے بغیر نفل روزہ رکھے۔ شوہر اگر اجازت دے تو نفلی روزہ رکھے البتہ روزانہ روزہ رکھنا پھر بھی منع ہے۔

روزانہ روزہ رکھنے کی ممانعت:- رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا کہ جس نے روزانہ روزہ رکھا اُس نے نہ روزہ رکھا نہ بے روزہ رہا (مسلم شریف) مسلم یہ ہے کہ روزانہ روزہ رکھنے سے نفس کو عادت ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

عادت ہو جانے سے مشقت نہیں ہوتی۔ جب مشقت نہ ہوئی تو روزہ کا مقصد ختم ہو گیا۔ اب یوں کہا جائے گا کہ کھانے پینے کے اوقات بدل دیئے۔ اس صورت میں عبادت کی شان باقی نہ رہے گی۔ اگر کسی سے ہو سکے تو ایک دن روزہ رکھے ایک دن بے روزہ رہے، یہ بہت فضیلت کی بات ہے لیکن شرط وہ ہی ہے کہ شوہر کی اجازت ہو اور اس قدر بے طاقت نہ ہو جائے کہ دوسری عبادات اور ادائیگی حقوق میں فرق آئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بڑے درجے کے صحابی تھے۔ یہ روزانہ روزہ رکھتے تھے اور راتوں رات نفل پڑھتے۔ سرور عالم ﷺ کو معلوم ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایسا نہ کرو بلکہ روزہ بھی رکھو اور بے روزہ بھی رہا کرو۔ راتوں میں نفل نماز میں بھی کھڑے رہا کرو اور سویا بھی کرو کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے، اور تمہاری آنکھ کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور جو لوگ تمہارے پاس آئیں اُن کا بھی تم پر حق ہے۔ (بخاری و مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ عبادت کا کمال یہ ہے کہ اپنے بدن اور اعضاءِ جسم اور بیوی بچوں اور مہمانوں کے حقوق کی نگہداشت کرتے ہوئے نفل عبادت کی جائے۔ مہمان آیا اُسے نوکر چاکر کے ذریعے کھانا کھلوا دیا سونے لگے تو وہ اکیلا سو گیا اور صاحبِ خانہ نماز میں لگ گئے، وہ بے چارہ منتظر ہی رہا کہ دو باتیں کب کروں؟ یہ کوئی صحیح عبادت نہیں۔ البتہ نفس کی شرارت کو بھی موقع نہیں دینا چاہئے یعنی موقع ہوتے ہوئے نفس بہانے نہ نکال لے کہ آج مہمان ہیں کیسے نماز پڑھوں؟ اور دو رکعت پڑھ لوں گی تو بوڑھی ہو جاؤں گی اور اگر ایک نفلی روزہ رکھ لیا تو کمزوری کے پہاڑ ہی ٹوٹ پڑیں گے۔ خلاصہ یہ کہ شریعت کی حدود میں نفس و شیطان کے فریب سے بچتے ہوئے نفل نمازیں پڑھو اور نفل روزے رکھو۔ تلاوت بھی کرو اور ذکر بھی کرو اور کسی مخلوق کا حق واجب بھی ضائع نہ ہونے دو۔

فرض روزوں کی ادا اور قضا میں شوہر کی اجازت کی ضرورت نہیں:- تنبیہ: فرض نماز اور فرض روزے کی ادائیگی میں شوہر کی اجازت کی ہرگز ضرورت نہیں ہے وہ اجازت نہ دے تب بھی اُن کی ادائیگی فرض ہے اگر وہ اس سے روکے گا تو سخت گنہگار ہوگا۔ اسی طرح رمضان کے جو روزے ماہواری کی مجبوری کی وجہ سے رہ جائیں تو اُن کی قضا رکھنا بھی فرض ہے۔ اگر شوہر روکے تب بھی قضا رکھ لیوے۔ اگر وہ روکے گا تو سخت گنہگار ہوگا۔

پیر اور جمعرات اور چاند کی ۱۳/۱۴/۱۵ تاریخ کے روزے:- رمضان شریف کے روزوں کے علاوہ دوسرے مہینوں میں بھی روزے رکھنا چاہئیں۔ روزہ بہت بڑی عبادت ہے اور اس کا بہت بڑا ثواب ہے۔ عید کے مہینہ کے چھ روزوں کا ذکر آئندہ حدیث کی تشریح میں آ رہا ہے، پیر اور جمعرات کو نفل روزہ رکھنے کی بھی فضیلت آئی ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ پیر اور جمعرات کو بارگاہِ خداوندی میں اعمال پیش کئے جاتے ہیں لہٰذا میں چاہتا ہوں کہ میرا عمل اس حال میں پیش کیا جائے کہ میں روزہ سے ہوں۔ (ترمذی شریف)

چاند کی تیرہ، چودہ اور پندرہ تاریخ کو روزہ رکھنے کی بھی فضیلت وارد ہوئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دنوں کے روزے رکھنے کی ترغیب دی ہے۔

Marfat.com

بقرعید کی نویں تاریخ کا روزہ:- حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ سے پختہ امید رکھتا ہوں کہ بقرعید کی نویں تاریخ کا روزہ رکھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایک سال پہلے اور ایک سال بعد کے گناہوں کا کفارہ فرمادیں گے۔

عاشورا کا روزہ:- اور عاشورا (یعنی محرم کی دس تاریخ) کے بارے میں اللہ سے پختہ اُمید رکھتا ہوں کہ اس کے رکھنے کی وجہ سے ایک سال پہلے کے گناہوں کا کفارہ فرمادیں گے۔ (مشکوٰۃ)

بقرعید کی نویں تاریخ سے پہلے جو آٹھ دن ہیں اُن کا روزہ رکھنے کی بھی فضیلت آئی ہے۔ ان روزوں کے علاوہ اور جس قدر نفل روزے کوئی شخص مرد ہو یا عورت رکھ لے گا اُس کے حق میں اچھا ہوگا۔ قیامت کے دن نوافل کے ذریعہ فرائض کی کمی پوری کی جائے گی اس لئے اس عبادت سے غافل نہ ہوں لیکن دو باتیں یاد رکھنی چاہئیں اوّل یہ کہ اس عبادت کی وجہ سے کسی کی حق تلفی نہ ہو مثلاً مرد زیادہ نفلی روزے رکھ کر اس قدر کمزور نہ ہو جائے کہ بیوی بچوں کو کما کر نہ دے سکے یا دوسرے حقوق میں کوتاہی ہونے لگے یا مثلاً کوئی عورت روزے رکھنے کی وجہ سے شوہر اور بچوں کے حقوق ضائع نہ کردے۔

عید کے مہینے میں چھ روزے رکھنے کی فضیلت

(٦٦) وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوب الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ ثُمَّ اَتْبَعَہٗ سِتًّا مِّنْ شَوَّالٍ کَانَ کَصِیَامُ الدَّھْرِ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوایوب انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے رمضان کے روزے رکھے اور اُس کے بعد چھ (نفل) روزے شوال (یعنی عید) کے مہینے میں رکھ لئے تو (پورے سال کے روزے رکھنے کا ثواب ہوگا، اگر ہمیشہ ایسا ہی کرے گا تو) گویا اُس نے ساری عمر روزے رکھے۔ (مسلم شریف بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۹)

تشریح:- اس مبارک حدیث میں رمضان مبارک گزرنے کے بعد ماہ شوال میں چھ نفلی روزے رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے اور اُس کا عظیم ثواب بتایا گیا ہے۔ ثواب دینے کے بارے میں اللہ پاک نے یہ مہربانی فرمائی ہے کہ ہر عمل کا ثواب کم از کم دس گنا مقرر فرمایا ہے جب کسی نے رمضان کے تیس روزے رکھے اور پھر چھ روزے اور رکھ لئے تو یہ چھتیس روزے ہوگئے۔ چھتیس کو دس سے ضرب دینے سے تین سو ساٹھ ہو جاتے ہیں۔ قمری کے حساب سے ایک سال تین سو ساٹھ دن کا ہوتا ہے لہٰذا چھتیس روزے رکھنے پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک تین سو ساٹھ روزے شمار ہوں گے اور اس طرح پورے سال کے روزے رکھنے کا ثواب ملے گا۔ اگر ہر سال کوئی شخص ایسا کرلیا کرے تو وہ ثواب کے اعتبار سے ساری عمر روزے رکھنے والا مان لیا جائے گا، اللہ اکبر! بے انتہا رحمت اور آخرت کی کمائی کے اللہ پاک نے کیسے بیش بہا مواقع دیئے ہیں۔

فائدہ:- اگر رمضان کے روزے چاند کی وجہ سے انتیس ہی رہ جائیں تب بھی یہ تیس ہی شمار ہوں گے کیونکہ ہر مسلمان کی نیت ہوتی ہے کہ چاند نظر نہ آئے تو تیسواں روزہ بھی رکھے گا۔ اس اعتبار سے انتیس روزے رمضان کے اور چھ عید کے کل پینتیس روزے رکھنے سے بھی پورے سال روزے رکھنے کا ثواب ملے گا۔ حضور اقدس ﷺ نے صرف رمضان اور چھ شوال کے روزے رکھنے پر اس ثواب کی خوشخبری سنائی۔ لہٰذا

Marfat.com

ہمیں یہ سوال کرنے کی ضرورت نہیں کہ ایک روزہ چاند کی وجہ سے رہ گیا تو ثواب پورے سال کا ہوگا یا نہیں۔
فائدہ:- بعض عورتیں سمجھتی ہیں کہ یہ ثواب اُسی وقت ملے گا جبکہ عید کے بعد دوسرے دن کم از کم ایک روزہ ضرور رکھ لے یہ غلط ہے۔ اگر دوسری تاریخ سے روزے شروع نہ کئے اور پورے ماہ شوال میں چھ روزے رکھ لئے تب بھی یہ ثواب مل جائے گا۔

نفلی روزہ رکھ کر توڑ دینے سے اس کی قضا لازم ہوتی ہے

(۶۷) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ اَنَّ عَائِشَةَ وَحَفْصَةَ زَوْجَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصْبَحَتَا صَائِمَتَيْنِ مُتَطَوِّعَيْنِ فَاُهْدِيَ لَهُمَا طَعَامٌ فَاَفْطَرَتَا عَلَيْهِ فَدَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ فَقَالَتْ حَفْصَةُ وَبَدَرَتْنِيْ بِالْكَلَامِ وَكَانَتْ بِنْتَ اَبِيْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اَصْبَحْتُ اَنَا وَعَائِشَةُ صَائِمَتَيْنِ مُتَطَوِّعَيْنِ فَاُهْدِيَ لَنَا طَعَامٌ فَاَفْطَرْنَا عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْضِيَا مَكَانَهٗ يَوْمًا اٰخَرَ. (رواہ المالک فی الموطا)

ترجمہ: حضرت ابن شہاب زہری (تابعی) نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ کی دو بیویوں یعنی حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نفلی روزہ رکھ لیا اور اسی حال میں صبح ہوگئی۔ اس کے بعد اُن کی خدمت میں بطور ہدیہ کھانا پیش کر دیا گیا جسے انہوں نے کھا لیا اور روزہ توڑ دیا۔ اس کے بعد حضورِ اقدس ﷺ تشریف لائے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم دونوں نے حضورِ اقدس ﷺ سے مسئلہ معلوم کرنے کا ارادہ کیا۔ اور حفصہؓ[1] بات کرنے میں مجھ سے آگے بڑھ گئی اور وہ اپنے باپ کی بیٹی تھی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اور عائشہ نے نفلی روزہ رکھ لیا تھا اس حال میں صبح ہوئی کہ ہم دونوں روزہ دار تھیں ہمارے لئے کھانے کا ہدیہ پیش کیا گیا ہم نے وہ کھانا کھا لیا اور روزہ توڑ لیا (تو اب ہم کیا کریں) اس کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس روزہ کی جگہ ایک روزہ رکھ لینا۔ (موطا امام مالکؒ ص ۹۵ طبع دارالاشاعت کراچی)

تشریح:- نفل نماز ہو یا روزہ ہو اُس کی ادائیگی بندہ کے ذمہ لازم نہیں ہے لیکن اگر کوئی شخص نفل نماز شروع کر کے توڑ دے یا نفلی روزہ رکھ کر آفتاب غروب ہونے سے پہلے قصداً کچھ کھا پی لے یا ایسا کوئی عمل کر لے جس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے تو پھر اُس نماز اور اُس روزہ کی قضا لازم ہو جاتی ہے اور وجہ اُس کی یہ ہے کہ جب تک نفل نماز یا نفل روزہ شروع نہ کیا تھا اس وقت تک وہ نفل تھا اور جب شروع کر دیا تو اس کا پورا کرنا واجب ہوگیا کیونکہ شروع کر لینے سے نیک کام کی ابتدا ہو جاتی ہے اور درمیان میں چھوڑ دینے سے وہ عمل ختم ہو جاتا ہے۔ شروع کرنے کے بعد پورا کرنے سے پہلے چھوڑ دینا پسندیدہ نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْۤا اَعْمَالَكُمْ، اے ایمان والو

---

[1] اس کا مطلب یہ ہے کہ حفصہؓ کے والد حضرت عمرؓ بات کرنے اور سوال جواب کرنے میں جرأت رکھتے تھے یہی حال ان کی بیٹی کا تھا اسی لئے انہوں نے سوال کرنے میں پہل کر لی ۱۲

Marfat.com

اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو اُس کے رسول کی اور اپنے اعمال ضائع نہ کرو۔

اوپر جو حدیث مذکور ہوئی اُس سے یہ قانون معلوم ہو گیا کہ نفل کی ابتدا کرنے سے لازم ہو جاتا ہے، نماز روزے کے علاوہ اگر کوئی مرد یا عورت عمرہ کا یا نفلی حج کا احرام باندھ لے تو اس کو بھی بیچ میں ختم کر دینا جائز نہیں ہے اگر کسی نے کوئی ایسی حرکت کر لی جس سے عمرہ اور حج فاسد ہو جاتا ہے تو حج اور عمرہ کی قضا لازم ہوگی اور حج آئندہ سال ہی ہو سکے گا۔ البتہ عمرہ پورے سال میں ہو سکتا ہے صرف حج کے پانچ دنوں میں عمرہ کرنا ممنوع ہے۔

مسئلہ:- نفل نماز کی ہر دو رکعت علیحدہ نماز شمار ہوتی ہے۔ اگر چار رکعت کی نیت باندھ کر نماز شروع کی تو جب تک تیسری رکعت شروع نہ کر دے دو ہی رکعت کا پورا کرنا واجب ہوگا، لہٰذا اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت کی پھر دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دیا تو کوئی گناہ نہیں۔

مسئلہ:- اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور ابھی دو رکعتیں پوری نہ ہوئی تھیں کہ نماز توڑ دی تو فقط دو رکعت کی قضا پڑھے۔

مسئلہ:- اگر چار رکعت کی نیت باندھی اور دو رکعتیں پڑھ لیں، پھر تیسری یا چوتھی رکعت میں نماز توڑ دی تو اگر دوسری رکعت پر بیٹھ کر اُس نے التحیات وغیرہ پڑھی ہے تو فقط دو رکعت کی قضا پڑھے اور اگر دوسری رکعت پر نہیں بیٹھی بے التحیات پڑھے بھولے سے کھڑی ہو گئی یا قصداً کھڑی ہو گئی تو پوری چار رکعتوں کی قضا پڑھے۔

مسئلہ:- ظہر کی چار رکعت سنت کی نیت اگر ٹوٹ جائے تو پوری چار رکعتیں پھر سے پڑھے چاہے دو رکعت پر بیٹھ کر التحیات پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو۔

مسئلہ:- اگر کسی عورت نے نفل نماز شروع کی پھر اُس کو نماز کے اندر وہ معذوری شروع ہو گئی جو عورت کو ہر مہینے پیش آتی ہے تو نماز چھوڑ دے اور بعد میں اس نماز کی قضا پڑھے۔ اسی طرح اگر کسی عورت نے نفلی روزہ رکھ لیا اور کچھ وقت گزرنے کے بعد ہر مہینے والی معذوری پیش آ گئی تو روزہ ختم ہو گیا۔ پاک ہونے کے بعد اُس کو قضا کرے۔

مسئلہ:- نفل نماز روزہ شروع کر کے خود سے توڑ دینا جائز نہیں ہے۔ اگر چہ اس نیت سے ہو کہ بعد میں قضا کر لیں گے۔ ہاں اگر کسی کے یہاں کوئی مہمان آ گیا اور وہ اڑ گیا کہ جب تک صاحبِ خانہ ساتھ نہ کھائے میں نہ کھاؤں گا تو اُس کی دلداری کے لئے روزہ توڑ دینا جائز ہے لیکن بعد میں اُس کی قضا رکھنا لازمی ہے۔

اگر روزہ دار کے پاس کوئی کھانے لگے تو روزہ دار کے لئے فرشتے دعا کرتے ہیں

(۶۸) وَعَنْ اُمِّ عُمَارَۃ بِنْتِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَیْھَا فَدَعَتْ لَہٗ بِطَعَامٍ فَقَالَ لَھَا کُلِیْ فَقَالَتْ اِنِّیْ صَائِمَۃٌ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ الصَّائِمَ اِذَا اُکِلَ عِنْدَہٗ صَلَّتْ عَلَیْہِ الْمَلٰٓئِکَۃُ حَتّٰی یَفْزَغُوْا. (رواہ احمد والترمذی وغیرھما)

Marfat.com

ترجمہ: حضرت ام عمارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ آنحضرت فخر عالم ﷺ میرے پاس تشریف لائے، میں نے آپ ﷺ کے لئے کھانا منگایا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم (بھی) کھاؤ! میں نے عرض کیا میں روزہ سے ہوں! یہ سن کر آپ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ جب روزہ دار کے پاس کھایا جائے تو اُس کے لئے فرشتے مغفرت کی دُعا کرتے رہتے ہیں جب تک کہ کھانے والے فارغ ہوں۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۸۱ بحوالہ احمد و ترمذی)

تشریح:- روزہ خود صبر کا نام ہے۔ انسان جب روزہ کی نیت کر لیتا ہے تو یہ طے کر لیتا ہے کہ سورج چھپنے تک کوئی چیز نہیں کھاؤں گا پیوں گا، پھر جب روزہ دار کے سامنے کوئی شخص کھانے لگے تو روزہ دار کے صبر کی مزید فضیلت بڑھ جاتی ہے کیونکہ دوسرے کو کھاتا دیکھ کر جو نفس میں خصوصی تقاضا پیدا ہوتا ہے اُس کو دباتا ہے اور روزہ پورا کئے بغیر کچھ نہیں کھاتا پیتا۔ اس کے اس خصوصی صبر کی وجہ سے یہ خصوصی فضیلت دی گئی کہ کھانے والا جب تک اُس کے پاس کھائے اُس کے لئے فرشتے بخشش کی دعا کرتے رہتے ہیں۔

فائدہ:- حضرت ام عمارہ (عمارہ کی والدہ) رضی اللہ تعالیٰ عنہا بڑی فضیلتوں والی صحابیہ ہیں جن سے حدیثِ بالا کی روایت کی گئی ہے۔ انہوں نے جہادوں میں بھی شرکت کی، اپنے شوہر زید بن عاصم رضی اللہ عنہ کے ساتھ غزوۂ اُحد میں شریک ہوئیں، پھر بیعت الرضوان میں شریک ہوئیں، پھر جنگِ یمامہ میں شرکت کی اور دشمنوں سے ایسی لڑائی لڑی کہ خود اُن کے اپنے جسم میں بارہ جگہ زخم آ گئے۔ بہت سے لوگوں نے ان سے حدیث کی روایت کی ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

ماہ شعبان کے روزے اور دیگر اعمال

شعبان میں روزوں کی کثرت

(۶۹) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَا يَصُوْمُ وَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَكْمَلَ صِيَامَ شَهْرٍ قَطُّ اِلَّا رَمَضَانَ. وَمَا رَأَيْتُهُ فِيْ شَهْرٍ اَكْثَرَ مِنْهُ صِيَامًا فِيْ شَعْبَانَ وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَتْ كَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ كُلَّهُ وَكَانَ يَصُوْمُ شَعْبَانَ اِلَّا قَلِيْلًا. (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ مسلسل (نفلی) روزے رکھتے چلے جاتے تھے یہاں تک کہ ہمیں خیال ہونے لگتا تھا کہ اب آپ بے روزہ نہیں رہیں گے اور جب روزے رکھنا چھوڑتے تو اتنے دن چھوڑتے چلے جاتے تھے کہ ہمیں خیال گزرنے لگتا تھا کہ اب آپ نفلی روزہ نہیں رکھیں گے۔ اور فرماتی ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ حضور ﷺ نے کسی مہینے کے پورے روزے رکھے ہوں سوائے رمضان کے مہینے کے۔ اور میں نے حضور اقدس ﷺ کو نہیں دیکھا کہ شعبان کے مہینے سے زیادہ کسی دوسرے مہینے میں (نفلی) روزے رکھے ہوں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ آپ چند ایام کے علاوہ پورے شعبان کے روزے رکھتے تھے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۷۸ بحوالہ بخاری و مسلم)

Marfat.com

شبِ برأت میں رحمت ومغفرت کی بارش اور خاص خاص گناہگاروں کی بخشش نہ ہونا

(۷۰) وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَطَّلِعُ اللّٰہُ اِلٰی جَمِیْعِ خَلْقِہٖ لَیْلَۃَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَیَغْفِرُ لِجَمِیْعِ خَلْقِہٖ اِلَّا لِمُشْرِکٍ اَوْ مُشَاحِنٍ (رواہ الطبرانی وابن حبان وروی البیھقی من حدیث عَائِشَۃَ مَرْفُوْعًا ھٰذِہٖ لَیْلَۃُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَلِلّٰہِ فِیْھَا عُتَقَآءُ مِنَ النَّارِ بِعَدَدِ شُعُوْرِ غَنَمِ کَلْبٍ لَا یَنْظُرُ اللّٰہُ فِیْھَا اِلٰی مُشْرِکٍ وَلَآ اِلٰی مُشَاحِنٍ وَلَآ اِلٰی قَاطِعِ رَحِمٍ وَلَآ اِلٰی مُسْبِلٍ وَّلَآ اِلٰی عَاقٍّ لِوَالِدَیْہِ وَلَآ اِلٰی مُدْمِنِ خَمْرٍ وَعِنْدَ احمد من روایۃ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو فَیَغْفِرُ لِعِبَادِہٖ اِلَّا اثْنَیْنِ مُشَاحِنٍ وَقَاتِلِ نَفْسٍ.

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ شعبان کی پندرھویں رات کو اپنی تمام مخلوق کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور پوری مخلوق کی مغفرت فرمادیتے ہیں لیکن مشرک اور کینہ رکھنے والا نہیں بخشا جاتا (طبرانی وابن حبان) بیہقی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ قطع رحمی کرنے والے اور تہبند یا پاجامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے اور اپنے والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب کی عادت رکھنے والے اور کسی کو ناحق قتل کرنے والے کی (بھی) اس رات میں مغفرت نہیں ہوتی۔ (الترغیب والترہیب ص ۸۰ ج ۲)

(۷۱) وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ فَقَدْتُّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃً فَاِذَا ھُوَ بِالْبَقِیْعِ فَقَالَ اَکُنْتِ تَخَافِیْنَ اَنْ یَّحِیْفَ اللّٰہُ عَلَیْکِ وَرَسُوْلُہٗ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ ظَنَنْتُ اَنَّکَ اَتَیْتَ بَعْضَ نِسَائِکَ فَقَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْزِلُ لَیْلَۃَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا فَیَغْفِرُ لِاَکْثَرَ مِنْ عَدَدِ شَعْرِ غَنَمِ کَلْبٍ.

(رواہ الترمذی وابن ماجہ وقال الترمذی سمعت محمداً یعنی البخاری یضعف ھذا الحدیث)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رات کو (سوتے سوتے میری آنکھ کھلی) تو حضورِ اقدس ﷺ کو گھر میں نہ پایا (آپ کو تلاش کرنے کے لئے نکلی تو) آپ بقیع یعنی مدینہ منورہ کے قبرستان میں ملے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تجھے اس بات کا خطرہ گزرا کہ اللہ اور اُس کا رسول تجھ پر ظلم کریں گے۔ یعنی رسول اللہ ﷺ تیری باری کی رات ہوتے ہوئے کسی دوسری بیوی کے پاس تشریف لے گئے ہوں گے۔ میں نے عرض کیا کہ ہاں مجھے تو یہی خیال گزرا کہ آپ ﷺ اپنی کسی دوسری اہلیہ کے پاس تشریف لے گئے آپ ﷺ نے فرمایا (میں کسی کے پاس نہیں گیا یہاں بقیع آیا ہوں، یہ دعا کرنے کی رات ہے کیونکہ) بے شک اللہ جل شانہٗ ماہ شعبان کی پندرھویں تاریخ کی رات کو قریب والے آسمان کی طرف خصوصی توجہ فرماتے ہیں اور قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں سے زیادہ تعداد میں لوگوں کی مغفرت فرماتے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۱۵ بحوالہ ترمذی وابن ماجہ)

Marfat.com

شبِ برأت میں آئندہ سال کے فیصلے

(۷۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هَلْ تَدْرِیْنَ مَا فِیْ هٰذِهِ اللَّیْلَةِ یَعْنِیْ لَیْلَةَ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ قَالَتْ مَا فِیْهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَقَالَ فِیْهَا اَنْ یُّکْتَبَ کُلُّ مَوْلُوْدِ بَنِیْ اٰدَمَ فِیْ هٰذِهِ السَّنَةِ وَفِیْهَا اَنْ یُّکْتَبَ کُلُّ هَالِکٍ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ فِیْ هٰذِهِ السَّنَةِ وَفِیْهَا تُرْفَعُ اَعْمَالُهُمْ وَفِیْهَا تُنْزَلُ اَرْزَاقُهُمْ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا مِنْ اَحَدٍ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰہِ تَعَالٰی فَقَالَ مَا مِنْ اَحَدٍ یَّدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا بِرَحْمَةِ اللّٰہِ تَعَالٰی ثَلَاثًا قُلْتُ وَلَآ اَنْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَوَضَعَ یَدَهٗ عَلٰی هَامَتِهٖ فَقَالَ وَلَآ اَنَا اِلَّآ اَنْ یَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰہُ بِرَحْمَتِهٖ یَقُوْلَهَا ثَلٰثَ مَرَّاتٍ. (رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم جانتی ہو اس رات میں یعنی ماہ شعبان کی پندرھویں شب میں کیا ہوتا ہے، عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ارشاد فرمایئے کیا ہوتا ہے۔ فرمایا اس رات میں ہر ایسے بچہ کا نام لکھ دیا جاتا ہے جو آنے والے سال میں پیدا ہونے والا ہے اور ہر اُس شخص کا نام لکھ دیا جاتا ہے جو آنے والے سال میں مرنے والا ہے (اللہ کو تو سب پتہ ہے البتہ انتظام میں لگنے والے فرشتوں کو اس رات میں ان لوگوں کی فہرست دے دی جاتی ہے) اور اس رات میں نیک اعمال اوپر اُٹھائے جاتے ہیں (یعنی درجہ مقبولیت میں لے لئے جاتے ہیں) اور اس رات میں لوگوں کے ارزاق نازل ہوتے ہیں (ارزاق رزق کی جمع ہے) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہی بات ہے نا کہ جنت میں میں کوئی بھی داخل نہ ہوگا مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے آپ نے تین بار فرمایا ہاں کوئی ایسا نہیں ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل ہو جائے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اور آپ (بھی) اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں نہ جائیں گے؟ یہ سن کر آپ ﷺ نے اپنے سر پر ہاتھ رکھ لیا اور فرمایا کہ میں بھی جنت میں نہ جاؤں گا مگر اس طرح سے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے۔ تین بار یہی فرمایا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۱۵، بحوالہ الدعوات للبیہقی)

رات کو دُعا اور عبادت اور دن کو روزہ

(۷۳) وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَتْ لَیْلَةُ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ فَقُوْمُوْا لَیْلَهَا وَصُوْمُوْا یَوْمَهَا فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَنْزِلُ فِیْهَا لِغُرُوْبِ الشَّمْسِ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا فَیَقُوْلُ اَلَا مِنْ مُّسْتَغْفِرٍ فَاَغْفِرَ لَهٗ اَلَا مُسْتَرْزِقٌ فَاَرْزُقَهٗ اَلَا مُبْتَلًی فَاُعَافِیَهٗ اَلَا کَذَا اَلَا کَذَا حَتّٰی یَطْلُعَ الْفَجْرُ. (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب شعبان کی پندرھویں شب ہو تو اس رات کو نماز میں کھڑے ہو اور رات گزارنے کے بعد صبح کو نفلی روزہ رکھو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اس رات میں آفتاب غروب ہو جانے کے وقت ہی سے قریب والے آسمان کی طرف

Marfat.com

خصوصی توجہ فرماتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ کیا کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے جس کی میں مغفرت کروں کیا کوئی رزق طلب کرنے والا ہے جس کو میں رزق دوں، کیا کوئی مصیبت زدہ ہے جسے میں عافیت دوں اور اسی طرح فرماتے رہتے ہیں کہ کیا کوئی فلاں چیز مانگتا ہے، کیا کوئی فلاں چیز مانگتا ہے، صبح صادق طلوع ہونے تک ایسے ہی فرماتے رہتے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۱۵، بحوالہ ابن ماجہ)

خلاصہ روایات واعمال شب برأت:- ان روایتوں سے یہ باتیں معلوم ہوئیں کہ (۱) شعبان کے مہینے میں حضور اقدس ﷺ بہ نسبت دوسرے مہینوں کے نفلی روزے زیادہ رکھا کرتے تھے بلکہ دو چار دن چھوڑ کر یہ ماہ نفلی روزوں میں گزارتے تھے۔ (۲) شعبان کی پندرھویں رات نفلی نمازوں میں گزارنی چاہئے۔ (۳) شعبان کی پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھنا چاہئے۔ (۴) اس رات میں حضور اقدس ﷺ قبرستان تشریف لے گئے مگر وہاں نہ میلا لگا نہ چراغ جلایا نہ بہت سے لوگ گئے۔ (۵) شعبان کی پندرھویں شب میں قریب والے آسمان کی جانب خداوند قدوس کی خاص توجہ ہوتی ہے اور بھاری تعداد میں گناہگاروں کی بخشش کر دی جاتی ہے لیکن ان لوگوں کی بخشش نہیں ہوتی:

● کینہ رکھنے والا ● قطع رحمی کرنے ● تہبند پاجامہ ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا ● والدین کی نافرمانی کرنے والا ● شراب کی عادت رکھنے والا ● کسی کو ناحق قتل کرنے والا۔

نیز روایاتِ حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ جل شانہٗ شعبان کی پندرھویں شب میں آئندہ سال کے پیدا ہونے والوں اور مرنے والوں کے بارے میں فیصلہ فرماتے ہیں۔ اللہ کو تو ہمیشہ سے ہی معلوم ہے کہ کب کس کو موت وحیات ہوگی لیکن اس رات میں فرشتوں کو مرنے جینے والوں کی فہرست دے دی جاتی ہے اور اس رات میں اعمال صالحہ درجہ قبولیت میں اٹھا لئے جاتے ہیں اور اس رات میں ارزاق بھی نازل ہوتے ہیں (یعنی کتنا رزق سال بھر میں کس کو ملے گا اس کا علم فرشتوں کو دے دیا جاتا ہے)

نیز حدیث کی روایات سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس شب میں اللہ جل شانہٗ فرماتے رہتے ہیں کہ ہے کوئی جو مجھ سے رزق طلب کرے میں اُسے رزق دوں، ہے کوئی مصیبت میں مبتلا جسے عافیت دوں، ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا جسے میں بخش دوں، وغیرہ وغیرہ۔

روایاتِ حدیث سے ماہِ شعبان اور اس ماہ کی پندرھویں شب اور پندرھویں دن کے بارے میں جو کچھ معلوم ہوا اُس کا خلاصہ ابھی آپ کے سامنے لکھ دیا گیا۔ مؤمن بندوں کو چاہئے کہ پورے ماہِ شعبان میں خوب زیادہ نفلی روزے رکھیں اور پندرھویں رات ذکر، دُعا اور نماز میں گزاریں اور پندرھویں تاریخ کو روزہ رکھیں۔ کوئی مرد قبرستان میں چلا جائے تو وہ بھی ٹھیک ہے مگر وہاں اجتماعی طور پر نہ جائیں نہ چراغ جلائیں۔

شعبان کی پندرھویں شب میں جو بدعات اور خرافات انجام دی جاتی ہیں اُن کا بیان

اس مبارک رات کے فضائل و برکات لکھنے کے بعد افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ آج ہمارے غلط اعمال نے اس کے ثواب کو عذاب سے اور برکات کو دینی و دنیوی نقصان سے بدل دیا ہے اور ہم نے باعث برکت رات کو سراپا گناہ اور معصیت بنالیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا اُسوۂ حسنہ چھوڑ کر قسم قسم کی بدعات اور طرح

Marfat.com

طرح کی رسمیں ایجاد کر لی گئی ہیں، جن کو فرائض کی طرح التزام سے ادا کیا جاتا ہے جن میں سے بعض یہ ہیں:

آتش بازی اور روشنی:- یہ رسم نہ صرف ایک بے لذت گناہ ہے بلکہ اس کی دنیوی تباہیاں بھی ہمیشہ آنکھوں کے سامنے آتی ہیں۔ اس میں ایک تو اپنے مال کا ضائع کرنا ہے اور بیجا اسراف ہے جو بربادی کا ذریعہ ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیَاطِیْنِ، بے شک فضول خرچی کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں۔ اور ارشاد ہے: وَلَا تُسْرِفُوْا اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْرِفِیْنَ، (اور اسراف نہ کرو کیونکہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا)۔

جس قوم کی اقتصادی حالت نازک اور خطرناک ہو اور جس کو افلاس نے دوسری قوموں کا غلام بنا رکھا ہو اس کا اتنا روپیہ پیسہ اس طرح فضول اور بیہودہ رسوم میں ضائع ہو تو اُس کی قومی زندگی کی کیا توقع کی جا سکتی ہے؟ ہر سال اس رات میں یہ افلاس زدہ قوم لاکھوں روپیہ آتش بازی، انار اور پٹاخے وغیرہ چھوڑنے پر خرچ کر دیتی ہے اور گاڑھی کمائی کو نذرِ آتش کر کے مبارک رات کی برکتوں کو بھسم کر ڈالتی ہے۔ یہ عمل خلافِ شرع ہونے کے ساتھ ساتھ خلافِ عقل بھی ہے۔

بچوں کو آتش بازی پھلجڑی، انار اور پٹاخے چھوڑنے کے لئے پیسے دیئے جاتے ہیں اور اُن کو بچپن ہی سے خدائے تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کی مشق کرائی جاتی ہے۔ بہت سے بڑے اور بچے جل جاتے ہیں بلکہ بعض مرتبہ دکانوں اور مکانوں تک میں آگ لگ جاتی ہے پھر بھی یہ رسم بد نہیں چھوڑتے، اللہ سمجھ دے۔

بہت سی مسجدوں اور گھروں میں ضرورت سے زیادہ چراغ جلائے جاتے ہیں، قمقمے روشن کئے جاتے ہیں، لائٹ کا اضافہ کیا جاتا ہے بہت زیادہ روشنی کی جاتی ہے گھروں سے باہر دروازوں پر کئی کئی چراغ روشن کئے جاتے ہیں اور بعض جگہ مکانوں کی منڈیروں پر اور دیواروں پر قطار کے ساتھ چراغ رکھ دیئے جاتے ہیں۔ یہ سب اسراف اور فضول خرچی ہے جس کے بارے میں حکم قرآنی ابھی اوپر معلوم ہو چکا ہے۔ یہ چراغاں ہندوستان کے مشرکوں اور ہندوؤں کی دیوالی کی نقل ہے اور سخت حرام ہے۔ آگ سے کھیلنا اور آگ کا شوق رکھنا آتش پرستوں کے یہاں سے چلا ہے۔ بعض بزرگوں نے فرمایا کہ یہ شب برأت میں زیادہ روشنی کرنے کا سلسلہ برامکہ[1] سے شروع ہوا ہے۔ یہ لوگ پہلے آتش پرست تھے جب اسلام کے نام لیوا بنے تو انہوں نے اس وقت بھی یہ رسم جاری رکھی تاکہ مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھتے وقت آگ سامنے رہے۔ کیسے افسوس کی بات ہے کہ مسلمانوں نے آتش پرستوں کی چیز اپنا لی۔

عجیب بات ہے کہ آسمان سے رحمتوں کا نزول ہوتا ہے اور نیچے رحمتوں کا مقابلہ آتش بازی اور فضول خرچی اور طرح طرح کے گناہوں کے ذریعہ کیا جاتا ہے۔ اللہ کا ارشاد ہوتا ہے کوئی ہے جو مجھ سے مانگے اور

---

[1] قال الشیخ المحدث عبد الحق الدهلوی رحمة الله تعالیٰ فی کتابه ما ثبت بالسنة بعد ما ذکر ان ایقاد السراج واحراق الکهربیت اعتاده مسلموا الهند اخذین من رسوم الهنود قال علی بن ابراهیم اول حدوث الوقید من البرامکة وکانوا عبدة النار فلما اسلموا ادخلوا فی الاسلام ما یموهون انه من سنن الهدی ومقصودهم عبادة النیران حیث سجدوا مع المسلمین الی تلک السراج، ۱۲

Marfat.com

یہاں مانگنے کے بجائے فسق و فجور اور کھیل کود میں گزارتے ہیں۔

مساجد میں جمع ہونا:- رات کو جاگنے کے لئے اگر اتفاقاً دو چار آدمی مسجد میں جمع ہو گئے اور اپنی نماز و تلاوت میں مشغول رہے تو اس میں مضائقہ نہیں لیکن بعض شہروں میں اس کو بھی اس حد تک پہنچا دیا گیا ہے کہ اس کو روکنے کی ضرورت ہے۔ مثلاً بلا بلا کر اہتمام سے لوگوں کو جمع کرتے ہیں، شبینہ کرتے ہیں جس میں نوافل باجماعت پڑھے جاتے ہیں جو ناجائز ہے۔ مرد و عورت اور بچے آتے ہیں اور شور و شغب ہوتا ہے، بے پردگی ہوتی ہے حالانکہ عورتوں کو فرض نماز کے لئے بھی مسجد جانے سے روکا گیا ہے پھر نفلیں پڑھنے کے لئے جانے کی گنجائش کیسے ہو سکتی ہے۔ حضرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جن سے زیادہ عبادت کا کوئی شوقین نہیں ہو سکتا کبھی اس طرح جمع نہیں ہوتے تھے۔ غفلت اور جہالت کی وجہ سے بہت سی باتیں آداب مساجد کے خلاف سرزد ہوتی ہیں اور ملائکۃ اللہ کی ایذا کا باعث ہو کر بجائے نفع کے نقصان و خسران کا سبب بن جاتی ہیں۔ ان سب بدعات و محرمات میں مشغول ہونے سے بہتر ہے کہ آدمی پیر پھیلا کر سو جائے۔

رسم حلوہ:- اس کو ایسا لازم کر لیا گیا ہے کہ اس کے بغیر شب برأت ہی نہیں ہوتی۔ فرائض و واجبات کے ترک پر اتنا افسوس نہیں ہوتا جتنا حلوہ نہ پکانے پر ہوتا ہے اور جو شخص نہیں پکاتا اُس کو کنجوس وہابی بخیل وغیرہ کے القاب دیئے جاتے ہیں۔ ایک غیر ضروری چیز کو فرض واجب کا درجہ دینا گناہ ہے اور بدعت ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے جب دندانِ مبارک شہید ہوئے تو آپ ﷺ نے حلوہ نوش فرمایا تھا اُس کی یادگار ہے اور کوئی کہتا ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ اس تاریخ میں شہید ہوئے تھے اُن کے لئے ایصال ثواب ہے۔ اوّل تو سرے یہی غلط ہے کہ آپ ﷺ کے دانداِنِ مبارک ان دنوں میں شہید ہوئے تھے یا حضرت حمزہؓ اس تاریخ میں شہید ہوئے، کیونکہ دونوں حادثے ماہ شوال میں واقع ہوئے ہیں پھر اگر بالفرض شعبان میں ہونے کا ثبوت خواہ مخواہ مان بھی لیا جائے تب بھی اس قسم کی یادگاریں بغیر کسی شرعی امر کے قائم کرنا بدعت اور ناجائز ہے۔ نیز یہ عجیب طرح کا ایصال ثواب ہے کہ خود ہی پکایا اور خود ہی کھا گئے یا دو چار اپنے احباب کو کھلا دیا۔ فقراء اور مساکین جو خیرات کے اصلی مستحق ہیں وہ یہاں بھی دیکھتے ہی رہ جاتے ہیں، کسی فقیر کو ایک چپاتی اور ذرا سا حلوہ دے کر پورے حلوے کے ثواب پہنچنے کا یقین کر لیتے ہیں اور یہ بات بھی عجیب ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تو (بالفرض) دندانِ مبارک شہید ہونے کی وجہ سے حلوہ کھایا مگر نالائق اُمتی بغیر کسی دُکھ درد کے حلوہ اُڑا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی سمجھ دے۔ صاحب المدخل اس رات کی فضیلت بیان کرنے کے بعد کہتے ہیں:

ثم جاء بعض هؤلاء فعكسوا الحال كما جرىٰ منهم فى غيرهما فما ثم موضع مبارک او زمن فاضل حض الشرع على اغتنام بركته والتعرض لنفحات المولىٰ سبحانه وتعالىٰ فيه الاوتجد الشيطان قد ضرب بخيله ورجله وجميع مكايده لمن يصغى اليه او يسمع منه حتىٰ يحرمهم جزيل ما فيه من الثواب، ويفوتهم ما وعدوا فيه من الخير العميم اسأل الله السلامته بمنه وكرمه. ثم انه لم يكتف منهم بسبب تمرده و شيطنته واغوائه بما نال

Marfat.com

منهم فی کونهم سمعوا منه ونال منهم بأن حرمهم ما فیها من الخیر العظیم حتّی ابدل لهم موضع العبادة والخیر ضد ذلک من احداث البدع وشهوات النفوس من الماکولات والحلاوات المحتویة علی الصور المحرمة. (المدخل، ج۱،ص۲۹۳)

پھر کچھ لوگ (بدعتی مزاج کے) آگئے جنہوں نے اصل صورت کو الٹ دیا، جیسا کہ شبِ برأت کے علاوہ دوسرے امور میں بھی انہوں نے ایسا کیا ہے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ جو بھی مبارک زمانہ ایسا ہے جس کی برکات حاصل کرنے کی اور اللہ جل شانہٗ کی رحمتیں لینے کی شریعت نے ترغیب دی ہے شیطان نے اپنی تمام کوششیں اور مکاریاں اس میں خرچ کر دیں کہ جو لوگ اس کی بات پر کان دھرتے ہیں ان کو بڑے بڑے ثواب سے اور عام خیر سے محروم کر دیتا ہے۔ اللہ اپنے فضل و کرم سے ہمیں شیطانی طریقوں سے محفوظ فرمائے۔ پھر شیطان نے اسی پر اکتفا نہیں کیا کہ اپنی شیطنت کے باعث تو ان کو اپنی طرف لگا لیا اور ان کو خیر عظیم سے محروم کر دیا بلکہ ان کو عبادت اور خیر کی جگہ ایسے کاموں میں لگا دیا جو عبادت کی ضد ہیں اس کے لئے بدعتیں جاری کر دیں اور خواہشاتِ نفس میں مبتلا کر دیا اور کھانے پینے کی چیزیں اور مٹھائیاں ایسی نکال دیں جو مورتیوں کی شکل میں ہوتی ہیں شرعاً جن کا بنانا اور گھر میں رکھنا حرام ہے۔

مسور کی دال:۔ بعض لوگ اس تاریخ میں مسور کی دال ضرور پکاتے ہیں اس کی ایجاد کی وجہ اب تک معلوم نہیں ہوئی۔ اس میں بھی وہی خرابیاں موجود ہیں جو رسم حلوہ میں ذکر کی گئی ہیں مثلاً فرض کی طرح لازم کر لینا اور جو نہ پکائے اُس کو نکو بنانا۔

برتنوں کا بدلنا اور گھر کا لیپنا:۔ بعض لوگوں نے اس رات میں گھر لیپنے اور برتن بدلنے کی عادت ڈال رکھی ہے۔ یہ بھی محض لغو اور بے اصل ہے اور ہندوؤں کے ساتھ مشابہت ہے جس کی حدیث و قرآن میں سخت ممانعت ہے۔

الحاصل شعبان کی پندرھویں شب مبارک شب ہے اس میں نمازیں پڑھنا اور ذکر و تلاوت میں لگنا چاہئے اور صبح کو روزہ رکھنا مزید ثواب کی بات ہے اور حلوہ کی پابندی کرنا اور بتیاں زیادہ جلانا، قبرستان میں میلے لگانا، چراغاں کرنا، آتش بازی پھلجڑی پٹاخے چھوڑنا یہ امور خلاف شرع ہیں اور بدعت ہیں اللہ نے مبارک رات نصیب فرمائی اس کا تقاضا یہ تھا کہ ہم شکر گزار بندے بنتے اور عبادت و طاعت میں لگتے لیکن شیطان نے عبادات سے ہٹا کر بدعات میں لگا دیا۔ شیطان ہمیشہ اپنی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ اللّٰھم احفظنا منه۔ قال ابن امیر الحاج فی المدخل :ص ۲۰۲ ج ۱، ومقتضی زیادة الفضیلة زیادة الشکر اللائق بها من فعل الطاعات وانواعها فبذل بعضهم مکان الشکر زیادة البدع فیها، عکس مقابلة ذلک لزیادة الفضیلة ضد شکر النعم سواء بسواء۔ فالی اللّٰه المشتکی۔

☆☆☆☆

Marfat.com

کتاب الحج والعمرہ
حج وعمرہ کے فضائل اور احکام ومسائل
حج کی فرضیت اور اہمیت

(۷۴) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ اِسْتَأْذَنْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْجِهَادِ فَقَالَ جِهَادُ کُنَّ الْحَجُّ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے جہاد میں شریک ہونے کی اجازت چاہی آپ ﷺ نے فرمایا تمہارا یعنی عورتوں کا جہاد حج ہے۔ (مشکوۃ المصابیح ص ۲۲۱ بحوالہ بخاری ومسلم)

تشریح:- حج اسلام کا پانچواں رکن ہے اور ہر اس عاقل بالغ مرد وعورت پر فرض ہے جس کے پاس مکہ معظمہ تک آنے جانے کا سواری کا خرچ ہو اور زادراہ یعنی سفر کا توشہ موجود ہو۔ اور حج عمر بھر میں صرف ایک مرتبہ فرض ہے اس سے زائد جو حج کیا جائے وہ نفل ہوگا۔ لیکن حج نفل کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے۔ حج فرض ادا کرنے میں جلدی کرنی چاہئے کیونکہ موت کا کوئی بھروسہ نہیں کب آجائے۔ جس پر حج فرض ہو اور اُس نے حج نہ کیا اُس کے لئے سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں۔ قرآن شریف میں ارشاد ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْهِ سَبِیْلًا ط وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ.

"یعنی لوگوں کے ذمہ بیت اللہ شریف کا حج کرنا ہے جس کو بیت اللہ شریف تک پہنچنے کی طاقت ہو اور جو شخص انکار کرے تو بلاشبہ اللہ پاک سارے جہانوں سے بے نیاز ہے"۔

حج نہ کرنے پر وعید:- حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو کوئی بہت مجبوری (مثلاً تنگ دستی) یا سفر سے روکنے والا مرض یا صاحب حکومت ظالم حج کو جانے سے نہ روکے اور وہ پھر بھی حج نہ کرے تو اسے چاہئے کہ چاہے تو یہودی ہو کر مرجائے اور چاہے تو نصرانی ہو کر مرجائے۔ (ترغیب وترہیب عن البیہقی)

کیسی بڑی وعید ہے، حج کا انتظام ہوتے ہوئے حج نہ کرنے پر یہودی یا عیسائی ہونے کی حالت میں مرجانے کی وعید سنائی ہے۔ بہت سے مردوں اور عورتوں پر حج فرض ہوتا ہے لیکن دنیا کے دھندوں اور اولاد کی شادی کے جھمیلوں کو بہانہ بنائے رہتے ہیں اور حج کا ارادہ ہی نہیں کرتے، پھر بعض مرتبہ رقم ختم ہو جاتی ہے یا موت آجاتی ہے، اور زندگی بھر حج نصیب نہیں ہوتا اور سخت گنہگار ہو کر مرتے ہیں۔

حج اور عمرہ کی فضیلت:- حج کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جس نے حج کیا اور اس میں گندی باتیں نہ کیں اور گناہوں کا ارتکاب نہ کیا تو وہ اپنے گناہوں سے (پاک ہو کر) ایسا لوٹتا ہے جیسا اس دن تھا جبکہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ (بخاری ومسلم)

ایک حدیث میں فرمایا کہ اِنَّ الْحَجَّ یَهْدِمُ مَا کَانَ قَبْلَهٗ یعنی حج اُن سب گناہوں کو ختم کر دیتا ہے جو

Marfat.com

حج سے پہلے ہوئے۔(ترغیب وترہیب)

حج کی طرح عمرہ بھی ایک مستقل عبادت ہے وہ بھی مکہ میں ہوتا ہے اس میں کعبہ شریف کا طواف اور صفا مروہ کے درمیان سعی کی جاتی ہے۔عمرہ سنتِ مؤکدہ ہے اور عمرہ کرنے والوں کا بھی بڑا مرتبہ ہے۔جب حج کو جاتے ہیں تو بہت سے عمرے کرنے کا موقع مل جاتا ہے۔

حج اور عمرہ کرنے والوں کی فضیلت:۔حضور ﷺ نے فرمایا اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰہِ اِنْ دَعَوْہُ اَجَابَھُمْ وَاِنِ اسْتَغْفَرُوْہُ غَفَرَلَھُمْ یعنی حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے والے لوگ ہیں ان کا مرتبہ اتنا بڑا ہے کہ اگر اللہ سے دعا کریں تو قبول فرمائے اور اگر اس سے مغفرت طلب کریں تو وہ ان کو بخش دے۔(الترغیب والترہیب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے دعا کی اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْحَاجِّ وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَلَہُ الْحَاجُّ یعنی اے اللہ حج کرنے والے کی مغفرت فرما اور جس کے لئے وہ مغفرت کی دعا کردے اس کی بھی مغفرت فرما۔(الترغیب والترہیب)

حج مبرور:۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حج اور عمرہ ساتھ ساتھ کیا کرو یعنی حج کے بعد عمرہ بھی کرو کیونکہ یہ دونوں تنگ دستی کو اور گناہوں کو اس طرح دور کردیتے ہیں جیسے بھٹی لوہے اور سونے چاندی کے میل کو دور کردیتی ہے اور فرمایا کہ حج مبرور کا ثواب بس جنت ہی ہے۔(ترمذی)

حج مبرور وہ ہے جو حلال مال سے کیا جائے اور جس میں گناہوں سے پرہیز کیا جائے اور حج میں جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے ان سے دور رہے۔

عورتوں کا جہاد حج ہے:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے جب آنحضرت ﷺ سے جہاد میں شریک ہونے کی خواہش کا اظہار کیا اور اس کے بارے میں اجازت طلب کی تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ عورتوں کا جہاد حج ہے،اس کا مطلب یہ ہے کہ جہاد میں بہت سی تکلیفیں ہوتی ہیں اس کا برداشت کرنا عورتوں کے بس کا نہیں یہ کام مردوں کا ہے عورتیں اگر اُن کاموں سے بڑھ کر زیادہ ثواب کا کام کرنا چاہیں جو اپنے گھر میں رہ کر کرتی ہیں تو ان کو حج کرنا چاہئے ہاں اگر جہاد فرض عین ہوجائے تو مرد وعورت سب پر لازم ہوگا۔صحیح ابن خزیمہ میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا عورتوں پر بھی کسی طرح کا جہاد ہے۔آپ نے فرمایا عورتوں پر ایک ایسا جہاد ہے جس میں جنگ نہیں یعنی عمرہ اور حج۔(الترغیب والترہیب)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بڑی عمر والے اور ضعیف اور عورت کا جہاد حج اور عمرہ ہے۔(رواہ النسائی باسناد حسن)

حج کے شرعی اخراجات میں سفر مدینہ اور تبرکات کا خرچ شامل نہیں حساب لگائیں کہ ہمارے پاس جائیداد اور زیور اور نقدی کی کس قدر مالیت ہے اگر حج فرض ہوتا ہو تو اس کی ادائیگی میں بالکل کوتاہی نہ کریں۔حج کی فرضیت کے لئے مکہ شریف تک سواری سے آنے جانے کا خرچہ اور راستہ کے اخراجات کا ہونا شرط ہے یہ رقم بہت زیادہ نہیں ہوتی۔تبرکات جو خرید کر لاتے ہیں اور جو مال واسباب یا رشتہ داروں کو تحفہ

Marfat.com

دینے کے لئے خرید کر لاتے ہیں ان سب کو حج ہی کے خرچ میں شمار کرتے ہیں، یہ غلط ہے بلکہ اگر مدینہ منورہ آنے جانے کا خرچ نہ ہو اور مکہ تک آنے جانے کی قدرت ہو تو اس صورت میں بھی حج فرض ہو جاتا ہے البتہ فیس معلم اور وہ اخراجات جو حکومتوں نے قانوناً لازم کر رکھے ہیں، ان کا خرچ حج کے خرچہ میں شمار ہوگا۔ اگرچہ بعض ٹیکس ایسے ہیں جو حکومتوں کو ان کا لینا درست نہیں لیکن ان کے بغیر چونکہ حکومتیں جانے نہیں دیتیں اس لئے مجبوراً ان کا خرچ بھی ضرورتِ حج میں شامل ہوگا۔

سفرِ حج میں نظر کی حفاظت اور پردہ کا اہتمام

(۷۵) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ كَانَ الْفَضْلُ رَدِيْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَتْ اِمْرَءَةٌ مِنْ خَثْعَمَ فَجَعَلَ الْفَضْلُ يَنْظُرُ اِلَيْهَا وَتَنْظُرُ اِلَيْهِ. فَجَعَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَصْرِفُ وَجْهَ الْفَضْلِ اِلَى الشِّقِّ الْاٰخَرِ فَقَالَتْ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ اَدْرَكَتْ اَبِیْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفَاَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِكَ فِیْ حَجَّةِ الْوِدَاعِ. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر (مزدلفہ سے منیٰ کو واپس ہوتے ہوئے) فضل بن عباسؓ حضور اکرم ﷺ کی سواری پر پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ اس اثنا میں قبیلہ بنی خَثْعَمَ کی ایک عورت (مسئلہ معلوم کرنے کے لئے) بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئی۔ فضل بن عباسؓ اس عورت کو دیکھنے لگے اور وہ عورت ان کو دیکھنے لگی (چونکہ بدنظری مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے سخت منع ہے اور حج جیسی عبادت کے موقع پر گناہ کا ارتکاب اور زیادہ سنگین ہے اس لئے) حضور اقدس ﷺ نے فضل بن عباسؓ کا چہرہ پکڑ کر دوسری طرف پھیر دیا (جس سے دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے سے محفوظ ہو گئے) اس کے بعد اس عورت نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ بلاشبہ اللہ کے فریضہ یعنی حج نے میرے بوڑھے باپ کو پالیا ہے (اور وہ اس قدر بوڑھے اور ضعیف ہیں کہ) سواری پر جم کر نہیں بیٹھ سکتے تو کیا میں ان کی طرف سے حج کر لوں؟ آنحضرت ﷺ نے جواب دیا کہ ہاں (باپ کی طرف سے حج کر لو)۔ (بخاری شریف ص ۲۰۵)

تشریح:- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفرِ حج میں مردوں اور عورتوں کو بدنظری سے بچنے کا خاص اہتمام کرنا لازم ہے۔ مسند احمد میں یہ حدیث اس طرح نقل کی گئی ہے کہ (حج کے موقع پر) عرفہ کے دن (ایک نوجوان) شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ ﷺ کی سواری پر آپ ﷺ کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا وہ نوجوان عورتوں پر نظریں ڈالنے لگے تو آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے برادرزادے بلاشبہ یہ وہ دن ہے کہ جو شخص (آج) اپنے کانوں اور آنکھوں کو اور اپنی زبان کو قابو میں رکھے گا (یعنی ان اعضاء کو گناہوں سے بچائے گا) اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا۔ (الترغیب والترہیب)

آج کل اور عمرہ کے سفر میں بدنظری اور بے پردگی حد سے زیادہ ہوتی ہے اچھی خاصی پردہ والی عورتیں برقعہ اتار کر رکھ دیتی ہیں اور گویا یہ سمجھتی ہیں کہ حج میں پردہ شرعاً نہیں ہے، یہ بڑی جہالت کی بات ہے۔

Marfat.com

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ (سفر حج میں) ہمارے قریب سے حاجی لوگ گزرتے تھے اور ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ احرام باندھے ہوئے تھیں (چونکہ احرام میں عورت کو منہ پر کپڑا لگانا منع ہے اس لئے ہمارے چہرے کھلے ہوئے تھے اور چونکہ پردہ کرنا حج میں بھی لازم ہے) اس لئے جب حاجی لوگ ہمارے برابر سے گزرتے تو ہم بڑی سی چادر کو سر سے گرا کر چہرے کے سامنے لٹکا لیتے اور جب حاجی لوگ آگے بڑھ جاتے تو ہم لوگ چہرہ کھول لیتے تھے۔ (ابوداؤد)

معلوم ہوا کہ سفر حج میں بھی پردہ کا اہتمام کرنا لازم ہے۔ عورت جب حج کا احرام باندھ لے تو احرام کھولنے تک چہرے پر کپڑا لگانا منع ہے۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ چہرہ کھولے ہوئے حاجیوں کے سامنے پھرتی رہیں ایسی صورت اختیار کرنا ضروری ہے کہ چہرے پر کپڑا بھی نہ لگے اور نامحرموں سے پردہ بھی ہو جائے جس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے سفر حج کا واقعہ بیان فرمایا جو ابھی مذکور ہوا۔ اس واقعہ سے مغرب زدہ لوگوں کی تردید بھی ہو جاتی ہے جو کہتے ہیں کہ چہرہ کھولنا نامحرموں کے سامنے جائز ہے اسی لئے نقاب والا برقعہ اپنی عورتوں کو نہیں اڑھاتے۔ اگر نامحرموں سے چہرہ چھپانا لازم نہ ہوتا تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور دیگر صحابی عورتیں حاجی لوگوں سے چہرہ چھپانے کا کیوں اہتمام کرتیں؟

آج کل حاجی لوگ آپس میں عرفاتی بھائی اور حاجی اور حجن عرفاتی بھائی بہن کہلانے لگتے ہیں اور پورے سفر حج میں حجنّیں نامحرم حاجیوں کے سامنے بلا تکلف بے پردہ آتی جاتی اور اٹھتی بیٹھتی ہیں یہ بالکل خلاف شرع ہے، بے پردگی سفر حج میں بھی ممنوع ہے اور اس کے بعد بھی ممنوع ہے نامحرم بہر حال ہے چاہے صوفی جی ہو چاہے پیر جی، نمازی جی ہو چاہے حاجی جی۔

عورت کو بغیر محرم حج کے لئے جانا گناہ ہے

(۷۶) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَءَۃٍ وَلَا تُسَافِرَنَّ امْرَءَۃٌ اِلَّا وَمَعَھَا مَحْرَمٌ فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اکْتُتِبْتُ فِیْ غَزْوَۃِ کَذَا وَکَذَا وَخَرَجَتِ امْرَءَتِیْ حَاجَّۃً قَالَ اذْھَبْ فَاحْجُجْ مَعَ امْرَءَتِکَ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز کوئی مرد کسی (اجنبی) عورت کے پاس تنہائی میں نہ رہے اور ہرگز کوئی عورت سفر نہ کرے مگر یہ کہ اس کے ساتھ محرم ہو۔ یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میرا نام فلاں فلاں جہاد میں لکھا گیا ہے اور میری بیوی حج کے لئے نکل چکی ہے (چونکہ یہ جہاد فرض عین نہیں تھا اس لئے) آپؐ نے فرمایا کہ جاؤ اپنی بیوی کے ساتھ حج کرو۔ (مشکوٰۃ شریف بحوالہ بخاری ومسلم)

تشریح:- عورت کمزور بھی ہے اور فتنہ کا سبب بھی، اس لئے شریعت مطہرہ نے یہ قانون رکھا ہے کہ سفر دینی ہو یا دنیاوی دور کے سفر پر عورت بغیر شوہر یا بغیر محرم کے نہ جائے۔

محرم کسے کہتے ہیں:- محرم اسے کہتے ہیں جس سے عمر بھر کبھی بھی کسی حال میں نکاح درست نہ ہو، جیسے

Marfat.com

باپ، بھائی، بیٹا، چچا، ماموں وغیرہ اور جس سے کبھی بھی نکاح درست ہو جیسے جیٹھ، دیور یا ماموں پھوپھی کا لڑکا یا خالہ کا بیٹا اور بہنوئی یہ لوگ محرم نہیں ہیں ان کے ساتھ سفر حج یا کوئی دوسرا سفر جائز نہیں ہے۔ جب ان لوگوں کے ساتھ سفر جائز نہیں تو جو لوگ بالکل رشتہ دار نہیں ان کے ہمراہ سفر کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

بہت سی عورتیں محض شوق اور ذوق کو دیکھتی ہیں، شریعت کے قانون کو نہیں دیکھتیں اور غیر محرم کے ساتھ حج کے لئے چل دیتی ہیں یہ سراسر حرام ہے۔ بھلا جس حج میں شروع سے آخر تک شریعت کی خلاف ورزی کی گئی ہو وہ کیسے مبرور اور مقبول ہو سکتا ہے؟ بغیر محرم کے ۴۸ میل کا سفر عورتوں کے لئے جائز نہیں اگرچہ وہ ہوائی جہاز یا ریل سے ہو۔ دور کے سفر سے اتنی مسافت مراد ہے۔

عورت کے سفر حج کے متعلق چند مسائل:- جس عورت کے پاس اتنی مالیت ہو کہ جو مکہ معظمہ تک اپنے خرچہ سے آ جا سکتی ہو لیکن اس کے ساتھ جانے والا شوہر یا کوئی محرم نہ ہو تو اس پر حج کے لئے جانا فرض نہیں اگر محرم کے بغیر حج کو چل دے گی تو گنہگار ہو گی۔ جب محرم مل جائے یا شوہر کے ساتھ جانے کی صورت ہو جائے تب حج کے لئے روانہ ہو۔ محرم کا عاقل بالغ اور دیندار ہونا شرط ہے اگر فاسق ہو اور اس سے خطرہ ہو تو اس کے ساتھ نہ جائے۔

مسئلہ:- اگر محرم یا شوہر اپنے خرچ سے ساتھ جانے پر تیار نہ ہو تو اس کا خرچہ بھی عورت کے ذمہ ہے ہاں اگر وہ اپنا خرچہ خود برداشت کرے تو کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ:- بوڑھی عورت بھی بغیر محرم کے حج کو نہیں جا سکتی اور نہ کسی دوسرے سفر پر جو دور کا سفر ہو۔

مسئلہ:- اگر عورت پر حج فرض ہو گیا اور محرم بھی ساتھ جانے کو تیار ہے تو شوہر اس کو حج فرض سے نہیں روک سکتا ہاں اگر محرم ساتھ نہ ہو یا حج نفلی ہو تو شوہر کو روکنے کا حق ہے۔

مسئلہ:- عورت کو دوسری عورتوں کے ساتھ مل کر بھی بلا محرم یا بلا شوہر دور کے سفر پر جانا جائز نہیں ہے۔

مسئلہ:- اگر عورت کے پاس حج کا خرچہ ہے اور محرم یا شوہر بھی موجود ہے لیکن عدت میں ہے تو اس کو حج کے لئے جانا جائز نہیں ہے خواہ عدت فسخ نکاح کی ہو یا طلاق کی یا شوہر کی موت کی اگر عدت میں حج کو چلی جائے گی تو گنہگار ہو گی۔

مسئلہ:- اگر عورت کے پاس حج کا خرچہ ہے لیکن محرم یا شوہر نہیں ہے اور عمر بھر محرم نہ ملا تو مرنے سے پہلے وصیت کر جانا واجب ہے کہ میری طرف سے حج کرا دیا جائے اور یہ وصیت اس کے تہائی مال میں نافذ ہو گی۔

بچہ کو حج کرانے کا ثواب

(۷۷) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ اِنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَقِیَ رَكْبًا بِالرَّوْحَاءِ فَقَالَ مَنِ الْقَوْمُ قَالُوا الْمُسْلِمُوْنَ فَقَالُوْا مَنْ اَنْتَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَرَفَعَتْ اِلَیْهِ امْرَءَةٌ صَبِیًّا فَقَالَتْ اَلِهٰذَا حَجٌّ قَالَ نَعَمْ وَلَكِ اَجْرٌ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ سے مقام روحاء میں چند مسافروں کی ملاقات ہوئی۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا تم کون لوگ ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہم مسلمان ہیں

Marfat.com

پھر انہوں نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ آپ ﷺ کون ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں، اسی وقت ایک عورت نے اپنا بچہ اوپر اٹھایا (اور آپ ﷺ کو دکھا کر) کہنے لگی کیا اس کا حج ہوسکتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اس کا حج ہو جائے گا اور تجھ کو (بھی) ثواب ملے گا۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۲۱ بحوالہ مسلم)

تشریح:- اس حدیث سے صحابی عورتوں کے دینی شغف کا علم ہوا۔ حالتِ سفر میں جب ایک عورت کو پتہ چلا کہ رسول اکرم ﷺ تشریف لے جا رہے ہیں تو اس نے موقع غنیمت جانا اور فوراً یہ مسئلہ دریافت کر لیا کہ بچہ کا حج ہوسکتا ہے یا نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اس کا حج ہو جائے گا اور تم جو اس کا احرام بندھواؤ گی اور جو چیزیں احرام میں منع ہیں ان سے بچاؤ گی اور حج میں جہاں جہاں ٹھہرتے ہیں وہاں وہاں اس کو ہمراہ لے جا کر ٹھہراؤ گی اور دیگر احکام حج ادا کراؤ گی تو تم کو (بھی) ثواب ملے گا۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحتِ حج کے لئے بالغ ہونا شرط نہیں ہے نابالغ کا بھی حج ہو جاتا ہے لیکن یہ حج فرض حج کے قائم مقام نہ ہوگا اگر بالغ ہو کر یہ بچہ صاحب استطاعت ہوا تو دوبارہ حج کرنا فرض ہوگا۔

دوسرے کی طرف سے حج کرنا

(۷۸) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ اِنَّ امْرَأَةً مِنْ خَثْعَمَ قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فَرِيْضَةَ اللّٰهِ عَلٰى عِبَادِهٖ فِى الْحَجِّ اَدْرَكَتْ اَبِىْ شَيْخًا كَبِيْرًا لَا يَثْبُتُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفَاَحُجُّ عَنْهُ؟ قَالَ نَعَمْ وَذٰلِكَ فِىْ حَجَّةِ الْوِدَاعِ. (متفق علیہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع کے موقع پر قبیلہ بنی خثعم کی ایک عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ فریضہ حج کا وقت ایسے موقع پر آیا ہے کہ میرے والد خوب بوڑھے ہیں جو سواری پر جم کر نہیں بیٹھ سکتے، کیا میں ان کی جانب سے حج کر لوں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۲۲۱ بحوالہ بخاری و مسلم)

تشریح:- اس حدیث سے بھی زمانہ نبوت کی مستورات کے دینی شوق اور دینی معلومات حاصل کرنے کے سچے جذبے کا پتہ چلا۔ عہد نبوت کی خواتین عبادت کرنے میں اور مسائل دریافت کرنے میں بہت سے مردوں سے کم نہ تھیں۔ حضور اقدس ﷺ کو دیکھ کر بنی خثعم کی ایک عورت نے یہ معلوم کر لیا کہ میں اپنے والد کی طرف سے حج کر سکتی ہوں یا نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہاں کر سکتی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ حج بدل میں یہ کوئی فرض نہیں کہ مرد کی طرف سے مرد اور عورت کی طرف سے عورت ہی حج کرے بلکہ مرد کی طرف سے عورت بھی حج بدل کر سکتی ہے اور اس کا عکس بھی ہوسکتا ہے یعنی عورت کی طرف سے مرد بھی حج بدل کر سکتا ہے۔ جس شخص پر حج فرض ہوا اور وہ سخت مرض یا بہت زیادہ ضعف کی وجہ سے حج کرنے پر قادر نہ رہا تو اپنی طرف سے کسی کو بھیج کر حج ادا کرا دے۔ لیکن اگر کبھی تندرست ہو گیا اور خود حج کرنے کی طاقت آ گئی تو دوبارہ حج کرنا لازم ہوگا اور پہلی مرتبہ جو حج کرایا ہے اس کا بھی ثواب پائے گا اور اگر کسی شخص پر حج فرض نہیں تھا یا حج کر لیا ہے اور پھر کوئی شخص اس کی طرف سے بطور نفل حج کرنا چاہے تو اس میں یہ شرط نہیں ہے کہ

Marfat.com

جس کی طرف سے حج کیا جائے وہ خود جانے سے عاجز ہو۔

چند مسائل متعلقہ حج بدل:- جس پر حج فرض ہوا اور اس نے غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے حج نہیں کیا یہاں تک کہ موت آنے لگے تو اس پر لازم ہے کہ اپنی طرف سے حج کرانے کی وصیت کرے اور یہ وصیت اس کے تہائی مال میں نافذ ہوگی اور دو تہائی مال وارثوں کو ملے گا۔

مسئلہ:- اگر مرنے والے نے وصیت نہ کی حالانکہ اس پر حج فرض تھا تب بھی اس کا بیٹا بیٹی یا دوسرے وارث اپنی خوشی سے اپنے مال سے یا ترکہ کی رقم سے اس کی طرف سے حج کرلیں یا کسی کو کرادیں تب بھی اللہ پاک سے امید ہے کہ اس کا حج ادا ہو جائے گا البتہ جو وارث نابالغ ہوں یا جو غائب ہو یا جو خوش دلی سے اجازت نہ دیں ان کے حصہ میں جو ترکہ آتا ہو اس کو اس کام میں نہ لگائیں نابالغ اگر اجازت دے تب بھی اس کا مال حج بدل میں نہ لگائیں کیونکہ اس کی اجازت معتبر نہیں ہے۔

مسئلہ:- حج بدل نفلی حج سے افضل ہے۔

مسئلہ:- جس شخص نے پہلے حج نہ کیا ہو اس کو حج بدل کے لئے بھیجنا مکروہ ہے لیکن اگر کسی ایسے شخص کو حج بدل کے لئے بھیج دیا جس نے خود حج نہیں کیا تھا اور اس نے دوسرے کی طرف سے حج کرنے کی نیت کر کے حج کرلیا تو حج بدل ادا ہو جائے گا۔

رمضان میں عمرہ کرنا حج کرنے کے برابر ہے

(۷۹) عَنْ سُمَيٍّ مَوْلٰى اَبِىْ بَكْرٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَابَكْرِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ يَقُوْلُ جَاءَتِ امْرَأَةٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّىْ كُنْتُ تَجَهَّزْتُ لِلْحَجِّ فَاعْتَرَضَ لِىْ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اعْتَمِرِىْ فِىْ رَمَضَانَ فَاِنَّ عُمْرَةً فِيْهِ كَحَجَّةٍ. (رواہ مالک فی الموطا)

ترجمہ: حضرت ابوبکر بن عبدالرحمٰنؒ سے روایت ہے کہ ایک صحابی خاتونؓ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں نے حج کو جانے کی تیاری کی تھی پھر عذر پیش آ گیا جس کی وجہ سے نہ جا سکی (اب حج کا ثواب حاصل کرنے کے لئے کوئی راستہ بتایئے) آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ تم رمضان میں عمرہ کرلو کیونکہ رمضان میں عمرہ کرنے کا ثواب حج کرنے کے برابر ہے۔ (مؤطا امام مالک ص ۱۳۴ طبع دارالاشاعت کراچی)

تشریح:- عمرہ بھی مستقل عبادت ہے اور بہت بڑی سعادت ہے جس کو مقدور ہو اس کے لئے سنتِ مؤکدہ ہے۔ حج کی طرح یہ بھی مکہ ہی میں ادا ہوتا ہے اگر اپنے وطن سے عمرہ کے لئے جا رہے ہوں تو راستے میں جو احرام باندھنے کی جگہ آتی ہے (جسے میقات کہتے ہیں) وہاں سے احرام باندھ لیں اور اگر مکہ میں ہوتے ہوئے عمرہ کا ارادہ کریں تو عمرہ کا احرام باندھنے کے لئے حرم شریف سے باہر جانا پڑتا ہے۔ سب سے قریب جگہ جہاں حد حرم ختم ہوتی ہے تنعیم ہے جو مکہ مکرمہ سے تین میل ہے اکثر لوگ وہاں جاتے ہیں

Marfat.com

اور وہاں سے قاعدہ کے مطابق احرام باندھ کر مکہ معظمہ آ کر عمرہ کر لیتے ہیں۔ تنعیم میں مسجد بنی ہوئی ہے جسے مسجد عائشہؓ کہتے ہیں حضور اقدس ﷺ نے اپنی اہلیہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو ان کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکرؓ کے ساتھ مکہ مکرمہ سے یہاں بھیجا تھا وہ اپنے بھائی کے ساتھ جا کر تنعیم سے احرام باندھ کر آئیں اور مکہ مکرمہ میں آ کر عمرہ ادا کیا۔

عمرہ کا احرام باندھ کر جب مکہ مکرمہ پہنچے تو کعبہ شریف کا طواف کرے پھر دو رکعت واجب طواف پڑھے اور صفا مروہ کی سعی کرے اس کے بعد بقدر ایک پورہ بال کٹا کر احرام سے نکل جائے، کم از کم چوتھائی سر کے بال کٹ جائیں، بس عمرہ کی حقیقت اسی قدر ہے اس کے علاوہ عمرہ کے بیان میں جو باتیں کتابوں میں لکھی ہیں سنت یا مستحب ہیں ان کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔

عمرہ کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے سال بھر میں جب چاہے عمرہ کرے، البتہ پانچ دن ایسے ہیں جن میں عمرہ کا احرام باندھنا ممنوع ہے۔ وہ پانچ دن یہ ہیں بقرعید کی نویں تاریخ اور اس کے بعد دسویں، گیارہویں، بارہویں، تیرہویں تاریخ۔

رمضان المبارک میں عمرہ کرنے کا بہت بڑا ثواب ہے حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ رمضان المبارک میں عمرہ کرنا حج کرنے کے برابر ہے اور بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا رمضان کا عمرہ میرے ساتھ حج کرنے کے برابر ہے۔ (کمافی الترغیب)

جن حضرات کو موقع مل جائے اس خیر و برکت کو ہاتھ سے نہ جانے دیں خصوصاً جبکہ مکہ میں یا سعودی عرب کے کسی بھی شہر یا بستی میں مقیم ہوں تو اس سعادت سے ضرور مالا مال ہوں اور بار بار عمرہ کریں۔ یاد رہے کہ رمضان کے عمرہ سے حج کا ثواب مل جائے گا لیکن اس کی وجہ سے فرض حج ساقط نہ ہوگا۔ اس کی ادائیگی بہر حال فرض رہے گی جب تک ادا نہ کرے، خوب سمجھ لو۔

حیض اور نفاس والی عورت احرام کے وقت کیا کرے

(۸۰) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَثَ بِالْمَدِيْنَةِ تِسْعَ سِنِيْنَ لَمْ يَحُجَّ ثُمَّ اَذَّنَ فِي النَّاسِ بِالْحَجِّ فِي الْعَاشِرَةِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجٌّ فَقَدِمَ الْمَدِيْنَةَ بَشَرٌ كَثِيْرٌ فَخَرَجْنَا مَعَهٗ حَتّٰى اِذَا اَتَيْنَا ذَاالْحُلَيْفَةِ فَوَلَدَتْ اَسْمَآءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ مُحَمَّدَ بْنَ اَبِيْ بَكْرٍ فَاَرْسَلَتْ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ اَصْنَعُ قَالَ اِغْتَسِلِيْ وَاسْتَثْفِرِيْ بِثَوْبٍ وَاَحْرِمِيْ. (الحدیث، اخرجہ مسلم فی قصۃ حجۃ الوداع)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہجرت (کے بعد) رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں نو سال قیام فرما رہے (اور اس عرصہ میں کسی سال بھی) حج نہیں کیا پھر دسویں سال آپ ﷺ نے لوگوں میں حج کا اعلان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس سال حج فرمانے والے ہیں۔ اعلان سن کر کثیر تعداد میں

Marfat.com

لوگ مدینہ منورہ حاضر ہوگئے (تاکہ آپ کے ساتھ حج کے لئے روانہ ہوں) چنانچہ ہم لوگ آپ کے ساتھ (حج کے ارادہ سے) روانہ ہوئے جب مقام ذوالحلیفہ پر پہنچے (جو اہل مدینہ کی میقات ہے) تو وہاں اسماء بنت عمیس کے بطن سے محمد بن ابی بکر پیدا ہوگئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سوال بھیجا کہ میں اب کیا کروں؟ آپ نے فرمایا تم غسل کرلو اور کسی کپڑے سے لنگوٹ کس لو اور احرام باندھ لو۔ (مشکوۃ المصابیح باب قصہ حجۃ الوداع ص ۲۲۴ از صحیح مسلم)

تشریح:- مدینہ منورہ کو ہجرت کرنے کے بعد ۸ھ میں مکہ معظمہ فتح ہوا اور ۹ھ میں حضور اقدس ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو امیر حج بنا کر بھیجا اور ان کی امارت میں اس سال حج ادا کیا گیا اس کے بعد ۱۰ھ میں حضور اقدس ﷺ نے خود حج کا ارادہ فرمایا اور حج کے لئے روانہ ہونے کی اطلاع عام مسلمانوں کو دے دی۔ اطلاع پاتے ہی آپ کی ہمراہی کے لئے عطاری اور کثیر تعداد میں مدینہ منورہ میں آدمی جمع ہوگئے پھر سب نے مل کر آپ کے ساتھ مکہ معظمہ کا سفر شروع کیا۔ جب کوئی مکہ معظمہ میں داخل ہو تو اس کو میقات سے احرام باندھنا چاہئے حضور ﷺ نے پانچ میقاتیں بتائی ہیں۔ مدینہ منورہ کے رہنے والوں کی میقات ذوالحلیفہ ہے یہ مدینہ منورہ سے تقریباً چھ میل ہے آج کل اس کو بیر علی کہتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ اپنی ازواجِ مطہرات اور دیگر صحابہ کے ساتھ جن میں مرد و عورت سب ہی تھے، ذوالحلیفہ پہنچے یہاں ایک رات قیام فرمایا پھر یہاں سے احرام باندھ کر مکہ معظمہ کے لئے روانہ ہوئے۔

جب ذوالحلیفہ میں قیام فرما تھے تو حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے لڑکا تولد ہوگیا۔ حضرت اسماء حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اس موقع پر جو لڑکا پیدا ہوا اس کا نام محمد رکھا گیا اور یہ بچہ تاریخ میں محمد بن ابی بکر کے نام سے مشہور ہوا۔

ولادت کے بعد خون جاری ہو جاتا ہے جس کو نفاس کہتے ہیں اور اس کے احکام بھی وہی ہیں جو حیض (عورتوں کی ہر مہینہ والی مجبوری) کے احکام ہیں۔ جب حیض و نفاس کا زمانہ ہو تو کئی عبادتیں منع ہو جاتی ہیں چونکہ یہ ایک اہم عبادت کا سفر تھا اور مکہ معظمہ پہنچ کر حج کرنا تھا اور اس سے پہلے اس طرح کا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا تھا اس لئے مسئلہ جاننے کی ضرورت تھی کہ اس حالت میں حج کا احرام باندھیں یا نہ باندھیں اور پھر احرام باندھنے کے بعد حج کیسے کریں لہٰذا ضروری ہوا کہ حضور اقدس ﷺ سے اس بارے میں دریافت کیا جائے اور مسئلہ معلوم ہو جائے کہ جو عورت اس حال میں ہو وہ احرام کے موقع پر کیا کرے۔ جب آپ سے مسئلہ معلوم کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ غسل کرلو اور لنگوٹہ کس لو اور احرام باندھ لو، چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور احرام باندھ کر حج کے ارکان و افعال ادا کئے۔

اس سے معلوم ہوا کہ چاہے حالتِ نفاس ہو یا حالتِ حیض ہو، یہ دونوں حالتیں احرام سے روکنے والی نہیں ہیں غسل کر کے اور لنگوٹا کس کے حج یا عمرہ کی نیت کر کے لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ الخ آخر تک پڑھ لے ایسا کرنے سے عورت احرام میں داخل ہو جائے گی البتہ احرام کی رکعتیں نہ پڑھے کیونکہ ہر نماز کے لئے پاک ہونا شرط ہے احرام کے موقع پر جو غسل کیا جاتا ہے یہ غسل نظافت ہے یعنی اس سے صفائی ستھرائی مقصود

Marfat.com

ہوتی ہے حیض یا نفاس کے دنوں میں کوئی عورت اگر غسل کرے تو اس سے پاک نہ ہوگی لیکن صفائی ستھرائی ہو جائے گی اس لئے حضرت اسماءؓ کو آپ نے غسل کرنے کا حکم فرمایا اور جاننا چاہئے کہ احرام کے موقع پر غسل کرنا فرض وواجب نہیں البتہ مسنون ہے ثواب کی چیز ہے اگر کوئی مرد وعورت بلا عذر بھی بغیر غسل کے احرام باندھ لے تو تب بھی اس کا احرام صحیح ہو جائے گا۔

حج میں صرف ایک ایسی چیز ہے جو حیض ونفاس کی حالت میں نہیں ہو سکتی باقی دوسرے احکام جو عرفات، مزدلفہ، منیٰ میں ادا کئے جاتے ہیں اُن کے لئے پاک ہونا شرط نہیں ہے اور وہ حالت حیض ونفاس میں اور جنابت (غسل فرض ہونے کی حالت میں) اور بے وضو ادا ہو سکتے ہیں جب کوئی عورت حج کا احرام حیض ونفاس کے دنوں میں باندھ لے تو مکہ معظمہ پہنچنے کے بعد پاک ہونے تک طوافِ قدوم نہ کرے جو مسنون ہے جب پاک ہو جائے تو طواف کر لے یہ طواف منیٰ عرفات جانے سے پہلے ہوتا ہے اور عرفات، مزدلفہ، منیٰ کے سب احکام ادا کرے۔ بارھویں تاریخ کا سورج چھپنے سے پہلے پہلے پاک ہو جائے تو غسل کر کے طوافِ زیارت کرے، طوافِ زیارت فرض ہے اور جو بارھویں تاریخ کے اندر اندر ہو جانا واجب ہے۔ یہ طواف دس گیارہ بارہ تینوں تاریخوں میں سے کسی دن کر لینا لازم ہے لیکن اگر کوئی عورت ان تینوں دنوں میں بھی حیض یا نفاس سے پاک نہ ہو تو مکہ معظمہ میں مقیم رہے اور پاک ہونے کے بعد طوافِ زیارت کرے اس کے بعد طوافِ وداع کر کے وطن کے لئے روانہ ہو کیونکہ یہ تاخیر شرعی مجبوری کی وجہ سے ہوگی اس لئے طوافِ زیارت کو بارھویں تاریخ سے لیٹ کرنے کی وجہ سے کوئی دم وغیرہ واجب نہ ہوگا۔

اگر کسی عورت نے حج کا سفر شروع کر دیا اور احرام باندھنے سے پہلے ماہواری کے دن شروع ہو گئے تو میقات پر پہنچ کر احرام باندھ لے پھر مکہ معظمہ پہنچ کر پاک ہونے کا انتظار کرے جب پاک ہو جائے تو غسل کر کے طوافِ قدوم کرے اسی طرح اگر احرام باندھنے کے بعد ایام شروع ہو جائیں تو کوئی حرج کی بات نہیں بس مکہ معظمہ پہنچ کر پاک ہونے کا انتظار کرنا ہوگا پاک ہو کر طواف کرے۔ حج کی تاریخ چونکہ مقرر ہے اس لئے اگر پاک نہ ہو تب بھی طوافِ قدوم کو چھوڑ کر ۸ر ذی الحجہ کو منیٰ کے لئے اور وہاں سے عرفات کے لئے روانہ ہو جانا درست ہے اور عمرہ کی چونکہ کوئی تاریخ مقرر نہیں ہے جتنے بھی دن گزر جائیں وہ قضا یا فوت نہ ہوگا اس لئے ایام ماہواری شروع ہونے کی صورت میں پاک ہونے کا انتظار کرے جب بھی پاک ہو جائے غسل کر کے عمرہ کا طواف اور صفا مروہ کی سعی کرے۔

عورتوں کو اپنا حال معلوم ہوتا ہے اور اندازہ رہتا ہے کہ ماہواری کے ایام کب شروع ہو جائیں گے سیٹ پہلے سے سوچ سمجھ کر تجویز کریں، بہت سی عورتیں واپسی پر طوافِ زیارت کے دنوں میں حیض میں مبتلا ہو جاتی ہیں اور سیٹ پہلے سے اوکے ہوئی ہوتی ہے لہٰذا طوافِ زیارت کو چھوڑ کر وطن کو واپس چلی جاتی ہیں۔ طوافِ زیارت حج میں فرض ہے اس کا چھوڑنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص ظہر کی چار رکعت کی بجائے تین رکعت پڑھ لے اور چونکہ زندگی پتہ نہیں ہے کہ پھر واپس آ کر طوافِ زیارت کر سکیں گے یا نہیں اس کا کوئی یقین نہیں کیا جا سکتا لہٰذا عرفات اور منیٰ، مزدلفہ اور منیٰ کے کاموں سے فارغ ہو کر مکہ معظمہ میں قیام کر کے پاک رہنے کا انتظار کرے اور پاک ہو کر طوافِ زیارت اور طوافِ وداع کر کے جائے اور ایک یہ بات سمجھ لینا ضروری

Marfat.com

ہے کہ جب تک طوافِ زیارت نہ ہو جائے میاں بیوی والا خاص کام حلال نہیں ہوتا اگر طوافِ زیارت چھوڑ کر چلے گئے تو جذبات کی رو میں آ کر اندیشہ ہے کہ میاں بیوی والا کام کر گزریں، اگر خدانخواستہ ایسا ہو جائے تو اس کی تلافی کیسے کرنا ہے اس کو علماء سے پوچھ لیں۔

حیض کی وجہ سے طوافِ وداع چھوڑ دینا

(۸۱) وَعَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهَا قَالَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ صَفِيَّةَ بِنْتِ حُيَيٍّ قَدْ حَاضَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّهَا تَحْبِسُنَا اَلَمْ تَكُنْ طَافَتْ مَعَكُنَّ فَقَالُوْا بَلٰى قَالَ فَاخْرُجِيْ. (رواہ بخاری)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ انہوں نے (احکام حج سے فارغ ہو کر مدینہ منورہ کو واپس ہونے کے موقع پر) عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ صفیہ کو ایام ماہواری شروع ہو گئے، آپ ﷺ نے فرمایا شاید کہ وہ ہم کو سفر سے روکے گی پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا اس نے تمہارے ساتھ طواف (زیارت) نہیں کیا؟ عرض کیا ہاں طوافِ زیارت تو کر چکی ہے! فرمایا پس تو (اس سے) کہو (مدینہ منورہ کے لئے) روانہ ہو جائے۔ (صحیح بخاری ص ۲۴۷ ج ۱)

تشریح:- حج میں تین طواف ہیں (۱) طوافِ قدوم (جو سنت ہے اور مکہ معظمہ پہنچ کر منیٰ و عرفات کی روانگی سے پہلے کیا جاتا ہے) (۲) طوافِ زیارت جس کو طوافِ رکن بھی کہتے ہیں یہ عرفات میں عصر کے بعد ذی الحجہ کی دس گیارہ بارہ تاریخوں میں سے کسی بھی تاریخ میں کر لیا جاتا ہے، یہ طواف فرض ہے۔ (۳) طوافِ وداع (یعنی رخصت ہونے کا طواف) حج کے احکام سے فارغ ہونے کے بعد جب وطن کے لئے روانہ ہونے لگے اس وقت طوافِ وداع کیا جاتا ہے اور یہ طواف واجب ہے اگر اس طواف کو چھوڑ کر کوئی حج کرنے والا مرد یا عورت وطن چلا جائے تو ایک دم واجب ہوتا ہے یعنی حدودِ حرم میں ایک بکری ایک سال کی عمر والی ذبح کرانا لازم ہوتا ہے ہاں اگر کوئی شخص وطن سے واپس آ کر طواف کرے تو یہ دم ساقط ہو جاتا ہے لیکن اگر طوافِ زیارت کے بعد ہی کسی عورت کو حیض آ گیا اور اس وقت پاک ہونے سے پہلے کسی تقاضے کی وجہ سے طوافِ وداع چھوڑ کر وطن کے لئے روانہ ہو گئی اور حدودِ مکہ سے نکل کر پاک ہوئی، چلی جائے تو اس پر ترکِ طواف سے کوئی دم واجب نہیں ہوگا اور نہ کوئی گناہ ہوگا۔

فائدہ:- اگر طوافِ زیارت کے بعد کسی عورت نے کوئی نفل طواف کر لیا تو وہ طوافِ وداع کے قائم مقام ہو جائے گا، اسی طرح اگر طوافِ زیارت کے بعد طوافِ وداع کی نیت سے کوئی طواف کر لیا تب بھی وداع ادا ہو گیا۔ اگر اس کے بعد مکہ معظمہ میں رہی اور حیض آ گیا جس کی وجہ سے روانگی کے وقت طواف نہ کر سکی تو یوں نہ سمجھا جائے گا کہ طوافِ وداع چھوٹ گیا کیونکہ طوافِ وداع کی ادائیگی کے لئے یہ شرط نہیں ہے کہ عین روانگی کے وقت ہو خوب سمجھ لیں۔

☆☆☆☆

Marfat.com

کتاب فضائل القرآن وذکر اللّٰہ عزّ وَجَلّ

قرآن مجید کے فضائل

قرآن پڑھنا پڑھانا اور تلاوت میں مشغول رہنا

(۸۲) وَعَنْ عُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَیْرُکُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۸۳ ج ۱ بحوالہ بخاری)

(۸۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَشْرَافُ اُمَّتِیْ حَمَلَۃُ الْقُرْاٰنِ وَاَصْحَابُ اللَّیْلِ. (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری اُمت کے شریف لوگ وہ ہیں جو قرآن کے حاملین ہیں اور رات کو بیدار رہنے والے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۱۰، ج ۱، از بیہقی فی شعب الایمان)

تشریح:- ان دونوں حدیثوں میں قرآن کریم کے پڑھنے پڑھانے اور اس کی تعلیم وترویج میں لگنے کی فضیلت بیان فرمائی ہے دنیا میں کروڑوں آدمی بستے ہیں چھوٹا بڑا اور اچھا برا اور شریف وغیر شریف ہونے کے بہت سے معیار ہیں اس بارے میں لوگوں کی مختلف رائیں ہیں، کوئی شخص دولتمند کو بڑا آدمی سمجھتا ہے، کوئی صدر اور وزیر اعظم کو شریف جانتا ہے، کوئی اچھے بنگلہ میں رہنے والے کو اچھا جانتا ہے، کوئی بڑی فرم اور موٹر کار وغیرہ کا مالک ہونے کو بڑائی کا معیار یقین کرتا ہے خدائے تعالیٰ کے سچے رسول ﷺ نے ان مذکورہ خیالات کو غلط قرار دیا اور شرافت کا معیار قرآن مجید میں مشغول ہونا بتایا اور جو اس کی تعلیم میں لگے اس کے بارے میں فرمایا کہ وہ سب سے بہتر آدمی ہے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہین کہ جس شخص کو قرآن میرے ذکر سے اور مجھ سے سوال کرنے سے مشغول کرے (کہ اس کو قرآن شریف پڑھنے کی وجہ سے دوسرے کسی ذکر اور دُعا کی فرصت نہ ملے) میں اس کو سوال کرنے والوں سے افضل (نعمتیں) دوں گا اور کلام اللہ کی فضیلت (دوسرے) سارے کلاموں پر ایسی ہے جیسی اللہ کی فضیلت مخلوق پر ہے۔ (ترمذی وغیرہ)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ کی کتاب سے ایک حرف پڑھے تو اس کے لئے اس حرف کے بدلے ایک نیکی ملے گی اور ہر نیکی دس نیکیوں (کے) برابر (لکھی جاتی) ہے (پھر فرمایا) میں نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے (ترمذی) پس اگر کسی نے لفظ اَلْحَمْدُ کہا تو اس کے

Marfat.com

کہنے سے پچاس نیکیاں مل جائیں گی کیونکہ اس میں پانچ حرف ہیں۔

قرآن مجید اللہ کی کتاب ہے۔اس میں احکام ہیں، معارف وحقائق ہیں، اخلاق وآداب ہیں، اس نے دنیا وآخرت کی کامیابی کے اعمال بتائے ہیں، یہ انقلاب عالم کے اسباب اور اقوام کے زیروزبر ہونے کے رموز کی طرف رہبری کرتا ہے، اس کی برکتیں بے انتہا ہیں، خدائے پاک کی رحمتوں کا سرچشمہ ہے، نعمت و دولت کا خزانہ ہے، اس کی تعلیمات پر عمل کرنا دنیا وآخرت کی سربلندی اور سرفرازی کا ذریعہ ہے، اس کے الفاظ بھی بہت مبارک ہیں، یہ سب سے بڑے بادشاہ کا کلام ہے، خالق ومالک کا پیام ہے جو اس نے اپنے بندوں اور بندیوں کے لئے بھیجا ہے، اس کے الفاظ بہت بابرکت ہیں، اس کی تلاوت کرنے والا آخرت کے بے انتہا اجور وثمرات کا مستحق تو ہوتا ہی ہے دنیاوی زندگی میں بھی رحمت وبرکت اور عزت ونصرت اس سے ہمکنار ہوتی ہے اور یہ شخص سکونِ قلب اور خوشحالی کی زندگی گزارتا ہے۔کلام اللہ کی عجیب شان ہے اس کے پڑھنے سے کبھی سیری نہیں ہوتی اور برسوں پڑھتے رہو کبھی پرانا معلوم نہیں ہوتا یعنی تلاوت کرنے والے کی طبیعت کا لگاؤ اس بنیاد پر ختم نہیں ہوتا کہ بار بار ایک ہی چیز کو پڑھ رہا ہے بلکہ بات یہ ہے کہ جتنی بار پڑھتے ہیں نئی چیز معلوم ہوتی ہے۔**فسبحانه ما اعظم کلامه**

قرآن مجید کی تلاوت اور اللہ کا ذکر زبان پر جاری رکھنے سے بہت منافع حاصل ہوتے ہیں۔ایک مرتبہ سرورعالم ﷺ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو چند وصیتیں فرمائیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ **عَلَیْکَ الْقُرْاٰنَ وَذِکْرَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَاِنَّهٗ ذِکْرٌ لَّکَ فِی السَّمَآءِ وَنُوْرٌ لَّکَ فِی الْاَرْضِ** یعنی تم تلاوتِ قرآن اور ذکر اللہ کو اپنے اوپر لازم کرلو کیونکہ اس سے آسمان میں تمہارا تذکرہ ہوگا اور زمین میں تمہارے لئے نور ہوگا۔(مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۱۵، ج ۲)

آخری منزل پر:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز قرآن والے سے کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور (جنت کے درجات) میں چڑھتا جا کیونکہ تیری منزل اس آیت کے پاس ہے جس کو تو سب سے آخر میں پڑھے (مشکوٰۃ) یعنی چڑھتے چڑھتے جہاں تیری قرأت ختم ہوگی وہیں تیری منزل ہے لہٰذا جس کو جتنا قرآن شریف یاد ہوگا اتنا ہی اس کو بلند درجہ ملے گا۔

ویران گھر:- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے دل میں قرآن کا کچھ حصہ (بھی) نہیں وہ ویران گھر کی طرح سے ہے۔(ترمذی)

ف : معلوم ہوا کہ دل ایک عمارت ہے جس کی آبادی قرآن شریف سے ہے۔

قابل رشک:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رشک صرف دو آدمیوں پر ہے ایک وہ جس کو خدا نے قرآن دیا سو وہ اس میں رات دن لگا رہتا ہے، نمازوں میں پڑھتا ہے، تلاوت کرتا ہے، اس پر عمل کرتا ہے دوسرے وہ جس کو خدا نے مال دیا سو وہ اس میں سے رات دن رضائے مولا میں خرچ کرتا رہتا ہے۔(بخاری)

Marfat.com

عورتوں کو سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں یاد کرانے کا حکم

(۸۴) وَعَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ خَتَمَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ بِاٰيَتَيْنِ اُعْطِيْتُهُمَا مِنْ كَنْزِهِ الَّذِيْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَعَلَّمُوْهُنَّ وَعَلِّمُوْهُنَّ نِسَآئَكُمْ فَاِنَّهَا صَلٰوةٌ وَقُرْبَانٌ وَدُعَآءٌ. (رواہ الدارمی مرسلا)

ترجمہ: حضرت جبیر بن نفیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسی دو آیتوں پر سورۂ بقرہ ختم فرمائی ہے جو اللہ نے مجھے اپنے اس خزانہ سے دی ہیں جو اس کے عرش کے نیچے ہے لہٰذا تم ان آیتوں کو سیکھو اور اپنی عورتوں کو سکھلاؤ (تاکہ وہ بھی تلاوت کریں اور ان کے سیکھنے سکھانے کی ضرورت اس لئے ہے) کہ یہ (ذریعۂ) رحمت ہیں اور (اللہ کی) نزدیکی حاصل ہونے کا سبب ہیں اور سراپا دعا ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۸۹ بحوالہ دارمی)

تشریح:- اس حدیث میں سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کی فضیلت بیان فرمائی اور حکم دیا ہے کہ ان کو سیکھیں اور عورتوں کو بھی سکھائیں تاکہ سبھی ان کی برکتوں سے مالا مال ہوں۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں (امن الرسول سے لے کر سورۃ کے ختم تک) اللہ نے مجھے اپنے اس خزانہ سے دی ہیں جو اس کے عرش کے نیچے ہے اور یہ بھی فرمایا کہ یہ دونوں آیتیں ذریعۂ رحمت اور اللہ کی نزدیکی حاصل ہونے کا سبب ہیں اور سراپا دعا ہیں۔ ان آیتوں کو یاد کریں بار بار پڑھیں اور خصوصیت کے ساتھ سوتے وقت ضرور پڑھا کریں۔ ان کی مزید فضیلت ابھی ابھی ان اوراق میں انشاء اللہ آیت الکرسی کی فضیلت کے بعد بیان ہوگی۔ عورتوں کو ذکر و تلاوت میں مردوں سے پیچھے نہیں رہنا چاہئے آخرت کی دوڑ دھوپ میں سب یکساں ہیں جو جتنا کرے گا اس کا اجر پالے گا، مرد ہو یا عورت ہو آخرت بے انتہا ہے، وہاں کی نعمتیں بھی بے انتہا ہیں، عمریں بھی بے انتہا ہوں گی، نعمتوں کی نوازش ہوگی جو مرد و عورت جس قدر اعمال صالحہ کی پونجی ساتھ لے جائے گا وہاں ثواب پائے گا۔

سورۂ بقرہ اور آل عمران کی فضیلت:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ (یعنی گھروں میں ذکر و تلاوت کا چرچا رکھو اور ذکر و تلاوت سے خالی رکھ کر گھروں کو قبرستان نہ بنا دو کہ جیسے وہاں ذکر و تلاوت کی فضا نہیں ایسے ہی تمہارے گھر بھی اس سے خالی ہو جائیں اور زندہ لوگ مردوں کے مشابہ بن جائیں) پھر فرمایا کہ بے شک شیطان اس گھر سے بھاگتا ہے جس میں سورۂ بقرہ پڑھی جاتی ہے۔ (مسلم شریف)

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قرآن پڑھا کرو کیونکہ وہ قیامت کے دن اپنے لوگوں کے لئے (جو اُسے پڑھتے پڑھاتے ہیں اور اس کی تلاوت کا ذوق رکھتے ہیں) سفارشی بن کر آئے گا، پھر فرمایا کہ دو روشن سورتیں پڑھو (یعنی) سورۂ بقرہ اور آل عمران کیونکہ یہ دونوں قیامت کے دن دو سائبانوں کی طرح آئیں گی اور (اپنے لوگوں کو بخشوانے اور درجے بلند کرانے کے لئے خدائے پاک

Marfat.com

کے حضور میں) خوب زوردار سفارش کریں گی، پھر فرمایا کہ سورۂ بقرہ کو پڑھو کیونکہ اس کا حاصل کر لینا باعثِ برکت ہے اور اس کا چھوڑ دینا باعثِ حسرت ہے اور یہ باطل والوں کے بس کی نہیں۔ (مسلم شریف)

آیت الکرسی کی فضیلت:- آیت الکرسی بھی سورۂ بقرہ کی ایک آیت ہے جو تیسرے پارے کے پہلے صفحہ پر ہے اس کے پڑھنے کی بہت فضیلت آئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا کہ بتاؤ اللہ کی کتاب میں کونسی آیت سب سے زیادہ بڑی ہے۔ حضرت اُبی بن کعب نے عرض کیا اللہ و رسول ہی زیادہ جانتے ہیں، آپ ﷺ نے پھر یہی سوال کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ سب سے بڑی آیت یہ ہے اَللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (آخر تک) یہ سن کر ان کی تصدیق فرماتے ہوئے آنحضرت ﷺ نے ان کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا تم کو علم مبارک ہو۔ (مسلم شریف)

بعض احادیث میں آیت الکرسی کو تمام آیاتِ قرانیہ کی سردار فرمایا۔ (حصن حصین)

ایک حدیث میں ہے کہ جب تم رات کو سونے کے لئے اپنے بستر پر جاؤ تو آیت الکرسی اَللّٰہُ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ آخر تک پڑھ لو، اگر ایسا کر لو گے تو اللہ کی طرف سے تمہارے اوپر ایک نگران مقرر ہو جائے گا اور تمہارے قریب شیطان نہ آئے گا۔ (بخاری شریف)

فرض نماز کے بعد آیت الکرسی:- فرض نماز کے بعد بھی آیت الکرسی پڑھنی چاہئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص ہر (فرض) نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھ لے اس کو جنت میں جانے کے لئے موت ہی آڑ بنی ہوئی ہے اور جو شخص اس آیت کو اپنے بستر پر لیٹتے وقت پڑھ لے تو اللہ اس کے گھر میں اور پڑوسی کے گھر میں اور آس پاس کے گھروں میں امن رکھے گا۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

شیطان کے اثر، آسیب، بھوت پریت سے بچنے کے لئے آیت الکرسی کا پڑھنا مجرب ہے۔

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کی فضیلت:- سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں (اٰمن الرسول سے لے کر ختم سورۃ تک) ان کے پڑھنے کی بھی بہت فضیلت ہے۔ آخری آیت میں دعائیں ہیں جو بہت ضرورت کی دعائیں ہیں اور ان دعاؤں کی قبولیت کا وعدہ بھی ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے ایک دن فرمایا کہ اس وقت آسمانوں کا ایک دروازہ کھولا گیا ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں کھولا گیا تھا، اس دروازے سے ایک فرشتہ نازل ہوا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ایک فرشتہ نازل ہوا ہے جو آج سے پہلے زمین کی طرف کبھی نازل نہیں ہوا، اس فرشتہ نے آپ کو سلام کیا اور کہا آپ خوشخبری قبول فرمائیں ایسی دو چیزوں کی جو سراپا نور ہیں آپ سے پہلے کسی نبی کو نہیں دی گئیں:

(۱) فاتحۃ الکتاب (یعنی سورۂ الحمد شریف)

(۲) سورۂ بقرہ کی آخری آیات (ان دونوں میں دعائیں ہیں) اللہ کا یہ وعدہ ہے کہ ان میں سے دعا کا جو بھی حصہ آپ پڑھیں گے اس کے مطابق اللہ تعالیٰ آپ کو ضرور عطا فرمائیں گے۔ (مسلم شریف)

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات رات کو پڑھنا:- حضرت ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات رات کو پڑھ لیں تو یہ آیات اس کے لئے کافی ہوں گی (یعنی

Marfat.com

رات بھر یہ شخص جن وبشر کی شرارتوں سے محفوظ رہے گا، ہر ناگوار چیز سے اس کی حفاظت ہوگی) (بخاری ومسلم)

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے دو آیتیں نازل فرمائی ہیں جن پر سورۂ بقرہ ختم کی ہے جس کسی گھر میں تین رات پڑھی جائیں گی تو شیطان اس گھر کے قریب نہ آئے گا۔ (ترمذی ودارمی)

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ سورۂ بقرہ کے ختم پر جو آیتیں ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے خزانوں سے دی ہیں جو عرش کے نیچے ہیں (ان میں جو دعائیں ہیں ایسی جامع ہیں کہ) اُنہوں نے دنیا وآخرت کی کوئی بھلائی نہیں چھوڑی جس کا سوال ان میں نہ کیا ہو۔ (مشکوٰۃ شریف)

جمعہ کے دن سورۂ آلِ عمران کی تلاوت کرنا:- حضرت مکحول تابعی نے فرمایا کہ جو شخص سورۂ آل عمران جمعہ کے دن پڑھ لے اس کے لئے رات آنے تک فرشتے دعا کرتے رہیں گے۔ (مشکوٰۃ شریف)

ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھنے سے کبھی فاقہ نہ ہوگا

(۸۵) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْوَاقِعَةِ فِیْ کُلِّ لَیْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ اَبَدًا وَکَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ یَأْمُرُ بَنَاتِهٖ یَقْرَأْنَ بِهَا فِیْ کُلِّ لَیْلَةٍ. (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص روزانہ رات کو سورۂ واقعہ پڑھ لیا کرے اُسے کبھی فاقہ نہ ہوگا۔ (راوی حدیث حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد کا بیان ہے کہ) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنی لڑکیوں کو حکم دے کر روزانہ رات کو سورۂ واقعہ پڑھوایا کرتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۱۸۹ بحوالہ بیہقی فی شعب الایمان)

(۸۶) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمُوْا نِسَائَکُمْ سُوْرَةَ الْوَاقِعَةِ فَاِنَّهَا سُوْرَةُ الْغِنٰی. (کذا فی کنز العمال والجامع الصغیر للسیوطی عن مسند الفردوس للدیلمی)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم اپنی عورتوں کو سورۂ واقعہ سکھاؤ کیونکہ وہ غنا، یعنی مالداری (لانے والی) سورت ہے۔ (کنز العمال صفحہ ۱۴۵، جلد ۱)

تشریح:- حدیث نمبر ۸۵ میں فرمایا کہ جو شخص ہر رات سورۂ واقعہ پڑھ لیا کرے اسے کبھی فاقہ نہ ہوگا اور اس کے بعد والی حدیث میں فرمایا کہ سورۂ واقعہ عورتوں کو سکھاؤ کیونکہ یہ مالداری لانے والی سورۃ ہے۔ اسی لئے عبداللہ بن مسعودؓ روزانہ اپنی لڑکیوں کو اہتمام کے ساتھ سورۂ واقعہ پڑھوایا کرتے تھے۔

حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں ابن عساکرؒ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے مرضِ وفات میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ ان کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے اور دریافت فرمایا کہ "مَا تَشْتَکِیْ؟" (آپ کو کیا تکلیف ہے؟)

حضرت عبداللہؓ نے جواب دیا "ذُنُوْبِیْ!" (اپنے گناہوں کے وبال کی تکلیف ہے)

Marfat.com

حضرت عثمانؓ نے فرمایا "فَمَا تَشْتَهِیْ" (آپ کی خواہش کیا ہے؟)
حضرت عبداللہؓ نے فرمایا "رَحْمَةَ رَبِّیْ" (اپنے پروردگار کی رحمت چاہتا ہوں)
"آپ کے لئے کوئی طبیب بھیج دوں؟" حضرت عثمانؓ نے پوچھا۔
"طبیب ہی نے تو مجھے بیمار کیا ہے" حضرت عبداللہؓ نے جواب دیا۔
"تو پھر اخراجات کے لئے کچھ رقم بھجوادوں؟" حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔
"نہیں، مجھے اس کی ضرورت نہیں" حضرت عبداللہؓ نے جواب دیا۔
"یہ رقم آپ کے بعد آپ کی صاحبزادیوں کے کام آجائے گی" حضرت عثمانؓ نے فرمایا۔
"کیا آپ کو میری بیٹیوں پر فقر وفاقہ کا اندیشہ ہے؟ میں نے تو انہیں ہر رات سورۂ واقعہ کی تلاوت کی تاکید کر رکھی ہے کیونکہ میں آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ہر رات سورۂ واقعہ پڑھے اسے کبھی فاقہ کی مصیبت نہیں آئے گی"۔ (تفسیر ابن کثیر، ص ۲۸۱، ج ۴)

لوگ آج کل پیسہ کمانے اور مالدار بننے کے لئے بہت کچھ کوششیں کرتے ہیں لیکن اللہ کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے نسخے پر عمل کرنے کا ارادہ ہی نہیں کرتے۔ آج کل ہم ایسے دور سے گزر رہے ہیں کہ مردوں اور عورتوں کو چھوٹوں کو بڑوں کو، بچوں کو، بوڑھوں کو قرآن مجید کی تلاوت کرنے اور اللہ کا ذکر کرنے کی فرصت ہی نہیں ملتی صبح ہوتی ہے تو سب سے پہلے ریڈیو اور اخبارات میں مشغول ہو جاتے ہیں گھنٹے آدھ گھنٹے کے بعد ناشتہ کر کے بناؤ سنگھار کر کے بچے سکول کی راہ لیتے ہیں اور بڑے ملازمتوں کے لئے چل دیتے ہیں۔ عورتیں اور چھوٹے بچے ریڈیو سے گانا بجانا سنتے رہتے ہیں جب سکول والے بچے واپس آتے ہیں تو وہ بھی گانا سننے میں لگ جاتے ہیں، کہاں کا ذکر کہاں کی تلاوت سب حبِ دنیا میں مست رہتے ہیں بہت کم کسی گھر سے کلام اللہ پڑھنے کی آواز آتی ہے، ذکر اللہ اور تلاوتِ کلام اللہ کے لئے لوگوں کی طبیعتیں آمادہ ہی نہیں، محلے کے محلے غفلت کدے بنے ہوئے ہیں اِکا دُکا کسی گھر میں کوئی نمازی ہے۔ اس افسوسناک ماحول کی وجہ سے اللہ کی رحمتوں اور برکتوں سے محروم ہیں۔

ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے قرآن مجید پڑھے اور اپنے ہر بچے کو لڑکا ہو یا لڑکی قرآن شریف پڑھائے اور روزانہ صبح اٹھ کر نماز سے فارغ ہو کر گھر کا ہر فرد کچھ نہ کچھ تلاوت ضرور کرے تاکہ اس کی برکت سے ظاہر و باطن درست ہو اور دنیا و آخرت کی خیر نصیب ہو۔

اللہ کے ذکر اور تلاوت قرآن مجید کی برکتیں اور سعادتیں ایسی بے انتہا ہیں جن کا پتہ انہیں نیک بندوں کو ہے جو اپنی زندگی کا حصہ ان میں لگائے رہتے ہیں، سورۂ واقعہ اور سورۂ آل عمران اور سورۂ بقرہ کے فضائل ابھی ابھی گزر چکے ہیں ترغیب کے لئے ان کے علاوہ دیگر سورتوں کے خاص خاص فضائل اور خواص ذکر کئے جاتے ہیں تاکہ نفس کو تلاوت کے لئے آمادہ کرنا آسان ہو۔

سورۃ الفاتحہ:- سورۃ الفاتحہ قرآن مجید کی پہلی سورت ہے جو بہت بڑی فضیلت والی سورت ہے۔ ایک حدیث میں اس کو قرآن کی سب سے بڑی سورت فرمایا ہے (بخاری) لمبی سورتیں تو اور بھی ہیں مگر عظمت کے

Marfat.com

اعتبار سے یہ سب سے بڑی ہے اس کی بہت برکات ہیں، نماز کی ہر رکعت میں پڑھی جاتی ہے۔ ایک حدیث میں فرمایا کہ سورہ فاتحہ جیسی سورۃ نہ تو توریت میں نازل ہوئی نہ انجیل میں، نہ زبور میں نہ قرآن میں۔ (ترمذی)

سورۂ فاتحہ کا ورد رکھنا دنیا و آخرت کی بھلائیوں سے نوازے جانے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ سورۂ فاتحہ میں ہر مرض سے شفا ہے (دارمی) سورۂ فاتحہ کے دس نام ہیں جن میں سے ایک نام کافیہ اور دوسرا شافیہ ہے اس کو پڑھتی رہا کرو، بچوں کو سکھاؤ اور پڑھواور پڑھاؤ۔

سورۂ یٰسین شریف کی فضیلت

حضرت عطاء بن ابی رباح (تابعی) فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے دن کے اوّل حصہ میں سورۂ یٰسین شریف پڑھ لی اس کی حاجتیں پوری کر دی جائیں گی۔ (مشکوٰۃ شریف)

ایک اور حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے سورۂ یٰسین اللہ کی رضا کی نیت سے پڑھی اس کے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے لہٰذا تم اسے اپنے موتی کے پاس پڑھا کرو (مشکوٰۃ شریف) یعنی جس کی موت کا وقت قریب ہو اس کے پاس بیٹھ کر پڑھو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر چیز کا ایک دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورۂ یٰسین ہے، جس نے یٰسین (ایک مرتبہ) پڑھی اللہ اس کے پڑھنے کی وجہ سے اس کے لئے دس مرتبہ پورا قرآن شریف پڑھنے کا ثواب لکھ دے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

سورۂ کہف کی فضیلت:- سورۂ کہف پندرھویں پارے کے آدھے پر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سے شروع ہوتی ہے۔ اس سورۃ کے پڑھنے کی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھ لی اس کے لئے دونوں جمعوں کے درمیان نور روشن رہے گا (بیہقی فی الدعوات الکبیر) یعنی اس کا دل منور رہے گا یا یہ مطلب ہے کہ جمعہ کے دن ایک بار اس کے پڑھ لینے سے اس کی قبر میں بقدر ایک ہفتہ کے روشنی رہے گی۔ اگر کوئی ہر جمعہ کو پڑھ لیا کرے تو اسے موت کے بعد بھی نور ہی نور نصیب ہوگا (گو تمام اعمالِ صالحہ روشنی کا سبب ہیں)۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے سورۂ کہف کے اوّل کی تین آیات پڑھ لیں وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا (رواہ الترمذی وقال حسن صحیح)

سورۂ تبارک الّذی اور الٓمٓ سجدہ کی فضیلت:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قرآن شریف میں ایک سورت ہے جس میں تیس آیات ہیں، اس نے ایک شخص کی یہاں تک سفارش کی کہ وہ بخش دیا گیا، یہ سورت تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ ہے (جو انتیسویں پارہ کی پہلی سورت ہے) (ترمذی، نسائی)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ رات کو اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک کہ سورۂ الٓمٓ تَنْزِیْل اور سورہ تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ نہ پڑھ لیتے تھے۔ (ترمذی، دارمی)

Marfat.com

دو سورتیں عذابِ قبر سے بچانے والی:- سورۂ الٓمٓ تنزیل اکیسویں پارہ میں ہے جسے الٓمٓ سجدہ بھی کہتے ہیں یہ سورۂ لقمان اور سورۂ احزاب کے درمیان ہے، سورۂ تبارک الذی اور الٓمٓ سجدہ کو قبر کے عذاب سے بچانے میں خاص دخل ہے جیسا کہ چغلی اور پیشاب کی چھینٹوں سے احتیاط نہ کرنے کو قبر کا عذاب لانے میں زیادہ دخل ہے۔

حضرت خالد بن معدان (تابعی) نے فرمایا کہ مجھے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ ایک شخص سورۂ الٓمٓ سجدہ کو پڑھا کرتا تھا اس کے سوا (بطور ورد) کوئی دوسری سورت نہ پڑھتا تھا اور تھا بھی بہت گنہگار، جب قبر میں عذاب ہونے لگا تو اس سورت نے اس شخص پر اپنے پر پھیلا دیئے اور عرض کیا کہ اے رب اس کی مغفرت فرمادے کیونکہ یہ مجھے زیادہ پڑھا کرتا تھا، چنانچہ خداوند قدوس نے اس کی سفارش قبول فرمائی اور فرمایا کہ اس کے لئے ہر گناہ کے بدلے ایک ایک نیکی لکھ دو اور ایک ایک درجہ بلند کردو۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ یہ سورت اپنے پڑھنے والے کی جانب سے قبر میں جھگڑا کرے گی اور اللہ پاک سے عرض کرے گی کہ اے اللہ اگر میں تیری کتاب سے ہوں تو اس کے بارے میں میری سفارش قبول فرما اگر میں تیری کتاب سے نہیں ہوں تو مجھے اپنی کتاب سے مٹادے۔ یہ بھی فرمایا کہ یہ سورت پرندے کی طرح اپنے پر پھیلا دے گی اور سفارش کرے گی اور عذابِ قبر سے بچادے گی۔ جو جو کچھ فضیلت سورۂ الٓمٓ سجدہ کی بتائی یہ فضیلت اور خصوصیت سورۂ تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ کی بھی بتائی ہے۔ (مشکوٰۃ عن الدارمی)

ایک حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے ایک قبر پر خیمہ لگالیا انہیں پتہ نہ تھا کہ یہاں قبر ہے وہاں سے ان کو سورۂ تَبَارَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ پڑھنے کی آواز آئی، پڑھنے والے نے جو صاحبِ قبر تھا یہ سورۃ پڑھتے پڑھتے ختم کردی، حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ واقعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ھِیَ الْمَانِعَۃُ ھِیَ الْمُنْجِیَۃُ تُنْجِیْہِ مِنْ عَذَابِ اللّٰہِ یعنی یہ سورت عذاب کو روکنے والی ہے اللہ کے عذاب سے اسے نجات دلادے گی۔ (ترمذی)

سورۃ الحشر کی آخری تین آیتیں:- حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح کو تین مرتبہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھ کر سورۂ حشر کی آخری تین آیتیں پڑھ لیوے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ستر ہزار فرشتے مقرر فرمادیں گے جو اس دن شام تک اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہیں گے اور اگر اس دن میں مرجائے گا تو شہید ہونے کا درجہ پائے گا اور جس نے یہ عمل شام کو کرلیا تو اس کو بھی یہی نفع ہوگا (یعنی صبح ہونے تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعا کرتے رہیں گے اور اس رات میں مرجائے گا تو شہادت کا درجہ پائے گا) (ترمذی، دارمی)

سورۂ حشر اٹھائیسویں پارہ میں ہے اس کی آخری تین آیتیں ھُوَ اللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سے ختم سورۃ تک ہیں، تلاش کرکے نکال لو، سمجھ میں نہ آئے تو کسی حافظ سے پوچھ لو۔

سورۂ اذا زلزلت، قل یا ایھا الکفرون اور سورۂ اخلاص:- حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آنحضرت سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سورۃ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ نصف قرآن

Marfat.com

کے برابر ہے اور سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ تہائی قرآن کے برابر ہے اور سورۂ قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ (ترمذی)

سورۂ اخلاص کی مزید فضیلت: - حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ جس نے روزانہ دوسو مرتبہ سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد پڑھ لی اس کے پچاس سال کے گناہ (صغیرہ) اعمال نامہ سے مٹا دیئے جائیں گے، ہاں اگر اس کے اوپر کسی کا قرض ہو تو وہ معاف نہ ہوگا (ترمذی) نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص بستر پر سونے کا ارادہ کرے اور داہنی کروٹ پر لیٹ کر سو مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد پڑھے تو قیامت کے دن اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہوگا کہ اے میرے بندے تو اپنی دائیں جانب سے جنت میں داخل ہو جا۔ (ترمذی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک شخص کو سورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد پڑھتے ہوئے سن لیا، آپ ﷺ نے فرمایا (اس کے لئے) واجب ہوگئی۔ میں نے پوچھا کیا؟ فرمایا: جنت۔ (ترمذی ونسائی)

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اس سورت یعنی سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد سے محبت رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا اس کی محبت نے تجھے جنت میں داخل کر دیا (ترمذی) حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جس نے دس مرتبہ سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد پڑھ لی اس کے لئے جنت میں ایک محل بنا دیا جائے گا اور جس نے بیس مرتبہ پڑھ لی اس کے لئے جنت میں دو محل بنا دیئے جائیں گے اور جس نے تیس مرتبہ پڑھ لی اس کے لئے جنت میں تین محل بنا دیئے جائیں گے۔ یہ سن کر حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم اس صورت میں تو ہم اپنے بہت زیادہ محل بنالیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ بہت بڑا داتا ہے جتنا عمل کرلو گے اس کے پاس اس سے بہت زیادہ انعام ہے۔ (دارمی مرسلا)

سورۂ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ: - حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ نے صحابہؓ سے فرمایا کیا تم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ روزانہ ہزار آیات پڑھ لو۔ اُنہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کسے طاقت ہے کہ روزانہ ہزار آیات (پابندی سے بلاناغہ) پڑھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم سے یہ نہیں ہو سکتا کہ سورۂ اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ پڑھ لو۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ: - یہ سورتیں قرآن مجید کی آخری دو سورتیں ہیں ان کو معوذتین کہتے ہیں، ان کی بڑی فضیلت آئی ہے، تکلیف دینے والی چیزوں اور مخلوق کی شرارتوں سے محفوظ رہنے کے لئے ان کا پڑھنا بہت ہی زیادہ نافع اور مفید ہے۔ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرور عالم ﷺ کے ہمراہ سفر میں تھا کہ اچانک آندھی آگئی اور سخت اندھیرا ہو گیا حضور اقدس ﷺ سورۂ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور سورۂ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ کے ذریعے اس مصیبت سے اللہ کی پناہ مانگنے لگے یعنی ان کو پڑھنے لگے اور فرمایا کہ عقبہ ان سورتوں کے ذریعہ اللہ کی پناہ حاصل کرو کیونکہ ان جیسی اور کوئی چیز نہیں ہے جس کے ذریعہ کوئی پناہ لینے والا پناہ حاصل کرے۔ (رواہ ابوداؤد)

حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم ایسی رات میں جس میں بارش ہو رہی تھی اور

Marfat.com

سخت اندھیری بھی تھی حضور اقدس ﷺ کو تلاش کرنے کے لئے نکلے چنانچہ ہم نے آپ ﷺ کو پالیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہو، میں نے عرض کیا کیا کہوں، فرمایا جب صبح ہو اور شام ہو سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور سورہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور سورہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تین تین بار پڑھ لو۔ یہ عمل کرلو گے تو ہر ایسی چیز سے تمہاری حفاظت ہو جائے گی جس سے پناہ لی جاتی ہے (یعنی ہر موذی اور ہر شر اور ہر بلا سے محفوظ ہو جاؤ گے) (ترمذی)

بات یہ ہے کہ جب کوئی شخص سورہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ پڑھتا ہے تو ہر اس چیز کے شر سے اللہ کی پناہ لیتا ہے جو اللہ نے پیدا کی ہے اور رات کے شر سے بھی پناہ لیتا ہے اور گرہوں میں دم کرنے والی عورتوں کے شر سے بھی پناہ لیتا ہے جو جادو کرتی ہیں اور حسد کرنے والے کے شر سے بھی پناہ لیتا ہے اور سورہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھنے والا سینوں میں وسوسہ ڈالنے والے کے شر سے پناہ لیتا ہے۔ اتنی چیزوں کے شر سے بچنے کے لئے دعا کی جاتی ہے اسی لئے یہ دونوں سورتیں ہر طرح کے شر اور بلا اور مصیبت اور جادو ٹونہ ٹوٹکہ سے محفوظ رہنے کے لئے مفید ہیں اور مجرب ہیں ان کو اور سورہ اخلاص کو صبح شام تین تین بار پڑھے اور دیگر اوقات میں بھی ورد رکھے، کسی بچے کو تکلیف ہو، نظر لگ جائے تو ان دونوں کو پڑھ کر دم کرے یا ان کو لکھ کر گلے میں ڈال دے، بچوں کو یاد کرادیں، دُکھ تکلیف میں ان سے بھی پڑھوائیں۔

رات کو سوتے وقت کرنے کا ایک عمل:- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ روزانہ رات کو جب حضور اقدس ﷺ بستر پر تشریف لاتے تو سورہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اور سورہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور سورہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر ہاتھ کی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر ان میں اس طرح پھونک مارتے تھے کہ کچھ تھوک بھی پھونک کے ساتھ نکل جاتا تھا پھر دونوں ہتھیلیوں کو پورے بدن پر جہاں تک ممکن ہوتا تھا پھیر لیتے تھے۔ یہ ہاتھ پھیرنا سر اور چہرے سے اور سامنے کے حصہ سے شروع فرماتے تھے اور یہ عمل تین بار فرماتے تھے۔ (بخاری)

بیماری کا ایک عمل:- نیز حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا یہ بھی بیان فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو جب کوئی تکلیف ہوتی تھی تو اپنے جسم پر سورہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور سورہ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر دم کیا کرتے تھے (جس کا طریقہ ابھی اوپر گزرا ہے) پھر جس مرض میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی اس میں میں یہ کرتی تھی کہ دونوں سورتیں پڑھ کر آپ ﷺ کے ہاتھ پر دم کر دیتی تھی پھر آپ ﷺ کے ہاتھ کو آپ ﷺ کے جسم پر پھیر دیتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

دم صرف پھونکنے کو نہیں کہتے دم یہ ہے کہ پھونک کے ساتھ تھوک کا بھی کچھ حصہ نکل جائے۔

حفظ قرآن کی ضرورت اور اہمیت

قرآن مجید بہت بڑا معجزہ ہے اور کئی اعتبار سے معجزہ ہے اس کا ایک کھلا ہوا معجزہ جو ہر مسلم اور غیر مسلم کے اور ہر دوست و دشمن کے سامنے ہے یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے بچے اور جوان اور بڑی عمروں کے لوگ اس کو حفظ یاد کر لیتے ہیں۔ قرآن کا حفظ ہونا اچھا ذہن اور قوی دماغ ہونے پر موقوف نہیں، بڑے بڑے ذہین اور حافظے کی قوت رکھنے والے اپنی زبان میں لکھی ہوئی کتاب کے پچاس صفحے بھی یاد نہیں کر سکتے اور روزانہ تھوڑا سا وقت لگانے سے قرآن مجید کند ذہن والوں کو یاد ہو جاتا ہے جو اپنی زبان میں بھی نہیں ہے جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہے کہ قرآن دنیا میں ہے اس کے حفظ کرنے کرانے والے بھی رہیں گے جو شخص یا جو کنبہ اور

Marfat.com

جو برادری اور جو علاقہ اس کی جانب سے غفلت برتے گا خود اس کی خیر سے محروم رہے گا۔ قرآن کے یاد رکھنے والے ادارے اور سینوں میں اٹھانے والے ہمیشہ رہیں گے اور اس کے فیوض و برکات سے مالا مال ہوتے رہیں گے۔ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے کہ قرآن مجید کے ہم محافظ ہیں یہ وعدہ اس طرح پورا ہوتا رہا ہے کہ ہمیشہ سے اس کے یاد رکھنے والے موجود رہے ہیں اور موجود رہیں گے۔ انشاءاللہ تعالیٰ۔

ہمیں چاہئے کہ قرآن کی طرف بڑھیں تا کہ اس کی برکتوں سے مالا مال ہوں، اپنی اولاد کو قرآن مجید حفظ کرانے کی بلیغ کوشش کریں۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے قرآن مجید پڑھا اور اس کو خوب یاد کر لیا اور اس کے حلال کو حلال رکھا اور اس کے حرام کو حرام رکھا تو خدا تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کر دے گا اور اس کے گھر والوں میں سے دس ایسے لوگوں کے بارے میں اس کی سفارش قبول فرمائے گا جن کے لئے دوزخ میں جانا واجب ہو چکا ہوگا۔ (ترمذی)

حلال کو حلال رکھا اور حرام کو حرام رکھا اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن نے جن چیزوں کو حلال بتایا ہے ان کو حلال سمجھ کر ان پر عمل کیا اور جن چیزوں کو حرام کیا ہے ان کو حرام سمجھ کر ترک کر دیا، قرآن کے احکام کی خلاف ورزی نہیں کی۔

حضرت معاذ جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے قرآن پڑھا اور اس پر عمل کیا قیامت کے دن اس کے والدین کو ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی آفتاب کی روشنی سے بھی بہتر ہوگی جبکہ آفتاب دنیا کے گھروں میں ہو۔ یہ فرما کر آپؐ نے ارشاد فرمایا فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهٰذَا (یعنی جب والدین کے اعزاز و اکرام کا یہ حال ہے تو اب تمہارا کیا خیال ہے اس کے بارے میں جس نے یہ کام کیا یعنی قرآن پڑھا اس پر عمل کیا) (ابوداؤد شریف) یعنی اس کا انعام تو اور زیادہ ہوگا۔

اپنے بچوں کو حفظ میں لگاؤ یہ بہت آسان کام ہے۔ جاہلوں نے مشہور کر دیا ہے کہ قرآن حفظ کرنا لوہے کے چنے چبانے کے برابر ہے یہ بالکل جاہلانہ بات ہے۔ قرآن حافظے سے یاد نہیں ہوتا معجزہ ہونے کی وجہ سے یاد ہوتا ہے۔ ہم نے تجربہ کیا ہے کہ دنیا کا کام کاج کرتے ہوئے اور سکول و کالج میں پڑھتے ہوئے بہت سے بچوں نے قرآن شریف حفظ کر لیا بہت سے لوگوں نے سفید بال ہونے کے بعد حفظ کرنا شروع کیا اللہ جل شانہٗ نے ان کو بھی کامیابی عطا فرمائی۔

جو بچہ حفظ کر لیتا ہے اس کی قوتِ حافظہ اور سمجھ میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ آئندہ جو بھی تعلیم حاصل کرے ہمیشہ اپنے ساتھیوں سے آگے رہتا ہے۔ قرآن کی برکت سے انسان دنیا اور آخرت میں ترقی کرتا ہے افسوس ہے کہ لوگوں نے قرآن کو سمجھا ہی نہیں کوئی قرآن کی طرف بڑھے تو اس کی برکات کا پتہ چلے۔

بہت سے جاہل کہتے ہیں کہ طوطے کی طرح رٹانے سے کیا فائدہ، یہ لوگ روپے پیسے کو فائدہ سمجھتے ہیں۔ ہر حرف پر دس نیکیاں ملنا اور آخرت میں ماں باپ کو تاج پہنایا جانا اور قرآن پڑھنے والے کا اپنے گھر کے لوگوں کی سفارش کر کے دوزخ سے بچوا دینا فائدہ میں شمار ہی نہیں کرتے، کہتے ہیں حفظ کر کے ملا بنے گا تو

Marfat.com

کہاں سے کھائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ حفظ کر لینے کے بعد تجارت اور ملازمت کر لینے سے کون روکتا ہے، ملا ہونا تو بہت بڑی سعادت ہے جسے یہ سعادت مطلوب نہیں وہ اپنے بچے کو حفظ قرآن سے تو محروم نہ کرے جب حفظ کر لے تو اسے دنیا کے کسی بھی حلال مشغلے میں لگا دے اور یہ بات بھی معلوم ہونی چاہئے کہ جتنے سال یہ بچہ حفظ کرے گا اس کے یہ سال دنیوی تعلیم کے اعتبار سے ضائع نہیں ہوں گے کیونکہ حفظ کر لینے والا حفظ سے فارغ ہو کر چند ماہ کی محنت سے چھٹی ساتویں جماعت کا امتحان بآسانی دے سکتا ہے یہ محض دعویٰ نہیں تجربہ کیا گیا ہے۔ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ.

ذکر اللہ کے فضائل اور غفلت پر وعیدیں

تسبیح و تہلیل کا حکم اور انگلیوں پر پڑھنے کی فضیلت

(۸۷) وَعَنْ يُسَيْرَةَ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ قَالَتْ قَالَ لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكُنَّ بِالتَّسْبِيْحِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالتَّقْدِيْسِ وَاعْقِدْنَ بِالْاَنَامِلِ فَاِنَّهُنَّ مَسْئُوْلَاتٌ مُسْتَنْطَقَاتٌ وَلَا تَغْفُلْنَ فَتُنْسَيْنَ الرَّحْمَةَ. (رواہ الترمذی وابوداؤد)

ترجمہ: حضرت یسیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں (جو ان مقدس خواتین میں سے تھیں جنہوں نے راہِ خدا میں ہجرت کی تھی) کہ سرور عالم ﷺ نے ہم (چند خواتین سے خطاب کر کے) فرمایا کہ تم تسبیح و تہلیل اور تقدیس کی پابندی رکھو اور انگلیوں پر پڑھا کرو کیونکہ ان سے دریافت کیا جائے گا (اور جواب دینے کے لئے) ان کو بولنے کی قدرت دی جائے گی اور تم (ذکر اللہ سے) غافل نہ ہو جانا ورنہ رحمت سے بھلا دی جاؤ گی۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۰۲ بحوالہ ترمذی وابوداؤد)

تشریح:- آقائے دو جہاں ﷺ تمام مردوں اور عورتوں کے لئے مبعوث ہوئے اور آپ قیامت تک پیدا ہونے والے تمام انسانوں کے لئے مصلح اور ہادی ہیں گو عموماً احکامِ شرعیہ قرآن وحدیث میں عمومی خطاب سے مذکور ہیں جس میں مذکر کے صیغے استعمال کئے گئے ہیں اور بجز احکامِ مخصوصہ کے سب احکام مردوں اور عورتوں کے لئے یکساں ہیں باوجودیکہ عمومی خطاب میں عورتیں بھی برابر کی شریک ہیں پھر بھی قرآن وحدیث میں جگہ جگہ عورتوں کو خصوصی خطاب سے مشرف فرمایا ہے مندرجہ بالا حدیث بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

ذکر الٰہی میں مشغول رہنا ہر مسلم مرد و عورت کے لئے گناہوں کی مغفرت اور درجات بلند ہونے کا سبب ہے اور بے شمار آیات واحادیث میں ذکر کی ترغیب دی گئی ہے اس حدیث میں خاص کر عورتوں سے خطاب فرمایا ہے اور اس خصوصی خطاب کی وجہ غالباً یہ ہے کہ عورتوں میں تیری میری برائی کرنے اور لگائی بجھائی کے ذریعہ فساد پھیلانے کی خاص عادت ہوتی ہے۔ عورتوں کی شاید کوئی مجلس شکوہ شکایت اور غیبت و بہتان سے خالی ہوتی ہو۔ زبان خدائے پاک کا بہت بڑا عطیہ ہے اس کے ذریعہ جنت کے بلند درجات تک رسائی ہو سکتی ہے اس مبارک عطیہ کو لایعنی باتوں اور نیکیاں برباد کرنے والی گفتگو میں لگانا سراپا نقصان اور خسرانِ عظیم ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے

Marfat.com

لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰهِ الْقَلْبُ الْقَاسِيُ. (ترمذی)

ذکر اللہ کے بغیر زیادہ نہ بولا کرو کیونکہ ذکر الٰہی کے بغیر زیادہ بولنے سے دل سخت ہو جاتا ہے اور یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ سے سب سے زیادہ دور وہی شخص ہے جس کا دل سخت ہو۔ (ترمذی)

عورتیں زبان کے معاملہ میں بہت زیادہ بے احتیاط ہوتی ہیں ان کو خصوصی خطاب فرمایا کہ:

(۱) تسبیح وتہلیل اور تقدیس میں لگی رہا کرو۔ تسبیح سُبْحَانَ اللّٰهِ کہنے کو اور تہلیل لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے کو کہتے ہیں ان دونوں کے بڑے بڑے اجر وثواب حدیثوں میں وارد ہوئے ہیں، تقدیس خدائے پاک کی پاکی بیان کرنے کو کہتے ہیں قُدُّوْسٌ اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہے، حضور اقدس ﷺ وتروں کا سلام پھیر کر تین بار سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ کہا کرتے تھے اور تیسری بار آواز بلند فرماتے اور اَلْقُدُّوْس کی دال کو ذرا زیادہ کھینچتے تھے۔ جب تہجد کے لئے بیدار ہوتے تھے تو دس مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَر اور دس بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اور دس بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اور دس بار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اور دس بار سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوْسِ پڑھا کرتے تھے۔ [۲]

(۲) دوسری نصیحت یہ فرمائی کہ اللہ کا ذکر کرتے وقت انگلیوں پر شمار کیا کرو۔ پھر اس کی حکمت بتائی کہ قیامت کے دن انگلیوں کو بولنے کی طاقت دی جائے گی اور ان سے سوال ہوگا، جس نے ان کو ذکر اللہ کے لئے استعمال کیا ہوگا اس کے حق میں گواہی دیں گی دیگر احادیث اور بعض آیات قرآنیہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انگلیوں کے علاوہ دیگر اعضاء (ہاتھ، پاؤں، ران وغیرہ) بھی گواہی دیں گے۔ انسان کی سمجھداری اسی میں ہے کہ اپنے اعضاء وجوارح کو اپنے حق میں اچھے گواہ بنائے یعنی اعمالِ صالحہ میں مشغول ہو اور اعمالِ بد سے بچے تاکہ اس کے اپنے ہاتھ پاؤں اس کے خلاف گواہی نہ دے سکیں۔

(۳) تیسری نصیحت یہ فرمائی کہ ذکر اللہ سے غافل نہ ہونا چاہئے ورنہ رحمت سے بھلا دی جاؤ گی یعنی اللہ تعالیٰ کی خصوصی رحمتوں اور برکتوں سے محروم ہو جاؤ گی۔ درحقیقت یہ نصیحت پہلی ہی نصیحت کی تاکید ہے اور دوبارہ اس میں ذکر اللہ کی ترغیب دی گئی ہے۔ ذکر اللہ بڑی انمول نعمت ہے اور آخرت کے بڑے درجات اس کے ذریعہ مل سکتے ہیں اور اس میں خرچ بھی کچھ نہیں ہوتا، کام کاج میں لگے ہوئے بھی پہلا کلمہ، تیسرا کلمہ، درود شریف اور استغفار وغیرہ میں مشغول رہ سکتی ہیں باوضو ہونا بھی شرط نہیں بلکہ اگر غسل فرض ہو یا خاص دنوں کا زمانہ ہو تب بھی ذکر اللہ کر سکتی ہیں ہاں ان دونوں حالتوں میں قرآن شریف پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔

ذکر کے فضائل ذرا تفصیل سے لکھے جاتے ہیں تاکہ ذکر کے اجر وثواب اور نفع عظیم کا پتہ رہے اور عمل کی طرف دل بڑھے۔

ذاکر ہر بھلائی لے گئے:- ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ کون سے مجاہد کا بڑا اجر ہے، آپ ﷺ نے فرمایا جو ان میں سے خدا تعالیٰ کو بہت یاد کرتا ہو۔ پھر ان صاحب نے دریافت کیا کہ صالحین میں کس کا بڑا

---

[۱] مشکوٰۃ شریف، ۱۲۔ [۲] مشکوٰۃ ص ۱۰۸، ۱۲۔

Marfat.com

اجر ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان میں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کو بہت یاد کرتا ہو۔ پھر ان صاحب نے نمازیوں اور زکوٰۃ دینے والوں، حاجیوں اور صدقہ دینے والوں کے متعلق بھی یہی سوال کیا اور آپ ﷺ نے یہی جواب دیا۔

یہ سوال و جواب سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خطاب کر کے فرمایا کہ اے ابوحفص ذکر کرنے والے تو ہر بھلائی لے اڑے، اس پر رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ جی ہاں۔ (ترغیب)

خدا کی معیت:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت تک بندہ کے ساتھ رہتا ہوں جب تک وہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور میری یاد میں اس کے ہونٹ ہلتے ہیں۔ (بخاری)

دل کی صفائی:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ خدا ﷺ ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ہر چیز کی صفائی ہوتی ہے اور دل کی صفائی اللہ کی یاد ہے اور ذکر سے زیادہ کوئی چیز اللہ کے عذاب سے بچانے والی نہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی اس قدر اللہ کے عذاب سے نہیں بچاتا جس قدر ذکر کے ذریعہ بچاؤ ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں جہاد فی سبیل اللہ بھی اس قدر اللہ کے عذاب سے نہیں بچاتا اگرچہ مارتے مارتے مجاہد کی تلوار کیوں نہ ٹوٹ جائے۔ (بیہقی فی الدعوات الکبیر)

دنیا میں دیدارِ جنت:- حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ غافلوں میں ذاکرِ خدا کی مثال ایسی ہے جیسے (میدان جنگ سے) بھاگ جانے والوں کے بعد کوئی جہاد کرنے والا ہو۔ اور غافلوں میں ذاکرِ خدا کی مثال ایسی ہے جیسے ایک سبز ٹہنی کسی سوکھے درخت میں ہو اور غافلوں میں ذاکرِ خدا کی مثال ایسی ہے جیسے اندھیرے میں چراغ رکھا ہو اور غافلوں میں رہتے ہوئے خدا کی یاد میں مشغول رہنے والے کو اللہ زندگی ہی میں اس کا مقام جنت میں دکھا دے گا اور غافلوں میں خدا کی یاد کرنے والے کی مغفرت ہر فصیح اور ہر اعجم کی تعداد میں ہوتی ہے (مشکوٰۃ) فصیح سے جن اور انسان اور اعجم سے جانور مراد ہیں۔

خدا کی بارگاہ میں تذکرہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں بندے کے گمان کے پاس ہوں (جو گمان وہ مجھ سے رکھے) اور اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھ کو یاد کرتا ہے سو اگر وہ مجھ کو تنہائی میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو تنہائی میں یاد کرتا ہوں اور جب مجھ کو جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو جماعت میں یاد کرتا ہوں جو اس کی جماعت سے بہتر ہوتی ہے۔ (بخاری)

''میں بھی اس کو تنہائی میں یاد کرتا ہوں'' اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف خود ہی اس کا ذکر کرتا ہوں فرشتوں کے سامنے اس کا ذکر نہیں کرتا اور یہ جو فرمایا کہ ''جماعت میں یاد کرتا ہوں جو اس کی جماعت سے بہتر ہوتی ہے'' یعنی مقرب فرشتوں اور ارواحِ مرسلین میں اس کا تذکرہ کرتا ہوں جو سب مل کر عام انسانوں سے بہتر اور افضل ہیں۔ (طیبی)

''میں بندے کے گمان کے پاس ہوتا ہوں'' اس کا مطلب یہ ہے کہ میرے متعلق جو بندہ مغفرت اور عذاب کا گمان کرتا ہے تو میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ اگر وہ یہ گمان رکھتا ہے کہ خدا مجھ کو بخش دے گا تو اس کو بخش

Marfat.com

دیتا ہوں اور اگر اس کے خلاف گمان رکھتا ہے تو نہیں بخشتا ہوں۔ (لمعات)

ایک روز حضرت ثابت بنانی رحمہ اللہ تعالیٰ کہنے لگے کہ مجھ کو معلوم ہو جاتا ہے جب مجھ کو میرا خدا یاد کرتا ہے۔ لوگوں نے پوچھا وہ کیسے؟ فرمایا جب میں اس کو یاد کرتا ہوں تو وہ مجھ کو یاد کرتا ہے لہٰذا جب کوئی شخص بارگاہِ خداوندی میں اپنا ذکر چاہے وہ خدا کا ذکر شروع کر دے۔

تہجد گزاری کے بدلے:- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص تم میں سے رات کو جاگ کر تکلیف برداشت کرنے سے عاجز ہو اور مال خرچ کرنے میں بخل کرتا ہو اور دشمن کے ساتھ جہاد کرنے سے بزدلی کرتا ہو اس کو چاہئے کہ اللہ کا ذکر بہت کرے۔ (طبرانی)

بلا خرچ بالا نشیں:- حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اگر ایک شخص کی گود میں روپے ہوں جن کو وہ تقسیم کرتا ہو اور دوسرا شخص خدا کا ذکر کرتا ہو تو یہ ذکر کرنے والا ہی افضل رہے گا۔ (الترغیب)

بستر پر بلند درجے:- حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میں بہت سے لوگ بچھے ہوئے بستروں پر ضرور بالضرور ذکر اللہ کریں گے اور (وہ ذکر) ان کو بلند درجوں میں داخل کر دے گا۔ (ترغیب)

دیوانہ بن جاؤ:- حضرت رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ خدا کا ذکر اس قدر زیادہ کرو کہ لوگ تم کو دیوانہ کہنے لگیں۔ (ایضاً)

ریاکاری کی پرواہ نہ کرو:- رحمۃ للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس قدر اللہ کا ذکر کرو کہ منافق لوگ تم کو ریاکار کہنے لگیں۔ (ایضاً)

نمبر لے گئے:- ایک مرتبہ رسولِ خدا ﷺ کا مکہ شریف کے راستے میں جمدان پہاڑ پر گزر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ چلو یہ جمدان ہے۔ آگے بڑھ گئے (اپنے نفسوں کو) تنہا کرنے والے، صحابہؓ نے عرض کیا کہ حضرت تنہا کرنے والے کون ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں (مسلم شریف)، اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے صحابہؓ کے جواب میں فرمایا کہ ہمیشہ یادِ خدا کی حرص کرنے والے اپنے نفسوں کو تنہا کرنے والے ہیں۔ خدا کا ذکر ان کا بوجھ اتار دے گا لہٰذا وہ ہلکے پھلکے (میدانِ حشر) میں آئیں گے (ترمذی)، اپنے نفسوں کو تنہا کرنے والے، یعنی اپنے ہمعصر لوگوں سے بالکل الگ رویہ رکھنے والے کہ سب لوگ تو دنیاوی بکواس، بیہودہ خرافات اور لایعنی باتوں میں مشغول ہوں مگر وہ لوگ صرف اللہ کی یاد میں وقت گزارتے ہوں۔ (من المرقاۃ)

ندائے مغفرت:- حضور سرورِ عالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب کچھ لوگ اللہ کا ذکر کرنے کے لئے جمع ہو جائیں اور ان کی غرض اس سے صرف رضاءِ خدا ہو تو (خدا کا) منادی آسمان سے آواز دیتا ہے کہ اُٹھ جاؤ بخشے بخشائے اور میں نے تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا۔ (ترغیب)

موتی کے منبر:- سردارِ دو جہاں ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے روز خدا تعالیٰ شانہٗ ضرور ایسے لوگوں کو اٹھائے گا جن کے چہروں پر نور ہوگا، (اور) وہ موتیوں کے منبروں پر بیٹھے ہوں گے اور یہ حضرات نہ نبی ہوں گے نہ شہید ہوں گے (اور) سب لوگ ان پر رشک کرتے ہوں گے (یہ سن کر) ایک اعرابی رسولِ خدا

Marfat.com

ﷺ کے سامنے دوزانو بیٹھ گئے اور عرض کیا کہ حضرت ان کے اوصاف بتا دیجئے (تا کہ) ہم ان کو پہچان لیں۔آپؐ نے فرمایا کہ یہ وہ حضرات ہوں گے (جن میں کوئی رشتہ ناتہ نہ ہوگا اور) جو مختلف قبیلوں اور مختلف شہروں کے ہوں گے (اور اس کے باوجود) اللہ کے لئے آپس میں محبت کرتے تھے (اور) اللہ کی یاد کے لئے جمع ہوا کرتے تھے۔(ترغیب)

خیر الدنیا والاخرۃ:- رحمت کائنات حضرت رسولِ کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ چار چیزیں جس کو دی گئیں اس کو دنیا اور آخرت کی بھلائی دے دی گئی (وہ چار چیزیں یہ ہیں) (۱) شکر گزار دل، (۲) خدا کا ذکر کرنے والی زبان، (۳) بلا پر صبر کرنے والا بدن، (۴) اور اپنے نفس اور اس کے مال کی حفاظت کرنے والی بیوی۔(ترغیب)

صرف ایک چیز:- حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے رسولِ خدا ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اسلام کی چیزیں تو بہت ہیں (جن کی ذمہ داری بھی) مجھ پر (بہت ہے اور سب کی ادائیگی بھی نہیں ہوتی) لہٰذا مجھ کو آپ ایک ہی چیز بتا دیجئے جس میں لگا رہوں، آپ ﷺ نے فرمایا تیری زبان ہمیشہ یاد خدا میں تر رہے۔(مشکوٰۃ)

جہاد سے افضل:- حضرت سرورِ عالم ﷺ سے کسی نے سوال کیا کہ قیامت کے روز خدا کے نزدیک کون شخص سب سے افضل اور سب سے بلند درجے والا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والے مرد اور اللہ کو کثرت سے یاد کرنے والی عورتیں! (اس پر) ایک صحابیؓ نے عرض کیا کہ کیا ذکر کرنے والے اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے سے بھی افضل اور ارفع ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر (جہاد کرنے والا) اپنی تلوار سے کافروں اور مشرکوں کو اس قدر مارے کہ تلوار ٹوٹ جائے اور (وہ شخص یا تلوار) خون میں رنگ جائے تب بھی اللہ کا ذکر کرنے والا ہی افضل رہے گا۔(مشکوٰۃ شریف)

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے (صحابہؓ کو خطاب کر کے) فرمایا کہ کیا تم کو تمہارا وہ عمل نہ بتا دوں جو تمہارے مالک (خداوند عالم) کے نزدیک تمام اعمال سے بہتر اور پاکیزہ ہے اور جو تمہارے درجات کو سب اعمال سے زیادہ بلند کرنے والا ہے اور تمہارے لئے سونا چاندی خرچ کرنے سے بہتر ہے اور جو اس سے (بھی) بہتر ہے کہ تم دشمن سے بھڑ جاؤ اور ان کی گردنیں اڑاؤ اور وہ تمہاری گردنیں اڑائیں؟

صحابہؓ نے جواب میں عرض کیا کہ جی ارشاد فرمایئے! آپ ﷺ نے فرمایا (وہ عمل) اللہ کا ذکر ہے (جو ان سب سے اعلیٰ و افضل ہے)۔(ترمذی)

دنیا سے رخصت ہونے کے وقت:- حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسولِ خدا ﷺ کی خدمت میں ایک دیہاتی (صحابیؓ) نے حاضر ہو کر سوال کیا کہ حضرت سب لوگوں سے بہتر کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا خوشی ہے اس شخص کے لئے جس کی عمر لمبی ہو اور عمل اچھے ہوں۔ان صاحب نے پھر عرض کیا سب سے زیادہ کون سا عمل افضل ہے؟ آپؐ نے فرمایا "یہ کہ تو دنیا سے اس حالت میں جدا ہو کہ تیری زبان اللہ کے ذکر میں تر ہو"۔(ترمذی شریف)

جنت کے باغیچے:- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے (اپنے صحابہؓ سے) ارشاد

Marfat.com

فرمایا کہ جب جنت کے باغیچوں پر گزرو تو کھایا پیا کرو۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ جنت کے باغیچے کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ذکر کی مجلسیں ہیں۔ (ایضاً)

ف: کھانے پینے کا مطلب یہ ہے کہ ان باغیچوں میں جا کر باغیچوں والوں کے عمل میں شریک ہو جاؤ یعنی ذکر کرنے لگا کرو۔

فرشتوں کے سامنے فخر:- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسولِ خدا ﷺ اپنے صحابہؓ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لائے (جو بیٹھے ہوئے تھے) آپ ﷺ نے ان سے دریافت فرمایا کہ تم کو یہاں کس چیز نے بٹھا رکھا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہم بیٹھے ہوئے خدا کا ذکر کر رہے ہیں اور اس کی حمد کر رہے ہیں کہ اس نے ہم کو اسلام کی ہدایت دی اور اس کی وجہ سے ہم پر احسان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم کیا تم کو صرف اسی چیز نے بٹھا رکھا ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا خدا کی قسم ہم کو صرف اسی چیز نے بٹھا رکھا ہے!

آپ ﷺ نے فرمایا کہ خوب سمجھ لو میں نے تم کو جھوٹا سمجھ کر قسم نہیں کھلائی لیکن بات دراصل یہ ہے کہ (ابھی) میرے پاس جبرئیلؑ آئے تھے اور مجھ کو یہ بتا گئے کہ اللہ عزّ وجل فرشتوں کے سامنے تم کو فخراً پیش فرما رہے ہیں۔ (مسلم)

عذابِ الٰہی سے نجات:- رحمتہ للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا کوئی عمل بندے کو اس قدر خدا کے عذاب سے نہیں بچاتا جس قدر خدا کی یاد بچاتی ہے۔ (ترمذی عن معاذ)

ف: یعنی سارے نیک اعمال خدا کے عذاب سے نجات دلانے کا ذریعہ ہیں مگر ان سب میں سے افضل ذکر اللہ ہے جس کے برابر کوئی بھی عمل نہیں۔ اس سے بڑھ کر عذابِ الٰہی سے بچانے والا اور کوئی عمل نہیں۔

عرشِ الٰہی کے سائے میں:- حضور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ سات شخص ایسے ہیں جن کو خداوند تعالیٰ اپنے سائے میں رکھے گا جبکہ اس کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا: (۱) منصف مسلمان بادشاہ، (۲) وہ جوان جو اللہ عزّ وجل کی عبادت میں پلا بڑھا، (۳) وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا رہتا ہے، (۴) اور وہ دو شخص جنہوں نے آپس میں اللہ کے لئے محبت رکھی اور اسی پر ملاقات کی اور اسی پر جدا ہوئے، (۵) وہ شخص جس کو کسی صاحبِ مرتبہ اور حسین عورت نے (برے کام کی) دعوت دی اور اس نے (کورا) جواب دیا کہ میں تو اللہ سے ڈرتا ہوں، (۶) وہ شخص جس نے داہنے ہاتھ سے صدقہ کیا اور اس کو پوشیدہ رکھا حتیٰ کہ اس کا بایاں ہاتھ بھی نہیں جانتا کہ داہنے ہاتھ نے کیا خرچ کیا، (۷) وہ شخص جس نے تنہائی میں خدا کو یاد کیا اور اس کے آنسو بہہ پڑے۔ (بخاری شریف)

مردہ اور زندہ:- حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مثال اس شخص کی جو اپنے رب کو یاد کرے اور اس کی مثال جو اپنے رب کو یاد نہ کرے زندہ اور مردہ کی مثال ہے۔ (بخاری)

ف: یعنی خدا کی یاد میں مشغول رہنے والا زندہ ہے اور اس سے غافل رہنے والا مردہ ہے۔ ذاکرین کو حیاتِ جاودانی نصیب ہوتی ہے ان کو خدائے تعالیٰ کا خاص تعلق حاصل ہوتا ہے۔ وہ دونوں عالم میں امن و چین کی زندگی بسر کرتے ہیں ؎

Marfat.com

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

ذاکر کے برعکس وہ لوگ جن کو دنیا و آخرت کا ہوش نہیں ان کا باطن مردہ اور گندہ اور ظاہر مرجھایا ہوا رہتا ہے بظاہر وہ جاندار معلوم ہوتے ہیں مگر بندگی کی روح سے کورے اور خالی ہوتے ہیں۔

انسانی صورت اور ڈھانچہ ضرور ان کے پاس ہوتا ہے مگر ان کی زندگی بے سود اور بے فائدہ ہوتی ہے جس طرح مردہ کوئی کسب نہیں کرتا اور عملی ترقی کے زینہ پر نہیں چڑھتا اس طرح غیر ذاکر کا حال ہے۔ ان میں سے کبھی کسی کو تھوڑی بہت دنیا تو مل جاتی ہے مگر آخرت کی غفلت ان کو دنیا میں رہتے ہوئے مردہ بنا دیتی ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب:- حضور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میرے رب نے مجھ پر یہ بات پیش کی کہ (اگر تم چاہو تو) مکہ کے سنگریزوں کو تمہارے لئے سونا بنا دوں! میں نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار (میں) نہیں (چاہتا) لیکن (میں تو یہ چاہتا ہوں) کہ ایک روز پیٹ بھر کر کھالوں اور دوسرے روز بھوکا رہوں سو جب بھوکا رہوں تو تیری طرف عاجزی کروں اور تیری یاد میں لگوں اور جب پیٹ بھرلوں تو تیری حمد کروں اور تیرا شکر کروں۔ (احمد و ترمذی)

کروٹ میں قبول:- حضرت رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص پاک ہونے کی صورت میں (یعنی باوضو) اپنے بستر پر پہنچا اور نیند آنے تک اللہ کو یاد کرتا رہا تو رات کو جس وقت بھی کروٹ بدلتے ہوئے اللہ سے کسی دنیا اور آخرت کی بھلائی کا سوال کرے گا تو خدا تعالیٰ وہ بھلائی اس کو ضرور دے گا۔ (مشکوٰۃ عن اذکار النووی)

شیطان کی ناکامی:- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب انسان اپنے گھر میں داخل ہو اور داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کو یاد کرلے تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے کہ (چلو) یہاں نہ رات کو ٹھہر سکتے ہیں اور نہ کھا سکتے ہو اور جب (انسان) اپنے گھر میں داخل ہو اور داخل ہوتے وقت اللہ کو یاد نہ کیا تو شیطان (اپنے ساتھیوں سے) کہتا ہے کہ تم (یہاں) رات کو ٹھہرنے میں کامیاب ہو گئے اور جب کھاتے وقت اللہ کو یاد نہ کیا تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے کہ تم یہاں رات کو ٹھہرنے اور کھانا کھانے میں کامیاب ہو گئے۔ (مسلم)

نماز فجر اور عصر کے بعد ذکر کا ثواب:- حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص صبح کی نماز با جماعت پڑھے پھر سورج نکلنے تک بیٹھا ہوا اللہ کو یاد کرتا رہے پھر دو رکعتیں پڑھ لے تو اس کو پورے ایک حج اور ایک عمرے کا ثواب ملے گا۔ (ترمذی)

رسولِ خدا ﷺ نماز فجر کے بعد سورج نکلنے تک چار زانو (پالتی مار کر) بیٹھے رہتے تھے اور آپ نے نمازِ فجر اور نمازِ عصر کے بعد یادِ خدا میں مشغول ہونے کی ترغیب دی ہے اور اس بارے میں بہت سی فضیلتوں سے باخبر کیا ہے چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا ہے مجھے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کرنے سے یہ زیادہ محبوب ہے کہ ضرور ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ جاؤں جو فجر کی نماز کے بعد سے سورج نکلنے تک اللہ کو یاد کرتے رہیں اور چار غلام آزاد کرنے سے مجھ کو یہ بہت زیادہ پسند ہے کہ ضرور ان لوگوں کے

Marfat.com

ساتھ بیٹھ جاؤں جو عصر کی نماز سے سورج چھپنے تک اللہ کو یاد کرتے رہیں۔ (ابوداؤد شریف)

دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص فجر کی نماز پڑھ لے پھر بیٹھا بیٹھا سورج نکلنے تک اللہ کو یاد کرتا رہے تو اس کے لئے جنت واجب ہوگئی۔ (الترغیب والترہیب)

ایک مرتبہ رسولِ خدا ﷺ نے (مجاہدین کا) ایک دستہ نجد کی طرف بھیجا جن کو بہت زیادہ غنیمت کے اموال ہاتھ لگے اور جلد واپس آ گئے۔

یہ دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہم نے کوئی دستہ ایسا نہیں دیکھا جو اس دستہ کی نسبت زیادہ مال غنیمت لایا ہو اور اس قدر جلدی واپس آیا ہو اس پر رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابوبکرؓ کیا میں تجھ کو ایسا شخص نہ بتادوں جو اس دستہ سے بھی زیادہ جلدی واپس ہونے والا اور مالِ غنیمت حاصل کرنے والا ہو، (سنو) یہ وہ شخص ہے جو باجماعت نماز پڑھے پھر سورج نکلنے تک اللہ کو یاد کرتا رہے۔ (ایضاً)

فائدہ:- بعض روایات میں ہے کہ جس جگہ نماز فجر باجماعت پڑھی ہو اسی جگہ بیٹھا ہوا ذکر کرتا رہے، عورتیں گھر میں بلا جماعت نماز پڑھتی ہیں وہ بھی ذکر کا اہتمام کریں مصلّے پر بیٹھی بیٹھی ذکر کرتی رہیں اور اشراق پڑھ کر اٹھیں اجر عظیم پائیں گی انشاء اللہ تعالیٰ اگر کسی وجہ سے مصلّیٰ چھوڑنا پڑے تو بھی ذکر کرتی رہیں فجر اور عصر کے بعد ذکر کا خاص وقت ہے اور اس کی بہت ہی فضیلت ہے۔

نفاق سے بری:- حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے خدا کا ذکر بہت کیا وہ نفاق سے بری ہوگیا۔ (ترغیب عن البیہقی)

ذکر چھوڑنے کی وعیدیں

اب وہ احادیثِ کریمہ درج کی جاتی ہیں جن میں ذکر اللہ سے غافل ہونے والوں کے لئے وعیدیں وارد ہوئی ہیں

مردہ گدھے کے پاس سے اٹھے:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کچھ لوگ کسی جگہ (بیٹھے پھر وہاں) سے اُٹھ کر کھڑے ہوئے اور اس مجلس میں اللہ کا ذکر نہ کیا تو وہ گویا مردہ گدھے کو چھوڑ کر اٹھے اور یہ مجلس (آخرت میں) ان کے لئے باعثِ حسرت ہوگی۔ (احمد وابوداؤد)

نقصانِ عظیم:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی بیٹھنے کی جگہ بیٹھا اور اس نے اس جگہ اللہ کا ذکر نہ کیا تو اللہ جل شانہٗ کی جانب سے اس کا یہ بیٹھنا اس کے لئے نقصان کا سبب ہوگا اور جو شخص کسی جگہ لیٹا اور اس نے اس لیٹنے میں (اوّل سے آخر تک کسی وقت بھی) اللہ کا ذکر نہ کیا تو اس کا یہ لیٹنا اللہ کی جانب سے نقصان کا باعث ہوگا (ابوداؤد شریف) اور جو شخص کسی جگہ چلا اور اس چلنے کے درمیان اللہ کا ذکر نہیں کیا تو اس کے لئے یہ چلنا نقصان کا سبب ہوگا۔ (زادہ فی الترغیب)

ہر بات وبال ہے مگر:- حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رحمۃ للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان کی ہر بات اس کے لئے وبال ہے (اور) اس کے لئے نفع کی چیز نہیں ہے مگر (نفع کی چیزیں یہ ہیں) (۱) کسی بھلائی کا حکم کرنا، (۲) کسی برائی سے روک دینا، (۳) یا اللہ جل شانہٗ کا ذکر کرنا۔ (ترمذی شریف)

Marfat.com

لعنت سے کون محفوظ ہے:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خبردار بلاشبہ ساری دنیا ملعون ہے اور اس میں جو کچھ ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اور جو ذکر اللہ کے تابع ہو اور عالم دین اور (دین کا) طالبعلم۔ (ترمذی)

مطلب یہ ہے کہ دنیا کی ہر چیز مردود ہے اللہ جل شانہٗ کی رحمت سے دور ہے، بارگاہِ خداوندی میں نامقبول ہے خواہ کیسی ہی زیب وزینت کے ساتھ بنی ہوئی ہو اور اہل دنیا کو کیسی ہی بھاتی ہو البتہ اللہ تعالیٰ کا ذکر اور وہ چیزیں خداوند قدوس کے یہاں مقبول ہیں جو ذکر اللہ کے تابع ہوں یعنی اللہ کی فرمانبرداری اور خوشنودی کے لئے جو کچھ ہو وہ سب مقبول بارگاہ ہے جیسے اللہ کی رضا کے لئے حلال مال خرچ کرنا، دینی مدرسہ کھولنا، مسجد بنانا، غریبوں کو کھانا کھلانا، کتابیں لکھنا، بال بچوں کی پرورش کرنا، ماں باپ کے حقوق ادا کرنا وغیرہ وغیرہ نیز دین کا عالم اور دین کا طالبعلم بھی لعنت خداوندی سے محفوظ ہے اور خداوند عالم کے یہاں مقبول ومحبوب ہے۔ علماء نے بتایا ہے کہ جو شخص بھی اللہ کی فرمانبرداری میں لگا ہوا ہے وہ ذاکر ہے یعنی زبان سے یا دل سے یا عمل سے اللہ کے کام میں یا اللہ کے نام میں جو مشغول ہے وہ ذاکر ہے غافلوں میں شمار نہیں۔
جعلنا الله من الذاكرين الله كثيرا.

سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، اَللّٰهُ اَكْبَر
کا ورد رکھنے کے فضائل

(۸۸) عَنْ اُمِّ هَانِی رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ مَرَّبِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ کَبُرْتُ وَضَعُفْتُ اَوْ کَمَا قَالَتْ فَمُرْنِیْ بِعَمَلٍ اَعْمَلُهٗ وَاَنَا جَالِسَةٌ قَالَ سَبِّحِی اللّٰهَ مِائَةَ تَسْبِیْحَةٍ فَاِنَّهٗ تَعْدِلُ لَکِ مِائَةَ رَقَبَةٍ تَعْتِقِیْنَهَا مِنْ وُّلْدِ اِسْمٰعِیْلَ وَاحْمِدِی اللّٰهَ مِائَةَ تَحْمِیْدَةٍ فَاِنَّهٗ تَعْدِلُ لَکِ مِائَةَ فَرَسٍ مُسْرَجَةٍ مُلْجَمَةٍ تَحْمِلِیْنَ عَلَیْهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَکَبِّرِی اللّٰهَ مِائَةَ تَکْبِیْرَةٍ فَاِنَّهٗ تَعْدِلُ لَکِ مِائَةَ بَدَنَةٍ مُقَلَّدَةٍ مُتَقَبَّلَةٍ وَهَلِّلِی اللّٰهَ مِائَةَ تَهْلِیْلَةٍ قَالَ اَبُوْخَلْفٍ اَحْسِبُهٗ قَالَ تَمْلَاُ مَا بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلَا یُرْفَعُ یَوْمَئِذٍ لِاَحَدٍ بِمَکَّةَ اَفْضَلُ مِمَّا یُرْفَعُ لَکِ اِلَّا اَنْ یَّاْتِیَ بِمِثْلِ مَآ اَتَیْتَ. (رواہ احمد باسناد حسن واللفظ لہ والنسائی ولم یقل ولا یرفع الی اخرہ والبیهقی بتمامه کذا فی الترغیب والترهیب للحافظ المنذری)

ترجمہ: حضرت اُمّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ ایک دن حضور انور ﷺ میرے پاس سے گزرے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بوڑھی اور ضعیف ہوگئی ہوں (محنت ومجاہدہ والے اعمال کرنا دشوار ہے) آپ مجھے ایسا عمل بتادیں جسے میں بیٹھے بیٹھے کرتی رہا کروں، آپ نے فرمایا سو مرتبہ اللہ کی تسبیح بیان کر (مثلاً سُبْحَانَ اللّٰهِ کہہ لے) یہ عمل تیرے لئے (ثواب میں) ایسے سو غلاموں کے آزاد کرنے کی برابر ہوگا جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوں، اور سو مرتبہ اللہ کی تعریف بیان کر

Marfat.com

(مثلاً اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ لے) یہ عمل تیرے لئے (ثواب میں) ایسے سو گھوڑے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کو دینے کے برابر ہوگا جن پر زین کسی ہوئی ہو اور لگام لگی ہوئی ہو اور سو مرتبہ اللہ کی بڑائی بیان کر (مثلاً اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ لے) یہ عمل تیرے لئے قربانی کے ایسے سو بڑے جانور (گائے، اونٹ) صدقہ کرنے کے برابر ہوگا جن کے گلوں میں قلادے پڑے ہوں اور وہ اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہو جائیں اور سو مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ لے، اس عمل کا ثواب آسمان وزمین کے درمیان کو بھر دے گا اور جس دن تو یہ عمل کرلے گی اس دن مکہ میں کوئی شخص ایسا نہ ہوگا جس کا عمل تیرے عمل سے بڑھ کر ہو اور بارگاہِ رب العزت میں پیش کرنے کے لئے اوپر اٹھایا جارہا ہو ہاں اگر کوئی شخص تیرے جیسا عمل کر لے تو اس کا عمل بھی تیرے برابر ہوگا۔ (الترغیب والترہیب، ج ۲ ص ۲۴۵، الطباعۃ المنیریہ)

تشریح:- ہر عیب اور نقصان سے اللہ جل شانہٗ پاک ہے اس کے بیان کرنے کو تسبیح کہا جاتا ہے اور اللہ جل شانہٗ تمام صفات کمال سے متصف ہے وہ تعریف ہی کا مستحق ہے اس کے بیان کرنے کو تحمید کہا جاتا ہے اور اللہ کی بڑائی بیان کرنے کو (کہ وہ سب سے بڑا ہے) تکبیر کہا جاتا ہے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں) اس کو تہلیل کہا جاتا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَللّٰہُ اَکْبَر میں چاروں چیزیں یعنی تسبیح اور تحمید اور تکبیر اور تہلیل بیان کی جاتی ہیں۔

(۸۹) وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَاصٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ دَخَلَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِمْرَأَۃٍ وَبَیْنَ یَدَیْھَا نَوًی اَوْ حَصًی تُسَبِّحُ بِہٖ فَقَالَ اَلَآ اُخْبِرُکِ بِمَا ھُوَ اَیْسَرُ عَلَیْکِ مِنْ ھٰذَا اَوْ اَفْضَلُ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی السَّمَآءِ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی الْاَرْضِ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا بَیْنَ ذٰلِکَ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا ھُوَ خَالِقٌ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ مِثْلَ ذٰلِکَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ مِثْلَ ذٰلِکَ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مِثْلَ ذٰلِکَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ مِثْلَ ذٰلِکَ. (رواہ الترمذی وابوداؤد وقال الترمذی ھذا حدیث غریب)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ میں حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایک خاتون کے پاس گیا جن کے سامنے گٹھلیاں یا کنکریاں پڑی ہوئی تھیں اور وہ ان پر اللہ کی تسبیح پڑھ رہی تھیں، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کیا میں تمہیں اس سے آسان صورت نہ بتلا دوں یا فرمایا کیا اس سے افضل بات نہ بتادوں؟ (جس میں الفاظ مختصر ہوں اور ثواب زیادہ ہو، تم یہ پڑھا کرو) سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی السَّمَآءِ (میں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہوں جس قدر آسمانوں میں اس کی مخلوق ہے) اور سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی الْاَرْضِ (میں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہوں جس قدر زمین میں اس کی مخلوق ہے) اور سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا بَیْنَ ذٰلِکَ (میں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہوں جس قدر آسمان وزمین کے درمیان مخلوق ہے) اور سُبْحَانَ اللّٰہِ عَدَدَ مَا ھُوَ خَالِقٌ (میں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہوں بقدر اس مخلوق کے جسے اللہ جل شانہٗ آئندہ پیدا فرمائیں گے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ بھی اسی طرح پڑھو اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بھی اسی طرح پڑھو اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بھی اسی طرح پڑھو

Marfat.com

اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ بھی اسی طرح پڑھو۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۰۱ بحوالہ ترمذی وابوداؤد)

تشریح:- یہ جو فرمایا کہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ بھی اسی طرح پڑھو اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ بھی اسی طرح پڑھو اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بھی اسی طرح پڑھو اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ بھی اسی طرح پڑھو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر ایک کے ساتھ وہ الفاظ بڑھاتی جاؤ جو سُبْحَانَ اللّٰہِ کے ساتھ بڑھائے مثلاً یوں کہو اَللّٰہُ اَکْبَرُ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی السَّمَآءِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِی الْاَرْضِ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ عَدَدَ مَا بَیْنَ ذٰلِکَ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ عَدَدَ مَا ھُوَ خَالِقٌ اسی طرح لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ کے ساتھ ملا کر پڑھو۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَللّٰہُ اَکْبَر کی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے، اس سلسلہ میں مزید چند احادیث کا ترجمہ لکھا جا رہا ہے۔

جنت میں داخلہ:- حضور پرنور ﷺ نے (ایک مرتبہ) ارشاد فرمایا کہ جس نے اخلاص کے ساتھ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہہ لیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔

کسی نے عرض کیا کہ اس کا اخلاص کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کا اخلاص یہ ہے کہ پڑھنے والے کو خدا کی منع کی ہوئی چیزوں سے روک دے۔ (طبرانی)

یعنی اس کلمہ کو اخلاص کے ساتھ پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو خوب سمجھ کر پڑھے اور سچے دل سے یقین کے ساتھ خدا کے معبود ہونے کا اقرار کرے اور یہ یقین کرے کہ اللہ تعالیٰ حاضر و ناظر ہے، قدرت والا ہے، شدید العقاب اور سریع الحساب ہے، اس کا پختہ یقین کرنے سے گناہ سرزد نہ ہوں گے۔

عرش تک:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب کبھی بھی کوئی شخص اخلاص کے ساتھ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہے گا تو اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جائیں گے یہاں تک کہ وہ عرش تک پہنچ جائے گا جب تک کہ بڑے گناہوں سے بچتا رہے۔ (ترمذی)

اللہ تعالیٰ تک پہنچنا:- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ تسبیح (سُبْحَانَ اللّٰہِ) نصف میزان ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ترازو کو بھر دیتا ہے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے لئے کوئی پردہ نہیں ہے حتیٰ کہ وہ خدا کے پاس پہنچے۔ (ایضاً) سُبْحَانَ اللّٰہِ نصف میزان ہے یعنی قیامت کے روز سُبْحَانَ اللّٰہِ کا ثواب نصف ترازو کو بھر دے گا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کا ثواب پوری ترازو کو بھر دے گا۔

مشکوٰۃ شریف (کتاب الطہارۃ) میں ہے کہ رسول خدا ﷺ نے فرمایا ہے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ترازو کو بھر دیتا ہے اور سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ بھر دیتے ہیں زمین و آسمان کے درمیان کو۔ (الحدیث عن المسلم)

دنیا و مافیہا سے افضل:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر کہنا ان تمام چیزوں سے زیادہ پیارا ہے جن پر سورج نکلتا ہے۔ (مسلم)

یعنی اس کا ایک بار پڑھ لینا اس سب سے بہتر ہے جو آسمان کے نیچے ہے۔

روزانہ ہزار نیکیاں:- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ (ایک مرتبہ) ہم رسولِ خدا ﷺ کے

Marfat.com

پاس موجود تھے آپ نے فرمایا کیا تم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ ہزار نیکیاں روزانہ کمالو؟ یہ سن کر حاضرین مجلس میں سے ایک سائل نے سوال کیا ہم سے کوئی شخص کیسے ہزار نیکیاں کمائے؟ آپ نے فرمایا سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہہ لے تو اس کے لئے ہزار نیکیاں لکھ دی جائیں اور اس کے ہزار گناہ (صغیرہ) ختم کر دیئے جائیں گے۔ (مسلم)

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہدایت:- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ایک مرتبہ ذکر فرمایا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے خداوند عالم سے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار مجھے کوئی ایسی چیز بتا دیجئے جس کے ذریعہ (وظیفہ کے طور پر) آپ کو یاد کیا کروں اور آپ کو پکاروں۔

رب العالمین جل مجدہٗ نے ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا کرو۔ یہ سن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار اس کو تو تیرے سب ہی بندے پڑھتے ہیں اور میں تو ایسی چیز چاہتا ہوں جو خاص آپ مجھ کو بتائیں۔ رب تعالیٰ شانہٗ نے ارشاد فرمایا کہ اے موسیٰ (اس کلمہ کو معمولی نہ سمجھو) ساتوں آسمان اور جو میرے علاوہ ان کے آباد کرنے والے ہیں اور ساتوں زمینیں اگر ایک پلڑہ میں رکھ دی جائیں اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دوسرے پلڑہ میں رکھ دیا جائے تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (کا پلڑہ وزنی ہونے کی وجہ سے) ان سب کے مقابلہ میں جھک جائے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح عن شرح السنہ)

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیغام:- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس رات مجھ کو سیر کرائی گئی (یعنی معراج کی رات) میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملا تو انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اے محمد (ﷺ) اپنی امت کو میرا اسلام کہہ دیجیو[1] اور ان کو بتلا دیجیو کہ جنت کی اچھی مٹی ہے اور میٹھا پانی ہے اور وہ چٹیل میدان ہے اور اس کے پودے یہ ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر. (مشکوٰۃ المصابیح)

مطلب یہ ہے کہ جنت میں اگرچہ درخت بھی ہیں پھل اور میوے بھی ہیں مگر ان کے لئے چٹیل میدان ہی ہیں جو نیک عمل سے خالی ہیں۔ جنت کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی زمین کھیتی کے لائق ہو اس کی مٹی اچھی ہو، اس کے پاس بہترین میٹھا پانی ہو اور جب اس کو بو دیا جائے تو اس کی مٹی میں اپنی صلاحیت اور بہترین پانی کے سینچاؤ کی وجہ سے اچھے درخت اور بہترین غلہ پیدا ہو جائے بالکل اسی طرح جنت کو سمجھ لو کہ جو کچھ یہاں بو دو گے وہاں کاٹ لو گے اور بے عمل کے لئے خالی کی مانند ہے۔

پورے سو:- آنحضرت سرور عالم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو شخص صبح کو سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے اور شام کو سو مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے اس کو سو حج کرنے کا ثواب ملے گا اور جو شخص سو مرتبہ صبح کو خدا کی حمد کرے (اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے) اور سو مرتبہ شام کو خدا کی حمد کرے تو اس کو مجاہدین کو سو گھوڑے دینے کا ثواب ملے گا اور جس نے سو مرتبہ صبح کو اور سو مرتبہ شام کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا اس کو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے سو غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور جس نے سو مرتبہ صبح کو اور سو مرتبہ شام کو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا تو اس دن کوئی دوسرا شخص اس کے برابر عمل کرنے والا نہ ہوگا سوائے اس شخص کے جس نے اس کے برابر یا اس سے

---

[1] حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سلام کا جواب دینا چاہئے۔ ۱۲

Marfat.com

زیادہ (یہ مذکورہ) کلمات کہے ہوں۔ (ترمذی)

پت جھڑ کی طرح:- حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسولِ خدا ﷺ ایک ایسے درخت پر گزرے جس کے پتے سوکھے ہوئے تھے، آپ نے اس میں لاٹھی ماری جس کی وجہ سے پتے جھڑ گئے، آپ نے فرمایا کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور سُبْحَانَ اللّٰہِ اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ بندہ کے گناہوں کو اس طرح گرا دیتے ہیں جس طرح اس درخت کے پتے گر رہے ہیں۔ (ایضا)

افضل الذکر:- حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حضور ﷺ سے روایت ہے کہ سرور عالم نے ارشاد فرمایا کہ سب ذکروں میں افضل الذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے اور سب دعاؤں سے افضل دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ (ایضا ابن ماجہ)

جنت کی کنجیاں:- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت کی کنجیاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی گواہی دینا ہے۔ (ترغیب)

۹۹ دفتر:- حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رحمۃ للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز میرے ایک امتی کو تمام مخلوقات کے سامنے بلائیں گے پھر اس کے گناہوں کے ننانوے دفتر کھول دیں گے ہر دفتر اتنی دور تک پھیلا ہوگا جتنی دور تک نظر پہنچتی ہوگی پھر اللہ تعالیٰ اس سے فرمائیں گے کہ کیا ان لکھے ہوئے اعمال میں سے تو کسی چیز کا انکار کرتا ہے؟ کیا میرے لکھنے والے پہرہ داروں نے تجھ پر ظلم کیا ہے؟ وہ شخص عرض کرے گا کہ اے رب (میں منکر نہیں ہوں اور پہرہ داروں نے ظلم) نہیں (کیا)۔

رب العالمین جل مجدہٗ ارشاد فرمائیں گے تو کیا تیرے پاس کچھ عذر ہے؟ وہ کہے گا نہیں! اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہاں ہمارے پاس ایک نیکی موجود ہے اور بیشک آج تجھ پر کوئی ظلم نہ ہوگا۔

اس کے بعد ایک پرچہ نکالا جائے گا جس میں اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ لکھا ہوگا، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اپنے اعمال کا وزن دیکھو!

وہ عرض کرے گا کہ اے رب ان دفتروں کے سامنے اس پرچہ کی کیا حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بیشک آج تجھ پر ظلم نہ ہوگا (کہ صرف تیری برائیاں تول دی جائیں اور نیکی کو چھپا لیا جائے) چنانچہ ان دفتروں کو ایک پلڑے میں اور اس پرچہ کو دوسرے پلڑے میں رکھ دیا جائے گا سو وہ سب دفتر (اس پرچہ کے مقابلہ میں) ہلکے ہو جائیں گے۔ (مشکوٰۃ)

۳۶۰ جوڑوں کا شکریہ:- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑوں کو پیدا کیا ہے (اور ہر جوڑ کی جانب سے بطور شکریہ صدقہ کرنا لازم ہے) پس جس نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا اور سُبْحَانَ اللّٰہِ کہا اور اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ کہا اور کوئی پتھر یا کانٹا یا ہڈی لوگوں کے راستہ سے ہٹا دی یا بھلائی کا حکم کر دیا یا برائی سے (کسی کو) روک دیا اور ان میں سب یا تھوڑا ملا کر یا ایک ہی کی تعداد ۳۶۰ ہوگئی وہ اس دن اس حال میں چلتا پھرتا ہوگا کہ اس نے اپنی جان کو دوزخ سے بچا لیا۔ (مسلم)

ڈھال لے لو:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنا

Marfat.com

ڈھال سنبھال لو! صحابہؓ نے عرض کیا کہ کیا دشمن آ گیا؟ آپ نے فرمایا (دشمن سے بچانے والے ڈھال کو نہیں کہہ رہا ہوں) بلکہ دوزخ کا ڈھال سنبھال لو! کہو سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کیونکہ یہ قیامت کے روز آگے پیچھے آئیں گے اور یہ باقیات صالحات ہیں۔ (ترغیب)

اُحد پہاڑ کے برابر:- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم سے یہ نہیں ہوسکتا کہ روزانہ اُحد (پہاڑ) کے برابر عمل کرلیا کرو۔ صحابہؓ نے عرض کیا وہ کیا عمل ہے؟ فرمایا سُبْحَانَ اللّٰہِ احد سے بڑا ہے اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ احد سے بڑا ہے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ احد سے بڑا ہے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ احد سے بڑا ہے۔ (ترغیب)

چار کلموں کا انتخاب:- حضرت ابوسعید اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خداوند تعالیٰ نے سارے کلام سے چار کلام چھانٹے ہیں سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ جس نے ایک مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہا اس کے لئے بیس نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کے بیس گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور جس نے ایک مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا تو اس کا بھی یہی ثواب ہے اور جس نے ایک مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تو اس کا بھی یہی ثواب ہے اور جس نے اپنے دل سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ کہا اس کے لئے تیس نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اس کے تیس گناہ معاف کردیئے جائیں گے۔ (ترغیب)

ایمان تازہ کیا کرو:- ایک حدیث میں ہے کہ سرورِ عالم ﷺ نے حضرات صحابہ کرامؓ سے ارشاد فرمایا کہ اپنا ایمان تازہ کیا کرو، صحابہؓ نے سوال کیا کہ ہم اپنا ایمان کیسے تازہ کریں؟ آپ نے فرمایا کہ کثرت سے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا کرو۔ (الترغیب والترہیب)

تسبیحات فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

سوتے وقت اور فرض نماز کے بعد تسبیح، تحمید، تکبیر

(۹۰) عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ فَاطِمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَشْکُوْا اِلَیْہِ مَا تَلْقٰی فِیْ یَدِھَا مِنَ الرَّحٰی وَبَلَغَھَا اَنَّہٗ جَآءَہٗ رَقِیْقٌ فَلَمْ تُصَادِفْہُ فَذَکَرَتْ ذٰلِکَ لِعَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا فَلَمَّا جَآءَ اَخْبَرَتْہُ عَائِشَۃُ قَالَ فَجَآءَ نَا وَقَدْ اَخَذْنَا مَضَاجِعَنَا فَذَھَبْنَا نَقُوْمُ فَقَالَ عَلٰی مَکَانِکُمَا فَجَآءَ فَقَعَدَ بَیْنِیْ وَبَیْنَھَا حَتّٰی وَجَدْتُّ بَرْدَ قَدَمِہٖ عَلٰی بَطْنِیْ، فَقَالَ اَلَا اَدُلُّکُمَا عَلٰی خَیْرٍ مِّمَّا سَاَلْتُمَا اِذَا اَخَذْتُمَا مَضْجَعَکُمَا فَسَبِّحَا ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَحَمِّدَا ثَلٰثًا وَّثَلٰثِیْنَ وَکَبِّرَا اَرْبَعًا وَّثَلٰثِیْنَ فَھُوَ خَیْرٌ لَّکُمَا مِنْ خَادِمٍ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ (ایک بار) حضرت فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور چکی پیسنے کے نشان جو اُن کے ہاتھوں میں تھے اُن کو دکھا کر اپنی تکلیف ظاہر کرنے کا

Marfat.com

ارادہ کیا، (مقصد یہ تھا کہ کوئی غلام، باندی مل جائے) اور وجہ یہ تھی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے سنا تھا کہ آج کل آپ ﷺ کے پاس کچھ غلام آئے ہوئے ہیں، حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جب آپ ﷺ کے دولت کدہ پر پہنچیں تو وہاں آپ ﷺ تشریف نہ رکھتے تھے، لہٰذا ملاقات نہ ہوسکی (جس کی وجہ سے) اپنی معروض حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کہہ آئیں، جب حضور اقدس ﷺ تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کر دیا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائی تھیں وہ ایسی ایسی بات کہہ گئی ہیں (کہ مجھے چکی پیسنے کی وجہ سے تکلیف ہے، اگر خدمت کے لئے کوئی غلام باندی مل جائے تو محنت کے کام سے نجات مل جائے) حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ بات سن کر آپ ﷺ رات کو ہمارے پاس تشریف لگائے، اس وقت ہم (دونوں میاں بیوی) سونے کے لئے لیٹ چکے تھے، (آپ ﷺ کے احترام کے لئے) اٹھنے لگے تو فرمایا تم دونوں اپنی اپنی جگہ پر رہو، ہمارے قریب تشریف لائے اور میرے اور سیدہ فاطمہؓ کے درمیان تشریف فرما ہو گئے، اور اتنے قریب مل کر بیٹھ گئے کہ مبارک قدم کی ٹھنڈک مجھے اپنے پیٹ پر محسوس ہوگئی پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم دونوں کو اُس سے بہتر نہ بتادوں جو تم نے مجھ سے سوال کیا؟ تم ایسا کیا کرو کہ (رات کو) سونے کے لئے لیٹو تو ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور ۳۴ مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ لیا کرو، یہ تمہارے لئے خادم سے بہتر ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۲۰۹ از بخاری و مسلم)

تشریح:- مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اس موقع پر (فرض) نماز کے بعد بھی یہ تسبیحات پڑھنے کو ارشاد فرمایا، فرض نماز کے بعد اور سوتے وقت ان تسبیحات کو پابندی سے پڑھنا چاہئے، بزرگوں نے بتایا ہے اور تجربہ کیا گیا ہے کہ چونکہ آنحضرت ﷺ نے خادم دینے کے بجائے سوتے وقت ان تسبیحات کے پڑھنے کو ارشاد فرمایا تھا، اس لئے سوتے وقت اُن کے پڑھنے سے ایک طرح کی قوت حاصل ہوتی ہے اور دن بھر کی تھکن، محنت اور کام کاج کی دُکھن دور ہو جاتی ہے۔

حضرت علی ؓ نے فرمایا کہ جب سے میں نے یہ وظیفہ حضور اقدس ﷺ سے سنا کبھی اس کو ترک نہیں کیا، البتہ جنگ صفین[1] کے موقع پر بھول گیا تھا، پھر آخر رات میں یاد آیا تو ان کلمات کو پڑھ لیا۔ (ابوداؤد)

حضرت علی ؓ کے اس عمل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر شروع رات میں سوتے وقت پڑھنے سے یہ تسبیحات رہ جائیں تو بعد میں جب بھی موقع لگے رات کو کسی بھی وقت پڑھ لی جائیں۔

حضرت فاطمہؓ گھر کا کام کاج خود کرتی تھیں:- اوپر جو ہم نے پوری حدیث ترجمہ کے ساتھ نقل کی ہے اس میں اس بات کا ذکر ہے کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے ہاتھوں پر چکی پیسنے کے نشانات دکھا کر غلام یا باندی حاصل کرنے کے لئے بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہوئی تھیں، دوسری روایات میں ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا صرف چکی ہی نہیں پیستی تھیں، بلکہ پانی کا مشکیزہ بھی بھر کر لاتی تھیں، جس کے نشانات اُن کے سینے میں پڑ گئے تھے، اور اپنے گھر میں جھاڑو بھی خود ہی دیتی تھیں، جس سے کپڑے غبار میں

[1] صفین ایک جگہ کا نام ہے وہاں حضرت معاویہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کے درمیان جنگ ہوئی تھی، اسی لئے اُسے "جنگ صفین" کہتے ہیں، یہ بڑے معرکہ کی جنگ تھی، ۱۲

Marfat.com

بھر جاتے تھے، اور ہانڈی کے نیچے آگ بھی خود ہی جلاتی تھیں جس سے اُن کے کپڑوں کا رنگ دُھویں کے اثر سے سیاہی مائل ہو جاتا تھا، جب حضور اقدس ﷺ سے اپنی محنت و مشقت اور تکلیف کی شکایت کر کے غلام یا باندی کی درخواست کی تو آپ ﷺ نے اُن کو نہ باندی عطا فرمائی نہ غلام دیا، بلکہ آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ جو غلام باندی آئے تھے وہ تم سے پہلے شہداءِ بدر کے یتیم بچے لے گئے۔ (ابوداؤد، باب التسبیح عندالنوم)

دوسری روایت میں یہ ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت علیؓ و فاطمہؓ سے فرمایا خدا کی قسم ایسا نہ کروں گا کہ یہ غلام باندی تم کو دے دوں اور اصحابِ صفہ کو چھوڑ دوں، جن کے پیٹ بھوک سے پیچ و تاب کھا رہے ہیں، اُن کی قیمت اصحابِ[1] صفہ پر خرچ کروں گا، پھر اُن کے پاس رات کو تشریف لے گئے اُس وقت دونوں ایک ایسی چھوٹی چادر میں لپٹے ہوئے تھے کہ سر ڈھانکتے تھے تو پاؤں کھل جاتے تھے، اور پاؤں ڈھانکتے تھے تو سر کھل جاتے تھے، آپ ﷺ کو دیکھ کر دونوں اُٹھنے لگے، آپ نے فرمایا اپنی اپنی جگہ رہو اور فرمایا، کیا تمہیں اس چیز سے بہتر نہ بتا دوں جو تم نے سوال کیا ہے؟ عرض کیا ضرور ارشاد فرمائیے، اس پر آپؐ نے نماز کے بعد اور سوتے وقت مذکورہ تسبیحات پڑھنے کو بتائیں۔ (الاصابہ)

حافظ منذریؒ کی کتاب ''الترغیب والترہیب'' میں یہ بھی ہے کہ ایک خادم مل جانے کی آرزو ظاہر کرنے پر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

اِتَّقِی اللّٰہَ یَا فَاطِمَۃُ وَاَدِّیْ فَرِیْضَۃَ رَبِّکِ وَاعْمَلِیْ عَمَلَ اَھْلِکِ.

''یعنی اے فاطمہؓ! اللہ سے ڈرو، اور اپنے رب کے فرائض ادا کرتی رہو اور اپنے شوہر کے کام کاج میں لگی رہو''۔

گھر میں سامان کی کمی کوئی عیب نہیں:- حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا گھر کا کام کاج خود ہی کرتی تھیں، جیسا کہ مذکورہ بالا حدیث سے ثابت ہوا، کھانے پینے کی بھی کمی رہتی تھی، گھر میں سامان بس بہت ہی معمولی تھا، حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ دیکھا کہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے زینت کے عمدہ قسم کے کپڑے کا پردہ دروازے پر لٹکا رکھا ہے تو اس پر خفگی کا اظہار فرمایا اور ارشاد ہوا کہ یہ میرے گھر والے ہیں میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اپنے حصہ کی عمدہ چیزیں اسی زندگی کے اندر کھا لیں۔ (مشکوٰۃ)

حضور اقدس ﷺ کا فقر اختیاری تھا، اپنے گھر والوں کے لئے بھی اسی کو پسند فرماتے تھے۔

ایک مرتبہ حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حاضر خدمت ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے اور علیؓ کے پاس صرف مینڈھے کی ایک کھال ہے، جس پر ہم رات کو سوتے ہیں، اور دن کو اس پر اونٹ کو چارہ کھلاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے میری بیٹی صبر کر، کیونکہ موسیٰ علیہ السلام نے دس برس تک اپنی بیوی کے ساتھ قیام کیا، اور دونوں کے پاس صرف ایک عبا تھی (اسی کو اوڑھتے اور اسی کو بچھاتے تھے) (شرح مواہب لدنیہ)

---

[1] اصحابِ صفہ وہ حضرات تھے جو دین متین کے لئے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ کر پڑ گئے تھے نہ ان کا کاروبار تھا نہ گھر بار تھا، بھوک و پیاس کو غذا بنا کر درسگاہِ نبوی ﷺ کے طالب علم بن کر رہتے تھے اور ذکر و تعلیم ان کا مشغلہ تھا، مسجد نبوی ﷺ سے باہر ایک صفہ (چبوترہ) سائبان ڈال کر ان حضرات کی اقامت کے لئے بنا دیا گیا تھا، اس لئے ان کو اصحابِ صفہ کہا جاتا ہے، احقر راقم الحروف نے ان حضرات کے احوال میں ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام ''اصحابِ صفہ'' ہے اور ایک رسالہ میں آنحضرت ﷺ کی صاحبزادیوں کے حالات بھی لکھے ہیں، مطالعہ فرمائیں۔

Marfat.com

حضور اقدس ﷺ اگر چاہتے تو اپنی صاحبزادی کو ایک غلام یا باندی عنایت فرما دیتے، مگر آپ ﷺ نے ضرورت کا احساس فرمایا، اور آپ کی خداداد رحمت و رأفت نے اسی پر آپ ﷺ کو آمادہ کیا، کہ صفہ میں رہنے والے میری بیٹی سے زیادہ ضرورت مند ہیں، کسی نہ کسی طرح دُکھ تکلیف سے محنت و مشقت کرتے ہوئے صاحبزادی کی زندگی گزر تو رہی ہے مگر صفہ والے تو بہت ہی بدحال ہیں، جن کو فاقوں پر فاقے گزر جاتے ہیں، اُن کی رعایت مقدم ہے، اور صاحبزادی کو ایسا عمل بتایا جو آخرت میں بے انتہا اجر و ثواب کا ذریعہ بنے، دنیا کی فنا ہونے والی تکلیف آخرت کے بے انتہا انعامات کے مقابلہ میں بہت ہی بے حقیقی ہے، اسی لئے آنحضرت ﷺ نے اس موقع پر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ اللہ سے ڈرو اور اپنے شوہر کا کام انجام دیتی رہو، اور اپنے رب کا فریضہ ادا کرتی رہو، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں عرض کیا کہ ''میں اللہ (کی تقدیر) اور اس کے رسول ﷺ (کی تجویز) پر راضی ہوں'' شاید ڈرنے کو اس لئے فرمایا کہ دنیاوی آرام و راحت کا سامان طلب کرنا ان کے بلند مرتبہ کے خلاف تھا۔ واللہ اعلم۔

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا دونوں جہان کے بادشاہ کی سب سے پیاری بیٹی اور جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہیں، گھر کا کام کاج خود کرتی تھیں، ہانڈی پکانا، جھاڑو دینا، چکی پیسنا، مشکیزہ بھر کر پانی لانا ان کا روزانہ کا عمل تھا، معلوم ہوا کہ اپنے گھر کا کام کاج کرنا کوئی عیب کی بات نہیں ہے۔

آج کل کی عورتیں خاص کر جن کے شوہروں کے پاس چار پیسے ہیں گھر کے کام کرنے کو عیب سمجھتی ہیں، جس کی وجہ سے نوکر چاکر رکھنے پڑتے ہیں، اور ان لوگوں سے بہت سے دینی اور دنیاوی نقصان بھی پہنچ جاتے ہیں، بہت سے خاندانوں میں مردوں یا قریب البلوغ لڑکوں کو اندرونِ خانہ کام کاج پر ملازم رکھ لیا جاتا ہے گھر کی بہو بیٹیاں سب اُن کے سامنے آتی ہیں، اور شرم و حجاب کو بالائے طاق رکھ دیا جاتا ہے۔ یہ بڑی بے دینی کی بات ہے، اپنے گھر کا کام کاج خود انجام دینے سے صحت بھی اچھی رہتی ہے اور کام بھی مرضی کے مطابق ہوتا ہے۔

روایاتِ بالا سے یہ بھی معلوم ہوا کہ گھر میں سامان کی کمی کوئی عیب اور عار کی بات نہیں ہے، انسان کی اصل شرافت اس کے اچھے اخلاق، عمدہ اوصاف، خدا ترسی، عبادت کی پابندی اور تقویٰ و طہارت کی زندگی ہے، عمدہ کپڑوں اور بنگلوں سے نیز صوفہ سیٹ اور میز کرسیوں سے، بھڑک دار لباس اور مزین کمروں سے انسان میں کوئی شرافت نہیں آجاتی، اگر کوئی شخص پچاس لاکھ کے بنگلے میں رہتا ہے اور بداخلاق بھی ہے، تو اس میں کوئی شرافت نہیں، کسی کے چیمبر میں صوفہ سیٹ ہے، دیواریں مزین ہیں، خوبصورت پردے لٹکے ہوئے ہیں مگر نمازیں غارت کی جاتی ہیں، زکوٰتیں نہیں دی جاتیں، تو یہ کوئی بڑائی نہیں، پھر اگر یہ چیزیں حرام مال سے ہوں تو دوزخ میں لے جانے کا ذریعہ بنیں گی، دوزخ میں سخت عذاب بھی ہے اور بہت بڑی ذلت بھی، اُس ذلت کے مقابلہ میں یہاں کے دنیاداروں کے سامنے ناک نیچے کر کے رہنا اور کرّ و فر سے باز رہنا کوئی بے آبروئی نہیں ہے، سمجھدار وہ ہے جو آخرت کی فکر کرے، فرائض پورے کرے اور حرام سے بچے، جو دوزخ کے کام کرتا ہو وہ کیسے بڑا آدمی ہو سکتا ہے؟ بڑا وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں لگا ہو۔

Marfat.com

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ

اس کلمہ کی بہت فضیلت احادیث شریفہ میں وارد ہوئی ہے، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عبداللہ![1] کیا میں تم کو ایسا کلمہ نہ بتادوں جو جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے، عرض کیا ضرور ارشاد فرمائیں، آپ ﷺ نے فرمایا وہ کلمہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ہے۔ (صحیح بخاری)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اُن سے فرمایا کیا تم کو جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ نہ بتادوں؟ عرض کیا وہ کیا ہے؟ فرمایا وہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ہے۔ (ترغیب عن احمد)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جس نے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ کَثِیْرًا وَّلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ کہا، اس کے گناہوں کا کفارہ ہوجائے گا، اگرچہ سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں۔ (اخرجہ الحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ باقیات صالحات (یعنی ایسی چیزوں) کی کثرت کرو (جو باقی رہنے والی ہیں سراپا خیر ہے) عرض کیا گیا وہ کیا ہیں؟ فرمایا وہ یہ ہیں: اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ. (رواہ احمد وابویعلی والنسائی واللفظ لہ وابن حبان فی صحیحہ والحاکم وقال صحیح الاسناد کذا فی الترغیب)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ جنت کے پودے ہیں۔ (رواہ احمد باسناد حسن کما فی الترغیب)

متعدد صحابہؓ سے ارشادِ نبوی ﷺ منقول ہے کہ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ننانوے مرضوں کی دوا ہے، جن میں سب سے سہل غم ہے، (یعنی غم کی تو اس کے سامنے کوئی حقیقت ہی نہیں) (کنز العمال)

فائدہ:- عام روایات میں صرف لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ ہی وارد ہوا ہے، البتہ صحیح مسلم کی بعض روایات میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ کے ساتھ اَلْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ بھی وارد ہوا ہے، اور دعائے حفظِ قرآن جو امام ترمذی نے نقل کی ہے اس میں اَلْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ کا اضافہ ہے۔

فائدہ:- لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ کا مطلب یہ ہے (جو حضور اقدس ﷺ سے مروی ہے) کہ گناہوں سے بچنے کا کوئی ذریعہ نہیں، سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ بچالے اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری پر لگنے کی کوئی طاقت نہیں، مگر اللہ کی مدد کے ساتھ۔ (کنز العمال عن ابن مسعود وعزاہ الی ابن النجار)

تین کلمات جن کے پڑھنے کا بے انتہا ثواب ہے

(۹۱) وَعَنْ جُوَیْرِیَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِہَا بُکْرَةً حِیْنَ صَلَّی الصُّبْحَ وَہِیَ فِیْ مَسْجِدِہَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ اَنْ اَضْحٰی وَہِیَ جَالِسَةٌ قَالَ مَازِلْتِ عَلَی الْحَالِ الَّتِیْ فَارَقْتُکِ عَلَیْہَا قَالَتْ نَعَمْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَکِ اَرْبَعَ کَلِمَاتٍ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ الْیَوْمَ لَوَزَنَتْہُنَّ

---

[1] یہ حضرت ابوموسیٰ اشعری کا نام نامی ہے۔ ۱۲

Marfat.com

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ.

ترجمہ: ام المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ ایک دن نمازِ فجر سے فارغ ہو کر رسول اکرم ﷺ میرے پاس سے علی الصباح باہر تشریف لے گئے، اُس وقت میں اپنے مصلّے پر تھی، پھر چاشت کا وقت ہو جانے کے بعد آپ تشریف لائے، اُس وقت میں اسی نماز کی جگہ بیٹھی ہوئی تھی، جہاں آپ نے مجھے چھوڑا تھا، آپ نے مجھ سے دریافت فرمایا کیا تم اس وقت سے لے کر اب تک اسی حالت پر ہو، جس پر میں نے تم کو چھوڑا تھا؟ عرض کیا جی ہاں! آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تم سے جدا ہونے کے بعد چار کلمات تین مرتبہ پڑھے ہیں، تم نے جس قدر بھی آج (مسلسل دو تین گھنٹے تک ذکر کیا ہے اگر اس کے مقابلہ میں ان کلمات کو تولا جائے تو ان کلمات کا وزن زیادہ ہو جائے گا وہ چار کلمات یہ ہیں جن کو تین مرتبہ پڑھا (۱) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ (۲) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ رِضَا نَفْسِهٖ (۳) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ زِنَةَ عَرْشِهٖ (۴) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ. (مشکوٰۃ، ص ۲۰۰ بحوالہ مسلم)

حضرت جویریہؓ کیسے ام المؤمنین بن گئیں

تشریح:- حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حارث بن ابی ضرار کی بیٹی تھیں جو پہلے یہودی تھے، بعد میں اسلام قبول کیا، شعبان ۵ ھ میں بنو المصطلق سے حضور اقدس ﷺ نے جہاد کیا اس غزوہ میں بنو المصطلق نے شکست کھائی اُن کے دس آدمی مارے گئے اور بہت بھاری تعداد میں مسلمانوں کے ہاتھ قیدی آ گئے، ان قیدیوں میں حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی تھیں۔ جنگ میں جو قیدی ہاتھ آئیں اسلام کے قانون کے مطابق امیر المومنین کی صوابدید پر ان کو غلام اور باندی بنایا جا سکتا ہے۔ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا چونکہ قید ہو کر آئی تھیں، اس لئے یہ بھی تقسیم میں آ گئیں یعنی حضرت ثابت بن قیسؓ یا ان کے چچازاد بھائی کو دے دی گئیں، حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے باندی بن کر رہنا پسند نہ کیا اور اپنے آقا سے نو اوقیہ سونے پر کتابت کا معاملہ کر لیا۔ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے[1]، کتابت اس کو کہتے ہیں کہ باندی اور غلام کا آقا سے اس طرح معاملہ ہو جائے کہ مخصوص اور متعین رقم آقا کو ادا کر دیں تو آزاد ہو جائیں۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے کتابت کا معاملہ کر کے دربار رسالت میں حاضری دی اور عرض کیا کہ میں سردار قوم حارث بن ابی ضرار کی بیٹی ہوں اور میں نے کتابت کا معاملہ کر لیا ہے اور میں آپ ﷺ سے مدد چاہتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں اس سے بہتر راہ نہ بتا دوں؟ عرض کیا وہ کیا؟ فرمایا یہ کہ تمہاری طرف سے میں مال ادا کر دوں اور تم سے نکاح کر لوں، عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے منظور ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے ان کی طرف سے مال ادا فرما دیا اور اس طرح ان کو آزاد کرا کر ان سے نکاح فرما لیا۔

حضرات صحابہؓ کا بے مثال ادب:- جب آپ ﷺ نے ان سے نکاح فرما لیا تو سارے مدینہ میں خبر گونج گئی، ان کی قوم اور خاندان کے سینکڑوں غلام اور باندیاں حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گھروں میں موجود

[1] ایک درہم ۳ ماشہ ایک رتی اور ۵/۱ چاندی کا ہوتا تھا۔ ۱۲

Marfat.com

تھیں، آنحضرت ﷺ کے اس مبارک نکاح کی خبر پھیلتے ہی حضرات صحابہ کرام ؓ نے اس احترام کے پیش نظر کہ اب تو یہ سیدِ عالم ﷺ کے سسرال والے ہو گئے، یہ تمام غلام اور باندی آزاد کر دیئے۔ حضرت جویریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے اس بارے میں حضور اقدس ﷺ سے گفتگو بھی نہ کی تھی، مسلمانوں نے خود ہی میری قوم اور خاندان والوں کو آزاد کر دیا جس کی خبر میرے چچا کی لڑکی نے مجھے دی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے کوئی عورت ایسی نہیں دیکھی جو جویریہؓ سے بڑھ کر اپنی قوم کے لئے بڑی برکت والی ثابت ہوئی ہو۔ حضور اقدس ﷺ نے اُن سے نکاح کیا تو اس کی وجہ سے بنو المصطلق کے سو گھرانے آزاد ہو گئے۔

جب آنحضرت ﷺ نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کرا کے اُن سے اپنا نکاح کر لیا تو حضرت جویریہؓ کے والد آنحضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور عرض کیا "میری بیٹی معزز ہے جسے قیدی بنا کر رکھنا گوارا نہیں ہے لہٰذا آپ اسے چھوڑ دیجئے"۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر میں اسے اختیار دوں کہ جی چاہے تو چلی جائے اور چاہے تو میرے پاس رہے تو اس کو تم اچھا سمجھتے ہو؟ حارث نے جواب دیا جی ہاں بہت مناسب ہے! اس کے بعد حارث اپنی بیٹی کے پاس آئے اور پورا واقعہ نقل کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے اختیار دے دیا ہے کہ چاہے تو چلی جائے، لہٰذا میرے ساتھ چل! حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نے جواب میں فرمایا اِخْتَرْتُ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ (میں اللہ اور رسول ﷺ کو اختیار کرتی ہوں تمہارے ساتھ نہ جاؤں گی۔

حضرت جویریہؓ کے والد کا مسلمان ہونا:- آنحضرت ﷺ کا ایک معجزہ دیکھ کر حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد بھی مسلمان ہو گئے تھے جس کی تفصیل یہ ہے کہ جنگ کے موقع پر جب بنو المصطلق کو شکست ہو گئی اور مسلمانوں نے ان کو قید کر لیا جن میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں تو اس موقع پر اُن کے والد کسی طرح فرار ہو گئے اور قید ہونے سے بچ گئے۔ بعد میں اپنی بیٹی کو چھڑانے کے لئے مدینہ منورہ کا رُخ کیا، اور مال دے کر چھڑانے کی نیت سے بہت سے اونٹ ساتھ لے کر چلے۔ چلتے چلتے اُن اونٹوں میں سے دو اونٹ دل کو بہت ہی زیادہ بھا گئے، جنہیں عقیق کی گھاٹیوں میں چھپا کر باقی اونٹ لے کر بارگاہِ رسالتؐ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہماری بیٹی آپ کے قبضہ میں آ گئی ہے لہٰذا اس کے بدلے یہ اونٹ لے کر اُسے چھوڑ دیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ اونٹ کہاں ہیں جن کو تم عقیق کی گھاٹیوں میں چھپا کر آئے ہو؟ یہ سنتے ہی حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے والد نے کلمہ شہادت پڑھ لیا اور یہ کہا کہ واقعی آپ اللہ کے رسول ہیں ان دونوں اونٹوں کے چھپانے کا علم اللہ کے سوا کسی کو نہیں تھا۔ جب آپ نے ان کے متعلق خبر دی تو ضرور اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دی ہے ان کے ساتھ ان کے دو بیٹوں اور قوم کے بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔

نام بدلنا:- حضرت سیدِ عالم ﷺ نامناسب ناموں کو بدل دیا کرتے تھے۔ حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا نام برّہ تھا آپ ﷺ نے بدل کر جویریہ رکھا (برّہ بمعنی نیک ہے اس کو اس لئے تبدیل کیا کہ اس سے خودستائی ہوتی ہے، اور نیک ہونے کا دعویٰ ظاہر ہوتا ہے) چونکہ اس کتاب میں حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کی روایت پہلی دفعہ آئی ہے اس لئے ہم نے ان کا تعارف کرا دیا ہے، گو بات لمبی ہو گئی مگر مفید بہت ہے یہ حالات الاصابہ اور الاستیعاب سے ماخوذ ہیں۔ یہاں یہ بات دیکھنے کی ہے کہ ایک یہودی عورت رسولِ خدا ﷺ کی

Marfat.com

صحبت بابرکت میں آتے ہی کیسی عابدہ اور ذاکرہ بن گئی کہ گھنٹوں مصلّے پر بیٹھی ہوئی اللہ سے لو لگا رہی ہے، درحقیقت حضور اقدس ﷺ کی تعلیم و تربیت سے مردوں اور عورتوں میں شانِ عبدیت اُجاگر ہو جاتی تھی اور خالق و مخلوق کا رشتہ بہت مضبوط ہو جاتا تھا۔ بندے اپنے خالق کو پہچاننے لگتے تھے، اور خالق کے احکام کی تکمیل کے لئے مر مٹتے تھے اور دل میں اپنے خالق و مالک کی یاد بساتے تھے اور زبان کو بھی اس کی یاد میں تر رکھتے تھے، آج بھی جو مرد و عورت اتباعِ سنت کے ذریعہ رسول اللہ ﷺ سے نزدیک ہیں دل و جان اور لسان و جنان (زبان و دل) سے ذکر الٰہی میں لگے رہتے ہیں۔

حدیث شریف سے ایک یہ بات معلوم ہوئی کہ کثرت عمل ہی کثرت ثواب کا ذریعہ نہیں ہے بلکہ بعض مرتبہ تھوڑا عمل بھی بڑے عمل سے بڑھ جاتا ہے جس کا ثواب زیادہ مل جاتا ہے۔ چنانچہ ایک مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ کہنے کا بہت زیادہ ثواب ہے پھر اس ثواب میں بے انتہا اضافہ ہو گیا جبکہ یہ الفاظ بڑھا دیئے عَدَدَ خَلْقِهٖ وَرِضَا نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ، حمد و تسبیح زبان سے ایک مرتبہ نکلی اور اس کی مقدار بڑھانے کے لئے الفاظ بالا بڑھا دیئے گئے۔ سب مسلمان ماؤں اور بہنوں سے درخواست ہے کہ کم از کم صبح شام ایک ایک تسبیح ان چیزوں کی اس طرح پڑھا کریں:

(۱) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ (۲) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ رِضَا نَفْسِهٖ

(۳) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ زِنَةَ عَرْشِهٖ (۴) سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ.

ترجمہ: (۱) میں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہوں اور اس کی تعریف کرتی ہوں جس قدر اس کی مخلوق ہے۔

(۲) میں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہوں اور اس کی تعریف کرتی ہوں جس سے وہ راضی ہو جائے۔ (۳) میں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہوں اور اس کی تعریف کرتی ہوں جس قدر اس کے عرش کا وزن ہے۔

(۴) میں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہوں اور اس کی تعریف کرتی ہوں جس قدر اس کی تعریف کے بے انتہا کلمات لکھنے کی روشنائی ہو۔

اگر صبح شام نہ ہو سکے تو کم از کم ایک تسبیح ۲۴ گھنٹے میں تو ضرور پڑھ لیا کریں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق دیں۔ آمین

کلمہ توحید کے فضائل

(۹۲) وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ عَشْرَ مِرَارٍ کَانَ کَمَنْ اَعْتَقَ اَرْبَعَةَ اَنْفُسٍ مِنْ وُلْدِ اِسْمٰعِیْلَ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ انصاری سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے دس مرتبہ یوں کہا:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

"کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے"

Marfat.com

تو اس کو ایسے چار غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوں"۔ (صحیح مسلم، ص ۳۴۴، ج ۲)

تشریح:- جب مسلمان شرعی جہاد کرتے تھے تو اُن کے پاس لونڈی غلام بھی ہوتے تھے، امیر المؤمنین جہاد میں شریک ہونے والے مسلمانوں پر اُن کافر قیدیوں کو بانٹ دیتے تھے، جن کو قید کر لیا جاتا تھا، یہ جہاد کرنے والوں کی ملکیت ہو جاتے تھے، پھر اُن میں بہت سے اسلامی اخلاق و اعمال سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیتے تھے، غلام آزاد کرنے کی بڑی فضیلت حدیث شریف میں وارد ہوئی ہے، ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جب کسی نے کوئی مسلمان غلام آزاد کر دیا اللہ تعالیٰ اس کے ہر ہر عضو کے عوض آزاد کرنے والے کے اعضاء کو دوزخ سے آزاد فرما دیں گے۔ (بخاری و مسلم)

مذکورہ حدیث میں فرمایا کہ جس نے مذکورہ بالا کلمہ (جسے ہم کلمہ توحید کہتے ہیں) دس مرتبہ پڑھ لیا، تو اس کو ایسے چار غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے گا جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد سے ہوں۔ مطلق غلام آزاد کرنے کا بھی بڑا ثواب ہے، لیکن خصوصیت کے ساتھ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے کوئی قسمت کا مارا کفر کی سزا میں غلام بنا لیا جائے اور وہ کسی کی ملکیت میں آ جائے تو شرفِ نسبی کی وجہ سے اس کے آزاد کرنے کا ثواب اور زیادہ بڑھ جاتا ہے، اس کلمہ کو دس مرتبہ پڑھنا چاہیں تو دو تین منٹ میں پڑھ سکتے ہیں ذرا سی دیر کے عمل پر اتنا بڑا ثواب عنایت فرمانا اللہ جل شانہٗ کا کتنا بڑا احسان ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رات کو (کسی وقت) اس حالت میں بیدار ہو کہ اس کے منہ سے (ذکر کے) الفاظ نکل رہے ہوں اور اس نے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہا، پھر رَبِّ اغْفِرْ لِيْ کہا، یا فرمایا کہ دُعا کی تو اس کی دعا قبول ہوگی، پھر اگر وضو کیا اور نماز (تہجد) پڑھ لی تو اس کی نماز قبول کر لی جائے گی۔ (صحیح بخاری وغیرہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسولِ اکرم ﷺ سے سنا ہے کو جو شخص لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط کہے جس سے اس کا مقصود صرف اللہ کی رضا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو جَنَّاتُ النَّعِيْم میں داخل فرمائے گا۔ (رواہ الطبرانی من روایۃ یحییٰ بن عبداللہ البابلتی قالہ المنذری) [1]

اس کلمہ کو کلمہ توحید اور کلمہ چہارم کہتے ہیں، جیسا کہ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کو کلمہ تمجید اور کلمہ سوم کہتے ہیں، حدیثوں میں اُن کے پڑھنے کی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، اور اُن کے نام یا نمبر عوام میں مشہور ہو گئے ہیں اور امتیاز کرنے کے لئے اس طرح نام رکھنے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

کلمہ توحید کو بہت سے مواقع میں پڑھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے حج کے موقع پر جب صفا مروہ کی سعی فرمائی تو صفا پر اس کلمہ کو پڑھا، اور ان لفظوں کا اضافہ فرمایا لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَحْـدَهٗ اَنْـجَزَ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ ط پھر صفا سے چل کر جب مروہ پر پہنچے تو وہاں بھی وہی عمل کیا جو صفا پر کیا تھا۔ (صحیح مسلم)

---

[1] وقد قال فی اٰخر الکتاب ضعفہ غیر واحد وقد وثق واستشھد بہ البخاری۔ ۱۲

Marfat.com

سنن ترمذی میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے بہترین دعا یومِ عرفہ (یعنی حج کے موقع پر عرفات) کی دعا ہے، اور سب سے بہتر کلمہ جو میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے (اس موقع پر کہا) یہ ہے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط (حسنہ الترمذی مع انه قال فی بعض الرواة انه لیس بالقوی عند اهل الحدیث ، قال الشوکانی فی تحفة الذاکرین واخرجه ایضاً احمد باسناد رجاله ثقات ولفظه کان اکثر دعاء رسول الله صلی الله علیه وسلم یوم عرفة لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الخ)

کلمہ توحید کے مذکورہ الفاظ کے ساتھ دوسری روایات میں بِیَدِہِ الْخَیْرُ اور یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ اور وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ کا اضافہ بھی وارد ہوا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے بازار میں یہ کہا:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط

''کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا وہ تنہا ہے، اُس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ملک ہے، اور اسی کے لئے سب تعریف ہے وہی زندہ فرماتا ہے اور وہی موت دیتا ہے، اور وہ (ہمیشہ) زندہ ہے اس کو موت نہیں آئے گی، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے''

تو اس کے لئے اللہ جل شانہٗ دس لاکھ نیکیاں لکھ دیں گے، اور اس کے دس لاکھ گناہ معاف فرما دیں گے، اور اس کے دس لاکھ درجات بلند فرما دیں گے اور اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیں گے۔

(رواه الترمذی ورواه الحاکم فی المستدرك وابن ماجه وابن ابی الدنیا)

حضرت عبدالرحمٰن بن غنم رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ جو شخص نمازِ مغرب اور نمازِ فجر سے فارغ ہو کر اپنی جگہ سے ہٹے بغیر (اسی طرح) ٹانگیں موڑے ہوئے (جس طرح التحیات پڑھنے کے لئے بیٹھا ہے) دس مرتبہ

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط

پڑھ لے تو ہر مرتبہ کے بدلہ اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی، اور اس کے دس گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور اس کے دس درجے بلند کر دیئے جائیں گے، اور یہ کلمات ہر تکلیف سے اور شیطان مردود سے اس کے لئے حفاظت کی چیز بن جائیں گے، اور سوائے شرک کے کوئی گناہ اس کو ہلاک نہ کر سکے گا اور یہ شخص سب سے افضل ہوگا، الا یہ کہ کوئی شخص اس سے بڑھ جائے (یعنی) اس سے زیادہ کہہ لے جو اُس نے کہا (عزاه صاحب المشکوٰة الی احمد وکذا المنذری فی الترغیب وقال رجال له رجال الصحیح غیر شهر بن حوشب وعبدالرحمن بن غنم مختلف فی صحبته وقد

لہ قال الشوکانی فی تحفة الذاکرین بعد عزو الحدیث الی هولاء قلت والحدیث اقل احواله ان یکون حسنا وان کان فی ذکر العدد علی هذه الصنفة نکارة.

Marfat.com

روی ھذا الحدیث عن جماعة من الصحابة) بعض روایات میں ان کلمات کو نمازِ عصر سے فارغ ہو کر پڑھنا بھی وارد ہوا ہے۔ (ترغیب)

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ ہر فرض نماز کے بعد یہ پڑھتے تھے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ط اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ ط (مشکوٰۃ المصابیح ص ۸۸ عن البخاری و مسلم)

''کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا، وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اے اللہ تو جو کچھ عطا فرمائے اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو کچھ تو روک لے اس کا کوئی دینے والا نہیں اور کسی مال والے کو اس کا مال تیرے فیصلہ کے مقابلہ میں کوئی نفع نہیں دے سکتا''۔

فرض نمازوں کے بعد جو تسبیحات پڑھنے کو بتائی ہیں اُن کے پڑھنے کے کئی طریقے وارد ہوئے ہیں، ان میں سے ایک یہ ہے کہ ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰهِ اور ۳۳ مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور ۳۳ مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہے، اس طرح ننانوے عدد ہو جاتے ہیں اور سو کا عدد پورا کرنے کے لئے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ایک مرتبہ پڑھ لے۔ (مشکوٰۃ)

استغفار

ذکر اللہ میں استغفار کی بھی بڑی اہمیت ہے، اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی مغفرت چاہنے کو استغفار کہتے ہیں، اللہ جل شانہٗ نے اپنے نبی پاک ﷺ کو استغفار کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا

''پس آپ ﷺ اپنے رب کی تسبیح اور تحمید بیان کیجئے اور اس سے مغفرت کی درخواست کیجئے، بیشک وہ بڑا توبہ قبول فرمانے والا ہے''۔

اور عام مومنین کو استغفار کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ط وَاسْتَغْفِرُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○

''اور جو نیک عمل اپنے لئے آگے بھیج دو گے اس کو اللہ کے پاس پہنچ کر اس سے اچھا اور ثواب میں بڑا پاؤ گے، اور اللہ سے گناہ معاف کراتے رہو، بیشک اللہ غفور رحیم ہے''۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ (جب) شیطان (مردود ہو گیا تو اس) نے کہا کہ اے رب! تیری عزت کی قسم ہے میں تیرے بندوں کو ہمیشہ بہکاتا

Marfat.com

رہوں گا، جب تک اُن کی روحیں اُن کے جسموں میں رہیں گی، اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت وجلال کی اور اپنے رفعتِ مقام کی جب تک وہ مجھ سے استغفار کرتے رہیں گے میں اُن کو بخشتا رہوں گا۔ (احمد)

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ کہے اس کی مغفرت کردی جائے گی اگر چہ میدانِ جہاد سے بھاگا ہو۔ (مشکوٰۃ)

ایک حدیث میں ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس کو یہ پسند ہو کہ اس کا نامہ اعمال اُس کو خوش کرے تو چاہئے کہ استغفار کی کثرت کرے۔ (ترغیب)

مومن بندوں کو چاہئے کہ دیگر اذکار واوراد کے ساتھ استغفار کی کثرت کو بھی معمول بنائیں، کم از کم صبح وشام سو سو مرتبہ تو استغفار پڑھ ہی لیا کریں، اس کے علاوہ جس قدر ممکن ہو استغفار کی کثرت کریں۔

استغفار کے الفاظ ابھی ابھی دو روایتوں میں گزر چکے ہیں ان کو اختیار کریں، اور کچھ بھی یاد نہ ہوتا ہو تو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ہی کثرت سے پڑھتے رہیں۔ استغفار کے فوائد تفصیل کے ساتھ آخر کتاب میں آرہے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ۔ وہاں استغفار ماثورہ کے الفاظ بھی لکھ دیئے ہیں۔

فضائل الصلوٰۃ والسلام علیٰ سید الانام (عَلَیْہِ اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَالسَّلَامِ)

اذکار میں درود شریف کو بھی بہت اہمیت حاصل ہے، قرآن مجید میں صلوٰۃ وسلام کا حکم وارد ہوا ہے اور احادیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ ہم نے فضائل صلوٰۃ وسلام کے عنوان سے ایک مستقل رسالہ لکھا ہے، یہاں چند احادیث مختصر طور پر درج کرتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص ایک بار مجھ پر درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا اور اس کے دس گناہ معاف ہوں گے اور اس کے دس درجے بلند کردیئے جائیں گے (نسائی شریف) اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور اُس کو دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ملے گا (کمافی الترغیب عن البراء بن عازب)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے روز مجھ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہوگا جو مجھ پر سب سے زیادہ درود پڑھتا تھا، (ترمذی)

حضرت رُویفع بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھ پر درود پڑھا اور یوں کہا اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ (اے اللہ! سیدنا محمد ﷺ کو قیامت کے روز اپنے نزدیک مقام میں نازل کیجئے، تو اس کے لئے میری شفاعت ضروری ہوگی)۔ (رواہ احمد کمافی المشکوٰۃ)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ اللہ کے بہت سے فرشتے زمین میں گشت لگاتے پھرتے ہیں اور ان کا کام یہ ہے کہ میری امت کا سلام مجھ تک پہنچا دیتے ہیں۔ (دارمی)

حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک روز رسولِ خدا ﷺ (صحابہ کے مجمع میں) اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ ﷺ کے چہرۂ انور پر خوشی ظاہر ہو رہی تھی (مجمع میں پہنچ کر) فرمایا کہ جبرئیلؑ میرے

Marfat.com

پاس آئے اور انہوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے محمد ﷺ کیا تم کو یہ بات خوش نہ کرے گی کہ تمہاری امت میں سے جو شخص تم پر درود بھیجے گا میں اُس پر دس رحمتیں نازل کروں گا اور جو شخص تمہاری امت میں سے تم پر سلام بھیجے گا تو میں اس پر دس سلام بھیجوں گا (ایضاً) لہٰذا اگر کوئی شخص حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود بھیجتے ہوئے صلوٰۃ وسلام دونوں کو ملا لے تو اس پر خدائے تعالیٰ کی بیس عنایتیں ہوں گی۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ پر ایک مرتبہ درود شریف بھیجے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس پر ستر مرتبہ رحمت بھیجیں گے۔ (کذا فی المشکوٰۃ عن احمد وھو فی حکم المرفوع)

ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ ممکن ہے کہ یہ (یعنی ستر رحمتیں ایک مرتبہ درود کے صلہ میں مل جانا) جمعہ کے روز کے ساتھ مخصوص ہو (اس روز کی عظمت وفضیلت کی وجہ سے ثواب بڑھا دیا جاتا ہو اور بجائے دس کے ستر رحمتیں نازل ہوتی ہوں) واللہ اعلم۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کامل بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا۔ (رواہ الترمذی وقال حسن غریب صحیح)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ظلم کی بات ہے کہ میں کسی کے سامنے ذکر کیا جاؤں اور وہ مجھ پر درود نہ بھیجے۔ (کنز العمال عن عبد الرزاق وھو عن محمد بن علی مرسلاً)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ دعا آسمان وزمین کے درمیان لٹکی رہتی ہے، ذرا بھی آگے نہیں چڑھتی جب تک تو اپنے نبی ﷺ پر درود نہ بھیجے۔ (ترمذی)

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ ہر دعا اٹکی ہوتی ہے جب تک تو اپنے نبی ﷺ پر درود نہ بھیجے۔

(کنز العمال عن البیھقی فی شعب الایمان)

ان روایات سے درود شریف کی چند فضیلتیں معلوم ہوئیں، مومن بندوں کو چاہئے کہ صلوٰۃ وسلام کی بھی خوب کثرت کریں۔

کوئی مجلس ذکر اللہ اور صلوٰۃ وسلام سے خالی نہ رہنے دیں

(۹۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ یَذْکُرُوا اللّٰهَ فِیْهِ وَلَمْ یُصَلُّوْا عَلٰی نَبِیِّهِمْ اِلَّا کَانَ عَلَیْهِمْ تِرَةً فَاِنْ شَآءَ عَذَّبَهُمْ وَاِنْ شَآءَ غَفَرَلَهُمْ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو لوگ کسی مجلس میں بیٹھے جس میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہ کیا اور اپنے نبی ﷺ پر درود نہ بھیجا، تو یہ مجلس ان کے لئے سراپا نقصان ہوگی، اب اللہ چاہے تو اُن کو عذاب دے اور چاہے تو اُن کو بخش دے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۹۸ از ترمذی)

تشریح:- مؤمن بندوں کو اللہ کا ذکر خوب کثرت سے کرنا چاہئے، کوئی وقت ذکر سے خالی نہ ہو، قرآن مجید میں ارشاد ہے:

Marfat.com

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیَاتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ قِیَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰی جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَکَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

''بلاشبہ آسمانوں اور زمینوں کے بنانے میں اور یکے بعد دیگرے رات اور دن کے آنے جانے میں دلائل ہیں اہل عقل کے لئے، جن کی حالت یہ ہے کہ وہ اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے بھی، اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے اس کو لایعنی پیدا نہیں کیا سو ہم کو عذاب دوزخ سے بچا لیجئے''۔

اس آیت میں ارشاد ہے کہ کھڑے بیٹھے اور لیٹے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے رہنا چاہئے، بندہ کی یہ بہت بڑی سعادت ہے کہ اپنے رب کا نام لے اور اس کے ذکر سے رطب اللساں رہے، گزشتہ اوراق میں ذکر کی فضیلتیں، ذکر کے الفاظ اور ترکِ ذکر کی وعیدیں تفصیل کے ساتھ گزر چکی ہیں، اس حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ ہر مجلس میں اللہ کا ذکر کریں اور اس کے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں، جو مجلس ان دونوں چیزوں سے خالی ہوگی وہ نقصان کا باعث ہوگی۔ پہلے ایک حدیث گزر چکی ہے کہ جو لوگ کسی ایسی مجلس سے کھڑے ہوئے جس میں اللہ کا ذکر نہیں کیا وہ ایسے ہیں جیسے مردہ گدھے کی نعش کے پاس بیٹھے تھے اس کو چھوڑ کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور یہ مجلس اُن کے حق میں حسرت کا باعث ہوگی (رواہ ابوداؤد) اور ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ جنتیوں کو کوئی حسرت نہ ہوگی سوائے اس کے کہ کوئی گھڑی دنیا میں اللہ کے ذکر کے بغیر گزر گئی تھی (حصن حصین)

حدیثِ بالا میں صرف مجلس کا ذکر ہے اور بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ جو شخص کسی جگہ لیٹا اور اس لیٹنے کی جگہ اس نے اللہ کا ذکر نہ کیا تو یہ لیٹنا اللہ کی طرف سے اس کے لئے سراسر نقصان ہے اور جو شخص کسی چلنے کی جگہ میں چلا، جس میں اس نے اللہ کا ذکر نہ کیا، تو یہ چلنا اُس کے لئے اللہ کی طرف سے سراسر نقصان ہوگا۔ (الترغیب والترہیب)

مؤمن بندوں کو چاہئے کہ جہاں کہیں ہوں اور جس جگہ بھی بیٹھیں یا لیٹیں یا چلیں، خواہ تھوڑی ہی دیر کا لیٹنا، بیٹھنا یا چلنا ہو کچھ نہ کچھ اللہ کا ذکر کر لیا کریں۔

مجلس کے آخر میں اُٹھنے سے پہلے پڑھنے کی دُعا

(۹۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ فِیْ مَجْلِسٍ فَکَثُرَ فِیْهِ لَغَطُهٗ فَقَالَ قَبْلَ اَنْ یَّقُوْمَ مِنْ مَّجْلِسِهٖ ذٰلِکَ سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا کَانَ فِیْ مَجْلِسِهٖ ذٰلِکَ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا پھر اس میں اس کی بے جا باتیں بہت ہو گئیں اور اس نے اس مجلس سے اُٹھنے سے پہلے یہ پڑھ لیا:

سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ.

Marfat.com

''میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اور اس کی تعریف کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تجھ سے گناہوں کی معافی چاہتا ہوں اور تیرے حضور میں توبہ کرتا ہوں''
تو جو کچھ اس نے اس مجلس میں کہا ہے وہ بخش دیا جائے گا۔

(سنن ترمذی، ص ۴۹۵، ابواب الدعوات، باب مایقول اذا قام من مجلسہ)

تشریح:- یہ حدیث حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے علاوہ دیگر صحابہؓ سے بھی روایت کی گئی ہے، سنن ابوداؤد میں حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ جب مجلس سے کھڑے ہونے کا ارادہ فرماتے تھے تو سب سے آخر میں مذکورہ الفاظ پڑھتے تھے، ایک شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ ایسے کلمات پڑھتے ہیں جو پہلے نہیں پڑھے؟ آپ ﷺ نے فرمایا مجلس میں جو کچھ ہوا ہو یہ کلمات اس کے لئے کفارہ بن جاتے ہیں۔

حافظ منذریؒ نے ''الترغیب والترہیب'' میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ جب کسی مجلس میں بیٹھتے یا نماز پڑھ کر فارغ ہوتے تو چند کلمات ادا فرماتے تھے، میں نے ان کلمات کے بارے میں سوال کیا تو ارشاد فرمایا کہ (ان کلمات کے پڑھنے کا فائدہ یہ ہے کہ) (مجلس میں) اگر خیر کی باتیں ہوں گی تو یہ کلمات ان باتوں پر قیامت[1] کے دن تک مہر بن جائیں گے اور اگر بری باتیں کی ہوں گی تو ان کے لئے کفارہ بن جائیں گے۔ یہ کلمات وہی ہیں جو اوپر گزرے۔ (رواہ ابن ابی الدنیا والنسائی واللفظ لھما والحاکم والبیہقی)

مجلس سے اُٹھنے سے پہلے ان کو ضرور پڑھ لینا چاہئے، اور تین مرتبہ پڑھ لے تو بہتر ہے کیونکہ بعض روایات میں یہ عدد[2] مذکور ہے، ذرا سی زبان ہلانے میں کتنا بڑا نفع حاصل ہوتا ہے، فالحمدللہ۔

اور واضح رہے کہ ان کے پڑھنے سے حقوق العباد معاف نہ ہوں گے، مثلاً کسی کی غیبت کی یا غیبت سنی، یا چغلی کھائی تو اس کے لئے صاحبِ حق سے معافی مانگے اور اگر اس کو خبر نہ ہوئی ہو تو اس کے لئے اتنا زیادہ استغفار کرے کہ دل گواہی دے دے کہ اس کے بارے میں جو کچھ کہا تھا اس کی تلافی ہوگئی۔ خوب سمجھ لو۔

تلاوت اور ذکر کے بارے میں چند احکام

(۹۵) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ فَيُقْرِئُنَا الْقُرْاٰنَ وَيَاْكُلُ مَعَنَا اللَّحْمَ وَلَمْ يَكُنْ يَحْجُبُهُ اَوْ يَحْجُزُهُ عَنِ الْقُرْاٰنِ شَيْءٌ لَيْسَ الْجَنَابَةُ. (رواہ ابوداؤد والنسائی)

ترجمہ: حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ نے فرمایا کہ نبی اکرم ﷺ پاخانہ سے نکل کر (وضو کئے بغیر ہی) ہم کو قرآن شریف پڑھاتے تھے اور ہمارے ساتھ گوشت کھا لیتے تھے اور قرآن مجید کی (تلاوت) سے آپ کو غسل فرض ہونے والی حالت کے علاوہ کوئی چیز روکنے والی نہ تھی۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۴۹ بحوالہ ابوداؤد ونسائی)

(۹۶) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ اَبِيْ بَكْرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنَّ فِي الْكِتٰبِ الَّذِيْ كَتَبَهُ

---

[1] لكن ليس فيها كلمة اشهد، ۱۲

[2] كما في الترغيب عن جبير بن مطعم مرفوعاً وزادفيه اغفرلي وتب علي و كما غرابي داؤدوعن الله وموقو فاعليه وهو في حكم المرفوع

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِعَمْرِو بْنِ حَزْمٍ اَنْ لَّا یَمَسَّ الْقُرْاٰنَ اِلَّا طَاھِرٌ. (رواہ مالک والدارقطنی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ابی بکر (تابعیؒ) فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے حضرت عمرو بن حزمؓ کے لئے مضمون تحریر فرمایا اس میں یہ بات (بھی) تھی کہ قرآن شریف کو صرف پاک آدمی ہی چھوسکتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۵۰ بحوالہ مالک ودارقطنی)

(۹۷) وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَجِّھُوْا ھٰذِہِ الْبُیُوْتَ عَنِ الْمَسْجِدِ فَاِنِّیْ لَآ اُحِلُّ الْمَسْجِدَ لِحَائِضٍ وَّلَا جُنُبٍ. (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان گھروں کو (جن کے دروازوں میں مسجد سے ہو کر گزرنا پڑتا ہے) مسجد کے رُخ سے پھیر دو (یعنی دروازوں کے رُخ بدل دو) کیونکہ میں مسجد کے (داخل ہونے) کو ماہواری کے حال والی عورت کے لئے اور جس پر غسل فرض ہو اس کے لئے حلال نہیں قرار دیتا ہوں۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۰ بحوالہ ابوداؤد)

(۹۸) وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَقْرَءُ الْحَائِضُ وَلَا الْجُنُبُ شَیْئًا مِّنَ الْقُرْاٰنِ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حیض والی عورت (جو ماہواری سے ہو) اور جس پر غسل فرض ہو (مرد ہو یا عورت) کچھ بھی قرآن شریف نہ پڑھے۔ (مشکوٰۃ ص ۴۹ بحوالہ ترمذی)

تشریح:- ان حدیثوں میں جُنُبٌ اور حَآئِضٌ اور مُحْدِثٌ کے بعض شرعی احکام بیان کئے گئے ہیں جس پر غسل فرض ہوا اُسے جُنُبٌ کہتے ہیں اور جو عورت ایام سے ہوا اُسے حَآئِضٌ کہتے ہیں اور جس کا وضو نہ ہوا اُسے مُحْدِثٌ کہتے ہیں۔ ان تینوں کے متعلق کچھ مسائل ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

مسئلہ:- جُنُبٌ اور محدِث نماز نہیں پڑھ سکتے جب فرض نماز پڑھنے کا وقت آجائے تو جُنُبٌ پر غسل کرنا اور محدِث پر وضو کرنا فرض ہو جاتا ہے۔

مسئلہ:- حائض عورت پر نماز پڑھنا فرض نہیں ہے جب ماہواری کے دن ختم ہو جائیں تو نماز کے لئے غسل کرنا فرض ہو جاتا ہے، اگر ایام ختم ہونے سے پہلے کسی وجہ سے غسل کر لے تو اس غسل سے پاک نہ ہوگی، اور پاک عورت کے احکام اس پر جاری نہ ہوں گے۔

مسئلہ:- محدِث مرد ہو یا عورت قرآن شریف نہیں چھو سکتے البتہ حفظ قرآن شریف پڑھ سکتے ہیں۔ جب کوئی شخص پیشاب پاخانہ کرنے یا اور کسی وجہ سے بے وضو ہو جائے تو وہ کھانا بھی کھا سکتا ہے اور قرآن شریف بھی پڑھ سکتا ہے اور کلمہ دُرود شریف واستغفار بھی پڑھ سکتا ہے البتہ قرآن شریف نہیں چھو سکتا اور نہ وضو کئے بغیر نماز پڑھ سکتا ہے، فرض نماز ہو یا نفل۔

مسئلہ:- قرآن شریف کے علاوہ پڑھنے کی جو چیزیں ہیں جیسے پہلا، دوسرا، تیسرا، چوتھا کلمہ اور

Marfat.com

درود شریف اور استغفار ان کو جُنُب اور حائض سب پڑھ سکتے ہیں بلکہ اگر کسی آیت کو بطور دعا جُنُب اور حائض پڑھیں تو اس کے پڑھنے کی بھی اجازت ہے، جیسے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا (آخر تک) البتہ بطور تلاوت پڑھنے کی اجازت نہیں۔

مسئلہ:- جس شخص پر غسل فرض ہو اور جو عورت ماہواری سے ہو اسے مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں ہے۔

دستور العمل:- تلاوت اور ذکر اور صلوٰۃ وسلام کے فضائل معلوم ہوئے، اب ہر شخص اپنے اپنے حالات اور اپنی اپنی فرصت کے اعتبار سے اپنے لئے کوئی ایسا دستور العمل بنالے جس پر عمل کرتا رہے، ہم ایک ایسا دستور العمل لکھ رہے ہیں جس پر بآسانی عمل کرسکتا ہے۔

صبح وشام:- (۱) صبح کو سورۂ یٰسین پڑھیں اور اس کے ساتھ حسبِ فرصت پارہ دو پارہ پڑھیں، (۲) صبح شام سو مرتبہ کلمہ سوم یعنی سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَر وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ پڑھیں، (۳) سو مرتبہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ پڑھیں، (۴) سو مرتبہ درود شریف پڑھیں (نماز میں جو درود شریف پڑھتے ہیں وہ بہتر ہے)، (۵) سو مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط، (۶) سو مرتبہ درود شریف، (۷) سید الاستغفار ایک مرتبہ، (۸) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ (۳ بار) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ رِضَا نَفْسِہٖ (۳ بار) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ زِنَۃَ عَرْشِہٖ (۳ بار) سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ مِدَادَ کَلِمَاتِہٖ (۳ بار)۔

اگر نمازِ فجر باجماعت پڑھ کر اسی جگہ بیٹھے بیٹھے یہ چیزیں پڑھ لیں (جو تھوڑا سا ہی وقت ہوتا ہے) تو بآسانی یہ سب چیزیں ایک ہی مجلس میں پڑھی جاسکتی ہیں، اور ان کے پڑھنے کے لئے بیٹھنا نمازِ اشراق پڑھنے کا بھی ذریعہ بن جائے گا اور اس طرح سے (ان چیزوں کے فضائل کے علاوہ) ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب مزید ملے گا۔ (کما اخرجہ الترمذی)

شام کو عصر کے بعد ان چیزوں کو پڑھ لیں، عصر سے مغرب تک ذکر کرنے کی بہت فضیلت وارد ہوئی ہے، اُس وقت نہ ہوسکے تو مغرب کے بعد پڑھ لیں، اُس وقت بھی نہ ہوسکے تو عشاء پڑھ کر پڑھ لیں، ایک ساتھ نہ ہوسکے تو کچھ عصر کے بعد، کچھ مغرب، کچھ عشاء کے بعد پڑھ لیں، لایعنی باتوں سے بچنے کا فکر کریں گے تو بہت وقت نکل آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

رات کو سورۂ یٰسین، سورۂ واقعہ، سورۂ تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ، سورۂ الٓمّٓ السَّجْدَۃ پڑھیں، کچھ بھی نہ ہوسکے تو سورۂ تَبَارَکَ الَّذِیْ تو ضرور ہی پڑھ لیں۔

سوتے وقت:- (۱) سونے کی دعا بِاسْمِکَ اللّٰھُمَّ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی پڑھیں، (۲) سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۳۳، ۳۳ بار، اَللّٰہُ اَکْبَرْ ۳۴ بار، (۳) اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے ختم سورہ تک ایک بار، چاروں قل، سورۂ فاتحہ ایک ایک بار، آیت الکرسی ایک بار، اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ

لہ عورتیں تنہا نماز پڑھتی ہیں وہ فجر کے فرض پڑھ کر اسی جگہ بیٹھے بیٹھے ذکر کرتی رہیں گی اور سورج بلند ہونے پر دو رکعت پڑھ لیں گی تو ان کو بھی انشاء اللہ بہت زیادہ ثواب ملے گا۔ ۱۲

Marfat.com

لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ (تین بار)

فرض نمازوں کے بعد:- سُبْحَانَ اللّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۳۳،۳۳ بار، اَللّٰهُ اَکْبَرُ ۳۴ بار، آیت الکرسی ایک بار، چاروں قل ایک ایک بار۔

یہ مختصر سا دستور العمل نماز کے بعد کا اور صبح وشام اور رات کا ہم نے لکھ دیا ہے، اس کے علاوہ مختلف حالات کی مسنون دعاؤں کا بھی اہتمام کریں جو انشاء اللہ آگے آرہی ہیں اور ان کے علاوہ ہر وقت اپنی زبان اللہ کی یاد میں تر رکھیں۔

☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

کتاب الدُّعَا

دُعا کی فضیلت اور اہمیت

(۹۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَمَ عَلَی اللّٰهِ مِنَ الدُّعَآءِ . (رواہ الترمذی وقال حدیث حسن غریب)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور فخر عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی چیز دعا سے بڑھ کر بزرگ و برتر نہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۵۴، بحوالہ ترمذی)

(۱۰۰) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَآءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دعا عبادت کا مغز ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۹۴ بحوالہ ترمذی)

(۱۰۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَسْأَلِ اللّٰهَ یَغْضَبْ عَلَیْهِ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے سوال نہیں کرتا اللہ تعالیٰ شانہٗ اُس پر غصہ ہوتے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۹۵ بحوالہ ترمذی)

تشریح:- ان احادیث شریفہ میں دعا کی فضیلت و اہمیت بیان فرمائی ہے۔ حدیث نمبر ۹۹ میں فرمایا کہ عبادات میں اللہ کے نزدیک دُعا سے بڑھ کر کوئی چیز بزرگ و برتر نہیں ہے اور حدیث نمبر ۱۰۰ میں فرمایا کہ دعا عبادت کا مغز ہے، چھلکے کے اندر جو اصل چیز ہوتی ہے اُس کو مغز کہتے ہیں اور اسی مغز کے دام ہوتے ہیں۔ بادام کو اگر پھوڑو تو اس میں گری نکلے گی اسی گری کی قیمت ہوتی ہے اور اسی کے لئے بادام خریدے جاتے ہیں۔ عبادتیں بہت ساری ہیں اور دعا بھی ایک عبادت ہے لیکن یہ عبادت بہت بڑی عبادت ہے۔ عبادت ہی نہیں عبادت کا مغز ہے اور اصل عبادت ہے کیونکہ عبادت کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے حضور میں بندہ اپنی عاجزی اور ذلت پیش کرے اور خشوع و خضوع یعنی ظاہر و باطن کے جھکانے کے ساتھ بارگاہِ بے نیاز میں نیازمندی کے ساتھ حاضر ہو چونکہ یہ عاجزی والی حضوری دعا میں سب عبادتوں سے زیادہ پائی جاتی ہے اس لئے دعا کو عبادت کا مغز فرمانا بالکل صحیح ہے۔ جب بندہ اپنے کو عاجز محض جان کر یہ یقین کرتے ہوئے دست بدعا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ غنی اور بے نیاز ہیں ان کو کسی چیز کی حاجت اور ضرورت نہیں ہے، وہ کریم ہیں، خوب دینے والے ہیں جس قدر چاہیں دے سکتے ہیں، ان کو روکنے میں اپنا کوئی نفع نہیں تو اس یقین کی وجہ سے حضوری بارگاہ میں محو ہو جاتا ہے اور اس طرح سے اس کا یہ شغل سراپا عبادت بن جاتا ہے اور اس کو عبادت کا مغز نصیب ہو جاتا ہے۔

حدیث نمبر ۱۰۱ میں فرمایا کہ جو شخص اللہ سے سوال نہیں کرتا اللہ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ چونکہ دعا

Marfat.com

میں بندہ کی عاجزی اور حاجت مندی کا اقرار ہوتا ہے اور اس یقین کا اظہار ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی دینے والا ہے اور وہ بڑا داتا ہے اس لئے دعا اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا سبب بنتی ہے اور جب کوئی بندہ دعا سے گریز کرتا ہے اور اپنی حاجت مندی کے اقرار کو اپنی شان کے خلاف سمجھتا ہے تو اللہ تعالیٰ شانہٗ اس سے ناراض ہو جاتے ہیں کیونکہ بندہ کے اس طرز عمل میں تکبر ہے اور ایک طرح سے اپنے لئے بے نیازی کا دعویٰ ہے (حالانکہ بے نیازی اللہ جل شانہٗ کی خاص صفت ہے) اس لئے دعا نہ کرنے والے پر اللہ جل شانہٗ غصہ ہو جاتے ہیں۔

بندہ کا کام ہے کہ اپنے پروردگار سے مانگا کرے اور مانگتا ہی رہے، ایک حدیث میں ہے کہ سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ جو مصیبت نازل ہوگئی دعا اس (کے دفعیہ) میں نفع دیتی ہے اور جو مصیبت نازل نہیں ہوئی اس کے لئے بھی نفع دیتی ہے (یعنی آئی مصیبت دعا کی وجہ سے ٹل جاتی ہے) لہٰذا اللہ کے بندو تم دعا کو لازم پکڑ لو۔ (ترمذی)

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جس کے لئے دعا کا دروازہ کھل گیا اس کے لئے رحمت کے دروازے کھل گئے (پھر فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ سے جو چیزیں طلب کی جاتی ہیں ان میں اللہ کو سب سے زیادہ محبوب یہ ہے کہ اس سے عافیت کا سوال کیا جائے۔ (ترمذی)

ہر مومن مرد و عورت کو دعا کا ذوق ہونا چاہئے۔ اللہ ہی سے مانگے اسی سے لو لگائے، اسی سے امید رکھے۔

دُعا کے آداب

(۱۰۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ فَلَا یَقُلْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ اِنْ شِئْتَ وَلٰكِنْ لِّیَعْزِمْ وَلْیُعَظِّمِ الرَّغْبَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا یَتَعَاظَمُهٗ شَیْءٌ اَعْطَاهُ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص دعا کرے تو یوں نہ کہے کہ اے اللہ تو چاہے تو بخش دے بلکہ مضبوطی اور پختگی کے ساتھ سوال کرے اور (جو کچھ مانگ رہا ہو) پوری رغبت سے مانگے کیونکہ اللہ تعالیٰ کو کسی بھی چیز کا عطا فرما دینا مشکل نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۹۴ بحوالہ مسلم)

تشریح:- یہ بات کہنا کہ اے اللہ تو چاہے تو مغفرت فرما دے اور تو چاہے تو دیدے بالکل بیجا بات ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ دے گا اپنی مشیت اور ارادہ ہی سے دے گا اس کے ارادہ کے بغیر کچھ ہو ہی نہیں سکتا ہر چیز کا وجود محض اس کے ارادہ سے ہے وہ جو چاہے کرے اس کو کوئی مجبور کرنے والا نہیں ہے، دعا کرنے والے کو تو اپنی رغبت پوری طرح ظاہر کرنا چاہئے اور مضبوطی سے سوال کرنا چاہئے کہ اے اللہ مجھے ضرور دے میرا مقصد پورا فرما دے، یہ کہنا کہ تو چاہے تو دیدے اس بات کو واضح کرتا ہے کہ مانگنے والا اپنے کو واقعی محتاج نہیں سمجھتا اللہ سے مانگنے میں بھی بے نیازی برت رہا ہے جو تکبر کی شان ہے حالانکہ دعا میں ظاہر و باطن سے عاجزی اور حاجت مندی اور اپنی ذلت ظاہر کرنے کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہیں سب کچھ کر سکتے ہیں۔ آسمان و زمین اور اُن کے اندر کے سب خزانے اور اُن

Marfat.com

کے باہر کے سب خزانے اسی کے ہیں اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے پل بھر میں سب کچھ ہوسکتا ہے صرف کن (ہو جا) فرمادینے سے سب کچھ ہوجاتا ہے اس کے لئے کسی چیز کا دینا اور کسی بھی چیز کا پیدا کردینا کوئی بھاری چیز نہیں ہے لہٰذا پوری رغبت اور اس یقین کے ساتھ دعا کرو کہ میرا مقصد ضرور پورا ہوگا۔ اور وہ جب دے گا اپنی مشیّت اور ارادہ ہی سے دے گا اس سے زبردستی کوئی کچھ نہیں لے سکتا۔ کما ورد فی روایة اُخریٰ انه یفعل ما یشاء ولا مکره له. (رواہ البخاری)

(۱۰۳) وَعَنْ سَلْمانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ رَبَّکُمْ حَیِیٌّ کَرِیْمٌ یَسْتَحْیِ مِنْ عَبْدِهٖ اِذَا رَفَعَ یَدَیْهِ اَنْ یَّرُدَّهُمَا صِفْرًا. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ تمہارا رب شرم کرنے والا ہے کریم ہے جب اس کا بندہ دعا کرنے کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے تو ان کو خالی واپس کرتا ہوا شرماتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۹۵ بحوالہ ترمذی)

(۱۰۴) وَعَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا رَفَعَ یَدَیْهِ فِی الدُّعَاءِ لَمْ یَحُطَّهُمَا حَتّٰی یَمْسَحَ بِهِمَا وَجْهَهٗ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ جب دعا میں ہاتھ اٹھاتے تھے تو ان کو جب تک (ختم دعا کے بعد) چہرہ پر نہ پھیر لیتے تھے (نیچے) نہیں گراتے تھے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۹۵ بحوالہ ترمذی)

تشریح:- ان دونوں حدیثوں میں دعا کا ایک اہم ادب بتایا ہے وہ یہ کہ دعا کے لئے دونوں ہاتھ اٹھائے جائیں اور ختم دعا کے بعد دونوں ہاتھ منہ پر پھیر لئے جائیں، دونوں ہاتھوں کا اٹھانا سوال کرنے والے کی صورت بنانے کے لئے ہے تاکہ باطنی طور پر دل سے جو دعا ہو رہی ہے اس کے ساتھ ظاہری اعضاء بھی سوال میں شریک ہو جائیں، دونوں ہاتھ پھیلانا فقیر کی جھولی کی طرح ہے جس میں حاجت مندی کا پورا اظہار ہے اور ہاتھوں کو اٹھاتے ہیں تو ان کا رُخ آسمان کی طرف ہو جاتا ہے جس طرح کعبہ نماز کا قبلہ ہے اسی طرح آسمان دعا کا قبلہ ہے، ہاتھ اٹھانے کے بعد دعا کے ختم پر ہاتھوں کو منہ پر پھیرنا گویا دعا کی قبولیت اور رحمتِ خداوندی کے نازل ہونے کی طرف اشارہ ہے کہ رحمتِ خداوندی میرے چہرے سے شروع ہو کر مجھے مکمل طور پر گھیر رہی ہے۔

مذکورہ احادیث شریفہ سے دعا کے بعض آداب معلوم ہوئے ہیں تفصیل کے ساتھ علامہ جزری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب الحصن الحصین میں بہت سے آداب جمع کئے جو مختلف احادیث میں وارد ہوئے ہیں ہم ان کو تفصیل کے ساتھ لکھتے ہیں۔

(۱) باوضو ہونا، (۲) پہلے اللہ کی حمد و ثنا کرنا اور اس کے اسماء حسنیٰ اور صفات کاملہ کا واسطہ دینا، (۳) پھر درود شریف پڑھنا، (۴) قبلہ رُخ ہونا، (۵) خلوصِ دل سے اللہ کی طرف متوجہ ہونا اور یہ یقین رکھنا کہ صرف اللہ جل شانہٗ ہی دعا قبول کرسکتا ہے، (۶) پاک وصاف ہونا، (۷) کوئی نیک عمل دعا سے پہلے کرنا یا دو چار رکعت نماز پڑھ کر دعا کرنا، (۸) دعا کے لئے دوزانو ہو کر بیٹھنا، (۹) دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا (دونوں ہاتھ

Marfat.com

کھلے ہوئے ہوں)، (۱۰) خشوع وخضوع کے ساتھ باادب ہوکر دعا کرنا (پورے جسم سے ادب ظاہر ہو اور سارا جسم سراپا دعا اور طلب بن جائے)، (۱۱) دعا کرتے وقت عاجزی اور تذلل ظاہر کرنا، (۱۲) دعا کرتے وقت حال اور قال سے (یعنی جسم اور جان سے اور زبان سے) مسکینی ظاہر کرنا اور آواز میں پستی ہونا، (۱۳) آسمان کی طرف نظر نہ اٹھانا، (۱۴) شاعرانہ تک بندی سے اور گانے کے طرز سے بچنا، (۱۵) حضرات انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء عظام وصالحین کرام کے وسیلہ سے دعا کرنا، (۱۶) گناہوں کا اقرار کرنا، (۱۷) خوب رغبت اور امید اور مضبوطی کے ساتھ جم کر اس یقین کے ساتھ دعا کرنا کہ ضرور قبول ہوگی، (۱۸) دل حاضر کر کے دل کی گہرائی سے دعا کرنا، (۱۹) کسی چیز کا بار بار سوال کرنا جو کم از کم تین بار ہو، (۲۰) خوب الحاح کے ساتھ دعا کرے یعنی للچا کر اصرار کے ساتھ اللہ سے مانگے، (۲۱) کسی امر محال کی دعا نہ کرے، (۲۲) جب کسی کے لئے دعا کرے تو پہلے اپنے لئے دعا کرے پھر دوسرے کے لئے، (۲۳) ایسی دعا کو اختیار کرے جس کے الفاظ کم ہوں لیکن الفاظ کا معنوی عموم زیادہ ہو یعنی ایک دو لفظ میں یا چند الفاظ میں دنیا وآخرت کی بہت سی حاجتوں کا سوال ہو جائے، (۲۴) قرآن وحدیث میں جو دعائیں آئی ہیں ان کے ذریعہ دعائیں کرے ان کے الفاظ جامع بھی ہیں اور مبارک بھی، (۲۵) اپنی ہر حاجت کا اللہ سے سوال کرے اگر نمک کی ضرورت ہو تو وہ بھی اللہ سے مانگے اور جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اس کے لئے اللہ سے سوال کرے، (۲۶) امام ہو تو صرف اپنے ہی لئے دعا نہ کرے بلکہ مقتدیوں کو بھی دعا میں شریک کرے (واحد کے لفظ کے بجائے جمع کے الفاظ سے دعا کرے)، (۲۷) دعا کے ختم سے پہلے پھر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے، (۲۸) رسول اکرم ﷺ پر درود بھیجے، (۲۹) ختم پر آمین کہے (۳۰) اور بالکل آخر میں منہ پر ہاتھ پھیر لے۔

ان آداب کی جس قدر رہو سکے رعایت کرے یوں اللہ کی بڑی شان ہے وہ بغیر رعایت آداب کے بھی قبول فرما سکتا ہے۔

قبولیتِ دعا کا کیا مطلب ہے؟

(۱۰۵) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَدْعُوْا بِدَعْوَۃٍ لَیْسَ فِیْھَا اِثْمٌ وَلَا قَطِیْعَۃُ رَحِمٍ اِلَّا اَعْطَاہُ اللّٰہُ بِھَا اِحْدٰی ثَلٰثٍ اِمَّا اَنْ یُّعَجِّلَ لَہٗ دَعْوَتَہٗ وَاِمَّا اَنْ یَّدَّخِرَھَا فِی الْاٰخِرَۃِ وَاِمَّا اَنْ یَّصْرِفَ عَنْہُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَھَا قَالُوْا اِذًا نُکْثِرُ قَالَ اللّٰہُ اَکْثَرُ. (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی کوئی مسلمان کوئی دعا کرتا ہے جس میں گناہ اور قطع رحمی کا سوال نہ ہو تو اللہ جل شانہٗ اس دعا کی وجہ سے اس کو تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز عطا فرما دیتے ہیں (۱) یا تو اس کی دعا اسی دنیا میں قبول فرما لیتے ہیں اور اس کا سوال پورا فرما دیتے ہیں، یعنی جو مانگتا ہے وہ دے دیتے ہیں، (۲) یا اس کی دعا کو آخرت کے لئے ذخیرہ بنا کر رکھ لیتے ہیں (جس کا ثواب آخرت میں دیں گے)، (۳) یا دعا کرنے والے کو اس کی مطلوبہ شے کی برابر (اس طرح عطیہ دیتے ہیں کہ) آنے والی مصیبت کو ٹال دیتے ہیں یہ سن کر صحابہؓ نے عرض کیا کہ اس طرح تو ہم

Marfat.com

بہت زیادہ کمائی کرلیں گے۔ آنحضرت ﷺ نے (اس بات کے) جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عطا اور بخشش اس سے بہت زیادہ ہے (جس قدر تم دعا کرلوگے)۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۹۶ بحوالہ احمد)

تشریح:- اس حدیثِ مبارک میں یہ بتایا ہے کہ اللہ جل شانہٗ ہر مسلمان کی دعا قبول فرماتے ہیں بشرطیکہ کسی گناہ کی دعا نہ کرے، یعنی یہ سوال نہ کرے کہ گناہ کا فلاں کام کرنے میں کامیاب ہوجاؤں اور قطع رحمی کی بھی بددعا نہ کرے اپنے عزیز واقارب سے اچھے تعلقات رکھنے اور حسن سلوک سے پیش آنے کو صلہ رحمی کہتے ہیں اور اس کے برخلاف عزیز واقربا سے تعلقات بگاڑنے اور بدسلوکی سے پیش آنے کو قطع رحمی کہتے ہیں۔ قطع رحمی بہت بری چیز ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (بخاری) قطع رحمی بھی ایک گناہ ہے لیکن اس کی خاص مذمت اور برائی ظاہر کرنے کے لئے حضور اقدس ﷺ نے اس کو الگ ذکر فرمایا، چونکہ قطع رحمی اللہ جل شانہٗ کے نزدیک بہت ہی بری چیز ہے اس لئے قبولیت کی شرط میں یہ فرمایا کہ قطع رحمی کی دعا نہ کی ہو اور اس کے علاوہ اور بھی کسی گناہ کا سوال نہ کیا ہو تب دعا قبول ہوتی ہے۔

پھر دعا قبول ہونے کا مطلب بتایا کہ قبول ہونے کے لئے یہ ضروری نہیں کہ جو مانگا وہی مل جائے بلکہ کبھی تو منہ مانگی مراد پوری ہوجاتی ہے اور کبھی یہ ہوتا ہے کہ منہ مانگی مراد پوری نہ ہوئی بلکہ اس پر جو کوئی مصیبت آنے والی تھی وہ ٹل گئی۔ اللہ جل شانہٗ سے سو روپے کا سوال کیا، سو روپے بظاہر نہ ملے لیکن اپنے کسی بچہ کو شدید مرض لاحق ہونے والا تھا وہ رک گیا اس کے علاج میں سو روپے خرچ ہوجاتے وہ نہ ہوئے سو روپے بچ گئے اور بچہ مرض سے بھی محفوظ ہوگیا، بعض مرتبہ سو روپے کا سوال کرنے کی وجہ سے ہزاروں روپے خرچ ہونے والی مصیبت ٹل جاتی ہے اور یہ بھی ہوتا ہے کہ مثلاً سو روپے کا سوال کیا مگر بظاہر روپے نہ ملے لیکن کسی طرح سے اور کوئی حلال مال مل گیا جس کی قیمت سو روپے سے کہیں زیادہ ہوتی ہے۔

قبولیتِ دعا کی تیسری صورت حضور اقدس ﷺ نے یہ ارشاد فرمائی کہ دنیا میں اس کا اثر ظاہر نہیں ہوتا نہ منہ مانگی مراد ملے نہ کوئی آنے والی مصیبت ٹلے لیکن اس دعا کا اللہ جل شانہٗ آخرت میں ثواب اس کے لئے محفوظ فرمالیتے ہیں۔ جب قیامت کے دن اعمالِ صالحہ کے بدلے ملنے لگیں گے تو جن دعاؤں کا اثر دنیا میں ظاہر نہ ہوا تھا ان دعاؤں کے عوض بڑے بڑے انعامات ملیں گے، اس وقت بندہ کی تمنا ہوگی کہ کاش میری کسی دعا کا اثر دنیا میں ظاہر نہ ہوا ہوتا تو اچھا تھا آج سب کے بدلے بڑے انعامات سے نوازا جاتا، دعا کو آخرت کے لئے ذخیرہ بنا کر رکھ لینا درحقیقت اللہ کی بہت بڑی مہربانی ہے۔ فانی دنیا دکھ سکھ کے ساتھ کسی طرح گزر ہی جائے گی اور آخرت باقی رہنے والی ہے اور دائمی ہے اور وہاں جو کچھ ملے گا بے انتہا ہوگا، اللہ تعالیٰ کی حکمتوں کو بندے سمجھتے نہیں اور اس کی رحمتوں کی وسعتوں کو جانتے نہیں۔ دعا ہمیشہ کرتے رہنا چاہئے۔ اُس کے منافع دنیا وآخرت میں بیشمار ہیں۔ جو لوگ دعاؤں میں لگے رہتے ہیں اُن پر اللہ کی بڑی رحمتیں ہوتی ہیں، برکتوں کا نزول ہوتا ہے دل میں سکون اور اطمینان رہتا ہے۔ اُن پر اوّل تو مصیبتیں آتی ہی نہیں اگر آتی ہیں معمولی ہوتی ہیں پھر وہ جلدی چلی جاتی ہیں۔ اسی لئے تو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ لَا تَعْجِزُوْا فِی الدُّعَاءِ فَاِنَّهٗ لَنْ یُّهْلِکَ مَعَ الدُّعَاءِ اَحَدٌ یعنی دعا کرنے سے عاجز نہ ہوجاؤ کیونکہ دعا کا

Marfat.com

مشغلہ رکھتے ہوئے کوئی شخص برباد نہیں ہوسکتا (حصن حصین) کیونکہ دعا کرنے والے کی اللہ کی طرف سے ضرور مدد ہوتی ہے، وہ دونوں جہان میں کامیاب اور بامراد ہے۔

جب دعا کی قبولیت کا مطلب معلوم ہوگیا تو کبھی یوں ہرگز نہ کہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوتی، بہت سے لوگ جہالت کی وجہ سے کہہ اٹھتے ہیں کہ ہم برسوں سے دعا کررہے ہیں، تسبیح کے دانے بھی گھس گئے کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا، یہ غلط باتیں ہیں۔

کن لوگوں کی دعا زیادہ لائق قبول ہوتی ہے

(۱۰۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ اَلصَّائِمُ حِیْنَ یُفْطِرُ وَالْاِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ یَرْفَعُهَا اللّٰهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَتُفْتَحُ لَهَا اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَیَقُوْلُ الرَّبُّ وَعِزَّتِیْ لَاَ نْصُرَنَّکَ وَلَوْ بَعْدَ حِیْنٍ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین شخص ایسے ہیں جن کی دعا رد نہیں کی جاتی (یعنی ضرور قبول ہوتی ہے) (۱) روزہ دار کی دعا جس وقت وہ افطار کرتا ہے، (۲) امام عادل یعنی اس مسلمان صاحب اقتدار کی دعا جو شریعت کے مطابق چلتا ہو اور سب کے ساتھ انصاف کرتا ہو، (۳) اور مظلوم کی دعا کو اللہ جل شانہٗ بادلوں کے اوپر اٹھا لیتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور پروردگار عالم جل مجدہٗ کا ارشاد ہوتا ہے کہ میں ضرور ضرور تیری مدد کروں گا اگرچہ کچھ وقت (گزرنے) کے بعد ہو۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۹۵ بحوالہ ترمذی)

(۱۰۷) وَعَنْهُ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثَلٰثُ دَعْوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَکَّ فِیْهِنَّ دَعْوَةُ الْوَالِدِ وَدَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ. (رواہ الترمذی وابوداؤد وابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین دعائیں مقبول ہیں ان (کی قبولیت) میں کوئی شک نہیں ہے (۱) والد کی دعا، (۲) مسافر کی دعا، (۳) مظلوم کی دعا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۹۵)

(۱۰۸) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسُ دَعْوَاتٍ یُسْتَجَابُ لَهُنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ حَتّٰی یَنْتَصِرَ وَدَعْوَةُ الْحَاجِّ حَتّٰی یَصْدُرَ وَدَعْوَةُ الْمُجَاهِدِ حَتّٰی یَقْفُلَ وَدَعْوَةُ الْمَرِیْضِ حَتّٰی یَبْرَءَ وَدَعْوَةُ الْاَخِ لِاَخِیْهِ بِظَهْرِ الْغَیْبِ ثُمَّ قَالَ وَاَسْرَعُ هٰذِهِ الدَّعْوَاتِ اِجَابَةً دَعْوَةُ الْاَخِ بِظَهْرِ الْغَیْبِ. (رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پانچ دعائیں (ضرور) قبول کی جاتی ہیں (۱) مظلوم کی دعا جب تک بدلہ نہ لے، (۲) حج کے سفر پر جانے والے کی دعا جب تک گھر واپس نہ آجائے، (۳) اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی دعا جب تک لوٹ کر گھر نہ پہنچے، (۴) مریض کی دعا جب تک اچھا نہ ہو جائے، (۵) ایک

Marfat.com

مسلمان بھائی کی دعا دوسرے مسلمان بھائی کے لئے اس کے پیٹھ پیچھے (پھر فرمایا کہ) ان دعاؤں میں سب سے زیادہ جلدی قبول ہونے والی دعا وہ ہے جو ایک مسلمان بھائی دوسرے مسلمان بھائی کے لئے اس کے پیٹھ پیچھے کرے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۹۶ بحوالہ بیہقی فی الدعوات الکبیر)

مذکورہ بالا تینوں حدیثوں سے چند ایسے لوگوں کا پتہ چلا جن کی دعا کی قبولیت کا خاص وعدہ ہے۔ تشریح وتوضیح کے لئے ہر فرد کی علیحدہ علیحدہ فضیلت ذکر کی جاتی ہے۔

روزہ دار کی دعا:- افطار کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔ یہ وقت اگر چہ لمبی بھوک و پیاس کے بعد کھانے پینے کے لئے نفس کے شدید تقاضے کا ہوتا ہے لیکن چونکہ مومن بندہ نے خداوند قدوس کے ایک فریضہ کو انجام دیا ہے اور اس کی خوشنودی کے لئے بھوک پیاس برداشت کی تھی اس لئے اس عظیم الشان عبادت کے خاتمہ پر بندہ کو یہ مقام دیا جاتا ہے کہ اگر وہ اس وقت دعا کرے تو ضرور قبول کی جائے، طبیعت کی بے چینی اور کھانے پینے کے لئے نفس کی شدید رغبت کی وجہ سے اکثر لوگ اس وقت دعا کرنا بھول جاتے ہیں، اگر افطار سے ایک دو منٹ پہلے خلوص دل کے ساتھ دعا کی جائے تو انشاء اللہ ضرور ہی قبول ہوگی۔ اپنے لئے اور دوسروں کے لئے دنیا و آخرت کی جو حاجت چاہے اللہ پاک سے مانگے۔ کتب حدیث میں اس موقع کے لئے جو دعائیں آئی ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ. (ابوداؤد)

''اے اللہ میں نے آپ ہی کے لئے روزہ رکھا اور آپ ہی کے دیئے ہوئے رزق پر افطار کیا''۔

(۲) اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ بِرَحْمَتِکَ الَّتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ اَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ. (حصن حصین)

''اے اللہ آپ کی اس رحمت کے وسیلہ سے جو ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے سوال کرتا ہوں کہ آپ میرے گناہ معاف فرمائیں''۔

امام عادل:- حدیث شریف میں یہ بھی فرمایا کہ امام عادل کی دعا قبول ہوتی ہے۔ امام پیشوا کو کہتے ہیں اور عادل انصاف کرنے والے کو، جس مسلمان کو اقتدار اعلیٰ مل جائے اور وہ انصاف کے ساتھ شریعت کے مطابق عوام کو اپنے ساتھ لے کر چلے اُسے امام عادل کہا جاتا ہے، امام عادل کی بڑی فضیلت ہے اور فضیلت کی وجہ یہی ہے کہ وہ صاحبِ اقتدار ہوتے ہوئے ظلم نہیں کرتا۔ اور گناہوں سے بچتا ہے اور اللہ پاک سے ڈرتا ہے، ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت کے دن جب اللہ کے (عرش کے) سایہ کے علاوہ کسی کا سایہ نہ ہوگا (اور لوگ دھوپ اور گرمی کی وجہ سے سخت پریشانی میں ہوں گے) اس وقت حق تعالیٰ شانہٗ سات آدمیوں کو اپنے سایہ میں جگہ دیں گے، ان آدمیوں میں ایک امام عادل بھی ہے۔ امام عادل کی یہ بھی فضیلت ہے کہ وہ جو دعا کرے گا بارگاہِ خداوندی میں مقبول ہوگی۔

معلوم ہوا کہ صاحبِ اقتدار ہونا کوئی بری بات نہیں ہے، صاحبِ اقتدار ہوتے ہوئے اپنے حسن اخلاق اور نیک اعمال کی وجہ سے اللہ کا محبوب اور مقبول بندہ بن سکتا ہے۔ دنیا اور آخرت کی خرابی برے اعمال سے اور مخلوق پر ظلم وستم کرنے سے سامنے آتی ہے اور اقتدار ہوتے ہوئے نیک بننا بہت مشکل ہو جاتا

Marfat.com

ہے اور جب اقتدار ہی مقصود رہ جاتا ہے تو پھر حلال حرام کی تمیز نہیں رہتی، مخلوق پر طرح طرح کے ظلم کئے جاتے ہیں تا کہ اقتدار کو ٹھیس نہ لگے اور اس طرح سے صاحبِ اقتدار اللہ کے نزدیک اور بندوں کے نزدیک بدترین مبغوض انسان بن جاتا ہے۔

مظلوم :۔ جس شخص پر کسی طرح کا کوئی ظلم کیا جائے اُسے مظلوم کہتے ہیں، مظلوم بھی ان لوگوں میں سے ہے جس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مظلوم کی بددعا سے بچو (اس لئے کہ وہ ضرور قبول ہوگی) کیونکہ مظلوم حق تعالیٰ سے اپنا حق مانگتا ہے اور اللہ تعالیٰ شانہٗ کسی حق والے سے اس کا حق نہیں روکتے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

جب حضور اقدس ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا عامل (یعنی گورنر) بنا کر بھیجا تو چند نصیحتیں فرمائیں ان میں سے ایک یہ نصیحت تھی:

وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ . (بخاری و مسلم)

''یعنی مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی پردہ نہیں''۔

پردہ نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ ضرور قبول ہوگی۔ اس کی قبولیت کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں۔ اسی مضمون کو حدیث نمبر ۱۰۶ میں اس طرح بیان فرمایا کہ مظلوم کی بددعا کو اللہ جل شانہٗ بادلوں کے اوپر اٹھا لیتے ہیں اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

بترس از آہ مظلوماں کہ ہنگام دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

البتہ یہ ضروری نہیں کہ مظلوم کی بددعا ہمیشہ ہی جلد سے جلد قبول ہو جائے بعض مرتبہ حکمت الٰہیہ کا تقاضا ہوتا ہے کہ دیر سے قبول ہو اسی لئے حدیث میں ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں کہ میں ضرور ضرور تیری مدد کروں گا اگرچہ کچھ عرصہ کے بعد ہو۔

اور یہ ضروری نہیں ہے کہ جس مظلوم کی بددعا لگے وہ نیک آدمی ہو یا مسلمان ہی ہو چونکہ اس کی دعا کی مقبولیت کی وجہ اس کی مظلومیت ہے اس لئے مظلوم اگر فاجر، فاسق اور بڑا گنہگار ہو بلکہ اگر کافر ہی ہو تب بھی اس کی بددعا ظالم کے حق میں قبول ہو جاتی ہے اسی لئے روایات حدیث میں ''وَاِنْ كَانَ فَاجِرًا اور وَلَوْ كَانَ كَافِرًا'' کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں[1]۔ بہت لوگ جن کو مال و دولت یا عہدہ کی وجہ سے کوئی بڑائی حاصل ہو جاتی ہے لوگوں کو بات بات میں مار پیٹ کرتے ہیں، طرح طرح سے ستاتے ہیں، مال چھین لیتے ہیں، غنڈوں سے پٹوا دیتے ہیں بلکہ قتل تک کروا دیتے ہیں۔ کچھ دن تو ان کی زندگی مال اور عہدہ کے ساتھ گزر جاتی ہے لیکن جب کسی مظلوم کی بددعا اثر کر جاتی ہے تو مصیبتوں میں پھنس جاتے ہیں اور طرح طرح کی تدبیریں سوچتے ہیں لیکن کوئی کارگر نہیں ہوتی، کیونکہ کسی مظلوم کی بددعا جو ان کے حق میں قبول ہو جاتی ہے وہ اپنا کام کرتی رہتی ہے۔ ظالم ظلم کر کے بھول جاتا ہے اور پتہ بھی نہیں ہوتا کہ میں نے کس کس کو ستایا اور

[1] حصن حصین۔۱۲

Marfat.com

دُکھ پہنچایا ہے، اگر مظلوم سے معافی بھی مانگنا چاہے تو مظلوم کا پتہ نہیں چلتا، ہوشیار بندے وہی ہیں جو کسی پر جانی اور مالی کوئی ظلم نہیں کرتے، اللہ پاک اپنے حقوق کو معاف فرما دیتا ہے لیکن اس کے کسی بندہ پر کسی طرح کا کوئی ظلم کر دے تو اس کی معافی اسی وقت ہوگی جبکہ وہ مظلوم معاف کرے۔

ایک ظالم کا عبرتناک واقعہ:- بعض کتابوں میں یہ قصہ لکھا ہے کہ ایک غریب آدمی مچھلی لئے جا رہا تھا ایک سپاہی نے اس کی مچھلی چھین لی اور گھر لے جا کر جب مچھلی بنانے لگا تو اس کا ایک کانٹا انگوٹھے میں لگ گیا، انگوٹھے میں ہلکا سا زخم ہوا، پھر زخم بڑھا حتیٰ کہ انگوٹھا سڑنے لگا بہت علاج کیا کوئی فائدہ نہ ہوا، بالآخر انگوٹھا کٹوا دیا اس کے بعد ہتھیلی اور انگلیوں میں زخم پیدا ہو گیا جب کسی طرح کے کسی علاج سے فائدہ نہ ہوا تو پہنچے سے ہاتھ کٹوا دیا تا کہ آگے سے ہاتھ محفوظ رہ جائے۔ لیکن پھر پہنچے کے اوپر زخم ہو گیا اور اتنا بڑھا کہ آگے بھی کٹوانے کی ضرورت ہوگئی۔ اللہ کے ایک نیک بندے کو یہ حال معلوم ہوا تو اس نے کہا کہ کب تک تھوڑا تھوڑا کر کے اپنا ہاتھ کٹواتا رہے گا، مظلوم سے معافی مانگ تا کہ اس مصیبت سے نجات ہو بالآخر مچھلی والے کو تلاش کیا اور اس سے معافی مانگی، جب اس نے معاف کیا تو مصیبت دور ہوئی۔ ظلم بہت بدترین چیز ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ:

اَلظُّلْمُ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (بخاری)

''یعنی ظلم قیامت کے دن اندھیریاں بن کر سامنے آئے گا''۔

ظلم کا وبال انسانوں ہی تک محدود نہیں رہتا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم ظالم کے ظلم کی وجہ سے حبارئ پرندہ تک اپنے گھونسلہ میں دبلا ہو کر مر جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ) کیونکہ ظلم کی وجہ سے اللہ کی جانب سے بارش روک لی جاتی ہے اور اس کی وجہ سے زمین کی سرسبزی ختم ہو جاتی ہے اور چرند پرند بے آب و گیاہ بھوکے پیاسے مر جاتے ہیں۔

والد کی دُعا:- والد کی دعا بھی اولاد کے حق میں ضرور قبول ہوتی ہے اور اسی طرح والدہ کی دعا بھی اولاد کے حق میں تیزی کے ساتھ اثر کرتی ہے۔ والدین کی دعا ہمیشہ لیتے رہنا چاہئے ان کی بددعا سے ہمیشہ پرہیز کرے۔ محبت اور مامتا کی وجہ سے اکثر ماں باپ بددعا نہیں کرتے اگرچہ انہیں اولاد کی جانب سے تکلیف پہنچے، لیکن بعض مرتبہ اولاد کی جانب سے ماں یا باپ کا دل زیادہ دکھ پا جاتا ہے تو بلا اختیار منہ سے بددعا نکل جاتی ہے پھر یہ بددعا اپنا اثر کر کے چھوڑتی ہے جہاں تک ممکن ہو ماں باپ کو کبھی ناراض نہ کریں اور تکلیف نہ دیں جان سے اور مال سے ان کی خدمت کرتے رہیں، اگر کسی وجہ سے ان سے علیحدہ بھی رہنے لگو تب بھی ان کے پاس آتے جاتے رہو اور خیر خبر رکھو۔

علامہ جزری رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب حصن حصین میں ان لوگوں کی فہرست لکھی ہے جن کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے ان میں انہوں نے ایسے شخص کو بھی شامل کیا ہے جو والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہو، جب بندہ ماں کی خدمت میں جان و مال لگا دیتا ہے اور خود دکھ تکلیف برداشت کر کے ماں باپ کو آرام پہنچاتا ہے تو اس کی دعا میں مقبولیت کی شان پیدا ہو جاتی ہے، جن لوگوں کو اللہ جل شانہٗ نے یہ توفیق

Marfat.com

دی ہو اپنے لئے اور والدین کے لئے اور دیگر مسلمانوں کے لئے دعا سے دریغ نہ کریں۔

مسافر:- مسافر کو بھی ان لوگوں میں شمار فرمایا ہے جن کی دعا قبول ہوتی ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ مسافر گھر بار سے دور ہوتا ہے، آرام نہ ملنے کی وجہ سے مجبور اور پریشان ہوتا ہے جب اپنی مجبوری اور حاجت مندی کی وجہ سے دعا کرتا ہے تو اس کی اخلاص بھری دعا ضرور قبول ہوتی ہے چونکہ مسافر کو عام طور سے بے بسی اور بے کسی کی حالت درپیش ہوتی ہے اس لئے اس کی دعا صدقِ دل سے ہوتی ہے اور ضرور قبول ہو جاتی ہے۔

جو شخص حج و عمرہ کے سفر میں ہو:- جو شخص حج کے لئے روانہ ہوا ہو یا عمرہ کے سفر میں نکلا ہو اس کی دعا مقبول ہونے کا وعدہ بھی حدیث شریف میں وارد ہوا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اَلْحُجَّاجُ وَالْعُمَّارُ وَفْدُ اللّٰهِ اِنْ دَعَوْهُ اَجَابَهُمْ وَاِنِ اسْتَغْفَرُوْهُ غَفَرَ لَهُمْ (رواہ ابن ماجہ ونسائی) یعنی حج، عمرہ کے مسافر بارگاہِ خداوندی کے خصوصی مہمان ہیں اگر اللہ سے دعا کریں تو قبول فرمائے اور اگر اس سے مغفرت طلب کریں تو ان کی بخشش فرما دے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِذَا لَقِيْتَ الْحَاجَّ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ وَصَافِحْهُ وَمُرْهُ اَنْ يَّسْتَغْفِرَ لَكَ قَبْلَ اَنْ يَّدْخُلَ بَيْتَهٗ فَاِنَّهٗ مَغْفُوْرٌ لَّهٗ. (رواہ احمد)

"یعنی جب تو ایسے شخص سے ملاقات کرے جو حج کے لئے گیا ہو تو اسے سلام کر اور اس سے مصافحہ کر، اور اس سے درخواست کر کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے تیرے لئے استغفار کرے (یعنی اللہ تعالیٰ سے تیری مغفرت کا سوال کرے) کیونکہ وہ بخشا بخشایا ہے"۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے یہ دعا کی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْحَاجِّ وَلِمَنِ اسْتَغْفَرَ لَهُ الْحَاجُّ. (مستدرک حاکم)

"یعنی اے اللہ تو حج کرنے والے کی مغفرت فرما اور حج کرنے والا جس کے لئے استغفار کرے اس کی (بھی) مغفرت فرما۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ حج کرنے والے کی سفارش ۴۰۰ گھرانوں کے بارے میں مقبول ہوتی ہے یا یہ فرمایا کہ اس کے گھرانے کے ۴۰۰ آدمیوں کے بارے میں اس کی سفارش قبول ہوتی ہے (راوی کو شک ہے) اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ حج کرنے والا اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسا اپنی پیدائش کے دن گناہوں سے پاک وصاف تھا۔ (کذا فی الترغیب عن مسند البزار وفیہ راوٍ لم یُسَمّ)

حج اور عمرہ کے لئے جو شخص گھر سے نکلا ہوا ہو اللہ پاک کے نزدیک اس کی بڑی فضیلت ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ آج کل حج و عمرہ کے مسافر اپنی قدر خود ہی نہیں پہچانتے ایک حج ادا کرتے ہیں اور سفر میں بہت سی فرض نمازیں چھوڑ دیتے ہیں نیز ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ گانے سنتے ہیں، حرم شریف کی حاضری کم سے کم دیتے ہیں، بازاروں میں سامان خریدتے پھرتے ہیں اور لڑتے جھگڑتے بھی خوب ہیں جس کی قرآن شریف میں خصوصی ممانعت وارد ہوئی ہے، اور عورتیں تو بہت ہی غضب کرتی ہیں بالکل بے پردہ ہو کر نامحرم

Marfat.com

مردوں کے سامنے گھومتی پھرتی رہتی ہیں۔ جہاز میں داخل ہوتے ہی بڑی بڑی پردہ والی عورتیں برقعہ اتار کر رکھ دیتی ہیں اور واپس ہونے تک برقعہ نہیں اوڑھتیں، سر اور چہرہ خوب آزادی کے ساتھ مردوں کو دکھاتی رہتی ہیں بلکہ اپنی جہالت سے سفر حج میں پردہ کرنے کو گویا گناہ سمجھتی ہیں۔ جہالت سے خدا بچائے۔ ایک نیک کام کے لئے نکلی اور راستہ بھر گناہ کرتی رہی یہ بڑی حماقت کی بات ہے۔

حدیث شریف میں ارشاد ہے لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ (بیہقی فی شعب الایمان) یعنی اللہ کی لعنت ہو دیکھنے والے پر اور اس کی طرف جس کو (اس کے اختیار سے) دیکھا جائے مطلب یہ کہ مرد ہو یا عورت اُسے کسی کا چہرہ یا کوئی دوسرا عضو جو دیکھنے کی ممانعت کی گئی ہے (اس ممانعت کی خلاف ورزی دیکھنے والا کرے گا) تو لعنت کا کام کرے گا اور جو اپنے اختیار سے دکھائے وہ بھی لعنت کا کام کرے گا جو عورتیں نامحرموں کے سامنے بے پردہ ہوتی ہیں اور اس کا موقع دیتی ہیں کہ کوئی انہیں دیکھے وہ اپنے آپ کو لعنت کے لئے پیش کرتی ہیں۔

مجاہد:- جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کے لئے نکلا اس کی جہاں اور بہت سی فضیلتیں ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے کہ اس کی دعا بارگاہِ خداوندی میں ضرور مقبول ہوتی ہے، چونکہ یہ شخص اللہ کی راہ میں جان و مال کی قربانی دینے کے لئے نکل کھڑا ہوا اس لئے اپنے اخلاص اور صدق نیت کی وجہ سے اس قابل ہو گیا کہ اس کی درخواست رد نہ کی جائے، جب مجاہد دعا کرتا ہے تو اللہ جل شانہٗ اس کی دعا ضرور قبول فرماتے ہیں۔

مریض:- مریض بھی ان لوگوں میں سے ہے جن کی دعا ضرور قبول کی جاتی ہے۔ اللہ جل شانہٗ سے سوال تو ہمیشہ عافیت ہی کا کرنا چاہئے، لیکن اگر بیماری آجائے تو اس کو بھی صبر و شکر کے ساتھ برداشت کرے، جب مومن بندہ بیمار ہوتا ہے تو اوّل تو بیماری کی وجہ سے اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور درجات بلند ہوتے ہیں۔ دوسرے تندرستی میں جو عبادت کرتا تھا اس سب کا ثواب اس کے لئے لکھا جاتا ہے۔ تیسرے اس کی دعا کی حیثیت بہت بڑھ جاتی اور ضرور قبول ہوتی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم مریض کے پاس جاؤ تو اس سے دعا کے لئے کہو کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح سے ہے۔ (ابن ماجہ عن عمرؓ)

مریض اپنی تکلیف میں اور کچھ نہیں کر سکتا تو اللہ کے ذکر میں تو مشغول رہ ہی سکتا ہے اور اپنے لئے اور اپنے اعزہ و اقربا اور احباب و اصحاب کے لئے خوب دعائیں کر سکتا ہے، مومن کی بیماری بھی نعمت ہے مگر کوئی اپنی حیثیت تو پہچانے اور نعمت کو نعمت تو جانے۔ قرآن و حدیث کا علم نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں کو نہ ایمان کی قیمت معلوم ہے نہ مومن کی حیثیت کا پتہ ہے، اللہ تعالیٰ شانہٗ علم دے اور سمجھ دے۔

مسلمان بھائی کے لئے پیٹھ پیچھے دعا کرنا:- اپنے لئے تو دعا کرتے ہی ہیں، اس کے ساتھ اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے بھی خصوصی اور عمومی دعا کرنا چاہئے۔ مسلمانوں کے لئے عام طریقہ پر بھی دعا کریں اور اپنے والدین اور دور و قریب کے رشتہ دار، بہن بھائی، چچا، ماموں خالہ وغیرہ اور ملنے جلنے والوں، پاس کے اٹھنے بیٹھنے والوں، اپنے محسنوں اور استاذوں کو خاص طور پر دعا میں یاد رکھنا چاہئے، دعا کے لئے کوئی

Marfat.com

کہے یا نہ کہے دعا کرتے رہیں اس میں اپنا بھی فائدہ ہے اور جس کے لئے دعا کی جائے اس کا بھی فائدہ ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ پیٹھ پیچھے مسلمان بھائی کی دعا قبول ہوتی ہے اس کے سر کے پاس ایک فرشتہ مقرر رہتا ہے جب وہ اپنے بھائی کے لئے دعا کرتا ہے تو فرشتہ آمین کہتا ہے اور (یہ بھی کہتا ہے کہ بھائی کے حق میں جو تو نے دعا کی ہے) تیرے لئے بھی اس جیسی (نعمت اور دولت کی) خوشخبری ہے۔ (رواہ مسلم)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ سب دعاؤں سے بڑھ کر جلد سے جلد قبول ہونے والی دعا وہ ہے جو غائب کی دعا غائب کے لئے ہو (ترمذی) اور وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ دعا ریا کاری سے بعید ہوتی ہے اور محض خلوصِ محبت کی بنیاد پر کی جاتی ہے اور اس میں اخلاص بھی بہت ہوتا ہے۔ چونکہ غائب کے لئے غائب کی دعا بڑی تیزی کے ساتھ قبول ہوتی ہے اس لئے دوسروں سے دعا کی درخواست کرنا بھی مسنون ہے۔ سلف کا یہ معمول رہا ہے ایک دوسرے سے دعا کی درخواست کرتے تھے اور اہل اللہ اب بھی اس پر عمل کرتے ہیں۔ جس سے درخواست کی جائے اس کو چاہئے کہ درخواست رد نہ کرے خاص اس وقت بھی دعا کر دے جس وقت دعا کے لئے کہا جائے، اور بعد میں بھی دعا کر دیا کرے۔

حضرت عمرؓ کا سفر عمرہ:- حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ (ایک مرتبہ) میں نے حضور اقدس ﷺ سے عمرہ کے سفر پر جانے کی اجازت چاہی، آپ نے اجازت دے دی اور فرمایا کہ بھیا ہم کو (بھی) دعا میں شریک کر لینا اور ہم کو مت بھولنا، آپ نے ایسا کلمہ فرمایا کہ مجھے اس کے عوض پوری دنیا مل جاتی تب بھی اس قدر خوشی نہ ہوتی جس قدر اس مبارک کلمہ سے خوشی ہوئی۔ (ابوداؤد) جب حضور اقدس ﷺ نے دوسرے شخص سے دعا کی درخواست فرمائی تو ماوشما کیا حقیقت رکھتے ہیں ہم تو بہت زیادہ محتاج ہیں، نیک بندوں سے دعا کے لئے عرض معروض کرتے ہیں، کیا پتہ تجھ مجھ کی دعا ہی سے بیڑہ پار ہو جائے۔

فائدہ:- جب کسی کے لئے دعا کرے تو پہلے اپنے لئے دعا کرے پھر اس کے لئے دعا کرے، حضور اقدس ﷺ کا یہی معمول تھا (ترمذی) غالباً اس تعلیم میں یہ حکمت ہے کہ اپنے لئے انسان زیادہ اخلاص اور توجہ سے دعا کرتا ہے پس جب اپنے لئے دعا کرے گا اور اس کے بعد ہی دوسرے کے لئے دعا کرے گا تو وہ دعا بھی اخلاص اور پوری توجہ کے ساتھ ہوگی۔

مضطر:- علامہ جزریؒ نے حصن حصین میں مضطر کو بھی ان لوگوں میں شمار کیا ہے جن کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے، مضطر اس کو کہا جاتا ہے جو کسی وجہ سے مجبور اور پریشان حال ہو، قرآن مجید میں ارشاد ہے:

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَیَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَیَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قَلِیْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ. (سورۃ النمل)

''بتاؤ کیا (معبودان باطل بہتر ہیں یا اللہ بہتر ہے) جو بے قرار آدمی کی دعا قبول فرماتا ہے جب وہ اس کو پکارے اور اس کی مصیبت کو دور کرتا ہے، اور تم کو زمین میں صاحبِ تصرف بناتا ہے، کیا کوئی اور معبود ہے اللہ کے ساتھ؟ (نہیں) تم لوگ بہت کم نصیحت حاصل کرتے ہو''۔

جب انسان مجبور اور بے کس و بے بس ہوتا ہے تو اس کی نظر سیدھی اللہ تعالیٰ پر پہنچتی ہے، ہر طرف سے

Marfat.com

امید ختم ہو جاتی ہے اور صدق دل سے اللہ جل شانہٗ کے حضور میں درخواست کرتا ہے کہ میری مصیبت دور ہو اور بے چینی و بے قراری ختم ہو چونکہ اس موقع پر انسان ظاہر و باطن سے اللہ پاک کی جانب متوجہ ہوتا ہے اور یہ یقین کر لیتا ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے علاوہ میرا کوئی نہیں جو اس وقت کی بے چینی اور ظاہری باطنی دُکھ تکلیف رفع کر سکے اس لئے اس کی دعا ضرور قبول ہوتی ہے، ایسے موقع پر دعا سے کبھی غافل نہ ہو، خلوص دل سے اللہ پاک سے رحم کی درخواست کرے۔ حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں بارگاہِ رسالت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں؟ آپ نے فرمایا میں اس اللہ کا رسول ہوں کہ اگر تجھے کوئی تکلیف پہنچ جائے اور تو اس کو پکارے تو تکلیف کو دور فرما دے، اور اگر تجھ کو قحط سالی پیش آجائے اور اس کو تو پکارے تو تیرے لئے سبزہ اُگا دے، اور اگر تو چٹیل میدان میں ہو (جہاں گھاس پانی کچھ نہ ہو اور آبادی سے بہت دور ہو) اور وہاں تیری سواری گم ہو جائے اور تو اللہ کو پکارے تو تیری سواری کو واپس فرما دے۔ (الحدیث بطولہ رواہ ابوداؤد)

کن لوگوں کی دُعا قبول نہیں ہوتی

حرام خوراک و پوشاک کی وجہ سے دُعا قبول نہیں ہوتی

(۱۰۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا وَّاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِیْنَ فَقَالَ یٰاَیُّهَا الرُّسُلُ کُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُلُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰکُمْ ثُمَّ ذَکَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْهِ اِلَی السَّمَآءِ یَا رَبِّ یَا رَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰی یُسْتَجَابُ لِذَالِکَ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بیشک اللہ پاک ہے اور وہ پاک ہی (مال اور قول و عمل) قبول فرماتا ہے (پھر فرمایا کہ) بلاشبہ (حلال کھانے کے بارے میں) اللہ جل شانہٗ نے پیغمبروں کو جو حکم فرمایا ہے وہی مومنین کو حکم فرمایا ہے چنانچہ پیغمبروں کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ اے رسولو! طیب چیزیں کھاؤ اور نیک کام کرو، اور مومنین کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اے ایمان والو! جو پاک چیزیں ہم نے تم کو دی ہیں اُن میں سے کھاؤ۔ اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے شخص کا ذکر فرمایا جو لمبا سفر کر رہا ہو، اُس کے بال بکھرے ہوئے ہوں، جسم پر گرد و غبار اٹا ہوا اور وہ آسمان کی طرف ہاتھ پھیلائے یا رب یا رب کہہ کر دعا کرتا ہو، یہ شخص دعا تو کر رہا ہے اور حال یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام ہے اور پینا حرام ہے اور پہننا حرام ہے اور اس کو حرام غذا دی گئی ہے، پس ان حالات کی وجہ سے اُس کی دعا کیونکر قبول ہوگی۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۴۱، بحوالہ مسلم)

تشریح:- اس حدیث میں اوّل تو حرام سے پرہیز کرنے اور حلال کھانے کی اہمیت اور ضرورت پر زور دیا ہے اور بتایا ہے کہ جو صدقہ حلال مال سے ہوگا وہی قبول ہوگا۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور اُس کی بارگاہ میں پاک

Marfat.com

چیز ہی پسند ہوسکتی ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے قرآن مجید کی دو آیتیں تلاوت فرمائیں۔ پہلی آیت میں حضرات انبیاء علیہم السلام کو حکم ہے کہ پاک چیزیں کھائیں اور نیک عمل کریں اور دوسری آیت میں ایمان والوں کو حکم ہے کہ اللہ پاک کی عطا کردہ چیزوں میں سے پاک چیزیں کھائیں۔ حضور اقدس ﷺ نے دونوں آیات کو ذکر کر کے فرمایا ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے جو حکم اپنے پیغمبروں کو دیا ہے کہ حلال کھائیں وہی حکم اپنے مومن بندوں کو دیا ہے، حلال کی اہمیت اور ضرورت ظاہر کرنے کے بعد آپ ﷺ نے ایک ایسے شخص کا ذکر کیا جو لمبے سفر میں ہو اور بدحالی کی وجہ سے اُس کے بال بکھرے ہوئے ہوں جسم پر غبار پڑا ہوا ہو اور وہ اپنی اس بدحالی میں آسمان کی طرف دعا کرتے ہوئے یا رَب یا رَب کہہ کر خدائے پاک کو پکار رہا ہو اور چاہتا ہو کہ میری حاجت قبول ہو جائے بھلا اُس کی دُعا کیسے قبول ہوسکتی ہے؟ کیونکہ اُس کا کھانا حرام ہے پینا حرام ہے اور لباس حرام ہے اور اُس کو حرام کی غذا دی گئی ہے۔

مسافر کا شمار اُن لوگوں میں ہے جن کی دعا خصوصیت سے قبول ہوتی ہے اور مضطر و پریشان حال شخص کی بھی دعا قبولیت سے قریب تر ہوتی ہے لیکن مسافر اور پریشان حال ہونے کے باوجود ایسے شخص کی دُعا قبول نہیں ہوتی جس کا کھانا پینا اور پہننا حرام ہو۔ آج کل بہت سی دعائیں کی جاتی ہیں لیکن دُعائیں قبول نہیں ہوتیں، لوگ شکایتیں کرتے پھرتے ہیں کہ دعاؤں کا اس قدر اہتمام کیا اور اتنی بار دعا کی لیکن میری دعا قبول نہیں ہوئی۔ شکایت کرنے والوں کو چاہئے کہ پہلے اپنا حال دیکھیں اور اپنی زندگی کا جائزہ لیں کہ میں حلال کتنا کھاتا ہوں اور حرام کتنا اور کپڑے جو پہنتا ہوں وہ حلال آمدنی کے ہیں یا حرام کے۔ اگر روزی حرام ہے یا لباس حرام ہے تو اس کو ترک کریں، خوراک اور پوشاک کو حدیث شریف میں بطور مثال ذکر فرمایا ہے۔ اوڑھنا بچھونا، رہائش کا مکان، آسائش کی چیزیں اگر حرام کی ہوں تو وہ بھی لباس کے حکم میں ہیں یعنی جس طرح حرام آمدنی کا لباس ہوتے ہوئے دعا قبول نہ ہوگی اسی طرح حرام کی دوسری چیزیں استعمال کرنے سے دعا کی قبولیت رکی رہے گی۔

حرام کی ہر چیز سے بچنا لازم ہے:- بہت سے لوگ حرام کھانے کی حد تک تو پرہیز کرتے ہیں لیکن حرام کی دوسری چیزیں استعمال کرنے سے پرہیز نہیں کرتے حالانکہ وہ بھی گناہ ہے۔

اپنے حالات پر غور کریں کہ کن کن راہوں سے ہمارے گھر میں حرام مال گھس رہا ہے کہیں سودی روپیہ تو گھر میں نہیں آرہا، رشوت کا مال تو گھر میں بھرا ہوا نہیں، کسی کی حق تلفی تو نہیں کی، خیانت کر کے کسی کی رقم تو نہیں ماری، کما کر لانے والا کسی ناجائز محکمہ میں ملازم تو نہیں، اگر غور کریں گے تو بہت سی راہیں سمجھ میں آئیں گی جن کے ذریعہ گھر میں ناجائز روپیہ آتا ہے۔ پھر اس روپیہ سے روٹی پانی کا خرچہ بھی چلتا ہے اور کپڑے بھی بنتے ہیں، مکان بھی تعمیر ہوتے ہیں، بنگلہ میں سجاوٹ بھی ہوتی ہے، گاڑی بھی خریدی جاتی ہے۔ جب حرام ہی غذا ہو اور اسی کی خوراک اور پوشاک ہو اور گھر کا ساز و سامان اسی کے ذریعہ سے حاصل ہوا ہو تو دعا کی قبولیت کی اُمید رکھنا بہت بڑی بے وقوفی ہے۔

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ حرام سے پرہیز کرے حلال کی فکر کرے۔ اگرچہ تھوڑا ملے اور روکھی سوکھی

Marfat.com

روٹی کھانی پڑے اور چھپر میں گزارا کرنا پڑے۔

حرام خوراک دوزخ میں جانے کا ذریعہ ہے:- حرام کام کرنے اور حرام مال استعمال کرنے کی وجہ سے دعا قبول نہیں ہوتی اور جنت سے بھی محرومی ہوتی ہے۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے:

لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ لَحْمٌ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ فَکُلُّ لَحْمٍ نَبَتَ مِنَ السُّحْتِ کَانَتِ النَّارُ اَوْلٰی بِهٖ. (رواہ احمد وغیرہ)

یعنی جنت میں وہ گوشت داخل نہ ہوگا جو حرام سے پیدا ہوا ہو دوزخ ہی اس کی زیادہ مستحق ہے۔

حرام سے صدقہ کیا جائے تو قبول نہیں ہوتا:- بہت سے جاہل حرام کماتے ہیں اور اس میں سے کچھ صدقہ کر کے حرام کو حلال سمجھ لیتے ہیں۔ یہ بالکل جہالت کی بات ہے۔ حرام سے صدقہ کرنا تو اور گناہ ہے، حرام پر ثواب نہیں ملتا جیسا کہ حدیث شریف کے شروع میں گزرا کہ انّ اللہ طیّب لا یقبل الا طیّبا. پس جب حرام کا صدقہ قبول ہی نہیں تو اُس کے ذریعہ باقی مال کیسے حلال ہو جائے گا۔ جو صدقہ دیا وہ بھی وبال ہوگا اور جو مال بچ گیا وہ بھی وبال ہوگا اور عذاب کا باعث ہوگا۔ حرام مال سے صدقہ کر کے ثواب کی اُمید رکھنے کو بعض علماء نے کفر بتایا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ حرام کمانے سے بالکل پرہیز کیا جائے۔ نہ حرام کمانے کا گناہ ہوگا نہ ملک میں حرام آئے گا، نہ اپنی جان پر خرچ ہوگا۔

عورتوں کو خاص ہدایت:- عورتیں اپنے شوہروں سے کہہ دیں کہ ہم حلال کھائیں گے حلال پہنیں گے۔ تمہارے ذمہ ہمارے جن اخراجات کا پورا کرنا لازم ہے حلال سے پورا کرو ہم حرام قبول کرنے کو تیار نہیں، پہلے زمانے کی عورتیں ایسی ہی نیک تھیں خود بھی حرام سے بچتی تھیں اور شوہروں کو بھی بچاتی تھیں۔ آج کل عورتیں شوہروں اور بیٹوں کو حرام کمانے کی ترغیب دیتی ہیں۔ اگر شوہر رشوت سے بچے تو اسے کہہ سن کر حرام پر آمادہ کرتی ہیں، گھر میں حرام آتا ہے تو گود بھر کر بیٹھ جاتی ہیں اور نمازوں کے بعد دُعائیں بھی کرتی ہیں اور قبولیتِ دعا کی اُمید بھی رکھتی ہیں۔ حرام کے ساتھ دعا کہاں قبول ہو سکتی ہے، اگر تمہارا شوہر یا بیٹا بینک میں یا شراب کے محکمہ میں ملازم ہو یا رشوت لیتا ہو یا کسی بھی طرح حرام کماتا ہو تو اس کو روک دو اور حرام چھڑا کر حلال کمانے کی ترغیب دو۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ترک کرنے سے دعا قبول نہیں ہوتی

(۱۱۰) وَعَنْ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْکَرِ اَوْ لَیُوْشِکَنَّ اللّٰهُ اَنْ یَّبْعَثَ عَلَیْکُمْ عَذَابًا مِّنْ عِنْدِهٖ ثُمَّ لَتَدْعُنَّهٗ وَلَا یُسْتَجَابُ لَکُمْ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم ضرور ضرور نیکیوں کا حکم کرتے رہو اور برائیوں سے روکتے رہو ورنہ جلد ہی اللہ جل شانہٗ اپنے پاس سے تم پر بڑا عذاب بھیج دے گا پھر تم ضرور ضرور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو گے اور

Marfat.com

تمہاری دُعا قبول نہ ہوگی۔ (ترمذی بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۳۶)

تشریح:- اس مبارک حدیث میں بھی دُعا قبول نہ ہونے کا ایک سبب بتایا ہے اور فرمایا ہے کہ امر بالمعروف ترک کرنے اور نہی عن المنکر چھوڑ دینے سے اللہ تعالیٰ کا عذاب آئے گا اور عذاب آنے پر دُعا کی طرف متوجہ ہوگے تو دُعا قبول نہ ہوگی۔

مسلمانوں کی ذمہ داری:- بات یہ ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے بندوں کی ہدایت کے لئے اپنے احکام بھیجے ہیں جو قرآن مجید اور حدیث نبوی ﷺ کے ذریعہ بندوں تک پہنچتے ہیں۔ ان احکام میں بہت سے کام کرنے کے ہیں ان کو ''معروف'' یعنی نیکی کہتے ہیں جو خدائے پاک کی پسندیدہ چیزیں ہیں اور بہت سے کام ایسے ہیں جن کا کرنا منع ہے اُن کو ''منکر'' کہتے ہیں یعنی برا کام جو خدائے پاک کی شریعت میں نہیں ہے اسلام سے اُس کا جوڑ نہیں کھاتا۔ اللہ تعالیٰ کو نامحبوب اور ناپسند ہے۔ معروف میں فرائض، واجبات، مستحبات سب داخل ہیں اور منکر میں حرام، مکروہ تحریمی وتنزیہی، سب داخل ہیں۔ سب سے بڑی نیکی فرض وواجب کو انجام دینا ہے اور سب سے بڑا گناہ حرام کا ارتکاب کرنا ہے۔ جو بندہ اسلام قبول کر لیتا ہے اُس کے ذمہ صرف یہی نہیں ہے کہ خود نیک بن جائے بلکہ نیک بننے کے ساتھ دوسروں کو (خصوصاً اپنے ماتحتوں کو) نیک بنانا بھی مسلمان کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

بہت سے لوگ خود تو دیندار ہوتے ہیں مگر اُن کو دوسروں کی دینداری کی بالکل فکر نہیں ہوتی حالانکہ مومن کی خاص صفات جو قرآن مجید میں بیان کی گئی ہیں اُن میں نیکیوں کا حکم کرنا اور برائیوں سے روکنا بڑی اہمیت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔

مومن کی خاص صفات:- سورۂ توبہ میں ارشاد ہے:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ط

''اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے (دینی) رفیق ہیں، یہ لوگ نیک باتوں کی تعلیم دیتے ہیں اور بری باتوں سے منع کرتے ہیں اور نماز قائم کرتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے ہیں عنقریب اللہ تعالیٰ اُن پر رحم فرمائے گا''۔

درحقیقت امر بالمعروف (نیکیوں کا حکم کرنا) اور نہی عن المنکر (برائیوں سے روکنا) بہت بڑا فریضہ ہے جسے مسلمانوں نے چھوڑ رکھا ہے۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ

مَنْ رَّأٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ. (رواہ مسلم)

یعنی تم میں جو شخص کوئی برائی دیکھے تو اُس کو اپنے ہاتھ سے بدل دے (یعنی برائی کرنے والے کو اپنے زور کی طاقت سے روک دے) اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے بدل دے یعنی برائی کرنے والے کو ٹوک دے اور برائی سے روک دے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو دل سے برا جانے اور یہ (صرف دل سے برا جان کر

Marfat.com

خاموش رہ جانا اور ہاتھ یا زبان سے منع نہ کرنا) ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔

دعوتِ فکر:- اب ہم سب مل کر اپنے حال پر غور کریں کہ اپنی نظروں کے سامنے گناہ ہوتے دیکھتے ہیں، نمازیں قضا کی جارہی ہیں روزے کھائے جارہے ہیں، شرابیں پی جارہی ہیں، رشوت کے مالوں سے گھر بھرے جارہے ہیں، طرح طرح کی بے حیائی گھروں میں جگہ پکڑ رہی ہے، یہ سب کچھ نظروں کے سامنے ہے پھر کتنے مرد وعورت ہیں جو اسلام کے دعویدار ہیں اور ان چیزوں پر روک ٹوک کرتے ہیں، کھلم کھلا خدائے پاک کی نافرمانیاں ہورہی ہیں لیکن نہ دل میں ٹیس ہے نہ زبان سے کوئی کلمہ کہنے کے روادار ہیں اور ہاتھ سے روکنے کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

دوسروں کو نیکیوں پر ڈالنا اور برائیوں سے روکنا تو درکنار خود اپنی زندگی گناہوں سے لت پت کر رکھی ہے اور گویا یوں سمجھ رکھا ہے کہ ہم گناہوں ہی کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ خود بھی گناہ کر رہے ہیں اولاد کو اور دوسرے ماتحتوں کو نہ صرف گناہوں میں ملوث دیکھتے ہیں بلکہ اُن کو خود گناہوں پر ڈالتے ہیں۔ اپنے قول و فعل سے اُن کو گناہوں کے کام سکھاتے ہیں اور اُن کو گناہوں میں مبتلا دیکھ کر خوش ہوتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ طور طریق اللہ تعالیٰ کی رحمت کو لانے والے نہیں ہیں بلکہ اللہ کے عذاب کو بلانے والے ہیں۔ جب عذاب آتا ہے تو بلبلاتے ہیں دعائیں کرتے ہیں، تسبیحیں گھوٹتے ہیں اور ساتھ ہی شکایتیں کرتے پھرتے ہیں کہ دعائیں قبول نہیں ہورہی ہیں، مصیبت دور نہیں ہوتی۔ دُعا کیسے قبول ہو اور مصیبت کیسے رفع ہو جبکہ نہ خود گناہ چھوڑتے ہیں نہ دوسروں کو گناہوں سے بچاتے ہیں۔ گناہوں کی کثرت کی وجہ سے جب مصیبتیں آتی ہیں تو نیک بندوں کی بھی دعائیں قبول نہیں ہوتیں۔ بہت سے لوگ جو اپنے آپ کو نیک سمجھتے ہیں اور دوسرے بھی اُن کو نیک جانتے ہیں انہیں اپنی عبادت اور ذکر و ورد کا تو خیال ہوتا ہے لیکن دوسروں کو حتیٰ کہ اپنی اولاد کو بھی گناہوں سے نہیں روکتے اور اُمید رکھتے ہیں کہ مصیبت رفع ہو جائے۔ بڑے تہجد گزار ہیں لمبے لمبے نوافل پڑھتے ہیں، خانقاہ والے مرشد ہیں لیکن لڑکے خانقاہ ہی میں داڑھی مونڈ رہے ہیں، لڑکیاں بے پردہ ہو کر کالج جارہی ہیں لیکن ابا جان ہیں کہ اپنی نیکی کے گھمنڈ میں مبتلا ہیں کبھی حرف غلط کی طرح بھی برائیوں پر روک ٹوک نہیں کرتے۔

ایک بستی کو الٹنے کا حکم:- ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے حضرت جبرئیلؑ کو حکم فرمایا کہ فلاں فلاں بستی کو اُس کے رہنے والوں کے ساتھ الٹ دو۔ حضرت جبرئیلؑ نے عرض کیا اے پروردگار اُن میں آپ کا فلاں بندہ بھی ہے جس نے پلک جھپکنے کے بقدر بھی آپ کی نافرمانی نہیں کی (کیا اس کو بھی اس عذاب میں شریک کرلیا جائے) اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہوا کہ اس بستی کو اس شخص پر اور باقی تمام رہنے والوں پر الٹ دو کیونکہ (یہ شخص خود تو نیکیاں کرتا رہا اور نافرمانی سے بچتا رہا لیکن) اس کے چہرے پر میرے (احکام) کے بارے میں کبھی کسی وقت شکن (بھی) نہیں پڑی۔ (مشکوٰۃ شریف)

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ کی انجام دہی میں کوتاہی کرنے کا وبال کس قدر ہے اس حدیث سے ظاہر ہے۔

Marfat.com

خوب دل کو حاضر کر کے دُعا کی جائے

(۱۱۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُدْعُوا اللّٰهَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَجِیْبُ دُعَاءً مِّنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم قبولیت کا یقین رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو، اور جان لو کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ایسے دل کی کوئی دُعا قبول نہیں فرماتا جو غافل ہو اور ادھر ادھر کے خیالات میں مشغول ہو۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۹۵ بحوالہ ترمذی)

تشریح:- اس حدیث مبارک میں دُعا کا ایک بہت ضروری ادب بتایا ہے اور وہ یہ ہے کہ دُعا کرتے ہوئے اس کا پختہ یقین رکھنا چاہئے کہ میری دُعا ضرور ضرور قبول ہوگی۔ اس یقین میں ذرا سا بھی ڈھیلا پن نہ ہو، اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جو دل غافل ہو اور ادھر ادھر کے خیالات میں لگا ہوا ہو اور زبان سے دُعا نکل رہی ہو اللہ جل شانہٗ اس کی دُعا قبول نہیں فرماتے۔

غافل کی دُعا بے ادبی ہے:- آج کل ہم لوگ دعائیں کرتے ہیں اُن میں دونوں طرح کی کوتاہیاں ہوتی ہیں اور اُن میں سب سے بڑی کوتاہی یہ ہے کہ دعا کرتے وقت دل حاضر نہیں ہوتا۔ دل کہاں سے کہاں پہنچا ہوا ہوتا ہے۔ کیسے کیسے خیالات میں گم رہتا ہے اور زبان سے دعا کے الفاظ نکلتے رہتے ہیں۔ یہ ہماری عجیب حالت ہے۔ اگر کوئی شخص کسی معمولی افسر کو کوئی درخواست پیش کرتا ہے تو بہت باادب کھڑا ہوتا ہے اور خوب سوچ سمجھ کر بات کرتا ہے اور پوری طرح اپنے ظاہر اور باطن سے اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اگر زبان سے درخواست کرے یا لکھی ہوئی درخواست ہاتھ میں تھما دے اور حاکم کی طرف پیٹھ پھیر کر کھڑا ہو جائے یا اس موقع پر کمرہ کی چیزوں کو شمار کرنے لگے یا اور کوئی ایسا کام کرنے لگے جس سے یہ واضح ہو جائے کہ یہ شخص اپنے دل سے درخواست پیش نہیں کر رہا ہے تو اس کو بڑا بے ادب سمجھا جائے گا اور اُس کی درخواست پھاڑ کر ردّی کی ٹوکری میں ڈال دی جائے گی اور اوپر سے سزا بھی ملے گی۔

اللہ جل شانہٗ احکم الحاکمین ہیں۔ بارگاہِ خداوندی میں درخواست پیش کرتے ہوئے دل کا غافل رہنا اور دنیاوی دھندوں کے خیالات دل میں بساتے ہوئے زبان سے دعا کے الفاظ نکالنا بہت بڑی بے ادبی ہے۔ بندوں کی یہ حرکت ہے تو قابل سزا لیکن اللہ جل شانہٗ رحیم و کریم ہیں اس پر سزا نہیں دیتے البتہ نبی کریم ﷺ کی زبانی یہ اعلان فرما دیا ہے کہ ایسی غفلت والی دعا قبول نہ ہوگی۔ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوتی، اتنے برس دُعا کرتے ہو گئے اُن کو چاہئے کہ اپنی حالت پر غور کریں اور دیکھیں کہ دعا کے وقت دل کہاں ہوتا ہے۔ ذرا دُعا کی طرح دُعا کرو پھر اُس کے ثمرات دیکھو۔ دُعا مانگی اور پتہ نہیں کہ کیا مانگا، ایسی دعا کیونکر قبول ہو؟ خوب سوچ لو۔

اللہ جل شانہٗ ہم کو ہمیشہ خلوصِ دل سے دُعا کرنے کی توفیق دے اور ہماری دُعائیں قبول فرمائے۔ انہٗ بالاجابۃ جدیر وعلی کل شیء قدیر.

Marfat.com

سختی کے زمانہ میں دُعا کیسے قبول ہو

(۱۱۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّسْتَجِیْبَ اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَ الشَّدَائِدِ فَلْیُکْثِرِ الدُّعَاءَ فِی الرَّخَآءِ . (رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور فخر عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کو یہ خوشی ہو کہ اس کی دعا اللہ تعالیٰ سختیوں کے زمانہ میں قبول فرمائے اس کو چاہئے کہ خوشحالی کے زمانہ میں کثرت سے دعا کیا کرے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۵۵ بحوالہ ترمذی)

تشریح:- اس حدیث پاک میں دعا قبول ہونے کا ایک بہت بڑا گر بتایا ہے اور وہ یہ کہ آرام وراحت اور مال ودولت اور صحت وتندرستی کے زمانہ میں برابر دُعا کرتے رہنا چاہئے، جو شخص اس پر عمل پیرا ہوگا اس کے لئے اللہ جل شانہٗ کی طرف سے یہ انعام ہوگا کہ جب کبھی کسی پریشانی میں مبتلا یا کسی مصیبت سے دوچار ہوگا یا کسی مرض میں گرفتار ہوگا اور اس وقت دُعا کرے گا تو اللہ جل شانہٗ ضرور اس کی دُعا قبول فرمائیں گے۔ اس میں ان لوگوں کو تنبیہ ہے جو آرام وراحت، مال ودولت یا عہدہ کی برتری کی وجہ سے خدائے پاک کی یاد سے غافل ہو جاتے ہیں اور دُعا کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور جب مصیبت آگھیرتی ہے تو دُعا کرنی شروع کر دیتے ہیں پھر جب دُعا قبول ہونے میں دیر لگتی ہے تو ناامید ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری دعا قبول نہیں ہوئی، حالانکہ اگر اس وقت دعا کرتے جبکہ خوشی میں مست تھے اور دولت کا گھمنڈ تھا تو ان کا اس زمانہ کا دُعا کرنا آج کی دُعا مقبول ہونے کا ذریعہ بن جاتا، غفلت اور دنیاوی مستی کے سبب اللہ کو بھول جانے کی وجہ سے بہت سخت حاجت مندی کے وقت دُعا کی قبولیت سے محروم رہ جاتے ہیں۔

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا ارشاد:- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب بندہ چین اور خوشی کے زمانہ میں دعا کرتا ہے اور جب اسے کوئی مشکل درپیش ہو جاتی ہے تو اس وقت بھی دُعا کرتا ہے اُس وقت فرشتے اس کی سفارش کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو جانی پہچانی آواز ہے ہمیشہ یہاں پہنچتی رہتی ہے اور جب بندہ چین اور خوشی کے زمانہ میں دُعا نہیں کرتا اور مصیبت آنے پر دستِ دعا پھیلاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں کہ اس آواز کو ہم تو نہیں پہچانتے پہلے تو سنی نہیں یہ بات کہہ کر اس کی طرف سے بے توجہی برتتے ہیں اور دُعا قبول ہونے کی سفارش نہیں کرتے۔ (صفۃ الصفوہ)

انسان کی بے رخی اور بے غیرتی:- انسان کا جو طرزِ عمل ہے کہ مصیبت میں اللہ پاک کو بہت یاد کرتا ہے لمبی چوڑی دعائیں کرتے ہوئے اپنی حاجتیں اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کرتا ہے اور چین وآرام کے زمانے میں خدائے پاک کو بھول جاتا ہے بلکہ ذکر ودُعا کے بجائے بغاوت اور سرکشی پر کمربستہ ہو جاتا ہے یہ طرزِ عمل نہایت بے غیرتی کا ہے۔ بندہ جس طرح دکھ تکلیف کے زمانے میں اللہ کا محتاج ہے اس طرح آرام وراحت کے زمانہ میں بھی خدائے پاک کا محتاج ہے دکھ تکلیف چلے جانے پر خدائے پاک کو بھول جاتے ہیں اس خصلتِ بد کا قرآن مجید میں جگہ جگہ تذکرہ فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْبِهٖ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَائِمًا فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ

Marfat.com

كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَا اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ. (سورۂ یونس، ع ۷)

''اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارنے لگتا ہے لیٹے بھی، کھڑے بھی پھر جب اس کی وہ تکلیف ہم ہٹا دیتے ہیں تو پھر اپنی حالت پر آجاتا ہے اور (اس طرح) گزر جاتا ہے گویا اس نے ہم کو (اس سے پہلے) اُس تکلیف کے ہٹانے کے لئے پکارا ہی نہ تھا جو اسے پہنچی''۔

اور فرمایا:

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ط (زمر)

''اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پروردگار کی طرف رجوع کرتے ہوئے اسے پکارنے لگتا ہے پھر جب اللہ اس کو اپنے پاس سے نعمت عطا فرما دیتا ہے تو جس کے لئے پہلے پکار رہا تھا اس کو بھول جاتا ہے اور خدا کے شریک بنانے لگتا ہے تا کہ اللہ کی راہ سے (دوسروں کو) گمراہ کرے''۔

قبولیتِ دعا کا اثر معلوم ہو یا نہ ہو دُعا کرنا ہرگز نہ چھوڑے

(۱۱۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَّا لَمْ يَعْجَلْ يَقُوْلُ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِیْ. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جو شخص دعا کرے اس کی دعا قبول ہوتی ہے جب تک کہ جلدی نہ مچائے (پھر جلدی کرنے کا مطلب بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ دعا کرتے کرتے) کہتا ہے کہ میں نے دُعا کی سو وہ قبول نہ ہوئی۔ (بخاری شریف، ص ۹۳۸، ج ۲)

تشریح:- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دُعا قبول ہونے کی ایک شرط یہ ہے کہ دعا کرنا نہ چھوڑے اور یوں نہ کہے کہ اتنا عرصہ ہو گیا دُعا کر رہا ہوں قبول نہیں ہوتی، دعا کا ظاہری اثر نظر آئے یا نہ آئے بہر حال دعا کرتا رہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تک بندہ قطع رحمی اور گناہ کی دعا نہ کرے اس وقت تک اس کی دُعا قبول ہوتی رہتی ہے (اور) جب تک جلدی نہ کرے اُس کی دُعا قبول ہوتی رہتی ہے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ جلدی کرنے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا جلدی کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بندہ کہتا ہے میں نے دعا کی اور دعا کی لیکن مجھے قبول ہوتی نظر نہیں آتی یہ کہتا ہے اور اس حالت پر پہنچ کر دُعا کرنے سے تھک جاتا ہے اور دُعا کرنا چھوڑ بیٹھتا ہے۔ (صحیح مسلم)

معلوم ہوا کہ دعا برابر کرتا رہے، دعا کرنا بندہ کا کام ہے اور قبول فرمانا اللہ جل شانہٗ کا کام ہے اور یہ کہنا کہ دُعا قبول نہیں ہوتی اکثر یہ بھی غلط ہوتا ہے دُعا قبول ہونے کا مطلب عموماً لوگ نہیں جانتے اس لئے یہ سمجھتے ہیں کہ دُعا قبول نہیں ہوئی، حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ سے کوئی ایسی دعا کرتا ہے جس میں گناہ اور قطع رحمی کا سوال نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس کو تین چیزوں میں سے ایک چیز ضرور عنایت فرما دیتے ہیں (۱) یا تو وہ (ظاہراً) دعا قبول فرما لیتے ہیں (یعنی جو مانگا وہی عنایت فرما دیتے ہیں) (۲) یا دعا کرنے والے کو اس کی مطلوبہ چیز کے برابر اس طرح

Marfat.com

عطا فرما دیتے ہیں کہ اسی جیسی (آنے والی) مصیبت ٹال دیتے ہیں (۳) یا اس دعا کا اجر وثواب (آخرت کے لئے) ذخیرہ بنا کر رکھ دیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ، ص ۱۹۶ از احمد و مستدرک حاکم، ص ۴۹۳، ج ۱)

جب قبولیتِ دعا کا مطلب معلوم ہو گیا تو یہ کہنا کسی طرح درست نہیں کہ میری دُعا قبول نہیں ہوتی، قبول ہوتی ہے لیکن قبولیت کی کونسی صورت ہوئی اس کا پتہ بندہ کو نہیں ہوتا، اللہ تعالیٰ علیم وحکیم ہے وہ اپنی حکمت کے موافق دُعا قبول فرماتا ہے، بندہ کا کام تو یہ ہے کہ مانگے جا اور دنیا و آخرت میں مراد لیتا رہ، وَبِاللّٰہِ التَّوْفِیْق.

قبولیت دُعا کے خاص اوقات اور احوال

اخیر رات میں اور فرض نمازوں کے بعد والی دعا

(۱۱۴) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ الدُّعَآءِ اَسْمَعُ قَالَ جَوْفُ اللَّیْلِ الْاٰخِرُ وَدُبُرَ الصَّلٰوتِ الْمُکْتُوْبَاتِ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ سے سوال کیا گیا کہ کون (سے وقت کی) دعا ایسی ہے جو سب دعاؤں سے بڑھ کر لائق قبول ہے؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ پچھلی رات میں، اور فرض نمازوں کے بعد (جو دعا ہو وہ سب دعاؤں سے بڑھ کر لائق قبول ہے)۔ (مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ ترمذی، ص ۸۹)

اس حدیث مبارک سے معلوم ہوا کہ فرض نمازوں کے بعد قبولیتِ دُعا کا خاص وقت ہوتا ہے جو لوگ نماز پڑھتے ہیں ان کو رات دن میں پانچ مرتبہ یہ خصوصی وقت نصیب ہوتا ہے۔ فرض نماز کے بعد خوب دل حاضر کر کے دعا کا اہتمام کرنا چاہئے البتہ جن فرضوں کے بعد مؤکدہ سنتیں ہیں ان کے بعد لمبی دعا نہ کرے مختصر سی دعا کر کے مؤکدہ سنتیں ادا کرے۔ مختصر اور جامع دعائیں بہت سی ہیں انہیں اختیار کرے اور ضروری نہیں کہ عربی زبان میں دُعا ہو اپنی زبان میں جو چاہے مقصد خیر کے لئے دعا کرے۔ نیز حدیث شریف میں یہ بھی فرمایا کہ پچھلی رات کے درمیان میں قبولیتِ دعا کا خاص وقت ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جب تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو اللہ جل شانہٗ کی قریب والے آسمان پر خاص تجلی ہوتی ہے اس وقت اللہ جل شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں کون ہے جو مجھ سے دعا کرے پھر میں اس کی دعا قبول کروں۔ کون ہے جو مجھ سے سوال کرے پھر میں اس کو دے دوں، کون ہے جو مجھ سے مغفرت طلب کرے پھر میں اُس کی مغفرت کر دوں (بخاری و مسلم) جن لوگوں کو نماز تہجد پڑھنے کی عادت ہے ان کو روزانہ یہ وقت نصیب ہوتا ہے جو بہت سہانا وقت ہے، اس وقت بڑے سکون کے ساتھ نماز پڑھنے اور دعا کرنے کا موقع ملتا ہے، نہ شور وشغب نہ کسی طرح کی آوازیں، نہ بچوں کا لڑائی جھگڑا، نہ اور کوئی قصہ وقضیہ۔ یہ صرف اللہ سے لو لگانے کا وقت ہوتا ہے، اگر نمازِ تہجد کے لئے اُٹھنے کی توفیق ہو جائے تو کیا کہنے اگر اُٹھنا نہ ہو اور آنکھ کھل جائے تب بھی کچھ نہ کچھ اس وقت میں اللہ کا ذکر کر ہی لینا چاہئے اگرچہ لیٹے لیٹے ہی ہو۔

رات میں ایک ایسی گھڑی ہے جس میں دُعا قبول ہوتی ہے

(۱۱۵) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

Marfat.com

يَقُوْلُ اِنَّ فِی اللَّيْلِ سَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُّسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ فِيْهَا خَيْرًا مِّنْ اَمْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ وَذَالِکَ كُلَّ لَيْلَةٍ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ بلاشبہ رات میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ جو بھی کوئی مسلمان شخص اس میں اللہ سے دنیا اور آخرت کی کسی خیر کا سوال کرے گا اللہ جل شانہٗ اسے ضرور عنایت فرمادے گا اور یہ گھڑی ہر رات ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۰۹ بحوالہ مسلم)

(۱۱۶) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ اَوٰی اِلٰی فِرَاشِهٖ طَاهِرًا وَّذَكَرَ اللّٰهَ حَتّٰی يُدْرِكَهُ النُّعَاسُ لَمْ يَتَقَلَّبْ سَاعَةً مِّنَ اللَّيْلِ يَسْأَلُ اللّٰهَ فِيْهَا خَيْرًا مِّنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اَعْطَاهُ اِيَّاهُ. (ذکرہ النووی فی کتاب الاذکار بروایۃ ابن السنی)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو شخص رات کو آرام کرنے کے لئے اپنے بستر پر پاک حالت میں (یعنی باوضو) پہنچا اور اللہ کا ذکر کرتا رہا یہاں تک کہ اسے نیند نے پکڑ لیا تو رات میں کسی بھی وقت جب کروٹ بدلتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دنیا و آخرت کی کسی چیز کا سوال کرے گا تو اللہ تعالیٰ وہ خیر اس کو عطا فرمادے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۱۰ بحوالہ کتاب الاذکار)

تشریح:- حدیث نمبر ۱۱۵ سے معلوم ہوا کہ پوری رات میں ایک گھڑی ضروری ایسی ہوتی ہے جس میں دعا کرلی جائے تو دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ حدیث میں اس گھڑی کا پتہ نہیں دیا اور اس پتہ نہ دینے میں مصلحت اور حکمت یہ ہے کہ مومن بندے رات میں وقت بے وقت جب موقع لگے اور یاد آجائے لیٹے، بیٹھے دعا کرتے رہا کریں۔ دعا سے ہرگز غافل نہ ہوں، جب موقع لگے کوئی نہ کوئی دعا مانگ لیں۔

اور حدیث نمبر ۱۱۶ میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص باوضو رات کو اپنے بستر پر لیٹے اور ذکر اللہ کرتے کرتے سو جائے تو اس باوضو سونے اور ذکر کرتے کرتے نیند آجانے کی وجہ سے اُسے یہ شرف دیا گیا ہے کہ سوتے سوتے رات بھر میں جتنی بھی کروٹیں لے گا ہر کروٹ کے وقت اس کی دعا قبول ہوگی چاہے آخرت کے لئے دعا مانگے چاہے دنیا کی بھلائی کی دعا کرے۔

رات کو جب سونے لگے تو لیٹ کر سنت کے موافق دعائیں پڑھے، سونے سے پہلے پڑھنے کی سورتیں پہلے سے نہ پڑھی ہوں تو انہیں پڑھے، تسبیحات فاطمہ پڑھے اور ان کے علاوہ دوسرے اذکار پڑھتے ہوئے سو جائے اور باوضو سونے کی کوشش کرے پھر جب سوتے سوتے آنکھ کھلے تو بھی اللہ کا ذکر کرے اور اللہ سے دعا مانگے یہ دعا خاص طور پر قبول ہوتی ہے جیسا کہ حدیث بالا میں ارشاد فرمایا ہے۔ رات کو سوتے سوتے آنکھ کھلنے پر قبولیت دعا کا وعدہ بعض ایسی روایات میں بھی مذکور ہے جن میں باوضو سونے کی قید نہیں ہے، لہٰذا اگر باوضو سونا نہ ہو تب بھی جس وقت آنکھ کھلے ضرور دعا کرلے۔

جمعہ کے دن ایک خاص گھڑی ہے جس میں ضرور دُعا قبول ہوتی ہے

(۱۱۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَّا يُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ يَّسْأَلُ اللّٰهَ فِيْهَا خَيْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ

Marfat.com

جمعہ کے دن ایک خاص گھڑی ہے جس میں ضرور دُعا قبول ہوتی ہے

(۱۱۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْجُمُعَةِ لَسَاعَةً لَّا یُوَافِقُهَا عَبْدٌ مُّسْلِمٌ یَّسْأَلُ اللّٰهَ فِیْهَا خَیْرًا اِلَّا اَعْطَاهُ اِیَّاهُ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ جمعہ کے دن ایک ایسی گھڑی ہے کہ جو کوئی مسلمان بندہ اس میں کسی خیر کا سوال کرے گا اللہ جل شانہٗ اسے ضرور عطا فرماویں گے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۱۹ بحوالہ بخاری ومسلم)

تشریح:- اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ جمعہ کے دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ اس میں ضرور دعا قبول ہوتی ہے۔ یہ گھڑی کس وقت ہوتی ہے اس کے بارے میں روایات مختلف ہیں۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جمعہ کے دِن جس گھڑی میں قبولیتِ دُعا کی اُمید کی جاتی ہے اُسے عصر کے بعد سے لے کر سورج چھپنے تک تلاش کرو (ترمذی) یعنی اس وقت میں دُعا کرو۔ بعض حضرات اس کا اس طرح اہتمام کرتے ہیں کہ عصر پڑھ کر مغرب تک دعا میں لگے رہتے ہیں تاکہ قبولیت کی گھڑی میں بھی دعا ہو جائے۔ بعض روایات میں یہ ہے کہ یہ گھڑی اس وقت ہوتی ہے جبکہ امام خطبہ کے درمیان بیٹھتا ہے اور یہ نماز ختم ہونے تک رہتی ہے (لیکن خطبہ کے دوران زبان سے دُعا کرنا ممنوع ہے دل سے دُعا کرے اور نماز میں درود شریف کے بعد تو دعا آ ہی جاتی ہے) اور بعض روایات میں ہے کہ نماز جمعہ قائم ہونے کے وقت سے لے کر سلام پھیرنے تک مذکورہ گھڑی ہوتی ہے (اس پر بھی یوں عمل ہو جاتا ہے کہ درود شریف کے بعد نماز میں دعا کی جاتی ہے) اور ایک حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ یہ گھڑی جمعہ کے دن کی سب سے آخری گھڑی ہے، عورتیں نماز جمعہ کے لئے مسجد میں تو نہیں جاتیں، نہ ان پر جمعہ فرض ہے جو خطبہ اور نماز کے دوران والی روایات پر عمل کر سکیں لیکن گھر میں رہتے ہوئے عصر سے مغرب تک تو دعا کر ہی سکتی ہے اور بھی کچھ نہیں تو سورج چھپنے سے پہلے دعا میں لگ جائیں بہت آسان کام ہے مغرب کے لئے وضو کرنا ہی ہوگا پندرہ بیس منٹ پہلے دعا میں لگ جائیں اور اسی سے مغرب کی نماز پڑھ لیں اس میں کوئی وقت کی بات نہیں۔

حج کے موقع پر عرفات میں دُعا کی بہت اہمیت ہے

(۱۱۸) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْهِ عَنْ جَدِّهٖ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَیْرُ الدُّعَآءِ دُعَآءُ یَوْمِ عَرَفَةَ وَخَیْرُ مَا قُلْتُ اَنَا وَالنَّبِیُّوْنَ مِنْ قَبْلِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے بہتر دعا عرفہ کے دن کی دعا ہے اور سب سے بہتر اللہ کا ذکر جو میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے (عرفات میں) کیا ہے وہ یہ ہے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ

Marfat.com

عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کے لئے ملک ہے اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۲۹ بحوالہ ترمذی)

تشریح :- اس حدیث سے عرفہ کے دن دعا کرنے کی فضیلت معلوم ہوئی۔ حج کا سب سے بڑا رکن میدان عرفات میں قیام کرنا ہے یہ میدان بہت بڑا ہے جو مکہ شریف سے نو میل ہے، حج کے احرام کے ساتھ جو شخص مرد ہو یا عورت بقرعید کی نو تاریخ کو زوال سے لے کر آنے والی رات کے ختم ہونے تک یعنی صبح صادق تک ذرا دیر کو بھی عرفات میں گزر جائے یا ٹھہر جائے اس کا حج ہو جاتا ہے چونکہ یہ ٹھہرنا بقرعید کی نو تاریخ کو ہوتا ہے اس لئے اس تاریخ کو یوم عرفہ کہتے ہیں۔ حج تو صبح صادق ہونے تک عرفات میں پہنچ جانے سے ہو جاتا ہے اور یہ آسانی اللہ پاک کی طرف سے دے دی گئی ہے کہ اگلی رات کو پچھلے دن کے ساتھ شمار کیا تاکہ دور دراز سے آنے والوں اور بھولے بھٹکے لوگوں کا بھی حج ہو جائے کہ اگر نویں تاریخ کو زوال کے وقت نہ پہنچ سکیں تو اس کے بعد بھی صبح صادق ہونے تک جب بھی پہنچ جائیں حج فوت نہ ہو البتہ حج کا نظام اس طرح سے ہے کہ زوال کے بعد سے لے کر سورج چھپنے تک سب حاجی حضرات عرفات میں رہتے ہیں اس چھ سات گھنٹہ کے اندر دعائیں مانگی جاتی ہیں، اس موقع پر دعا کرنا بہت اکسیر ہے اپنے لئے دعا کریں اور آل اولاد کے لئے دعا کریں، اپنے لئے اور سارے عالم کے مسلمانوں کے لئے نیز زندوں کے لئے اور مردوں کے لئے اللہ پاک سے مغفرت طلب کریں، اٹکی ہوئی حاجتوں کا سوال کریں مشکلوں کے حل ہونے کے لئے دعا مانگیں۔

جو حضرات اس وقت کی قیمت سمجھتے ہیں اور دعا کا ذوق رکھتے ہیں چھ سات گھنٹہ کا وقت دعا ہی میں خرچ کر دیتے ہیں لیکن بہت سے مرد اور عورتیں اس مبارک موقع پر بھی دعا سے غفلت برتتے ہیں، کھانے پینے میں زیادہ وقت لگا دیتے ہیں، بلکہ بعض لوگ تو اس موقع پر ریڈیو اور ٹیپ ریکارڈ کے ذریعہ گانا وغیرہ بھی سنتے ہیں جو شخص وہاں سے بھی محروم آ گیا وہ کہاں پائے گا۔ اور بعض طالب دنیا اس مبارک موقع پر بندوں سے سوال کرتے رہتے ہیں جو بہت بڑی محرومی ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ عرفات میں لوگوں سے سوال کر رہا ہے آپ نے اس سے فرمایا تو آج کے دن اور اس جگہ اللہ کو چھوڑ کر دوسروں سے مانگ رہا ہے؟ یہ فرما کر اس کو ایک درّہ رسید فرمایا۔ (مشکوٰۃ)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب عرفہ کا دن ہوتا ہے تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ شانہٗ کی سماء دنیا (یعنی قریب والے آسمان پر) خاص تجلی ہوتی ہے اور اللہ جل شانہٗ عرفات میں حاضر ہونے والے بندوں کو فرشتوں کے سامنے پیش فرما کر ارشاد فرماتے ہیں کہ دیکھو میرے بندوں کی طرف میرے پاس بال بکھرے ہوئے، غبار میں بھرے ہوئے (تلبیہ) پکارتے ہوئے دور والے کشادہ راستہ میں آئے ہیں، میں تم کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا، اس پر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ ان میں آپ کا فلاں بندہ اور فلاں بندی ایسے ہیں کہ ان کو بڑے بڑے گناہوں کا مرتکب سمجھا جاتا ہے ان کے جواب میں اللہ جل شانہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے (سب کو) بخش دیا۔ اس کے بعد حضور اقدس ﷺ

Marfat.com

نے فرمایا کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے جس میں دوزخ سے آزاد ہونے والوں کی تعداد یوم عرفہ میں دوزخ سے آزاد ہونے والوں کی تعداد سے زیادہ ہو۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی دن بھی شیطان اس قدر ذلیل و خوار اور حقیر اور جلن کے مارے غصہ میں بھرا ہوا نہیں دیکھا گیا جتنا یوم عرفہ میں اس حال میں دیکھا گیا، اور یہ اس وجہ سے کہ اس نے اس روز اللہ تعالیٰ کی رحمت اترتی ہوئی دیکھی اور بڑے بڑے گناہ جو اللہ پاک نے معاف فرما دیئے اسے اس کا پتہ چلا۔ البتہ صرف ایک دن ایسا گزرا ہے کہ اس دن یوم عرفہ سے بھی بڑھ کر ذلیل وحقیر اور جلن سے غصہ میں بھرا ہوا دیکھا گیا، یہ جنگ بدر کا دن تھا۔ عرض کیا گیا کہ بدر کے دن اس کو کیا بات نظر آئی۔ فرمایا اس نے یہ دیکھا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کو (مشرکین مکہ سے جنگ کرنے کیلئے) ترتیب دے رہے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح عن مالک مرسلا)

مکہ مکرمہ میں اجابت دُعا کے مقامات

حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ نے اپنے ایک خط میں مکہ والوں کو لکھا تھا کہ مکہ مکرمہ میں پندرہ مواقع میں دعا قبول ہوتی ہے۔

(۱) طواف کرتے ہوئے (۲) ملتزم پر چمٹ کر (۳) میزاب کے نیچے (کعبہ شریف کی چھت سے پانی بہہ کر نیچے آنے کا جو پرنالہ ہے اسے میزاب رحمت کہتے ہیں اور یہ حطیم میں گرتا ہے اس کے نیچے دعا قبول ہوتی ہے) (۴) کعبہ شریف کے اندر (۵) زمزم کے کنویں کے قریب (۶) صفا پر (۷) مروہ پر (۸) صفا مروہ کے درمیان سعی کرتے ہوئے (۹) مقام ابراہیم کے نیچے (۱۰) عرفات میں (۱۱) مزدلفہ میں (۱۲) منیٰ میں (۱۳ و ۱۴ و ۱۵) تینوں جمرات کے قریب۔ (الحصن الحصین)

ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں قبولیتِ دعا کے مواقع کی تعداد پندرہ میں منحصر نہیں ہے، رکن یمانی پر، اور رکن یمانی و حجر اسود کے درمیان بھی دعا قبول ہوتی ہے نیز دار ارقم اور غارِ ثور اور غارِ حرا کو بھی ملا علی قاری نے اجابت دعا کے مقامات میں شمار کرایا ہے۔ (حاشیہ الحصن الحصین)

حضرت حسن بصریؒ کے ذکر فرمودہ پندرہ مواقع لکھنے کے بعد الحصن الحصین کے مصنف علامہ جزری فرماتے ہیں "وان لم یجب الدعاء عندا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ففی ای موضع یستجاب" یعنی حضور اقدس ﷺ کی قبر شریف کے قریب دعا قبول نہ ہوگی تو پھر کس جگہ دعا قبول ہوگی (یعنی روضہ اقدس پر جب سلام عرض کرنے کے لئے حاضری دیں تو قبلہ رخ ہو کر اللہ پاک سے دعا بھی کریں۔ قبلہ رخ ہو کر کعبہ شریف پر نظر پڑے تو اس وقت بھی دعا کرے، اس موقع پر دعا قبول ہونے کے بارے میں بعض روایات وارد ہوئی ہیں (کما فی عدۃ الحصن والحصین وشرحہ تحفۃ الذاکرین)

اذان کے وقت اور جہاد کے وقت اور بارش کے وقت دعا ضرور قبول ہوتی ہے

(۱۱۹) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ اَوْ قَلَّمَا تُرَدَّانِ الدُّعَآءُ عِنْدَ النِّدَآءِ وَعِنْدَ الْبَأْسِ حِيْنَ يُلْحِمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا وفی روایة قَالَ وَوَقْتَ الْمَطَرِ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ دو دعائیں ایسی ہیں جو رد نہیں کی جاتیں (یعنی ضرور قبول ہوتی ہیں) یا (فرمایا) کہ بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ ان کو رد کر دیا جائے (راوی کو شک ہے) (۱) اذان کے وقت کی دعا (۲) اور (جہاد کے موقع پر) جنگ کرتے وقت جب (مسلمان اور کافر) آپس میں ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہوں اور ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ بارش کے وقت دعا ضرور قبول ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۶۶، ابوداؤد ص ۳۴۴ طبع کراچی باب الدعاء عند اللقاء)

تشریح:- اس حدیث میں قبولیتِ دعا کے تین خاص مواقع ذکر فرمائے ہیں، اوّل اذان کے وقت، اس میں اذان کے شروع ہوتے وقت دعا کرنا، اذان کے درمیان دعا کرنا دونوں صورتیں آ جاتی ہیں نیز اذان کے ختم پر دعا کی مقبولیت کا وعدہ بھی ایک روایت میں آیا ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بیشک اذان دینے والے ہم سے فضیلت میں بڑھے جا رہے ہیں (ہم کو یہ فضیلت کیسے حاصل ہو) اس کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ تم اسی طرح کہتے جاؤ، جیسے اذان دینے والے کہتے جائیں، پھر جب اذان کا جواب ختم ہو جائے تو اللہ سے سوال کرو، جو مانگو گے دے دیا جائے گا۔ (رواہ ابوداؤد)

دوسری حدیث میں مذکور ہے کہ جب مؤذن کی اذان سنے تو جس طرح وہ کہے اسی طرح کہتا جائے البتہ حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح کے جواب میں لاحول ولاقوۃ الا باللہ کہے، جب اذان کا جواب دے چکے تو درود شریف پڑھ کر حضور اقدس ﷺ کے لئے اللہ سے وسیلہ کا سوال کرے۔ وسیلہ جنت میں ایک بلند درجہ ہے یہ اللہ کے ایک ہی بندے کو ملے گا۔ آپ نے فرمایا کہ میں اُمید کرتا ہوں کہ وہ ایک بندہ میں ہی ہوں گا۔ پس جس نے میرے لئے وسیلہ کا سوال کیا اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو گئی یعنی اس نے ایسا کام کیا جس کی وجہ سے سفارش کروانے کا راستہ نکال لیا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

اذان کے بعد کی جو دعا مشروع ہے یعنی اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ (آخر تک) اس میں وسیلہ کا سوال موجود ہے یہ مختلف اوقات کی دعاؤں کے ذیل میں آ رہی ہے، انشاء اللہ۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ لَا يُرَدُّ الدُّعَآءُ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ یعنی اذان و اقامت کے درمیان دعا رد نہیں کی جاتی یعنی ضرور قبول ہوتی ہے۔ علمائے حدیث نے اس کے دو مطلب لکھے ہیں ایک یہ کہ جس وقت اذان ہو رہی ہو اور جس وقت اقامت ہو رہی ہو اس وقت دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور دوسرا مطلب یہ بتایا ہے کہ اذان ختم ہونے کے بعد سے اقامت کے ختم ہونے تک جو وقفہ ہے اس میں دعا ضرور قبول ہوتی ہے (بذل المجهود) مومن بندہ کو لگا رہنا چاہئے اپنے رب سے مانگتا ہی رہے۔

قبولیتِ دعا کا دوسرا خاص موقع یہ بتایا ہے کہ جب مسلمانوں اور کافروں میں جنگ ہو رہی ہو اور ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہوں وہ وقت بھی دعا کی قبولیت کا ہے۔ درحقیقت وہ وقت بہت کٹھن ہوتا ہے اس وقت

Marfat.com

اللہ کو یاد کرنا اور اللہ سے مانگنا واقعی اللہ سے خاص تعلق کی دلیل ہے، اس موقع پر دعا کی طرف وہی شخص متوجہ ہوگا جس کے دل میں دعا کی عظمت اور اہمیت ہوگی اور دعا بھی خلوص دل سے نکلے گی، افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اسلامی جہاد چھوڑ دیا ہے، اس لئے غیروں کی نظروں میں حقیر ہیں اور جہاد کی خاص برکتوں سے محروم ہیں، اگر کہیں جنگ ہے تو مسلمانوں میں ہے یا کافروں سے ہے تو اسلام کے مطابق نہیں اور اللہ کے لئے نہیں بلکہ وطن اور ملک کے لئے ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حدیث بالا میں قبولیتِ دعا کا تیسرا خاص موقع بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بارش کے وقت دعا قبول ہوتی ہے، بارش خود اللہ کی رحمت ہے جس وقت یہ رحمت متوجہ ہو اس وقت دعا کر لی جائے تو دوسری رحمت بھی متوجہ ہو جاتی ہے یعنی بارگاہِ الٰہی میں دعا قبول کر لی جاتی ہے۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ اس موقع پر اللہ جل شانہٗ سے دنیا و آخرت کی خیر طلب کریں۔ وباللہ التوفیق۔

رمضان المبارک میں دُعا کی مقبولیت

(۱۲۰) وَعَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمًا وَّحَضَرَ رَمَضَانُ اَتَاکُمْ رَمَضَانُ شَهْرُ بَرَکَةٍ یُغْنِیْکُمُ اللّٰهُ فِیْهِ فَیُنْزِلُ الرَّحْمَةَ وَیَحُطُّ الْخَطَایَا وَیَسْتَجِیْبُ فِیْهِ الدُّعَاءَ یَنْظُرُ اللّٰهُ اِلٰی نَفَائِسِکُمْ وَیُبَاهِیْ بِکُمْ مَّلَائِکَتَهٗ فَاَرُوا اللّٰهَ مِنْ اَنْفُسِکُمْ خَیْرًا فَاِنَّ الشَّقِیَّ مَنْ حُرِمَ فِیْهِ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ. (رواہ الطبرانی فی الکبیر)

ترجمہ: حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک روز حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ ماہ رمضان آچکا تھا کہ تمہارے پاس رمضان کا مہینہ آگیا ہے یہ برکت کا مہینہ ہے اس میں اللہ تم کو غنی فرما دے گا، پس رحمت نازل فرمائے گا اور گناہوں کو معاف فرمائے گا اور اس ماہ میں دُعا قبول فرمائے گا (اور فرمایا کہ) اللہ تعالیٰ شانہٗ تمہارے عمدہ اعمال کو دیکھتا ہے اور تم کو فرشتوں کے سامنے پیش فرما کر فخر فرماتا ہے لہٰذا تم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی جانب سے اچھے اعمال پیش کرو، کیونکہ بدنصیب وہ ہے جو اس ماہ میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم کر دیا گیا۔ (مجمع الزوائد، ص ۱۴۲، ج ۳ بحوالہ المعجم الکبیر للطبرانی)

تشریح:- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماہ رمضان المبارک دعاؤں کی قبولیت کا خاص مہینہ ہے۔ اس ماہ میں جس طرح دیگر عبادات میں خوب بڑھ چڑھ کر وقت لگایا جائے، اسی طرح دعائیں بھی خوب کی جائیں، خصوصیت کے ساتھ شبِ قدر میں خوب لگن کے ساتھ دعا کریں۔

مرغ کی آواز سنو تو اللہ کے فضل کا سوال کرو

(۱۲۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَمِعْتُمْ صِیَاحَ الدِّیْکَةِ فَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّهَا رَاَتْ مَلَکًا وَاِذَا سَمِعْتُمْ نَهِیْقَ الْحِمَارِ فَتَعَوَّذُوْا بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ فَاِنَّهٗ رَاٰی شَیْطَانًا. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم مرغ کی آواز سنو تو

Marfat.com

اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرو کیونکہ (وہ اس لئے چیخا کہ) اس نے فرشتہ دیکھا اور جب تم گدھے کے بولنے کی آواز سنو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگو (یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھو) کیونکہ (وہ اس لئے چیخا کہ) اس نے شیطان کو دیکھا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۱۳ بحوالہ بخاری و مسلم)

تشریح:- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب مرغ اذان دے تو اس وقت اللہ کے فضل کا سوال کرے۔ مثلاً یوں کہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ کیونکہ مرغا فرشتہ کو دیکھ کر بولتا ہے۔ فرشتوں کی تشریف آوری یوں بھی بابرکت ہے پھر جب بندے اس موقع پر دعا کریں گے تو اغلب و اقرب ہے کہ فرشتہ بھی آمین کہہ دے گا۔ ان کی آمین ہماری دعا کے ساتھ لگ جائے تو قبولیت سے زیادہ قریب تر ہو جانے میں کیا شک ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ گدھے کی آواز سنو تو شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگو کیونکہ گدھا ایسے موقع پر بولتا ہے جبکہ اسے شیطان نظر آتا ہے۔ ظاہر ہے کہ شیطان دل میں برے وسوسے ڈالنے کے لئے اور طرح طرح کی تکلیف پہنچانے کے لئے انسانوں کے پاس آتا ہے، انسان کو تو نظر آتا نہیں، گدھے کو نظر آجاتا ہے۔ گدھے کی آواز انسانوں کو چونکا دیتی ہے کہ تمہارے آس پاس تمہارا دشمن ہے لہٰذا اس مردود سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے۔ ایک حدیث میں یہ بھی فرمایا ہے کہ جب رات کو کتے کی آواز سنو تب بھی شیطان مردود سے پناہ مانگو۔ اس کی وجہ بھی وہی ہے کہ رات کو شیاطین پھیل پڑتے ہیں اور کتے ان کو دیکھ دیکھ کر بھونکتے ہیں۔ ہم کو حکم ہوا کہ ایسے موقع پر "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ" پڑھ لیں۔

ہر مشکل کے لئے نماز پڑھی جائے

(۱۲۲) وَعَنْ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا حَزَبَہٗ اَمْرٌ صَلّٰی. (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی یہ عادت تھی، کہ جب کوئی دشواری پیش آتی تھی تو نماز پڑھنے میں مشغول ہو جاتے تھے۔ (ابوداؤد، ص ۱۱۸۷، ج ۱)

تشریح:- قرآن مجید میں ارشاد ہے یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ یعنی اے ایمان والو! مدد مانگو صبر اور صلوٰۃ کے ساتھ جب کوئی مشکل پیش آئے یا کسی مصیبت کا سامنا ہو تو صبر اور صلوٰۃ یعنی نماز کے ساتھ اللہ سے مدد مانگی جائے، صبر بہت بڑی چیز ہے اس پر ثواب بھی ملتا ہے اور اس کی وجہ سے اللہ جل شانہٗ مصیبت بھی دور فرماتے ہیں۔ جب مومن بندہ مصیبت میں جزع و فزع اور گھبراہٹ نہیں دکھاتا اور اللہ جل شانہٗ سے ہی امید باندھ کر مصیبت کے دفع ہونے کا انتظار کرتا ہے تو اللہ پاک کی رحمت متوجہ ہوتی ہے اور مصیبت دور کر دی جاتی ہے جس کو صبر کی دولت مل گئی وہ بہت بڑی دولت سے نوازا گیا۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَآ اُعْطِیَ اَحَدٌ عَطَآءً ھُوَ خَیْرٌ وَّاَوْسَعُ مِنَ الصَّبْرِ. (بخاری و مسلم)

مصیبت دور کرنے کا دوسرا ذریعہ نماز ہے، نماز بہت بڑی چیز ہے بندہ کا اللہ جل شانہٗ سے خصوصی

لہ جعلت قرۃ عینی فی الصلوٰۃ (مشکوٰۃ ص ۴۴۹)

Marfat.com

تعلق نماز کے ذریعہ پیدا ہو جاتا ہے۔

حضور اقدس ﷺ کو نماز سے بہت ہی زیادہ محبت تھی، آپ نے فرمایا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں کر دی گئی ہے۔ اور آپ راتوں کو اس قدر نمازیں پڑھتے تھے کہ قدم مبارک سوج جاتے تھے، پھر اگر کوئی مشکل درپیش ہو جاتی تو خصوصیت کے ساتھ نماز کی طرف اور زیادہ متوجہ ہو جاتے تھے۔ فرض نمازوں کے بعد جو دعا کی جائے اس کا قبولیت سے قریب تر ہونا انہی اوراق میں بیان ہو چکا ہے۔ تہجد کے وقت اور فرض نمازوں کے بعد خصوصیت کے ساتھ دعا کیا کریں اور کبھی صلوٰۃ الحاجت بھی پڑھ لیا کریں جسے نماز حاجت بھی کہتے ہیں اس میں ہر حاجت کے پورا ہونے کا سوال ہے۔

نماز حاجت

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جسے اللہ سے کوئی حاجت ہو یا کسی بندہ سے کوئی حاجت ہو تو وضو کرے پھر دو رکعتیں پڑھ کر اللہ کی تعریف کرے اور نبی کریم ﷺ پر درود پڑھے اور پھر یہ پڑھے: [1]

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ ط سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ط وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ط اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ لَّا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًا اِلَّا قَضَيْتَهَا يَآ اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

''اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے جو حلیم و کریم ہے، اللہ پاک ہے جو عرشِ عظیم کا رب ہے اور سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اے اللہ میں تجھ سے تیری رحمت کی واجب کرنے والی چیزوں کا اور ان چیزوں کا سوال کرتا ہوں جو تیری مغفرت کو ضروری کر دیں اور ہر بھلائی میں اپنا حصہ اور ہر گناہ سے سلامتی چاہتا ہوں اے ارحم الراحمین میرا کوئی گناہ بخشے بغیر اور کوئی رنج دور کئے بغیر اور کوئی حاجت جو تجھے پسند ہو پوری کئے بغیر نہ چھوڑ۔

بددُعا کرنے سے پرہیز لازم ہے

(۱۲۳) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَوْلَادِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَمْوَالِكُمْ لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً يُسْأَلُ فِيْهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيْبَ لَكُمْ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنی جانوں اور اپنی اولاد اور اپنے مالوں کے لئے بددعا نہ کرو، ایسا نہ ہو کہ تم کسی مقبولیت کی گھڑی میں اللہ جل شانہٗ سے سوال کر بیٹھو، اور وہ قبول فرما لے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۹۴ عن المسلم)

---

[1] رواہ الترمذی و ابن ماجہ (کما فی المشکوٰۃ ص ۱۱۷)

Marfat.com

تشریح:- دعا بہت بڑی عبادت ہے، ایک حدیث میں اس کو عبادت کا مغز بتایا ہے، اور ظاہر ہے کہ جو چیز اتنی بڑی ہوگی اس کے کچھ آداب بھی ہوں گے، اور یہ آداب بھی رحمتہ للعالمین ﷺ ہی سے معلوم ہو سکتے ہیں، آپ ﷺ ہی نے بندوں کو اللہ سے جوڑا اور غافلوں کو اللہ سے لو لگانے کی طرف توجہ دلائی، دعا کی فضیلت بتائی، اور اُس کے طریقے سمجھائے، دعا کے الفاظ بتائے اور آداب سکھائے۔

اس حدیث میں ایک خاص نصیحت فرمائی ہے، اور وہ یہ کہ دعا ہمیشہ خیر کی کرنی چاہئے، دُکھ، تکلیف، شر اور ضرر کی کبھی دعا نہ مانگے، کیسی بھی کوئی تکلیف ہو، اپنے لئے یا اولاد کے لئے یا جان و مال کے لئے ہرگز بددعا کے الفاظ زبان سے نہ نکالے، عورتوں کو اس نصیحت کی طرف خصوصیت کے ساتھ توجہ دینے کی ضرورت ہے، کیونکہ کوسنے پیٹنے میں اُن کی زبان بہت چلتی ہے، بات بات میں شوہر کو، بچوں کو، جانوروں کو حتیٰ کہ گھر کی ہر چیز کو اپنی بددعا کا نشانہ بنا دیتی ہیں، جہاں کسی بچہ نے کوئی شرارت کی کہہ دیا کہ تجھے ڈھائی گھڑی کی آئے، کسی کو کہہ دیا لوٹنی لیا، کسی کو ہیضہ کی کلی کی بددعا دے دی، کسی کو اللہ مارا بنا دیا اور کوئی سامنے نہ آیا تو بکری ہی کو کوسنے لگیں، مرغی کا ناس کھویا، کپڑے کو آگ لگنے کی بددعا دے دی، لڑکے کو کہہ دیا تو مر جاتا، لڑکی کو کہہ دیا کہ تیرا برا ہو، وغیرہ وغیرہ، غرضیکہ کوسنے پیٹنے کا اور بددعا کا ڈھیر لگا دیتی ہیں، اور یہ نہیں سمجھتیں کہ ان میں سے اگر کوئی بددعا اللہ جل شانہٗ کے یہاں مقبول ہوگئی اور کوئی بچہ مر گیا یا مال کو آگ لگ گئی، یا اور کسی طرح کا نقصان ہو گیا تو کیا ہوگا؟ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ مقبولیت کی گھڑی میں بددعا کے الفاظ منہ سے نکل جاتے ہیں اور جو مانگا وہ مل جاتا ہے، جب کسی طرح کا کوئی مالی یا جانی نقصان پہنچ جاتا ہے تو رونے اور آنسو بہانے بیٹھ جاتی ہیں، اور یہ نہیں سمجھتیں کہ یہ اپنی ہی بددعا کا نتیجہ ہے، اب رونے سے کیا ہوتا ہے؟ اللہ سے جو مانگا مل گیا، پہلے سے زبان پر قابو کیوں نہ رکھا، بہت سے مرد بھی ایسی جاہلانہ حرکت کرتے ہیں کہ اپنے لئے یا اولاد کے لئے یا کاروبار کے لئے بددعا زبان سے نکال بیٹھتے ہیں، مرد ہوں یا عورت سب کو اس حدیث میں تنبیہ فرمائی کہ اپنے لئے اور اپنی جان و مال کے لئے بددعا نہ کیا کریں۔

اللہ جل شانہٗ کے قبضہ قدرت میں سب کچھ ہے، وہ نفع و ضرر دونوں کا مالک ہے، موت ہو یا زندگی اس کے ارادہ کے بغیر نہیں ہو سکتی، وہ قادرِ مطلق ہے جو چاہے کر سکتا ہے، اس سے مانگنا ہے تو بدحالی اور ضرر اور شر کی دعا کیوں مانگیں؟ اس سے ہمیشہ خیر ہی کی دعا مانگنا لازم ہے۔

حضور اقدس ﷺ ایک صحابی کی بیمار پرسی کے لئے تشریف لے گئے، وہ کمزوری کے باعث چوزے کی طرح نظر آرہے تھے، اُن کا حال دیکھ کر حضور اقدس ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تم اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کی دعا کرتے رہے ہو؟ یا کسی بات کا سوال کرتے رہے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں یہ دعا کرتا تھا کہ اے اللہ مجھے آپ آخرت میں جو سزا دینے والے ہیں وہ سزا بھی مجھے دنیا میں دے دیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ تمہیں اس (عذاب کے سہنے) کی طاقت نہیں ہے، تم نے یہ دعا کیوں نہ کی اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط (اے ہمارے رب ہمیں دنیا میں بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے، یعنی دونوں جہان میں اچھی حالت میں رکھ اور عذاب دوزخ سے بچا)۔

Marfat.com

اس حدیث کے راوی حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس دن کے بعد ان صاحب نے یہی دعا کی تو اللہ جل شانہٗ نے اُن کو شفا دے دی۔ (مسلم)

ہمیشہ عافیت کا سوال کرنا چاہئے:- اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ دعا سوچ سمجھ کر مانگنی چاہئے اور دُکھ تکلیف کی کبھی دعا نہ مانگے اور اللہ سے ہمیشہ خیر کا سوال کرے، جن صحابی کا ابھی اوپر واقعہ بیان ہوا ان کو حضور اکرم ﷺ نے دعا اَللّٰھُمَّ اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ط تعلیم فرمائی، یہ دعا بہت جامع ہے، اس میں دنیا و آخرت کی ہر بھلائی کا سوال آجاتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس ﷺ اکثر یہ دعا کرتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

قرآن مجید میں بھی اس دعا کی ترغیب آئی ہے ہم کو بھی یہ دعا مانگنی چاہئے، حضور اقدس ﷺ کو جامع دعائیں پسند تھیں، جامع سے مراد وہ دعا ہے جس میں دنیا و آخرت کی سب حاجتوں یا بہت سی حاجتوں کا سوال ہو جائے، اس میں الفاظ کم ہوتے ہیں اور معانی کا پھیلاؤ زیادہ ہوتا ہے انہی جامع دعاؤں میں عافیت کی دعا بھی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ (ایک مرتبہ) منبر پر تشریف لے گئے، پھر (اس وقت کے بعض ظاہری و باطنی حالات و کیفیات کی وجہ سے) رونے لگے، اس کے بعد فرمایا، اے لوگو! اللہ جل شانہٗ سے معافی کا اور عافیت کا سوال کرو، کیونکہ کسی شخص کو دولتِ ایمان کے بعد عافیت سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ملی۔ (ترمذی)[1]

عافیت بہت جامع لفظ ہے، صحت، تندرستی، آرام، چین، سکون، اطمینان، ان سب کو شامل ہے، عافیت کی دعا بہت زیادہ کرنی چاہئے، دنیا و آخرت میں عافیت نصیب ہونے کی دعا کیا کریں، اگر یہ الفاظ یاد کرلیں تو بہتر ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْعَافِیَۃَ وَالْمُعَافَاۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ ط

''یعنی اے اللہ میں آپ سے عافیت کا اور ہر مکروہ اور ہر شر سے حفاظت کا سوال کرتا ہوں دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی''۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے:

لَا یَسْئَلُ اللّٰہَ عَبْدٌ شَیْئًا اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ اَنْ یُّسْئَلَ الْعَافِیَۃَ. (مستدرک حاکم)

''یعنی اللہ جل شانہٗ سے کوئی بندہ کوئی سوال ایسا نہیں کرتا جو اللہ کے نزدیک عافیت کے سوال سے زیادہ محبوب ہو''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے فرمایا اَکْثِرِ الدُّعَاءَ بِالْعَافِیَۃِ ط ''یعنی عافیت کی دُعا بہت زیادہ کیا کرو''۔

جب اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہی ہے تو مصیبت اور نقصان اور موت کی دعا کیوں مانگیں؟ نفع اور خیر کی

---

[1] فی سنن الترمذی ان النبی ﷺ قال الرجل ثلثة ایام رسل ربک العافیة والمعافاة فی الدنیا والاخرة، ۱۲ منه

Marfat.com

دعا کیوں نہ مانگیں، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو عافیت سے رکھے اور دُعا کے آداب کے سمجھنے اور جاننے کی توفیق دے۔ آمین۔

مختلف اوقات کی مختلف دعائیں

حضور اقدس ﷺ سے تقریباً ہر موقع اور ہر مقام کی دعائیں منقول ہیں ان میں سے تقریباً سو دعائیں لکھی جاتی ہیں۔ ان دعاؤں کا خاص اہتمام کرنا چاہئے۔ ان کو موقع بموقع پڑھنے سے کثرت ذکر کی دولت نصیب ہو جاتی ہے۔ اس سلسلہ میں ہم نے ایک کتاب ''مسنون دعائیں'' لکھی ہے اسی کتاب میں سے منتخب کر کے یہ دعائیں لکھ رہے ہیں۔ کسی کو زیادہ رغبت اور شوق ہو تو مذکورہ کتاب حاصل کر کے مزید دعائیں سیکھ لے۔ ان دعاؤں کے ساتھ ''مناجات مقبول'' یا ''الحزب الاعظم'' کی بھی روزانہ ایک ایک منزل پڑھا کریں۔ ان دونوں کتابوں میں حضور اقدس ﷺ کی وہ دعائیں جمع کر دی ہیں جو اوقات کے ساتھ مخصوص نہیں ہیں اور ان کو سات منزلوں پر تقسیم کر دیا ہے تا کہ ایک منزل روزانہ پڑھ لی جائے۔

جب صبح ہو تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ بِکَ اَصْبَحْنَا وَبِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ نَحْیٰی وَبِکَ نَمُوْتُ وَاِلَیْکَ الْمَصِیْرُ ط (ترمذی)

اے اللہ تیری قدرت سے ہم صبح کے وقت میں داخل ہوئے اور تیری قدرت سے ہم شام کے وقت میں داخل ہوئے اور تیری قدرت سے ہم جیتے اور مرتے ہیں اور تیری ہی طرف جانا ہے۔

جب سورج نکلے تو یہ پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَقَالَنَا یَوْمَنَا ھٰذَا وَلَمْ یُھْلِکْنَا بِذُنُوْبِنَا . (مسلم)

سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے آج کے دن ہمیں معاف رکھا اور گناہوں کے سبب ہمیں ہلاک نہ فرمایا۔

جب شام ہو تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ بِکَ اَمْسَیْنَا وَبِکَ اَصْبَحْنَا وَبِکَ نَحْیٰی وَبِکَ نَمُوْتُ وَاِلَیْکَ النُّشُوْرُ ط (ترمذی)

اے اللہ ہم تیری قدرت سے شام کے وقت میں داخل ہوئے اور تیری قدرت سے صبح کے وقت میں داخل ہوئے اور تیری قدرت سے جیتے اور مرتے ہیں اور مرے پیچھے جی اٹھ کر تیری ہی طرف جانا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرمایا ہے جو بندہ ہر صبح و شام تین مرتبہ یہ کلمات

بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ط

''اللہ کے نام سے ہم نے صبح کی (یا شام کی) جس کے نام کے ساتھ آسمان یا زمین میں کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے''

پڑھ لیا کرے تو اُسے کوئی چیز ضرر نہ پہنچائے گی۔ (ترمذی)

Marfat.com

نیز فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص صبح کو یہ پڑھ لیوے:

اَللّٰھُمَّ مَآ اَصْبَحَ بِیْ مِنْ نِّعْمَۃٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِّنْ خَلْقِکَ فَمِنْکَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ فَلَکَ الْحَمْدُ وَلَکَ الشُّکْرُ ط

اے اللہ اس صبح کے وقت جو بھی کوئی نعمت مجھ پر یا کسی بھی دوسرے مخلوق پر ہے وہ صرف تیری ہی طرف سے ہے تو تنہا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں تیرے ہی لئے حمد ہے اور تیرے ہی لئے شکر ہے۔ تو اس نے اس دن کے انعاماتِ خداوندی کا شکریہ ادا کر دیا، اور اگر شام کو کہہ لیوے تو اس رات کے انعاماتِ خداوندی کا شکریہ ادا کر دیا۔ (ابوداؤد و نسائی وغیرہ)

فائدہ:- اگر شام کو پڑھے تو مَآ اَصْبَحَ بِیْ کی جگہ مَآ اَمْسٰی بِیْ کہے۔

اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان بندہ صبح و شام تین مرتبہ یہ کلمات: رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَّبِیًّا ط

''میں اللہ تعالیٰ کو رب ماننے پر اور اسلام کو دین ماننے پر اور محمد ﷺ کو نبی ماننے پر راضی ہوں'' پڑھ لے تو اللہ کے ذمہ ہوگا کہ قیامت کے دن اُسے راضی کرے۔ (ترمذی)

رات کو پڑھنے کی چیزیں

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص ہر رات میں سورۂ واقعہ (پ ۲۷) پڑھ لیا کرے اُسے فاقہ نہ ہوگا۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

(۲) حضرت عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص آلِ عمران کی آخری دس آیتیں اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ سے آخر سورت تک کسی رات کو پڑھ لے تو اُسے رات بھر نماز پڑھنے کا ثواب ملے گا۔ (مشکوٰۃ)

(۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کو جب تک سورۂ الٓمٓ سجدہ (جو اکیسویں پارہ میں ہے) اور سورۂ تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ نہ پڑھ لیتے تھے اس وقت تک نہ سوتے تھے۔ (ترمذی وغیرہ)

(۴) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں (اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے ختم سورت تک) جو شخص کسی رات کو پڑھ لے گا تو یہ دونوں آیتیں اس کے لئے کافی ہوں گی یعنی وہ ہر شر اور مکروہ سے محفوظ رہے گا۔ (بخاری و مسلم)

سوتے وقت پڑھنے کی چیزیں

جب سونے کا ارادہ کرے تو وضو کر لیوے اور اپنے بستر کو تین بار جھاڑ لیوے پھر داہنی کروٹ پر لیٹ جائے اور سر یا رخسار کے نیچے داہنا ہاتھ رکھ کر یہ دعا تین بار پڑھے:

اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَجْمَعُ عِبَادَکَ. (مشکوٰۃ شریف)

اے اللہ تو مجھے اپنے عذاب سے بچائیو جس روز تو اپنے بندوں کو جمع کرے گا۔

Marfat.com

یا یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَ اَحْیٰی. (بخاری و مسلم)

اے اللہ میں تیرا نام لے کر مرتا اور جیتا ہوں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تو نے اپنے بستر پر پہلو رکھا اور سورۂ فاتحہ اور سورۂ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ پڑھ لی تو موت کے علاوہ تو ہر چیز سے بے خوف ہو گیا۔ (حصن عن البزار)

ایک صحابیؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے کچھ بتایئے جسے (سوتے وقت) پڑھ لوں جبکہ اپنے بستر پر لیٹوں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ سورۂ قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھو کیونکہ اس میں شرک سے بیزاری (کا اعلان) ہے۔ (مشکوٰۃ عن الترمذی)

بعض حدیثوں میں ہے کہ اس کو پڑھ کر سو جائے یعنی اس کو پڑھنے کے بعد کسی سے نہ بولے۔ (حصن حصین)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر رات کو جب (سونے کے لئے) بستر پر تشریف لاتے تو سورۂ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ اور سورۂ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور سورۂ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھ کر ہاتھ کی دونوں ہتھیلیوں پر اس طرح دم کرتے کہ کچھ تھوک کے جھاگ بھی نکل جاتے، اس کے بعد جہاں تک ممکن ہو سکتا پورے بدن پر دونوں ہاتھوں کو پھیرتے تھے، تین مرتبہ ایسا ہی کرتے تھے اور ہاتھ پھیرتے وقت سر اور چہرہ اور سامنے کے حصہ سے شروع فرماتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

اس کے علاوہ ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ، ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، ۳۴ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ بھی پڑھے (مشکوٰۃ) اور آیت الکرسی بھی پڑھے۔ اس کے پڑھنے والے کے لئے اللہ کی جانب سے رات بھر ایک محافظ فرشتہ مقرر رہے گا اور کوئی شیطان اس کے پاس نہ آئے گا۔ (بخاری)

نیز یہ بھی تین بار پڑھے اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ط اس کی فضیلت یہ ہے کہ رات کو سوتے وقت پڑھنے والے کے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔ (ترمذی)

جب سونے لگے اور نیند نہ آئے تو یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ غَارَتِ النُّجُوْمُ وَھَدَأَتِ الْعُیُوْنُ وَاَنْتَ حَیٌّ قَیُّوْمٌ لَّا تَأْخُذُکَ سِنَۃٌ وَّلَا نَوْمٌ یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ اَھْدِأْ لَیْلِیْ وَاَنِمْ عَیْنِیْ. (حصن حصین)

اے اللہ ستارے دور چلے گئے اور آنکھوں نے آرام لیا اور تو زندہ ہے اور قائم رکھنے والا ہے تجھے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند آتی ہے، اے زندہ اور قائم رکھنے والے! اس رات کو مجھے آرام دے اور میری آنکھ کو سلا دے۔

جب سوتے سوتے ڈر جائے یا گھبراہٹ ہو جائے یا نیند اُچٹ جائے تو یہ دعا پڑھے

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّۃِ مِنْ غَضَبِہٖ وَعِقَابِہٖ وَشَرِّ عِبَادِہٖ وَمِنْ ھَمَزَاتِ الشَّیَاطِیْنِ وَاَنْ یَّحْضُرُوْنِ. (حصن حصین)

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کے واسطے میں اللہ کے غضب سے اور اس کے عذاب اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور میرے پاس ان کے آنے سے پناہ چاہتا ہوں۔

فائدہ:- جب خواب میں اچھی بات دیکھے تو الحمد للہ کہے اور اسے بیان کر دے مگر اسی سے کہے جس سے اچھے تعلقات ہوں اور آدمی سمجھ دار ہو (تاکہ بری تعبیر نہ دے) اور اگر برا خواب دیکھے تو اپنی بائیں طرف تین دفعہ تھتکار دے اور کروٹ بدل دیوے یا کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگے اور تین مرتبہ یوں بھی کہے:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ وَمِنْ شَرِّ هٰذِهِ الرُّؤْيَا. (حصن حصین)

میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیطان مردود سے اور اس خواب کی برائی سے۔

برے خواب کو کسی سے ذکر نہ کرے، یہ سب عمل کرنے سے انشاء اللہ تعالیٰ وہ خواب اُسے کچھ ضرر نہ پہنچائے گا۔ (مشکوٰۃ حصن حصین)

انتباہ: اپنی طرف سے بنا کر جھوٹا خواب بیان کرنا سخت گناہ ہے۔ (بخاری)

جب سو کر اٹھے تو یہ دعا پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَآ اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ. (بخاری و مسلم)

سب تعریفیں خدا ہی کے لئے ہیں جس نے ہمیں مار کر زندگی بخشی اور ہم کو اسی کی طرف اُٹھ کر جانا ہے۔

یا یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ يُحْيِ الْمَوْتٰى وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ.

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جو مردوں کو زندہ فرماتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (حصن)

بیت الخلاء میں داخل ہونے سے پہلے پڑھنے کی دعا

جب بیت الخلاء جائے تو داخل ہونے سے پہلے بسم اللہ[2] کہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ شیطان کی آنکھوں اور انسان کی شرمگاہوں کے درمیان بسم اللہ آڑ بن جاتی ہے اور یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ. (مشکوٰۃ و حصن حصین)

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں خبیث جنوں سے مرد ہوں یا عورت۔

جب بیت الخلاء سے نکلے تو غُفْرَانَكَ[1] کہے اور یہ دعا پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَذْهَبَ عَنِّى الْاَذٰى وَعَافَانِىْ. (مشکوٰۃ)

سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے مجھ سے ایذا دینے والی چیز دور کی اور مجھے چین دیا۔

جب وضو کرنا شروع کرے

---

[1] اے اللہ میں تجھ سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔

[2] حدیث شریف میں وضو کے شروع میں اللہ کا نام لینا آیا ہے اس کے الفاظ نہیں آئے بعض بزرگوں نے فرمایا ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم. پڑھ لے۔۱۲

Marfat.com

تو پہلے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کہے۔

وضو کے درمیان یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِکْ لِیْ فِیْ رِزْقِیْ. (حصن عن النسائی)

اے اللہ میرے گناہ بخش دے اور میرے قبر کے گھر کو وسیع فرما اور میرے رزق میں برکت دے۔

جب وضو کر چکے تو آسمان کی طرف منہ کر کے یہ دعا پڑھے

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ.

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اس کو وضو کے بعد پڑھنے والے کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔ (مشکوٰۃ)

بعض روایات میں اس کو وضو کے بعد تین بار پڑھنا آیا ہے۔ (حصن حصین)

پھر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ.

اے اللہ مجھے بہت توبہ کرنے والوں میں اور بہت پاک رہنے والوں میں شامل فرما۔ (حصن)

اور یہ دُعا بھی پڑھے:

سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَيْکَ. (حصن عن المستدرک)

اے اللہ تو پاک ہے اور میں تیری تعریف بیان کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ صرف تو ہی معبود ہے اور میں تجھ سے مغفرت چاہتا ہوں اور تیرے سامنے توبہ کرتا ہوں۔

جب مسجد میں داخل ہو تو یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ. (مشکوٰۃ)

اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

خارج نماز مسجد میں یہ پڑھے

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ. (مشکوۃ باب المساجد)

اللہ پاک ہے اور سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے

مسجد سے نکلے تو یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ.

اے اللہ میں تجھ سے تیرے فضل کا سوال کرتا ہوں۔ (مسلم شریف)

جب اذان کی آواز سنے تو یہ پڑھے

Marfat.com

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا.

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ میں اللہ کو رب ماننے پر اور محمد ﷺ کو رسول ماننے پر اور اسلام کو دین ماننے پر راضی ہوں۔

حدیث شریف میں ہے کہ اذان کی آواز سن کر جو شخص اس کو پڑھے اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (مسلم شریف)

اور حدیث شریف میں ہے جو شخص مؤذن کا جواب دے اس کے لئے جنت ہے (حصن) لہٰذا مؤذن کا جواب دیوے یعنی جو مؤذن کہے وہی کہتا جائے مگر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰهِ کہے۔ (مشکوٰۃ)

جب مغرب کی اذان ہو تو یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا اِقْبَالُ لَيْلِکَ وَاِدْبَارُ نَهَارِکَ وَاَصْوَاتُ دُعَاتِکَ فَاغْفِرْلِیْ. (مشکوٰۃ)

اے اللہ! یہ تیری رات کے آنے اور تیرے دن کے جانے کا وقت ہے اور تیرے پکارنے والوں کی آوازیں ہیں سو تو مجھے بخش دے۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ نے مجھے یہ دعا اذان مغرب کے پڑھنے کے لئے تعلیم فرمائی تھی۔ (ابوداؤد)

اذان ختم ہونے کے بعد درود شریف پڑھ کر یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّآمَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَآئِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَا نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادِ.

اے اللہ! اس پوری پکار کے رب اور قائم ہونے والی نماز کے رب محمد ﷺ کو وسیلہ عطا فرما (جو جنت کا ایک درجہ ہے) اور ان کو فضیلت عطا فرما اور ان کو مقام محمود پر پہنچا جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے، بیشک تو وعدہ خلافی نہیں فرماتا ہے۔

اس کو پڑھ لینے سے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

جب گھر میں داخل ہو تو یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا.

اے اللہ میں تجھ سے اچھا داخل ہونا اور اچھا باہر جانا مانگتا ہوں ہم اللہ کا نام لے کر داخل ہوئے اور ہم نے اللہ پر بھروسہ کیا جو ہمارا رب ہے۔

لہ اذان کی دعا میں لفظ وَعَدْتَّهٗ تک بخاری وغیرہ کی روایت ہے اور اس کے بعد جو لفظ ہیں وہ بیہقی کی سنن کبریٰ میں ہیں (حصن)

تنبیہ: اذان کی دعا میں لفظ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ جو مشہور ہے وہ حدیث شریف سے ثابت نہیں ہے۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

اس کے بعد اپنے گھر والوں کو سلام کرے۔ (مشکوٰۃ)

جب گھر سے نکلے تو یہ پڑھے

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ. (ترمذی)

میں اللہ کا نام لے کر نکلا میں نے اللہ پر بھروسہ کیا، گناہوں سے بچانا اور نیکیوں کی قوت دینا اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص گھر سے نکل کر اس کو پڑھے تو اس کو (غائبانہ) ندا دی جاتی ہے کہ تیری ضرورتیں پوری ہوں گی اور تو ضرر اور (نقصان سے) محفوظ رہے گا۔ اور ان کلمات کو سن کر شیطان وہاں سے ہٹ جاتا ہے یعنی اس کے بہکانے اور ایذا دینے سے باز رہتا ہے۔ (ترمذی)

اور آسمان کی طرف منہ اٹھا کر یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ. (مشکوٰۃ)

اے اللہ! میں اس بات سے تیری پناہ چاہتا ہوں کہ گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کر دیا جاؤں یا ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے یا جہالت کروں یا مجھ پر جہالت کی جائے۔

یہ دعا حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے وہ فرماتی ہیں کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ حضور اقدس ﷺ میرے گھر سے نکلے ہوں اور یہ دعا نہ پڑھی ہو۔

جب بازار میں داخل ہو تو یہ پڑھے

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْیِیْ وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَّا یَمُوْتُ بِیَدِہِ الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے، وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے، اور وہ زندہ ہے اسے موت نہ آئے گی، اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حدیث شریف میں ہے کہ بازار میں اس کے پڑھنے سے اللہ تعالیٰ دس لاکھ نیکیاں لکھ دیں گے اور دس لاکھ گناہ معاف فرما دیں گے اور دس لاکھ درجے بلند فرما دیں گے، اور اس کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دیں گے۔ (رواہ الترمذی وابن ماجہ)

اور یہ بھی پڑھے:

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ خَیْرَ ھٰذِہِ السُّوْقِ وَخَیْرَ مَا فِیْھَا وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّھَا وَشَرِّ مَا فِیْھَا اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اُصِیْبَ فِیْھَا یَمِیْنًا فَاجِرَۃً اَوْ صَفْقَۃً خَاسِرَۃً ط

"میں اللہ کا نام لے کر داخل ہوا اے اللہ! میں تجھ سے اس بازار کی اور جو کچھ اس بازار میں ہے اس کی خیر طلب کرتا ہوں اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس بازار کے شر سے اور جو کچھ اس بازار میں ہے اس کے شر سے، اے اللہ!

Marfat.com

میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ یہاں جھوٹی قسم کھاؤں یا معاملہ میں ٹوٹا اٹھاؤں"۔ (حصن)

فائدہ:- بازار سے واپس آنے کے بعد قرآن شریف کی دس آیات کہیں سے پڑھے۔ (حصن عن الطبرانی)

جب کھانا شروع کرے تو یہ پڑھے

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى بَرَكَةِ اللّٰهِ ط (حصن)

"میں نے اللہ کے نام سے اور اللہ کی برکت پر کھانا شروع کیا"۔

اگر شروع میں بسم اللہ بھول جائے تو یاد آنے پر یہ پڑھے

بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ. (ترمذی)

"میں نے اس کے اوّل و آخر میں اللہ کا نام لیا"۔

فائدہ:- کھانے پر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو شیطان کو اس میں کھانے کا موقع مل جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

جب کھانا کھا چکے تو یہ دعا پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ط (حصن)

"سب تعریفیں خدا کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا"۔

یا یہ پڑھے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْهِ وَاَطْعِمْنَا خَیْرًا مِّنْهُ ط (ترمذی)

"اے اللہ! تو ہمیں اس میں برکت عنایت فرما اور اس سے بہتر نصیب فرما"۔

یا یہ پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ ط

"سب تعریفیں خدا ہی کے لئے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا، اور مجھے نصیب کیا بغیر میری قوت اور کوشش کے"۔

کھانے کے بعد اس کے پڑھ لینے سے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ کتاب اللباس)

جب دسترخوان اٹھنے لگے تو یہ دعا پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْدًا كَثِیْرًا طَیِّبًا مُّبَارَكًا فِیْهِ غَیْرَ مَكْفِیٍّ وَّلَا مُوَدَّعٍ وَّلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا. (بخاری)

"سب تعریف اللہ کے لئے ہے ایسی تعریف جو بہت ہو اور پاکیزہ ہو اور بابرکت ہو، اے ہمارے رب ہم اس کھانے کو نا کافی سمجھ کر یا بالکل رخصت کر کے یا اس سے غیر محتاج ہو کر نہیں اٹھا رہے ہیں"۔

دودھ پی کر یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِیْهِ وَزِدْنَا مِنْهُ. (ترمذی)

"اے اللہ! تو اس میں ہمیں برکت دے اور ہم کو اور زیادہ دے"۔

جب کسی کے یہاں دعوت کھائے تو یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ اَطْعِمْ مَّنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ. (مسلم)

Marfat.com

''اے اللہ! جس نے مجھے کھلایا تو اسے کھلا اور جس نے مجھے پلایا تو اسے پلا''۔ یا یہ پڑھے:
اَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَاَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّآئِمُوْنَ (مشکوٰۃ)
''نیک بندے تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تم پر رحمت بھیجیں اور روزہ دار تمہارے پاس افطار کریں''۔
اور ان کے ساتھ وہ دعائیں بھی جو پہلے گزر چکی ہیں، جن میں اللہ کا شکر اور حمد ہے۔

جب میزبان کے گھر سے چلنے لگے تو اُسے یہ دُعا دے

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ. (مشکوٰۃ)
''اے اللہ! ان کے رزق میں برکت دے اور ان کو بخش دے اور ان پر رحم فرما''۔
پانی یا اور کوئی پینے کی چیز بیٹھ کر پیئے، اور اونٹ کی طرح ایک سانس میں نہ پیئے، بلکہ دو یا تین سانسوں میں پیئے، اور برتن میں سانس نہ لے اور نہ پھونک مارے، اور جب پینے لگے تو بسم اللہ پڑھ لے، اور جب پی چکے تو الحمد للہ کہے۔ (مشکوٰۃ)

جب روزہ افطار کرنے لگے تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ. (مشکوٰۃ)
''اے اللہ! میں نے تیرے ہی لئے روزہ رکھا، اور تیرے ہی دیئے ہوئے رزق پر روزہ کھولا''۔

افطار کے بعد یہ پڑھے

ذَھَبَ الظَّمَأُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْشَآءَ اللّٰہُ. (ابوداؤد)
''پیاس چلی گئی اور رگیں تر ہو گئیں، اور انشاء اللہ ثواب ثابت ہو گیا''۔

اگر کسی کے یہاں افطار کرے تو ان کو یہ دعا دے

اَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّآئِمُوْنَ وَاَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ط (حصن)
''تمہارے پاس روزہ دار افطار کریں اور نیک بندے تمہارا کھانا کھائیں اور فرشتے تم پر رحمت بھیجیں''۔

جب کپڑا پہنے تو یہ پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ ط
''سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے یہ کپڑا مجھے پہنایا اور نصیب کیا بغیر میری کوشش اور قوت کے''۔
کپڑا پہن کر اس کو پڑھ لینے سے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

جب نیا کپڑا پہنے تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا کَسَوْتَنِیْہِ اَسْئَلُکَ خَیْرَہٗ وَخَیْرَ مَا صُنِعَ لَہٗ وَاَعُوْذُ مِنْ شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا صُنِعَ لَہٗ. (مشکوٰۃ)
''اے اللہ! تیرے ہی لئے سب تعریف ہے جیسا کہ تو نے یہ کپڑا مجھے پہنایا، میں تجھ سے اس کی بھلائی کا اور اس چیز کی بھلائی کا سوال کرتا ہوں، جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے، اور میں تیری پناہ چاہتا

Marfat.com

ہوں اس کی برائی سے اور اس چیز کی برائی سے جس کے لئے یہ بنایا گیا ہے"۔

نیا کپڑا پہننے کی دُوسری دُعا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص نیا کپڑا پہنے اور یہ دعا پڑھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَآ اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ.

"سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے مجھے کپڑا پہنایا جس سے میں اپنی شرم کی جگہ چھپاتا ہوں، اور اپنی زندگی میں اس کے ذریعہ خوبصورتی حاصل کرتا ہوں"

اور پھر پرانے کپڑے کو صدقہ کردے تو زندگی میں اور مرنے کے بعد خدا کی حفاظت اور خدا کی ستاری میں رہے گا، یعنی خدا اسے مصیبتوں سے محفوظ رکھے گا، اور اس کے گناہوں کو پوشیدہ رکھے گا۔ (مشکوٰۃ)

فائدہ:- جب کپڑا اتارے تو بسم اللہ کہہ کر اتارے، کیونکہ بسم اللہ کی وجہ سے شیطان اس کی شرمگاہ کی طرف نہ دیکھ سکے گا۔ (حصن)

جب کسی مسلمان کو نیا کپڑا پہنے دیکھے تو یوں دُعا دے

تُبْلِیْ وَیُخْلِفُ اللّٰهُ ط (حصن حصین)

"تم اس کپڑے کو پرانا کرو اور اس کے بعد خدا تمہیں اور کپڑا دے"۔

(یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری عمر میں ترقی دے، اور اس کپڑے کو پہننا اور استعمال کرنا اور بوسیدہ کرنا اور اس کے بعد دوسرا کپڑا پہننا نصیب فرمائے)

یہ الفاظ مردوں کو اور لڑکوں کو دعا دینے کے لئے ہیں، اگر کسی عورت کو نیا کپڑا پہنے دیکھے تو یہ الفاظ کہے

اَبْلِیْ وَاَخْلِقِیْ ثُمَّ اَبْلِیْ وَاَخْلِقِیْ. "یعنی اسے پرانا کرو پھر پرانا کر"۔

حضور ﷺ نے حضرت اُمّ خالدؓ کو یہ دعا دی تھی، حضرت اُمّ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں کچھ کپڑے لائے گئے، جن میں ایک چھوٹی سی سیاہ رنگ کی چادر اچھی قسم کی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا میرے پاس اُمّ خالد کو لے آؤ، (یہ اُس وقت چھوٹی سی تھیں) چنانچہ مجھ کو (گود میں) اٹھا کر لگایا گیا، پس آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھ سے وہ چادر لے کر مجھے اُڑھا دی، اور دعا دیتے ہوئے یہ فرمایا "اَبْلِیْ وَاَخْلِقِیْ ثُمَّ اَبْلِیْ وَاَخْلِقِیْ" (اسے پرانا کرے پھر تو اسے پرانا کرے)۔

حضرت اُمّ خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اس چادر میں سبز رنگ یا پیلے رنگ کے نشان (گوٹ یا جھالر یا کڑھائی کے کام کے) تھے، آپ ﷺ نے فرمایا، اے اُمّ خالد یہ اچھا ہے، (جیسے بچوں سے دل خوش کرنے کے لئے باتیں کیا کرتے ہیں) حضرت اُمّ خالدؓ نے فرمایا کہ اس کے بعد میں (آپ ﷺ کی پشت کے پیچھے جا کر خاتم النبوۃ سے کھیلنے لگی) تو میرے والد نے مجھے جھڑک دیا، اس پر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا، چھوڑو اسے (یعنی کچھ نہ کہو)۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۵۱۶ بحوالہ بخاری)

جب آئینہ دیکھے تو یہ پڑھے

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ. (حصن حصین)
''اے اللہ جیسے تو نے میری صورت اچھی بنائی میرے اخلاق بھی اچھے کردے''۔

دولہا کو یوں مبارکباد دے

بَارَکَ اللّٰہُ لَکَ وَبَارَکَ عَلَیْکُمَا وَجَمَعَ بَیْنَکُمَا فِیْ خَیْرٍ ط (احمد وترمذی)
''اللہ تجھے برکت دے اور تم دونوں پر برکت نازل کرے، اور تم دونوں کا خوب نباہ کرے''۔

جب چاند پر نظر پڑے تو یہ پڑھے

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ ھٰذَا . (ترمذی)
''میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس کے شر سے''۔

نیا چاند دیکھے تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْیُمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ وَالتَّوْفِیْقِ لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ ط (حصن)
''اے اللہ! اس چاند کو ہمارے اوپر برکت اور ایمان اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ اور ان اعمال کی توفیق کے ساتھ نکالا ہو ارکھ جو تجھے پسند ہیں، اے چاند میرا اور تیرا رب اللہ ہے''۔

جب کسی کو رخصت کرے تو یہ پڑھے

اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَکَ وَاَمَانَتَکَ وَخَوَاتِیْمَ عَمَلِکَ. (ترمذی)
''اللہ کے سپرد کرتا ہوں تیرا دین اور تیری امانتداری کی صفت اور تیرے عمل کا انجام''۔

اور اگر وہ سفر کو جا رہا ہے تو یہ دعا بھی اس کو دے

زَوَّدَکَ اللّٰہُ التَّقْوٰی وَغَفَرَ ذَنْبَکَ وَیَسَّرَ لَکَ الْخَیْرَ حَیْثُ مَا کُنْتَ . (ترمذی)
''خدا پرہیزگاری کو تیرے سفر کا سامان بنائے اور تیرے گناہ بخشے، اور جہاں تو جائے وہاں تیرے لئے خیر آسان فرمائے''

پھر جب وہ روانہ ہو جائے تو یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اطْوِلَہُ الْبُعْدَ وَھَوِّنْ عَلَیْہِ السَّفَرَ. (ترمذی)
''اے اللہ اس کے سفر کا راستہ جلدی طے کرا دے اور اس پر سفر آسان فرما دے''۔

جو رخصت ہو رہا ہو وہ رخصت کرنے والے سے یوں کہے

اَسْتَوْدِعُکُمُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا تَضِیْعُ وَدَائِعُہٗ. (حصن)
''تم کو اللہ کے سپرد کرتا ہوں جس کی حفاظت میں دی ہوئی چیزیں ضائع نہیں ہوتیں''۔

Marfat.com

جب سفر کا ارادہ کرے تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ بِکَ اَصُوْلُ وَبِکَ اَحُوْلُ وَبِکَ اَسِیْرُ. (حصن)

''اے اللہ! میں تیری ہی مدد سے (دشمنوں پر) حملہ کرتا ہوں اور تیری ہی مدد سے ان کے دفع کرنے کی تدبیر کرتا ہوں، اور تیری ہی مدد سے چلتا ہوں''۔

جب سوار ہونے لگے

اور رکاب پر پائدان پر قدم رکھے تو بِسْمِ اللّٰہِ کہے اور جب جانور کی پشت یا سیٹ پر بیٹھ جائے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے پھر یہ آیت پڑھے:

سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَلَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ ط وَاِنَّآ اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ. (سورۂ زخرف، پارہ ۲۵)

''اللہ پاک ہے جس نے اس کو ہمارے قبضہ میں دیدیا اور اس کی قدرت کے بغیر ہم اسے قبضہ میں کرنے والے نہ تھے، اور بلاشبہ ہم کو اپنے رب کی طرف جانا ہے''۔

اس کے بعد تین مرتبہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور تین بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے پھر یہ دعا پڑھے:

سُبْحَانَکَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْلِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّآ اَنْتَ. (من المشکوٰۃ)

''اے اللہ تو پاک ہے، بیشک میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تو مجھے بخش دے، کیونکہ گناہوں کو صرف تو ہی بخش سکتا ہے''۔

جب سفر کو روانہ ہونے لگے تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا ھٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی، اَللّٰھُمَّ ھَوِّنْ عَلَیْنَا سَفَرَنَا ھٰذَا وَاَطْوِلَنَا بُعْدَہٗ، اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِی السَّفَرِ وَالْخَلِیْفَۃُ فِی الْاَھْلِ، اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ وَّعْثَآءِ السَّفَرِ وَکَآبَۃِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِی الْمَالِ وَالْاَھْلِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْحَوْرِ بَعْدَ الْکَوْرِ وَدَعْوَۃِ الْمَظْلُوْمِ.

''اے اللہ ہم تجھ سے اس سفر میں نیکی اور پرہیز گاری کا سوال کرتے ہیں اور اُن اعمال کا سوال کرتے ہیں جن سے آپ راضی ہیں، اے اللہ! ہمارے اس سفر کو ہم پر آسان فرمادے، اور اس کا راستہ جلدی طے کرادے، اے اللہ! تو سفر میں ہمارا ساتھی ہے، اور ہمارے پیچھے گھر بار کا کارساز ہے، اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں سفر کی مشقت اور گھر بار میں بری واپسی سے اور بری حالت کے دیکھنے سے اور بننے کے بعد بگڑنے سے اور مظلوم کی بددعا سے''۔[1]

فائدہ:- سفر کو روانہ ہونے سے قبل اپنے گھر میں دو رکعت نماز نفل پڑھنا بھی مستحب ہے۔ (کتاب الاذکار للنووی)

فائدہ:- جب بلندی پر چڑھے تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے اور جب بلندی سے نیچے اُترے تو سُبْحَانَ اللّٰہِ کہے، اور جب کسی پانی بہنے کے نشیب میں گزرے تو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے، اگر سواری کا پیر پھسل جائے (یا ایکسیڈنٹ ہوجائے تو) بِسْمِ اللّٰہِ کہے۔ (حصن)

بحری جہاز یا کشتی میں سوار ہو تو یہ پڑھے

---

[1] مشکوٰۃ از مسلم، ۱۲

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖهَا وَمُرْسٰهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ط وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌ م بِیَمِیْنِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰی عَمَّا یُشْرِکُوْنَ.

''اللہ کے نام سے اس کا چلنا اور ٹھہرنا ہے، بیشک میرا پروردگار ضرور بخشنے والا ہے مہربان ہے، اور کافروں نے خدا کو نہ پہچانا جیسا کہ اسے پہچاننا چاہئے، حالانکہ قیامت کے دن ساری زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے وہ پاک ہے اور اس عقیدہ سے برتر ہے جو مشرک شرکیہ عقیدے رکھتے ہیں''۔ (حصن حصین)

جب کسی منزل یا ریلوے سٹیشن یا موٹر سٹینڈ پر اُترے تو یہ پڑھے

اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّآمَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ. (مسلم)

''اللہ کے پورے کلمات کے واسطے سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں، اس کی مخلوق کے شر سے''

اس کے پڑھ لینے سے کوئی چیز وہاں سے روانہ ہونے تک انشاء اللہ ضرر نہ پہنچائے گی۔

جب وہ بستی نظر آئے جس میں جانا ہے تو یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظْلَلْنَ وَرَبَّ الْاَرْضِیْنَ السَّبْعِ وَمَا اَقْلَلْنَ وَرَبَّ الشَّیَاطِیْنِ وَمَا اَضْلَلْنَ وَرَبَّ الرِّیَاحِ وَمَا ذَرَیْنَ فَاِنَّا نَسْئَلُکَ خَیْرَ هٰذِهِ الْقَرْیَةِ وَخَیْرَ اَهْلِهَا وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ اَهْلِهَا وَشَرِّ مَا فِیْهَا ط (حصن)

''اے اللہ! جو ساتوں آسمانوں اور ان سب چیزوں کا رب ہے جو آسمانوں کے نیچے ہیں، اور جو ساتوں زمینوں کا اور ان سب چیزوں کا رب ہے جو اُن کے اوپر ہیں اور جو شیطانوں کا اور ان سب کا رب ہے جن کو شیطانوں نے گمراہ کیا ہے اور جو ہواؤں کا اور اُن چیزوں کا رب ہے جنہیں ہواؤں نے اُڑایا ہے، سو ہم تجھ سے اس آبادی کی اور اس کے باشندوں کی خیر کا سوال کرتے ہیں، اور اس کے شر سے اور اس کی آبادی کے شر سے تیری پناہ چاہتے ہیں، جو اس کے اندر ہیں''۔

جب کسی شہر بستی میں داخل ہونے لگے تو تین بار یہ پڑھے:

اَللّٰهُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْهَا. (حصن)

''اے اللہ تو ہمیں اس میں برکت دے''۔

پھر یہ پڑھے:

اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا وَحَبِّبْنَآ اِلٰی اَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِیْ اَهْلِهَا اِلَیْنَا. (حصن عن الطبرانی)

''اے اللہ! تو ہمیں اس کے میوے نصیب فرما اور یہاں کے باشندوں کے دلوں میں ہماری محبت اور یہاں کے نیک لوگوں کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا فرما''۔

جب سفر میں رات ہو جائے تو یہ پڑھے

یَا اَرْضُ رَبِّیْ وَرَبُّکِ اللّٰهُ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّکِ وَشَرِّ مَا خُلِقَ فِیْکِ وَشَرِّ مَا یَدِبُّ مِنْ

لہ مٹھی اور داہنے ہاتھ کے ظاہری معنی مراد نہیں ہیں، ۱۲

Marfat.com

اَسَدٍ وَّاَسْوَدَ وَمِنَ الْحَیَّةِ وَالْعَقْرَبِ وَمِنْ شَرِّ سَاکِنِی الْبَلَدِ وَمِنْ وَّالِدٍ وَّمَا وَلَدَ. (حصن)

''اے زمین میرا اور تیرا رب اللہ ہے، میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں تیرے شر سے اور ان چیزوں کے شر سے جو تجھ میں پیدا کی گئی ہیں اور جو تجھ پر چلتی ہیں اور اللہ کی پناہ چاہتا ہوں شیر سے اور اژدہے سے اور سانپ سے اور بچھو سے اور اس شہر کے رہنے والوں سے اور باپ سے اور اولاد سے''۔

سفر میں جب سحر کا وقت ہو تو یہ پڑھے

سَمِعَ مَا سَامِعٌ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَنِعْمَتِهٖ وَحُسْنِ بَلَائِهٖ عَلَيْنَا رَبَّنَا صَاحِبْنَا وَاَفْضِلْ عَلَيْنَا عَائِذًا م بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ. (مسلم)

''سننے والے نے (ہم سے) اللہ کی تعریف بیان کرنا سنا، اور اس کی نعمت کا اور ہم کو اچھے حال میں رکھنے کا اقرار جو ہم نے کیا وہ بھی سنا، اے ہمارے رب تو ہمارے ساتھ رہ اور ہم پر فضل فرما، یہ دعا کرتے ہوئے دوزخ کی پناہ چاہتا ہوں''۔

بعض روایات میں آیا ہے کہ اس کو بلند آواز سے تین بار پڑھے۔ (حصن عن المستدرک)

فائدہ:- حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو سوار اپنے سفر میں دنیاوی باتوں سے دل ہٹا کر اللہ کی طرف دھیان رکھے اور اس کی یاد میں لگا رہے تو اس کے ساتھ فرشتہ رہتا ہے، اور جو شخص واہیات شعروں یا کسی اور بیہودہ شغل میں لگا رہتا ہے تو اس کے ساتھ شیطان رہتا ہے۔ (حصن)

اگر سفر میں دشمن کا خوف ہو تو سورۂ لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ پڑھے، بعض بزرگوں نے اس کو مجرب بتایا ہے۔ (حصن)

سفر سے واپس ہونے کے آداب

جب سفر سے واپس ہونے لگے تو سواری پر بیٹھ کر سواری کی دعا پڑھنے کے بعد وہ دعا پڑھے جو سفر کو روانہ ہوتے وقت پڑھتی تھی، یعنی اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُکَ فِیْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی (آخر تک) اور جب روانہ ہو جائے تو سفر کی دیگر دعاؤں اور مسنون آداب کا خیال رکھتے ہوئے ہر بلندی پر اللہ اکبر تین بار کہے اور پھر یہ پڑھے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ لَهُ الْمُلْکُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ط اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ سَاجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ط صَدَقَ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ. (مشکوٰۃ)

''کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا وہ تنہا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں (اللہ کی) بندگی کرنے والے ہیں، سجدہ کرنے والے ہیں، اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں، اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا، اپنے بندہ کی مدد فرمائی اور مخالف لشکروں کو شکست دی''۔

سفر سے واپس ہو کر اپنے شہر یا بستی میں داخل ہوتے ہوئے پڑھے

Marfat.com

اٰئِبُوْنَ تَآئِبُوْنَ عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ط (مسلم کتاب الحج)

''ہم لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں (اللہ کی) بندگی کرنے والے ہیں، اپنے رب کی حمد کرنے والے ہیں''۔

فائدہ:- حضور اکرم ﷺ جمعرات کے دن سفر کے لئے روانہ ہونے کو پسند فرماتے تھے۔ (بخاری)

سفر سے واپس ہو کر جب گھر میں داخل ہو تو یہ پڑھے

اَوْبًا اَوْبًا لِرَبِّنَا تَوْبًا لَا یُغَادِرُ عَلَیْنَا حَوْبًا. (حصن)

''میں واپس آیا ہوں، میں واپس آیا ہوں، اپنے رب کے سامنے ایسی توبہ کرتا ہوں جو ہم پر کوئی گناہ نہ چھوڑے''۔

جب کسی کو مصیبت یا پریشانی یا برے حال میں دیکھے تو یہ دعا پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاکَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی کَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا.

''سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مجھے اس حال سے بچایا، جس میں تجھے مبتلا فرمایا اور اس نے اپنی بہت سی مخلوق پر مجھے فضیلت دی''۔

اس کی فضیلت یہ ہے کہ اس کے پڑھ لینے سے وہ مصیبت یا پریشانی پڑھنے والے کو نہ پہنچے گی جس میں وہ مبتلا تھا جسے دیکھ کر یہ دُعا پڑھی گئی۔ (مشکوٰۃ شریف)

فائدہ:- اگر وہ شخص مصیبت میں مبتلا ہو تو اس دعا کو آہستہ پڑھے، تاکہ اُسے رنج نہ ہو اور اگر وہ گناہ میں مبتلا ہو تو زور سے پڑھے تاکہ اُسے عبرت ہو۔

جب کسی مسلمان کو ہنستا دیکھے تو یوں دعا کرے

اَضْحَکَ اللّٰهُ سِنَّکَ. (بخاری و مسلم)

''خدا تجھے ہنساتا رہے''۔

جب دشمنوں کا خوف ہو تو یوں پڑھے

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ. (ابوداؤد)

''اے اللہ ہم تجھے ان (دشمنوں) کے سینوں میں (تصرف کرنے والا) بناتے ہیں اور ان کی شرارتوں سے تیری پناہ چاہتے ہیں''۔

اگر دشمن گھیر لیں تو یہ دُعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا. (حصن)

''اے اللہ ہماری آبرو کی حفاظت فرما اور خوف ہٹا کر ہمیں امن سے رکھ''۔

مجلس سے اُٹھنے سے پہلے یہ پڑھے

سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ اَسْتَغْفِرُکَ وَاَتُوْبُ اِلَیْکَ ط

Marfat.com

''اے اللہ تو پاک ہے اور میں تیری حمد بیان کرتا ہوں، میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، میں تجھ سے معافی چاہتا ہوں اور تیرے حضور میں توبہ کرتا ہوں''۔

اگر مجلس میں اچھی باتیں کی ہوں گی تو یہ کلمات اُن پر مہر بن جائیں گے اور اگر فضول اور لغو باتیں کی ہوں گی تو یہ کلمات اُن کا کفارہ بن جائیں گے۔ (ابوداؤد وغیرہ)۔ بعض روایات میں ہے کہ ان کلمات کو تین بار کہے۔ (ترغیب)

جب کوئی پریشانی ہو تو یہ دعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ رَحْمَتَکَ اَرْجُوْ فَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ طَرْفَةَ عَیْنٍ وَّاَصْلِحْ لِیْ شَانِیْ کُلَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ ط (حصن)

''اے اللہ میں تیری رحمت کی امید کرتا ہوں تو مجھے پل بھر بھی میرے سپرد نہ فرما اور میرا سارا حال درست فرمادے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں''۔ یا یہ پڑھے:

حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ط (سورۂ آل عمران، پارہ ۴)

''اللہ ہمیں کافی ہے، اور وہ بہتر کارساز ہے''۔ یا یہ پڑھے:

اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّیْ لَآ اُشْرِکُ بِهٖ شَیْئًا. (حصن)

''اللہ میرا رب ہے، میں اس کے ساتھ کسی بھی چیز کو شریک نہیں بناتا''۔ یا یہ پڑھے:

یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِکَ اَسْتَغِیْثُ ط (مستدرک حاکم)

''اے زندہ اور اے قائم رکھنے والے، میں تیری رحمت کے واسطہ سے فریاد کرتا ہوں''۔ یا یہ پڑھے:

لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ط

''اے اللہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، بیشک میں (گناہ کر کے) اپنی جان پر ظلم کرنے والوں میں سے ہوں''۔

قرآن شریف میں ہے کہ ان الفاظ کے ذریعہ حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ میں اللہ کو پکارا تھا۔ (سورۃ الانبیاء، ع ۶)

اور حدیث شریف میں ہے کہ حضرت رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کبھی کوئی مسلمان ان الفاظ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کی دعا قبول فرمائیں گے۔ (ترمذی)

جس کے پاس صدقہ کرنے کو مال نہ ہو یہ درود پڑھا کرے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِکَ وَرَسُوْلِکَ وَصَلِّ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ. (الترغیب عن ابن حبان)

''اے اللہ! رحمت نازل فرما محمد ﷺ پر جو تیرے بندے اور رسول ہیں اور تمام مومنین و مومنات مسلمین و مسلمات پر (بھی) رحمت نازل فرما''۔

شب قدر کی یہ دُعا ہے

لہ اس کا پڑھنا زکوٰۃ دینے کے قائم مقام ہوگا، کما فی الحدیث فانها زکوٰة، (الترغیب، ص ۵۰۲، ج ۲)

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ . (ترمذی)

''اے اللہ! بے شک تو معاف فرمانے والا ہے، معاف کرنے کو پسند فرماتا ہے، لہٰذا تو مجھے معاف فرمادے''۔

اپنے ساتھ احسان کرنے والے کو یہ دُعا دے

جَزَاکَ اللّٰہُ خَیْرًا ط (مشکوٰۃ) ''تجھے اللہ (اس کی) جزائے خیر دے''

جب قرضدار قرضہ ادا کردے تو اس کو یوں دعا دے

اَوْفَیْتَنِی اَوْفَی اللّٰہُ بِکَ ط (حصن)

''تو نے میرا قرضہ ادا کردیا اللہ تجھے (دنیا و آخرت میں) بہت دے''۔

جب اپنی کوئی محبوب چیز دیکھے تو یہ پڑھے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِہٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ ط (حصن)

''سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس کی نعمت سے اچھی چیزیں مکمل ہوتی ہیں''۔

اور جب کبھی دل برا کردینے والی چیز پیش آئے تو یوں کہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ. (حصن)

''ہر حال میں اللہ تعریف کا مستحق ہے''۔

جب کوئی چیز گم ہوجائے تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ رَادَّ الضَّآلَّۃِ وَھَادِیَ الضَّآلَّۃِ اَنْتَ تَھْدِیْ مِنَ الضَّلَالَۃِ اُرْدُدْ عَلَیَّ ضَآلَّتِیْ بِقُدْرَتِکَ وَسُلْطَانِکَ فَاِنَّھَا مِنْ عَطَآئِکَ وَفَضْلِکَ ط (حصن حصین)

''اے اللہ! اے گم شدہ کو واپس کرنے والے اور راہ بھٹکے ہوئے کو راہ دکھانے والے تو ہی گمشدہ کو راہ دکھاتا ہے، اپنی قدرت اور غالبیت کے ذریعہ میری گمشدہ چیز کو واپس فرمادے کیونکہ وہ بیشک تیری عطا اور تیرے فضل سے مجھے ملی تھی''۔

جب نیا پھل پاس آئے تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْ ثَمَرِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مَدِیْنَتِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ صَاعِنَا وَبَارِکْ لَنَا فِیْ مُدِّنَا.

''اے اللہ! ہمارے پھلوں میں برکت دے اور ہمیں ہمارے شہر میں برکت دے اور غلہ ناپنے کے پیمانے میں برکت دے''۔

اس کے بعد اس پھل کو اپنے سب سے چھوٹے بچے کو دے دے، (مسلم) یا اس وقت اس مجلس میں جو سب سے چھوٹا بچہ ہو اس کو دے دے۔ (حصن)

بارش کے لئے تین بار یہ دُعا مانگے

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اَغِثْنَا. (مسلم) ''اے اللہ! ہماری فریاد رسی فرما''

یا یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اَنْزِلْ عَلٰی اَرْضِنَا زِیْنَتَھَا وَسَکَنَھَا. (حصن)

''اے اللہ ہماری زمین میں زینت (یعنی پھول بوٹے) اور اس کا آرام نازل فرما''۔

فائدہ:- اللہ کی بارگاہ میں توبہ واستغفار کرنے کو بارش ہونے میں بڑا دخل ہے جیسا کہ ختم کتاب کے قریب انشاء اللہ توبہ واستغفار کے بیان میں آرہا ہے۔

جب بادل آتا ہوا نظر پڑے تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ مَآ اُرْسِلَ بِہٖ اَللّٰھُمَّ سَیْبًا نَّافِعًا ط (حصن حصین)

''اے اللہ! ہم اس چیز کی برائی سے تیری پناہ چاہتے ہیں جسے لے کر یہ بادل بھیجا گیا ہے۔ اے اللہ! نفع دینے والی بارش برسا''۔

اگر بادل برسے بغیر کھل جائے تو اس پر اللہ کا شکر ادا کرے کہ اللہ پاک نے اس کو کسی مصیبت کا ذریعہ نہیں بنایا۔ (حصن)

جب بارش ہونے لگے تو یہ دُعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ صَیِّبًا نَّافِعًا ط (بخاری)

''اے اللہ اس کو بہت برسنے والا اور نفع بخش بنا''۔

اور جب بارش حد سے زیادہ ہونے لگے تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا، اَللّٰھُمَّ عَلَی الْاٰکَامِ وَالْاٰجَامِ وَالظِّرَابِ وَالْاَوْدِیَۃِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ ط (حصن)

''اے اللہ! ہمارے آس پاس اس کو برسا، اور ہم پر نہ برسا، اے اللہ ٹیلوں اور بنوں پر اور پہاڑوں پر اور نالوں میں اور درخت پیدا ہونے کی جگہوں میں برسا''۔

جب کڑکنے اور گرجنے کی آواز سنے تو یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِکَ ط (ترمذی)

''اے اللہ! ہم کو اپنے غضب سے قتل نہ فرما، اور اپنے عذاب سے ہمیں ہلاک نہ فرما اور اس سے پہلے ہمیں عافیت نصیب فرما''۔

اور جب آندھی آئے

تو اس کی طرف منہ کرے اور دوزانو ہو کر یعنی حالتِ تشہد کی طرح بیٹھ کر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا رَحْمَۃً وَلَا تَجْعَلْھَا عَذَابًا، اَللّٰھُمَّ اجْعَلْھَا رِیَاحًا وَلَا تَجْعَلْھَا رِیْحًا ط (حصن)

''اے اللہ! اسے رحمت بنا اور اسے عذاب نہ بنا، اے اللہ! اسے نفع والی بنا اور نقصان والی ہوا نہ بنا''۔

Marfat.com

اگر آندھی کے ساتھ اندھیرا بھی ہو (جسے کالی آندھی کہتے ہیں) تو سورۂ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ط اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ط پڑھے۔ (مشکوٰۃ)

ادائے قرض کے لئے یہ دُعا پڑھے

اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِکَ عَنْ حَرَامِکَ وَاَغْنِنِیْ بِفَضْلِکَ عَمَّنْ سِوَاکَ ط

"اے اللہ حرام سے بچاتے ہوئے حلال کے ذریعہ تو میری کفایت فرما، اور اپنے فضل کے ذریعہ تو مجھے اپنے غیر سے بے نیاز فرمادے"۔

ایک شخص نے حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ سے اپنی مالی مجبوریوں کا ذکر کیا تو فرمایا کہ میں تم کو وہ کلمات نہ بتادوں جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے سکھائے تھے؟ اگر بڑے پہاڑ کے برابر بھی تم پر قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا فرما دیں گے۔ اس کے بعد یہی دعا بتائی جو اوپر لکھی ہے۔ (ترمذی)

ادائے قرض کی دوسری دُعا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے بڑے بڑے تفکرات نے اور بڑے بڑے قرضوں نے پکڑ لیا ہے، آنحضرت ﷺ نے فرمایا کیا تم کو ایسے الفاظ نہ بتادوں جن کے کہنے سے اللہ تعالیٰ تمہارے تفکرات دور فرمادے اور تمہارے قرض کو ادا فرمادے؟ اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ضرور ارشاد فرمائیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ صبح وشام یہ پڑھا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْھَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْکَسَلِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّیْنِ وَقَھْرِ الرِّجَالِ ط

"اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکرمندی سے اور رنج سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بے بس ہو جانے سے اور سستی کے آنے سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں کنجوسی سے اور بزدلی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں قرض کے غلبہ سے اور لوگوں کی زور آوری سے"۔

اس شخص کا بیان ہے کہ میں نے اس پر عمل کیا تو اللہ پاک نے میری فکرمندی بھی دور فرمادی اور قرض بھی ادا فرمادیا۔ (ابوداؤد)

جب قربانی کرے تو جانور کو قبلہ رخ لٹا کر یہ دعا پڑھے

اِنِّیْ وَجَّھْتُ وَجْھِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاھِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ ط اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ط لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ ط اَللّٰھُمَّ مِنْکَ وَلَکَ عَنْ.....

"میں نے اُس ذات کی طرف اپنا رُخ موڑا جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا فرمایا، اس حال میں کہ میں ابراہیمؑ حنیف کے دین پر ہوں، اور مشرکوں میں سے نہیں ہوں، بیشک میری نماز اور میری عبادت اور میرا جینا اور مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب العالمین ہے جس کا کوئی شریک نہیں، اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے

Marfat.com

اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں، اے اللہ یہ قربانی تیری توفیق سے ہے اور تیرے ہی لئے ہے"
عَنْ کے بعد اس کا نام لے جس کی طرف سے ذبح کر رہا ہو، اور اگر اپنی طرف سے ذبح کر رہا ہو تو اپنا نام لے، اس کے بعد بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر ذبح کر دے۔ (مشکوٰۃ)

جب کسی مسلمان سے ملاقات ہو تو یوں سلام کرے

اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ ط
"تم پر سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو"۔

اس کے جواب میں دوسرا مسلمان یوں کہے

وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ ط
"اور تم پر بھی سلامتی اور اللہ کی رحمت ہو"۔
اگر لفظ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ نہ بڑھایا جائے تو سلام اور جواب سلام ادا ہو جاتا ہے مگر جب مناسب الفاظ بڑھا دیئے جائیں تو ثواب بھی بڑھ جائے گا۔ (من المشکوٰۃ باب الضیافۃ)

اگر کوئی مسلمان سلام بھیجے تو جواب میں یوں کہے

وَعَلَیْہِ السَّلَامُ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ط (حصن)
"اس پر سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت ہو اور اس کی برکتیں نازل ہوں"۔

یا سلام لانے والے کو خطاب کر کے یوں کہے

وَعَلَیْکَ وَعَلَیْہِ السَّلَامُ ط (حصن)
"تم پر اور اس پر سلامتی ہو"۔

جب چھینک آئے تو یوں کہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ط "سب تعریف اللہ کے لئے ہے"۔

اس کو سن کر دوسرا مسلمان یوں کہے

یَرْحَمُکَ اللّٰہُ ط "اللہ تم پر رحم فرمائے"۔

اس کے جواب میں چھینکنے والا یوں کہے

یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ ط (مشکوۃ عن البخاری)
"اللہ تم کو ہدایت پر رکھے اور تمہارا حال سنوار دے"۔
فائدہ:- چھینک جسے آئی ہو اگر وہ عورت ہو تو جواب دینے والا یَرْحَمُکِ اللّٰہُ کاف کے زیر کے ساتھ کہے۔
فائدہ:- اگر چھینکنے والا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نہ کہے تو اس کے لئے یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہنا واجب نہیں، اور اگر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے تو جواب دینا واجب ہے۔

Marfat.com

فائدہ:- چھینکنے والے کو زکام ہو یا اور کوئی تکلیف ہو جس سے چھینکیں آتی ہی چلی جائیں تو تین دفعہ کے بعد جواب دینا ضروری نہیں۔ (مرقات وعمل الیوم واللیلۃ، ابن السنی)

بدفالی لینا

کسی چیز یا کسی حالت کو دیکھ کر ہرگز بدفالی نہ لے۔ اس کو حدیث شریف میں شرک فرمایا گیا ہے، اگر خواہ مخواہ بلا اختیار بدفالی کا خیال آجائے تو یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ لَا یَاْتِیْ بِالْحَسَنَاتِ اِلَّآ اَنْتَ وَلَا یَذْھَبُ بِالسَّیِّئَاتِ اِلَّآ اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِکَ ط (حصن)

''اے اللہ! بھلائیوں کو آپ ہی وجود دیتے ہیں، اور بدحالیوں کو صرف آپ ہی دُور فرماتے ہیں، برائی سے بچانے اور نیکی پر لگانے کی طاقت صرف آپ ہی کو ہے''۔

جب آگ لگتی دیکھے

تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے ذریعہ بجھائے، یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے جس سے وہ انشاء اللہ تعالیٰ بجھ جائے گی، صاحب حصن حصین فرماتے ہیں کہ یہ مجرب ہے۔

جب کسی مریض کی مزاج پرسی کو جائے تو یوں کہے

لَا بَأْسَ طُھُوْرٌ اِنْشَآءَ اللّٰہُ ط (مشکوۃ)

''کچھ حرج نہیں انشاء اللہ یہ بیماری تم کو گناہوں سے پاک کرنے والی ہے''

اور سات مرتبہ اس کے شفایاب ہونے کی یوں دعا کرے:

اَسْأَلُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَنْ یَّشْفِیَکَ ط

''میں اللہ سے سوال کرتا ہوں جو بڑا ہے اور بڑے عرش کا رب ہے کہ تجھے شفا دے''۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ سات مرتبہ اس کے پڑھنے سے مریض کو ضرور شفا ہوگی، ہاں اگر اس کی موت ہی آگئی ہے تو دوسری بات ہے۔ (مشکوۃ)

جب کوئی مصیبت پہنچے (اگرچہ کانٹا ہی لگ جائے) تو یہ پڑھے

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط اَللّٰھُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَخْلِفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا ط (مسلم)

''بیشک ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہم اللہ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں، اے اللہ! میری مصیبت میں اجر دے اور اس کے عوض مجھے اس سے اچھا بدل عنایت فرما''۔

جب بدن میں کسی جگہ زخم ہو یا پھوڑا پھنسی ہو

تو شہادت کی انگلی کو منہ کے لعاب میں بھر کر زمین پر رکھ دے، پھر اٹھا کر تکلیف کی جگہ پر پھیرتے ہوئے یہ پڑھے:

بِسْمِ اللّٰہِ تُرْبَۃُ اَرْضِنَا بِرِیْقَۃِ بَعْضِنَا لِیُشْفٰی سَقِیْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا ط (بخاری ومسلم)

Marfat.com

''میں اللہ کے نام سے برکت حاصل کرتا ہوں، یہ ہماری زمین کی مٹی ہے جو ہم میں سے کسی کے تھوک میں ملی ہوئی ہے تا کہ ہمارے رب کے حکم سے ہمارے مریض کو شفا ہو''۔

اگر کوئی چوپایہ (بیل بھینس وغیرہ) مریض ہو تو یہ پڑھے

لَا بَاْسَ اَذْهِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا یَکْشِفُ الضُّرَّ اِلَّآ اَنْتَ. (حصن)

''کچھ ڈر نہیں ہے، اے لوگوں کے رب! دور فرما (اور) شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی تکلیف کو دور نہیں کر سکتا''۔

اس کو پڑھ کر چار مرتبہ چوپایہ کے داہنے نتھنے میں اور تین مرتبہ اس کے بائیں نتھنے میں دم کرے۔

(حصن حصین عن ابن ابی شیبة موقوفاً علی ابن مسعودؓ)

جس کی آنکھ میں دَرد یا تکلیف ہو تو یہ پڑھ کر دم کرے

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اَذْهِبْ حَرَّهَا وَبَرْدَهَا وَوَصَبَهَا ط

''میں اللہ کا نام لے کر دَم کرتا ہوں، اے اللہ! اس کی گرمی اور اس کی ٹھنڈک اور مرض کو دور فرما''۔

اس کے بعد یوں کہے قُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ (اللہ کے حکم سے کھڑا ہو) (حصن عن النسائی وغیرہ) بعض عالموں نے فرمایا ہے کہ نظر بد لگ جانے پر اس کو پڑھ کر دَم کرے۔

آنکھ دکھنے آجائے تو یہ پڑھے

اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِیْ بِبَصَرِیْ وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنِّیْ وَاَرِنِیْ فِی الْعَدُوِّ ثَارِیْ وَانْصُرْنِیْ عَلٰی مَنْ ظَلَمَنِیْ. (حصن)

''اے اللہ! میری بینائی سے مجھے نفع پہنچا اور میرے مرتے دم تک اسے باقی رکھ، اور دشمن میں میرا انتقام دکھلا اور جس نے مجھ پر ظلم کیا اس کے مقابلہ میں میری مدد فرما''۔

جب اپنے جسم میں کوئی تکلیف ہو یا کوئی دوسرا مسلمان کسی تکلیف میں مبتلا ہو تو یہ پڑھے

رَبُّنَا اللّٰهُ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ تَقَدَّسَ اسْمُکَ اَمْرُکَ فِی السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ کَمَا رَحْمَتُکَ فِی السَّمَآءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَکَ فِی الْاَرْضِ اِغْفِرْلَنَا حُوْبَنَا وَخَطَایَانَا اَنْتَ رَبُّ الطَّیِّبِیْنَ اَنْزِلْ رَحْمَةً مِّنْ رَّحْمَتِکَ وَشِفَآءً مِّنْ شِفَآءِکَ عَلٰی هٰذَا الْوَجَعِ. (مشکوٰۃ)

''ہمارا رب وہ اللہ ہے جو آسمان میں (تصرف کرنے والا) ہے، تیرا نام پاک ہے، تیرا حکم آسمان اور زمین میں جاری ہے، جیسا کہ تیری رحمت آسمان میں ہے سو تو زمین میں بھی اپنی رحمت بھیج اور ہمارے گناہ اور ہماری خطائیں بخش دے تو پاکیزہ لوگوں کا رب ہے سو تو اپنی رحمتوں میں سے ایک رحمت اور اپنی شفاؤں میں سے ایک شفا اس درد پر اُتار دے''۔

فائدہ:- جب کسی کو زہریلا جانور ڈس لے تو سات مرتبہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کرے۔ (حصن)

فائدہ:- جس کی عقل ٹھکانے نہ ہو تو تین روز تک سورۂ فاتحہ پڑھ کر اس پر تھتکار دے۔ (حصن)

Marfat.com

جسے بخار چڑھ آئے یا کسی طرح کا کہیں درد ہو تو یہ دعا پڑھے

بِسْمِ اللّٰہِ الْکَبِیْرِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ الْعَظِیْمِ مِنْ شَرِّ کُلِّ عِرْقٍ نَعَّارَ وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ ط (ترمذی)

''اللہ کا نام لے کر شفا چاہتا ہوں جو بڑا ہے، میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں جو عظیم ہے، جوش مارتی ہوئی رگ کے شر سے اور آگ کی گرمی کے شر سے''۔

بچھو کا زہر اُتارنے کے لئے

حضور اقدس ﷺ کو بحالتِ نماز ایک مرتبہ بچھو نے ڈس لیا، آپؐ نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ بچھو پر اللہ کی لعنت ہو نہ نماز پڑھنے والے کو چھوڑتا ہے نہ کسی دوسرے کو، اس کے بعد پانی اور نمک منگایا اور نمک کو پانی میں گھول کر ڈسنے کی جگہ پر پھیرتے رہے، اور سورۂ قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ اور سورۂ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور سورۂ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھتے رہے۔ (حصن حصین)

جلے ہوئے پر یہ پڑھ کر دَم کرے

اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ اِشْفِ اَنْتَ الشَّافِیَ لَا شَافِیَ اِلَّآ اَنْتَ. (حصن)

''اے سب انسانوں کے رب تکلیف کو دور فرما، تو شفا دینے والا ہے (کیونکہ) تیرے سوا کوئی شفا دینے والا نہیں''۔

دَم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ دونوں ہونٹوں کو ملا کر ذرا قریب کر کے اس طرح پھونک مارے کہ تھوک کے کچھ ذرّات نکل جائیں، جہاں دَم کرنے کا ذکر ہے یہی مطلب سمجھنا چاہئے۔

اگر بدن میں کسی جگہ درد ہو یا کوئی اور تکلیف ہو تو تکلیف کی جگہ داہنا ہاتھ رکھ کر تین بار بسم اللہ کہے پھر سات بار یہ پڑھے:

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَآ اَجِدُ وَاُحَاذِرُ ط (مسلم)

''اللہ کی ذات اور اس کی قدرت کی پناہ لیتا ہوں اس چیز کے شر سے جس کی تکلیف پا رہا ہوں اور جس سے ڈر رہا ہوں''۔

ہر مرض کو دور کرنے کے لئے

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ہم میں سے جب کسی کو کوئی تکلیف ہوتی تھی تو حضور اقدس ﷺ تکلیف کی جگہ پر اپنا ہاتھ پھیرتے ہوئے پڑھتے تھے:

اَذْھِبِ الْبَاْسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِیْ لَا شِفَآءَ اِلَّا شِفَآءُکَ شِفَآءً لَّا یُغَادِرُ سَقَمًا ط (مشکوۃ)

''اے لوگوں کے رب تکلیف دُور فرما اور شفاء دے تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفاء کے علاوہ کوئی

لہ چاروں قل یعنی سورہ کافرون، سورۃ اخلاص، سورۃ الفلق، اور سورۃ الناس کو معوذات کہا جاتا ہے۔ ۱۲ منہ

Marfat.com

شفاء نہیں ہے، ایسی شفاء دے جو ذرا مرض نہ چھوڑے"۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی اکرم ﷺ جب علیل ہوتے تھے تو معوّذات پڑھ کر اپنے ہاتھ پر دَم فرماتے پھر سارے بدن پر ہاتھ پھیرتے تھے، اور جس مرض میں آپ ﷺ کی وفات ہوئی ہے اس میں معوّذتین پڑھ کر میں آپ ﷺ کے ہاتھ پر دَم کرتی تھی، پھر آپ ﷺ کے اس ہاتھ کو آپ ﷺ کے (تمام بدن پر) پھیرتی تھی۔ (بخاری و مسلم)

آنحضرت ﷺ کے گھر میں جب کوئی بیمار ہوتا تھا تو آپ ﷺ اس پر معوّذات پڑھ کر دَم فرماتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

بچہ کو مرض یا کسی شر سے بچانے کے لئے

اُعِیْذُکَ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّۃِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ ط (بخاری)

"میں اللہ کے پورے کلموں کے واسطہ سے ہر شیطان اور زہریلے جانور اور ضرر پہنچانے والی ہر آنکھ کے شر سے پناہ چاہتا ہوں"۔

مریض کے پڑھنے کے لئے

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان مرض کی حالت میں (اللہ تعالیٰ کو ان الفاظ میں) چالیس مرتبہ پکارے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ط

"تیرے سوا کوئی معبود نہیں، (اے اللہ!) میں تیری پاکی بیان کرتا ہوں، بیشک میں (گناہ کر کے اپنی جان پر) ظلم کرنے والوں میں سے ہوں"

اور پھر اسی مرض میں مر جائے تو اسے شہید کا ثواب دیا جائے گا، اور اگر اچھا ہو گیا تو اس حال میں اچھا ہوگا کہ اس کے سب گناہ معاف ہو چکے ہوں گے۔ (مستدرک)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے مرض میں یہ پڑھا

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ ط لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ ط

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی کے لئے ملک ہے اور اسی کے لئے حمد ہے، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گناہوں سے بچانے اور نیکیوں پر لگانے کی طاقت اللہ ہی کو ہے"۔

اور اسی مرض میں اس کی موت آ گئی تو دوزخ کی آگ اُسے نہ جلائے گی۔ (حصن حصین عن الترمذی)

اگر زندگی سے عاجز آ جائے

اور تکلیف کی وجہ سے جینا برا معلوم ہو تو موت کی تمنا اور دعا ہرگز نہ کرے، اگر دعا مانگنا ہی ہو تو یوں مانگے:

اَللّٰھُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیٰوۃُ خَیْرًا لِّیْ، وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ. (مشکوٰۃ)

Marfat.com

''اے اللہ! تو مجھے زندہ رکھ جب تک کہ زندگی میرے لئے بہتر ہے اور جب میرے لئے موت بہتر ہو تو مجھے اٹھا لیجیو''

جب موت قریب معلوم ہونے لگے تو یوں دعا کرے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاَلْحِقْنِیْ بِالرَّفِیْقِ الْاَعْلٰی. (حصن حصین)

''اے اللہ! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور مجھے اوپر والے ساتھیوں میں پہنچا دے''۔

اپنی جانکنی کے وقت یہ دُعا کرے

اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَسَکَرَاتِ الْمَوْتِ ط (ترمذی)

''اے اللہ موت کی سختیوں کے مقابلہ میں میری مدد فرما''۔

فائدہ:- موت کے وقت مرنے والے کا چہرہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے اور جو مسلمان وہاں موجود ہو مرنے والے کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی تلقین کرے، یعنی اس کے سامنے بلند آواز سے کلمہ پڑھے تا کہ وہ سن کر کلمہ پڑھ لے۔

حدیث شریف میں ہے کہ جس کا آخری کلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہو وہ داخل جنت ہوگا (حصن حصین) یعنی گناہوں کی وجہ سے سزا پانے سے بچ جائے گا اور داخلہ جنت میں رکاوٹ نہ بنے گی۔

جانکنی کے وقت حاضرین میں سے کوئی شخص سورۂ یٰسین شریف پڑھ دے، اس سے جانکنی میں آسانی ہو جاتی ہے۔ (حصن حصین مع الحاشیہ)

روح نکل جانے کے بعد میّت کی آنکھیں بند کر کے یہ پڑھے

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِفُلَانٍ وَارْفَعْ دَرَجَتَهٗ فِی الْمَھْدِیِّیْنَ وَاخْلُفْهُ فِیْ عَقِبِهٖ فِی الْغَابِرِیْنَ وَاغْفِرْلَنَا وَلَهٗ یَا رَبَّ الْعَالَمِیْنَ وَافْسَحْ لَهٗ فِیْ قَبْرِهٖ وَنَوِّرْ لَهٗ فِیْهِ ط

''اے اللہ اس کو بخش دے اور ہدایت یافتہ بندوں میں (شامل فرما کر) اس کا درجہ بلند فرما اور اس کے پسماندگان میں تو اس کا خلیفہ ہو جا، اور اے رب العالمین ہمیں اور اسے بخش دے اور اس کی قبر کو کشادہ اور منوّر فرما''۔

یہ دعا حضور اقدس ﷺ نے حضرت ابو سلمہؓ کی موت کے بعد ان کی آنکھیں بند فرما کر پڑھی تھی اور فُلَانٍ کی جگہ اُن کا نام لیا تھا۔ (مشکوٰۃ عن المسلم)

جب کوئی شخص کسی مسلمان کے لئے یہ دعا پڑھے تو فلان کی جگہ اس کا نام لے اور نام سے پہلے زیر والا لام لگا دے۔

میّت کے گھرانے کا ہر آدمی اپنے لئے یوں دعا کرے

لہ ابن ابی شیبۃ موقوفا عن ابن عمرؓ (حصن)

Marfat.com

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلَہٗ وَاَعْقِبْنِیْ مِنْہُ عُقْبٰی حَسَنَۃً ط (حصن)

''اے اللہ مجھے اور اسے بخش دے اور مجھے اس کا نعم البدل عطا فرما''۔

میّت کو تختہ پر رکھتے ہوئے یا جنازہ اٹھاتے ہوئے بِسْمِ اللّٰہِ کہے۔

جب کسی کا بچہ فوت ہو جائے

تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے اور اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ط پڑھے، ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔ (حصن عن الترمذی)

جب کسی کی تعزیت کرے تو سلام کے بعد یوں سمجھائے

اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَآ اَعْطٰی وَکُلٌّ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ ط

''بیشک جو اللہ نے لے لیا وہ اس کا ہے اور جو اس نے دیا وہ اسی کا ہے اور ہر ایک کا اس کے پاس وقت مقرر ہے (جو بے صبری یا کسی تدبیر سے بدل نہیں سکتا) لہٰذا صبر کرنا چاہئے اور ثواب کی امید رکھنی چاہئے''۔

ان الفاظ کے ذریعہ حضور اقدس ﷺ نے اپنی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تسلی دی تھی۔ (بخاری)

تمام اموات مسلمین و مسلمات کے لئے اور خاص کر اپنے والدین کے لئے دعاءِ مغفرت کیا کرے، اس سے اُن کو بہت فائدہ ہوتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

کتاب النّکاح
وما یتعلّق بہٖ
نکاح اور اس کے متعلقات کا بیان
لڑکا ہو یا لڑکی بالغ ہوتے ہی اس کی شادی کردی جائے

(۱۲۴) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّابْنِ عَبَّاس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ وُّلِدَ لَہٗ وَلَدٌ فَلْیُحْسِنِ اسْمَہٗ وَاَدَبَہٗ فَاِذَا بَلَغَ فَلْیُزَوِّجْہُ فَاِنْ بَلَغَ وَلَمْ یُزَوِّجْہُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَا اِثْمُہٗ عَلٰی اَبِیْہِ. (رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابوسعید اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جس کے کوئی اولاد ہو تو اس کا اچھا نام رکھے اور اسے ادب سکھائے پھر جب بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کر دے اگر اولاد بالغ ہوئی اور اس کا نکاح نہ کیا جس کی وجہ سے اس نے کوئی گناہ کرلیا تو باپ ہی پر اس کا گناہ ہوگا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ج ۲، ص ۲۷۱ بحوالہ بیہقی)

(۱۲۵) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاَنَسِ بْنِ مَالِکٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ فِی التَّوْرَاۃِ مَکْتُوْبٌ مَنْ بَلَغَتِ ابْنَتُہٗ اثْنَتَیْ عَشْرَۃَ سَنَۃً وَلَمْ یُزَوِّجْھَا فَاَصَابَتْ اِثْمًا فَاِثْمُ ذٰلِکَ عَلَیْہِ. (رواہ البیھقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ توراۃ شریف میں یہ مضمون لکھا ہوا ہے کہ جس شخص کی بیٹی بارہ سال کو پہنچ گئی اور اس نے (موقع مناسب ہوتے ہوئے) اس کا نکاح نہ کیا پھر اس نے کوئی گناہ کرلیا تو اس کا گناہ اسی شخص پر یعنی اس کے باپ پر ہوگا۔

تشریح:- ان دونوں حدیثوں میں بہت اہم نصیحتیں فرمائیں۔

اچھا نام رکھنے کا حکم:- اوّلاً تو یہ فرمایا کہ جب کسی کے اولاد ہو تو اس کا نام اچھا رکھے۔ بچوں کا اچھا نام

Marfat.com

رکھنا بھی ماں باپ کی اہم ذمہ داری ہے اور بچوں کا یہ حق ہے کہ ان کا اچھا نام رکھا جائے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت کے روز تم اپنے ناموں اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے لہٰذا تم اپنے نام اچھے رکھو۔ (ابوداؤد شریف)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جب فرشتے مومن کی روح لے کر آسمان کی طرف جاتے ہیں تو فرشتوں کی جس جماعت پر گزرتے ہیں ہر جماعت یہ پوچھتی ہے کہ یہ کون پاکیزہ روح ہے اس روح کو لے جانے والے فرشتے اس کا وہ اچھے سے اچھا نام لے کر جواب دیتے ہیں، جس کے ذریعہ دنیا میں بلایا جاتا تھا کہ یہ فلاں ابن فلاں ہے اور جب کافر کی روح کو اوپر لے کر چڑھتے ہیں تو فرشتوں کی جس جماعت پر گزرتے ہیں ہر جماعت پوچھتی ہے کہ یہ کون خبیث روح ہے تو روح کو لے جانے والے فرشتے اس کا وہ برے سے برا نام لے کر جس کے ذریعہ دنیا میں پکارا جاتا تھا جواب دیتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

برا نام حضور ﷺ کو ناپسند تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا **ان النبی ﷺ کان یغیر الاسم القبیح** (یعنی حضور اقدس ﷺ برے نام کو بدل دیا کرتے تھے۔ (ترمذی)

اچھا نام رکھنے کا حکم:- ماں باپ پر لازم ہے کہ بچوں کے نام اچھے رکھیں اور اچھے نام وہ ہیں جن سے اللہ کا بندہ ہونا معلوم ہوتا ہو اسلام اور ایمان کی صفات ظاہر ہوتی ہوں، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ نبیوں کے ناموں پر نام رکھو اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب نام عبداللہ اور عبدالرحمٰن ہے اور سب سے برا نام حَرْبٌ اور مُرَّۃ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

حرب لڑائی کو اور مرّہ کڑوے کو کہتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے ان دونوں ناموں کو بدترین نام فرمایا۔ انسان اُنس اور ہمدردی کے لئے پیدا ہوا ہے۔ دین اسلام سراسر صلح اور سلامتی سکھاتا ہے پھر کسی کا نام ''حرب'' یعنی جنگ رکھنا کیسے پسندیدہ ہوسکتا ہے۔ اور مؤمن خوش اخلاق، پاکیزہ صفات، محبت کا پیکر اور الفت کا مجسمہ ہوتا ہے بھلا وہ کڑوا کیوں ہونے لگا؟ حضور اقدس ﷺ نے عبداللہ، عبدالرحمٰن نام رکھنے کو بہت پسند فرمایا۔ اور انبیاء علیہم السلام کے ناموں پر نام رکھنے کی ترغیب دی ہے۔ زمانہ ہائے گزشتہ میں ماں باپ اسلامی نام رکھتے تھے۔ عبداللہ، عبدالرحمٰن، عبدالرحیم، عبدالکریم وغیرہ جن سے بندگی ٹپکتی تھی اور مالک وخالق سے خاص تعلق کا اظہار ہوتا تھا۔ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ناموں پر بھی نام رکھتے تھے جس کا نتیجہ یہ تھا کہ ان جلیل القدر ہستیوں کے ناموں سے اور ناموں کے ذریعہ ان کے کاموں سے ذہن مانوس رہتا تھا۔ چند لوگ آج بھی ایسے ہیں جو بچوں کے نام رکھنے میں احادیث شریفہ کے بتائے ہوئے اصولوں کی پابندی کرتے ہیں لیکن اکثر لوگوں میں نئے نئے نام رواج پا گئے ہیں۔ اب تو پروین اور پرویز، غزالہ اور شاہین نے بہت رواج پالیا ہے حالانکہ پرویز فارس کے اس بادشاہ کا نام تھا جس نے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا مکتوب گرامی چاک کر دیا تھا جو آپ نے تبلیغ کے لئے لکھا تھا، ایسے دشمن کے نام پر نام رکھنا بڑی ناسمجھی کی بات ہے۔ شاہین باز کو کہتے ہیں، غزالہ ہرن کو کہتے ہیں، کیا نام نکالے ہیں؟ اچھے نام چھوڑ کر

Marfat.com

جانوروں کے نام اختیار کر لئے۔اس سلسلہ میں ہم نے ایک رسالہ لکھا ہے جو اسلامی نام کے عنوان سے چھپا ہوا ہے اس کا مطالعہ کیا جائے۔

'بندا، گھسیٹا، چھجو:- بعض عورتیں ٹوٹکہ ٹونہ کرتی ہیں اور بچوں کے نام اسی عنوان سے رکھ دیتی ہیں۔مثلاً کسی بچے کے کان میں ٹوٹکے کے لئے 'بندہ ڈالا تو وہ 'بندہ ہو گیا، اور کسی کو چھاج میں رکھ کر گھسیٹ کیا تو وہ گھسیٹا یا چھجو ہو گیا اور اسی طرح بہت سی حرکتیں کر کے نام رکھتی ہیں۔یہ سب شرک ہے، بہت سے خراب نام احقر نے خود سنے ہیں اور ایسے لوگوں سے ملاقات ہوئی ہے۔ایک شخص کا نام کوڑا تھا بعض لوگوں نے بتایا کہ اس طرح کا نام عورتیں یہ سمجھ کر رکھتی ہیں کہ ایسا نام رکھنے سے بچہ زندہ رہے گا۔یہ بھی شرک ہے۔اور اب ایک مصیبت اور چلی ہے وہ یہ کہ بچوں کے انگریزی نام رکھے جاتے ہیں اور بچوں کو سکھایا جاتا ہے کہ باپ کو ابا کے بجائے ڈیڈی کہا جائے، اور نام رکھنے کا ایک اصول یہ بنا رکھا ہے کہ جو نالائق بے شرم، بے حیا، بے دین مرد اور عورت سینما کی فلموں میں کام کرتے ہیں ان کے ناموں پر بچوں کے نام رکھے جاتے ہیں۔اعمالِ صالحہ اور اخلاقِ حسنہ والے بزرگوں کی یادگار باقی رکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔بے حیا، بے شرم لوگوں کے ناموں کو زندہ رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

بچوں کو دینی زندگی پر ڈالنے کا حکم:- دوسری نصیحت اولاد کو ادب سکھانے کے بارے میں فرمائی۔ پسندیدہ اعمال اور بلند اخلاق یہ سب ادب کے ذیل میں آجاتے ہیں۔فرائض کا اہتمام کرنا اور ممنوعات سے بچنا آدابِ عبودیت میں سے ہے۔اور انسانوں کے ساتھ اس طریقہ سے پیش آنا کہ کسی کو تکلیف نہ ہو یہ آدابِ معاشرت میں سے ہے۔آج کل لوگ اپنی اولاد کو نہ اللہ کی راہ پر لگاتے ہیں نہ آدابِ عبودیت سکھاتے ہیں اور نہ اسلامی معاشرت کے آداب۔البتہ یورپ اور امریکہ کی بے حیا قوموں کے طرزِ زندگی کو اپناتے ہیں اور بچوں کو انہیں کے طور طریق سکھاتے ہیں۔ایک چھوٹا سا بچہ کلمہ طیبہ اور سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ نہیں سنا سکتا لیکن پتلون پہننے اور ٹائی لگانے کے آداب سے واقف ہوتا ہے۔آہ!! ماں باپ اپنی اولاد کا کیسے کیسے خون کر رہے ہیں۔مسلمان ہونے کے بھی مدعی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ طور طریق، سج دھج، رنگ ڈھنگ، رفتار گفتار اور دوسرے شعبہ ہائے زندگی میں بے شرم انگریزوں کے مقتدی اور متبع بنے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ سب کو سمجھ دے۔

نکاحوں میں تاخیر کرنے کے اسباب:- تیسری نصیحت حدیث بالا میں یہ فرمائی کہ جب اولاد بالغ ہو جائے تو اس کا نکاح کر دیا جائے۔آج کل اس نصیحت سے بہت غفلت ہو رہی ہے۔انگریزی پڑھنے اور امتحان دینے کی جو مصیبت سوار ہو گئی ہے اُس نے اس نصیحت کو پس پشت ڈلوا دیا ہے۔تیس پینتیس سال کی لڑکیاں ہو جاتی ہیں اُن کی شادی نہیں ہوتی۔ایک تو اس وجہ سے کہ لڑکیاں بھی ڈگریوں کی دوڑ دھوپ میں لڑکوں کے ساتھ شریک ہیں، شادی کریں تو کالج اور یونیورسٹی کیسے جائیں، شادی شدہ ہو کر تو گھر لے کر بیٹھنا پڑتا ہے۔دوسرے جب ڈگریاں حاصل کر لیتی ہیں تو اپنی برابر کا جوڑ (جسے اسی طرح کی ڈگریاں حاصل ہوں) نہیں ملتا۔اگر ملتا ہے تو وہ یورپ اور امریکہ کی لیڈی پر نظر ڈالتا ہے۔مشرق کی عورت کو پوچھتا

Marfat.com

ہی نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ ڈگریاں لینے سے نفس امارہ نہیں مرجاتا۔ شرعی نکاح ہوتا نہیں اور فلمیں دیکھ دیکھ کر خواہشات کو اُبھار ہوتا رہتا ہے۔ پھر ان خواہشات کے پورا کرنے کے لئے حلال نہ ہونے پر حرام ہی کو اختیار کیا جاتا ہے اور غیر شادی شدہ عورتیں مائیں بن جاتی ہیں اور بے باپ کی اولاد سڑکوں پر پڑی ملتی ہے۔ اس گناہ کا وبال گناہ کرنے والوں پر تو ہے ہی، ماں باپ بھی اس گناہ میں شریک ہوتے ہیں کیونکہ وہ نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی شادی مؤخر کرتے ہیں۔ ماں باپ شادی کرنا چاہتے ہیں اور لڑکا لڑکی شادی پر راضی نہیں اور گناہ کرتے ہیں تو ماں باپ گناہ سے بچ جاتے ہیں وہی تنہا گناہ کے ذمہ دار ہوں گے۔

عورتوں کو بی اے، ایم اے، پی ایچ ڈی اور ڈاکٹر بننے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اسلام نے بیوی کا خرچ مرد پر رکھ دیا ہے، بالغ ہونے پر شادی کرے، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں گھومنے کی ضرورت نہیں۔ گھر میں پردہ کے ساتھ قرآن مجید، دینی تعلیم اور حساب و کتاب بقدر ضرورت پڑھ لینا کافی ہے۔

حدیث نمبر ۱۲۵ میں ارشاد فرمایا کہ جس کی لڑکی بارہ سال کو پہنچ گئی اور اس کا نکاح نہ کیا جس کی وجہ سے وہ گناہ کر بیٹھی تو اُس کا گناہ باپ پر ہوگا۔ بارہ سال کی عمر میں چونکہ لڑکیاں عموماً بالغ ہو جاتی ہیں اس لئے اس عمر کا ذکر کر دیا گیا۔ اگر دین دار خوش خلق جوڑا ملنے میں کچھ دیر لگ جائے تو اور بات ہے ورنہ بالغ ہونے پر جلد از جلد نکاح کر دینا لازم ہے۔ دورِ حاضر کے گمراہ لوگوں کو ہماری باتیں ناگوار تو معلوم ہوتی ہوں گی اور یہ پرانی بات ہے کہ حق کڑوا ہوتا ہے پس جیسے مریض کو کڑوی دوا پینی پڑتی ہے اور آپریشن کرانا پڑتا ہے اسی طرح جو حق پر عمل پیرا نہ ہو اُسے حق سن کر کان دبا لینا چاہئے اور کوڑی دوا کا گھونٹ سمجھ کر حق کو حلق سے نیچے اُتار لے تاکہ دنیا و آخرت میں کامیاب ہو۔

محبت کے لئے نکاح سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں

(۱۲۶) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ تَرَ لِلْمُتَحَابَّيْنِ مِثْلَ النِّكَاحِ. (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ محبت کرنے والوں کے لئے نکاح سے بڑھ کر تم نے کوئی چیز نہیں دیکھی۔ (مشکوٰۃ، ص ۲۶۸ بحوالہ ابن ماجہ)

تشریح:- دُنیا میں محبت کی ادائیں بھی ہیں اور بغض کی فضائیں بھی، ان کے اسباب مختلف ہوتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ محبت کا جوڑ لگانے والی چیزوں میں نکاح کا جوڑ سب سے زیادہ مضبوط ہے اور محبت کے بڑھانے اور باقی رکھنے میں نکاح سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ کس خاندان کا مرد اور کس خاندان کی عورت، ایک عربی دوسرا عجمی، ایک ایشیائی اور دوسرا افریقی، جب شرعی نکاح ہو جاتا ہے تو ایک دوسرے پر نثار ہوتا ہے اور الفت و محبت وہ رنگ لاتی ہے کہ عمر بھر ساتھ نہیں چھوٹتا، نکاح کے علاوہ بھی بعض مرد و عورت نفسانیت کے لئے نام نہاد محبت کر لیتے ہیں مگر یہ محبت نہیں ہوتی بلکہ نفس کی مطلب براری کے لئے ایک جوڑ ہوتا ہے جس کا نام محبت رکھ دیا جاتا ہے جب مطلب نکل جاتا ہے یا مقصد میں ناکامی ہو جاتی

Marfat.com

ہے تو پھر یہ کہاں اور وہ کہاں؟ کیسی محبت اور کیسی اُلفت؟ سب بھاڑ میں ڈال دی جاتی ہے۔ نکاح کے ذریعہ جو تعلق پیدا ہوتا ہے وقتی نہیں ہوتا بلکہ زندگی بھر نباہنے کی نیت سے ایجاب وقبول ہوتا ہے۔ اسی لئے طلاق کو حدیث شریف میں بغض والی چیز بتایا ہے۔ نکاح کا مقصد خواہش نفس کا تقاضا پورا کرنا ہی نہیں ہوتا بلکہ اُس کے ذریعہ مرد کی حیثیت بڑھ جاتی ہے۔ وہ آل اولاد اور گھر بار والا ہو جاتا ہے۔ لوگ اُسے بھاری بھرکم آدمی سمجھتے ہیں، عورت بھی ایک گھر کی ملکہ بن جاتی ہے۔ عورت مرد دونوں زندگی بھر کے لئے ایک دوسرے کے ہمدرد اور دکھ سکھ کے ساتھ اور آرام وتکلیف کے شریک ہو جاتے ہیں۔ یہ بات بے نکاحی جھوٹی محبت میں کہاں؟ پھر مزید یہ کہ شوہر و بیوی کئی خاندانوں میں محبت والفت کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ جن خاندانوں میں کبھی کوئی جوڑ نہ تھا، ایسے خاندان ایک دوسرے کے ہمدرد بن جاتے ہیں۔ سمدھی دوسرے سمدھی کی زیارت کے لئے جارہا ہے اور عورت کا بھائی اپنی ہمشیرہ کے شوہر کی تیمارداری میں لگا ہوا ہے۔ داماد ساس کو حج کے لئے لے جارہا ہے، خسر داماد کو دکان کرنے کے لئے رقم دے رہا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ محبتیں اور خدمتیں ایک شرعی نکاح ہی کی وجہ سے ہوئیں۔

وہ نکاح سب سے زیادہ بابرکت ہے جس میں اخراجات کم سے کم ہوں

(۱۲۷) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَعْظَمَ النِّکَاحِ بَرَکَةً اَیْسَرُهٗ مَؤُنَةً. (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ برکت کے اعتبار سے سب سے بڑا نکاح وہ ہے جس میں کم سے کم اخراجات ہوئے ہوں۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۶۸ بحوالہ شعب الایمان للبیہقی)

تشریح:- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نکاح اور بیاہ شادی میں کم سے کم اخراجات کرنا چاہئے۔ نکاح میں جس قدر اخراجات کم ہوں گے وہ نکاح اسی قدر بڑی برکتوں والا ہوگا۔ اس کے منافع جانبین کو ہمیشہ پہنچتے رہیں گے۔ اور یہ نکاح دنیا وآخرت کی بھلائی کا ذریعہ ہوگا۔

ہمارے پیارے رسول سرکارِ دو جہاں ﷺ نے اپنی شادیاں بھی کیں اور اپنی لڑکیاں بھی بیاہیں، یہ شادیاں نہایت سادگی کے ساتھ انجام پائیں۔ حضور اقدس ﷺ کی سب سے زیادہ چہیتی بیوی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں جو صدیق اکبر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی تھیں ان سے نکاح تو مکہ معظمہ میں ہو گیا تھا پھر ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں رخصتی ہوئی اور کس شان سے رخصتی ہوئی؟ یاد رکھنے کے قابل ہے۔

حضرت عائشہؓ کی رخصتی:- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پڑوس کے ایک گھر میں سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھیں، اُن کی والدہ نے آواز دے کر بلایا اور کچھ عورتوں سے اُنہوں نے حضرت عائشہؓ کا سنگھار کرا دیا اور ایک کمرے میں چھوڑ کر چلی گئیں۔ یہ چاشت کا وقت تھا۔ تھوڑی دیر میں حضور اقدس ﷺ اُنکے پاس تشریف لے آئے، لیجئے رخصتی ہوگئی۔ نہ دلہن پالکی میں بیٹھی نہ دولہا گھوڑے پر چڑھا نہ اور کسی طرح کے اخراجات ہوئے۔

لہ چاروں صاحبزادیوںؓ کے حالات جاننے کے لئے مؤلف کی کتاب ''رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاں'' طلب کریں۔

Marfat.com

حضور اقدس ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں، حضرت زینبؓ، حضرت اُمّ کلثومؓ، حضرت رقیہؓ، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔ آپ نے ان چاروں کی شادیاں کیں اور نہایت سادگی کے ساتھ سب کے نکاح اور رخصتیاں[1] ہوگئیں۔

خاتونِ جنت کی رخصتی:- حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور اقدس ﷺ کی سب سے زیادہ لاڈلی بیٹی تھیں۔ اُن کا مرتبہ بہت بڑا ہے۔ سرکارِ دو جہاں ﷺ نے آپ کو جنت کی عورتوں کی سردار بتایا۔ سب کو معلوم ہے کہ اُن کا نکاح حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کے ساتھ ہوا تھا۔ جس وقت شادی ہوئی حضرت علیؓ کے پاس کوئی مکان بھی نہ تھا۔ ایک صحابیؓ سے مکان لے کر رخصتی کر دی گئی۔ اور رخصتی کس شان سے ہوئی۔ حضرت اُمّ ایمنؓ کے ہمراہ حضرت علی ؓ کے پاس بھیج دی گئیں۔ دولہا خود لینے نہیں آیا تھا اور دُلہن کسی سواری میں بھی نہیں بیٹھی۔

اب جہیز کی بات بھی سن لیں۔ سرکارِ دو عالم ﷺ نے خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کے جہیز میں ایک چادر اور ایک تکیہ اور دو چکیاں اور دو مشکیزے دیئے۔ تکیہ کا غلاف چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ اور بعض روایتوں میں ایک پلنگ، ایک پیالہ، چاندی کے دو بازو بند دینے کا بھی ذکر ملتا ہے۔

حضور ﷺ کی بیویوں اور بیٹیوں کا مہر:- رہا مہر کا معاملہ تو اس کے بارے میں حضرت عمر ؓ نے فرمایا کہ میں نہیں جانتا کہ حضور ﷺ نے ساڑھے ۱۲ اوقیہ سے زیادہ اپنی کسی بیوی یا اپنی کسی بیٹی کا مہر مقرر کیا ہو۔ (مشکوٰۃ)

ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ ساڑھے ۱۲ اوقیہ کے ۵۰۰ درہم [2] تے ہیں، ایک درہم ۳ ماشہ ایک رتی اور ۵/۱ رتی چاندی کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے ۵۰۰ درہم کی چاندی ۱۳۱ تولہ سے کچھ زیادہ ہوتی ہے۔ چاندی کی یہ مقدار موجودہ نرخ کے اعتبار سے ہزار روپے کے قریب ہوتی ہے اور اس مہنگائی کے دور میں اتنی قیمت ہوگئی ورنہ ۵۰ سال پہلے بہت ہی کم قیمت تھی۔ آج کل ہزاروں روپے مہر مقرر کرتے ہیں، مجلس نکاح میں تو نام ہو ہی جاتا ہے مگر زندگی بھر ادا نہیں کر پاتے اور بیوی کے قرضدار ہو کر مرتے ہیں۔

لوگوں کی حالتِ زار:- حضور اقدس ﷺ نے اپنی شادیاں کیں اور اپنی صاحبزادیوں کو بھی سادہ طریقہ پر بیاہ دیا۔ دونوں جہاں کے سردار تھے۔ اگر چاہتے تو دھوم دھام سے شادیاں کرتے لیکن آپ نے اپنے عمل سے سادگی اختیار کر کے دکھائی اور مستقل طریقہ پر یہ فرما دیا کہ نکاح میں جس قدر اخراجات کم ہوں گے اُسی قدر بڑی برکتوں والا ہوگا۔ ہم نے بیاہ شادی کو مصیبت بنا رکھا ہے۔ غیر مسلموں کی دیکھا دیکھی، بری بری رسمیں جاری کر رکھی ہیں اور یہ رسمیں غرور اور شہرت کے لئے اختیار کی جاتی ہیں۔ سودی قرض لے لے کر شادیاں کرتے ہیں۔ سب کو معلوم ہے کہ سود کا لینا دینا باعثِ لعنت ہے، دکھاوے کے لئے جہیز دیئے جاتے ہیں، سینکڑوں روپے دعوت نامے کے کارڈ پر خرچ ہوتے ہیں، ان اخراجات کی وجہ سے بعض مرتبہ جوان لڑکیاں برسوں بیٹھی رہتی ہیں۔ ولیمے ہوتے ہیں جن میں سراپا ریاکاری ہوتی ہے۔ نام سنت کا اور کام دکھاوے کا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

حضور ﷺ کا سفر میں نکاح اور ولیمہ:- حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ سفر میں نکاح کیا اور وہیں

---

[1] الاصابہ ۱۲ [2] جب بھی مہر مقرر کرنا ہو تو سناروں سے معلوم کر لیا کریں کیونکہ چاندی کی قیمت کم و بیش ہوتی رہتی ہے ۱۲

Marfat.com

رخصتی ہوئی۔ اور وہیں ولیمہ ہوا نہ بکری ذبح ہوئی نہ قورمہ پکا نہ اور کسی طرح کا اہتمام ہوا بلکہ دسترخوان بچھا دیئے گئے ان پر کچھ گھی، کچھ کھجوریں، کچھ پنیر کے ٹکڑے ڈال دیئے گئے، حاضرین نے اُس میں سے کھالیا۔ یہ حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے نکاح کا واقعہ ہے۔

ہمارے لئے اُسوۂ حسنہ:- ہم لوگ بھی اگر حضور اقدس ﷺ کے طریقہ پر چلنے کا ارادہ کرلیں تو کسی طرح کی کوئی رسم اختیار نہ کرنی پڑے۔ سادگی کے ساتھ ایک مرد عورت کا رشتہ شرعی ایجاب وقبول کے ذریعہ جوڑ دینا کافی ہے۔ اتنے سے کام میں کوئی مصیبت اور بکھیڑا نہیں، جو پابندیاں خود اپنے سر لگائی ہیں اُن کی وجہ سے مصیبتوں میں گرفتار ہیں۔ منگنی کی رسموں سے شادی کے دن اور اُس کے بعد کھلانے پلانے، آنے جانے کی رسموں تک ہزاروں روپے خرچ ہوتے ہیں اور سینکڑوں ناجائز کام کئے جاتے ہیں۔ یہ رسمیں تفصیل کے ساتھ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اصلاح الرسوم اور بہشتی زیور حصہ ششم میں لکھ دی ہیں اور ساتھ ہی ساتھ اُن کی شرعی مذمت سے بھی آگاہ فرمادیا ہے۔

بیاہ شادی کے متعلق عورتوں کی جاہلانہ رسمیں:- عورتوں نے شادی بیاہ کی خود ساختہ رسموں کو شرعی فرائض کا درجہ دے رکھا ہے۔ نماز نہیں پڑھتیں جو سب سے زیادہ فرض چیز ہے لیکن بیاہ شادی کی رسموں کو فرض واجب سے بڑھ کر انجام دیتی ہیں اور ان رسموں کو جو نہ برتے اُسے برے لفظوں میں یاد کرتی ہیں۔

گانے بجانے کا گناہ:- شادیوں میں سینکڑوں روپے گانے بجانے اور رنڈیاں نچوانے اور ڈومنیاں گوانے پر خرچ کئے جاتے ہیں جس کی شادی میں گانا بجانا نہ ہو، گراموفون نہ بجے، باجے والے نہ آئیں اُسے پھیکا اور بے مزہ سمجھا جاتا ہے حالانکہ حضرت رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اَمَرَنِیْ رَبِّیْ بِمَحْقِ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِیْرِ وَالْاَوْثَانِ وَالصُّلُبِ وَاَمْرِ الْجَاهِلِیَّةِ. یعنی مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں گانے بجانے کے سامان مٹادوں، اور بتوں اور (عیسائیوں کی) صلیب (سولی) کو اور جاہلیت کی چیزوں کو ختم کردوں (مشکوٰۃ المصابیح) حضور اقدس ﷺ نے جن چیزوں کے مٹانے کو اپنی بعثت کے مقصد میں شامل فرمایا افسوس ہے کہ اسلام کے مدعی ان چیزوں سے اپنی شادیوں کو سجاتے ہیں اور مصیبت بالائے مصیبت یہ ہے کہ مسجدوں میں نمازیں ہوتی رہتی ہیں اور مائک سے گانے نشر ہوتے رہتے ہیں اور سارے محلے میں گانوں کی ایک مصیبت کھڑی ہوجاتی ہے۔ شور شار میں مریض بھی عافیت سے آرام نہیں کرسکتا۔

ایک زمانہ تھا جب مسلمان ہندوؤں سے بھڑ جاتے تھے اور مسجد کے سامنے باجا بجانے پر جان دینے اور جان لینے کے لئے تیار ہوجاتے تھے۔ آج مسلمان خود ہی مسجد کے سامنے باجا بجاتا ہے اور عین نماز کے وقت گانے کی آوازیں نمازیوں کے کانوں میں ٹھونستا ہے۔

لڑکے یا لڑکی پر رقم لینا حرام ہے اور رشوت ہے:- بعض لوگ کئی کئی ہزار روپے لے کر لڑکی دیتے ہیں اور اس کے برعکس بعض علاقوں میں اس شرط پر لڑکی لیتے ہیں کہ لڑکی کے ساتھ اتنی رقم اور اتنا سامان دیں۔ ان رقموں اور مالوں کا لینا دینا رشوت ہونے کی وجہ سے حرام ہے اور ساتھ ہی حدیث بالا کے بھی خلاف ہے۔ رقموں کے لین دین کی بری رسم کی وجہ سے بیاہ شادی سے کم سے کم اخراجات کیسے ہوسکتے

Marfat.com

ہیں۔رقم اور سامان کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے بعض مرتبہ تیس چالیس سال کی عمر ہونے تک کہیں جوڑ نہیں بیٹھتا، خدا تعالیٰ اتباعِ سنت کی توفیق دے۔

بالغ لڑکی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوسکتا

(۱۲۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُنْكَحُ الْاَیِّمُ حَتّٰی تُسْتَاْمَرَ وَلَا تُنْكَحُ الْبِكْرُ حَتّٰی تُسْتَاْذَنَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَیْفَ اِذْنُهَا قَالَ اَنْ تَسْكُتَ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس عورت کا ایک بار نکاح ہو چکا ہو (اور پھر شوہر کی موت یا طلاق مل جانے کی وجہ سے عدت گزار کر دوسری جگہ نکاح کرنا ہو) تو اس کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک اس سے وضاحت کے ساتھ زبان سے اجازت نہ لے لی جائے اور جس (بالغ) لڑکی کا نکاح پہلے نہیں ہوا ہے اُس کا نکاح اس وقت تک نہ کیا جائے جب تک کہ اس سے اجازت نہ لے لی جائے۔ صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اس کی اجازت کیسے ہوگی (وہ تو شرم کی وجہ سے بول بھی نہ سکے گی) آپ ﷺ نے فرمایا اس کی جانب سے یہی اجازت سمجھی جائے گی کہ جب اس سے اجازت لی جائے تو خاموش رہ جائے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۷۰ بحوالہ بخاری ومسلم)

تشریح:- نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح اُس کا ولی اپنے اختیار سے کرسکتا ہے۔ نابالغ سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں بلکہ اگر وہ انکار کرے اور ولی نکاح پڑھادے تب بھی نکاح ہو جائے گا اور ولی کو شریعت نے یہ اختیار اس لئے دیا ہے کہ بعض اوقات اچھے خاندان میں مناسب رشتہ مل جاتا ہے اور بلوغ کا انتظار کرنے میں اس رشتہ کے ہاتھ سے نکل جانے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ لڑکے اور لڑکی کی بھلائی اور بہتری کے لئے اگر نابالغی میں اُن کا نکاح کردیا جائے جو اصولِ شریعت کے مطابق ہو تو درست ہے۔ ہاں اگر لڑکی کا فائدہ ملحوظ نہ ہو بلکہ ولی (خواہ باپ دادا ہی ہو) اپنی ذاتی مصلحت یا دنیاوی منفعت کے لئے نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کردے تو یہ درست نہیں ہے۔ بعض حالات میں یہ نکاح منعقد ہی نہیں ہوتا اور بعض حالات میں منعقد تو ہو جاتا ہے مگر لڑکے اور لڑکی کو مسلم حاکم کے یہاں درخواست دے کر نکاح فسخ کرانے کا اختیار ہوتا ہے۔

اس سلسلہ میں عوام وخواص بڑی افراط وتفریط میں مبتلا ہیں۔ بعض لوگوں نے یہ قانون بنا رکھا ہے کہ نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح ہو ہی نہیں سکتا، یہ قانون بالکل خلافِ شرع ہے، جب شریعت نے نابالغ لڑکے اور لڑکی کے نکاح کو ولی کے ایجاب وقبول سے جائز رکھا تو اب اس جائز کو بدل کر ناجائز قرار دینے والا کون ہے؟ یہ تو دین میں مداخلت ہے۔

حضور اقدس ﷺ نے اُسے خود اپنے عمل سے جائز قرار دیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اُس وقت نکاح فرمایا جب اُن کی عمر چھ سال کی تھی۔ گو رخصتی بعد میں ہوئی۔ اس شرعی جائز کے خلاف قانون بنانا شریعت سے باغی ہونا ہے۔ گو نابالغی میں نکاح کردینا کوئی فرض وواجب بھی نہیں ہے۔ چھوٹے بچوں کا نکاح کردینے سے بعض مرتبہ بعد میں بہت سی مشکلات سامنے آجاتی ہیں اس لئے اس میں بھی بہت احتیاط

Marfat.com

کی ضرورت ہے۔اس سلسلہ مزید توضیح انشاءاللہ ہم آگے بیان کریں گے۔اس حدیث کی تشریح کے سلسلے میں بطور تمہید یہ تفصیل زیر قلم آگئی۔

کنواری سے جب باپ نکاح کی اجازت لے تو اس کی خاموشی ہی اجازت ہوگی

حدیث بالا سے معلوم ہوا کہ بالغ لڑکی جس کا نکاح پہلے کسی سے نہ ہوا ہو اس کا نکاح اس سے اجازت لے کر کیا جائے، اُسے بتا دیں کہ فلاں لڑکا فلاں خاندان کا اور فلاں پیشہ والا ہے اور اُس کی مالی حیثیت ایسی ہے اس سے تیرا نکاح کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، تیری اجازت ہے تو اس سے نکاح کر دیں۔ جب اس سے یہ بات کہہ دی گئی اور اُس نے خاموشی اختیار کر لی تو یہ اس کی اجازت سمجھی جائے گی اور اگر زبان سے صاف طور پر اجازت دے دے تب تو یہ اجازت بطریق اولیٰ معتبر ہوگی۔اگر اُس نے انکار کر دیا تو اُس کا نکاح کر دینا درست نہیں۔بالغ لڑکی کا انکار ہوتے ہوئے کسی ولی نے نکاح کر دیا تو نکاح منعقد نہ ہوگا۔بعض لوگوں پر ایسی جہالت سوار ہوتی ہے کہ بالغ لڑکی کے انکار کے باوجود اپنا وعدہ نباہنے کے لئے اُس کا نکاح کر دیتے ہیں اور لڑکی کو مار کوٹ کر اور گھر سے دھکیل کر نام نہاد شوہر کے ساتھ چلتی کر دیتے ہیں۔ یہ بدترین ظلم ہے اور سخت حرام ہے، چونکہ لڑکی نے اس نکاح کی اجازت نہیں دی اس لئے نکاح ہی نہیں ہوا۔ میاں بیوی والے تعلقات بھی زنا ہوں گے۔یہ کیا چودھراہٹ ہے کہ باپ کی ناک اونچی ہو جائے، لڑکی خواہ زندگی بھر زنا میں مبتلا رہے۔جہالت بری بلا ہے۔

کنواری کا اجازت لینے کے وقت مسکرانا اور رونا بھی اجازت میں شمار ہے

یہ جو کہا کہ جس بالغ لڑکی کا نکاح پہلے نہ ہوا ہو اس کا ولی جب نکاح کی اجازت لے تو اس کی خاموشی اجازت سمجھی جائے گی۔اُس کے ساتھ فقہاء نے یہ بھی لکھا ہے کہ اگر وہ ہنس پڑی یا مسکرا کر رہ گئی یا رو پڑی اور انکار نہ کیا تو یہ بھی اجازت شمار ہوگی بشرطیکہ یہ ہنسنا اور رونا انکار کے انداز کا نہ ہو۔والمعول اعتبار قرائن الاحوال فی البکاء والضحک فان تعارضت او اشکل احتیط (الشامی عن الفتح)

زبان سے صاف طور پر کس لڑکی سے اجازت لینا ضروری ہے؟:- اور جس لڑکی کا نکاح ایک بار پہلے ہو چکا ہو اور اب (شوہر کی موت یا وقوع طلاق کے بعد عدت گزار کر) دوسرا نکاح کرنا چاہے تو اُس کا ولی جب لڑکے کی صفات اور حالات بیان کر کے اجازت لے تو اس کا خاموش رہ جانا اجازت میں شمار نہ ہوگا بلکہ جب تک زبان سے صاف لفظوں میں اجاز نہ دے، اجازت نہ سمجھی جائے گی۔اور بالغہ کنواری کے بارے میں جو یہ لکھا ہے کہ اس کی خاموشی بھی اجازت میں شمار ہوگی یہ اس وقت ہے جب کہ وہ ولی اجازت طلب کرے جو قریب تر ہے۔اگر قریب تر ولی کے علاوہ کوئی دوسرا ولی اجازت لے تو بالغہ کنواری لڑکی کی اجازت بھی وہی معتبر ہوگی جو زبان سے ہو اور صاف لفظوں میں ہو۔اس تفصیل کو خوب سمجھ لیں۔

شریعت کا اعتدال:- شریعت نے کیسے اعتدال سے کام لیا ہے۔ایک طرف تو بالغ لڑکی کو اپنی ذات کا اختیار دے دیا کہ جب تک وہ اجازت نہ دے اُس کا نکاح نہیں ہو سکتا دوسری طرف اس کی شرم کا لحاظ رکھا

Marfat.com

اور ولی کے اجازت لینے پر اس کی خاموشی یعنی انکار نہ کرنے کو اجازت شمار کرلیا۔ اگر وہ انکار کرے تو ولی اس کا نکاح نہیں کرسکتا اور جس بالغ لڑکی کا پہلے نکاح ہو چکا ہو اس کے دوسرے نکاح کے لئے اس کی زبانی اجازت لازم قرار دی گئی جس کی وجہ یہ ہے کہ جس عورت کا نکاح ایک بار ہو چکا ہے اُس کی شرم ٹوٹ چکی ہے۔ اس کی خاموشی کو اجازت قرار دینے کی کوئی ضرورت نہیں اور قریب تر ولی کے علاوہ اگر کوئی دوسرا ولی اجازت لے تو بالغہ کنواری کی خاموشی بھی معتبر نہیں کیونکہ اندیشہ یہ ہے کہ غیر اقرب جہاں نکاح کرنا چاہتا ہے اُس میں پوری ہمدردی کی رعایت نہ رکھی ہو۔ لہٰذا لڑکی جب صاف لفظوں میں اجازت دے تب معتبر ہوگی۔

نابالغ کا نکاح:- بعض خاندانوں اور علاقوں میں یہ مستقل طریقہ بنا رکھا ہے کہ نابالغی میں لڑکے اور لڑکی کا نکاح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں حالانکہ نابالغ کا نکاح کر دینا ایک جائز امر ہے، کوئی فرض و واجب نہیں ہے۔ خواہ مخواہ نابالغی میں بچوں کا نکاح کر دینا کوئی ضروری کام نہیں ہے۔ بہت مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ نابالغی میں نکاح کر دینے کے بعد لڑکا اور لڑکی بالغ ہو کر منکر ہو جاتے ہیں اور اس شادی کو پسند نہیں کرتے۔ اُن کا انکار اور والدین کا اس جگہ رخصتی کرنے پر اصرار مصیبت بن جاتا ہے۔ دورِ حاضر کی اولاد کی خودرائی کے پیش نظر اگر بات پہلے سے پکی کر کے رکھیں اور آخری فیصلہ اور نکاح لڑکا لڑکی کے بالغ ہونے پر اُن سے اجازت لے کر کریں تو مذکورہ پریشانی کا سامنا نہ ہو۔ نیز بعض مرتبہ لڑکا بالغ ہو کر شریر بدمعاش نکل آتا ہے رخصتی کریں تو لڑکی کی جان مصیبت میں پھنسے اور لڑکے سے طلاق کو کہیں تو طلاق نہیں دیتا۔ یہ پریشانیاں پیش آتی رہتی ہیں۔ ان سے بچنے کا یہی علاج ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے، البتہ ایسا قانون بھی خلافِ شریعت ہے کہ نابالغ کا نکاح ہو ہی نہ سکے۔ جواز شرعی پر عمل کریں تو لڑکا لڑکی کا فائدہ دیکھ لیں۔

لڑکیوں کے نکاح میں ان کی مصلحت پیش نظر رہے:- یہ جو ہم نے عرض کیا کہ باپ دادا وغیرہ اپنی ذاتی منفعت اور خودغرضی کی وجہ سے نابالغ اولاد کا نکاح کر دیتے ہیں، اس کی تفصیل بہت دردناک ہے جو دارالافتاء میں آنے والے سوالات سے معلوم ہوتی رہی ہے۔ بہت سے علاقوں میں بدلہ میں لڑکی دیئے بغیر لڑکے کو لڑکی نہیں ملتی۔ اب لڑکے کو بیاہنے کے لئے اس کی بہن کو دار پر چڑھا دیتے ہیں لڑکی کی مصلحت بالکل نہیں دیکھتے جس کو لڑکی دے کر لڑکے کے لئے لڑکی لے رہے ہیں اُس کی عمر خواہ کتنی ہی زیادہ ہو اور خواہ رنگ رُوپ کے اعتبار سے کیسا ہی ہو اور اُس کی مالی حالت کیسی ہی خراب وخستہ ہو، سب پر پردہ ڈال کر لڑکی کو خس وخاشاک کی طرح بہا دیتے ہیں۔ لڑکیوں کی شریعت میں ایک حیثیت ہے۔ وہ کوئی بھیڑ بکریاں نہیں ہیں کہ ولی وارث جہاں چاہے پٹک دے، اور جہاں چاہے داؤ پر چڑھا دے۔

لڑکی پر رقم لینا حرام ہے:- بعض لوگ لڑکی پر ہزاروں روپے لیتے ہیں۔ یہ رشوتِ محض ہے جو سراسر حرام ہے۔ مگر رقم لینے والے باز نہیں آتے۔ اُن میں دینداری کے مدعی اور لمبی پگڑی اور ڈھیلے کرتے والے بھی ہوتے ہیں جو لباس اور نماز روزہ کو دینداری سمجھتے ہیں مگر حرام سے بچنے کی اُن کے نزدیک کوئی اہمیت نہیں ہوتی۔ پھر جب سودا ہی کرنا ٹھہرا تو جہاں زیادہ ملے لڑکی وہاں دے دیتے ہیں اور رقم کو دیکھتے ہیں لڑکی کی مصلحت کو نہیں دیکھتے۔ یہ ظلم بھی ہوتا ہے کہ وہ انکار کرتی رہتی ہے کہ مجھے یہ نکاح منظور نہیں، چیختی اور شور

Marfat.com

مچاتی ہے مگر ابا جان ہیں کہ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ لڑکی کو زبردستی گاڑی میں ڈال کر رخصت کر دیتے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

لڑکیوں پر ایک بڑا ظلم:- بعض علاقوں میں مار کاٹ، قتل و غارت کے واقعات بہت ہوتے رہتے ہیں۔ کسی آدمی کو چند آدمیوں نے مل کر قتل کر دیا، جب گرفتار ہوئے اور مقدمہ چلا تو صلح پر آمادہ ہو گئے۔ مقتول کے ورثا نے کہا کہ اس قدر رقم دو اور چار لڑکیوں کا نکاح ہمارے خاندان کے چار آدمیوں سے کر دو تو صلح ہو سکتی ہے۔ اس پر راضی ہو جاتے ہیں اور اپنی جان کو چھڑانے کے لئے لڑکیوں کو تکے بے تکے بڑی عمر والے لوگوں کے پلہ باندھ دیتے ہیں۔ اس میں بچیوں کی خیر خواہی اور ہمدردی کا خیال نہیں کیا جاتا، صرف اپنی مصلحت اور منفعت دیکھی جاتی ہے جس میں سراسر ظلم ہوتا ہے۔ قتل تو کرے چچا اور زندگی بھر مصیبتیں بھگتیں چار بھتیجیاں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟

خلاصۂ کلام:- خلاصہ یہ کہ نابالغ لڑکے اور لڑکی کا نکاح خود اُن کے اپنے ایجاب وقبول سے نہیں ہوتا البتہ ولی کے ایجاب وقبول سے منعقد ہو جاتا ہے اور ولی کو لڑکے اور لڑکی کی مصلحت سے اُن کا نکاح کر دینا بھی جائز ہے مگر خود رقم بٹورنے کے لئے یا دوسری کسی ذاتی منفعت کے لئے بالغ یا نابالغ لڑکے اور لڑکی کا نکاح کر کے ان کو مصیبت میں پھنسا دینا کسی طرح جائز نہیں ہے۔ بالغ لڑکا اور لڑکی شرعاً خود مختار ہوتے ہیں۔ ولی کے لئے جائز نہیں ہے کہ اُن کو کسی جگہ نکاح کرنے پر مجبور کرے۔ ہاں بالغ لڑکا یا لڑکی اگر ولی کو وکیل بنا دے کہ فلاں جگہ میرا نکاح کر دو تو ولی وکیل ہو کر ایجاب وقبول کر سکتا ہے۔ اور اگر مطلق نکاح کا وکیل بنایا ہو کوئی جگہ مقرر نہ کی ہو تو اُن کی مصلحت اور خیر خواہی پر نظر رکھنا لازم ہے۔

اور پہلی صورت میں بھی ولی اُن کی خیر خواہی ملحوظ رکھے اگر لڑکا لڑکی کسی ایسی جگہ نکاح کے لئے وکیل بناتے ہوں جہاں ان کا نکاح خلافِ مصلحت ہو تو اُن کو سمجھا دیں اور دوسری اچھی جگہ رشتہ نکالنے کی کوشش کریں۔ لیکن اگر انہوں نے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لیا (جس میں شرعی جواز کی گنجائش ہو) تو نکاح بہر حال ہو جائے گا۔ سب مسائل خوب اچھی طرح سمجھ لیں۔

تقویٰ کے بعد سب سے زیادہ بہتر چیز نیک عورت ہے

(۱۲۹) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَقُوْلُ مَا اسْتَفَادَ الْمُؤْمِنُ بَعْدَ تَقْوَی اللّٰہِ خَیْرًا لَّہٗ مِنْ زَوْجَۃٍ صَالِحَۃٍ اِنْ اَمَرَھَا اَطَاعَتْہُ وَاِنْ نَظَرَ اِلَیْھَا سَرَّتْہُ وَاِنْ اَقْسَمَ عَلَیْھَا اَبَرَّتْہُ وَاِنْ غَابَ عَنْھَا نَصَحَتْہُ فِیْ نَفْسِھَا وَمَالِہٖ. (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مومن بندہ نے تقویٰ کی نعمت کے بعد کوئی ایسی بھلائی حاصل نہیں کی جو اس کے حق میں نیک بیوی سے بڑھ کر ہو (پھر نیک بیوی کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا کہ) اگر شوہر اُسے حکم کرے (جو خلافِ شرع نہ ہو) تو اس کا کہا مانے اور شوہر اس کی طرف دیکھے تو شوہر کو خوش کرے اور اگر شوہر کسی کام کے بارے میں قسم کھا بیٹھے کہ ضرور تم ایسا

Marfat.com

کروگی (اور وہ کام شرعاً جائز ہو) تو اس کی قسم سچی کردے اور اگر وہ کہیں چلا جائے اور یہ اس کے پیچھے گھر میں رہ جائے تو اپنی جان اور اس کے مال کے بارے میں اس کی خیر خواہی کرے۔ (ابن ماجہ)

تشریح:- اس حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ تقویٰ کی نعمت بہت بڑی نعمت ہے۔ اگر کسی کو یہ نعمت میسر ہو جائے تو وہ بہت مبارک ہے کیونکہ اصل دین داری تقویٰ ہی کا نام ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ تقویٰ فرائض و واجبات کے ادا کرنے اور حرام و ممنوع کاموں سے پرہیز کرنے کا نام ہے۔ اس صفت کی وجہ سے بندہ خدائے پاک کا محبوب بن جاتا ہے۔

تقویٰ کے علاوہ اور بھی بے شمار نعمتیں ہیں جن کا درجہ گو تقویٰ کی نعمت سے کم ہے مگر انسان کی زندگی کے لئے وہ بھی بہت ضروری اور انمول ہیں۔ ان نعمتوں میں سب سے بڑھ کر کیا ہے؟ سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ تقویٰ کے بعد سب سے بڑی نعمت نیک بیوی ہے! پھر نیک بیوی کی صفات بتائیں۔

نیک عورت کی صفات:- اوّل: یہ کہ شوہر کی فرمانبردار ہو، شوہر جو فرمائش کرے اسے پوری کرے اور نافرمانی کر کے اس کا دل نہ دکھائے بشرطیکہ شوہر نے خلافِ شرع کسی کام کا حکم نہ کیا ہو۔ خلافِ شرع کاموں میں کسی کی بھی فرمانبرداری نہیں کیونکہ اس سے خالق و مالک جل مجدہٗ کی نافرمانی ہوتی ہے جو احکم الحاکمین ہے۔

دوم: یہ فرمایا کہ اگر شوہر اس کی طرف دیکھے تو اسے خوش کرے یعنی اپنا رنگ ڈھنگ شوہر کی مرضی کے مطابق رکھے۔ جب بیوی پر نظر پڑے تو اسے دیکھ کر اس کا دل خوش ہو، بعض عورتیں اینٹھتی رہتی ہیں بات بات میں منہ پھلانا اور مرض ظاہر کرنے کے لئے خواہ مخواہ کراہنا اپنی عادت بنا لیتی ہیں اور بعض عورتیں میلی کچیلی پھوہڑ بنی رہتی ہیں۔ ان باتوں سے شوہر کو قلبی اذیت ہوتی ہے۔ شوہر صورت دیکھنے کا ارادہ بھی نہیں بلکہ گھر میں جانے کو بھی اپنے لئے مصیبت سمجھتا ہے۔ ان میں بعض عورتیں وہ بھی ہوتی ہیں جو نماز روزہ کی پابند ہونے کی وجہ سے اپنے کو دیندار اور نیک سمجھتی ہیں حالانکہ نیک عورت کے اوصاف میں یہ بات بھی شامل کر دی گئی ہے کہ شوہر کی فرمانبرداری کرے اور اس حال میں رہے کہ شوہر اس پر نظر ڈالے تو بیچارہ خوش ہو سکے۔ البتہ خلافِ شرع خواہش پوری نہ کرے۔

سوم: یہ فرمایا کہ اگر شوہر کسی ایسی بات پر قسم کھالے جس کا انجام دینا بیوی سے متعلق ہو، مثلاً یہ کہ آج تم ضرور میری والدہ کے پاس چلوگی یا فلاں بچے کو نہلاؤ دھلاؤ گی، یا مثلاً تہجد پڑھو گی تو اس کی بیوی قسم میں اس کو سچا کر دکھائے۔ یعنی وہ عمل کرلے جس پر شوہر نے قسم کھائی ہے بشرطیکہ وہ عمل شرعاً درست ہو، یہ قسم کھالینا کہ تم ضرور یہ کام کروں گی بہت زیادہ محبت والفت اور ناز کی وجہ سے ہوتا ہے جس سے تعلق خاص ہے اور جس پر ناز ہے اسی سے کہا جاتا ہے کہ ایسا کرو۔ اور ایسے مواقع میں کبھی اسے قسم دے دیتے ہیں۔ اور کبھی خود قسم کھالیتے ہیں۔ جن عورتوں کو شوہروں سے اصلی اور قلبی تعلق ہوتا ہے وہ شوہر کو راضی رکھنے کا خاص خیال رکھتی ہیں۔ اس تیسری صفت میں (جو صالح عورت کی تعریف میں ذکر کی گئی ہے) اسی خاص الفت اور چاؤ کا ذکر فرمایا ہے جو شوہر و بیوی کے درمیان ہونا چاہئے۔

چہارم: یہ فرمایا کہ اگر شوہر کہیں چلا جائے اور بیوی کو گھر چھوڑ جائے جیسا کہ اکثر ہوتا ہے تو بیوی کا

Marfat.com

فریضہ ہے کہ اپنی جان اور شوہر کے مال کے بارے میں وہی رویہ اختیار کرے جو اس کے سامنے رکھتی تھی۔ غیرت مند شوہر کو یہ پسند نہیں کہ اس کی بیوی کسی غیر مرد کی طرف دیکھے یا غیر مرد کے سامنے آئے یا اس سے آنکھ ملائے یا دل لگائے۔ جب شوہر گھر ہوتا ہے تو عورت خالص اس کی بیوی بن کر رہتی ہے۔ اسی طرح جب وہ کہیں چلا جائے تب بھی اسی کو شوہر جانے اور اسی کی بیوی بنی رہے۔ جب کسی مرد سے نکاح ہو گیا تو عفت و عصمت کی حفاظت اس مرد سے وابستہ ہو گئی اب اپنے جذبات کی تسکین کا مرکز صرف اسی کو بنائے رکھے۔ شوہر کے آگے اور پیچھے اپنا تعلق اسی سے رکھے اور شوہر کے پیچھے اس کے مال کی بھی حفاظت کرے۔ ایسا نہ کرے کہ پیٹھ پیچھے اس کا مال لٹا دے اور بیجا خرچ کر ڈالے یا اپنے میکہ پہنچا دے۔ اور اپنے عزیزوں کے اخراجات میں لگا دے۔ اگر شوہر کے پیچھے اپنی جان اور اس کے مال میں اس کی مرضی کے خلاف کچھ کیا تو یہ اس کی خیانت ہوگی جیسا کہ ایک حدیث میں فرمایا لا تبغیه خونا فی نفسها ولا ماله. (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۸۳)

ایک سوال و جواب:- اگر کوئی یہ سوال کرے کہ بعض مرد اپنی بیوی کو غیر مردوں کے سامنے لے جاتے ہیں بلکہ ان سے مصافحے کراتے ہیں حتیٰ کہ غیر مردوں کے ساتھ اپنی بیویوں کو نچواتے ہیں تو ان کی بیوی اگر شوہر کے پیچھے یا آگے غیر مرد سے کوئی تعلق رکھے جو شوہر کی مرضی کے مطابق ہو تو یہ جائز ہونا چاہئے۔ اور اس میں شوہر کی خیانت بھی نہیں کیونکہ وہ خود چاہتا ہے کہ غیروں سے ملے جلے بلکہ بہت سے شوہر جو اپنی بیوی کو ماڈرن دیکھنا چاہتے ہیں وہ تو اس پر خوش ہوتے ہیں کہ اس کے فرینڈز (احباب) بہت ہوں اور یہ ترقی کی علامت سمجھی جاتی ہے۔ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ حدیث میں مسلمان مرد و عورت کا حال بیان فرمایا ہے۔ کوئی مسلمان کبھی بھی بے غیرت نہیں ہو سکتا اور ہرگز یہ برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کی بیوی پر کسی غیر مرد کی نظر پڑے یا ہاتھ لگے اور نہ ہی مسلمان عورت یہ پسند کر سکتی ہے کہ شوہر کے علاوہ کسی کے ساتھ نفس و نظر والا تعلق رکھے۔ جو لوگ اپنی بیوی کو موجودہ معاشرہ کے مطابق ماڈرن دیکھنا چاہتے ہیں اور اسے احبا کا کھلونا بنانا پسند کرتے ہیں سراسر یہود و نصاریٰ کے طرز پر زندگی گزار رہے ہیں۔ ان میں کتنا ایمان ہے ان کو سید الکونین ﷺ سے کتنا تعلق ہے، انہیں قرآن و حدیث سے کتنا شغف ہے؟ اس کا پتہ چلائیں گے تو یہ لوگ ان اوصاف سے خالی نکلیں گے ایسے لوگ صحیح مسلمان تو کیا ٹھیک طرح سے انسان بھی نہیں ہیں۔ حدیث میں ایسے بدکردار بے غیرت بدنفس لوگوں کا ذکر نہیں ہے بلکہ مسلمان باعزت اور باغیرت مرد و عورت کا ذکر ہو رہا ہے۔ جو لوگ اپنی بیوی کے حق میں بے غیرتی برداشت کرتے ہیں اور ان کی عصمت و عفت داغدار دیکھنے میں باک محسوس نہیں کرتے ان کے بارے میں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

دیوث کے لئے وعید:- ثَلٰثَةٌ قَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمُ الْجَنَّةَ مُدْمِنُ الْخَمْرِ وَالْعَاقُّ وَالدَّيُّوْثُ الَّذِیْ يُقِرُّ فِیْ اَهْلِهِ الْخُبْثَ. (رواہ احمد و نسائی)

یعنی تین شخصوں پر اللہ تعالیٰ نے جنت حرام فرما دی ہے (۱) جو شراب پیتا رہتا ہے (۲) جو ماں باپ کو تکلیف دیتا ہے (۳) جو اپنے گھر والوں میں ناپاک کام (زنا اور اس کی طرف بلانے والی چیزوں مثلاً بے پردگی، غیر مردوں سے میل جول وغیرہ) کو برقرار رکھتا ہے۔

Marfat.com

پہلے واضح کیا جاچکا ہے شوہر کی فرمانبرداری موافق شرع کاموں میں ہے خلاف شرع کاموں میں کسی کی اطاعت اور فرمانبرداری کی اجازت نہیں ہے۔ اگر شوہر بے پردہ ہونے کے لئے کہے تب بھی بے پردہ ہونا جائز نہیں ہے۔

عورت کا ایک خاص وصف کہ ایمان پر شوہر کی مدد کرے:- اس حدیث میں اچھی بیوی کے چند اوصاف ذکر فرمائے ہیں۔ دوسری حدیث میں ایک مزید وصف بتایا ہے جس کی تشریح یہ ہے کہ حضرات صحابہؓ نے عرض کیا کہ اگر ہمیں معلوم ہو جاتا کہ کونسا مال بہتر ہے جسے ہم حاصل کریں تو اچھا ہوتا اس پر آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اَفْضَلُهٗ لِسَانٌ ذَاكِرٌ وَّقَلْبٌ شَاكِرٌ وَّزَوْجَةٌ مُّؤْمِنَةٌ تُعِيْنُهٗ عَلٰى اِيْمَانِهٖ. (رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ)

یعنی سب سے بہتر مال ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل ہے۔ اور وہ مومن بیوی ہے جو شوہر کی مدد کرے اس کے ایمان پر۔ (مشکوٰۃ، ص ۱۹۸)

جس سے کام نکلے اور ضرورت پوری ہو وہ مال ہے۔ لوگ چاندی سونا، درہم و دینار، روپیہ پیسہ اور مکان دوکان، مویشی وغیرہ ہی کو مال سمجھتے ہیں۔ حالانکہ بموجب حدیث شریف بہترین مال یہ چیزیں ہیں جو ابھی اوپر بیان ہوئیں ان سے بہت زیادہ نفع حاصل ہوتا ہے اور خوب زیادہ بندہ کے کام آتی ہیں۔ ذکر کرنے والی زبان اور شکر کرنے والا دل سب سے بڑی دولت ہے اور بیوی بھی بڑی دولت ہے جس کی صفت یہ ہے کہ تعینہ علی ایمانہ یعنی ایسی بیوی ہو جو شوہر کی مدد کرتی ہو اس کے ایمان پر۔ ایمان پر مدد کرنے کی تشریح کرتے ہوئے ملا علی قاری رحمتہ اللہ علیہ نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے: ای علی دینہ بان تذکرہ الصلوٰۃ والصوم وغیرھا من العبادات وتمنعہ من الزنا وسائر المحرمات یعنی ایمان پر مدد کرنے کا مطلب ہے کہ شوہر کی دینداری کی فکر کرے اور اوقات مقررہ میں اسے نماز روزہ یاد دلاتی ہو اور دیگر عبادات پر آمادہ کرتی ہو اور زنا سے اور ہر قسم کے گناہوں سے باز رکھتی ہو۔

درحقیقت ہمارے بدلے ہوئے ماحول اور بگڑے ہوئے معاشرہ کو ایسی ہی خواتین کی ضرورت ہے جو دین پر کاربند ہوں اور شوہر اور اولاد کو بھی دیندار بنانے کی فکر رکھتی ہوں لیکن اس کے برخلاف اب تو معاشرہ کا یہ حال بنا ہوا ہے کہ کوئی مرد نماز روزہ اور دینداری کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو جہاں دوسرے لوگ آڑے آنے کی کوشش کرتے ہیں اور دین پر چلنے سے باز رکھتے ہیں وہاں بیوی بھی دیندار بننے سے روکتی ہے۔ طرح طرح کے فقرے کستی ہے، ملا ہونے کا طعنہ دیتی ہے، ڈاڑھی رکھنے سے منع کرتی ہے، کرتا پاجامہ پہنے تو باؤلا بتاتی ہے اور رشوت سے بچتا ہے تو الٹی سیدھی باتیں سناتی ہے۔ اے اللہ ہمیں مومن بیویوں کی ضرورت ہے۔ مرد و عورت سب کے اندر ایمان کے جذبات پیدا فرما۔ آمین

بہترین عورت کے دو خاص اوصاف

(۱۳۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْرُ نِسَآءٍ رَكِبْنَ الْاِبِلَ صَالِحُ نِسَآءِ قُرَيْشٍ اَحْنَاهُ عَلٰى وَلَدٍ فِیْ صِغْرِهٖ وَاَرْعَاهُ

Marfat.com

عَلٰی زَوْجٍ فِیْ ذَاتِ یَدِہٖ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو عورتیں اونٹوں پر سوار ہوئیں (عربی عورتیں) ان میں سب سے بہتر قریش کی عورتیں ہیں جو بچپن میں اولاد پر سب عورتوں سے زیادہ شفقت رکھتی ہیں اور شوہر کے مال کی سب عورتوں سے زیادہ نگہداشت رکھنے والی ہوتی ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۶۷ بحوالہ بخاری ومسلم)

تشریح:- عرب میں مرد وعورت چونکہ سب ہی اونٹوں پر سوار ہوتے تھے اس لئے عرب عورتوں کے تذکرہ میں حضور ﷺ نے اونٹوں پر سوار ہونے کا ذکر فرمایا۔ اس حدیث پاک میں عورتوں کی قابل تعریف دو باتوں کا تذکرہ فرمایا ہے۔ اوّل بچوں کو شفقت کے ساتھ پالنا، دوم شوہر کے مال کی حفاظت کرنا۔ یہ دونوں خصلتیں بہت اہم اور ضروری ہیں اگر چہ ہر کوئی اپنی اولاد کی محبت اور شفقت کے ساتھ پرورش کرتا ہے اور عورت کی یہ طبعی اور فطری عادت ہوتی ہے لیکن صاحب رسالت ﷺ نے اس کی تعریف کر کے اسے بھی دینداری میں شامل فرمادیا۔

بچوں پر شفقت کرنا عورت کا ایمانی تقاضا ہے:- مومن وکافر سب ہی اپنے بچوں کو شفقت سے پالتے ہیں لیکن اگر مسلمان عورت اس کو دین بنالے اور اس عمل میں اللہ کی رضا کی نیت کرلے کہ اولاد کی پرورش میری دینی ذمہ داری ہے اور ان کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرنا میرا ایمانی تقاضا ہے، میں ان کی پرورش کرنے میں ایمانی تقاضے کو پورا کر رہی ہوں تو اس کو اس شفقت و پیار پر ثواب بھی ملے گا۔ پھر اگر جسمانی تربیت کے ساتھ ایمانی تربیت بھی کی اور بچوں کو دین کے راستہ پر ڈالا اور نماز روزہ کا پابند بنایا تو اس کا ثواب علیحدہ ملے گا۔ اس کے بعد یہ اولاد دینی ذہن رکھنے کی وجہ سے اپنی اولاد کو دین کی راہ پر لگائے گی تو اولاد کی اولاد کی دینداری کا ثواب بھی اس دادی اور پردادی اور نانی اور پرنانی کو ملے گا جس نے اپنی اولاد کو دین کے راستہ پر ڈالا تھا۔ محبت اور شفقت کے تقاضوں کی وجہ سے بچوں کے نان نفقہ اور خوراک و پوشاک نیز مرض اور علاج معالجہ کا اہتمام تو کیا ہی جاتا ہے اور اس میں بھی بہت بڑا ثواب ہے لیکن اصلی اور سچی شفقت ومحبت کا تقاضا یہ ہے کہ بچوں کو دینی زندگی پر ڈالا جائے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ دینداری آخرت کے عذاب سے بچانے والی چیز ہے۔ اس کے ذریعہ قبر اور آخرت کی غیر فانی زندگی میں آرام ملتا ہے اور کھلانے پلانے کے ذریعہ جو پرورش ہوتی ہے اس کا فائدہ دنیائے فانی تک محدود ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ ماں باپ کے ذمہ ہے کہ بچوں کو شفقت سے پالیں ان کی جسمانی اور ایمانی دونوں طرح کی تربیت کریں، بہت سے لوگ بچوں کے روٹی کپڑے کا فکر کر لیتے ہیں اور طرح طرح سے ان کی دلداری کرتے ہیں مگر دیندار بنانے کی فکر نہیں کرتے یہ بہت بڑی بھول ہے۔ اگر بچوں کی دنیا آرام سے گزرے اور آخرت خراب ہو تو یہ کونسی سمجھداری کی بات ہے؟ اور وہ لوگ بھی قابل تنبیہ ہیں جو اولاد کو دیندار بنانے کے لئے تو ڈانٹتے ڈپٹتے رہتے ہیں مگر پیسہ ہونے کے باوجود کنجوسی کے ساتھ ان کی ضروریات کا خیال نہیں رکھتے حالانکہ میانہ روی کے ساتھ اولاد پر مال خرچ کرنا بھی ثواب ہے۔

Marfat.com

حدیث شریف میں جو یہ الفاظ ہیں کہ احناہ علی ولد فی صغرہ، ان میں لفظ ولد نکرہ ہے جس میں مطلق اولاد کا ذکر ہے اگر لفظ ولدھا ہوتا تو حدیث میں شفقت سے پالنے کی فضیلت صرف عورت کی اپنی اولاد تک محدود رہ جاتی اپنی اولاد کے علاوہ دوسرے بچوں پر شفقت کرنے کی فضیلت بتانے کے لئے حدیث میں مطلقاً لفظ ولد لاکر اس طرف اشارہ فرمایا کہ جو بچہ بھی عورت کی پرورش میں آجائے، اپنا ہو یا دوسری عورت کا اسے شفقت سے پالنا خیر وخوبی اور فضیلت اور ثواب کی بات ہے۔

شوہر کی پہلی بیوی کی اولاد کو تکلیف دینا ظلم ہے:- بہت سی عورتیں ایسے شوہر سے نکاح کر لیتی ہیں جس کی پہلی بیوی سے بچے ہوتے ہیں، ان بچوں کی پرورش اس نئی بیوی کو کرنی پڑتی ہے مگر بہت کم عورتیں ایسی ہوتی ہیں جو شوہر کی پہلی بیوی کی اولاد کو پیار ومحبت سے پرورش کرتی ہوں۔ ایسے بچے اکثر اپنی مائندر کے مظلوم ہی ہوتے ہیں۔ بعض عورتیں تو یہ کرتی ہیں کہ شوہر کا مال اپنے ان بچوں پر دل کھول کر خرچ کرتی ہیں جو پہلے شوہر کے بچے ہیں اور انہیں ساتھ لے کر نئے شوہر کے یہاں تشریف لائی ہیں اور اس نئے شوہر کی اولاد کو جو دوسری بیوی سے ہے خرچ اخراجات کی تکلیف میں رکھتی ہیں حالانکہ یہ بچے اس مال سے اخراجات پورے کرنے کے زیادہ مستحق ہیں کیونکہ یہ ان کے اپنے باپ کا مال ہے، یہ نئی عورت جو بچے ساتھ لائی ہے یہ تو اس نئے شوہر کی اولاد بھی نہیں، ان پر خوب دھڑلے سے خرچ ہو اور اس کی اصل اولاد تنگ رہے یہ سراسر ظلم ہے، اپنے شوہر کے وہ بچے جو دوسری عورت سے ہوں (خواہ اس کی اس بیوی سے ہوں جو وفات پا چکی ہے یا طلاق لے چکی یا اس بیوی سے ہوں جو اس وقت بھی اس کے نکاح میں موجود ہو) ان بچوں کو محبت وشفقت سے پالنا، ان کی خوراک وپوشاک کا خیال رکھنا اور ان کو دیندار بنانا بہت بڑے ثواب کا کام ہے۔

جیٹھ، دیور اور نند کی اولاد کی پرورش:- اس طرح اگر بھائی بہن یا نند اور جیٹھ، دیور کی اولاد کو پرورش کرنے کا موقع ہاتھ آجائے تو ثواب کے لئے غنیمت جانے اور سچے دل سے ان کی پرورش کرے اور پوری شفقت کے ساتھ ان کی ضرورتوں کی دیکھ بھال رکھے۔ بعض مرتبہ یہ بچے یتیم ہوتے ہیں، ایسی صورت میں ان کی شفقت بھری پرورش اور پرداخت کا ثواب مزید بڑھ جاتا ہے۔ اگر نسوانیت اور نفسانیت کے جذبات مذکورہ بچوں کی خدمت سے روکیں تب بھی ایمانی جذبات کے پیش نظر ان کی خدمت کرے۔

شوہر کے مال کی حفاظت کرنا بھی ایمانی تقاضا ہے:- حدیث شریف میں قریشی عورتوں کی ایک یہ تعریف فرمائی کہ دوسری عورتوں کے مقابلہ میں شوہر کے مال کی حفاظت اور نگہداشت بہت زیادہ کرتی ہیں۔ معلوم ہوا کہ شوہر کے مال کی نگرانی اور حفاظت کرنا اور طریقہ وسلیقہ سے خرچ کرنا تدبیر اور انتظام کا لحاظ کرتے ہوئے گھر کے اخراجات چلانا بھی دینداری کی بات ہے، شوہر کا کام ہے کمانا اور گھر میں لانا۔ وہ ہر وقت گھر میں نہیں بیٹھ سکتا لامحالہ عورت کی تحویل میں مال چھوڑنا پڑتا ہے۔ اب یہ عورت کی دینداری اور سمجھداری ہے کہ اخراجات میں شوہر کی ہمدردی کرے، امانتداری کے ساتھ اپنے اوپر اور شوہر کی اولاد پر اور اس کے ماں باپ پر خرچ کرے۔

لڑکیوں کے لئے دیندار خوش خلق شوہر کو ترجیح دو

Marfat.com

(۱۳۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ اِلَیْکُمْ مَّنْ تَرْضَوْنَ دِیْنَهٗ وَخُلُقَهٗ فَزَوِّجُوْهُ اِنْ لَّا تَفْعَلُوْهُ تَکُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِیْضٌ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی ایسا شخص تمہارے پاس نکاح کا پیغام بھیجے جس کی دینداری اور اخلاق تمہیں پسند ہوں تو (جس لڑکی کے تم ولی ہو) اس شخص سے (اس لڑکی کا) نکاح کردو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین پر بڑا فتنہ اور (لمبا) چوڑا فساد ہوگا۔
(مشکوٰۃ شریف، ص ۲۶۷ بحوالہ ترمذی)

تشریح:- توالد وتناسل کے لئے نکاح کی ضرورت ہے، نکاح کے بارے میں قرآن حکیم اور احادیث شریفہ میں بہت سے احکام ومسائل وارد ہوئے ہیں۔ جوڑا کیسا تلاش کیا جائے؟ اس حدیث میں اس کے متعلق ایک نصیحت فرمائی ہے اور اس نصیحت کی خلاف ورزی کرنے پر بڑے فتنہ اور بڑے فساد کی خبر دی ہے۔ ارشاد فرمایا ہے کہ جب کوئی شخص تمہارے پاس کسی لڑکی سے نکاح کرنے کے سلسلہ میں پیغام بھیجے اور وہ شخص دینی زندگی کے اعتبار سے ٹھیک ہے اور اس کے اخلاق بھی درست ہیں تو اس سے نکاح کردو، دین اور اخلاق کا دیکھ لینا کافی ہے۔

مالداری پر نظر نہ کرو:- مال ودولت اور دنیا کی بڑائی نہ دیکھو۔ اگر لڑکے میں دینداری نہیں ہے تو وہ لڑکی کو بھی دین پر چلنے نہ دے گا۔ بے نمازی نہ نماز پڑھے نہ پڑھنے دے، حرام کمائے گا حرام کھلائے گا دونوں میاں بیوی آخرت کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ اگر تم نے دیندار کو لڑکی نہ دی کوٹھی بنگلہ والے کو دیکھا، مال ودولت کو ترجیح دی تو دنیا شاید آرام سے گزر جائے مگر آخرت برباد ہوگی۔ کیا کوئی شخص یہ گوارا کرسکتا ہے کہ اس کی لڑکی آگ میں جلے؟ ایسا تو کسی کو منظور نہیں تو پھر دیکھتی آنکھوں اپنی بچی کو دہکتی آگ میں کیوں ڈالتے ہیں۔ جب یہ جانتے ہیں کہ فلاں گھر میں جا کر بچی فرائض ترک کردے گی، نماز روزہ چھوڑ دے گی، حرام حلال کی فکر نہیں رہے گی جس کا نتیجہ عذاب آخرت ہے تو دیندار جوڑا چھوڑ کر بے چاری بے زبان کو فاسق و فاجر بدعمل اور بے دین کے حوالے کیوں کرتے ہو؟

شاید بعض حضرات یہ جواب دیں کہ آج کل لڑکیاں اپنا جوڑا تجویز کرلیتی ہیں اور دیندار کو پسند نہیں کرتیں اس لئے مجبوراً فاسق ہی سے بیاہ دیتے ہیں۔ میں ان حضرات سے پوچھتا ہوں کہ لڑکی کو یہ جرأت کیسے ہوئی کہ اپنا جوڑا خود تلاش کرے اور دیندار سے گھبرائے، فاسق وفاجر کو صالح مرد پر ترجیح دے؟ بات یہ ہے کہ آپ نے اپنے گھر کا ماحول خود ہی خراب کر رکھا ہے، بچوں کو دین پر نہیں ڈالتے، دینی کتابیں نہیں پڑھاتے، جو بچہ (لڑکی ہو یا لڑکا) ہوش سنبھالتا ہے اسکول کی گود میں چلا جاتا ہے، اسکول سے فارغ ہو کر کالج کی راہ لیتا ہے، بے دینی میں جو کمی اسکول میں رہ گئی تھی وہ وہاں پوری ہو جاتی ہے۔

بے شرمی کے اسباب:- لڑکوں اور لڑکیوں کی مخلوط تعلیم ہونا اور ناولوں افسانوں کا پڑھنا، ٹی وی دیکھنا، سینما جانا، بغیر محرموں کے گھروں سے باہر گھومنا، پارکوں میں تفریحیں کرنا، یہ سب ایسے امور ہیں جو لڑکیوں

Marfat.com

کو بے شرم بنا رہے ہیں اور دین سے دور کر رہے ہیں اور دینداروں سے بیزار کر رہے ہیں۔ اللہ سمجھ دے۔

دیندار عورت سے نکاح کرو مال و جمال اور دنیوی حیثیت کو نہ دیکھو

(۱۳۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَلِدِیْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاكَ. (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورت سے چار چیزیں دیکھ کر نکاح کیا جاتا ہے (۱) اس کے مال کی وجہ سے (۲) اس کی حیثیت کی وجہ سے (۳) اس کی خوبصورتی کی وجہ سے (۴) اس کی دینداری کی وجہ سے۔ پس اے مخاطب تو دیندار عورت کو اپنے نکاح میں لا کر کامیاب ہو جا تیرا بھلا ہو۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۲۶۷ بحوالہ بخاری و مسلم)

نیک عورت دنیا کی بہترین شے ہے:-

وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْیَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَّخَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا اَلْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پوری دنیا نفع حاصل کرنے کی چیز ہے اور دنیا کی چیزوں میں سب سے بہتر چیز جس سے نفع حاصل کیا جائے نیک عورت ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۲۶۱ بحوالہ مسلم)

تشریح:- دیکھنے میں سب انسان گوشت پوشت کے بنے ہوئے ہیں۔ عموماً سب کے اعضاء و جوارح یکساں ہیں البتہ ایمان اور اخلاق حسنہ و اعمال صالحہ کی وجہ سے ایک کو دوسرے پر فضیلت حاصل ہے۔ کالا گورا ہونا یا کسی خاص ملک کا باشندہ ہونا، موٹا تازہ ہونا یہ کوئی فضیلت کی بات نہیں۔ اگر آدمی حسن و جمال میں بڑھ کر ہو، رنگ روپ کے اعتبار سے بہتر ہو لیکن اس میں کسی کی ہمدردی نہ ہو تو اس کی خوبصورتی اسے انسانیت کے شرف سے متصف نہیں کر سکتی، اسی طرح کسی شخص کو اگر دنیوی حیثیت سے کوئی بڑائی حاصل ہے، عہدیدار ہے یا کسی منصب پر فائز ہے مگر اخلاق کے اعتبار سے پھاڑ کھانے والا بھیڑیا یا لوٹ لینے والا غنڈہ ہے تو اسے عہدہ و منصب کی وجہ سے کوئی پسندیدہ انسان نہیں کہہ سکتا۔ اسی طرح اگر کسی کے پاس دولت بہت ہے مگر بداخلاق ہے، حریص اور کنجوس ہے تو محض مال کی وجہ سے اسے کوئی تفوق اور امتیازی شان حاصل نہیں۔ ہاں اگر کوئی شخص (مرد ہو یا عورت) دیندار ہے یعنی صاحب خلق عظیم خاتم النبیین تاجدارِ دو عالم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا متبع ہے، آپ کے اخلاق کا پیرو ہے تو وہ باکمال انسان ہے، وہ انسانیت کے شرف سے مالا مال ہے، اس کا نفس مہذب ہے، وہ اُنس و اُلفت کا مجسمہ اور محبت و اخوت کا پتلا ہے، دوسروں کی خاطر تکلیف برداشت کر سکتا ہے، احباب و اصحاب سے نباہ کرنے کا خوگر ہے اس سے جو قریب ہوگا خوش رہے گا۔ اس کی اُلفت و محبت سفر کے ساتھیوں اور گھر کے پڑوسیوں کو گرویدہ کر لے گی اگر ایسے شخص سے کسی عورت کا نکاح ہو گیا تو وہ عورت اس کے اخلاقِ حسنہ اور اعمالِ صالحہ کی وجہ سے زندگی بھر خوش رہے گی اگر اس کا خیال نہ رکھا گیا

Marfat.com

تو دنیاوی زندگی سراپا مصیبت بن جائے گی۔اسی لئے تو سرور کونین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی ایسا شخص تمہارے پاس نکاح کا پیغام بھیجے جس کے اخلاق اور دینداری سے تم خوش ہو تو اس کا پیغام رد نہ کرو بلکہ جس عورت سے نکاح کرنے کا پیغام دیا ہے اس سے نکاح کردو۔اگر تم ایسا نہ کرو گے تو زمین میں بڑا فتنہ وفساد ہو گا۔اگر پیغام دینے والے مرد میں دینداری اور حسن خلقی نہ دیکھی بلکہ صرف مال یا حسن وجمال یا دنیوی منصب دمرتبہ دیکھ لیا، اوران چیزوں کے پیش نظر کسی عورت کا نکاح کردیا تو اس عورت کی دینداری تو تباہ ہو ہی جائے گی جس کی وجہ سے آخرت برباد ہوگی مگر اس کی دنیا بھی آرام سے نہ گزرے گی۔جو خدا کو جانتا ہے چونکہ وہ احکام شریعت کو سمجھتا ہے اس لئے وہ مخلوق کے حقوق بھی ادا کرے گا اور ایذا وتکلیف سے باز رہے گا۔جو خدا کا نہیں وہ کسی کا نہیں، جس نے اپنے خالق ومالک کے احکام کی پرواہ نہ کی وہ اپنی ماتحت مخلوق کے حقوق ادا کرنے اور آرام پہنچانے کے لئے کیونکر فکرمند ہوسکتا ہے۔

آج کل دین کو نہیں دیکھتے دوسری چیزیں دیکھ کر لڑکی بیاہ دیتے ہیں۔کوئی دنیوی تعلیم دیکھ کر اور کوئی مال دیکھ کر رشتہ کردیتا ہے اور کوئی دنیوی عہدہ وملازمت دیکھ کر اپنی لڑکی دے دیتا ہے۔پھر اس کے نتیجے بھگتتے رہتے ہیں۔یہ لوگ مسائل نہ جاننے کی وجہ سے تین طلاق دے کر بھی عورت کو رکھے رہتے ہیں۔اوران میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو سال دوسال تعلقات ٹھیک رکھ کر عورت کو اُدھر میں چھوڑ دیتے ہیں نہ اُسے طلاق دیتے ہیں نہ خرچہ پانی دیتے ہیں، اور بعض بداخلاق لوگ بیجا مار پیٹ کر کے عورت کو ڈھیر کردیتے ہیں۔اب لڑکی کے اولیاء مفتی کے پاس آتے ہیں کہ بڑے ظالم سے پالا پڑا، وہ تو ایسا ہے ویسا ہے، کوئی چھٹکارا کا راستہ نکالئے، حالانکہ جب اس سے نکاح کیا تھا وہ اس وقت بھی ایسا ہی تھا۔جو لوگ خداترس دیندار ہیں ان کی ڈاڑھیوں سے ڈرتے ہیں اگر ان کو لڑکی دے دیں گے تو گویا لڑکی ڈاڑھی کے دوتولہ بوجھ میں دب جائے گی اور گویا لڑکی کے ماں باپ معاشرہ میں بے عزت ہوجائیں گے۔انا للہ وانا الیہ راجعون۔

جب دیندار ناپسند ہے تو لامحالہ بے دینوں اور ٹیڈیوں نیز ہپیوں کو لڑکیاں دیتے ہیں پھر یہ لوگ مندرجہ بالا طریقوں سے تکلیف پہنچاتے ہیں۔افسوس ہے کہ دیندار لڑکی بھی بے دین کے پلے باندھ دیتے ہیں جو اس بیچاری کو نہ نماز پڑھنے دے نہ روزہ رکھنے دے، بے پردہ ہونے پر مجبور کرتا ہے اور سینما ساتھ لے جانے کے لئے ضد کرتا ہے۔یہ وہی فتنہ وفساد ہے جس کا حدیث شریف میں ذکر فرمایا ہے کہ اگر ایسے شخص سے لڑکی کا نکاح نہ کرو گے جس کی دینداری اور خوش خلقی سے اطمینان ہو تو زمین میں بڑا فتنہ اور (لمبا) چوڑا فساد ہو گا۔البتہ بعض ظاہری دینداروں سے بھی تکلیف پہنچ جاتی ہے۔مگر یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو حقیقی دیندار نہیں ہوتے۔باطن کی اصلاح نہ ہونے کی وجہ سے مصیبت بنتے ہیں۔دیندار وہ ہے جس کا ظاہر وباطن دونوں اخلاق حسنہ اور اعمالِ صالحہ سے آراستہ ہوں۔

جس طرح سے شوہر دیندار خداترس تلاش کرنے کی ضرورت ہے اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ عورت دیندار تلاش کی جائے جو اعمالِ صالح کی خوگر ہو، مذکورہ بالا دونوں حدیثوں میں اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔پہلی حدیث میں فرمایا کہ عورت کی دینداری دیکھ کر نکاح کرلو۔اس کا مال وجمال نیز مرتبہ

Marfat.com

وحیثیت نہ دیکھو اگر عورت دیندار نہ ہوگی تو نہ شوہر کے حقوق ادا کرے گی نہ اولاد کو دیندار بنائے گی۔ شوہر کا مال بیجا اڑائے گی، نامحرموں کے سامنے بے پردہ ہوکر آئے گی اور اس سے طرح طرح کی تکلیفیں پہنچیں گی۔ اسی لئے تو حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ خَیْرُ مَتَاعِ الدُّنْیَا اَلْمَرْءَۃُ الصَّالِحَۃُ یعنی دنیا میں نفع حاصل کرنے کی جو چیزیں ہیں ان میں سب سے بہتر نیک عورت ہے۔

بہت سے لوگ خوبصورت عورت پر ریجھ جاتے ہیں، اس کی سفید کھال تو دیکھ لیتے ہیں لیکن سیاہ قلب کو نہیں دیتے۔ وہ ہے تو خوبصورت لیکن نہ روزہ رکھتی ہے نہ نماز پڑھتی ہے دن بھر غیبتوں میں مبتلا اور ساس نندوں سے لڑنے میں مشغول رہتی ہے، شوہر کی پوری آمدنی پر قبضہ کر لیتی ہے۔ اگر شوہر والدہ کو کوئی پیسہ دے دے تو ناراض، والد کی خدمت کرے تو غصہ، بہنوں کو کچھ دے دے تو خفگی، پہلی بیوی کی اولاد پر خرچ کر دے تو لڑتے لڑتے جان تباہ کر دے، رات دن لڑائی اور شوہر کے لئے ایک عذاب، خوبصورتی دیکھ کر شادی کرنے سے ایسی آفتیں آجاتی ہیں۔

دیندار عورت کا شوہر اگر اپنے ماں باپ پر خرچ نہ بھی کرے گا تب بھی وہ صلہ رحمی کی ترغیب دے گی اور نیکی پر آمادہ کرے گی۔ سب کے حقوق خود بھی پہچانے گی اور شوہر کو بھی حق شناسی پر ابھارے گی۔

بس آج کل شوہر ایکٹرس بیوی سے اور عورتیں فلم کار اور موسیقار شوہر سے شادی کرنے کو کمال سمجھتی ہیں۔ کہاں کی دینداری اور کیسی شرافت سب کو بالائے طاق رکھ چکے ہیں۔ دینداری، خدا ترسی عیب بن چکی ہے اور اس سب کے باوجود دامانِ محمد ﷺ سے بھی وابستگی کے دعویدار ہیں، کیا یہ حماقت اور جہالت نہیں ہے؟

ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ آج کل پڑھی لکھی لڑکیاں بھی معاشرہ میں مصیبت بن گئی ہیں، لڑکیوں کو میٹرک ہی نہیں بلکہ بی اے، ایم اے اور پی ایچ ڈی تک کراتے ہیں۔ اب ان کے لئے جوڑا ڈھونڈتے ہیں تو ایسا شخص چاہتے ہیں جو تعلیم میں ان کے برابر یا ان سے زیادہ ہو، ایسا شخص نہیں ملتا، یا ملتا ہے تو اس کی اپنی شرطیں لڑکی والے پوری نہیں کر پاتے لامحالہ ۳۰،۳۰ سال بلکہ اس سے بھی زیادہ عمر تک کی لڑکیاں یوں ہی بیٹھی رہتی ہیں۔ جس عورت کا کالج میں آنا جانا رہا، یونیورسٹی میں آئی گئی اس کے دیندار اور پردہ دار ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دیندار مرد اسے پسند نہیں کرتے اور وہ دیندار کو پسند نہیں کرتی اور مطلب کا جوڑا ملتا نہیں لہٰذا یا تو بیٹھی رہ جاتی ہیں یا بے دین کے پلے پڑتی ہیں۔

پھر دونوں سے مل کر پیدا ہونے والے بچوں کو خالص یورپین بنا دیتے ہیں، غرض کہ فتنے ہی فتنے ہیں۔

اعاذنا اللّٰہ من الفتن ما ظھر منھا وما بطن

دوسرے کی منگنی پر منگنی نہ کرو

(۱۳۳) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَخْطِبُ الرَّجُلُ عَلٰی خِطْبَۃِ اَخِیْہِ حَتّٰی یَنْکِحَ اَوْ یَتْرُکَ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنے بھائی کی منگنی پر

Marfat.com

منگنی نہ کرے۔ اپنے سے پہلے پیغام بھیجنے والا یا تو اس جگہ نکاح کر لے یا اس جگہ نکاح کی بات چیت چھوڑ دے (اگر اس کی بات کٹ جائے تو اپنا پیغام دے سکتے ہیں) (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۷۱ بحوالہ بخاری و مسلم)

تشریح:- اسلام نے ایک دوسرے کو جسمانی یا روحانی تکلیف دینے کو حرام قرار دیا ہے۔ اور مسلمانوں کے آپس کے جو حقوق بتائے ہیں ان میں یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ یَنْصَحُ لَهٗ اِذَا غَابَ اَوْ شَهِدَ یعنی مسلمان مسلمان کی ہمدردی اور خیر خواہی کرے، سامنے بھی اور پیٹھ پیچھے بھی۔ اس کا تقاضا یہ ہے کہ جب کسی جگہ کسی مسلمان مرد یا عورت کے نکاح کا کہیں پیغام گیا ہو تو دوسرا کوئی مسلمان اس کے حق میں اس جگہ کو بگاڑ نہ دے۔ اگر کسی عورت سے نکاح کرنے کے لئے کسی مرد کا پیغام پہنچا ہوا ہے اور بات چیت چل رہی ہے تو دوسرا کوئی شخص مرد یا عورت ایسی ترکیبیں نہ کرے کہ ان کا ہوتا ہوا رشتہ کٹ جائے، ان تدبیروں میں جہاں یہ بات ہے کہ لڑکے یا لڑکی میں کوئی عیب بتا دیا جائے وہاں یہ صورت بھی رشتہ کاٹنے کے لئے اختیار کر لیتے ہیں کہ کوئی دوسرا رشتہ تجویز کر کے کسی فریق کے سامنے پیش کر دیتے ہیں اور ترکیب یہ کرتے ہیں کہ اپنا یا اپنے کسی عزیز کا پیغام بھیج دیتے ہیں۔ لڑکے یا لڑکی کا ولی فکر میں پڑ جاتا ہے اور بعض مرتبہ پہلے پیغام بھیجنے والے سے انکار کر دیتا ہے۔ اس بارے میں حضور اقدس ﷺ نے نصیحت فرمائی کہ جب کسی کے نکاح کی بات چل رہی ہو تو اس جگہ اپنا پیغام نہ بھیجو بلکہ انتظار کرتے رہو اور دیکھو کہ بات کس طرح ختم ہوتی ہے۔ اگر آپس میں ان کا نکاح ہو جائے تب تو دوسرے پیغام کی گنجائش ہی ختم ہو گئی اور اگر بات چلتے چلتے کٹ جائے اور دونوں فریق میں سے ایک فریق قطعی طور پر نفی میں جواب دے کر بات ختم کر دے تو اب تم اپنا پیغام دے سکتے ہو۔

شوہر کی بات نہ ماننے پر فرشتوں کی لعنت

(۱۳۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَی الرَّجُلُ اَمْرَاَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَاَبَتْ فَبَاتَ غَضْبَانَ لَعَنَتْهَا الْمَلٰٓئِکَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ. (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے اور وہ (شرعی عذر کے بغیر) اس کے بستر پر جانے سے انکار کر دے جس کی وجہ سے شوہر ناراضگی میں رات گزارے تو صبح ہونے تک فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہیں گے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۸۰ بحوالہ بخاری و مسلم)

تشریح:- اس حدیث میں جس اہم بات کی طرف اشارہ کیا ہے اس کی تشریح کی چنداں حاجت نہیں ہے عقلمندوں کو اشارہ کافی ہوتا ہے۔ جو عورتیں اس کی خلاف ورزی کرتی ہیں وہ نصیحت حاصل کریں اس حدیث پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے عورتیں اپنے شوہروں کو دوسری بیوی کرنے پر آمادہ کر دیتی ہیں یا وہ اپنی عفت کھو بیٹھتا ہے اور پاکدامن نہیں رہتا، میاں بیوی کا جو رشتہ ہے وہ عجیب رشتہ ہے آپس میں ایک دوسرے سے ان کی جو خواہش پوری ہوتی ہے وہ دوسرے کسی فرد سے پوری نہیں ہو سکتی لہٰذا ایک دوسرے کی دلداری کی بہت زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ آپس میں ایک دوسرے کے بشری تقاضوں کو پورا کرنے کا خیال نہ کریں تو ایک دوسرے پر بڑی زیادتی ہو گی۔ حضور اقدس ﷺ انسان کے انسانی تقاضے کو پہچانتے تھے آپ نے ان

Marfat.com

تقاضوں کو جان کر اور سمجھ کر ہدایات دی ہیں۔ ان ہدایات کی خلاف ورزی کرنے سے بدمزگی پیدا ہوتی ہے اور حالات خراب ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو نبی اکرم ﷺ کی نصیحتوں پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

یہ جو فرمایا کہ جب شوہر اپنے بستر پر بلائے تو انکار نہ کرے، عذر شرعی نہ ہو تو بات مان لے۔ یہ بستر پر بلانا اور رات کا ذکر فرمانا بطور مثال ہے ورنہ اس میں رات دن کی کوئی قید نہیں ہے۔ مقصد یہ ہے کہ بوقت حاجت صاحب حاجت کی حاجت پوری ہو جائے اسی لئے ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ

اِذَا دَعَی الرَّجُلُ زَوْجَتَهٗ لِحَاجَتِهٖ فَلْتَاْتِهٖ وَاِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّوْرِ. (ترمذی)

یعنی شوہر جب اپنی بیوی کو اپنی حاجت کے لئے بلائے تو آجائے اگرچہ تنور پر گرم کر رہی ہو۔

شوہر کو ستانے والی کے لئے حوروں کی بددُعا

(۱۳۵) وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُؤْذِی امْرَأَةٌ زَوْجَهَا فِی الدُّنْیَا اِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهٗ مِنَ الْحُوْرِ الْعِیْنِ لَا تُؤْذِیْهِ قَاتَلَكِ اللّٰهُ فَاِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ دَخِیْلٌ یُوْشِكُ اَنْ یُّفَارِقَكِ اِلَیْنَا. (رواہ الترمذی وابن ماجہ وقال الترمذی ھذا حدیث غریب)

ترجمہ: حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی عورت اپنے (مسلمان) شوہر کو دنیا میں تکلیف دیتی ہے تو حورعین میں سے جو اس کی بیوی ہے وہ کہتی ہے کہ (اری دنیا والی عورت) اسے تکلیف نہ دے خدا تیرا برا کرے یہ تو تیرے پاس چند روزہ مقیم ہے، عنقریب تجھ سے جدا ہو کر ہمارے پاس پہنچے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۸۱ بحوالہ ترمذی ابن ماجہ)

تشریح:- مومن بندوں کے لئے اللہ پاک نے جنت بنائی ہے اس جنت میں دنیا والی مومن عورتیں بھی ان کو ملیں گی اور انسانوں سے علیحدہ ایک مخلوق اور ہے جو اللہ جل شانہٗ نے جنت میں پیدا فرمائی ہے جسے قرآن مجید میں اور حدیث شریف میں حورعین فرمایا گیا ہے یہ حوریں بھی مومنین کی بیویاں بنیں گی۔ حور جمع ہے حوراء کی جس کا معنی ہے سفید رنگ والی عورت اور عین جمع ہے عیناء کی جس کا معنی ہے بڑی آنکھ والی عورت، یہ عورتیں حسن و جمال میں بہت زیادہ بڑھ چڑھ کر ہوں گی مگر دنیا والی جو عورتیں جنت میں داخل ہوں گی وہ ان سے زیادہ حسین و جمیل ہوں گی۔ حوریں اور جنتی عورتیں مردوں کو ملیں گی جنتی مرد بھی بہت زیادہ حسین و جمیل ہوں گے آپس میں ان مردوں اور ان دونوں قسم کی بیویوں کے درمیان بے انتہا محبت ہوگی کسی کے دل پر کسی کی طرف سے ذرا سا میل بھی نہ آئے گا۔ یہ جنتی حوریں منتظر ہیں کہ اپنے پیارے شوہروں سے ملیں جو ان کے لئے مقرر ہیں لیکن جب تک یہ شوہر دنیا میں ہیں اس وقت تک اُن سے ملاقات نہیں ہو سکتی۔ مرنے کے بعد قبر کی زندگی گزار کر جب میدان حشر سے گزر کر جنت میں جائیں گے تو یہ حوریں انہیں مل جائیں گی ان حوروں کو اپنے شوہروں سے اب بھی ایسا تعلق ہے کہ دنیا والی بیوی جب جنتی مرد کو ستاتی ہے تو جنت میں ملنے والی حوریں کہتی ہیں کہ اسے نہ ستا، یہ تیرے پاس چند دن ہے عنقریب تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آجائے گا۔ اس کی قدر ہم کریں گے۔ ہمارے ساتھ ہمیشہ رہنے والے شوہر کو تو تکلیف نہ دے۔ حوروں

Marfat.com

کی اس بات کی آواز دنیا کی عورتوں کے کان میں تو نہیں آتی مگر خداوندِ قدوس کے سچے نبی ﷺ نے ان کی یہ بات امت کی عورتوں تک پہنچادی ہے۔ جولوگ نیک عمل کرتے ہیں حرام مال اور حرام کام سے بچتے ہیں، روزہ نماز کے پابند ہوتے ہیں ایسے لوگوں کی بیویاں زیادہ ستاتی ہیں، ان کی ایذا رسانی سے متاثر ہوکر جنتی حوریں ان کو بددعا دیتی ہیں کہ تمہارا برا ہو اس چند روزہ دنیاوی مسافر کو نہ ستاؤ تم سے جدا ہوکر ہمارے پاس آنے والا ہے۔ عورتوں پر لازم ہے کہ حورعین کی بددعا سے بچیں۔

جس عورت سے اس کا شوہر راضی ہو وہ جنتی ہے

(۱۳۶) وَعَنْ اُمِّ سَلْمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَأَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت اس حال میں وفات پاگئی کہ اس کا شوہر اس سے راضی تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ (مشکوٰۃ بحوالہ ترمذی، ص ۲۸۱)

شوہر کا کتنا بڑا حق ہے

(۱۳۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَوْ کُنْتُ اٰمِرُ اَحَدًا اَنْ یَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْءَ ةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں (اللہ تعالیٰ کے علاوہ) کسی کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۸۱ بحوالہ ترمذی)

تشریح:- اللہ جل شانہٗ نے جیسے والدین کا بہت مرتبہ رکھا ہے اور ان کا حکم ماننے کا حکم دیا ہے، اسی طرح شوہروں کا بھی بڑا رتبہ رکھا ہے، عورت گھر کا کام سنبھالتی ہے اور مرد محنت و کوشش کرکے گھر کے اخراجات پورے کرتا ہے۔ گھر کے اخراجات میں بیوی کے اخراجات بھی شامل ہیں۔ بیوی کے جو واقعی اور شرعی حقوق ہیں ان سے بڑھ کر عورت کے تقاضوں کے مطابق اس پر مرد مال خرچ کرتا ہے۔ مردوں کو قرآن حکیم میں قوّام (نگرانی کرنے والا سردار) بتایا ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ وَلِلرِّجَالِ عَلَیْهِنَّ دَرَجَةٌ (یعنی مردوں کو عورتوں پر فوقیت ہے) قرآن کی اس بات کو بہت سی قومیں نہیں مانتیں ہیں۔ ان کی عورتیں مردوں کی برابری کرتی ہیں یا مردوں سے بڑھ کر اپنا درجہ رکھتی ہیں ان قوموں کا یہ طریقہ فطرت کے خلاف ہے۔ اس کی خرابیاں ان لوگوں کے سامنے آتی رہتی ہیں۔ مرد قوّام ہے گھر کا نگران ہے، محنت کرکے پیسے لاتا ہے عورت کو اس کا شکر گزار اور اس کا فرمانبردار ہونا لازم ہے بشرطیکہ اس کا کوئی حکم یا مشورہ شریعت کے خلاف نہ ہو۔ حدیث میں اسی کی طرف رہبری فرمائی ہے۔ عورت شریعت کے مطابق چلے، اسلام کے فرائض ادا کرتے ہوئے اور گناہوں سے بچتے ہوئے شوہر کی دلداری کا خاص خیال رکھے اور اسے آرام پہنچائے تکلیف نہ دے اور اس

Marfat.com

کی نافرمانی نہ کرے۔ اگر اسی حال میں مرگئی تو جنت میں داخل ہوگی کیونکہ جب اللہ جل شانہٗ کے حقوق ادا کر دیئے اور بندوں کے حقوق بھی پورے کر دیئے (جن میں شوہر کے حقوق بھی ہیں) تو اب جنت سے روکنے والی کوئی چیز نہیں رہی۔

حدیث میں شوہر کے حقوق کی اہمیت ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے علاوہ کسی کے لئے سجدہ کرنا حرام ہے اور شرک ہے اگر میں اللہ کے علاوہ کسی کے لئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے اس سے شوہر کے حقوق کا خصوصی دھیان رکھنے کی تاکید مقصود ہے۔

حدیث نمبر ۱۳۷ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو سجدہ کرنا حرام ہے۔ بہت سی عورتیں پیروں، فقیروں اور مزاروں کو سجدہ کرتی ہیں اور قبروں اور تعزیوں سے اولادیں اور مرادیں مانگتی ہیں یہ سخت حرام ہے اور شرک ہے۔ اللہ جل شانہٗ سب کو کفر اور شرک سے بچائے۔ وھو الموافق والمعین.

کون کون سے رشتے حرام ہیں؟

(۱۳۸) وَعَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ھَلْ لَّکَ فِیْ بِنْتِ عَمِّکَ حَمْزَۃَ فَاِنَّھَا اَجْمَلُ فَتَاۃٍ فِیْ قُرَیْشٍ فَقَالَ لَہٗ اَمَا عَلِمْتَ اَنَّ حَمْزَۃَ اَخِیْ مِنَ الرَّضَاعَۃِ وَاَنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ مِنَ الرَّضَاعَۃِ مَا حَرَّمَ مِنَ النَّسَبِ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! کیا آپ کو اپنے چچا حمزہؓ کی لڑکی سے نکاح کرنے کی رغبت ہے؟ (رغبت ہو تو بات چلائی جائے) کیونکہ قریش کی عورتوں میں وہ سب سے زیادہ حسین لڑکی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ (میرا نکاح اس سے کیسے ہوسکتا ہے؟ وہ تو میرے دودھ شریک بھائی کی لڑکی ہے) کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ حمزہ میرے دودھ شریک بھائی ہیں۔ اور اللہ جل شانہٗ نے نسب کی وجہ سے جو رشتے حرام قرار دیئے ہیں وہ رضاعت کی وجہ سے بھی حرام قرار دیئے ہیں (حمزہؓ گو چچا ہیں اور چچا کی لڑکی سے نکاح درست ہے لیکن چچا کے ہوتے ہوئے چونکہ وہ دودھ شریک بھائی بھی ہیں اس لئے ان کی لڑکی سے نکاح نہیں ہوسکتا) (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۷۳ بحوالہ مسلم)

(۱۳۹) وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ جَآءَ عَمِّیْ مِنَ الرَّضَاعَۃِ فَاسْتَاْذَنَ عَلَیَّ فَاَبَیْتُ اَنْ اٰذَنَ لَہٗ حَتّٰی اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَسَاَلْتُہٗ فَقَالَ اِنَّہٗ عَمُّکَ فَاْذَنِیْ لَہٗ قَالَتْ فَقُلْتُ لَہٗ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّمَا اَرْضَعَتْنِیَ الْمَرْءَۃُ وَلَمْ یُرْضِعْنِیَ الرَّجُلُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّہٗ عَمُّکِ فَلْیَلِجْ عَلَیْکِ وَذٰلِکَ بَعْدَ مَا ضُرِبَ عَلَیْنَا الْحِجَابُ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا واقعہ بیان فرمایا کہ میرے رضاعی چچا (افلح نامی) نے پردہ کے احکام نازل ہونے کے بعد میرے پاس اندر آنے کی اجازت چاہی (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ابوالقیس کی بیوی کا دودھ پیا تھا جس کی وجہ سے ابوالقیس ان کے دودھ کے رشتہ سے والد ہوگئے اور ان کے بھائی افلح اسی رشتہ سے چچا ہوگئے) جب انہوں نے اجازت چاہی تو میں نے اندر آنے

Marfat.com

کی اجازت نہ دی اور کہا کہ حضور اقدس ﷺ سے دریافت کئے بغیر اجازت نہ دوں گی جب حضور اقدس ﷺ زنان خانہ میں تشریف لائے تو میں نے دریافت کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا (ہاں) وہ تمہارا دودھ کے رشتہ کا چچا ہے اسے اندر آنے کی اجازت دے دو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے تو عورت نے دودھ پلایا ہے (اس کی بہن خالہ بن جائے تو یہ سمجھ میں آتا ہے) مجھے مرد نے تو دودھ نہیں پلایا۔ (اس عورت کے شوہر نے مجھے دودھ پلایا ہوتا تو اس کا بھائی میرا چچا بن جاتا) آپ نے فرمایا بلاشبہ وہ تمہارا چچا ہے وہ تمہارے پاس اندر گھر میں آسکتا ہے (کیونکہ جس مرد کی وجہ سے دودھ اترا وہ باپ ہوگیا اور اس کا بھائی دودھ پینے والے بچہ کا چچا ہوگیا) (مشکوٰۃ، ص ۲۷۳ عن البخاری ومسلم)

(۱۴۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَهٰی اَنْ تُنْكَحَ الْمَرْءَةُ عَلٰی عَمَّتِهَا اَوِ الْعَمَّةُ عَلٰی بِنْتِ اَخِیْهَا وَالْمَرْءَةُ عَلٰی خَالَتِهَا اَوِ الْخَالَةُ عَلٰی بِنْتِ اُخْتِهَا لَا تُنْكَحُ الصُّغْرٰی عَلَی الْكُبْرٰی وَلَا الْكُبْرٰی عَلَی الصُّغْرٰی. (رواہ الترمذی وابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی عورت کا نکاح ایسے مرد سے نہ کیا جائے جس کے نکاح میں پہلے سے اس عورت کی پھوپھی ہو اور اس سے بھی منع فرمایا کہ کسی عورت کا نکاح ایسے مرد سے کیا جائے جس کے نکاح میں پہلے سے اس عورت کے بھائی کی لڑکی ہو۔ (اسی طرح) اس سے بھی منع فرمایا کہ کسی عورت کا نکاح ایسے مرد سے کیا جائے جس کے نکاح میں پہلے سے اس عورت کی خالہ ہو، اور اس سے بھی منع فرمایا کہ ایسے مرد سے کسی عورت کا نکاح کیا جائے جس کے نکاح میں پہلے سے اس عورت کی بہن کی لڑکی ہو۔ کسی مرد کے نکاح میں بڑی (یعنی پھوپھی یا خالہ) کے ہوتے ہوئے چھوٹی (یعنی بھتیجی اور بھانجی) کا نکاح اس مرد سے نہ کیا جائے کسی مرد کے نکاح میں چھوٹی (یعنی بھتیجی یا بھانجی) کے ہوتے ہوئے بڑی (یعنی پھوپھی اور خالہ) کا نکاح اس مرد سے نہ کیا جائے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۷۴، بحوالہ ترمذی وابوداؤد)

تشریح:- شریعت مطہرہ نے نکاح کے بارے میں بہت سے احکام بتائے ہیں۔ ان احکام میں یہ تفصیلات بھی ہیں کہ کونسی عورت کس مرد کے لئے حلال ہے اور کونسا مرد کس عورت کے لئے حلال ہے۔ ہر مسلمان کو ان تفصیلات کا جاننا ضروری ہے۔ قرآن مجید میں سورۂ نساء کے چوتھے رکوع میں یہ احکام مذکور ہیں اور حضور اقدس ﷺ نے بھی ان احکامات کی تشریح کی ہے اور تفصیلات بتائی ہیں۔ شریعت نے انسان کو حلال حرام کا پابند بنایا ہے۔ جیسے کھانے پینے میں ہر چیز کھانے پینے کی اجازت نہیں دی جاتی ایسے ہی شادی کرنے میں آزادی نہیں بلکہ اس کے بارے میں حلال وحرام کی تفصیلات سے آگاہ فرمایا اور قوانین کا پابند بنایا۔ بعض لوگوں کو یہ قوانین ناگوار معلوم ہوتے ہیں لیکن وہ یہ نہیں سمجھتے کہ روک ٹوک شرافت کی دلیل ہے جانور غیر مکلف ہیں بے عقل ہیں، جہاں چاہتے ہیں منہ مارتے ہیں جیسے چاہیں خواہش پوری کر لیتے ہیں اگر انسان کو بھی کھلی چھٹی مل جائے تو وہ انسان کہاں رہے گا؟ وہ تو جانور بلکہ جانور سے بھی بدتر ہو جائے گا۔

Marfat.com

کون سی عورت کس کے لئے حرام ہے اس کے تفصیلی قوانین کی بنیاد چھ چیزوں پر ہے (۱) نسبی قرابت، (۲) دودھ کا رشتہ، (۳) سسرالی رشتہ (اس رشتے کی وجہ سے جو حرمت ہوتی ہے اُسے حرمت مصاہرت کہتے ہیں)، (۴) کسی عورت کا دوسرے مرد کے نکاح یا اس کی عدت میں مشغول ہونا، (۵) کسی مرد کے نکاح میں پہلے سے کسی عورت کا ہونا، (۶) تعداد مقررہ سے زیادہ نکاح کرنا۔ ان باتوں کی تفصیلات قدرے ذکر کی جاتی ہیں۔

(۱) نسبی قرابت کے رشتے:- اپنی اولاد اور اولاد کی اولاد سے اور ماں باپ، دادا دادی یا نانا نانی سے نکاح کرنا درست نہیں اور بہن بھائی کا بھی آپس میں نکاح نہیں ہوسکتا خواہ حقیقی بہن بھائی ہوں خواہ باپ شریک ہوں خواہ ماں شریک۔ چچا بھتیجی کا اور ماموں بھانجی کا بھی آپس میں نہیں ہوسکتا۔ نیز پھوپھی بھتیجے اور خالہ بھانجے کا بھی آپس میں نکاح درست نہیں۔

(۲) دودھ کے رشتے:- کی وجہ سے بھی آپس میں نکاح حرام ہوجاتا ہے۔ خالہ زاد بھائی سے اور چچا اور پھوپھی کے لڑکے سے نکاح درست ہے لیکن اگر کسی لڑکے اور لڑکی نے دودھ پینے کے زمانہ میں (یعنی دو سال کی عمر کے اندر) کسی ایک عورت کا دودھ پی لیا تو یہ دونوں آپس میں دودھ شریک بہن بھائی ہوگئے۔ اب آپس میں ان کا نکاح نہیں ہوسکتا۔ جس لڑکے نے کسی عورت کا دودھ پیا ہے وہ اس عورت کی کسی بھی لڑکی سے نکاح نہیں کرسکتا اگرچہ ایک ساتھ دودھ نہ پیا ہو بلکہ ایک نے دس سال پہلے اور دوسرے نے دس سال بعد پیا ہو۔ نیز دودھ پینے والا اس عورت کی بہن سے نکاح نہیں کرسکتا جس کا دودھ پیا ہو کیونکہ وہ اس کی خالہ ہوگئی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو نکاح نسبی قرابت کی وجہ سے حرام ہیں دودھ کے رشتے سے بھی حرام ہوجاتے ہیں۔ اس سے چند صورتیں مستثنیٰ ہیں جو فقہ کی کتابوں میں لکھی گئی ہیں۔

حدیث نمبر ۱۳۸ میں یہی مضمون بتایا گیا ہے کہ جس طرح نسبی قرابت کے رشتے سے نسبی ماں بیٹا اور بہن بھائی اور خالہ بھانجا اور ماموں بھانجی اور چچا بھتیجی اور پھوپھی اور بھتیجا آپس میں محرم قرار دیئے گئے ہیں (کہ ایک دوسرے کے ساتھ سفر میں جاسکتے ہیں) اسی طرح دودھ کے رشتے کی وجہ سے دودھ پلانے والی عورت اور اس کی اولاد اس کی بہن اور اس کا بھائی اور اس کے ماں باپ دودھ پینے والے بچے کے لئے (لڑکا ہو یا لڑکی) محرم بن جاتے ہیں حتیٰ کہ جس کی بیوی کا دودھ پیا ہے اس کا بھائی دودھ پینے والے بچہ کا چچا ہوکر محرم بن جاتا ہے۔ محرم وہ ہے جس سے کبھی نکاح درست نہیں۔ عورت کا داماد اور عورت کے شوہر کا باپ بھی محرم ہوجاتا ہے کیونکہ ان سے بھی نکاح درست نہیں ہے محرم بن جانے کی وجہ سے ایک ساتھ سفر میں جانا اور بلا پردہ آمنے سامنے آجانا جائز ہوجاتا ہے۔

جس محرم سے اطمینان نہ ہو اس کے ساتھ سفر اور خلوت درست نہیں:- ہاں اگر کوئی محرم فاسق و فاجر ہے اس کی جانب سے اطمینان نہیں ہے بلکہ شرارت نفس کا اندیشہ ہے (جیسا کہ آج کل واقعات ہوتے رہتے ہیں) تو ایسے محرم سے احتیاط لازم ہے، اس کے ساتھ سفر کرنا یا تنہائی میں رہنا جائز نہیں۔ اور ۴۸ میل کا سفر کرنا بلا محرم کے درست نہیں ہے خواہ سفر دینی ضرورت سے ہو (مثلاً سفر حج) یا دنیاوی ضرورت

Marfat.com

سے (جیسے میکہ جانا یا سسرال پہنچنا) یہ ممانعت بہر حال ہے پیدل سفر کرے یا ہوائی جہاز سے یا ریل سے یا موٹر کار سے، جس محرم کے ساتھ سفر میں جائے اس کا صالح ہونا ضروری ہے جس سے اطمینان ہو کہ کوئی خراب عمل نہ کرے گا اور خراب خیال سے نہ چھوئے گا۔ اگر ایسا محرم ہو تو اس کے ساتھ سفر کرنا درست ہے۔

نامحرم کے ساتھ سفر اور خلوت گناہ ہے:- بہت سی عورتیں بغیر محرم کے سفر حج یا عمرہ کے لئے روانہ ہو جاتی ہیں جو گنہگار ہوتی ہیں، نامحرم کیسا ہی متقی اور پرہیزگار ہو اس کے ساتھ حج وعمرہ کے لئے جانا گناہ ہے۔ مسلمان آدمی کی طبیعت پر نہیں شریعت پر چلنا لازم ہے۔

بہت سی عورتیں خالہ زاد، ماموں زاد، چچا زاد، پھوپھی زاد بھائی کے ساتھ سفر میں چلی جاتی ہیں اور ان سے پردہ بھی نہیں کرتی ہیں اور ان کے ساتھ تنہائی میں وقت گزارتی ہیں یہ سخت گناہ ہے۔

(۳) حرمت مصاہرت:- کسی مرد کا کسی عورت سے یا کسی عورت کا کسی مرد سے نکاح ہو جانے کی وجہ سے جو حرمت ہو جاتی ہے اُسے حرمت مصاہرت کہا جاتا ہے مثلاً جب کوئی مرد کسی عورت سے نکاح کر لے تو اب اس عورت کی والدہ سے نکاح نہیں کر سکتا اسی طرح یہ عورت اس مرد کے کسی بھی لڑکے سے نکاح نہیں کر سکتی، کسی عورت کا اس کے شوہر کے باپ سے نکاح نہیں ہو سکتا پہلے شوہر کی لڑکیاں اگر کوئی عورت ساتھ لے آئی تو اس کا نیا شوہر ان لڑکیوں میں سے کسی سے بھی نکاح نہیں کر سکتا ہے بشرطیکہ ان لڑکیوں کی والدہ اور نئے شوہر کے درمیان شوہر اور بیوی والا کام ہو چکا ہو۔ اور اگر ان کی والدہ کو صرف نکاح کر کے طلاق دیدی تو ان میں سے کسی بھی لڑکی سے نکاح ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید میں وَلَا تَنْكِحُوْا مَا نَكَحَ اٰبَآءُكُمْ اور وَحَلَائِلُ اَبْنَآئِكُمُ الَّذِيْنَ مِنْ اَصْلَابِكُمْ اور وَرَبَآئِبُكُمُ الّٰتِيْ فِيْ حُجُوْرِكُمْ مِّنْ نِّسَآئِكُمُ الّٰتِيْ دَخَلْتُمْ بِهِنَّ میں یہی مسائل بتائے ہیں۔ اگر کوئی مرد کسی عورت سے زنا کر لے تو اس سے بھی حرمت مصاہرت ثابت ہو جاتی ہے۔ جس عورت سے زنا کرے اب اس عورت کی والدہ سے اور اس کی لڑکی سے نکاح نہیں ہو سکتا۔

(۴) عدّت والی عورت کے نکاح کا حکم:- کسی عورت کا کسی مرد کے نکاح یا اس کی عدّت میں مشغول ہونا بھی حرمت نکاح کا باعث بن جاتا ہے ایک مرد کے نکاح میں دو یا تین یا چار عورتیں تو رہ سکتی ہیں مگر ایک عورت دو مردوں کے نکاح میں نہیں رہ سکتی جب ایک عورت سے کسی نے نکاح کر لیا تو اس عورت کا نکاح دوسرے مرد سے اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس مرد کے نکاح سے بالکل نہ نکل جائے، لفظ بالکل اس لئے استعمال کیا کہ شوہر کے مر جانے یا طلاق بائن یا طلاق مغلظ دے دینے سے گو رجوع کا حق ختم ہو جاتا ہے مگر دوسرے مرد سے نکاح کرنے کی اجازت عورت کو جب ہوتی ہے جب عدّت گزر جائے، عدّت کے احکام آگے بیان ہوں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔ قرآن مجید میں وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ فرما کر یہی بات بتائی ہے کہ جو عورت کسی کے نکاح میں ہو اس کا نکاح دوسرے مرد سے نہیں ہو سکتا۔

(۵) کون کونسی عورتیں ایک ساتھ ایک مرد کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتیں:- کسی مرد کے نکاح میں پہلے سے کسی عورت کا ہونا بھی بعض دوسری عورتوں سے نکاح کرنے کے لئے مانع ہو جاتا ہے، مثلاً

Marfat.com

کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا تو اب جب تک یہ عورت اس کے نکاح میں رہے بلکہ اگر اس نے طلاق دے دی تو طلاق کے بعد جب تک عدّت کے اندر رہے گی اس عورت کی بہن سے اس کا نکاح نہیں ہو سکتا اگر نکاح کرلیا تو شرعاً اس نکاح کا کوئی اعتبار نہیں۔ قرآن مجید میں وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ فرما کر یہی مسئلہ بتایا گیا ہے جس طرح دو بہنیں آپس میں ایک مرد کے نکاح میں جمع نہیں ہو سکتی ہیں اسی طرح پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی بھی ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتی ہیں۔ اگر کوئی عورت کسی مرد کے نکاح میں ہو تو جب تک یہ اس مرد کے نکاح میں رہے گی اس کی بہن اور اس کی خالہ سے اور بھانجی سے اور پھوپھی سے اور بھتیجی سے اس مرد کا نکاح درست نہ ہوگا۔ اگر نکاح کرلیا تو شرعاً معتبر نہ ہوگا حدیث نمبر ۱۴۰ میں اسی کو بتایا گیا ہے۔ نیز ان میں سے اگر ایک کو طلاق دے دی تو دوسری سے نکاح اس وقت تک درست نہ ہوگا جب تک کہ طلاق پانے والی عورت کی عدّت نہ گزر جائے۔

(۶) مرد کے لئے مقررہ تعداد سے زائد نکاح درست نہیں :- مرد کے لئے شریعت نے بیویوں کی تعداد مقرر کی ہے۔ بیک وقت چار عورتوں سے ایک مرد کو نکاح کرنا درست ہے مگر اس کی اجازت اس وقت ہے جبکہ ہر بیوی کے حقوق شریعت کے مطابق برابری کے ساتھ ادا کرے۔ بیک وقت چار عورتوں سے زیادہ کوئی مرد نکاح نہیں کرسکتا حتیٰ کہ اگر چار میں سے چوتھی کو طلاق دے دی تو جب تک اس کی عدّت نہ گزر جائے اس کے بدلہ پانچویں عورت سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ غیلان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ عنہ کے نکاح میں قبولِ اسلام سے پہلے دس بیویاں تھیں جب انہوں نے اسلام قبول کیا تو سب بیویاں بھی مسلمان ہوگئیں۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ چار کو رکھ لو باقی چھوڑ دو۔ (مشکوٰۃ)

یہ سب نکاح چونکہ زمانۂ جاہلیت میں ہوئے تھے اس لئے ایسا فیصلہ صادر فرمایا۔ مسلمان ہوتے ہوئے کوئی شخص اگرچہ عورتیں نکاح میں ہوتے ہوئے پانچویں سے نکاح کرلے تو پانچواں نکاح منعقد ہی نہ ہوگا۔

دودھ کا رشتہ صرف دو سال کی عمر کے اندر دودھ پینے سے ثابت ہوتا ہے

(۱۴۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَیْهَا وَعِنْدَهَا رَجُلٌ فَكَاَنَّهٗ كَرِهَ ذٰلِكَ فَقَالَتْ اِنَّهٗ اَخِیْ فَقَالَ اُنْظُرْنَ مَنْ اِخْوَانُكُنَّ فَاِنَّمَا الرَّضَاعَةُ مِنَ الْمَجَاعَةِ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ زنان خانہ میں تشریف لائے اس وقت میرے پاس ایک آدمی تھا میں نے ایسا محسوس کیا کہ اس کا گھر میں ہونا آپ کو ناگوار ہوا، میں نے (دل کا خلجان دور کرنے کے لئے) عرض کیا کہ یہ شخص میرا (دودھ شریک) بھائی ہے (اس لئے اندر بلا لیا ہے) یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ اچھی طرح خیال کرلو کہ تمہارے دودھ شریک بھائی کون لوگ ہیں کیونکہ شرعی رضاعت سے (دودھ سے آجانے والی حرمت) اس وقت موثر ہوتی ہے جبکہ بھوک کی وجہ سے ہو۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۷۳ بحوالہ بخاری ومسلم)

تشریح:- مطلب یہ ہے کہ شرعاً دودھ پلانے کا زمانہ مقرر ہے یعنی دو سال کی عمر کے اندر اندر بچہ اور بچی کو

Marfat.com

دودھ پلایا جاسکتا ہے۔اس عمر میں جس نے دودھ پیا اس کا دودھ پینا حرمت رضاعت کا سبب ہے اس کے بعد دودھ پلانا ہی حرام ہے اور اگر کسی نے اس عمر کے بعد کسی عورت کا دودھ پی لیا ہے تو اس سے وہ کسی کا نہ محرم بنے گا نہ اس عورت کی ماں، بہن اور اولاد سے اس کا نکاح حرام ہوگا چونکہ دودھ سے حرمت ثابت ہوتی ہے اس لئے عورتوں پر بہت احتیاط لازم ہے۔اپنی اولاد کے سوا بلاضرورت دوسروں کے بچوں کو دودھ نہ پلائیں۔

فائدہ:- بچہ یا بچی کی عمر چاند کے حساب سے دوسال پورے ہونے کے اندر اندر جو کسی عورت کا دودھ پلا دیا جائے تو سب اماموں کے نزدیک حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے یعنی اس کی وجہ سے وہ سب رشتے حرام ہو جاتے ہیں جو دودھ کی وجہ سے حرام ہیں، البتہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ڈھائی سال کے اندر اندر دودھ پلانے سے بھی حرمت رضاعت ثابت ہو جاتی ہے۔احتیاط کا تقاضا ہے کہ امام صاحب کے قول پر عمل کیا جائے دوسال پورے ہو جائیں تو کسی بچہ یا بچی کو دودھ ہرگز نہ پلائیں لیکن اگر کسی نے پلانے کی غلطی کر دی تو ڈھائی سال کے اندر جو دودھ پلایا ہو اس کو حرمت رضاعت میں موثر مانا جائے، البتہ اس کے بعد جو دودھ دیا ہو حرمت رضاعت میں اس کا کوئی اعتبار نہ ہوگا اور اس کی وجہ سے رشتے حرام نہ ہوں گے۔

کسی مرد سے نکاح کرنے کے لئے اس کی پہلی بیوی کو طلاق نہ دلوائیں

(۱۴۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَسْاَلِ الْمَرْاَةُ طَلَاقَ اُخْتِهَا لِتَسْتَفْرِغَ صَحْفَتَهَا وَلْتَنْكِحْ فَاِنَّ لَهَا مَا قُدِّرَ لَهَا.

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کوئی عورت اپنی بہن کی طلاق کا سوال نہ کرے تاکہ اس کے پیالہ کو خالی کر دے۔اور چاہئے کہ اپنا نکاح (کسی دوسرے مسلمان مرد سے کرلے کیونکہ جو اس کی تقدیر میں ہے وہ ضرور اس کو ملے گا)۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۷۱ بحوالہ بخاری و مسلم)

تشریح:- اس حدیث میں بھی اس بات کی طرف توجہ دلائی ہے کہ کوئی کسی کا برا نہ چاہے جب کوئی کسی کے نکاح کا پیغام دے تو اسے اپنی صوابدید کے مطابق ہاں یا نہ کا جواب دے دینا چاہئے۔اگر اس مرد کے نکاح میں پہلے سے کوئی عورت ہو تو اپنا نکاح کرنے کے لئے پہلی بیوی کو طلاق دینے کی شرط نہ لگائے تاکہ شوہر سے جو کچھ اس کو ملتا ہے اس سے اس کا پیالہ خالی کر دے یعنی اُسے محروم کر کے خود اس منفعت کو اپنے لئے مخصوص کرلے۔

بعض علماء نے اس حدیث کا یہ مطلب بھی بتایا ہے کہ جب دو عورتیں کسی مرد کے نکاح میں ہوں تو کوئی سوتن شوہر سے اپنی سوتن کی طلاق کا سوال نہ کرے تاکہ اسے طلاق ہو جائے تو وہ دوسری جگہ نکاح کرلے۔ اور طلاق کا تقاضا کرنے والی تنہا شوہر پر قبضہ کر کے بیٹھ جائے اور شوہر سے جو منافع حاصل ہوتے ہیں ان سب سے دوسری کو محروم کر کے اپنے لئے مخصوص کرلے۔حدیث کے الفاظ میں اس معنی کی بھی گنجائش ہے۔ بہرحال یہ دونوں باتیں شریعت اسلامیہ کے خلاف ہیں یعنی جس مرد سے نکاح کرنا ہو اس کی پہلی بیوی کو طلاق دلانے کا تقاضا کرنا اور اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے نکاح میں پہلے سے ہو یا بعد میں آجائے اس کی طلاق کا سوال کرنا۔

Marfat.com

حضور اقدس ﷺ نے اوّل تو بہن فرما کر رحمت اور شفقت کی طرف توجہ دلائی کہ جس عورت کی طلاق کا سوال کرو گی وہ بھی تو مسلمان ہوگی۔ اپنی اس مسلمان بہن کو اس کے شوہر کی شفقت سے کیوں محروم کرتی ہو۔ جبکہ تم اپنے لئے ایسا پسند نہیں کر سکتی ہو۔ مسلمان کی ایمانی ذمہ داریوں میں سے یہ بات بھی ہے کہ جو کچھ اپنے لئے پسند کرے وہ دوسرے مسلمان کے لئے بھی پسند کرے اور جو کچھ اپنے لئے ناپسند کرے وہ دوسرے مسلمان کے لئے بھی ناپسند کرے۔

کسی عورت کو اس کے شوہر سے الگ کرا کر اس کے شوہر سے نکاح کرنے کی کوشش جہاں اس کی ایذاء کا باعث ہے وہاں تقدیر سے آگے بڑھنے کے بھی مترادف ہے۔ ہر مرد عورت کے لئے مال اور رزق اور دیگر منافع مقدر ہیں۔ جو عورت چاہتی ہے کہ کسی عورت کو طلاق دلا کر اس کے شوہر سے نکاح کر لے اُسے چاہئے کہ اس کے شوہر پر قبضہ کرنے کے بجائے کسی دوسرے مرد سے اپنا نکاح کر لے ہزاروں مسلمان مرد موجود ہیں جو تقدیر میں ہے وہ اِس کے پاس بھی ملے گا اور اُس کے پاس بھی۔

آج کل عورتوں میں یہ مرض بہت زیادہ ہے ایسے ایسے واقعات سنے ہیں کہ بہن نے بہنوئی سے نکاح کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اپنی حقیقی بہن کو طلاق دینے پر بہنوئی کو آمادہ کر کے طلاق دلا دی اور اُسے خود اپنا شوہر بنا کر بیٹھ گئی۔

کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف اُکسانا گناہ ہے

(۱۴۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ امْرَءَةً عَلٰی زَوْجِهَا اَوْ عَبْدًا عَلٰی سَیِّدِهٖ.

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے (یعنی جماعت مسلمین میں سے) نہیں ہے جو کسی عورت کو فریب دے کر شوہر کی مخالف بنا دے یا کسی غلام کو دھوکہ دے کر اُسے آقا کا مخالف بنا دے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۸۲ بحوالہ ابوداؤد)

تشریح:- اس حدیث میں اس بات کی نصیحت فرمائی ہے کہ کوئی مرد و عورت کسی عورت کو ورغلا کر اور سمجھا بجھا کر اس کے شوہر کی مخالفت پر آمادہ نہ کر دے۔ اگر کوئی ایسی حرکت کرے گا تو وہ ایسا سخت مجرم ہوگا کہ اس کے بارے میں رحمۃ للعالمین ﷺ نے فرمایا کہ وہ ہماری امت سے نہیں ہے۔ بہت سے مرد و عورت اس میں مزہ لیتے ہیں کہ کسی کا گھر بگاڑ دیں۔ شوہر کو بیوی کے خلاف یا بیوی کو شوہر کے خلاف بھڑکانے کو کمال سمجھتے ہیں۔ خدانخواستہ اگر میاں بیوی میں کوئی رنجش ہوگئی اور کسی نے شوہر کو چڑھایا، کسی نے بیوی کو اُکسایا اور دونوں میں صلح کرانے کے بجائے معمولی سی رنجش کو ناقابل عبور سمندر بنا دیا تو ایسے لوگوں کی حرکتِ بد سے میاں بیوی قریب تر آنے کے بجائے دُور ہوتے چلے جائیں گے۔ ایسی حرکت کرنے والے اجنبی ہی نہیں ہوتے بلکہ فریقین کے رشتہ دار ہی ایسا کام زیادہ کرتے ہیں۔ بہت سے ماں باپ یا بہن بھائی مرد کو اس کی بیوی کے خلاف ابھار دیتے ہیں۔ عورت کی ماں بہن یا محلّہ کی عورتیں عورت کو شوہر کے خلاف اُبھارتی ہیں۔

Marfat.com

دیکھ تجھے ایسا ایسا کہا ہے، تو کوئی گرے پڑے گھر کی تھوڑا ہی ہے جو ایسی باتیں سنے گی۔ تیرا زیور بھی بیچ کھایا اور تجھے زیور کی ایک کیل بھی بنا کر نہیں دی۔ کپڑے بھی وہی تیرے ماں باپ کے گھر کے چل رہے ہیں۔ کیسے شوہر کے پلے بندھی ہے۔ ان باتوں سے اس کا دل کھٹا ہو جاتا ہے، شوہر سے لڑتی رہتی ہے، وہ بھی بری طرح پیش آتا ہے اور بدمزگی بڑھتے بڑھتے طلاق تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

جب طلاق ہو جاتی ہے تو اب شوہر بھی دوسری شادی کے لئے پریشان ہے مگر کسی جگہ شادی کا موقع نہیں لگتا اور بیوی کے اقرباء اولیاء بھی چاہتے ہیں کہ کہیں رشتہ ہو جائے مگر لوگ اس کو اس لئے قبول نہیں کرتے کہ اسے طلاق ہو چکی ہے، عادت وخصلت خراب ہوگی تب ہی تو ایسا ہوا۔ بہرحال جن کا گھر بگڑا وہ مصیبت جھیلتے ہیں اور یہ بھڑکانے اور اکسانے والے تماشہ دیکھتے ہیں۔ شیطان اپنی حرکتیں انسانوں سے بھی کرالیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ شیطان کے کاموں سے سب کو بچائے۔ آمین

تعلیم[1] وتربیت کا بیان

بچوں کو ایمان واسلام اور اعمال اسلام سکھانے کی ذمہ داری ماں باپ پر ہے

(۱۴۴) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ قَالَ وَجَدْتُّ فِيْ كِتَابِ جَدِّيْ الَّذِيْ حَدَّثَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَفْصَحَ اَوْلَادُكُمْ فَعَلِّمُوْهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ثُمَّ لَا تُبَالُوْا مَتٰى مَاتُوْا وَاِذَا اَثْغَرُوْا فَمُرُوْهُمْ بِالصَّلٰوةِ وَعَنْهُ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَفْصَحَ الْغُلَامُ مِنْ بَنِيْ عَبْدِالْمُطَّلِبِ عَلَّمَهٗ هٰذِهِ الْاٰيَةَ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا. (رواهما ابن السنی فی عمل الیوم واللیله)

ترجمہ: حضرت عمرو بن شعیبؒ روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے دادا کی کتاب میں (جس میں انہوں نے حضور اقدس ﷺ کی احادیث جمع کی تھیں) یہ لکھا ہوا پایا کہ جب تمہاری اولاد بولنے لگے تو ان کو لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سکھاؤ، پھر ان کی موت آنے تک فکر مت کرو (یعنی شروع میں جب عقیدہ ٹھیک کر دیا اور اسلام کا عقیدہ اس کو سکھا دیا تو اب کوئی ڈر نہیں، ایمان کی پختگی اسے ایمان ہی پر زندہ رہنے دے گی اور اسی پر انشاء اللہ اس کی موت آئے گی) اور جب ان کے دودھ کے دانت گرنے لگیں تو ان کو نماز کا حکم کرو۔

نیز عمرو بن شعیب یہ بھی روایت کرتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کا یہ طریقہ تھا کہ عبدالمطلب کی اولاد میں جب کوئی بچہ بولنے لگتا تھا اسے یہ آیت سکھاتے تھے وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا (عمل الیوم واللیلة لابن السنی ص ۱۱۳)

---

[1] الاثغار سقوط سن الصبی وثباتها والمرادهنا السقوط ثغرفهومثغوراه سقطت(واضع الصبی فاذا نبتت قیل اثغروا بالتاء والثاء افتعل من الثغر وهوالاسنان المتقدمة مجمع البحار)

Marfat.com

تشریح:- لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اسلام کا کلمہ ہے۔ یہ اسلام کے تمام عقائد کو شامل ہے اور عقائد ہی اصل دین ہے۔ اگر عقائد صحیح نہ ہوں تو اسلام کا دعویدار ہونا بالکل بیکار ہے۔ محض دعویٰ کرنے سے یا مسلمان کی اولاد ہونے سے کوئی مسلمان نہیں ہو جاتا۔ اسلام کے عقائد کا جاننا اور ماننا فرض ہے۔ اس حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ چھوٹے بچے کی جب زبان چلنے لگے اور زبان سے کچھ نہ کچھ کلمات ادا کرنے لگے تو اس کو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سکھائیں۔ دیکھئے بچہ ابھی ناسمجھ ہے لیکن اُسے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یاد کرایا جا رہا ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ بچپن ہی سے اگر دینی عقائد سے مانوس نہ کیا تو بڑا ہو کر دوسرے راستہ پر چلنے لگے گا۔ جب بچہ بولنے لگے تو یہی نہیں کہ صرف لفظ لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا الـلّٰـــہُ سکھائیں بلکہ اس کا ترجمہ بھی یاد کرائیں اور اس کا مطلب بھی سمجھائیں، جیسے جیسے بچہ ہوش سنبھالے اسے اسلام کے عقیدے سکھاتے چلے جائیں۔

اِسلامی عقائد:- اسلام کے بنیادی تین عقیدے ہیں۔ اوّل عقیدۂ توحید یعنی اللہ کو وحدہٗ لاشریک ماننا اور اس کی ذات وصفات کے بارے میں ان سب عقیدوں کو تسلیم کرنا جو قرآن وحدیث میں بیان کئے گئے ہیں۔ دوم عقیدۂ رسالت یعنی سرور عالم محمد رسول اللہ ﷺ کو اللہ کا آخری نبی ماننا اور آپ جو دین اللہ کی طرف سے لائے ہیں اسے پورا پورا سچے دل سے تسلیم کرنا۔ سوم عقیدۂ آخرت یعنی موت کے بعد زندہ ہونے کا عقیدہ رکھنا اور اس بات کو ماننا کہ قیامت قائم ہوگی اور اعمال کا حساب ہوگا، جزا اور سزا کے فیصلے ہوں گے، دوزخ میں عذاب اور جنت میں آرام وراحت ملے گا۔ ان تین بنیادی عقائد کے ذیل میں اور بہت سے عقائد ہیں جو قرآن وحدیث میں آئے ہیں، ان کا ماننا بھی ضروری ہے۔

اِسلامی عقائد جاننے کی ضرورت اور اہمیت:- بہت سے ماں باپ بچوں کو اسلام کے عقیدے نہیں سکھاتے بلکہ خود بھی اسلامی عقیدے نہیں جانتے۔ گریجویٹ ہو جاتے ہیں، پی ایچ ڈی کر لیتے ہیں لیکن توحید ورسالت اور اور آخرت کے بارے میں جو عقائد ہیں اُن سے ناواقف ہوتے ہیں اور اسی ناواقفی کی وجہ سے ہر مدعی اسلام کو مسلمان سمجھتے رہتے ہیں چاہے وہ اسلامی عقیدوں کا منکر ہی ہو۔ جب حضور اقدس ﷺ کو اللہ کا رسول مان لیا تو اللہ کی کتابوں اور اس کے فرشتوں اور اس کے تمام رسولوں کے بارے میں اور قبر وحشر ونشر یعنی قیامت وغیرہ کے بارے میں جو کچھ آپ نے بتایا ہے ان سب کا ماننا فرض ہو گیا۔ بہت سے لوگ تو ایسے ہوتے ہیں کہ اسلام کے عقیدوں کا مذاق بناتے ہیں اور اللہ ورسول پر اعتراض کرتے ہیں اور پھر بھی اپنے کو مسلمانوں میں شمار کرتے ہیں حالانکہ ایسے لوگ شرعاً مسلمان نہیں ہیں۔

ختم نبوت کا منکر کافر ہے:- بہت سے لوگ ایسے جاہل ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے بعد کسی دوسرے کو اللہ کا نبی اور رسول مانتے ہیں، جب ان سے کہا جاتا ہے کہ قرآن مجید میں حضور اقدس ﷺ کو خاتم النبیین فرمایا ہے تو قرآن ماننے کے بجائے خود آیت کا مطلب ہی اُلٹ پلٹ کرنے لگتے ہیں۔ یہ لوگ مسلمان نہیں ہیں چاہے کتنی ہی نمازیں پڑھیں کیسے ہی اخلاق کا دکھاوا کریں ایسے لوگوں کو مسلمان سمجھنا ہی کفر ہے۔

کونسا کلمہ گو مسلمان ہے:- بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہر کلمہ گو مسلمان ہے اور ختم نبوت کے منکروں اور بے دینوں، ملحدوں، دہریوں کو بھی اس لئے مسلمان سمجھتے ہیں کہ وہ زبان سے کلمہ کا اقرار کرتے ہیں۔ یہ بہت

Marfat.com

بڑی جہالت ہے، زبان سے کلمہ پڑھنا مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں ہے اس کلمہ کی تشریح جو قرآن و حدیث میں آئی ہے اس کو دل سے ماننے سے مسلمان ہوتا ہے۔

عقائد پر جنت و دوزخ کا فیصلہ موقوف ہے:- عقائد کا معاملہ بہت نازک ہے۔ عقائد کی صحت پر دوزخ کے ہمیشہ والے عذاب سے نجات پانے اور جنت کی ابدی نعمتوں سے نوازا جانا موقوف ہے۔ جس کا عقیدہ کفریہ ہو ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہے گا، اس لئے اپنے عقیدے درست کرنا اور بچوں کو صحیح عقائد سمجھانا، سکھانا اس زندگی کا سب سے بڑا فریضہ ہے اور اولاد کی سب سے بڑی ہمدردی ہے۔ حضرت عمرو بن شعیب کی روایت کردہ دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ کا یہ طریقہ تھا کہ جب عبدالمطلب کی اولاد میں سے کوئی بچہ بولنے لگتا تھا تو آیت وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سکھاتے تھے۔ یہ آیت سورۂ بنی اسرائیل کی سب سے آخری آیت ہے۔ پندرہویں پارے کے آدھے پر ہے۔ پوری آیت یوں ہے:

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا ط (ترجمہ) اور آپ فرمادیجئے کہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے نہ اپنی کوئی اولاد بنائی اور نہ ملک میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ کوئی اس کا مددگار ہے جو اس کی کمزوری کی وجہ سے مدد کرتا (وہ قادر مطلق ہے جو چاہے کر سکتا ہے اسے کسی مددگار کی ضرورت نہیں) اور تم اس کی بڑائی بیان کرو۔

اس آیت میں بھی توحید خالص بیان کی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے بارے میں جو عقائد ہونے چاہئیں وہ بتائے گئے ہیں۔ بچے کو بالکل شروع سے اس آیت کو یاد کرانے کی تعلیم دینا اسی لئے ہے کہ مسلمان کا کوئی بچہ خدائے پاک کی ذات وصفات کے متعلقہ عقائد سے جاہل و غافل نہ رہے اور موت آنے تک صحیح مسلمان بنا رہے۔ عقائد اسلامیہ تفصیل کے ساتھ شروع کتاب میں لکھ دیئے گئے ہیں۔

مردوں کو سورۂ مائدہ اور عورتوں کو سورۂ نور سکھانے کا حکم

(۱۴۵) وَعَنْ مُجَاهِدٍ مُرْسَلًا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عَلِّمُوْا رِجَالَكُمْ سُوْرَةَ الْمَائِدَةِ وَعَلِّمُوْا نِسَآئَكُمْ سُوْرَةَ النُّوْرِ. (رواہ سعید بن منصور فی سننہ والبیھقی فی شعب الایمان کما فی الجامع الصغیر للحافظ السیوطی)

ترجمہ: حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے مردوں کو سورۂ مائدہ اور اپنی عورتوں کو سورۂ نور سکھاؤ۔ (الجامع الصغیر ص ۱۶۲، جلد ۲)

تشریح:- اس حدیث میں مردوں کو سورۂ مائدہ اور عورتوں کو سورۂ نور کی تعلیم دینے کا حکم دیا گیا ہے، ان دونوں سورتوں میں بہت سے احکام ہیں۔ سورۂ مائدہ میں حج کا احرام باندھنے والوں کو ہدایت دی گئی ہے اور جن جانوروں کا کھانا حرام ہے ان کی کچھ تفصیل بتائی ہے، نیز غسل، وضو، تیمم کے احکام بھی بتائے ہیں اور ڈاکوؤں کو جو سزا دی جائے اس کی تفصیل بھی مذکور ہے۔ کوئی کسی کو قتل کر دے یا کسی کا ہاتھ پاؤں یا ناک کان کاٹ دے یا آنکھ پھوڑ دے تو اس کا قصاص کیا ہے یہ بات بھی بتائی ہے۔ قسم کے احکام بھی سمجھائے ہیں۔

Marfat.com

کئی طرح سے شراب کی مذمت کرتے ہوئے اس کو حرام قرار دیا ہے۔ اور بھی بہت سی ہدایات اور عبرت کی باتوں اور موعظت کے قصوں پر سورۂ مائدہ مشتمل ہے اور سورۂ نور میں زانی اور زانیہ اور تہمت لگانے والوں کی سزا بیان کی گئی ہے۔ نیز گھروں میں جاتے ہوئے اجازت لینے کا حکم دیا ہے۔ مردوں اور عورتوں کو نظریں نیچی رکھنے کی تعلیم دی ہے اور پردے کے احکام تفصیل سے بتائے ہیں چونکہ اس میں عورتوں سے متعلق احکام خصوصیت سے ذکر کئے گئے ہیں اس لئے حکم ہوا کہ یہ سورت عورتوں کو سکھائی جائے۔

اسلام علم و عمل کا نام ہے:- اسلام سراپا عمل کا نام ہے اور ہر انسان کی زندگی سے متعلق اسلام نے احکام بتائے ہیں۔ مرد ہو یا عورت ان احکام پر عمل کرنے سے ہی صحیح مسلمان بنتا ہے وہ تمام احکام جو سب پر فرض ہیں جیسے نماز روزہ وغیرہ ان سب کا سیکھنا اور جاننا تو ہر ایک پر فرض ہے اور جو احکام کسی خاص فرد یا خاص طبقہ اور گروہ سے متعلق ہوں ان کا جاننا خاص اس فرد اور طبقہ اور گروہ پر فرض ہے۔ مثلاً تاجر تجارت کے احکام سیکھے، کاشتکار زمین کے مسائل معلوم کرے اور عشر و خراج کی تفصیلات کو جانے، مزارعت کے احکام کو پہچانے، صنعتکار اپنی متعلقہ صنعت کے احکام کی تعلیم حاصل کرے غرض کہ ہر پیشے والا اپنے پیشہ کے احکام کو سیکھے، عورتیں اپنے متعلقہ احکام کو معلوم کریں، میاں بیوی ایک دوسرے کے حقوق پہچانیں، ماں باپ، اولاد کے حقوق اور اولاد ماں باپ کے حقوق جانیں، مویشی والے جانوروں کے حقوق معلوم کریں۔

غفلت اور جہالت کو دور کرنا فرض ہے:- آج کل غفلت کا دور دورہ ہے، بے راہروی کا عالم ہے، بہت سے مردوں اور عورتوں کو کچھ خبر نہیں کہ ان کے ذمہ اسلام کے کیا احکام عائد ہوتے ہیں، ہر شخص اپنی طبیعت کا پابند اور خواہش کا بندہ نظر آتا ہے۔ یہ بہت افسوسناک صورتحال ہے۔ مسلمان دین سے جاہل اور غافل ہو یہ اس کے لئے بڑی شرم کی بات ہے غفلت اور جہالت کو دور کرنا فرض ہے۔

نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، آپس کے معاملات، رہن سہن اور کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے اور ان کے علاوہ زندگی کی تمام حالتوں کے حکموں کو معلوم کرو جو قرآن اور حدیث میں بتائے گئے ہیں۔ بہت سے مرد و عورت بچپن میں دین سیکھتے نہیں اور بڑے ہو کر لحاظ کی وجہ سے نہیں پوچھتے اور عمر بھر جاہل رہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حکموں کے خلاف چلتے ہیں یہ بڑی محرومی ہے۔

بچوں اور بچیوں کو دیندار استادوں اور استانیوں سے پڑھواؤ اور جو عورتیں بڑی ہو چکی ہیں مگر دین سے جاہل ہیں ان کو دین کی ضروری باتیں بتانے اور نماز یاد کرانے کا اہتمام کرو جس کی ترکیب یہ ہے کہ روزانہ یا کم از کم ہفتہ میں ایک روز مقرر کر کے پردہ کے ساتھ کسی مقررہ مکان میں گھر گھر سے آ کر عورتیں جمع ہوا کریں اور ایک دوسرے کو سیکھنے سکھانے میں لگ جایا کریں۔ زبانی تعلیم بھی کریں اور کتابی تعلیم بھی۔

زبانی تعلیم یہ ہے کہ جس کو کلمہ یاد نہ ہو اس کو کلمہ یاد کرائیں، جسے نماز یاد نہ ہو اسے نماز سکھا دیں، بار بار کہلاویں اور جسے یاد ہو وہ انجان کو حقیر نہ سمجھے نہ اپنی فضیلت جتاوے نہ ایسے انداز میں بات کرے جس سے کسی کا دل دُکھے۔ آپس میں نماز اور وضو کے فرضوں سنتوں کا تذکرہ کریں، پوچھ گچھ کریں، جسے معلوم نہ ہو بتاویں، دین پر چلنے کی تاکید کریں، خدا کا خوف دلوں میں بٹھاویں، حضرت رسول مقبول ﷺ اور صحابہ کرامؓ و

Marfat.com

بزرگان دین کے قصے سنائیں۔

کتابی تعلیم:- یہ ہے کہ دینی کتابوں میں سے کوئی کتاب لے کر پڑھی جاوے۔ جو معتبر ہو اور اس کا مصنف خدا ترس دیندار ہو اور واقعی عالم ہو، ایک پڑھے اور باقی سب غور و فکر کے ساتھ سنیں اور سن کر عمل شروع کر دیں۔ کتابیں بہت سی چھپ گئیں ہیں، ہم چند کتابوں کے نام لکھتے ہیں ان کو منگا کر سنو اور پڑھو اور سب کو سناؤ اور خوب سمجھا دو تو اس کے بعد دوسرا مضمون شروع کرو۔

چند دینی و اصلاحی کتابوں کے نام:- (۱) نصائح نبوی، (۲) امت مسلمہ کی مائیںؓ، (۳) رسول اللہ کی صاحبزادیاںؓ، (۴) حکایات صحابہؓ، (۵) سیرت خاتم الانبیاءؐ، (۶) تبلیغ دین، (۷) بہترین جہیز (تعلیم الدین)، (۸) فضائل نماز، (۹) فضائل تبلیغ، (۱۰) فضائل صدقات (دونوں حصے)، (۱۱) فضائل حج، (۱۲) فضائل قرآن، (۱۳) ذکر الٰہی، (۱۴) حیوۃ المسلمین، (۱۵) آداب المعاشرت، (۱۶) اغلاط العوام، (۱۷) اکرام المسلمین، (۱۸) مرنے کے بعد کیا ہوگا (مرتبہ احقر مؤلف)، (۱۹) فضائل رمضان، (۲۰) گناہ بے لذت، (۲۱) دوزخ کا کھٹکا، (۲۲) جنت کی کنجی، (۲۳) رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئیاں، (۲۴) اصلاح الرسوم، (۲۵) مسنون دعائیں، (۲۶) فروع الایمان، (۲۷) معارف الحدیث، (۲۸) کسب حلال اور ادائے حقوق، (۲۹) فضائل درود شریف، (۳۰) جزاء الاعمال، (۳۱) ذکر اللہ، (۳۲) مسلم خواتین کے لئے بیس سبق، (۳۳) اسلامی اخلاق، (۳۴) ہماری مصیبتوں کے اسباب اور ان کا علاج، (۳۵) آئینہ نماز، (۳۶) فضائل علم، (۳۷) قصد السبیل، (۳۸) فضائل ذکر، (۳۹) اسلام کیا ہے؟

بچوں کو نماز سکھانے کا اہتمام کرنا لازم ہے

(۱۴۶) وَعَنْ سَبُرَةَ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِّمُوْا الصَّبِيَّ الصَّلٰوةَ ابْنُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُ عَلَيْهَا ابْنُ عَشْرَةَ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت سبرہؓ سے روایت ہے کہ ارشاد فرمایا نبی اکرم ﷺ نے کہ اپنے بچوں کو نماز سکھاؤ جبکہ وہ سات سال کے ہوں اور نماز نہ پڑھیں تو ان کی پٹائی کرو جبکہ وہ دس سال کے ہوں۔ (سنن ترمذی، ص ۵۸، ج ۱)

تشریح:- اس حدیث میں بچوں کو نماز سکھانے اور ان سے نماز پڑھوانے کا حکم دیا گیا ہے۔ درحقیقت عمل صحیح بغیر علم صحیح کے نہیں ہوسکتا۔ انسان جب دنیا میں قدم رکھتا ہے تو بالکل سادہ ہوتا ہے کچھ نہیں جانتا۔ اور جاننے کے قابل بھی نہیں ہوتا۔ جیسے جیسے عمر بڑھتی ہے سمجھ آتی ہے۔ دنیا چونکہ سامنے ہے اور اس کے تقاضے ہر وقت پیش نظر ہیں اس لئے دنیا میں کام آنے والی باتیں کچھ لوگوں کی دیکھا دیکھی انسان سیکھ لیتا ہے اور کچھ محنت اور کوشش کر کے حاصل کر لیتا ہے لیکن دیندار ہونا چونکہ موت کے بعد کام دے گا اور آخرت کے تقاضے اس وقت سامنے نہیں ہیں اس لئے دینداری کی طرف انسان کا ذہن بہت کم چلتا ہے۔

ماں باپ کا فریضہ ہے کہ بچوں کو دین سکھائیں اور دین کو سب سے زیادہ اہمیت دیں کیونکہ دین ہی آخرت کی ہمیشہ والی زندگی میں کام دینے والا ہے۔ بہت سے لوگ بچوں سے بہت زیادہ محبت کرتے ہیں، مگر ان کی یہ محبت صرف دنیاوی آرام و راحت تک محدود رہتی ہے۔ ان کی اصل ضرورت یعنی آخرت کی

Marfat.com

نجات اور موت کے بعد کے آرام وراحت کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ حلال مال سے حلال طریقے پر کھلانا پلانا اور پہنانا اچھی بات ہے لیکن انسان کی سب سے بڑی ضرورت آخرت کا آرام اور سکون ہے، اولاد کو دینی علوم اور اعمال سے غافل اور جاہل رکھنا بہت بڑا ظلم ہے۔ بچہ کو اللہ کے نام سے آشنا کریں اور ایسے طور طریقے خود اختیار کریں کہ ان کو دیکھ کر بچے کے ذہن میں اسلامی اعمال کی محبت پیدا ہوتی چلی جائے اور جیسے جیسے بچہ ہوش سنبھالتا جائے اسلام کے کام اس کے ذہن میں راسخ ہوتے چلے جائیں۔

اولاد کے بارے میں دور حاضر کے لوگوں کی بدحالی:- بچوں کی خوشی کے لئے ان کو غیر ضروری لباس بھی پہناتے ہیں، ان کے لئے تصویریں، مورتیاں خرید کر لاتے ہیں اور اپنے گھروں کو ان کی وجہ سے رحمت کے فرشتوں سے محروم رکھتے ہیں، ادھار قرض کر کے ان کی جائز ناجائز ضرورتوں اور شوقیہ زیب و زینت اور فیشن پر اچھی خاصی رقمیں خرچ کرتے ہیں لیکن ان کو دین پر ڈالنے کی فکر نہیں کرتے۔ یہ بچوں کے ساتھ بہت بڑی دشمنی ہے۔ اگر دین نہیں تو آخرت کی تباہی ہوگی۔ وہاں کی تباہی کے سامنے دنیا کی ذرا سی چٹک مٹک اور چہل پہل کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتی۔ اپنی اولاد کے سب سے بڑے محسن وہ ماں باپ ہیں جو اپنی اولاد کو دینی علم پڑھاتے ہیں اور دینی اعمال پر ڈالتے ہیں۔ یہ علم نہ صرف اولاد کے لئے بلکہ خود ان کے والدین کے لئے بھی قبر میں اور آخرت میں نفع مند ہوگا۔ ایک بزرگ کا ارشاد ہے اِنَّ النَّاسَ نِیَامٌ فَاِذَا مَاتُوْا اِنْتَبَهُوْا یعنی لوگ سو رہے ہیں جب موت آئے گی تو بیدار ہوں گے۔

آخرت سے بے فکری کی زندگی گزارنے میں انسان کا نفس خوش رہتا ہے اور یہی حال بال بچوں اور دوسرے متعلقین کا ہے۔ اگر آخرت کی باتیں نہ بتاؤ اور کھلائے پلائے جاؤ دنیا کا نفع پہنچائے جاؤ تو ہشاش بشاش رہتے ہیں اور اس تغافل کو باعث نقصان نہیں سمجھتے لیکن جب آنکھیں بند ہوں گی اور قبر کی گود میں جائیں گے اور موت کے بعد کے حالات دیکھیں گے تو حیرانی سے آنکھیں پھٹی رہ جائیں گی۔ عالم آخرت کی ضرورتیں اور حاجتیں جب سامنے ہوں گی تو غفلت پر رنج ہوگا اور حسرت ہوگی کہ کاش آج کے دن کے لئے خود بھی عمل کرتے اور اولاد کو بھی یہاں کی کامیابی کی راہ پر ڈالتے مگر اس وقت حسرت بے فائدہ ہوگی۔

لوگوں کا یہ حال ہے کہ بچوں کو ہوش سنبھالتے ہی اسکول اور کالج کی نذر کر دیتے ہیں یا محنت و مزدوری پر لگا دیتے ہیں، نماز روزہ سکھانے اور بتانے اور دینی فرائض سمجھانے اور ان پر عمل کرانے کی کوئی فکر نہیں کرتے۔ شادیاں ہو جاتی ہیں، باپ دادا بن جاتے ہیں لیکن بہت سوں کو کلمہ طیبہ بھی صحیح یاد نہیں ہوتا، نماز میں کیا پڑھا جاتا ہے اس سے بھی واقف نہیں ہوتے۔ اسّی اسّی سال کے بوڑھوں کو دیکھا گیا ہے کہ دین کی موٹی موٹی باتیں بھی نہیں جانتے۔

جہالت کی وجہ سے بیٹے پوتے باپ دادا کا جنازہ بھی نہیں پڑھ سکتے:- جب باپ دادا کی موت ہو جاتی ہے تو اوّل تو بیٹے پوتے جنازے کو ہاتھ لگانے سے گھبراتے ہیں، کوئی غسل دینے کو تیار نہیں ہوتا آخر غیر لوگ نہلاتے ہیں اور بعض جگہ تو کرایہ کے لوگ آ کر غسل دیتے ہیں، گھر کے لوگ کفن دینا بھی نہیں جانتے کہ کتنے کپڑے ہوں اور کیسے پہنائے جائیں۔ پھر جب دوسرے لوگوں نے (جو عموماً نمازی اور دیندار ہوتے

Marfat.com

ہیں) نہلا دُھلا کر کفن دے دیا تو مسجد کی طرف جنازہ لے کر چلتے ہیں وہاں امام صاحب سے جنازہ پڑھواتے ہیں حالانکہ شرعاً جنازہ پڑھانے کا سب سے بڑا حقدار میت کا ولی ہے لیکن یہ ولی مرنے والے کا بیٹا یا پوتا نماز پڑھانے سے عاجز ہے کیونکہ نماز جنازہ یاد نہیں ہوتی بعض مرتبہ تو جنگ ہنسائی سے بچنے کے لئے میت کے رشتہ دار جنازے کی صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں مگر انہیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ پڑھنا کیا ہے اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ نماز سے دور علیحدہ کھڑے رہتے ہیں۔ وجہ کیا ہے کہ اپنے خاص لوگ نماز جنازہ پڑھنے اور پڑھانے سے عاجز ہیں؟ کیا اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ مرنے والے نے ان لوگوں کو دینی تعلیم نہیں دی، ان کو دین پر نہیں ڈالا، نماز روزہ نہیں سکھایا، بڑی بڑی جائیدادیں خرید کر اولاد کے نام کر دیں مگر اس قابل بنا کے نہ چھوڑا کہ باپ کا جنازہ ہی صحیح طور پر پڑھ لیتے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

جب کہا جاتا ہے کہ اولاد کو قرآن پڑھاؤ، دین سکھاؤ اور نماز روزہ پر ڈالو تو بعض ماں باپ کہہ دیتے ہیں کہ اپنے بچہ کو ملا تھوڑی بنانا ہے، یہ تو افسر بنے گا افسر!! اس کا مطلب یہ ہوا کہ دیندار ہونا اور نماز کا پابند ہونا بے فائدہ چیز ہے اور دیندار ہونا کوئی گھٹیا کام ہے جو لائق حقارت ہے، العیاذ باللہ۔ اسلام کے نام لیوا کیسی کیسی جاہلانہ باتیں کرتے ہیں۔ کیا قبر میں انگریزی فیشن، انگریزی طور طریق، انگریزی کا پڑھنا لکھنا کام دے گا؟ اور کیا دنیا کی افسری اور کوٹھی بنگلے کی رہائش وہاں نجات دلا دے گی؟ ہرگز نہیں! وہاں تو ایمان اور نیک اعمال، نماز روزہ، ذکر، تلاوت سے کام چلے گا کہ آخرت حق ہے جیسا کہ سب مسلمان جانتے ہیں تو اس کے لئے دوڑ دھوپ کیوں نہیں اور اولاد کو وہاں کے لئے فکر مند کیوں نہیں بناتے اور اعمالِ صالحہ پر کیوں نہیں ڈالتے؟ حقیقت میں ایمان و یقین کی کمی ایک بہت بڑا مرض ہے جس نے آخرت سے غافل کر رکھا ہے۔

سات سال کے بچے کو نماز سکھاؤ:- اس حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ سات سال کا بچہ ہو تو اسے نماز سکھاؤ۔ دوسری روایت میں ہے کہ سات سال کا ہو تو اُسے نماز پڑھنے کا حکم دو اور دس سال کا بچہ ہو تو نماز نہ پڑھنے پر اس کی پٹائی کرو۔ بات یہ ہے کہ دونوں چیزوں کی ضرورت ہے نماز سکھانا بھی ضروری ہے اور نماز پڑھوانا بھی، بچے کو جب نماز سکھائیں گے نہیں تو کیسے پڑھے گا؟ چونکہ نماز ایمان کے بعد سب سے بڑا فریضہ ہے اس لئے اس کا سکھانا اور تعلیم دینا سب سے زیادہ ضروری ہے۔ لوگ اپنی اولاد کو صنعت و حرفت میں ڈالتے ہیں، تجارت کے گر سکھاتے ہیں، معاشرے میں زندہ رہنے کے آداب بتاتے ہیں مگر نماز سیکھنے سکھانے سے غفلت برتتے ہیں۔ یہ زندگی بہت شرم کی زندگی ہے۔

اے مسلمانو! اپنے بچوں کو نمازیں سکھاؤ اور نماز پڑھنے کی تاکید کرو۔ دس برس کے ہو جائیں اور نماز نہ پڑھیں تو ان کی پٹائی کرو۔ یہ سرورِ عالم ﷺ کا ارشاد ہے۔ بہت سے مرد و عورت خود تو نمازی ہوتے ہیں مگر اولاد کو نمازی بنانے کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ یہ ان کی بربادی ہے۔ سچی بات یہ ہے کہ جب بچہ کو اسکول کے حوالہ کر دیا اور نماز میں پڑھنے کی چیزیں نہ سکھائیں، رکعتوں کی تعداد نہ بتائی، فرائض و واجبات سے واقف نہ کرایا اور بچہ اسکول و کالج میں پڑھتے پڑھتے ایسی عمر کو پہنچ گیا کہ اسے دنیا کا ذوق لگ گیا اور ماں باپ کی گرفت سے آزاد ہو گیا تو اب اُسے صحیح راہ پر چلنا نہایت دشوار معلوم ہوتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ

Marfat.com

شروع ہی سے دینی ذہن بنایا جائے اور آخرت کے کاموں پر لگایا جائے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم اولاد کو نماز کے لئے کہتے ہیں مگر کوئی پڑھتا ہی نہیں ان کا یہ کہنا بالکل عذرِ لنگ ہے۔ اوّل تو کہنے کی طرح کہتے نہیں صرف منہ چھوتے ہیں حالانکہ حدیث میں ارشاد ہے کہ بچے دس سال کے ہو جائیں تو نماز نہ پڑھنے پر ان کی پٹائی کرو۔ اگر بچہ سے ایک دو آنہ کا نقصان ہو جائے تو ڈانٹ ڈپٹ اور مار پیٹ کے لئے تیار ہو جاتے ہیں، دو چار لگا کر دم لیتے ہیں لیکن نماز کے لئے صرف ہلکے سے لہجے میں کہہ دیتے ہیں اس بارہ میں ڈانٹ ڈپٹ کو بھول جاتے ہیں۔ اگر آخرت کی اہمیت ہوتی تو نماز کے ناغہ کرنے کو دنیا کے کسی بھی بڑے سے بڑے نقصان کے مقابلے میں بہت بڑا نقصان سمجھتے اور اس کے لئے فکر مند ہوتے۔

اگر تمہارا لڑکا دین کے طریقہ پر چل کر دوزخ سے بچ گیا اور دنیا میں بھوکا رہا تو یہ بڑی کامیابی ہے اور اگر اس نے لاکھوں روپیہ کمایا اور بڑی بلڈنگیں بنائیں مگر خدا سے دور رہ کر اور گناہوں میں پڑ کر دوزخ مول لی تو اس کے لئے جائیداد بیکار بلکہ وبال ہے۔

عورتوں کی بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ اپنی اولاد کو دیندار بنا دیں اور دوزخ سے بچا دیں، ہر بچہ کم از کم نو دس سال تو اپنی ماں کے پاس ہی رہتا ہے اس عمر میں اسے دین کی باتیں سکھا دو اور دیندار بنا دو، اگر اولاد دیندار ہو گی تو تمہارے لئے دعا کرے گی اور جو دینی علم تم نے سکھایا تھا اس پر عمل کرے گی تو تم کو بھی اجر و ثواب ملے گا۔

سب سے پہلا مدرسہ ماں باپ کی گود ہے:۔ بچوں کی تعلیم اور تربیت یعنی ان کو دین کا علم سکھانے اور دین کا عمل کر کے دکھانے اور عمل کا شوق پیدا کرنے کا سب سے پہلا مدرسہ ان کا اپنا گھر اور ماں باپ کی گود ہے۔ ماں باپ، عزیز قریب بچوں کو جس سانچے میں چاہیں ڈھال سکتے ہیں اور جس رنگ میں چاہیں رنگ سکتے ہیں۔ بچہ کا سنوار اور بگاڑ دونوں گھر سے چلتے ہیں بچوں کی تعلیم و تربیت کے اصلی ذمہ دار ماں باپ ہی ہیں۔ بچپن میں ماں باپ ان کو جس راستہ پر ڈال دیں گے اور جو طریقہ بھلا یا برا سکھا دیں گے وہی ان کی ساری زندگی کی بنیاد بن جائے گا۔ بچہ کے دل میں خدا کا خوف، خدا کی یاد، خدا کی محبت اور آخرت کی فکر اسلام کے حکموں کے سیکھنے سکھانے اور ان کے مطابق زندگی گزارنے کا جذبہ پیدا ہو جانے کی پوری پوری کوشش کرنا لازم ہے۔ اس کو نیک عالموں اور حافظوں کی صحبتوں میں دین کی تعلیم دلاؤ، قرآن شریف حفظ کراؤ، قرآن و حدیث کے معنی اور مطلب سمجھنے کے لئے عربی پڑھاؤ، ان کو حرام سے پرہیز کراؤ اور دیانت داری، حیا شرم، سخاوت، صبر، شکر، حلم، بندوں کے حقوق کی ادائیگی اور اسی طرح کے دوسرے اچھے اخلاق کی تعلیم دو۔

بچوں کی تعلیم و تادیب مالی صدقہ سے افضل ہے اور اچھے ادب سے بڑھ کر اولاد کے لئے کوئی عطیہ نہیں

(۱۴۷) وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی

لہ ھو جد ایوب بن موسیٰ، ۱۲

Marfat.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لاَنْ يُؤَدِّبَ الرَّجُلُ وَلَدَهُ خَيْرٌلَّهُ مِنْ اَنْ يَّتَصَدَّقَ بِصَاعٍ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ حضور فخر عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ انسان اپنے بچہ کو ادب سکھائے تو بلاشبہ یہ اس سے بہتر ہے کہ ایک صاع غلہ وغیرہ صدقہ کرے۔ (مشکوۃ المصابیح، ص ۴۲۳ بحوالہ ترمذی)

(۱۴۸) وَعَنْ اَيُّوبَ بْنِ مُوْسٰى عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَحَلَ وَالِدٌ وَلَدَهُ مِنْ نَّحْلٍ اَفْضَلَ مِنْ اَدَبٍ حَسَنٍ. (رواہ الترمذی والبیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت عمرو بن سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کسی باپ نے اپنے بچہ کو کوئی ایسی بخشش نہیں دی جو اچھے ادب سے بڑھ کر ہو۔ (مشکوۃ المصابیح، ص ۴۲۳ بحوالہ ترمذی و بیہقی)

تشریح:- ان دونوں حدیثوں میں حضور اقدس ﷺ نے اولاد کی تربیت کی طرف خصوصی توجہ دلائی ہے۔ بات یہ ہے کہ بچے بالکل سادہ لوح ہوتے ہیں اگر ان کی تربیت نہ کی جائے اور علم و عمل سے آراستہ نہ کیا جائے تو صرف دیکھنے میں وہ انسان نظر آتے ہیں اور ان کے اخلاق و عادات وحشیانہ اور طور طریق بہیمانہ ہو جاتے ہیں۔

اولاد کی تعلیم و تربیت سے غفلت کرنے والے:- بہت سے لوگوں کو اولاد کی تربیت کی طرف بالکل توجہ نہیں۔ والدین اپنے اپنے کاموں میں مشغول رہتے ہیں اور اولاد گلی کوچوں میں بھٹکتی پھرتی ہے۔ بچوں کے لئے پیٹ کی روٹی اور تن کے کپڑوں کا تو انتظام کر دیتے ہیں لیکن ان کی باطنی پرورش یعنی اخلاقی تربیت کی طرف بالکل توجہ نہیں دیتے۔ ان میں وہ لوگ بھی ہیں جن کے اپنے ماں باپ نے ان کا ناس کھویا تھا انہیں پتہ ہی نہیں کہ تربیت کیا چیز ہے اور بچوں کو کیا سکھائیں اور کیا سمجھائیں اور اس عظیم غفلت میں ان لوگوں کا بھی بڑا حصہ ہے جو خود تو نمازی ہیں اور کچھ اخلاق و آداب سے بھی واقف ہیں لیکن ملازمت یا تجارت میں کچھ اس طرح اپنے آپ کو پھنسا دیا ہے کہ بچوں کی طرف توجہ کرنے کے لئے ان کے پاس گویا وقت ہی نہیں حالانکہ زیادہ کمانے کی ضرورت اولاد ہی کے لئے ہوتی ہے۔ جب زیادہ کمانے کی وجہ سے خود اولاد ہی کے اعمال و اخلاق کا خون ہو جائے تو ایسا کمانا کس کام کا؟

بعض لوگ ایسے بھی دیکھے گئے ہیں جو اچھا خاصا علم بھی رکھتے ہیں، مصلح بھی ہیں اور مرشد بھی ہیں، دنیا بھر کے لوگوں کو راہ دکھاتے ہیں، سفر پر سفر کرتے رہتے ہیں، کبھی یہاں وعظ کہا کبھی وہاں تقریر کی، کبھی کوئی رسالہ لکھا کبھی کتاب تالیف کی لیکن اولاد کی اصلاح سے بالکل غافل رہتے ہیں، حالانکہ اپنے گھر کی خبر لینا سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔ اولاد کی جانب سے جب چند سال غفلت برت لیتے ہیں اور ان کی عمر دس بارہ سال ہو جاتی ہے تو اب ان کو صحیح راہ پر لگانا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔

اور بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جنہیں توجہ تو ہے لیکن وہ اولاد کو حقیقی علم اور حقیقی ادب سے بالکل محروم رکھتے ہیں یعنی اولاد کو اسلام نہیں سکھاتے۔ بیس بیس سال کی اولاد ہو جاتی ہے جنہیں کلمہ تک یاد نہیں ہوتا، یہ لوگ نہ نماز جانتے ہیں نہ اس کے فرائض نہ واجبات، نہ اسلام کے عقائد پہچانیں نہ دین کو جانیں، اس قسم کے لڑکوں اور لڑکیوں کے والدین یورپ کے طور طریق سب کچھ سکھاتے ہیں، کوٹ پتلون پہننا بتاتے ہیں، اپنے ہاتھ سے ان کے گلوں میں ٹائی باندھتے ہیں، ناچ رنگ کے طریقے سمجھاتے ہیں، عورتیں بیاہ شادی کی

Marfat.com

رسمیں بتاتی ہیں، شرکیہ باتوں کی تعلیم دیتی ہیں اور اس طرح سے ماں باپ دونوں مل کر بچوں کا خون کر دیتے ہیں اور طرّہ یہ ہے کہ ان کو دیکھ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں کہ ہمارا بچہ اور بچی ماڈرن ہیں، انگریز بن رہے ہیں، ترقی یافتہ لوگوں میں شمار ہونے لگے ہیں اور یہ نہیں سوچتے کہ اُن کی آخرت برباد ہوگئی، اعمالِ صالحہ سے خالی ہیں، اخلاقِ حسنہ سے کورے ہیں، آدابِ اسلامیہ سے نابلد ہیں اور عقائد بھی صحیح نہیں، حالانکہ سب جانتے ہیں کہ موت کے بعد کی ابدی زندگی کی بہتری اور وہاں کی نجات صحیح عقائد اور صحیح اعمال پر ہی منحصر ہے۔

صحیح عقائد اور صحیح اعمال اور صحیح آداب وہ ہیں جو ہادیٔ عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے سمجھائے اور اللہ کی کتاب قرآن حکیم نے بتلائے، جو ان سے خالی ہے اس کے لئے آخرت میں عذاب ہی عذاب ہے۔ دنیا کی چند دن کی جھوٹی بہار آخرت کے ابدی عذاب کے سامنے کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔ بہت سے مدعیانِ اسلام اس طرف بالکل توجہ نہیں کرتے۔

ادب کا معنی اور مطلب:- ادب بہت جامع کلمہ ہے۔ انسانی زندگی کے طور طریق کو ادب کہا جاتا ہے، زندگی گزارنے میں حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں آتے ہیں بندہ اللہ جل شانہٗ کے بارے میں جو عقائد رکھنے پر مامور ہے اور اللہ کے احکام پر چلنے کا جو ذمہ دار بنایا گیا یہ وہ آداب ہیں جو بندے کو اللہ کے اور اپنے درمیان صحیح تعلق رکھنے کے لئے ضروری ہیں، فرائض اور واجبات، سنن اور مستحبات وہ امور ہیں جن کے انجام دینے سے حقوق اللہ کی ادائیگی ہوتی ہے اور مخلوق کے ساتھ جو انسان کے تعلقات ہوتے ہیں ان میں ان احکام کو ملحوظ رکھنا پڑتا ہے جو مخلوق کی راحت رسانی سے متعلق ہیں۔ ان میں بھی واجبات ہیں اور مستحبات ہیں اور ان کی تفصیل وتشریح بھی شریعت محمدیہ ﷺ میں وارد ہوئی ہے۔ یہ وہ آداب ہیں جن کا برتنا مخلوق کے لئے باعثِ راحت ورحمت ہے۔ خلاصہ یہ کہ لفظ ادب کی جامعیت حقوق اللہ اور حقوق العباد دونوں کو شامل ہے یہ جو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اچھے ادب سے بڑھ کر کسی باپ نے اپنے بچہ کو کوئی بخشش نہیں دی اس میں پورے دین کی تعلیم آجاتی ہے کیونکہ دین اسلام اچھے ادب کی مکمل تشریح ہے بہت سے لوگ لفظ ادب کے معروف معنی لے کر اس کا رواجی مطلب لے لیتے ہیں اور انہوں نے اٹھنے بیٹھنے کے طریقوں تک ہی ادب کا انحصار سمجھ رکھا ہے۔

بہت سے لوگ سخی ہیں مگر اولاد سے غافل ہیں:- حدیث میں جو فرمایا کہ انسان اپنے بچہ کو ادب سکھائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ ایک صاع غلہ وغیرہ صدقہ کرے اس میں ایک اہم بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے وہ یہ کہ صدقہ خیرات اگرچہ فی نفسہٖ بہت بڑی عبادت ہے (اگر اللہ کی رضا کے لئے ہو) لیکن اس کا مرتبہ اپنی اولاد کی اصلاح پر توجہ دینے سے زیادہ نہیں ہے۔ بہت سے لوگوں کو اللہ جل شانہٗ نے مال دیا ہے، اس میں سے صدقہ وخیرات کرتے ہیں اور اولاد کی طرف سے پوری غفلت برتتے ہیں، مسکین آرہے ہیں گھر پر کھا رہے ہیں، غریبوں کی روٹی بندھی ہوئی ہے، مدرسہ اور مسجدوں میں چندہ دیا جارہا ہے، لیکن اولاد بے ادب، بداخلاق، بے دین بلکہ بددین بنتی چلی جارہی ہے۔ صدقہ خیرات کرنے پر خوش ہیں اور خوش ہونا بھی

لہ ایک صاع ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے، ۱۲

Marfat.com

چاہئے لیکن اس سے بڑھ کر عمل جو ہے جس کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے وہ اپنی اولاد کو ادب سکھانا ہے یعنی اللہ کے راستہ پر ڈالنا ہے۔ اس کے لئے فکرمند ہونا لازمی امر ہے اس غفلت سے نسلوں کی نسلیں تباہ ہو جاتی ہیں۔

اولاد کو آداب سکھانا سب سے بڑا عطیہ ہے:- حدیث میں اچھے ادب کو اولاد کے حق میں سب سے بڑی بخشش قرار دیا ہے جس کی وجہ یہ ہے کہ ادب کی وجہ سے انسان میں انسانیت جلوہ گر ہوتی ہے۔ اللہ کے حقوق کو پہچانتا ہے اور بندوں کے حقوق بھی سمجھتا ہے اور اس کی وجہ سے حقیقی انسان بنتا ہے اگر اولاد کو مال دے دیا، بنگلہ بنا کر ہبہ کر دیا، دھن دولت سے نواز دیا اور زندگی گزارنے کے وہ طریقے نہ بتائے جس سے اللہ راضی ہو اور مخلوق کو راحت پہنچے، تو جو کچھ مال و دولت اولاد کو دیا جائے گا یہ سب گناہوں میں اور اللہ کی نافرمانیوں میں اور ماں باپ کی ایذا رسانیوں میں خرچ ہوگا۔ ادب سے خالی اولاد ماں باپ کو دکھ دے گی، خود ان کے سینہ پر مونگ دلے گی جیسا کہ یہ سب چیزیں روزِ روشن کی طرح واضح ہیں۔ آئے دن ان کا تجربہ ہوتا رہتا ہے۔

غیر اسلامی طور طریق آداب نہیں ہیں:- بہت سے لوگ اولاد کو ادب تو سکھاتے ہیں لیکن دشمنانِ اسلام نے جو زندگی کے آداب بتا رکھے ہیں انہی کی نقل اتارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسلام کے خلاف جو چیزیں ہیں وہ آداب نہیں ہیں وہ تو انسانیت کا خون کرنے والی چیزیں ہیں۔ آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے معاشرہ میں اسلامی آداب ختم ہو چکے ہیں، شرم و حیا ناپید ہو چکی ہے، بڑوں کی عزت کی کوئی پرواہ نہیں رہی، حلال و حرام کا کوئی دھیان نہیں رہا، ان سب چیزوں کے نتیجے اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ رشتہ دار آپس میں ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہیں، لڑکیاں اغوا ہو رہی ہیں، بے بیاہی لڑکیاں صاحب اولاد بن رہی ہیں، ماں باپ کو ڈانٹ ڈپٹ کی جاتی ہے بلکہ مال پر قبضہ کرنے کے لئے باپ کو موت کے گھاٹ اتارنے کے واقعات سنے گئے ہیں اور طرح طرح کے عیوب جڑ پکڑ چکے ہیں۔ بے شرمی اختیار کر کے پھولے نہیں سماتے، خوش ہیں کہ میں ماڈرن ہو گیا۔ میری اولاد نے یورپ والوں کا لباس پہن لیا، امریکہ والوں کی نقل اتار لی، ایسے لوگ برائی کو برائی تک نہیں سمجھتے ان کو چھوڑنے اور چھڑانے کا تو ذکر ہی کیا ہے۔

اللہ جل شانہٗ امت محمدیہ ﷺ پر رحم فرمائے اور دینی سمجھ دے۔ اور اسلامی اخلاق و آداب سے آراستہ ہونے کی فکر نصیب فرمائے۔ اِنّہ علٰی کل شیءٍ قدیر وھو المیسّر لکلّ عسیر.

اہل و عیال کو اللہ سے ڈراتے رہو

(۱۴۹) وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ اَوْصَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعَشْرِ کَلِمَاتٍ قَالَ لَا تُشْرِکْ بِاللّٰہِ وَاِنْ قُتِلْتَ وَحُرِّقْتَ وَلَا تَعُقَّنَّ وَالِدَیْکَ وَاِنْ اَمَرَاکَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْ اَھْلِکَ وَمَالِکَ وَلَا تَتْرُکَنَّ صَلَاۃً مَّکْتُوْبَۃً مُتَعَمِّدًا فَاِنَّ مَنْ تَرَکَ صَلٰوۃً مَّکْتُوْبَۃً مُتَعَمِّدًا فَقَدْ بَرِئَتْ مِنْہُ ذِمَّۃُ اللّٰہِ وَلَا تَشْرَبَنَّ خَمْرًا فَاِنَّہٗ رَاْسُ کُلِّ فَاحِشَۃٍ وَاِیَّاکَ وَالْمَعْصِیَۃَ فَاِنَّ بِالْمَعْصِیَۃِ حَلَّ سَخَطُ اللّٰہِ وَاِیَّاکَ وَالْفِرَارَ مِنَ الزَّحْفِ وَاِنْ ھَلَکَ النَّاسُ وَاِذَا اَصَابَ النَّاسَ مَوْتٌ وَاَنْتَ فِیْھِمْ فَاثْبُتْ وَاَنْفِقْ

Marfat.com

عَلٰی عَیَالِکَ مِنْ طَوْلِکَ وَلَا تَرْفَعْ عَنْهُمْ عَصَاکَ اَدَبًا وَاَخِفْهُمْ فِی اللّٰهِ. (رواہ احمد)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی (۱) اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنا اگر چہ تو قتل کر دیا جائے اور تجھے جلا دیا جائے، (۲) اور اپنے ماں باپ کی نافرمانی ہرگز نہ کرنا اگر چہ تجھے حکم دیں کہ اپنے گھر والوں کو اور مال و دولت کو چھوڑ کر نکل جا، (۳) فرض نماز ہرگز قصداً نہ چھوڑ کیونکہ جس نے قصداً فرض نماز چھوڑ دی اس سے اللہ کا ذمہ بری ہو گیا، (۴) شراب ہرگز مت پی کیونکہ وہ ہر بے حیائی کی جڑ ہے، (۵) گناہ سے بچ کیونکہ گناہ کی وجہ سے اللہ کی ناراضگی نازل ہو جاتی ہے، (۶) میدانِ جہاد سے مت بھاگ اگر چہ (دوسرے) لوگ (تیرے ساتھی) ہلاک ہو جائیں، (۷) جب لوگوں میں (وبائی) موت پھیل جائے اور تو وہاں موجود ہو تو وہاں جم کر رہنا (اس جگہ کو چھوڑ کر مت جانا)، (۸) اور جن کا خرچہ تجھ پر لازم ہے (بیوی بچے ان پر اپنا اچھا مال خرچ کرنا، (۹) اور ان کو ادب سکھانے کے پیش نظر ان سے اپنی لاٹھی ہٹا کر مت رکھنا، (۱۰) اور ان کو (اللہ کے احکام و قوانین) کے بارے میں ڈراتے رہنا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۸ بحوالہ مسند احمد وغیرہ)

تشریح:- اس حدیث میں جن باتوں کی نصیحت فرمائی ہے بہت اہم ہیں، وردِ زبان اور حرزِ جان بنانے کے قابل ہیں۔ آبِ زر سے لکھی جائیں تب بھی ان کا حق ادا نہیں ہوگا۔ ہم نے نصیحت نمبر ۹ اور نمبر ۱۰ کے جوڑ سے تعلیم و تربیت کے ذیل میں اس کو لیا ہے۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ ان نصیحتوں پر عمل کرے۔

حضور ﷺ کی دس نصیحتیں

پہلی نصیحت:- یہ فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بنانا، اگر چہ تجھے قتل کر دیا جائے۔ اس میں شرک کی اور مشرک کی مذمت بیان کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ شرک سے اس قدر پرہیز لازم ہے کہ اگر شرک سے پرہیز کرنے کی وجہ سے قتل کیا جانے لگے یا آگ میں ڈالا جانے لگے تب بھی زبان سے شرک کا کوئی کلمہ نہ نکالے اور نہ شرکیہ عمل کرے۔ اس میں افضل اور اعلیٰ مرتبہ اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ جان جاتی ہے تو چلی جائے لیکن کفر و شرک کا کلمہ کسی بھی دباؤ اور خوف سے نہ کہے اور اس بارے میں کسی بھی طاقت کے سامنے نہ جھکے یہ ایمان کا اونچا مرتبہ ہے۔ اگر چہ اس بات کی بھی اجازت دی گئی ہے کہ جان جانے کا واقعی خطرہ ہو تو صرف زبان سے کفر و شرک کا کلمہ کہہ کر جان بچا لے لیکن دل سے مومن ہی رہے، اعتقاد قلبی نہ بدلے۔ کما قال اللّٰہ تعالٰی شانہٗ اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وَقَلْبُہٗ مُطْمَئِنٌّ م بِالْاِیْمَانِ.

دوسری نصیحت:- یہ فرمائی کہ اپنے ماں باپ کی نافرمانی نہ کر۔ یعنی ایسا طریقہ اختیار نہ کرے جس سے ان کو تکلیف پہنچے۔ اولاد پر واجب ہے کہ والدین کی فرمانبرداری کریں، وہ جو کچھ کہیں اس کو مانیں (بشرطیکہ گناہ کرنے کو نہ کہیں کیونکہ گناہ کرنے میں کسی کی فرمانبرداری نہیں) ماں باپ کی بات نہ ماننا ان کو زبان یا ہاتھ سے تکلیف دینا یہ سب عقوق میں داخل ہیں جس سے حدیث شریف میں سختی سے منع فرمایا ہے، حدیث شریف میں یہاں تک فرما دیا کہ اگر ماں باپ یوں کہیں کہ اپنے گھر بار سے نکل جا، تب بھی ان کی

Marfat.com

فرمانبرداری کے لئے یہاں تک تیار رہنا چاہئے۔ یہ الگ بات ہے کہ ماں باپ خود ہی کوئی ایسا حکم نہ دیں گے جس سے ان کی اپنی اولاد کو یا اولاد کی اولاد کو تکلیف پہنچے یا بیٹے کی بیوی کسی تکلیف میں مبتلا ہو یا بیٹی کا شوہر کسی مصیبت سے دوچار ہو۔

تیسری نصیحت:- یہ فرمائی کہ فرض نماز ہرگز نہ چھوڑنا کیونکہ جس نے قصداً فرض نماز چھوڑ دی اس سے اللہ تعالیٰ کا ذمہ بری ہوگیا، یعنی نماز کی پابندی کرتے ہوئے یہ شخص اللہ کے یہاں باعزت تھا، ثواب کا مستحق تھا، امن وامان میں تھا، نماز فرض چھوڑنے سے اللہ کی کوئی ذمہ داری نہیں رہی کہ اس کو امن وامان اور عزت سے رکھے اور مصائب دنیا اور عذابِ آخرت سے بچائے۔ بہنو! دیکھو کتنی بڑی بات ہے فرض نماز کبھی نہ چھوڑنا، نہ گھر پر نہ سفر میں، نہ دکھ میں نہ بیماری میں، نہ غریبی میں نہ مالداری میں۔

چوتھی نصیحت:- یہ فرمائی کہ شراب ہرگز نہ پی، کیونکہ وہ ہر بے حیائی کی جڑ ہے جس طرح سے نماز اُمّ العبادات ہے یعنی سب عبادتوں کی جڑ ہے، جو شخص نماز کی پابندی کرتا ہے بہت سے گناہوں سے بچ جاتا ہے اور طرح طرح کی عبادات نماز کی پابندی کی وجہ سے ادا ہوتی رہتی ہیں مثلاً تسبیح، درود، استغفار، تلاوت، نفلیں، دعائیں یہ سب چیزیں نماز کی برکت سے عمل میں آتی رہتی ہیں اور ان کے علاوہ بہت سی نیکیاں نماز کے جوڑ اور تعلق سے ادا ہو جاتی ہیں بالکل اس کے برعکس شراب ہے جو اُمّ الخبائث ہے یعنی جو شراب پی لے وہ ہر طرح کی بے ہودگی، بے حیائی، بدمعاشی اور حیوانیت میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ عقل انسان کو برائیوں سے روکتی ہے اور شراب پی کر عقل پر پردہ چھا جاتا ہے جس کی وجہ سے نشہ میں انسان ہر وہ حرکت کر گزرتا ہے جس کی اجازت نہ مذہب دیتا ہے نہ انسانیت دیتی ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے وَلَا تَشْرَبِ الْخَمْرَ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ یعنی شراب نہ پی کیونکہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے۔ سچ فرمایا رحمۃ للعالمین ﷺ نے، جو قومیں شراب پیتی ہیں ان کی حالت نظروں کے سامنے ہے۔ یہ لوگ ہر برے سے برا گندہ کام کر گزرتے ہیں۔ جو نام کے مسلمان اس ناپاک چیز کے پینے کو اختیار کر لیتے ہیں وہ بھی یورپ اور امریکہ کے گندے لوگوں کی طرح بے حیائی اور بے شرمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

پانچویں نصیحت:- یہ فرمائی کہ گناہ مت کرنا، کیونکہ گناہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی نازل ہو جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جو انسان خداوند قدوس کی فرمانبرداری میں لگا رہے اور گناہوں سے پرہیز کرتا رہے اسے اللہ جل شانہٗ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے اور اللہ جل شانہٗ اُسے مصائبِ دنیا اور عذابِ آخرت سے بچاتے ہیں اور جیسے ہی گناہ کر لیا تو بس اللہ تعالیٰ کے غصہ اور نزولِ عذاب کا مستحق ہو گیا۔ گناہ مصیبت کا سبب ہے اس کی وجہ سے طرح طرح کی وبائیں نازل ہوتی ہیں۔ آج کل ہمارا معاشرہ گناہوں سے بھرا ہوا ہے۔ مرد عورت، بوڑھے جوان، حاکم محکوم، امیر غریب سب گناہوں میں لت پت ہیں، خال خال کوئی شخص ہے جس کے گناہ کم ہوں ورنہ سب ہی طرح طرح کے گناہوں میں مبتلا ہیں اور عذابِ خداوندی کو ہر وقت دعوت دیتے ہیں اللہ تعالیٰ سمجھ دے۔

اور لطف یہ ہے کہ سب لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ مصیبتیں اور آفتیں، زلزلے، سیلاب ہماری بداعمالیوں کا نتیجہ

Marfat.com

ہیں لیکن اس اقرار کے باوجود گناہ چھوڑنے کو تیار نہیں۔ مصیبتیں اقرار گناہ سے نہیں ٹلیں گی ترک گناہ سے دفع ہوں گی۔ اس بارے میں احقر کا مفصل رسالہ ''ہماری مصیبتوں کے اسباب اور ان کا علاج'' ملاحظہ فرمائیں۔

چھٹی نصیحت :- یہ فرمائی کہ میدانِ جہاد سے مت بھاگنا۔ اگرچہ دوسرے لوگ یعنی تیرے ساتھی ہلاک ہو جائیں۔ جب کسی جگہ کافروں سے مقابلہ ہو تو جم کر جنگ کرنا چاہئے جو مسلمانوں کی خاص امتیازی شان ہے، بعض حالات میں میدان سے چلا جانا بھی جائز ہے لیکن بہت سے حالات میں ضروری ہو جاتا ہے کہ میدان ہرگز نہ چھوڑا جائے۔ اگر ایک ہی شخص باقی رہ جائے تو وہ تنہا ہی لڑ لڑ کر جان دے دے۔ اس حدیث میں یہی بات بتائی ہے۔ اور آیتِ قرآنی وَمَنْ يُّوَلِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهٗ اِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ اَوْ مُتَحَيِّزًا اِلٰى فِئَةٍ فَقَدْ بَآءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَمَاْوٰهُ جَهَنَّمُ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ میں بھی اس کے احکام بتائے ہیں۔ اس مسئلہ کی پوری تفصیل کتب فقہ میں مذکور ہے۔

ساتویں نصیحت :- یہ فرمائی کہ جب کسی جگہ ایسی وبا پھیلی ہوئی ہو جس سے موتیں ہو رہی ہوں تو وہاں سے کسی اور جگہ مت جانا بلکہ وہیں رہنا۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ فَاِذَا سَمِعْتُمْ بِهٖ بِاَرْضٍ فَلَا تُقْدِمُوْا عَلَيْهِ وَاِذَا وَقَعَ بِاَرْضٍ وَاَنْتُمْ بِهَا فَلَا تَخْرُجُوْا فِرَارًا مِّنْهُ (رواہ البخاری و مسلم) یعنی جب تمہیں معلوم ہو کہ فلاں سرزمین میں طاعون ہے تو وہاں مت جاؤ اور جب کسی ایسی جگہ طاعون پھیل جائے جہاں تم پہلے سے ہو تو طاعون سے بھاگ جانے کی نیت سے وہاں سے نہ نکلو۔ بڑے بڑے عالموں نے اس کی حکمت یہ بتائی ہے کہ جس جگہ وبا پھیلی ہوئی ہو اگر صحت مند لوگ وہاں سے بھاگ جائیں گے تو بیماروں کی تیمارداری اور خدمت نیز مرنے والوں کی تجہیز و تکفین یعنی غسل اور کفن دفن کرنے والے اور نماز جنازہ ادا کرنے والے نہ رہیں گے اور پھر زندہ بیماروں اور مردہ لاشوں کا برا حال ہوگا، رہا یہ خیال کہ جو لوگ رہیں گے انہیں بھی وبائی مرض لگ جائے گا تو اس کے بارے میں سمجھ لینا چاہئے کہ خدائے پاک کی مشیّت اور ارادہ کے بغیر کسی کو مرض نہیں لگ سکتا اور نہ موت آسکتی ہے۔ جب اللہ پاک کی قضا و قدر کے مطابق مرض لگنا ہوگا یا موت آنی ہوگی تو کوئی نہ بچا سکے گا۔ اور یہ جو فرمایا کہ جس جگہ تمہیں پتہ چلے کہ وہاں وبائی مرض ہے وہاں نہ جاؤ اس میں بھی بہت بڑی حکمت ہے کیونکہ وہاں جا کر کوئی شخص وبائی مرض میں مبتلا ہو گیا تو خواہ مخواہ یہی خیال ہوگا کہ یہاں آنے کی وجہ سے مرض لگا اور اللہ پاک کی قضا و قدر کی طرف ذہن نہیں جائے گا۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایک دیہات کے رہنے والے آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہؐ (اگر مرض متعدی نہیں ہے تو) یہ کیا بات ہے کہ اچھے خاصے اونٹوں میں کھجلی والا اونٹ مل جاتا ہے، تو یہ کھجلی والا اونٹ ان کو بھی کھجلی والا بنا دیتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ یہ بتاؤ کہ سب سے پہلے اونٹ کے جسم میں جو کھجلی پیدا ہوئی وہ کھجلی کس نے لگائی (رواہ البخاری) یعنی جس ذات پاک نے سب سے پہلے اونٹ میں کھجلی لگا دی اسی کی مشیّت و ارادہ سے بعد میں دوسرے اونٹوں میں کھجلی پیدا ہو جاتی ہے، اکثر لوگ اسی خام خیالی میں رہتے ہیں کہ مریض سے دوسرے کو مرض لگ گیا اور اللہ جل شانہٗ کی مشیّت و ارادہ کی طرف ذہن بھی نہیں لے جاتے۔ اسی لئے ارشاد فرمایا کہ جب کسی جگہ طاعون ہو تو تم وہاں نہ جاؤ کیونکہ مرض پیدا ہوگا خدائے پاک کی مشیّت سے اور تم یہ سمجھو گے کہ طاعون والوں کے ساتھ

Marfat.com

رہنے سہنے سے یہ مرض ہم کو بھی لگ گیا، نہ وہاں جاؤ گے اور نہ ایسی خام خیالی میں مبتلا ہو گے۔

آٹھویں نصیحت :- یہ فرمائی کہ اپنی بیوی بچوں پر اپنے اچھے اور عمدہ مال سے خرچ کرو۔ اس میں خصوصیت کے ساتھ ان لوگوں کو نصیحت ہے جو اہل وعیال کے ضروری اخراجات میں تنگی برتتے ہیں۔ حرام مال تو حاصل کرنا ہی حرام ہے لہٰذا اس کو اہل وعیال پر خرچ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، جسے اللہ پاک حلال مال نصیب فرمائے اس کو بیوی بچوں میں اچھی طرح خرچ کرے البتہ فضول خرچی سے پرہیز کرے اور گناہوں میں خرچ نہ کرے۔ بہت سے لوگ بچوں کی خوشنودی کے لئے گڑیاں اور تصویریں خرید لاتے ہیں اور بعض لوگ سب بیوی بچوں کو لے جا کر سینما دکھاتے ہیں، یہ سب گناہ ہے بس اللہ کی ہی رضا پیش نظر رہنی چاہئے اس کی رضامندی کی فکر میں رہتے ہوئے جو راضی ہو جائے بہتر ہے اور جو ناراض ہو ہمارے ذمہ اس کا راضی کرنا نہیں، ہمارے ذمہ صرف اللہ کو راضی کرنا ہے، جو خالق و مالک ہے اسی کے فرمان سے اسی کے قانون کے مطابق بیوی بچوں پر خرچ کرنا چاہئے۔

نویں نصیحت :- یہ فرمائی کہ اپنے گھر والوں کو ادب سکھانے میں کوتاہی نہ کرنا اور لاٹھی اٹھا کر مت رکھ دینا جس کی وجہ سے وہ مطمئن ہو کر احکام خداوندی کو فراموش کر دیں۔ مقصد یہ ہے کہ اپنے گھر والوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام پر لگانے کی ہر وقت فکر رکھو۔ دین کے معاملہ میں ان کا خیال رکھنا ان کو گوارا ہو یا ناگوار، نمازیں پابندی سے پڑھواؤ اور رمضان کے روزے رکھواؤ، حرام کاموں سے بچاؤ، گناہوں سے پرہیز کراؤ، اخلاق و آداب سکھاؤ، اس بارے میں مار پیٹ کرنی پڑے تو اس سے بھی دریغ نہ کرو۔ ان کے ذہن میں یہ بات رہنی چاہئے کہ اگر ہم نے دین کے خلاف کام کیا تو پٹائی ہوگی۔ مقصد یہ نہیں کہ مار ہی بجاتے رہا کرو بلکہ مقصد یہ ہے کہ دین پر ڈالنے سے غافل نہ ہو۔ اور گھر والوں کو دین پر چلانا اپنی ذمہ داری سمجھو۔ اگر ذرا سی بھی غفلت کرو گے تو وہ دلیر ہو جائیں گے جب نافرمانی پر اتر آئیں گے تو کوئی بات نہیں مانیں گے بہت سے لوگ دنیا کے کام اپنے اہل وعیال سے بڑی سختی سے لیتے ہیں ان سے دنیا کا کوئی معمولی نقصان بھی ہو جائے تو سخت دار و گیر کرتے ہیں اور مار پٹائی سے بھی دریغ نہیں کرتے، لیکن دینی معاملات میں بالکل ایسے ہو جاتے ہیں جیسے ان کو سانپ سونگھ گیا اور انہیں کچھ پتہ نہیں ہے کہ گھر میں کیا ہو رہا ہے۔

بہت سے لوگ اپنی نماز مسجد میں جا کر پڑھنے کا اہتمام کر لیتے ہیں مگر گھر میں کس نے نماز پڑھی کون سوتا رہ گیا اس کی کوئی فکر نہیں کرتے۔ یہ بڑی نادانی اور غفلت شعاری ہے۔ دنیا والے جن چیزوں کو ادب تہذیب سمجھتے ہیں اگرچہ وہ گناہ ہی ہوں بعض لوگ اپنی اولاد کو ان چیزوں کے سکھانے میں بہت پیش پیش ہوتے ہیں لیکن سب سے بڑا ادب جو انسان میں ہونا چاہئے کہ اپنے خالق و مالک سے غافل نہ ہو اس کی طرف ذرا بھی توجہ نہیں دیتے جس کی وجہ یہ ہے کہ معاشرہ میں سب سے زیادہ کمزور دین ہی ہے اور نزلہ عضو ضعیف پر گرتا ہے۔ بچوں کو انگریزی پڑھاتے ہیں، یورپ اور امریکہ کے طرز پر زندگی گزارنے کے طور طریقے سکھاتے ہیں، کوٹ پتلون پہننے اور ٹائی لگانے کا ڈھنگ پوری توجہ سے بتاتے ہیں لیکن بیس سال کی اولاد ہو جاتی ہے اُسے سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ تک بھی یاد نہیں ہوتا یہ اپنے نفس پر بھی ظلم ہے اور اہل وعیال پر بھی۔ وَفَّقَنَا اللّٰہُ لِمَا یُحِبُّ وَیَرْضٰی.

Marfat.com

دسویں نصیحت :- یہ فرمائی کہ اپنے اہل وعیال کو اللہ کے احکام وقوانین کے بارے میں ڈراتے رہو یہ نویں نصیحت کا تکملہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ محض ڈنڈے ہی کے زور سے کام نہ چلاؤ اس میں تو گھر والے صرف تم سے ڈریں گے۔ فکر یہ کرو کہ خدا سے ڈریں ان کے دل میں خدائے پاک کا خوف بٹھانے کی کوشش کرو اگر خدا کا خوف بیوی بچوں کے دل میں بٹھا دیا تو فرائض کی ادائیگی میں اور گناہ چھوڑنے میں اور نوافل واذکار کے لگنے میں انہیں تکلیف محسوس نہ ہوگی۔ جس کے سامنے قبر کے حالات بیان ہوتے رہتے ہوں، میدانِ حشر کی نفسی نفسی کا عالم بیان کیا جاتا ہو، دوزخ کے سخت عذاب کی کیفیت سنائی جاتی ہو وہ شخص کیسے گناہوں کی جرات کرے گا اور کیونکر خدائے پاک کی رضا کا اور ہمیشہ کے آرام وراحت کی جگہ یعنی جنت کا طالب نہ ہوگا۔

ان نصیحتوں میں آخری دو نصیحتیں ایسی ہیں کہ ان کی طرف عورتوں کو زیادہ توجہ دینا لازم ہے کیونکہ مرد عموماً کمانے کے لئے نکل جاتے ہیں بعض لوگ تو مہینوں بلکہ برسوں میں نوکری سے واپس آتے ہیں اس زمانہ میں بچوں کی دیکھ بھال اور ان کے دین وایمان کی نگرانی ماؤں ہی کے ذمہ ہوتی ہے اور یہ تو عموماً روزانہ ہوتا ہے کہ مرد گھنٹوں کے لئے ڈیوٹی پر چلے جاتے ہیں پیچھے بچے ماؤں کے حوالے رہتے ہیں اور سات آٹھ سال تک بچہ ماں ہی کے ساتھ چمٹا رہتا ہے۔ ماں اگر اس زمانہ میں اپنا رنگ ڈھنگ دینی بنائے رہے اور بچوں کو دین کے احکام پر ڈالے، نماز روزہ سکھائے اور بتائے، کفر وشرک اور بدعت اور خدائے پاک کی نافرمانی سے بچائے اور دنیا وآخرت میں جو اس کے نقصانات ہیں ان سے آگاہ کرتی رہے تو پوری نسل کا اٹھان نیک اور صالح ہو کیونکہ سب سے پہلا مدرسہ ماں کی گود ہی ہے۔ افسوس ہے آج کل کی مائیں اپنے بچہ کا ناس خود کھوتی ہیں ان کو دین پر کیا لگاتیں بے دینی پر لگا دیتی ہیں، اس میں بچوں پر بھی ظلم ہوتا ہے اور اپنے آپ پر بھی۔

عورتیں اپنی اولاد کے لئے زیادہ پیسے والی ملازمت چاہتی ہیں اس سلسلہ میں حرام وحلال کا بھی خیال نہیں کرتیں اور اولاد کو یورپ اور امریکہ کے بے شرم لوگوں کی پوشاک میں دیکھنا چاہتی ہیں اور دنیا ہی کو ان کی زندگی کا مقصد بنا دیتی ہیں۔ یہ مسلمان عورت کا طریقہ نہیں، اگر بچے زیادہ پیسے والی نوکری میں لگ گئے اور بنگلہ کوٹھی بنا کر رہنے لگے اور نمازیں غارت کرنے اور زکوٰتیں برباد کرنے کی وجہ سے دوزخ میں چلے گئے جس کی آگ دنیا کی اس آگ سے انہتر درجہ زیادہ گرم ہے تو اس پیسے کوٹھی اور بنگلہ سے کیا نفع ہوا؟ باتیں تو ہماری خشک ہیں اور پرانی ہیں مگر ہیں صحیح جو برا مانے گا اپنا برا کرے گا۔

Marfat.com

☆☆☆☆☆☆☆

كتاب الخلع وَالطّلاق وَالعِدّة

وحضانة الاولاد

طلاق کا بیان

بلا مجبوری کے طلاق کا سوال اٹھانے والی پر جنت حرام ہے

(۱۴۹) وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّمَا امْرَءَةٍ سَاَلَتْ زَوْجَهَا طَلَاقًا مِّنْ غَیْرِمَا بَاْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ.

(رواہ احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجہ والدارمی)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسولِ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت بغیر کسی مجبوری کے اپنے شوہر سے طلاق کا سوال کرے اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۸۳، ج ۲ بحوالہ ترمذی وغیرہ)

خلع کا مطالبہ کرنے والی عورتیں منافق ہیں

(۱۵۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُنْتَزِعَاتُ وَالْمُخْتَلِعَاتُ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سرورِ جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ شوہروں سے علیحدگی چاہنے والی اور خلع کا مطالبہ کرنے والی عورتیں نفاق والی عورتیں ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۸۲ بحوالہ نسائی)

تشریح:- اللہ جل شانہٗ نے مردوں کو عورتوں کی طرف اور عورتوں کو مردوں کی طرف محتاج بنایا ہے۔ فطری طور پر بیاہ شادی کرنے پر مجبور ہیں، شریعت مطہرہ نے انسان کے فطری تقاضوں کو پامال نہیں کیا بلکہ ان کی رعایت رکھی ہے۔ اسلام نے زنا کو حرام قرار دیا ہے اس لئے نکاح کرنا شرعاً محمود اور مستحسن ہی نہیں بلکہ بعض حالات میں واجب ہے۔ کس عورت کا کس مرد سے نکاح ہوسکتا ہے اور کس سے نہیں ہوسکتا ہے، شریعت نے

Marfat.com

اس کی تفصیل بتلادی ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

نکاح زندگی بھر نباہنے کے لئے ہوتا ہے:- ان تفصیلات کو سامنے رکھ کر جب کسی مسلمان مرد کا کسی مسلمان عورت سے نکاح ہو جائے تو اس کے بعد زندگی بھر ایک دوسرے کو چاہنے اور نباہنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ کبھی کبھار فریقین میں سے کسی کو طبعی طور پر ایک دوسرے کی جانب سے کچھ ناگواری ہو جائے تو نفس کو سمجھا بجھا کر درگزر کر دینا نباہنے کے لئے ایک ضروری امر ہے۔ مردوں کو حضور اقدس ﷺ نے کئی طرح سے سمجھایا ہے اور نباہنے کا حکم دیا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ لَا یَفْرُکْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ کَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَضِیَ مِنْهَا اٰخَرَ یعنی کوئی مرد کسی مومن عورت سے بغض نہ رکھے کیونکہ اگر اس کی کوئی خصلت ناگوار ہوگی تو دوسری خصلت پسند آجائے گی۔ (رواہ مسلم) اور عورتوں کو تعلیم دی ہے کہ طلاق کا سوال نہ اٹھائیں نباہنے کی کوشش کریں۔ جب کہیں دو چار برتن ہوتے ہیں تو آپس میں کھٹکتے ضرور ہیں ایسے ہی جب دو آدمی ایک ساتھ رہتے ہیں تو کبھی کچھ نہ کچھ ناگواری کی صورت سامنے آ ہی جاتی ہے اگر صبر نہ کیا جائے اور ناگواری کے سہنے کا مزاج نہ بنایا جائے تو آپس میں نباہ نہیں ہوسکتا اور آئے دِن چھوٹ چھٹاؤ کا سوال ہوتا رہے گا۔ پھر طلاق کے بعد بچے ویران ہوں گے ہر ایک کو اپنے لئے الگ الگ جوڑا تلاش کرنا ہوگا، بچے ماں سے یا باپ سے یا دونوں سے علیحدہ ہوں گے لہٰذا جہاں تک ممکن ہو زندگی بھر نباہ کرتے ہوئے چلتے رہنا چاہئے۔

بہت سی عورتیں مزاج کی تیز ہوتی ہیں بات بات میں مرد سے لڑ پڑتی ہیں جو حقوق واجب نہیں ان کا شوہر سے مطالبہ کرتی ہیں وہ پورا نہیں کرتا تو منہ پھلاتی ہیں اور اکڑ کر بیٹھ جاتی ہیں، شوہر کی ناشکری کرتی رہتی ہیں، شوہر کوئی بات کہے تو طلاق کی بات سامنے لے آتی ہیں۔ عورتوں کے اسی مزاج کے پیش نظر شریعت نے عورت کو طلاق دینے کا اختیار نہیں دیا ورنہ ایک ایک دن میں کئی بار طلاق دیا کرتیں، نکاح طلاق دینے کے لئے نہیں ہوتا زندگی بھر نباہنے کے لئے ہوتا ہے۔ مرد اگر طلاق دے دے تو طلاق ہو تو جاتی ہے لیکن طلاق دینا اسلام کے مزاج کے خلاف ہے۔

طلاق بغض کی چیز ہے:- اسی لئے ایک حدیث میں آیا ہے کہ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰهِ الطَّلَاق (ابوداؤد) یعنی حلال چیزوں میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ بغض اور نفرت کی چیز طلاق ہے، جب نباہنا اسلام کا مزاج ٹھہرا تو عورت کی جانب سے طلاق کا سوال اٹھانا سراسر غیر اسلامی فعل ہوگا اسی لئے یہ ارشاد فرمایا کہ طلاق یا خلع کا مطالبہ کرنے والی عورتیں منافق ہیں۔

اسلام کے تقاضوں پر نہ چلنا اور اسلام کا مدعی ہونا یہ دوغلے پن کی بات ہے۔ منافق دوغلا ہوتا ہے اندر کچھ ظاہر کچھ اور سب سے بڑا منافق وہ ہے جو دل سے منافق ہو اور زبان سے اسلام کا مدعی ہو لیکن جو شخص اسلام کا دعویدار ہے اور دل سے بھی دین اسلام کے حق ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے لیکن عمل میں ایمانی تقاضوں پر پورا نہیں اترتا اسے عمل کے اعتبار سے منافق کہا گیا ہے۔ حدیث شریف میں بہت سی خصلتوں کو منافقت کی خصلت بتایا ہے۔ ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جس میں چار خصلتیں ہوں گی وہ خالص منافق ہوگا اور جس میں ان سے ایک خصلت ہوگی تو اس کے بارے میں کہا جائے گا کہ اس میں منافق کی ایک خصلت ہے

Marfat.com

جب تک اسے چھوڑ نہ دے۔ وہ چار خصلتیں یہ ہیں:

(۱) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، (۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے، (۳) جب عہد کرے تو غدر کرے، (۴) جب جھگڑا کرے تو گالیاں دے۔ (بخاری و مسلم) چونکہ یہ شخص عمل کے اعتبار سے ایمانی تقاضوں کو پامال کرتا ہے اور اس کا عمل ایمانی مطالبات کے خلاف ہے اس لئے اُسے منافق کہا گیا، اسی طرح ایمان کا دعویٰ کرتے ہوئے عورت کی جانب سے طلاق کے سوال کو منافقت بتایا کیونکہ یہ بھی عمل کے اعتبار سے منافقت ہے۔

البتہ بعض مرتبہ ایسی مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں کہ نباہ کے راستے ہی ختم ہو جاتے ہیں گو ایسا کم ہوتا ہے، لیکن اسلام نے اس کی بھی رعایت رکھی ہے ایسے حالات میں مرد اگر طلاق دے دے یا عورت طلاق مانگے تو یہ وعید میں شامل نہیں اسی لئے حدیث نمبر ۱۴۹ میں فرمایا کہ جو عورت بغیر کسی مجبوری کے طلاق کا سوال کرے تو اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے، مجبوری کی بہت سی صورتیں ہیں مثلاً یہ کہ شوہر دین پر چلنے نہیں دیتا گناہوں پر مجبور کرتا ہے، بے جا مار کٹائی کرتا ہے یا ازدواجی حقوق ادا کرنے سے بالکل ہی معذور ہے اور اس کے درست ہونے کی کوئی امید نہیں، ان حالات میں شوہر سے طلاق لینے یا خلع کرنے یا بعض صورتوں میں مسلمان حاکم سے نکاح فسخ کرانے کی گنجائش ہے۔

بعض عورتیں ضد کر کے طلاق لیتی ہیں:- آج کل عورتیں شوہر کے ساتھ نباہ کرنے کا مزاج گویا ختم کر چکی ہیں، جہاں تھوڑی سی ان بن ہوئی شوہر سے کہا کہ اگر تو اصل ماں باپ کا جنا ہے تو مجھے ابھی طلاق دے دے حالانکہ عورت کا کام یہ تھا کہ شوہر کے بدلے ہوئے تیور دیکھتی تو ہٹ جاتی زبان بند کر لیتی تا کہ وہ غصہ میں آ کر طلاق کا لفظ منہ سے نہ نکالتا۔ جب شوہر عورت کے مطالبہ پر طلاق کے الفاظ نکال دیتا ہے تو جہالت کی وجہ سے وہ بھی طلاق کی مشین گن چالو کر دیتا ہے تین سے کم پر تو خاموش ہوتا ہی نہیں۔

طلاق زبان سے نکلتے ہی واقع ہو جاتی ہے:- طلاق کے بعد جب فریقین کا غصہ ٹھنڈا ہوتا ہے تو پچھتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں نے طلاق کی نیت سے طلاق نہیں دی اور بہت زیادہ غصہ میں تھا یا عورت حمل سے تھی یا اس کی ناپاکی کا زمانہ تھا، اور یہ بات اس لئے ذکر کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک غصہ میں یا حالت حمل و حیض میں طلاق نہیں ہوتی حالانکہ طلاق کا تعلق زبان سے ہے جب زبان سے طلاق نکلے گی واقع ہو جائے گی، شوہر غصہ میں ہو یا رضامندی میں اور عورت حمل سے ہو یا ناپاکی کے ایام میں ہو، بہر حال طلاق دینے سے طلاق واقع ہو جائے گی۔

مذاق میں بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے:- طلاق وہ چیز ہے کہ جو شوہر کی زبان سے مذاقاً نکل جانے سے بھی اثر کر جاتی ہے۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے ثَلاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ النِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ یعنی تین چیزیں ایسی ہیں جن میں اصلی نیت اور مذاق دونوں برابر ہیں یعنی بلا نیت کے مذاقاً زبان سے نکالنے سے بھی کام کر جاتی ہیں (۱) نکاح، (۲) طلاق، (۳) رجوع کر لینا (طلاق رجعی کے بعد) (ابوداؤد)

جب طلاق دے بیٹھتے ہیں اور عورتیں شوہر کو غصہ دلا کر طلاق لے چھوڑتی ہیں تو مفتی کے پاس سوال

Marfat.com

لے کر آتے ہیں اور مفتی کو موم کرنے کے لئے کہتے ہیں کہ میاں بیوی ایک دوسرے پر عاشق ہیں، بیوی خودکشی کرلے گی اگر اسی شوہر کے پاس رہنے کا راستہ نہ نکلا تو بچے ویران ہوں گے، اور یہ تکلیف ہوگی اور وہ مصیبت آئے گی دیکھئے مولوی صاحب کوئی راستہ نکالئے۔ بھلا مولوی کیا راستہ نکال سکتا ہے۔ دین اسلام اللہ کا قانون ہے مولوی مفتی کے بس میں نہیں کہ شریعت کے قانون کو بدل دے۔ مفتی مولوی قانون بتانے والے ہیں قانون بنانے والے نہیں قانون اللہ پاک کا ہے۔

رجعی طلاق:- آپس کے نباہ کا کوئی راستہ نہ رہا ہو اور طلاق دینی ہی ہو تو ایسا کرے کہ جس زمانہ میں عورت پاک ہو یعنی حیض سے نہ ہو اس زمانے میں ایک طلاق صاف لفظوں میں دے دے اس طرح سے ایک رجعی طلاق ہو جائے گی جس کا معنی یہ ہے کہ عدت کے اندر اندر رجوع کرنے یعنی لوٹا لینے کا حق رہتا ہے۔ ایک طلاق رجعی دینے کے بعد پھر چاہے تو رجوع کرلے اور رجوع کے لئے عورت کی رضامندی بھی ضروری نہیں ہے، عورت چاہے نہ چاہے مرد رجوع کرسکتا ہے۔ زبان سے صرف یہ کہہ دینے سے کہ میں نے اپنی بیوی کو لوٹا لیا، اس سے رجوع صحیح ہو جاتا ہے اگر دو گواہوں کے سامنے ایسا کہے تو بہتر ہے تاکہ رجوع کرنے نہ کرنے کے بارے میں اختلاف ہو جائے تو گواہوں کے ذریعہ رجوع کا ثبوت دیا جاسکے۔ اگر کسی نے طلاق رجعی کے بعد عدت کے اندر کوئی ایسا کام کرلیا جو میاں بیوی کے درمیان ہوتا ہے تو اس طرح بھی رجوع ہو جائے گا۔ اس کو رجوع بالفعل کہتے ہیں اور زبان سے لوٹا لینے کو رجوع بالقول کہتے ہیں۔

عدت کے بعد رجعی طلاق بائن ہو جاتی ہے:- اگر کسی نے طلاق رجعی دینے کے بعد عدت کے اندر رجوع نہ کیا تو یہی رجعی طلاق بائن طلاق ہو جائے گی، بائن طلاق میں رجوع کا حق نہیں رہتا ہاں اگر دونوں پھر میاں بیوی بننا چاہیں تو آپس کی رضامندی سے دوبارہ نکاح کرسکتے ہیں چاہئے تو یہی کہ عند الضرورت صرف ایک طلاق سے کام چلا لیا جائے۔ اگر طلاق کے بعد پچھتاوا ہو تو عدت کے اندر رجوع کرنے کا حق باقی ہونے کی وجہ سے شوہر رجوع کرسکے گا اور اگر جلدی ہوش نہ آیا اور عدت گزر گئی تو آپس میں دوبارہ نکاح ہوسکے گا۔

شریعت کی آسانی:- شریعت نے کتنی آسانی رکھی ہے۔ اوّل تو طلاق دینے ہی سے منع فرمایا، پھر اگر کوئی طلاق دینا ضروری ہی سمجھے تو اسے بتایا کہ ایک طلاق عورت کی پاکی کے زمانے میں دے دے اس میں غصہ ٹھنڈا ہونے اور سوچ بچار کرنے کا خوب اچھی طرح موقع مل جاتا ہے۔ اگر کسی نے صاف لفظوں میں ایک ساتھ دو طلاقیں دے دیں تو بھی رجعی ہوں گی اور اگر غیر حاملہ عورت کو پاکی کے زمانہ میں ایک طلاق صاف لفظوں میں دی اور رجوع نہ کیا اور اس کے بعد جو پاکی کا زمانہ آئے اس میں ایک طلاق اور دے دی تو وہ دوسری طلاق بھی رجعی ہوگی اور اس کا حکم بھی وہی ہوگا جو پہلی طلاق کا تھا، پھر اگر تیسری بار تیسری پاکی کے زمانہ میں ایک اور طلاق دے دی تو طلاق مغلظہ ہوگی۔ عدت طلاق تین حیض ہے اور حیض نہ آتا ہو (بچپن یا بڑھاپے کی وجہ سے) تو عدت تین ماہ ہے اور حاملہ ہو تو حمل ختم ہونے پر عدت ختم ہوگی۔ عدت کے اندر اندر جو طلاق شوہر دے گا واقع ہوتی رہیں گی۔

Marfat.com

بیک وقت تین طلاق:- لوگ اپنی جان پر زیادتی کرتے ہیں کہ ایک ساتھ طلاق کی تینوں گولیاں چھوڑ دیتے ہیں۔ شریعت طلاق ہی کی مخالف ہے پھر وہ ایک ساتھ تینوں طلاق دینے کی کیسے اجازت دے سکتی ہے تاہم اگر کوئی شخص ایک ساتھ تین طلاق دے ہی دے تو تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اسی طرح اگر کوئی شخص عدت گزرنے سے پہلے مختلف اوقات میں تین طلاقیں دے دے یا ہر پاکی کے زمانے میں ایک طلاق دیا کرے تو اس طرح سے تین طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں، تین طلاقوں کے بعد رجوع کا حق نہیں رہتا، بلکہ آپس کی رضامندی سے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔ تین طلاق پانے والی عورت اس طلاق دینے والے شوہر کے نکاح میں دوبارہ اسی صورت میں جا سکتی ہے کہ عدت گزار کر کسی دوسرے مسلمان سے اس کا نکاح ہو، پھر وہ اس سے میاں بیوی والا کام کرنے کے بعد طلاق دیدے یا مر جائے اس کے بعد عدت گزار کر پہلے شوہر سے نکاح ہو سکتا ہے اس کو ''حلالہ'' کہتے ہیں۔ اس کی مزید تفصیل انشاء اللہ آئندہ آئے گی۔

تین طلاق کے بارے میں چاروں اماموں کا مذہب:- بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ایک ساتھ تین طلاق دینے سے ایک ہی طلاق مانی جاتی ہے اور رجوع کا حق باقی رہتا ہے اور اسے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ کا مذہب بتاتے ہیں یہ بالکل غلط ہے۔ چاروں اماموں کا مذہب یہ ہے کہ ایک مجلس میں تین طلاقیں دے یا الگ الگ کر کے ہر پاکی کے زمانہ میں ایک طلاق دے، بہر حال تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور رجوع کا حق ختم ہو جاتا ہے اور اس کے بعد بغیر حلالہ کے آپس میں دونوں کا نکاح بھی نہیں ہو سکتا۔

فائدہ:- ایک یا دو رجعی طلاق دے کر اگر عدت کے اندر رجوع کر لیا تو اس طرح سے بیوی بنا کر رکھنا تو جائز ہو جائے گا مگر طلاق ختم نہ ہوگی کیونکہ اگر کبھی ایک کے بعد دو طلاقیں اور دے دیں یا دو کے بعد ایک طلاق اور دیدی تو پہلی طلاق حساب میں لگ کر تینوں طلاقیں مل کر مغلظہ طلاق ہو جائے گی اور جو تین طلاقوں کا حکم ہے وہی عائد ہو جائے گا، خوب سمجھ لیں۔ واللہ اعلم۔

تین طلاق کے بعد حلالہ کے بغیر دوبارہ نکاح نہیں ہو سکتا

(۱۵۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ جَآءَ تِ امْرَاَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِیِّ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ اِنِّیْ كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِیْ فَبَتَّ طَلَاقِیْ فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَهٗ عَبْدَالرَّحْمٰنِ بْنَ الزَّبِیْرِ وَمَا مَعَهٗ اِلَّا مِثْلَ هُدْبَةِ الثَّوْبِ فَقَالَ اَتُرِیْدِیْنَ اَنْ تَرْجِعِیْ اِلٰی رِفَاعَةَ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ لَا حَتّٰی تَذُوْقِیْ عُسَیْلَتَهٗ وَیَذُوْقَ عُسَیْلَتَكِ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رفاعہ قرظی کی (سابقہ) بیوی حضور اقدس ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا میں (پہلے) رفاعہ کے پاس تھی (یعنی ان کے نکاح میں تھی) انہوں نے مجھے پکی طلاق دے دی (یعنی تین طلاقیں دے کر جدا کر دیا ان کی عدت گزرنے کے بعد) میں نے عبدالرحمٰن بن الزبیرؓ سے نکاح کیا (ان کو ازدواجی حقوق ادا کرنے کے قابل نہ پایا) ان کے پاس ایسی چیز ہے جیسے کپڑے کا پلو، آنحضرت ﷺ نے مذکورہ خاتون کی بات سن کر سوال فرمایا کیا تم یہ چاہتی ہو کہ (اس سے طلاق لے کر عدت گزرنے کے بعد) رفاعہؓ سے دوبارہ نکاح کر لو؟ انہوں نے

Marfat.com

عرض کیا جی ہاں میں یہی چاہتی ہوں! آپ نے فرمایا نہیں! (ایسا نہیں ہوسکتا، رفاعہ کے نکاح میں دوبارہ جانے کا کوئی راستہ نہیں) جب تک کہ تم اس دوسرے شوہر سے تھوڑی لذت حاصل نہ کرلو اور وہ تم سے تھوڑی لذت حاصل نہ کرلے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۸۴ بحوالہ بخاری و مسلم)

تشریح:- پہلے عرض کیا جاچکا ہے کہ مرد کو تین طلاقیں دینے کا اختیار ہے لیکن تین طلاقیں دینا بہتر نہیں ہے۔ اگر کوئی ایسی صورت بن جائے کہ نباہ کا کوئی راستہ ہی نہ رہے تو عورت کے پاکی کے زمانے میں ایک طلاق دے کر چھوڑ دے، اگر پچھتاوا ہو تو عدت کے اندر رجوع کرلے۔ اگر عدت کے اندر رجوع نہ کیا تو یہ رجعی طلاق بائن ہو جائے گی اس کے بعد ہوش آجائے تو آپس میں باہمی رضامندی سے دوبارہ نئے مہر پر نکاح کرلیں۔ یہ ایسی بات ہے کہ جس پر عمل کرنے سے دقت اور مصیبت پیش نہیں آئے گی لیکن اس کے برخلاف لوگ یہ کرتے ہیں کہ بیک وقت ایک زبان میں اور ایک مجلس میں تین طلاقیں دے ڈالتے ہیں ایسا کرنے سے شرعاً تینوں طلاقیں واقع ہو جاتی ہیں اور رجوع کا راستہ بالکل ختم ہو جاتا ہے۔ تین طلاقوں کے بعد آپس میں بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح بھی نہیں ہوسکتا لہٰذا مرد کو چاہئے کہ اور کسی مسلمان عورت سے نکاح کر لے جس سے نباہ ہوسکے اور عورت کسی دوسرے مسلمان سے نکاح کرلے جس کے ساتھ گزارہ کی صورت بن سکے۔ جب تین طلاق ملنے والی عورت نے عدت گزار کر کسی دوسرے مرد سے نکاح کرلیا اور اس شوہر نے میاں بیوی والا کام بھی کرلیا پھر طلاق دے دی یا وفات پا گیا تو عدت گزار کر پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا ہے فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ (یعنی اگر شوہر نے تیسری طلاق دے دی تو اس کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک اس کے علاوہ دوسرے شوہر سے نکاح نہ کرے) اگر دوسرے شوہر سے صرف نکاح ہو جائے اور نکاح کر کے طلاق دیدے یا مر جائے تو پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی تین طلاقوں کے بعد شوہر کے لئے حلال ہونے کی یہ شرط ہے کہ دوسرا شوہر اس عورت سے میاں بیوی والا خاص کام بھی کرلے اس کے بعد طلاق دے دے یا وفات پا جائے اور عدت بھی گزر جائے۔ اسی شرط کو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اس روایت میں بیان کیا گیا ہے جس میں حضرت رفاعہؓ اور ان کی بیوی کا قصہ مذکور ہے۔

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ عورت یا مرد کو یہ ترغیب دی جارہی ہے کہ کسی مسلمان سے خواہی نہ خواہی ضرور اس عورت کا نکاح کیا جائے پھر اس سے طلاق لی جائے بلکہ یہ بتایا گیا ہے کہ دوسرے مرد سے نکاح ہو کر میاں بیوی والا کام ہو جانے کے بعد طلاق ہو جائے یا وہ مر جائے تو آپس کی رضامندی سے پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے اس کے بغیر دوبارہ نکاح کی کوئی صورت نہیں ہے۔ چونکہ مرد نے تین طلاق دے کر قانون شریعت کی خلاف ورزی کی ہے اس لئے اسی عورت کے دوبارہ حاصل ہونے کے لئے بطور سزا یہ شرط عائد کی ہے، اس شرط میں ترکیب اور تفصیل مذکور ہے اس کو "حلالہ" کہتے ہیں۔

عموماً ایسا ہوتا ہے کہ جب کوئی شخص تین طلاقیں دے کر پچھتاتا ہے اور مفتی سے معلوم کرنے پر پتہ چلتا ہے کہ دوبارہ نکاح کرنے کا بھی کوئی راستہ نہیں رہا الا یہ کہ کسی دوسرے مرد سے اس عورت کا نکاح ہو اور حلالہ

Marfat.com

کی سب شرطیں پوری ہوں تو عورت سے ضد کرتا ہے کہ تو فلاں مرد سے نکاح کر لے حالانکہ وہ اب پہلے شوہر کی پابند نہیں رہی جس مسلمان مرد سے چاہے نکاح کرے اور جتنے مہر پر کرے اُسے اختیار ہے بلکہ اگر اس نے کسی مرد سے نکاح کر لیا اور اس نے طلاق دے دی یا مر گیا تب بھی عورت کو مجبور نہیں کیا جا سکتا کہ پہلے شوہر سے نکاح کر لے۔

بالفرض اگر عورت اس بات پر راضی ہو جائے کہ عدت گزارنے کے بعد کسی اور شخص سے نکاح کر لے پھر حلالہ کی شرطیں پوری کرنے کے بعد شوہر اوّل سے نکاح کرنے پر رضامندی کا اظہار کر دے تب بھی یہ جائز نہیں ہے کہ کسی شخص سے یہ معاہدہ کیا جائے کہ تم اس عورت سے نکاح کر لو اور حلالہ کی شرط پوری کر کے چھوڑ دینا تا کہ شوہر اوّل سے نکاح ہو سکے ایسا معاملہ اور معاہدہ شرعاً ممنوع ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهٗ یعنی رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی مُحَلِّلْ پر اور مُحَلَّلَ لَهٗ پر۔ (مشکوٰۃ شریف)

مُحَلِّلْ وہ ہے جو حلال کر کے دے یعنی جو اس شرط کو منظور کر کے نکاح کر لے کہ وہ حلالہ کی شرط پوری کر کے چھوڑ دے گا اور مُحَلَّلَ لَهٗ وہ ہے جس نے تین طلاقیں دی تھیں یعنی شوہر اوّل جو یہ شرط لگا کر کسی سے اپنی طلاق دی ہوئی بیوی کا نکاح کراتا ہے کہ تم اس کو ایک دو رات رکھ کر چھوڑ دینا۔ دیکھئے دونوں پر لعنت فرمائی اس لئے حلالہ کی شرط پر نکاح کرنا اور کرانا گناہ ہے لیکن اس طرح شرط لگا کر کسی نے نکاح کرا دیا اور حلالہ کی شرطیں پوری ہو گئیں تو شوہر اوّل کے لئے حلال ہو جائے گی یعنی وہ اس سے نکاح کر سکے گا جو عورت کی مرضی سے ہوگا۔ بات کو خوب سمجھ لیں۔

خلع کرنے کا طریقہ اور اس کے مسائل نیز شرائط و نتائج

(۱۵۱) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتِ بْنِ قَيْسٍ اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثَابِتُ بْنُ قَيْسٍ مَا اَعْتِبُ عَلَيْهِ فِیْ خُلُقٍ وَّلَا دِيْنٍ وَّلٰكِنِّیْ اَكْرَهُ الْكُفْرَ فِی الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَتَرُدِّيْنَ عَلَيْهِ حَدِيْقَتَهٗ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْبَلِ الْحَدِيْقَةَ وَطَلِّقْهَا تَطْلِيْقَةً. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ ثابت بن قیسؓ کی بیوی (جمیلہ یا حبیبہ) حضور اقدس ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ثابت بن قیس جو میرے شوہر ہیں مجھے ان کی عادت و خصلت اور دینداری کے بارے میں کوئی ناراضگی نہیں ہے (کیونکہ وہ دیندار بھی ہیں اور اخلاق بھی اچھے ہیں اس سب کے باوجود میری طبیعت کا ان سے جوڑ نہیں کھاتا اور ان کے ساتھ رہنے کو جی نہیں چاہتا اس صورت میں اگر میں ان کے ساتھ رہوں تو ان کے حقوق کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہے ایک اچھے آدمی کے ساتھ رہوں اور وہ اخراجات برداشت کرے اور اس کے حقوق کی ادائیگی نہ ہو یہ ناشکری کی بات ہے) لیکن میں مسلمان ہوتے ہوئے ناشکری کو ناپسند کرتی

Marfat.com

ہوں (لہٰذا میری اور ان کی جدائی ہو جائے تو بہتر ہے) یہ سن کر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کیا (طلاق کے بدلہ) تم اس کا باغیچہ واپس کر دو گی (جو اس نے مہر میں دیا ہے) اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ہاں میں واپس کر دوں گی۔ آپ نے یہ سن کر حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم باغیچہ قبول کر لو اور (اس کے عوض) اس کو ایک طلاق دے دو۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۸۳ بحوالہ بخاری)

تشریح:- اسلامی تعلیمات کا اصل رخ یہ ہے کہ نکاح کا معاملہ اور معاہدہ عمر بھر کے لئے ہو، اس کے توڑنے اور ختم کرنے کی کبھی نوبت ہی نہ آئے کیونکہ جدائی کا اثر فریقین ہی پر نہیں پڑتا بلکہ اس کی وجہ سے نسل و اولاد کی تباہی و بربادی ہوتی ہے اور بعض اوقات خاندانوں اور قبیلوں میں فساد تک کی نوبت آ جاتی ہے اِسی لئے جو اسباب اور وجوہ اس معاملہ کو توڑنے کا سبب بن سکتے ہیں اسلامی تعلیمات نے ان تمام اسباب کو راہ سے ہٹانے کا پورا انتظام کیا ہے۔ شوہر اور بیوی کو جو ہدایتیں قرآن و سنت میں دی گئی ہیں ان کا حاصل یہ ہے کہ رشتۂ ازدواج ہمیشہ زیادہ سے زیادہ مستحکم ہوتا چلا جائے اور ٹوٹنے نہ پائے۔ ناموافقت کی صورت میں اوّل افہام و تفہیم کی پھر زجر و تنبیہ کی ہدایتیں دی گئیں اور اگر بات بڑھ جائے اور اس سے بھی کام نہ چلے تو دونوں خاندانوں کے افراد کو حکم اور ثالث بنا کر معاملہ طے کرنے کی تعلیم دی۔ آیت سورۂ نساء فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا میں خاندان کے افراد کو ثالث بنانے کا حکم دیا ہے جو بہت حکیمانہ ہے کیونکہ اگر معاملہ خاندان سے باہر گیا تو بات بڑھ جائے گی اور دلوں میں زیادہ بعد پیدا ہو جانے کا خطرہ ہو جائے گا۔

لیکن بعض اوقات ایسی صورتیں بھی پیش آتی ہیں کہ اصلاحِ حال کی تمام کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں اور نکاح سے مطلوبہ ثمرات حاصل ہونے کے بجائے فریقین کا آپس میں مل کر رہنا عذاب بن جاتا ہے ایسی حالت میں تعلق کا ختم کر دینا ہی طرفین کے لئے راحت اور سلامتی کا باعث ہو جاتا ہے اس لئے شریعت اسلام نے بعض دوسرے مذاہب کی طرح یہ بھی نہیں کہا کہ رشتۂ ازدواج ناقابل فسخ ہی رہے بلکہ طلاق اور فسخ نکاح کا قانون بنایا۔ طلاق کا اختیار تو صرف مرد کو دیا جس میں عادۃً فکر و تدبر اور تحمل کا مادہ عورت سے زائد ہوتا ہے، عورت کے ہاتھ میں یہ اختیار نہیں دیا، تاکہ وقتی تاثرات سے مغلوب ہو کر (جو عورت میں بہ نسبت مرد کے زیادہ ہے) طلاق نہ دے ڈالے لیکن عورت کو بھی بالکل اس حق سے محروم نہیں رکھا کہ وہ شوہر کے ظلم و ستم سہنے پر مجبور ہی ہو بلکہ اس کو یہ حق دیا کہ اگر اپنے شوہر کو کسی وجہ سے اتنا ناپسند کرتی ہو کہ اس کے ساتھ کسی قیمت پر نباہ کرنا ممکن ہی نہ رہا ہو تو اس کا بہترین طریقہ تو یہی ہے کہ وہ شوہر کو سمجھا بجھا کر طلاق دینے پر آمادہ کر لے ایسی صورت میں شوہر کو بھی یہی چاہئے کہ جب وہ نکاح کے رشتہ کو خوشگواری کے ساتھ نبھتا نہ دیکھے اور یہ محسوس کر لے کہ اب یہ رشتہ دونوں کے لئے ناقابل برداشت بوجھ کے سوا کچھ نہیں رہا تو وہ شرافت کے ساتھ اپنی بیوی کو ایک طلاق دے کر چھوڑ دے تاکہ عدت گزرنے کے بعد وہ جہاں چاہے نکاح کر سکے۔

لیکن اگر شوہر اس بات پر راضی نہ ہو تو عورت کو یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ شوہر کو کچھ مالی معاوضہ پیش کر کے اس سے طلاق حاصل کر لے۔ عموماً اس غرض کے لئے عورت مہر معاف کر دیتی ہے اور شوہر اسے قبول کر کے عورت کو آزاد کر دیتا ہے۔ اس کے لئے اسلامی شریعت میں جو خاص طریقہ کار مقرر ہے اُسے فقہ کی

Marfat.com

اصطلاح میں خلع کہا جاتا ہے، نکاح اور دوسرے شرعی معاملات کی طرح خلع بھی ایجاب وقبول کے ذریعہ انجام پاتا ہے لیکن اگر زیادتی مرد کی طرف سے ہو تو فقہاء کا اس پر اتفاق ہے کہ شوہر کے لئے معاوضہ لینا جائز نہیں اسے چاہئے کہ معاوضہ کے بغیر عورت کو طلاق دے دے ایسی صورت میں اگر مرد معاوضہ لے گا تو مرتکب گناہ ہوگا۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی کا جو واقعہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا اس میں یہی بات ہے کہ شوہر بیوی سے خوش تھا اور بیوی بھی اس کی خوش خلقی اور دینداری کا اقرار کر رہی تھی لیکن شوہر سے اس کا دل نہیں لگتا تھا اور اس سے طبیعت مانوس نہ ہوتی تھی جس کی وجہ سے چھٹکارا چاہتی تھی۔ چونکہ مذکورہ واقعہ میں شوہر کا کوئی قصور نہ تھا اس لئے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوی کو باغ واپس دینے کی ہدایت فرمائی۔ اس صورت میں طلاق کے عوض شوہر کو وہ باغ بلا کراہت واپس لے لینا درست ہوگا۔ اگر کوئی عورت مال کے بدلے طلاق مانگے تو شوہر پر واجب نہیں ہے کہ اس کی بات قبول کر لے۔ اسی لئے حدیث کی شرح لکھنے والے علماء نے بتایا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ طلاق دے دو درجۂ وجوب میں نہ تھا بلکہ یہ ایک امر استحبابی تھا۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو باغ قبول کر کے ایک طلاق دینے کو فرمایا، مال کے بدلہ جو طلاق دی جائے وہ بائن ہوتی ہے اگر چہ ایک یا دو طلاق ہو اور صریح لفظوں میں ہو۔ بائن طلاق کے بعد پھر آپس میں دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں۔ تین طلاق دینے کے بغیر حلالہ کے بعد دوبارہ نکاح بھی نہیں ہو سکتا، اس لئے تین طلاق سے منع فرمایا اور مال لے کر طلاق دی جائے تو وہ رجعی اس لئے نہیں ہوتی کہ اگر شوہر رجوع کر لے گا تو عورت کی جان نہ چھوٹے گی اور اس کا مال ضائع جائے گا۔

یہاں یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ جب حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی بیوی نے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی ناگواری کے پیش نظر نکاح فسخ نہیں فرما دیا بلکہ شوہر کو مہر میں دیا ہوا باغیچہ واپس دلا کر طلاق دلائی۔

خلع کے مسائل: مسئلہ:- جب عورت نے شوہر سے کہا کہ جو میرا مہر واجب ہے اس کے بدلہ میری جان چھوڑ دے یا اس قدر روپے کے عوض مجھے چھوڑ دے پھر اس کے جواب میں مرد نے اسی مجلس میں کہہ دیا کہ ''میں نے چھوڑ دی'' تو اس سے ایک بائن طلاق واقع ہوگئی اور مرد کو رجوع کا حق نہیں رہا۔ مرد وعورت کا سوال وجواب دونوں ایک ہی مجلس میں ہونے چاہئیں اگر عورت نے اپنی بات کہی اور مرد کے جواب دینے سے پہلے دونوں میں سے کوئی وہاں سے اٹھ گیا تو بات ختم ہوگئی۔ اب اگر مرد کہے کہ طلاق دیتا ہوں تو طلاق ہو جائے گی مگر عورت پر کچھ واجب نہ ہوگا اور قانون طلاق کے مطابق صاف لفظوں میں ایک یا دو طلاق دے گا تو رجعی ہوگی اور تین طلاقیں دے گا تو مغلظہ طلاق ہو جائے گی۔ یہ تفصیل اس صورت میں ہے جبکہ عورت نے پہلے پیشکش کی ہو۔

مسئلہ:- اور اگر مرد نے بات کہنے میں پیش قدمی کی اور اس نے کہا کہ میں نے تجھ سے اتنی رقم پر یا مہر کے عوض خلع کیا اور عورت نے کہا کہ میں نے قبول کیا تو خلع ہوگیا جو طلاق بائن کے حکم میں ہوگا اگر عورت نے

Marfat.com

اسی جگہ جواب نہ دیا اور وہاں سے اُٹھ کھڑی ہوئی اس کے بعد منظوری دی یا قبول ہی نہیں کیا مثلاً بالکل خاموش رہ گئی یا مرد کی پیشکش کو رد کر دیا تو اس سے کوئی طلاق نہیں ہوگی اور اگر مرد کی پیشکش کے بعد عورت اپنی جگہ بیٹھی رہی اور مرد اپنی بات کہہ کر چلتا بنا اور عورت نے اس کے اٹھ جانے کے بعد قبول کیا تب بھی خلع ہو گیا۔

مسئلہ:- جب مرد نے کہا کہ میں نے تجھ سے خلع کیا، عورت نے کہا میں نے قبول کیا، روپیہ پیسہ کا یا مہر کی واپسی کا یا بقیہ مہر کو عوض میں لگانے کا کوئی ذکر نہ ہوا تب بھی جو مالی حق مرد کا عورت پر ہے یا عورت کا مالی حق مرد پر ہو سب معاف ہو گیا اگر مرد کے ذمہ مہر باقی ہو پورا یا کچھ کم یا آدھا تہائی وہ بھی معاف ہو گیا البتہ اگر عورت پورا مہر پا چکی ہے تو اس صورت میں اس کا واپس کرنا واجب نہیں البتہ عدت ختم ہونے تک نان نفقہ اور رہنے کا مکان عورت کے لئے دینا شوہر پر لازم ہوگا ہاں اگر عورت نے اس سخاوت سے کام لیا کہ جان چھڑانے کے لئے یہ بھی کہہ دیا کہ مجھ سے خلع کر لے روٹی کپڑا بھی ایام عدت میں تجھ سے نہ لوں گی تو وہ بھی معاف ہو گیا۔

مسئلہ:- اگر مخصوص رقم کے عوض خلع کیا مثلاً یوں کہا کہ ہزار روپے کے عوض خلع کرتا ہوں اور عورت نے قبول کیا تو یہ ہزار روپے عورت پر واجب ہو گئے خواہ اس سے قبل اپنا مہر لے چکی ہو یا ابھی وصول کرنا باقی ہو اگر ابھی مہر نہ لیا ہو تو وہ نہ ملے گا کیونکہ خلع کی وجہ سے معاف ہو گیا اور عورت پر لازم ہوگا کہ شوہر کو طے شدہ ہزار روپے ادا کرے۔

طلاق بالمال:- مذکورہ تفصیل اس وقت ہے کہ جبکہ لفظ خلع استعمال کیا یا یوں کہا کہ اتنے روپے کے عوض یا میرے مہر کے عوض میری جان چھوڑ دے اور اگر یوں کہا کہ ہزار روپے کے عوض مجھے طلاق دے دے تو اس کو خلع نہ کہا جائے گا البتہ اگر شوہر نے ہزار روپے کے عوض طلاق دے دی تو ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی اور چونکہ یہ صورت خلع کی نہیں ہے اس لئے اسے فقہاء کرام طلاق بالمال کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جس مال پر آپس میں طلاق کا دینا طے ہوا ہے اس کے مطابق اگر مرد طلاق دے دے تو عورت پر اس قدر مال دینا لازم ہوگا لیکن آپس میں جو ایک دوسرے کا کوئی مالی حق ہے وہ معاف نہ ہوگا اگر عورت کا کل یا بعض مہر باقی ہے تو وہ دعویدار ہو کر لے سکتی ہے۔ طلاق بالمال بھی ایک معاملہ ہے جو دونوں فریق کی منظوری سے ہو سکتا ہے۔

مسئلہ:- عورت نے کہا کہ مجھے طلاق دے مرد نے جواب میں کہا تو اپنا مہر وغیرہ سب حق معاف کر دے تو طلاق دے دوں اس پر عورت نے کہا اچھا معاف کیا یا لکھ کر دے دیا پھر شوہر نے طلاق نہ دی تو کچھ معاف نہیں ہوا۔ اگر شوہر اسی مجلس میں طلاق دے دے تو عورت کا معاف کرنا معتبر ہوگا ورنہ وہ اپنا حق وصول کر سکے گی۔

مسئلہ:- اگر مرد نے زبردستی کر کے مار پیٹ کر عورت کو خلع کرنے پر مجبور کر دیا اور اس کی زبان سے خلع کرنے کا لفظ کہلوا لیا یا لکھے ہوئے خلع نامہ پر انگوٹھا لگوا لیا یا دستخط کروا لیا اور کہا کہ خلع کرتا ہوں تو اس سے طلاق واقع ہو جائے گی لیکن عورت پر مال واجب نہ ہوگا نہ اس کا کوئی حق معاف ہوگا۔ اگر مہر باقی ہے تو

Marfat.com

شوہر پر اس کا ادا کرنا واجب رہے گا۔

مسئلہ:- اگر کسی شوہر نے عورت کی جانب سے کاغذ لکھ لیا کہ میں نے مہر یا اپنے دیگر حقوق کے عوض طلاق لینا منظور کر لیا اور اسے دکھائے بغیر کچھ اور بات سمجھا کر دستخط کرالیا یا انگوٹھا لگوالیا تو کچھ معاف نہ ہوگا۔ البتہ اگر شوہر نے کہا کہ میں نے طلاق دی ہے یا خلع کیا ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ اگر شوہر نے کورٹ میں کاغذ پیش کر کے دنیا والے حاکموں کے یہاں معافی کا فیصلہ کرالیا تو وہ معتبر نہ ہوگا اور قاضی روزِ جزا کے حضور میں جب پیشی ہوگی تو اس مال کے عوض نیکیاں دینی ہوں گی یا عورت کے گناہ اپنے سر پر لینے ہوں گے۔

یہ سب تفصیل ہم نے یہ بتانے کے لئے لکھی ہے کہ خلع دونوں کے درمیان طے ہونے والا معاملہ ہے کوئی ایک فریق خود سے فیصلہ نہیں کر سکتا۔

دورِ حاضر کے حکام کا خلع اور فسخ نکاح کے بارے میں غیر شرعی طریق کار:- آج کل کے حکام نے جو یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ جہاں عورت نے استغاثہ کیا نکاح فسخ کرنے کا فیصلہ دے دیا اور اس کا نام خلع رکھ دیا یہ سراسر غیر شرعی طریقہ ہے، بعض مرتبہ شوہر تک سمن پہنچتا بھی نہیں یا وہ حاضر عدالت ہوتا ہے اور بیوی کو بیوی کی طرح ادائیگی حقوق کے ساتھ رکھنا چاہتا ہے پھر بھی بعض حکام نکاح فسخ کر دیتے ہیں اور عورت کی ناپسندیدگی ہی کو حق خلع استعمال کرنے کی دلیل بنا کر جدائی کا فیصلہ کر دیتے ہیں۔ یہ طریق کار یورپ کے قوانین سے تو جوڑ کھاتا ہے مگر شریعت کے بالکل خلاف ہے۔ یہ نہ تو شرعی خلع ہے (کیونکہ فیصلہ مرد کی مرضی کے بغیر کر دیا جاتا ہے) اور نہ اس طرح فسخ کر دینے سے نکاح فسخ ہوتا ہے اور ایسے فیصلہ کے بعد دوسرے مرد سے نکاح کرنا درست نہیں ہوتا۔

بعض حالات میں حاکم مسلم کو نکاح فسخ کر دینے کا حق ہے مگر مخصوص اسباب اور مخصوص طریق کار کے بغیر فسخ کر دینے سے نکاح فسخ نہیں ہو سکتا جن اسباب کی وجہ سے نکاح فسخ کرنے کا اختیار ہے وہ یہ ہیں، (۱) شوہر کا پاگل ہونا، (۲) متعنت ہونا (جو نان نفقہ نہ دے)، (۳) نامرد ہونا، (۴) مفقود الخبر (گمشدہ) ہونا جس کی موت وحیات کا پتہ نہ ہو، (۵) غائب غیر مفقود ہونا جس کی زندگی کا علم تو ہو مگر پتہ نہیں کہ کہاں ہے۔ ان اسباب کی بنیاد پر مخصوص شرائط اور حدود و قیود کے ساتھ مسلم حاکم نکاح فسخ کر سکتا ہے جو کتاب ''الحیلۃ الناجزۃ'' میں لکھی ہیں۔ واضح رہے کہ کافر جج (قادیانی یا عیسائی وغیرہ) کے فسخ کرنے سے نکاح فسخ نہ ہوگا اگرچہ اسباب وشرائط کا لحاظ کرتے ہوئے فسخ کرے۔

عدتِ طلاق اور عدتِ وفات کے مسائل

(۱۵۲) وَعَنِ الْمِسْوَرِ بْنِ مَخْرَمَةَ اَنْ سُبَيْعَةَ الْاَسْلَمِيَّةَ نُفِسَتْ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بِلَيَالٍ فَجَآءَ تِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاسْتَأْذَنَتْهُ اَنْ تَنْكِحَ فَاَذِنَ لَهَا فَنَكَحَتْ. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت مسور رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابیہ سُبیعہؓ کے بطن سے ان کی شوہر کی وفات کے چند دن کے بعد بچہ تولد ہو گیا۔ وہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور (چونکہ تولد ہو جانے کی وجہ سے عدت ختم ہو چکی تھی) اس لئے انہوں نے کسی دوسرے مرد سے نکاح کی اجازت چاہی چنانچہ آپ

Marfat.com

نے اجازت دے دی اور انہوں نے نکاح کرلیا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۸۸ بحوالہ بخاری)

تشریح:- جب کوئی مرد اپنی بیوی کو طلاق دے دے یا مر جائے تو عورت پر عدت گزارنا لازمی ہوتا ہے یعنی شریعت کے اصول کے مطابق مخصوص و مقرر ایام گزر جانے تک اسے کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنے کی اجازت نہیں ہوتی اور اس کے علاوہ بھی عدت کے دوران کچھ اور پابندیاں عائد ہو جاتی ہیں۔ حدیثِ بالا میں عدت سے متعلق ایک مسئلہ ذکر فرمایا ہے جس کی تشریح ابھی آتی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

جب کسی عورت کو طلاق ہو جائے تو دیکھا جائے گا کہ یہ شوہر کے یہاں گئی ہے یا نہیں گئی ہے اگر شوہر کے یہاں نہیں گئی یعنی میاں بیوی میں یکجائی نہیں ہوئی اور صرف نکاح کے بعد طلاق ہو گئی تو ایسی عورت پر کوئی عدت لازم نہیں جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا. (سورۃ الاحزاب)

ترجمہ: اے ایمان والو تم جب مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر تم ان کو قبل ہاتھ لگانے کے طلاق دے دو تو تمہارے لئے ان پر کوئی عدت نہیں جس کو تم شمار کرنے لگو تو ان کو کچھ متاع دے دو اور خوبی کے ساتھ ان کو رخصت کر دو۔

اور اگر نکاح کے بعد میاں بیوی میں یکجائی ہو چکی ہے تو دیکھا جائے گا کہ عورت کو حمل ہے یا نہیں۔ اگر عورت کو حمل ہو تو اس کی عدت وضع حمل پر ختم ہو گی یعنی جب تک ولادت نہ ہو جائے اس وقت تک عدت میں رہے گی خواہ ایک دن بعد وضع حمل ہو جائے، خواہ کئی مہینے لگ جائیں یا سال ڈیڑھ سال یا اس سے بھی زیادہ لگ جائے (واضح رہے کہ شریعت میں حمل کی مدت زیادہ سے زیادہ دو سال ہے) اور اگر اسے حمل نہ ہو تو اس کی عدت یہ ہے کہ تین ماہواری گزر جائے اس کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں ہے، جتنے دن میں تین حیض گزریں اتنے دن تک عدت میں رہنا ہو گا۔ عورتوں میں جو یہ مشہور ہے کہ تین مہینے تیرہ دن یا تین مہینے دس دن عدت ہے شرعاً اس کا کوئی ثبوت نہیں، عدت کا مدار حمل ہونے کی صورت میں وضع حمل پر اور حمل نہ ہونے کی صورت میں تین حیض گزر جانے پر ہے۔

مسئلہ:- اگر کسی عورت کو ایسی حالت میں طلاق ہوئی کہ اسے اب تک حیض نہیں آیا یا زیادہ عمر ہونے کی وجہ سے حیض آنا بند ہو گیا ہو تو اس کی عدت تین ماہ ہے۔ یہ تین ماہ چاند کے حساب سے شمار ہوں گے۔ قرآن مجید نے ان مسائل کو سورۂ بقرہ اور سورۂ طلاق میں بیان فرمایا ہے۔ سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے: وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ. یعنی جن عورتوں کو طلاق دے دی جائے وہ تین حیض تک اپنے کو نکاح سے روکے رکھیں۔ اور سورۂ طلاق میں فرمایا ہے کہ وَالّٰٓئِيْ يَئِسْنَ مِنَ الْمَحِيْضِ مِنْ نِّسَآئِكُمْ اِنِ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلٰثَةُ اَشْهُرٍ وَّالّٰٓئِيْ لَمْ يَحِضْنَ یعنی جو عورتیں حیض سے ناامید ہو چکی ہیں (بڑھاپے کی وجہ سے) اگر تم کو (ان کی عدت مقرر کرنے میں) شبہ ہو تو ان کی عدت تین ماہ ہے۔ ایسے ہی ان عورتوں کی عدت تین ماہ ہے جن کو اب تک حیض نہیں آیا۔

Marfat.com

اب رہی وہ عورت جس کا شوہر وفات پا چکا ہو اس کی عدت میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ حمل سے ہے تو جب بھی وضع حمل ہو جائے اس وقت اس کی عدت ختم ہو جائے گی، اگر چہ شوہر کی وفات کو دو چار ہی روز گزرے ہوں یا اس سے بھی کم وقت گزرا ہو۔ حدیثِ بالا میں یہی مسئلہ بتایا ہے۔ اور اگر حمل کی مدت بڑھ جائے تو اس کے بقدر عدت کے ایام بڑھ جائیں گے اور اگر یہ عورت حمل سے نہیں ہے تو اس کی عدت چاند کے اعتبار سے چار مہینہ دس دن ہے۔ حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا.

ترجمہ: اور جو لوگ تم میں وفات پا جاتے ہیں اور بیبیاں چھوڑ جاتے ہیں وہ بیبیاں اپنے آپ کو روکے رکھیں چار مہینے اور دس دن۔

مسئلہ:- جس عورت کا نکاح اصول شریعت کے مطابق کسی مسلمان حاکم نے فسخ کیا ہو اس پر بھی عدت لازم ہے اور اسے عدت طلاق پوری کرنی ہوگی۔

مسئلہ:- جس عورت نے شوہر سے خلع کر لی ہو اسے بھی عدت طلاق گزارنی ہوگی۔

مسئلہ:- جس عورت کو طلاق دے دی گئی ہو اس کے عدت کے زمانہ کا نان نفقہ اور رہنے کا گھر طلاق دینے والے شوہر ہی کے ذمہ ہے بشرطیکہ عورت شوہر کے دیئے ہوئے اس گھر میں عدت گزارے جس میں طلاق سے پہلے رہتی تھی، اگر ماں باپ کے یہاں چلی جائے تو شوہر پر ایام عدت کا نان نفقہ واجب نہ ہو گا۔ واضح رہے کہ ایام عدت شوہر ہی کے گھر پر گزارنا لازم ہے، جہاں رہتے ہوئے طلاق ہوئی اور طلاقِ بائن یا مغلظہ ہو تو شوہر سے پردہ کر کے رہے۔

مسئلہ:- اگر عورت ایام عدت کا نان نفقہ معاف کر دے تو معاف ہو جائے گا۔

مسئلہ:- جس عورت کا شوہر وفات پا جائے اس عورت کے لئے شوہر کے مال میں میراث تو ہے لیکن عدت کا نان نفقہ نہیں ہے اور اگر مہر وصول نہ ہوا ہو اور معاف بھی نہ کیا ہو تو حصہ میراث سے پہلے مہر وصول کرے گی۔

مسئلہ:- اگر کسی عورت سے اس شرط پر نکاح کیا تھا کہ مہر نہ ملے گا یا نکاح کے وقت مہر کا کوئی تذکرہ نہ ہوا ہو اور پھر میاں بیوی والی یکجائی ہونے سے پہلے طلاق دے دی تو شوہر پر لازم ہے کہ اس عورت کو چار کپڑوں کا ایک جوڑا اپنی حیثیت کے مطابق دے۔ کپڑے یہ ہیں ایک کرتہ، ایک پاجامہ، ایک دوپٹہ اور ایک بڑی چادر جس میں سر سے پاؤں تک لپٹ سکے۔ اور اگر مہر مقرر کئے بغیر نکاح کرنے کے بعد شوہر کو میاں بیوی والی تنہائی بھی حاصل ہو گئی یا وہ مر گیا تو مہر مثل دینا ہوگا۔

یعنی اتنا مہر دینا ہوگا جتنا اس عورت کے میکے کی اس جیسی عورتوں کا مہر ہوا کرتا ہے۔ اس جیسی حسن و جمال اور عمر اور دینداری اور سلیقہ مندی وغیرہ میں دیکھی جائے گی۔ یہ مسئلہ مہر کے باب سے متعلق ہے، لیکن ہم نے نان نفقہ کے ذیل میں اس لئے لکھ دیا ہے کہ کپڑے کا جوڑا جس صورت میں دینا پڑتا ہے وہ سامنے آ جائے اور جس صورت میں کپڑوں کے علاوہ اور کچھ واجب ہوتا ہے اس کا بھی علم ہو جائے۔

Marfat.com

مسئلہ:- جب کسی عورت کو طلاق ہو جائے یا شوہر وفات پا جائے اس کی عدت اسی وقت سے شروع ہو جاتی ہے۔ اگر ایام عدت گزرنے کے بعد عورت کو طلاق یا شوہر کی موت کا پتہ چلا تو شرعاً عدت گزر گئی مزید عدت گزارنا لازم نہیں۔

مسئلہ:- اگر کسی ایسی عورت کو طلاق ہوئی جسے حیض آنا شروع نہ ہوا تھا اس کی وجہ سے مہینوں کے حساب سے عدت گزارنے لگی پھر تین ماہ گزارنے سے پہلے حیض آ گیا تو اب اس کی عدت تین حیض ہوگی مہینوں کا حساب ختم ہو جائے گا۔ جب تین حیض پورے ہو جائیں اس وقت عدت ختم ہوگی۔

مسئلہ:- حیض کے زمانہ میں طلاق دینا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے شریعت کا خیال نہ کیا اور حیض کے زمانہ میں طلاق دے دی تو واقع ہو جائے گی اور اس کی عدت بھی تین حیض ہوگی اور یہ تین حیض اس حیض کے علاوہ ہوں گے جس میں اس نے طلاق دی ہے یعنی جس حیض میں طلاق دی گئی ہے وہ حیض عدت شمار نہ ہوگا۔

مسئلہ:- کسی نے اپنی بیماری کے زمانہ میں طلاق بائن دے دی اور طلاق کی عدت ابھی پوری نہیں ہونے پائی تھی کہ وہ مر گیا تو دیکھا جائے گا کہ طلاق کی عدت کی مدت زیادہ ہے یا موت کی عدت کی مدت زیادہ ہے جس عدت میں زیادہ دن لگیں گے وہ عدت پوری کرے اور اگر بیماری میں طلاق رجعی دی ہے اور ابھی عدت طلاق کی نہ گزری تھی کہ شوہر مر گیا تو اس عورت پر وفات کی عدت لازم ہے۔

عدت کے ایام میں سوگ کرنا بھی واجب ہے

(۱۵۳) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُتَوَفّٰی عَنْهَا زَوْجُهَا لَا تَلْبَسُ الْمُعَصْفَرَ مِنَ الثِّیَابِ وَلَا الْمُمَشَّقَةَ وَلَا الْحُلِّیَ وَلَا تَخَضَّبُ وَلَا تَکْتَحِلُ. (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس عورت کا شوہر وفات پا گیا وہ (عدت گزرنے تک) عصفر سے رنگا ہوا اور خوشبو والی مٹی سے رنگا ہوا کپڑا نہ پہنے اور زیور بھی نہ پہنے اور خضاب بھی نہ لگائے اور سرمہ نہ لگائے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۸۹ بحوالہ ابوداؤد ونسائی)

تشریح:- جب عورت کو طلاق ہو جائے یا اس کا شوہر وفات پا جائے تو عدت ختم ہونے تک اس کو اسی گھر میں رہنا ضروری ہے جس میں شوہر کے نکاح میں ہوتے ہوئے آخر وقت تک رہا کرتی تھی اس گھر کو چھوڑ کر دوسرے گھر میں جانا جائز نہیں ہے۔ بہت سی عورتیں شوہر کی موت ہوتے ہی یا طلاق ہوتے ہی میکہ چلی جاتی ہیں یہ خلاف شرع ہے اور گناہ ہے نہ اس کو جانا جائز ہے نہ سسرال والوں کو اس کا نکالنا درست ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے: لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ م بُیُوْتِهِنَّ وَلَا یَخْرُجْنَ اِلَّآ اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ، البتہ جو عورت بیوہ ہو گئی ہو اور اس کے نان نفقہ کا کچھ انتظام نہ ہو تو کسی جگہ کام کاج کر کے روزی حاصل کرنے کے لئے گھر سے باہر جا سکتی ہے لیکن سورج چھپنے سے پہلے پہلے اس گھر میں آ جائے جس میں شوہر کے ساتھ رہتی تھی۔ عدت کے دوران گھر میں رہتے ہوئے کسی ایک ہی کوٹھڑی یا کمرے میں بیٹھے رہنا ضروری نہیں ہے نہ یہ کوئی مسئلہ ہے جیسا کہ عورتیں سمجھتی ہیں (بلکہ گھر میں رہتے ہوئے پورے گھر میں

Marfat.com

چلے پھرے اس پر کچھ پابندی نہیں)۔

سوگ کے مسائل:- جس عورت کو رجعی طلاق ملی ہو عدت کے ایام میں اس کو بھی گھر سے نکلنا درست نہیں ہے۔ وہ بھی شوہر کے گھر میں عدت گزارے جو عورت عدت میں ہو گھر سے نکلنے کی پابندی کے ساتھ اس پر شرعاً سوگ کرنے کی پابندی بھی عائد کی گئی ہے زیب وزینت اور بناؤ سنگھار ترک کرنے کو سوگ کہتے ہیں۔ حدیثِ بالا میں سوگ کے بعض مسائل بتائے گئے ہیں۔ سوگ کے احکام جہاں ایسی عورت پر عائد ہوتے ہیں جس کا شوہر وفات پا گیا ہو، اس عورت کو بھی اس کی ہدایت کی گئی ہے جس کو طلاق بائن دی گئی ہو یا طلاق مغلظہ مل گئی ہو، خلاصہ یہ کہ جس عورت کا شوہر وفات پا گیا ہو اور جسے ایسی طلاق ملی ہو جس کے بعد رجوع نہیں ہو سکتا اس پر عدت کے دوران سوگ کرنا بھی لازم ہے۔ جب عدت ختم ہو جائے سوگ ختم کر دے۔ چونکہ عدت کے زمانہ میں کسی دوسرے مرد سے نکاح کرنا درست نہیں اور بناؤ سنگھار کی ضرورت شوہر کے لئے ہوتی ہے اس لئے زمانۂ عدت میں سوگ کرنے کا حکم دیا گیا۔ سوگ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ عورت ایسا لباس اور ایسا رنگ ڈھنگ اختیار نہ کرے جس سے اس کی طرف مردوں کی طبیعت راغب ہو لہٰذا عدت گزارنے والی کے لئے (جس پر سوگ واجب ہو) یہ لازم قرار دیا گیا ہے کہ بھڑکدار کپڑے نہ پہنے، خوشبو نہ لگائے، خوشبو میں رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنے، زیور استعمال نہ کرے، باریک دانتوں کی کنگھی سے بال نہ سلجھائے اور سر میں تیل نہ ڈالے۔ اور سرمہ نہ لگائے ہاں اگر آنکھیں دکھ آئیں تو علاج کے لئے سرمہ لگانا درست ہے لیکن رات کو لگائے اور دن کو پونچھ ڈالے۔ سر دھونا اور غسل کرنا درست ہے لیکن خوشبودار صابن وغیرہ استعمال نہ کرے اگر سر میں درد ہونے کی وجہ سے تیل ڈالنے کی ضرورت پڑے تو بے خوشبو کا تیل ڈال دے لیکن مانگ پٹی نہ نکالے۔

جس عورت پر سوگ کرنا واجب ہے اسے پان کھا کر منہ لال کرنا اور دانتوں پر مسی ملنا، پھول پہننا، مہندی لگانا، ہونٹ اور ناخن پر سرخی لگانا درست نہیں۔

مسئلہ:- سوگ کرنا حکم شرعی ہے۔ شوہر کے مرنے یا طلاق وخلع کے ذریعہ اس سے چھٹکارا حاصل ہونے سے اگر عورت کو طبعی طور پر خوشی بھی ہوئی ہو تب بھی سوگ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ:- اگر کورٹ کے ذریعہ نکاح فسخ کر دیا ہو (اور وہ شرعی اصول کے مطابق فسخ ہو گیا ہو) تو ایسی عورت پر بھی عدت اور سوگ واجب ہے۔

مسئلہ:- اگر نابالغ لڑکی کو طلاق مل گئی یا اس کا شوہر مر گیا تو اس پر سوگ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ:- جس عورت کو طلاق بائن یا طلاق مغلظہ ملی ہو اس پر یہ بھی واجب ہے کہ زمانۂ عدت میں طلاق دینے والے شوہر کے گھر پر رہتے ہوئے اس سے پردہ کرے اور جس کو طلاق رجعی ملی ہو وہ زیب و زینت سے رہے، سوگ نہ کرے۔

زمانۂ جاہلیت میں عدت کیسے گزاری جاتی تھی

(۱۵۴) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ جَآءَتِ امْرَأَةٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ

Marfat.com

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنَّ ابْنَتِیْ تُوُفِّیَ عَنْھَا زَوْجُھَا وَقَدِ اشْتَکَتْ عَنْھَا اَفَنَکْحُلُھَا فَقَال رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا مَرَّتَیْنِ اَوْ ثَلٰثًا کُلَّ ذٰلِکَ یَقُوْلُ لَا ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا ھِیَ اَرْبَعَۃُ اَشْھُرٍ وَّعَشْرًا وَقَدْ کَانَتْ اِحْدٰکُنَّ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ تَرْمِیْ بِالْبَعْرَۃِ عَلٰی رَأْسِ الْحَوْلِ . (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ایک صحابی خاتون حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری لڑکی کا شوہر فوت ہو گیا ہے اور اس کی آنکھوں میں تکلیف ہے کیا ہم اس کی آنکھوں میں سرمہ لگا سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا نہیں! دو یا تین بار یہی سوال و جواب ہوا آپ نے ہر بار یہی فرمایا کہ نہیں لگا سکتے اس کے بعد رحمت عالم ﷺ نے فرمایا کہ (شریعت اسلام میں) یہ عدت اور سوگ کے چار ماہ اور دس دن ہیں (اس کی پابندی مشکل معلوم ہو رہی ہے) حالانکہ جاہلیت کے زمانہ میں (جب کسی عورت کا شوہر مر جاتا تھا تو پورے ایک سال عدت گزارتی تھی اور ایک سال ختم ہو کر جب دوسرا سال لگتا تھا تو (اونٹ وغیرہ کی) مینگنیاں پھینکتی تھی۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۲۸۸ بحوالہ بخاری ومسلم)

تشریح:- اسلام سے پہلے زمانۂ جاہلیت میں مختلف علاقوں اور مختلف قوموں میں شوہر کے مر جانے پر اس کی بیوہ پر طرح طرح کے احکام عائد کئے جاتے تھے۔ یہ احکام مذہبی بھی ہوتے تھے اور قومی وملکی بھی۔ ہندوستان کے ہندوؤں میں تو یہ قانون تھا کہ بیوہ کو اپنے مردہ شوہر کے ساتھ زندہ ہی جل جانا پڑتا تھا اس کو ستی ہونا کہتے تھے اور عرب میں یہ طریقہ تھا کہ جب عورت کا شوہر مر جاتا تو ایک سال اس کے لئے بڑا کٹھن ہوا تھا جس کی تفصیل سنن ابوداؤد میں اس طرح مروی ہے کہ:

جب کسی عورت کا شوہر مر جاتا تھا تو سال بھر کے لئے ایک چھوٹی سی کوٹھڑی میں داخل ہو جاتی تھی اور بدترین کپڑے پہن لیتی تھی اور سال گزرنے تک نہ خوشبو لگاتی نہ اور کوئی چیز (صفائی ستھرائی کی) اپنے بدن سے چھواتی تھی۔ جب سال ختم ہو جاتا تو کوئی چار پایہ گدھا، بکری یا پرندہ اس کے پاس لایا جاتا تھا جس سے وہ اپنی شرم کی جگہ کو رگڑتی تھی۔ چونکہ سال بھر تک بدحالی میں رہ کر اس کے بدن میں زہریلے اثرات پیدا ہو جاتے تھے اس لئے جس جانور سے وہ اپنے جسم کا مخصوص حصہ رگڑتی تھی اکثر مر جاتا تھا اس کے بعد (کوٹھڑی سے) نکلتی اور اس کو اونٹ وغیرہ کی مینگنیاں دی جاتی تھیں وہ ان مینگنیوں کو آگے پیچھے پھینکتی تھی اس سے لوگوں کو معلوم ہو جاتا تھا کہ اس کی عدت گزر گئی ہے اور اس سے یہ فال لینا بھی مقصود تھا کہ مصیبت پھینک دی (جیسا کہ یہ مینگنیاں پھینکی جا رہی ہیں) اس کے بعد اپنی مرضی کے مطابق خوشبو وغیرہ استعمال کرتی تھی۔

حضور اقدس ﷺ نے جاہلیت کی یہ پابندی یاد دلائی اور فرمایا کہ اسلام نے صرف چار ماہ دس دن کی عدت اور سوگ رکھا ہے۔ جاہلیت کی کیسی کیسی مصیبتوں سے تمہاری جان چھڑائی ہے، پھر بھی تم اسلام کے

---

[1] یہ کام ٹوٹکے کے طور پر کرتی تھیں اور اس کو دفع مصیبت کا ذریعہ سمجھتی تھیں، ۱۲۔

[2] سنن ابی داؤد باب احداد المتوفی عنها زوجها، ۱۲

Marfat.com

قانون کی پاسداری سے بچنے کا راستہ نکالنا چاہتی ہو۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنکھ میں تکلیف ہونے کے باوجود حضور اقدس ﷺ نے عدت والی کو سوگ میں سرمہ لگانے کی اجازت نہ دی۔ حدیث کی شرح لکھنے والے عالموں نے بتایا ہے کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس عورت کا علاج سرمہ کے بغیر ہوسکتا تھا اور سرمہ بطور زینت لگانا چاہتی تھی اس لئے منع فرمایا، کیونکہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا فتویٰ ہے (جو سوگ والی احادیث کی راوی ہیں) کہ سوگ والی عورت علاج کی مجبوری سے رات کو سرمہ لگا سکتی ہے۔

بیوہ ہوجائے تو دوسرا نکاح کرلے اس کو عیب سمجھنا جہالت ہے

ہندوؤں میں یہ عیب سمجھا جاتا تھا کہ شوہر کی موت کے بعد عورت کسی دوسرے مرد سے شادی کرے۔ ہر وقت کا جلاپا اور ساس نندوں کے طعنے اسے باعزت زندگی گزارنے نہ دیتے تھے۔ مذہبی قانون اور قومی رواج کے مطابق بے شوہر پوری زندگی گزارنا لازم تھا اگرچہ تیرہ سال کی لڑکی بیوہ ہوجائے اور چونکہ شوہر کی ارتھی کے ساتھ چلنا مذہبی مسئلہ تھا اور سب نفرت وحقارت کا برتاؤ کرتے تھے، اس لئے لامحالہ وہ شوہر کی ارتھی میں کود پڑتی تھی اور زندہ جل جانے کو نفرت کی زندگی پر ترجیح دیتی تھی۔ اس کے بالکل برعکس اسلام نے نہ صرف اجازت دی بلکہ ترغیب دی اور مستحب و مستحسن بلکہ بعض حالات میں واجب قرار دیا کہ عدت گزارنے کے بعد عورت دوسرے مرد سے نکاح کرلے وہ مرجائے تو تیسرا شوہر کرلے، وہ بھی مرجائے تو چوتھے مرد کی زوجیت میں آجائے۔ حضور اقدس ﷺ نے اس پر عمل کرکے دکھایا۔ آپ کی اکثر بیویاں بیوہ تھیں جن کے پہلے شوہر فوت ہوچکے تھے، ان میں بعض وہ تھیں جو آپ سے پہلے دو شوہروں کے نکاح میں رہ چکی تھیں۔

آج کل بھی بعض قوموں میں (جو مسلمان کہلاتی ہیں) بیوہ کی دوسری شادی کو عیب سمجھا جاتا ہے اور جو بیوہ ہوجائے زندگی بھر یوں ہی بلاشوہر بیٹھی رہتی ہے خدا کی پناہ اللہ کے رسول ﷺ نے جو کام کیا ہو اسے عیب سمجھنا بہت بڑی جہالت ہے۔ اس سے ایمان سلب ہوجانے کا خطرہ ہے جن لوگوں کے ایسے خیالات ہیں توبہ کریں۔ اسلام نے عورت کو بڑا مرتبہ دیا اور اس کو اعزاز واکرام سے نوازا ہے، پستی سے نکال کر اس کو بلندی عطا کی ہے لیکن افسوس ہے کہ عورتیں اب بھی اسلام کے احکام کو چھوڑ کر (جو سراسر رحمت ہیں) جاہلیت کی طرف دوڑ رہی ہیں۔

شوہر کے علاوہ کسی کی موت پر سوگ کرنے کا حکم

(۱۵۵) وَعَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ اَبِىْ سَلَمَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا اَتٰى اُمَّ حَبِيْبَةَ نَعْىُ اَبِىْ سُفْيَانَ دَعَتْ فِى الْيَوْمِ الثَّالِثِ بِصُفْرَةٍ فَمَسَحَتْ بِهٖ ذِرَاعَيْهَا وَعَارِضَيْهَا وَقَالَتْ كُنْتُ عَنْ هٰذِهٖ غَنِيَّةً سَمِعْتُ النَّبِىَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ

Marfat.com

تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُحِدَّ فَوْقَ ثَلٰثٍ اِلَّا عَلٰى زَوْجٍ فَاِنَّهَا تُحِدُّ عَلَيْهِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ جب ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو (ان کے والد) حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر پہنچی تو انہوں نے تیسرے دن خوشبو منگائی جو زرد رنگ کی تھی اور اپنی بانہوں اور رخساروں پر ملی اور فرمایا کہ مجھے اس کی ضرورت نہ تھی (لیکن اس ڈر سے کہیں تین دن سے زائد سوگ کرنے والیوں میں شمار نہ ہو جاؤں میں نے خوشبو لگالی) میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ایسی عورت کے لئے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ حلال نہیں ہے کہ (کسی میّت پر) تین دن تین رات سے زیادہ سوگ کرے سوائے شوہر کے کہ اس (کی موت ہو جانے) پر چار مہینہ دس دن سوگ کرے۔ (صحیح مسلم، ص ۴۸۷، ج ۱)

تشریح:- جس کپڑے سے مردوں کو کشش ہوتی ہو اس کو نہ پہننے اور خوشبو، سرمہ، مہندی اور زیب و زینت کی دوسری چیزیں ترک کرنے کو سوگ کہتے ہیں۔ اس کی تفصیل گزشتہ حدیث کے ذیل میں گزر چکی ہے، جس عورت کا شوہر مر جائے اس کی عدت حمل نہ ہونے کی صورت میں چار مہینہ دس دن ہے اور حمل ہو تو وضع حمل پر اس کی عدت پوری ہوگی اور دونوں صورتوں میں جب تک عدت نہ گزرے اس پر سوگ کی حالت میں رہنا واجب ہے۔

کیا شوہر کے علاوہ کسی کی موت پر سوگ کرنے کی گنجائش ہے؟ اگر گنجائش ہے تو کتنے دن سوگ کیا جا سکتا ہے؟ حدیث بالا میں اس سوال کا جواب دیا ہے کہ شوہر کے علاوہ دوسرے کسی عزیز قریب، (بیٹا، باپ وغیرہ) کی موت پر بھی عورت کو سوگ کرنے کی اجازت ہے لیکن صرف تین دن تین رات تک سوگ کر سکتی ہے۔ اس سے زیادہ سوگ کرنا حلال نہیں ہے، جیسا کہ حدیث بالا سے بالکل واضح ہو رہا ہے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس ﷺ کی ازواج مطہرات میں سے تھیں، ان کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ تھے جب ان کی وفات کی خبر سنی تو حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دو دن کوئی خوشبو نہ لگائی، پھر تیسرے دن خوشبو منگا کر لگائی اور ارشاد فرمایا کہ مجھے اس وقت خوشبو لگانے کی بالکل کوئی ضرورت نہ تھی لیکن حدیث کی وعید سے بچنے کے لئے خوشبو استعمال کی ہے ایسا نہ ہو کہ خوشبو نہ لگانا سوگ میں شامل ہو جائے اور یہ سوگ تین دن سے آگے بڑھ جائے اس لئے تین دن پورے ہونے سے پہلے ہی خوشبو لگا لی تا کہ گناہ کا احتمال ہی نہ رہے۔ ایسا ہی واقعہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کو پیش آیا یہ بھی ازواجِ مطہرات میں سے تھیں جب ان کے بھائی کی موت کی خبر آئی تو انہوں نے خوشبو منگا کر لگائی اور اسی حدیث کی روایت کی جو حدیث حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے والد کی موت کے بعد (تیسرے دن) خوشبو لگا کر سنائی۔

جن حضرات نے حدیث کی تشریحات لکھی ہیں انہوں نے فرمایا ہے کہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جو حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل فرمایا ہے اس سے معلوم ہوا کہ شوہر کے علاوہ کسی دوسرے عزیز کی

Marfat.com

موت پر بھی سوگ کرنا جائز ہے یعنی واجب تو نہیں ہے جس کے ترک سے گناہ ہو لیکن طبعی طور پر چونکہ عورت کو رنج زیادہ ہوتا ہے اس لئے اسے اجازت دی گئی کہ تین دن تک بناؤ سنگار نہ کرے تو ایسا کر سکتی ہے البتہ تین دن کے بعد شوہر کے علاوہ کسی دوسرے کی موت پر سوگ کرے گی تو گناہگار ہوگی یہ تین دن والی اجازت بھی عورت کے لئے ہے۔ مردوں کو سوگ کرنے کی اجازت کسی حدیث سے ثابت نہیں۔

آج کل ایک بڑی مصیبت یہ ہے کہ عمل کرنے کے لئے نبی کریم ﷺ کے اعمال واقوال کو سامنے نہیں رکھا جاتا بلکہ رواج اور طبیعت کے تقاضوں پر چلتے ہیں۔ رنج وغم سوگ وغیرہ کے سلسلہ میں بھی خدا اور رسول ﷺ کی نافرمانیاں ہوتی ہیں، شوہر کی موت پر سوگ کے لئے کہا جاتا ہے تو اس کو برا مانتی ہیں بلکہ عدت کے زمانہ میں گھر میں رہنے کی شرعی پابندی کی بھی خلاف ورزی کرتی ہیں اور خود سے سوگ کرنے میں آئیں تو شوہر کے علاوہ کسی دوسرے کی موت پر ہفتوں سوگ کرلیں۔ دینی احکام کو پس پشت ڈالنے کا یہ مزاج بہت برا ہے، اس کی وجہ سے گناہوں میں اضافہ ہی ہوتا چلا جاتا ہے اللہ جل شانہٗ ہم سب کو اسلام کے حکموں پر چلنے کی اور مر مٹنے کی توفیق دے۔

یہ سوگ کا سلسلہ محرم کے مہینے میں بڑا زور پکڑ لیتا ہے۔ شیعوں کی دیکھا دیکھی بہت سے سنی ہونے کے دعویدار بھی محرم میں سوگوار بن جاتے ہیں اس ماہ میں اور خصوصاً شروع کے دس دنوں میں میاں بیوی والی محبت ترک کر دیتے ہیں، کالے کپڑے پہنتے ہیں، بچوں کو بھی سیاہ کپڑے پہناتے ہیں جس کی تفصیلات بہت زیادہ ہیں۔ یہ سب جہالت اور گمراہی کے طریقے ہیں محرم کے مہینے میں حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تھی اس شہادت کو یاد کر کے لوگ روتے ہیں، سینے پیٹتے ہیں، چاقو چھری سے گھائل ہو جاتے ہیں، جھوٹے واقعات بنا بنا کر شعر بناتے ہیں، مرثیے پڑھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ثواب کا کام کر رہے ہیں حالانکہ ان چیزوں میں ہرگز ثواب نہیں ہے بلکہ یہ چیزیں سراسر گناہ ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کیوں ہے؟ اسی لئے تو ہے کہ وہ اللہ کے پیارے نبی ﷺ کے پیارے نواسے ہیں! جب باعث حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے نانا جان کی ذاتِ گرامی ہے (کہ آپ سے محبت ہونے کی وجہ سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے بھی محبت ہے) تو اس محبت کے اظہار میں آنحضرت ﷺ کے ارشادات کی کیوں خلاف ورزی کی جاتی ہے؟

حضور اقدس ﷺ نے تو یہ فرمایا کہ کسی عورت کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ شوہر کے علاوہ کسی کی موت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے اور یہ اجازت بھی صرف عورت کے لئے ہے مرد کے لئے سوگ کرنے کی اجازت نہیں پھر یہ ۱۴ سو سال گزر جانے کے بعد کیسا سوگ ہو رہا ہے؟ کیا حضرت حسین رضی اللہ عنہ اپنے نانا جان ﷺ کے ارشادات کے خلاف چلنے والوں سے خوش ہوں گے؟ کیا ایسے نافرمانوں کے لئے جنہوں نے دین محمدی ﷺ میں اپنی طرف سے احکام کا اضافہ کر دیا۔ حضرت شفیع المذنبین ﷺ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ سفارش کریں گے؟ حدیث شریف میں تو آیا ہے کہ جن لوگوں نے دین محمدی میں ادل بدل کر دیا ان کو حوض کوثر سے ہٹا دیا جائے گا اور رحمۃ للعالمین ﷺ فرمائیں گے سُحْقًا سُحْقًا لِمَنْ غَيَّرَ بَعْدِيْ دور ہوں دور ہوں جنہوں نے میرے دین کو بدلا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۸۸، ج ۱)

Marfat.com

وقد اشتهر عن الروافض فی بلاد العجم من الخراسان والعراق بل فی بلاد ما وراء النهر منکرات عظیمة من لبس السواد والدوران فی البلاد وجرح رؤسهم و ابدانهم بانواع من الجراحة ویدعون انهم محبو اهل البیت وهم بریئون منهم. (ص ۱۰۵ مجتبائی)

اور رافضیوں میں بلاد عجم کے اندر مثلاً خراسان، عراق اور ماوراء النہر کے شہروں میں بڑے بڑے گناہوں کے کام رواج پائے ہوئے ہیں مثلاً کالے کپڑے پہنتے ہیں اور شہروں میں گھومتے ہیں اور اپنے سروں اور جسموں کو مختلف طریقوں سے زخمی کرتے ہیں اور اس کے مدعی ہوتے ہیں کہ حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم سے محبت کرنے والے ہیں حالانکہ وہ ان سے بیزار ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

اسلام میں مرد کے لئے سوگ کسی موقع پر بھی مشروع نہیں

ویکره للرجال تسوید الثیاب وتمزیقها للتعزیة. (عالمگیری طبع مصر ص ۱۶۷)

یعنی تسلی کے عنوان سے مردوں کو کالے کپڑے پہننا اور ان کا پھاڑنا جائز نہیں ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ سرکار دو جہاں ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَنَا بَرِیٌٔ مِمَّنْ حَلَقَ وَصَلَقَ وَخَرَقَ. (مشکوٰۃ المصابیح ص ۱۵۰، ج ۱)

میں اس سے بیزار ہوں جو (کسی کی وفات پر اظہار رنج کے لئے) سر منڈائے اور شور مچائے اور کپڑے پھاڑے۔

کپڑے پھاڑنا مرد و عورت ہر ایک کے لئے حرام ہے۔

سب جانتے ہیں کہ خدائے پاک کے آخری رسول سرور عالم سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کامل دین دے کر دنیا سے تشریف لے گئے، اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا. (المائدہ)

آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنا انعام پورا کر دیا اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا۔

چونکہ اسلام دین کامل ہے اس لئے اس میں حرام حلال کی مکمل تفصیلات موجود ہیں اور ثواب و عذاب کے کاموں سے پوری طرح آگاہ فرما دیا گیا ہے اور زندگی گزارنے کے پورے طریقے بتا دیئے ہیں اور زندگی کے ہر شعبے کے بارے میں ہدایات دے دی گئی ہیں اب کسی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ دین میں اضافہ کر دے یا حلال کو حرام قرار دے دے یا حرام کو حلال کر دے۔ خدا کی شریعت میں مردوں کے لئے سوگ نہیں اور عورتوں کے لئے شوہر کی وفات پر صرف چار ماہ دس دن سوگ کرنا واجب ہے اور کسی دوسرے عزیز کی موت پر صرف تین دن تک عورت کو سوگ کرنا جائز ہے پھر حکم شرعی سے آگے بڑھ کر مردوں کو سوگ کرنا اور سوگ کے کپڑے پہننا یا عورت کو مندرجہ بالا تفصیل کے خلاف سوگ کرنا دین میں کہاں سے داخل ہو گیا؟

Marfat.com

شریعت اسلامیہ نے محرم میں میاں بیوی کے ملاپ پر یا اچھے کپڑے پہننے، یا مہندی لگانے یا اور کسی طرح کی زیب وزینت اختیار کرنے پر کوئی پابندی نہیں لگائی تو یہ پابندی اپنی طرف سے کیوں لگالی، اللہ پاک نے جو کچھ حلال قرار دیا اس کو کیوں حرام کیا؟ قرآن وحدیث کی ہدایت چھوڑ کر گمراہی میں کیوں لگے؟

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ. (سورۂ یونس)

آپ فرمادیجئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جو کچھ رزق بھیجا تھا پھر تم نے اس کا کچھ حصہ حرام اور کچھ حلال قرار دے لیا، آپ پوچھئے کہ کیا تم کو خدا نے حکم دیا ہے یا اللہ پر افترا کرتے ہو۔

اس آیت میں اس کی مذمت کی گئی ہے کہ اپنی جانب سے حرام کو حلال یا حلال کو حرام کرلیا جائے۔

اور اللہ شانہٗ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ط اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ. (سورۂ نحل)

اور جن چیزوں کے بارے میں محض تمہارا جھوٹا زبانی دعویٰ ہے ان کی نسبت یوں مت کہہ دیا کرو کہ فلانی چیز حلال ہے اور فلانی چیز حرام ہے جس کا حاصل یہ ہوگا کہ اللہ پر جھوٹی تہمت لگادو گے بلاشبہ جو لوگ اللہ پر جھوٹ لگاتے ہیں وہ فلاح نہ پائیں گے۔

اس آیت میں بھی اس بات کی مذمت کی گئی ہے کہ اپنی جانب سے حلال وحرام تجویز کرلیا جائے۔ جو چیز اللہ جل شانہٗ کی جانب سے حلال ہے وہ حلال ہی رہے گی، محرم کا مہینہ ہو یا کوئی بھی دن ہو اور جو شے حرام ہے حرام ہی رہے گی۔ بندوں کو حلال یا حرام قرار دینے کا کوئی اختیار نہیں۔ اللہ جل شانہٗ سمجھ دے اور عمل کی توفیق دے۔

طلاق ہوجائے تو بچوں کی پرورش کون کرے

(۱۵۶) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ امْرَأَةً قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ ابْنِيْ هٰذَا كَانَ بَطْنِيْ لَهٗ وِعَاءً وَثَدْيِيْ لَهٗ سِقَاءً وَحِجْرِيْ لَهٗ حِوَاءً وَاِنَّ اَبَاهُ طَلَّقَنِيْ وَاَرَادَ اَنْ يَّنْتَزِعَهٗ مِنِّيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْتِ اَحَقُّ بِهٖ مَالَمْ تَنْكِحِيْ. (رواہ احمد وابوداؤد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بیشک یہ جو میرا بیٹا ہے میرا پیٹ اس کے لئے برتن رہ چکا ہے اور میری چھاتی اس کے لئے مشکیزہ رہی ہے (جس سے یہ دودھ پیتا رہا ہے) اور میری گود اس کے لئے حفاظت کی جگہ رہی ہے اور اب ماجرا یہ ہے کہ اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی ہے اور اس کو مجھ سے علیحدہ کرنا چاہتا ہے۔ اس کے جواب میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ تو اس کی پرورش کی زیادہ مستحق ہے جب تک کہ تو نکاح نہ کرلے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۹۳ بحوالہ احمد وابی داؤد)

تشریح:- اللہ جل شانہٗ نے انسانوں میں توالد اور تناسل کا سلسلہ جاری رکھا ہے بچے ناتواں، ناسمجھ اور

Marfat.com

ضعیف البنیان پیدا ہوتے ہیں۔ان کی پرورش اور پرداخت ماں باپ کے ذمہ کردی گئی ہے وہ شرعاً بھی ان کی پرورش کے مکلّف ہیں اور طبعی طور پر مامتا ہونے کی وجہ سے خود بھی پرورش کرنے پر مجبور ہوتے ہیں عموماً یہی ہوتا ہے کہ بچے ماں باپ کے سایہ میں پلتے پڑھتے اور پھلتے پھولتے ہیں لیکن کبھی شریعت اسلامیہ کے مزاج کے خلاف میاں بیوی جدائی کا کام کر بیٹھتے ہیں یعنی دونوں علیحدگی چاہنے لگتے ہیں جس کی وجہ سے طلاق ہو جاتی ہے یا شوہر اپنی ناسمجھی سے طلاق دے بیٹھتا ہے یا حدود اللہ پر قائم نہ رہ سکنے کی وجہ سے طلاق دے دینا ہی مناسب معلوم ہوتا ہے اگر ایسا ہو جائے تو اس میں جہاں اور کئی قسم کی تکلیفیں سامنے آتی ہیں ان میں بچوں کی پرورش کا مسئلہ بھی ایک مصیبت بن جاتا ہے۔شریعت اسلامیہ نے اس کے بارے میں بھی ہدایات دی ہیں اور احکام بتائے ہیں۔

اوپر کی حدیث میں اسی طرح کا ایک واقعہ مذکور ہے کہ ایک عورت نے سرور عالم ﷺ سے عرض کیا کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی ہے اور اب وہ میرے بچے کو چھیننا چاہتا ہے جس کے لئے میں نے بڑی تکلیفیں اٹھائی ہیں ایک عرصہ تک اسے پیٹ میں رکھا اور بہت دن تک اُسے دودھ پلایا اور گود میں لیا اس کی پرورش کی اور تکلیفوں سے بچایا میرا دل نہیں چاہتا کہ اسے اپنے سے جدا کروں لیکن اس کا باپ میرے پاس رکھنے کو تیار نہیں۔اس کے جواب میں حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اس کی پرورش کی تو ہی زیادہ مستحق ہے جب تک تو نکاح نہ کرلے۔

جب میاں بیوی میں جدائی ہو جائے اور رجوع کی کوئی صورت نہ بن سکے یا ایسی طلاق ہو جائے جس میں شرعاً رجوع نہیں ہو سکتا یا دوبارہ نکاح کرنے پر فریقین راضی نہ ہوں یا شرعاً دوبارہ نکاح نہ ہو سکتا ہو تو لامحالہ میاں بیوی علیحدہ ہو جائیں گے۔اس صورت میں اولاد کی پرورش کے لئے حضور اقدس ﷺ نے یہ ضابطہ بتلایا ہے کہ بچے کی ماں پرورش کی زیادہ مستحق ہے بشرطیکہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرلے۔حدیث کی شرح لکھنے والے عالموں نے بتلایا ہے کہ اگر عورت بالکل کسی سے نکاح نہ کرے تو اسے حق پرورش ملے گا اور اگر کسی ایسے شخص سے نکاح کرلے جو بچہ کا محرم ہو مثلاً بچہ کا چچا ہو تب بھی ماں کا حق پرورش ساقط نہ ہوگا کیونکہ بچہ کا محرم خود اس کو پیار محبت سے رکھے گا اور اس کے نکاح میں جانے کے بعد بچہ کی ماں اس کی دیکھ بھال میں لگے گی تو نئے شوہر کو ناگواری نہ ہوگی۔البتہ اگر بچہ کی ماں کسی ایسے شخص سے نکاح کرلے جو بچہ کا محرم نہ ہو تو اس کا حق پرورش ساقط ہو جائے گا کیونکہ وہ شخص اس کی پرورش میں لگنے پر معترض ہوگا اور یہ کہہ سکتا ہے کہ تو میرے حقوق ادا نہیں کرتی یا میرے حقوق میں اس کی پرورش کی وجہ سے فرق آتا ہے۔ممکن ہے کہ وہ بچہ کو ٹیڑھی نظر سے دیکھے اور بچہ کو ڈانٹ ڈپٹ کرے اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس کی پہلی بیوی سے جو اولاد ہو یا اس بیوی سے جو اولاد ہو جائے اس کی محبت کے سامنے اس بچہ سے کسی قسم کی کلفت محسوس کرے ان جیسی حکمتوں کی وجہ سے ماں کا حق پرورش اس صورت میں ساقط کر دیا گیا جبکہ وہ بچہ کے نامحرم سے نکاح کرلے۔

ماں کا جو حق پرورش دیا جاتا ہے وہ اس کا حق ہے اگر وہ اپنا حق استعمال نہ کرنا چاہے تو اس کو مجبور نہیں کر سکتے کہ ضرور پرورش کرے ہاں اگر کوئی اور عورت پرورش کرنے والی نہ ملے تو اس کی ماں کو مجبور کیا جائے

Marfat.com

گا کہ اس کی پرورش کرے اور اگر ماں نے حق پرورش ساقط کر دیا تو شرعاً جتنی مدت پرورش کرنے کا حق رکھا گیا (جس کی تفصیل آگے آئے گی) اس مدت کے اندر اندر پھر اپنا حق لے سکتی ہے یعنی پرورش کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ اسی طرح جب بچے کے نامحرم سے نکاح کرنے کی وجہ سے حق پرورش ساقط ہو گیا اور اس کے بعد دوسرے شوہر سے جدائی ہو جائے تو پھر حق پرورش کا مطالبہ کر سکتی ہے۔

مسئلہ:- جس زمانہ میں بچہ کی ماں طلاق کے بعد عدت گزار رہی ہو اس زمانے میں جو بچہ اس کی پرورش میں ہو اس کے دودھ پلانے کی اجرت نہ لے البتہ عدت گزرنے تک شوہر پر معتدہ (عدت گزارنے والی) ہونے کی وجہ سے اس کا نان نفقہ واجب ہے۔

مسئلہ:- اگر طلاق کے بعد عدت گزر گئی تو بچہ کی ماں کو اس کے باپ سے دودھ پلانے کی اجرت طلب کرنے کا حق ہے اور اس صورت میں باپ کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ یوں کہے کہ جب اجرت دینا ہی ہے تو میں کسی دوسری عورت سے اجرت پر دودھ پلوالوں گا (چونکہ جو شفقت ماں کو ہو سکتی ہے دوسری عورت کو نہیں ہو سکتی) ہاں اگر دوسری عورت ماں سے کم اجرت پر راضی ہو تو ماں کو یہ حق حاصل نہ ہو گا کہ بچہ کو خود دودھ پلاوے اور اجرت زیادہ لے البتہ ماں کو اتنا حق ہے کہ دودھ پلانے والی عورت کو اپنے پاس رکھے تا کہ بچہ سے جدائی نہ ہو اور اگر ماں دودھ پلانے پر رضامند ہو لیکن اس کا دودھ بچہ کے لئے مضر ہو تو باپ دوسری عورت سے دودھ پلوا سکتا ہے۔

مسئلہ:- اگر ماں کہے کہ میں اسے دودھ نہیں پلاتی تو اسے مجبور نہیں کیا جا سکتا ہاں اگر بچہ کسی اور عورت کا دودھ قبول ہی نہ کرے تو ماں پر واجب ہو گا کہ اسے دودھ پلائے۔

مسئلہ:- جو ماں بدکردار ہو جس کے فسق و فجور کا اثر بچے پر پڑ سکتا ہو تو بچے کو جب تک سمجھ نہ آئے اس کو ماں کے پاس رکھا جا سکتا ہے اس کے بعد اس سے لے لیا جائے گا اور اگر کوئی ماں ایسی ہے کہ بچہ کو چھوڑ کر اکثر اوقات گھر سے باہر رہتی ہے اور بچے کی دیکھ بھال نہیں کرتی جس سے اس کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے تو اس صورت میں اسے حق پرورش نہیں دیا جائے گا۔

مسئلہ:- اگر بچہ کی ماں مر جائے یا حق پرورش استعمال نہ کرنا چاہے یعنی بچہ کو اپنی پرورش میں لینے سے انکار کر دے یا کسی وجہ سے اس کا حق پرورش ساقط ہو جائے تو اس صورت میں پرورش کا حق نانی کو پہنچتا ہے اگر نانی نہ ہو یا موجود تو ہو لیکن پرورش سے انکار کر دے تو پھر پرنانی کو حق پرورش ملے گا اگر وہ بھی نہ ہو یا پرورش میں لینے سے انکار کر دے تو دادی کو اور اس کے بعد پردادی کو اور اس کے بعد سگی بہنوں کو اور اس کے بعد ماں شریک بہنوں کو اور اس کے بعد باپ شریک بہنوں کو اور اگر ان میں سے کوئی نہ ہو یا حق پرورش استعمال کرنے سے منکر ہو تو پھر خالہ کو اور اس کے بعد پھوپھی کو حق پرورش ملے گا۔ وہ بھی نہ ہو یا حق پرورش استعمال کرنا نہ چاہے تو ماں کی خالہ کو پھر باپ کی خالہ کو حق پرورش ملے گا۔ واضح رہے کہ بچہ خواہ کسی کی بھی پرورش میں ہو بچہ کے اخراجات باپ کے ذمہ ہوں گے۔

مسئلہ:- بچے کے رشتہ داروں میں اگر کوئی عورت پرورش کے لئے نہ ملے تو اب باپ اس کی

Marfat.com

پرورش کرنے کا مستحق ہے وہ بھی نہ ہوتو پھر دادا کو حق پرورش پہنچتا ہے وہ بھی نہ ہوتو پردادا کو، ان میں سے کوئی نہ ہوتو سگے بھائی کو وہ نہ ہوتو باپ شریک بھائی کو حق پہنچتا ہے، وہ بھی نہ ہوتو جب کبھی ایسا واقعہ پیش آئے تو معتبر عالموں سے معلوم کرلیا جائے۔

مسئلہ:- جسے بچہ کی پرورش کا حق پہنچتا ہو اُسے لڑکے کو سات سال کی عمر ہو جانے تک اور لڑکی کو ۹ (نو) سال کی عمر ہو جانے تک پرورش کا حق ملے گا یعنی اتنی مدت تک اپنے پاس رکھ کر پرورش کرنے کا حق ہے۔

نومولود بچہ کے کان میں اذان دینا اور اکابر کی خدمت میں لے جا کر تحنیک کرانا

(۱۵۷) وَعَنْ اَبِیْ رَافِعٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ رَأَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَذَّنَ فِیْ اُذُنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِیٍّ حِیْنَ وَلَدَتْہُ فَاطِمَۃُ بِالصَّلٰوۃِ. (رواہ الترمذی وابوداؤد وقال الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح)

ترجمہ: حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو آپ نے ان کے کان میں اذان دی جو اذان نماز کے لئے دی جاتی ہے۔

(مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۶۳ بحوالہ ترمذی وابوداؤد)

(۱۵۸) وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا اَنَّھَا حَمَلَتْ بِعَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الزُّبَیْرِ بِمَکَّۃَ قَالَتْ فَوَلَدْتُّ بِقُبَاءٍ ثُمَّ اَتَیْتُ بِہٖ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُہٗ فِیْ حِجْرِہٖ ثُمَّ دَعَا بِتَمْرَۃٍ فَمَضَغَھَا ثُمَّ تَفَلَ فِیْ فِیْہِ ثُمَّ حَنَّکَہٗ ثُمَّ دَعَا لَہٗ وَبَرَّکَ عَلَیْہِ وَکَانَ اَوَّلُ مَوْلُوْدٍ وُلِدَ فِی الْاِسْلَامِ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ (میرے بچہ) عبداللہ کا استقرار حمل مکہ ہی کے زمانہ قیام میں ہوگیا تھا پھر اس کی پیدائش (ہجرت کے بعد) قباء میں ہوئی (جو شہر مدینہ سے تقریباً تین میل کے فاصلہ پر ہے) پیدائش کے بعد اس کو لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس کو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں رکھ دیا، اس کے بعد آپ نے ایک چھوارہ منگایا اور اس کو چبا کر بچہ کے منہ میں اپنے منہ سے ڈال دیا اور پھر اس کے تالو سے مل دیا اس کے بعد اس کے لئے دعا فرمائی اور برکت کی دعا دی (ہجرت کے بعد مہاجرین میں پیدا ہونے والا) اسلام (کی تاریخ) میں یہ پہلا بچہ تھا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۶۲ بحوالہ بخاری ومسلم)

تشریح:- حضرت اسماء رضی اللہ عنہا ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بہن تھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بڑی صاحبزادی تھیں مکہ ہی میں مسلمان ہوگئی تھیں دعوت اسلام کو جن مردوں اور عورتوں نے قبول کیا ان میں ان کا اٹھارہواں نمبر تھا یعنی ان سے پہلے صرف سترہ آدمی مسلمان ہوئے تھے۔

ان کا نکاح مکہ ہی میں حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ سے ہوگیا تھا۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایسے زمانہ میں ہجرت کی جبکہ ولادت کا زمانہ قریب تھا، مکہ سے مدینہ تک تین سو میل کا سفر کیسی کیسی مشقتوں سے طے کیا ہوگا، اللہ ہی کو اس کا علم ہے۔ سب سے پہلے قباء میں قیام کیا جو مدینہ منورہ سے دور تین میل ایک بستی تھی (اب تو وہ ایک شہر کی مانند ہے اور مدینہ منورہ سے قباء تک عمارتیں بنتی چلی گئی ہیں) قباء پہنچیں تو

Marfat.com

مسلمانوں کو بہت زیادہ خوشی ہوئی اور خوشی میں اللہ اکبر کہا کیونکہ یہودیوں نے یہ مشہور کر دیا تھا کہ ہم نے مسلمانوں پر جادو کر دیا ہے اب ان کے اولاد نہ ہوگی، اللہ جل شانہٗ نے ان دشمنوں کی بات جھوٹی کر دکھائی اور مہاجرین وانصار کو خوب اولاد سے نوازا۔

حضرت اسماءؓ نے جو عمل کیا کہ نومولود بچہ کو حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں لے گئیں، عام طور سے حضرات صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین اس پر عمل کرتے تھے، نومولود بچوں کو آپ ﷺ کے پاس لے جاتے آپ ان کی تحنیک فرماتے تھے اور ان کو دعا دیتے تھے۔ تحنیک کے معنی وہی ہیں جو حدیث شریف میں گزرا کہ اپنے منہ میں کھجور چبا کر بچہ کے منہ میں ڈال دیتے تھے اور انگلی کے ذریعہ اس کے تالو سے مل دیتے تھے۔ (روی مسلم عن عائشة رضی اللّٰہ تعالٰی عنها ان رسول اللّٰہ ﷺ کان یوتی بالصبیان فیبرک علیهم ویحنکهم).

بچہ کے کان میں اذان واقامت:- یہ اسلامی طریقہ ہے کہ جب بچہ پیدا ہوا ہو تو نہلا دھلا کر اس کے داہنے کان میں اذان دی جائے اور بائیں کان میں اقامت کہی جائے۔ حضور اقدس ﷺ نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کان میں اذان دی اور عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے کان میں ان کے نانا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اذان دی۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۶۳ والاکمال (صاحب المشکوٰۃ)

بچہ کے کان میں اذان اور اقامت کہنے میں بہت بڑی حکمت ہے بچہ چونکہ ابھی ابھی دنیا میں آیا ہے اس لئے سب سے پہلے اس کے کان میں اللہ کا نام پکارا جاتا ہے اور ایمان اور نماز کی دعوت دی جاتی ہے اور بتایا جاتا ہے کہ تو دین توحید پر ہے اسی پر مرنا اور جینا ہے۔

تحنیک مسنون ہے:- تحنیک بھی سنت ہے۔ بچہ کو کسی صالح دیندار بزرگ آدمی کے پاس لے جائیں اس کے منہ میں چھوارہ وغیرہ چبوا کر تحنیک کرائیں جس کا طریقہ ابھی اوپر گزرا۔ آج کل ماں باپ نیک آدمیوں سے دور بھاگتے ہیں، ماڈرن فیشن اور دنیاداری کی ہوا نے نیکوں سے اور نیکیوں سے ایسا دور کیا ہے کہ نیک آدمی سے قریب ہونے کو گویا موت سمجھتے ہیں، پھر بھلا اپنے جگر کے ٹکڑے کو مولوی ملا کے پاس لے جا کر کیسے تحنیک کرا سکتے ہیں؟ اب تو سب سے پہلے بچہ کے لئے یورپین ڈریس کی فکر ہوتی ہے نیک بنانے کا ارادہ ہو تو نیکوں کی تلاش ہو اور نیک آدمیوں کے پاس لے جا کر تحنیک کرائیں اور برکت کی دعا لیں معاشرہ میں برکت اور دعائے برکت کی کوئی حیثیت ہی نہیں رہی ان باتوں کو ملا کی بڑ سمجھا جاتا ہے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ.

حضور اقدس ﷺ رحمۃ للعالمین تھے، سب کے لئے سراپا رحمت تھے اور بچوں کی طرف تو خاص طور پر آپ کی شفقت متوجہ رہتی تھی خود اپنے بچوں اور اپنی صاحبزادی خاتون جنت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بچوں سے تو آپ ﷺ کو پیار تھا ہی دوسرے مسلمانوں کے بچوں کو بھی پیار فرماتے تھے، ان کے سروں پر ہاتھ پھیرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت اُمّ قیس رضی اللہ عنہا اپنے بچہ کو لے کر آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں بچہ کو آپ ﷺ نے گود میں بٹھا لیا اس نے آپ کے مبارک کپڑے پر پیشاب کر دیا۔ (بخاری ومسلم)

جب مکہ معظمہ فتح ہوا تو مکہ والوں نے اپنے بچوں کو آپ ﷺ کی خدمت میں لانا شروع کر دیا آپ

Marfat.com

ان کے لئے برکت کی دعا فرماتے سروں پر ہاتھ پھیرتے جاتے تھے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۸۴ بحوالہ ابی داؤد)

بہت سے لوگ اپنے یا دوسروں کے بچوں کو گود میں لینے اور ان کو قریب کرنے سے بچتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جیسے یہ کوئی بزرگی کی بات ہے۔ اور بچوں کو کھلانا وقار کے خلاف ہے، یہ لوگ رحمتہ للعالمین ﷺ کی سنت سے دور ہیں۔ جو لوگ اسلامی علوم و اعمال کے داعی ہیں ان کے لئے تو اس سنت پر عمل کرنا بہت ضروری ہے۔ جب بچوں کو دیندار لوگ قریب اور مانوس کریں گے اور اپنی بزرگی کی ہیبت ان کے دل سے نکال دیں گے تو ان کو دین پر لگانا آسان ہوگا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے حالات: ۔ حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ کے پیٹ میں سب سے پہلے حضور اقدس ﷺ کا لعاب مبارک پہنچا اور آپ ﷺ نے ان کے لئے برکت کی دعا کی، پھر سات آٹھ سال کی عمر میں انہوں نے حضور اقدس ﷺ سے بیعت کی اس سب کا اثر بہت کچھ ظاہر ہوا۔ ان کے بڑے بڑے فضائل ہیں، نسب کے اعتبار سے وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے نواسے اور حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کے بیٹے تھے جو عشرہ مبشرہ میں تھے اور حضور ﷺ نے ان کو اپنا حواری یعنی خاص الخاص آدمی بتایا تھا۔ ان کی دادی حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں جو حضور اقدس ﷺ کی پھوپھی تھیں اور ان کی والدہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں، رضی اللہ عنهم اجمعین.

حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا گیا کہ قریش کے چند لڑکے (عبداللہ بن جعفرؓ، عبداللہ بن الزبیرؓ، عمر بن سلمہؓ) ذرا بڑے ہو گئے ہیں آپ ان کو بیعت فرما لیتے تو اچھا ہوتا اس سے ان کو آپ ﷺ کی برکت نصیب ہو جائے گی اور ایک قابل ذکر فضیلت حاصل ہو جائے گی۔ آپ ﷺ نے درخواست منظور فرمالی جب یہ کمسن لڑکے حاضر خدمت ہوئے تو طبعی طور پر جھجکنے لگے اور ٹھٹک کر پیچھے رہ گئے البتہ ان میں سے حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور آنحضرت ﷺ نے ان کو دیکھ کر تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا اِنَّهٗ اِبْنُ اَبِیْهِ کہ یہ اپنے باپ کا بیٹا ہے یعنی اپنے باپ کی طرح جری ہے اور خیر کی طرف آگے بڑھنے والا ہے۔ سات یا آٹھ سال کی عمر میں آنحضرت سے بیعت کی اور ان کی نو سال کی عمر تھی جب فخر کونین ﷺ کی وفات ہوئی۔ (الاصابہ)

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ بہت زیادہ عبادت کرتے تھے۔ روزوں پر روزے رکھتے چلے جاتے تھے، نماز سے خاص شغف تھا اور بہت دل لگا کر نماز پڑھتے۔ جب نماز پڑھنے لگتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کوئی ستون کھڑا ہے (نام کو بھی حرکت محسوس نہ ہوتی تھی) اپنی زندگی کی راتوں کو تین طرح گزارتے تھے ایک رات نماز میں کھڑے کھڑے اور دوسری رات رکوع میں اور تیسری رات سجدے میں گزار دیتے تھے، صبح تک یہی شغل رہتا تھا۔ عمرو بن دینار سے منقول ہے کہ میں نے کوئی شخص عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر اچھی نماز پڑھنے والا نہیں دیکھا۔ کعبہ شریف کے قریب حطیم میں بڑے اطمینان سے اس وقت بھی نماز میں مشغول تھے جبکہ دشمنوں کی جانب سے بذریعہ منجنیق[1] گولے برسائے جا رہے تھے۔ ان کے کپڑوں میں گولے آ کر لگتے تھے مگر وہ ذرا توجہ نہ فرماتے تھے۔ عثمان بن ابی طلحہ کا بیان ہے کہ عبداللہ بن الزبیرؓ سے نہ بہادری میں

---

[1] منجنیق اس زمانہ میں ایک آلہ تھا جس سے توپ کا کام لیا جاتا تھا، ۱۲

Marfat.com

مقابلہ کیا جاسکتا ہے نہ عبادت میں نہ بلاغت میں، آپ کی آواز بہت بلند تھی جب خطبہ دیتے تھے تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ جواب دے رہے ہیں۔ (الاصابہ وتاریخ الخلفاء) جنگ جمل کے موقع پر جب حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کو نعشوں کے درمیان سے زندہ نکالا گیا تو ان کے جسم میں چالیس سے اوپر کچے زخم تھے۔ (الاصابہ)

اس قدر زخم آئے مگر اس وقت شہید نہیں ہوئے اللہ تعالیٰ کو ان سے کام لینا تھا، اتنی شدید مارکاٹ میں بھی اللہ تعالیٰ نے زندہ بچالیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بھتیجے حضرت ہشام بن عروہ نے فرمایا کہ ہمارے چچا عبداللہ بن الزبیرؓ نے جب بچپن میں بالکل شروع میں بولنا شروع کیا تو زبان سے پہلا لفظ ''السیف'' نکلا۔ سیف تلوار کو کہتے ہیں اس لفظ کو بولتے ہی رہتے تھے۔ یہ حال دیکھ کر ان کے والد ماجد فرماتے تھے کہ خدا کی قسم تو قتل وقتال کے بہت دن دیکھے گا۔ (تاریخ الخلفاء)

یزید کی بیعت سے انکار کرنا اور مکہ میں خلافت قائم کرنا: — حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا تھا اور ۶۴ھ یا ۶۵ھ میں خود اپنی خلافت قائم کر لی تھی۔ حجاز، یمن، عراق اور خراسان کے لوگ آپ کے حلقہ اطاعت میں داخل ہو گئے تھے۔ دارالخلافہ مکہ معظمہ میں رہا اور ۹ سال کے لگ بھگ خلیفہ رہے۔ آٹھ سال امام المسلمین اور امیر المومنین ہونے کی حیثیت سے لوگوں کو حج کرایا بالآخر حجاج بن یوسف نے جمادی الاخری ۷۳ھ میں آپ کو شہید کر دیا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے مقابلہ میں عبدالملک بن مروان نے اپنی حکومت بنالی تھی اس کے تسلط میں شام اور مصر تھے اس کے گورنر حجاج بن یوسف نے حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ پر چڑھائی کی اور مکہ معظمہ کا حصار یعنی گھیراؤ کر لیا اور چھ مہینے سترہ دن حصار رہا بالآخر حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ کو شہید کر دیا گیا اور عبدالملک بن مروان کا تسلط مکہ وغیرہ پر بھی ہو گیا۔ (الاصابہ، والاستیعاب، تاریخ الخلفاء)

واقعہ شہادت: — حضرت عبداللہ بن الزبیرؓ دشمنوں کے حصار کے زمانہ میں ایک دن اپنی والدہ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے پاس گئے اور پوچھا کہ امی جان آپ کا کیا حال ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں مریض ہوں، بیٹے نے کہا اِنَّ فِی الْمَوْتِ لَرَاحَةً یعنی موت میں راحت ہے۔ حضرت اسماءؓ نے فرمایا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو اپنے سامنے میری موت کی آرزو کرتا ہے حالانکہ میں چاہتی ہوں کہ جب تک دشمن سے جنگ کر کے تیرا معاملہ صاف نہ ہو جائے اس وقت تک زندہ رہوں اگر تو مقتول ہو جائے گا تو میں بیٹے کی موت پر صبر کر کے ثواب لے لوں گی اور اگر تو اپنے دشمن کے مقابلہ میں کامیاب ہو جائے گا تو میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ یہ بات سن کر حضرت عبداللہ بن زبیر ہنسے، پھر جس روز ان کو شہید کیا گیا اس دن اپنی والدہ کے پاس گئے وہ اس وقت مسجد میں تھیں انہوں نے نصیحت کی کہ بیٹا قتل کے خوف سے دشمن کی جانب سے کوئی ایسی چیز قبول نہ کرنا جس سے ذلت کا سامنا کرنا پڑے خدا کی قسم عزت میں تلوار کی دھار برداشت کر لینا اس سے بہتر ہے کہ آدمی ذلت برداشت کر لے اور تلوار کی دھار کے بجائے ایک کوڑے کی مار کھا کر ذلت کی زندگی گزارے، اس کے بعد لڑنا شروع کیا، دونوں ہاتھوں میں تلواریں تھیں خوب جنگ کی

Marfat.com

حتیٰ کہ صفا کی جانب سے ان کی آنکھوں کے درمیان ایک پتھر آ کر لگا اس کے بعد دشمن ان کو مارتے رہے یہاں تک کہ ان کو قتل کر دیا۔ قتل کرنے کے بعد شامیوں نے خوشی میں اللہ اکبر کہا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس بچہ کی پیدائش کے دن جن لوگوں نے خوشی میں اللہ اکبر کہا وہ ان لوگوں سے بہتر تھے جو اس کے قتل پر اللہ اکبر کہہ رہے ہیں۔ (الاستیعاب)

حضرت اسماءؓ کا حجاج سے بے باک مکالمہ:- دشمنوں نے قتل کرنے کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی لاش کو سولی پر چڑھا دیا تھا۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا حجاج بن یوسف کے پاس گئیں اس وقت نابینا ہو چکی تھیں۔ انہوں نے حجاج سے کہا کیا اس سوار کے اترنے کا وقت نہیں آیا، حجاج نے کہا یہ منافق؟ حضرت اسماءؓ نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم وہ منافق نہیں تھا بلکہ روزے رکھنے والا اور راتوں نماز پڑھنے والا تھا اور حسن سلوک سے پیش آنے والا تھا، حجاج نے کہا بڑھیا تو چلی جا تیری عقل خراب ہو گئی ہے۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میری عقل خراب نہیں ہوئی میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ ثقیف کے قبیلے میں ایک بہت بڑا جھوٹا اور ایک بہت بڑا فسادی ہوگا، بہت بڑے جھوٹے کو تو ہم دیکھ چکے (یعنی مختار بن عبید ثقفی کو) اور فسادی تو میرے خیال میں تو ہی ہے۔ (الاستیعاب) ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ حجاج بن یوسف نے حضرت اسماءؓ کو بلوایا انہوں نے آنے سے انکار کر دیا۔ اس نے پھر قاصد بھیجا کہ ضرور چلی آؤ ورنہ ایسا شخص بھیجوں گا جو تیرے بال پکڑ کر کھینچ لائے گا۔ حضرت اسماءؓ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں تیرے پاس نہیں آؤں گی یہاں تک کہ تو کوئی ایسا شخص بھیجے جو میرے بال پکڑ کر کھینچتا ہوا لے جائے۔ اس پر حجاج خود روانہ ہوا اور حضرت اسماءؓ کے پاس آ کر کہنے لگا کہ تو نے دیکھا کہ میں نے اللہ کے دشمن کے ساتھ کیا کیا (یعنی تیرے بیٹے عبداللہؓ کو قتل کر دیا) حضرت اسماءؓ نے برجستہ جواب دیا کہ میرے نزدیک اس جنگ کا خلاصہ یہ ہے کہ تو نے میرے بیٹے کی دنیا خراب کر دی اور اس نے تیری آخرت خراب کر دی۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۵۵۲ بحوالہ صحیح مسلم)

عبدالملک بن مروان کی جانب سے حکم آنے پر حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی نعش کو حجاج بن یوسف نے صلیب سے اتروا دیا، حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی تھیں کہ اے اللہ مجھے اس وقت تک موت مت دیجیو جب تک کہ میرے بیٹے کی لاش میرے پاس نہ آ جائے۔ حضرت ابن ابی مُلیکہ نے فرمایا کہ سب سے پہلا شخص ہوں جس نے حضرت اسماءؓ کو اس بات کی خوشخبری دی کہ آپ کے بیٹے کی لاش صلیب سے اتار دی گئی ہے۔ انہوں نے ایک ٹب منگوایا اور مجھے حکم دیا کہ اس لاش کو غسل دے دو، چنانچہ ہم نے غسل دینا شروع کیا جس عضو کو ہاتھ لگاتے تھے ہاتھ کے ساتھ اکھڑا چلا آتا تھا۔ ہم غسل دیتے رہے اور اعضاء کو کفن کے کپڑوں میں ترتیب سے رکھتے رہے۔ جب غسل و کفن سے فارغ ہوئے تو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنے بیٹے کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔ (الاستیعاب، الاصابہ)

آج کہاں ہیں ایسے بہادر لڑکے اور ایسی نڈر اور بے باک مائیں۔ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہمت اور حق گوئی کو دیکھو اور حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کی عبادت اور شجاعت پر نظر کرو یہ حضرات صحابہؓ کے حالات ہیں ان میں مرد اور عورتیں اور بچے سب ہی اسلام کے شیدا اور جاں نثار تھے، اللہ جل شانہٗ ان کی

Marfat.com

بہادری اور دلیری اور عبادت اور اخلاص نیت کا کچھ حصہ ہمیں بھی نصیب فرمائے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے سر میں اگر درد ہو جاتا تھا تو سر پر ہاتھ رکھ کر فرماتی تھیں کہ یہ گناہوں کی وجہ سے ہے جو بعض گناہوں کی سزا ہے اور جو گناہ اللہ پاک بغیر سزا معاف فرما دیتے ہیں وہ تو بہت زیادہ ہیں۔ (الاستیعاب) شادی کے بعد ابتدائی زندگی بہت تنگی کی گزاری، فرماتی تھیں کہ جب زبیر بن عوامؓ سے میرا نکاح ہوا تو ان کی ملکیت میں نہ کوئی مال تھا نہ غلام تھا اور نہ کوئی چیز تھی ایک گھوڑا تھا جسے میں چارہ کھلاتی تھی اور اس کی خدمت کرتی تھی اور ان کے اونٹ کو کھجور کی گٹھلیاں کوٹ کر کھلاتی تھی اور یہ گٹھلیاں ان کی زمین سے اپنے اوپر لاد کر لاتی تھی، یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک خادم بھیج دیا جس نے گھوڑے کی خدمت کا کام سنبھال لیا جس کی وجہ سے مجھے محنت کے کاموں میں کچھ آسانی ہوگئی۔ (الاصابہ)

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب "ذات النطاقین" تھا، نطاق پٹکہ کو کہتے ہیں (جو کپڑا محنت کا کام کاج کرنے یا زینت کے لئے کمر میں باندھ لیا جاتا ہے) جب حضور اقدس ﷺ نے ہجرت کا ارادہ فرمایا تو حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سفر کے لئے کھانا تیار کیا اس کو باندھنے کا ارادہ کیا تو ایسی کوئی چیز نہ ملی جس سے کھانے کا سامان باندھ دیتیں لہٰذا اپنا دوپٹہ پھاڑ کر آدھے سے زادراہ یعنی سفر کا توشہ باندھ دیا اور آدھا اپنی کمر میں باندھ لیا۔ بعض روایات میں ہے کہ اس موقع پر ان کے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کو مشورہ دیا تھا کہ اپنا پٹکا پھاڑ کر ایک ٹکڑے سے مشکیزہ اور دوسرے سے زادراہ باندھ دو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس کے عوض اللہ جل شانہٗ تمہیں جنت کے دو پٹکے عنایت فرمائے گا۔ (الاصابہ)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی پیدائش ہجرت سے ۲۷ سال پہلے مکہ میں ہوئی تھی۔ ۱ ہجری میں مدینہ منورہ کو ہجرت کی وہاں پہنچ کر حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ آخر عمر میں مکہ میں قیام فرمایا پھر ۷۳ ہجری میں وہیں وفات پائی۔ اپنے لڑکے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے واقعہ شہادت کے بعد دس بیس دن زندہ رہ کر دنیائے فانی کو چھوڑ کر داعی اجل کو لبیک کہا۔ سو سال کی عمر تھی مگر نہ کوئی دانت ٹوٹا تھا نہ عقل میں کسی طرح کا فتور آیا تھا۔ (الاستیعاب والاصابہ) رضی اللّٰہ عنہا وارضاہا ورضی عن زوجہا واولادہا.

عقیقہ کا بیان

(۱۵۹) وَعَنْ اُمِّ كُرْزٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَقِرُّوا الطَّيْرَ عَلٰى مَكَنَاتِهَا قَالَتْ وَسَمِعْتُهٗ يَقُوْلُ عَنِ الْغُلَامِ شَاتَانِ وَعَنِ الْجَارِيَةِ شَاةٌ وَلَا يَضُرُّكُمْ ذُكْرَانًا كُنَّ اَوْ اِنَاثًا. (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت اُمّ کرز رضی اللہ عنہا نے بیان فرمایا کہ میں نے حضرت رسولِ اکرم ﷺ سے سنا کہ پرندوں کو ان کی جگہوں پر رہنے دو (اور ان کو اڑا کر بدفالی نہ لو) اور میں نے آنحضرت ﷺ سے یہ بھی سنا کہ عقیقہ میں لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری ذبح کی جائے اور اس میں تمہارے لئے کوئی نقصان کی بات نہیں کہ عقیقہ میں ذبح کئے جانے والے جانور نر ہوں یا مادہ ہوں۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۶۲ بحوالہ ابوداؤد)

تشریح:- اس حدیث میں اوّل تو حضور اقدس ﷺ نے ایک بدفالی سے منع فرمایا جو مخصوص طریقہ پر

Marfat.com

زمانہ نبوت سے پہلے عرب میں رواج پائے ہوئے تھی۔

زمانہ جاہلیت میں اہل عرب جانور اُڑا کر بدفالی لیتے تھے:- زمانہ جاہلیت میں اہل عرب کا یہ طریقہ تھا کہ جب کسی کام کے لئے نکلتے تھے تو درخت پر بیٹھے ہوئے جانوروں کو اُڑا دیتے تھے اور دیکھتے تھے کہ جانور کدھر کو اڑا، اگر دائیں جانب کو اڑ گیا تو اس کو مبارک اور سعد جانتے تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ جس کام کے لئے ہم نکلے ہیں وہ ہو جائے گا اور اگر جانور بائیں جانب کو اڑ جاتا تو اس کو منحوس اور نامبارک جانتے تھے اور یہ سمجھ کر کہ ہمارا کام نہیں ہوگا اس کام سے رُک جاتے تھے۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جانوروں کو ان کی جگہوں پر بیٹھا رہنے دو اور فال کے لئے ان کو مت اڑاؤ۔

دور حاضر کی بدفالی پر ایک نظر:- عرب کے جاہلوں کی طرح آج کل بھی نام نہاد مسلمان طرح طرح کی بدفالیوں میں مبتلا ہیں، خصوصاً عورتوں میں اس طرح کی باتیں بہت مشہور ہیں۔ اگر کوئی شخص کام کو نکلا اور بلی سامنے سے گزر گئی یا کسی کو چھینک آ گئی تو سمجھتے ہیں کہ کام نہیں ہوگا، جوتی پر جوتی چڑھ گئی تو کہتے ہیں کہ سفر درپیش ہوگا، آنکھ پھڑکنے لگی تو فلاں بات ہوگی یا کسی کے گھر میں گھونگچیاں ڈال دیں یا سے کا کانٹا ڈال دیا تو گھر والوں میں لڑائی ہوگی یا مرغی نے اذان دے دی تو گویا مصیبت آ گئی اسے ذبح کرنے کو دوڑ پڑتے ہیں اور مختلف علاقوں میں اور مختلف قوموں میں اس طرح بہت سی باتیں مشہور ہیں۔ یہ سب جاہلانہ خرافات اور غیر اسلامی خیالات ہیں جو کچھ ہوتا ہے تقدیر سے ہوتا ہے اور اللہ کے چاہنے سے ہوتا ہے۔ موحد بندہ خام خیالیوں میں کبھی نہیں پڑتا اور وہم کی دنیا کو کبھی نہیں بساتا۔ حدیث شریف میں فرمایا ہے الطیرۃ شرک بدفالی لینا شرک ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

اگر کسی مسلمان کو کوئی ایسی چیز پیش آ جائے کہ جس سے خواہ مخواہ ذہن میں بدفالی کا خیال ہو جائے تو جس کام کے لئے نکلا ہے اس سے نہ رکے اور یہ دعا پڑھے: اَللّٰھُمَّ لَا یَاْتِی بِالْحَسَنَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا یَدْفَعُ السَّیِّئَاتِ اِلَّا اَنْتَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (رواہ ابوداؤد) یعنی اے اللہ اچھائیوں کو تیرے سوا کوئی نہیں لاتا اور بری چیزوں کو تیرے سوا کوئی دور نہیں کرتا اور گناہ سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت صرف اللہ ہی سے ملتی ہے۔

آج کل بھی جانوروں کو استعمال کرنے کا سلسلہ جاری ہے بہت سے لوگ لفافوں میں کاغذ بھرے ہوئے کسی چالو روڈ پر بیٹھے رہتے ہیں اور طوطا یا مینا یا کوئی اور چڑیا پنجرے میں بند رکھتے ہیں، گزرنے والے جاہل ان سے پوچھتے ہیں کہ آئندہ ہم کس حال سے گزریں گے اور ہمارا فلاں کام ہوگا یا نہیں۔ اس پر جانور رکھنے والا آدمی پرندے کے منہ میں کوئی دانہ وغیرہ دے دیتا ہے اور وہ پرندہ کیف ما اتفق کوئی سا ایک لفافہ کھینچ لاتا ہے پرندہ والا آدمی اس میں سے کاغذ نکال کر پڑھتا ہے اور دریافت کرنے والے کی قسمت کا فیصلہ سناتا ہے۔ یہ سراسر جہالت اور گمراہی کا طریقہ ہے۔ غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا، طوطا مینا لے کر بیٹھنے والے کو خود پتہ نہیں کہ وہ کل کیا کرے گا۔ اور نہ ایک کو دوسرے کے بارے میں کچھ علم ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَکْسِبُ غَدًا (یعنی کوئی نفس نہیں جانتا کہ کل کو کیا کرے گا۔ نیز ارشاد

Marfat.com

خداوندی ہے قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ (اے نبی آپ فرمادیجئے کہ جو لوگ آسمان اور زمین میں ہیں وہ غیب کو نہیں جانتے غیب کو صرف اللہ ہی جانتا ہے) یہ عجیب بات ہے کہ آدمی خود تو اپنا حال نہ جانے اور غیر عاقل جانور کو پتہ چل جائے کہ اس کی قسمت میں کیا ہے وہ پرچہ نکال کر دے دے تو اس کو غیب دانی کا ذریعہ بنالیں۔ جہالت بڑی بری بلا ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جو شخص کسی ایسے آدمی کے پاس گیا جو غیب کی بات بتاتا ہو پھر اس سے کچھ بات پوچھ لی تو اس کی کوئی نماز چالیس دن تک قبول نہیں ہوگی (رواہ مسلم) ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ جو شخص کسی ایسے شخص کے پاس گیا جو غیب کی خبریں بتاتا ہو اور اس کے غیب کی تصدیق کردی تو اس چیز سے بری ہوگیا جو محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نازل ہوئی (رواہ ابوداؤد) ٹونہ ٹوٹکہ اور بدفالی سے بہت سختی سے پرہیز کرو اور کسی ایسے شخص کے پاس ہرگز نہ جاؤ جو غیب کی باتیں بتانے کا دعویٰ کرتا ہو۔

عقیقہ کے مسائل:- حضرت اُمّ کرز رضی اللہ عنہا کی حدیث میں دوسری بات یہ بتائی کہ عقیقہ میں لڑکے کی جانب سے دو بکریاں ذبح کی جائیں اور لڑکی کی جانب سے ایک بکری، اور یہ بھی فرمایا کہ ان کے نر و مادہ ہونے سے عقیقہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اگر لڑکے کے لئے بکریاں اور لڑکی کے لئے بکرا ذبح ہوجائے تو اس میں نہ کوئی ضرر ہے نہ کوئی حرج۔

عقیقہ میں جو جانور ذبح کیا جاتا ہے اس میں اللہ کی خوشنودی مقصود ہوتی ہے ایک جانور میں قربانی اور عقیقہ دونوں کے حصے ہوسکتے ہیں مثلاً اگر پانچ آدمی ایک ایک حصہ قربانی کا لے لیں اور ایک شخص دو حصے اپنے لڑکے کے عقیقہ کے لئے لے لے اور کل سات حصے ہوجائیں تو ایسا کرنا درست ہے لیکن قربانی صرف اپنے مخصوص دنوں میں ہی ہوسکتی ہے عقیقہ بچہ کی پیدائش سے ساتویں دن ہونا چاہئے۔ مثلاً اگر کوئی جمعرات کو پیدا ہو تو اس کا عقیقہ بدھ کے دن کریں۔ عقیقہ میں دو کام کرنے ہوتے ہیں ایک تو جانور اللہ کی رضا کے لئے ذبح کرنا دوسرے بچہ کے سر کے بال مونڈ دینا۔ بال مونڈ کر ایک جگہ جمع کرلیں اور ان کا وزن کر کے اس قدر چاندی صدقہ کردیں جس قدر بالوں کا وزن ہو۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت حسنؓ کی جانب سے ایک بکری کا عقیقہ کیا اور اپنی صاحبزادی سے فرمایا (جو حضرت حسنؓ کی والدہ تھیں) کہ اے فاطمہؓ! اس کا سر مونڈ دو اور اس کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی صدقہ کردو۔ جب بالوں کا وزن کیا تو ایک درہم یا اس سے کم وزن اترا (رواہ الترمذی) اور اس قدر چاندی صدقہ کردی (کمافی المؤطا) بخاری شریف میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ لڑکے کا عقیقہ ہونا چاہئے لہٰذا اس کی جانب سے خون بہاؤ (یعنی جانور ذبح کرو) اور ناگوار چیز دور کرو (یعنی پیٹ کے اندر جو بال نکل آئے تھے ان کو مونڈ ڈالو)۔

زمانہ جاہلیت میں بچہ کا سر مونڈ کر اس کے سر پر ذبح شدہ جانور کا خون مل دیتے تھے یہ طریقہ اسلام میں نہیں ہے۔ البتہ بعض روایات حدیث میں بچہ کے سر پر (مونڈنے کے بعد) زعفران ملنا وارد ہوا ہے، اگر اس پر عمل کرنا چاہیں تو زعفران تر کر کے پورے سر پر مل دیں۔ (مرقاۃ)

مسئلہ:- بعض کتابوں میں لکھا ہے کہ عقیقہ کے جانور کا گوشت بناتے وقت اس کی ہڈیاں نہ توڑی

Marfat.com

جائیں اور حضرت عطاء نے اس کی حکمت بھی بتائی ہے لیکن اگر ہڈیاں توڑ دی جائیں جیسا کہ گوشت بنانے میں ایسا ہوتا ہے تو اس سے عقیقہ میں کوئی فرق نہیں آتا۔

مسئلہ:- اگر بچہ کا نام پہلے سے نہ رکھا ہو تو ساتویں دن اس کا اچھا سا نام بھی تجویز کر دیں۔

مسئلہ:- لڑکے کے لئے دو بکریاں اور لڑکی کے لئے ایک بکری ہونی چاہئے۔ اگر مقدور ہو تو اسی پر عمل کریں لیکن اگر کوئی شخص لڑکے کے عقیقہ میں بھی ایک بکری یا ایک بکرا کر دے تو یہ بھی جائز ہے اور حدیث سے ثابت ہے۔

مسئلہ:- اگر ساتویں دن عقیقہ نہیں ہوا تو اس کے بعد بھی عقیقہ ہو سکتا ہے لیکن ساتویں دن کا خیال رہنا بہتر ہے جس کا مطلب پہلے گزر چکا ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا ہو اس سے ایک دن پہلے عقیقہ کرے اور ایسا کرنا ایک امر استحبابی ہے اگر اس کے خلاف ہو جائے تو کچھ حرج نہیں۔ بلکہ خود عقیقہ ہی مستحب ہے۔ اس کے چھوڑنے سے کوئی گناہ نہیں ہوتا۔

مسئلہ:- یہ جو دستور ہے کہ جس وقت بچہ کے سر پر استرا رکھا جائے اور نائی سر مونڈنا شروع کرے فوراً اسی وقت بکری ذبح ہو، شرعاً اس کی کوئی حیثیت نہیں محض ایک جاہلانہ رسم ہے۔ شرعاً سب جائز ہے چاہے سر مونڈنے کے بعد ذبح کرے یا ذبح کر لے تب سر مونڈے۔

مسئلہ:- جس جانور کی قربانی جائز نہیں اس کا عقیقہ بھی درست نہیں اور جس کی قربانی درست ہے اس کا عقیقہ بھی درست ہے۔ جانور کیسا ہو اس کی تفصیل قربانی کے بیان میں گزر چکی ہے۔

مسئلہ:- عقیقہ کا گوشت چاہے کچا تقسیم کرے چاہے پکا کر دعوت کر کے کھلائے، دونوں طرح درست ہے۔

مسئلہ:- عقیقہ کا گوشت باپ، دادا، نانا، نانی، دادی وغیرہ سب کو کھانا درست ہے، عقیقہ کے دن بچہ کا سر مونڈنے میں یہ مصلحت ہے کہ پیٹ کے اندر جو بال اگتے ہیں وہ کمزور ہوتے ہیں اور مونڈنے کے بعد جو بال نکلتے ہیں وہ طاقتور ہوتے ہیں لہٰذا کمزور بالوں کا دور کر دینا مناسب ہوا۔ نیز ایک نفع اور بھی ہے وہ یہ کہ بال مونڈے جانے سے سر کے مسامات کھل جاتے ہیں، ان کے ذریعہ اندر کی حرارت بآسانی باہر آ جائے گی نیز اس سے سننے اور سونگھنے اور دیکھنے کی طاقت بھی بڑھتی ہے۔ یہ حکمت تحفۃ الودود میں لکھی ہے۔

☆☆☆

Marfat.com

کتاب حسن المعاشرۃ والاخلاق الحسنۃ

اخلاق حسنہ کا بیان

حسن اخلاق والے کا مرتبہ

(۱۶۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَیُدْرِکُ بِحُسْنِ خُلُقِهٖ دَرَجَةَ قَائِمِ اللَّیْلِ وَصَائِمِ النَّهَارِ. (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ مومن بندہ اپنے اچھے اخلاق کی وجہ سے راتوں رات نماز میں کھڑے رہنے والے اور دن بھر روزہ رکھنے والے آدمی کا درجہ پالیتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۳۱ از ابوداؤد)

تشریح:- اچھی خصلت وعادت جسے نصیب ہو جائے تو اسے دنیا اور آخرت کی خیر مل گئی، اچھے اخلاق کا اللہ جل شانہٗ کے یہاں بہت وزن ہے، ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ''قیامت کے دن سب سے زیادہ بھاری چیز جو مومن کی ترازو میں رکھی جائے گی وہ اچھے اخلاق ہوں گے'' لفظ ''اچھے اخلاق'' کا مفہوم بہت وسیع ہے، اس کی تشریح میں ہزاروں صفحات کی کتابیں لکھی جاسکتی ہیں، اللہ کی ساری مخلوق کے حقوقِ واجبہ ادا کرنا، چھوٹوں پر شفقت کرنا، بڑوں کا اکرام کرنا، سب کو اپنی زبان اور ہاتھ کی تکلیف سے محفوظ رکھنا اور آگے پیچھے سب کی خیر خواہی کرنا، دھوکہ نہ دینا، خیانت نہ کرنا، سچ بولنا، نرمی اختیار کرنا، ہر ایک سے اس کے مرتبہ کے مطابق برتاؤ کرنا، جو اپنے لئے پسند کرے وہی دوسروں کے لئے پسند کرنا، مشورہ صحیح دینا، بدزبانی سے بچنا، حیاء اور شرم اختیار کرنا، مخلوق کی حاجتیں پوری کرنا، سب کے ساتھ خوبی کا برتاؤ کرنا، بے جا غصہ نہ کرنا، حسد اور کینہ کو دل میں جگہ نہ دینا، یہ اور اسی طرح کی بیسیوں باتیں ہیں جن کو حسن اخلاق کا مفہوم شامل ہے۔

ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ سب سے بہتر کیا چیز ہے جو انسان کو عطا کی گئی، حضور اقدس ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ ایسی چیز حسن خلق ہے۔ (بیہقی)

حسن اخلاق کا مظاہرہ صحیح معنوں میں اس وقت ہوتا ہے جب لوگوں سے تکلیف پہنچے، اور صبر کرتے ہوئے خوبی کا رویہ اختیار کرے۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت ابوذرؓ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تو جہاں کہیں بھی ہو اللہ سے ڈر اور گناہ ہو جائے تو اس کے بعد ہی نیکی بھی کر لے، یہ نیکی اس گناہ کو مٹا دے گی اور لوگوں سے اچھے اخلاق کے ساتھ میل جول رکھ۔ (احمد و ترمذی)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ مومنین میں سب سے زیادہ کامل ایمان والا وہ ہے جو اُن میں اخلاق کے اعتبار سے سب سے اچھا ہو۔ (ابوداؤد)

حضرت معاذ اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو جب رسولِ خدا ﷺ نے یمن کا عامل بنا کر بھیجا تو

Marfat.com

وصیت فرمائی کہ لوگوں کے ساتھ آسانی کا برتاؤ کیجیئو اور سختی سے نہ پیش آئیو، اور ان کو خوشخبریاں سنائیو، اور نفرت نہ دلائیو، اور آپس میں متفق رہیو، اور اختلاف نہ رکھیو۔ (بخاری)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے (یمن جانے کے لئے) رکاب میں قدم رکھا تو رسولِ خدا ﷺ نے مجھ کو آخری وصیت یہ فرمائی کہ اے معاذ! لوگوں سے خوش خلقی سے پیش آنا۔ (مشکوٰۃ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَاَحْسِنْ خُلُقِیْ. (مشکوٰۃ)

''اے اللہ تو نے میری صورت اچھی بنائی ہے تو میرے اخلاق بھی اچھے کر دے''۔

حسن اخلاق کا مفہوم بہت وسیع ہے، ہم چند اصول لکھتے ہیں جو بہت سے اخلاقِ حسنہ کو جامع ہیں۔

جو اپنے لئے پسند کرے وہی دُوسروں کے لئے پسند کرے

(۱۶۱) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَا یُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوگا جب تک اپنے (مومن) بھائی کے لئے وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۲۴ از بخاری ومسلم)

تشریح:- حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کونسا ایمان افضل ہے؟ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا یہ کہ تو اللہ کے لئے محبت کرے اور اللہ کے لئے بغض رکھے اور اپنی زبان کو اللہ کی یاد میں لگائے رکھے، میں نے عرض کیا اس کے بعد کیا کروں؟ فرمایا کہ تو لوگوں کے لئے وہی پسند کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے، اور اُن کے لئے وہ ناپسند کرے جو اپنے لئے ناپسند کرتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سب لوگوں کے ساتھ ایسا برتاؤ رکھے کہ جو اپنے لئے پسند ہو وہ سب کے لئے پسند ہو اور جو اپنے لئے اچھا نہیں سمجھتا اس کو دوسروں کے لئے بھی برا سمجھے، مثلاً اگر اپنے ذمہ کسی کا قرض آتا ہو تو یہ خیال کرے کہ میرا قرض چاہتا ہوتا تو جلد سے جلد وصول کرتا، لہٰذا اس کے لئے اسی کو پسند کروں اور جلد ادا کر دوں، اسی طرح اگر کسی پر اپنا قرض چاہتا ہو تو یہ سوچے کہ اگر مجھ پر کسی کا قرض ہوتا تو میں مہلت کا خواستگار ہوتا، لہٰذا مجھے چاہئے کہ اس کے لئے وہی پسند کروں جو اپنے لئے پسند کرتا ہوں، لہٰذا اس کو مہلت دوں اور مطالبہ میں سختی نہ کروں، اسی طرح ہر موقع اور ہر معاملہ میں سوچ لیا کرے۔

درحقیقت اگر لوگ صرف اسی ایک حدیث پر عمل کر لیں تو کبھی تعلقات میں کشیدگی نہ ہو اور سب آرام سے زندگی گزاریں۔

ہر چیز کے ساتھ خوبی کا برتاؤ کرنا ضروری ہے

(۱۶۲) وَعَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ ثِنْتَانِ حَفِظْتُھُمَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ

Marfat.com

تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی کَتَبَ الْاِحْسَانَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ فَاِذَا قَتَلْتُمْ فَاَحْسِنُوْا الْقِتْلَةَ وَاِذَا ذَبَحْتُمْ فَاَحْسِنُوْا الذِّبْحَةَ وَلْیُحِدَّ اَحَدُکُمْ شَفْرَتَهٗ وَلْیُرِحْ ذَبِیْحَتَهٗ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی دو باتیں میں نے (خصوصیت کے ساتھ) یاد رکھی ہیں، آپؐ نے فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کے ساتھ خوبی کا برتاؤ کرنا ضروری قرار دیا ہے، لہٰذا جب کسی کو (کسی جائز وجہ سے) قتل کرو تو خوبی کے ساتھ قتل کرو اور جب (جانور کو) ذبح کرو تو خوبی کے ساتھ ذبح کرو اور (خوبی کی ایک صورت یہ ہے کہ) ذبح کرنے والا اپنی چھری تیز کرلے، اور جانور کو آرام پہنچائے۔ (مسلم ص ۱۵۲، ج ۲)

تشریح:- احسان حسن سے لیا گیا ہے جس کا ترجمہ ہم نے ''خوبی کا برتاؤ کرنا'' کیا ہے۔ مومن کو چاہئے کہ جس سے بھی اس کا واسطہ پڑے (انسان ہو یا جانور) اس سے خوبی کا برتاؤ اور اچھا سلوک کرے، خوبی کے برتاؤ کا قاعدہ مقرر نہیں، جو بیان کر دیا جائے، یہ تو ہر شخص کی خود اپنی بصیرت پر ہے کہ ہر موقع اور ہر معاملہ میں یہ غور کرے کہ اس وقت میرے لئے خوبی کا برتاؤ کا کیا موقع ہے؟ جب ذبح اور قتل کرنے میں بھی خوبی کے برتاؤ کی ضرورت ہے جو ذرا سی دیر کا کام ہے اور جس میں وقتی تکلیف ہے تو جن اشخاص سے روزانہ واسطہ پڑتا ہو ان کے ساتھ خوبی کے برتاؤ کرنا کس قدر ضروری ہوگا۔

جانور سے اچھا برتاؤ:- ذبح کرنے میں خوبی کا برتاؤ کرنے کے سلسلہ میں حضور اقدس ﷺ نے ایک جزوی مثال بھی ذکر فرمائی ہے، اور وہ یہ ہے کہ کھٹل چھری سے ذبح نہ کرے، اور چھری کو ذبح سے پہلے تیز کر لے، نیز یہ بھی فرمایا کہ ذبیحہ کو آرام پہنچائے جس کی بہت سی صورتیں ہیں، مثلاً یہ کہ ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال نہ کھینچے، اور کوئی عضو نہ کاٹے، بھوکا پیاسا رکھ کر ذبح نہ کرے، اسی سلسلہ میں فقہاء نے لکھا ہے ایک جانور کو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرے، اور چھری کو اس کے سامنے تیز نہ کرے۔

ایک شخص ایک بکری کو کان پکڑ کر کھینچے لئے جا رہا تھا، اسے دیکھ کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کا کان چھوڑ دے اور گردن پکڑ کر لے جا۔ (ابن ماجہ)

دودھ دوہنے میں خوبی کا برتاؤ یہ ہے کہ ناخن بڑھے ہوئے ہوں تو اُن کو تراش کر دودھ نکالے، تاکہ تھنوں میں نہ چبھیں۔

سوار ہونے میں خوبی کا برتاؤ یہ ہے کہ جانور کو خواہ مخواہ نہ دوڑائے، اس پر چڑھے چڑھے باتیں نہ کرے، منزل پر پہنچ کر اس کے چارہ کی فکر کرے، اور اس کا کجاوہ کاٹھی، زین اتار کر دوسرے کام میں لگے، وغیرہ وغیرہ۔

چھوٹوں پر رحم کرنے اور بڑوں کا اکرام کرنے کی اہمیت

(۱۶۳) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا وَیَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْهَ عَنِ الْمُنْکَرِ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو ہمارے چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی توقیر نہ کرے اور امر بالمعروف نہ

Marfat.com

کرے اور نہی عن المنکر نہ کرے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۲۳ از ترمذی)

تشریح:- اس حدیثِ پاک میں، چار چیزوں کی بڑی اہمیت کے ساتھ تاکید فرمائی۔ اوّل چھوٹوں پر رحم کرنا، دوم بڑوں کا اکرام کرنا، سوم امر بالمعروف، چہارم نہی عن المنکر۔ ان چیزوں کی اہمیت حضور اقدس ﷺ نے ایک خاص انداز میں ارشاد فرمائی، اور وہ یہ کہ جو شخص ان چیزوں پر عمل نہ کرے وہ ہم میں سے یعنی مسلمانوں کی جماعتوں میں سے نہیں ہے۔

بات یہ ہے کہ اسلام کے بہت سے تقاضے ہیں، یہ کہہ دینا کہ میں مسلمان ہوں، مسلمان ہونے کے لئے کافی نہیں ہے، دین اسلام سراسر خوبیوں کا مجموعہ ہے وہ سب کے ساتھ خوبی کے ساتھ پیش آنے کا حکم دیتا ہے، انسان کا چھوٹوں سے بھی واسطہ پڑتا ہے اور بڑوں سے بھی، چھوٹوں کے ساتھ رحمت اور شفقت کا برتاؤ کیا جائے اور بڑوں کی تعظیم وتوقیر کی جائے، چھوٹوں میں اولاد اور کم عمر کے بہن بھائی، دوسرے کم عمر رشتہ دار اور غیر رشتہ دار، نیز وہ سب لوگ جو ملازمت میں اپنے ماتحت ہیں، اور حاکموں کی ساری رعیت اور محکوم اور ہر وہ شخص جو کسی بھی اعتبار سے چھوٹا ہو، سب داخل ہے۔ ان سب لوگوں کے ساتھ رحمت اور شفقت اور مہربانی کا برتاؤ کیا جائے، اسی طرح بڑوں کے عموم میں ہر وہ شخص داخل ہے جو کسی بھی اعتبار سے بڑا ہو، ماں باپ اور تمام رشتہ دار جو عمر میں بڑے ہوں اور دوسرے وہ سب لوگ جو عمر میں یا عہدہ میں بڑے ہوں ان سب کی تعظیم اور توقیر اور اکرم واحترام ضروری ہے۔ اکرام اور احترام کا مطلب اتنا ہی سا نہیں ہے کہ اچھے القاب کے ساتھ نام لے لے بلکہ جانی ومالی خدمت کرنا، دُکھ تکلیف میں کام آنا، آرام پہنچانا اور کسی بھی طرح سے کوئی ایذا نہ پہنچانا یہ سب اکرام میں شامل ہے۔ بہت سے لوگ ظاہر میں تو بڑوں کا بہت ادب کرتے ہیں، لیکن موقع لگ جائے تو کچا کھانے کو تیار رہتے ہیں، یہ کوئی اکرام نہیں ہے۔

بوڑھوں کا اکرام کرنے کے بارے میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی جوان نے کسی بوڑھے کا اکرام اس کے بڑھاپے کی وجہ سے کیا، تو اللہ تعالیٰ اس کے بڑھاپے کے وقت کسی ایسے آدمی کو مقرر فرمائے گا جو اس کا اکرام کرے گا۔ (ترمذی)

چھوٹے بچے بھی رحمت کے مستحق ہیں، اپنے بچے ہوں یا کسی دوسرے کے، حضور اقدس ﷺ چھوٹے بچوں سے بہت شفقت کا برتاؤ فرماتے تھے، بچوں کو گود میں بھی لیتے، پیار بھی کرتے اور چومتے بھی تھے۔ ایک صاحب دیہات کے رہنے والے حاضر خدمت ہوئے اور (تعجب سے) کہنے لگے کہ کیا آپ حضرات بچوں کو چومتے ہیں؟ ہم تو نہیں چومتے، اس کی بات سن کر حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا میں تیرے لئے کیا کرسکتا ہوں اگر اللہ نے تیرے دل سے رحمت نکال دی ہے۔ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کے پاس (لوگوں کے) بچے لائے جاتے تھے، آپ ﷺ ان کے لئے برکت کی دعا دیتے تھے، اور اُن کی تحنیک فرماتے تھے (یعنی اپنے منہ میں کھجور چبا کر بچے کے منہ ڈال دیتے تھے پھر تالو سے مل دیتے تھے) (مسلم)

ایک مرتبہ حضرت اُمّ قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے ایک دودھ پیتے بچے کو آپ کی خدمت میں لے

Marfat.com

آئیں، آپ نے اس کو اپنی گود میں بٹھالیا، بچہ نے آپ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا، آپ ﷺ نے خود ہی اس کو پاک فرمایا۔ (مشکوٰۃ)

ایک مرتبہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بھائی آپ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا، آپ ﷺ نے اُس بچہ سے فرمایا کہ اے ابوعمیر تمہاری وہ چڑیا کیا ہوئی؟ اس بچے کے پاس ایک چڑیا تھی جس سے کھیلتا تھا، وہ مرگئی، تو آپ ﷺ نے ایسا فرمایا۔ (بخاری ومسلم)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو دیکھا (آپ ﷺ کے نواسے) حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کے کاندھے پر تھے، اس وقت آپ یہ دعا فرمارہے تھے اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں آپ بھی اس سے محبت فرمایئے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ دن چڑھے حضور اقدس ﷺ کے ساتھ نکلا، آپ ﷺ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تشریف لائے، اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو آواز دیتے ہوئے فرمایا کیا یہاں چھٹوا ہے؟ کیا یہاں چھٹوا ہے؟ اس کے بعد ذرا دیر بھی نہیں گزری کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ دوڑتے ہوئے آ گئے، اور آپ ﷺ اور حسنؓ دونوں گلے لپٹ گئے پھر آپ ﷺ نے فرمایا اے اللہ میں اس سے محبت کرتا ہوں آپ بھی اس سے محبت فرمایئے اور جو اس سے محبت کرے اس سے بھی محبت فرمایئے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو حضور اقدس ﷺ سے بڑھ کر اپنے گھر والوں پر مہربان ہو، آپ ﷺ کا بچہ ابراہیم رضی اللہ عنہ عوالی مدینہ میں ایک عورت کا دودھ پیتا تھا، آپ ﷺ وہاں تشریف لے جاتے تھے اور ہم بھی آپ ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے، آپ گھر میں داخل ہوتے اور بچے کو چومتے، پھر واپس آجاتے، یہ بچہ جس عورت کا دودھ پیتا تھا اس کا شوہر لوہار کا کام کرتا تھا، آپ ﷺ تشریف لے جاتے تھے اور گھر بھٹی کی وجہ سے دھوئیں میں بھرا رہتا تھا، آپ ﷺ اسی حال میں داخل ہوجاتے تھے۔ (مسلم)

یہاں یہ نکتہ قابل ذکر ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اوّل چھوٹوں پر رحم کرنے کا ذکر فرمایا، اس کے بعد بڑوں کی توقیر کا تذکرہ فرمایا، اس ترتیب میں گویا اس طرف اشارہ ہے کہ بڑوں کو چھوٹوں پر شفقت اور رحم کا خیال کرنا ترتیب کے اعتبار سے مقدم ہے، یعنی جب چھوٹوں پر رحم ہوگا تو وہ بھی بڑوں کی توقیر کریں گے، اور جب یہ چھوٹے بڑے ہوجائیں گے تو اپنے بڑوں سے جو شفقت کا برتاؤ سیکھا تھا اس کو اپنے چھوٹوں پر استعمال کریں گے، بہت سے لوگ چھوٹوں پر تو شفقت کرتے نہیں اور ان سے توقیر کی امید رکھتے ہیں، یہ اُن کی نادانی ہے، گو چھوٹوں کو یہ نہیں دیکھنا چاہئے کہ فلاں نے ہمارے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ اپنا دینی فریضہ یعنی بڑے کی توقیر پر عمل پیرا ہوں، اُن کا عمل اُن کے ساتھ ہے ہمارا عمل ہمارے ساتھ ہے، برائی کا جواب برائی سے کیوں دیں، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے بارے میں حدیث نمبر ۱۱۷ کے ذیل میں ہم تفصیل کے ساتھ بیان کرچکے ہیں۔

بیواؤں اور یتیموں اور مسکینوں پر رحم کھانے اور ان کی خدمت کرنے کا ثواب

(۱۶۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ

Marfat.com

وَسَلَّمَ خَيْرُ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِيْنَ بَيْتٌ فِيْهِ يَتِيْمٌ يُحْسَنُ اِلَيْهِ وَشَرُّ بَيْتٍ فِي الْمُسْلِمِيْنَ بَيْتٌ فِيْهِ يَتِيْمٌ يُسَآءُ اِلَيْهِ. (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مسلمانوں میں سب سے بہتر گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں میں بدترین گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو اور اس کے ساتھ برا برتاؤ کیا جاتا ہو۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۲۳ از ابن ماجہ)

(۱۶۵) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّاعِيْ عَلَى الْاَرْمِلَةِ وَالْمَسَاكِيْنِ كَالسَّاعِيْ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَحْسِبُهٗ قَالَ كَالْقَائِمِ لَا يَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ لَا يُفْطِرُ. (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیواؤں اور مسکینوں کے لئے مال کمانے والا ایسا ہے جیسے کوئی شخص فی سبیل اللہ یعنی جہاد میں محنت اور مشقت کے ساتھ لگا ہوا ہو، راوی کہتے ہیں کہ مجھے یاد پڑتا ہے کہ (اس کے ساتھ) یہ بھی فرمایا کہ اس شخص کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص (راتوں رات نماز میں) کھڑا رہے، جس میں سستی نہ کرے اور جیسے کوئی شخص (لگاتار) روزے رکھا کرے اور درمیان میں بے روزہ نہ رہے۔ (مشکوٰۃ، ص ۴۲۲ از بخاری و مسلم)

تشریح:- ان روایات سے بیواؤں اور مسکینوں اور یتیموں کی خدمت کی فضیلت معلوم ہوئی، اپنے کسی رشتہ دار کے یتیم بچے ہوں یا کسی دوسرے مسلمان کے، ان کی پرورش اور نگہداشت اور دلداری کی طرف بہت فکر کے ساتھ توجہ کرنی چاہئے۔

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کسی یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا اور یہ کام صرف اللہ کے لئے کیا تو اس کے لئے ہر بال کے عوض جس پر اُس کا ہاتھ گزرے گا چند نیکیاں ملیں گی اور جس نے کسی یتیم بچی یا بچہ کے ساتھ اچھا سلوک کیا جو اس کے پاس رہتا ہو تو میں اور وہ جنت میں اس طرح سے ہوں گے، لفظ ''اس طرح سے'' فرماتے ہوئے آپ نے اپنی دونوں انگلیاں (بیچ والی اور شہادت کی انگلی) ملالیں۔ (احمد و ترمذی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور اقدس ﷺ سے اپنی سخت دلی کی شکایت کی، آپ ﷺ نے فرمایا تو یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرا کر اور مسکین کو کھانا کھلایا کر۔ (احمد)

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اور وہ عورت جس کے رخساروں پر سیاہی آگئی ہو قیامت کے دن ان دونوں (انگلیوں یعنی بیچ کی انگلی اور اس کے پاس والی شہادت کی انگلی) کی طرح (قریب قریب) ہوں گے، پھر اس عورت کی صفت بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ سیاہ رخساروں والی عورت سے وہ عورت مراد ہے جو صاحب حیثیت اور خوبصورت تھی، اپنے شوہر سے بیوہ ہوگئی، اور اس نے اپنے یتیم بچوں کی پرورش کے لئے اپنے نفس کو (دوسرا نکاح کرنے سے) روکے رکھا، یہاں تک کہ وہ بچے بڑے ہو کر اس سے جدا ہو گئے، (یعنی خدمت کے محتاج نہ رہے) یا وفات پا گئے۔ (ابوداؤد)

Marfat.com

جس عورت نے اپنے یتیم بچے کی پرورش کے لئے قربانی دی، دوسرا نکاح نہ کیا اور بچوں کی خدمت اور دیکھ بھال میں لگے رہنے کی وجہ سے اس کا رنگ بھی بدل گیا، حسن و جمال والے چہرہ پر سیاہی آ گئی، اس کے لئے حضور اقدس ﷺ نے یہ فرمایا کہ میں اور وہ عورت جنت میں اس طرح سے قریب قریب ہوں گے جیسے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی آپس میں قریب قریب ہے۔ اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ شانہٗ کیسے بڑے مہربان ہیں کہ انسان اپنے بچوں کو پالے اور اتنا بڑا مرتبہ پائے۔

حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بلاشبہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تم کو افضل صدقہ نہ بتا دوں؟ (پھر) جواب میں فرمایا کہ (افضل ترین صدقہ یہ ہے کہ) تیری بیٹی تیری طرف واپس لوٹائی جائے (یعنی طلاق یا شوہر کی وفات کی وجہ سے اپنے میکہ میں واپس آ جائے اور تو اس پر خرچ کرے) اس کے لئے تیرے سوا کوئی کمانے والا نہ ہو۔ (ابن ماجہ)

یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے فضائل معلوم کرنے کے بعد ہر مسلمان کو اپنے محاسبہ کی طرف خیال جائے گا کہ یتیموں کے ساتھ ہم حسن سلوک کرتے ہیں یا اس کے خلاف بدسلوکی سے پیش آتے ہیں، ہم بھی چاہتے ہیں کہ اُن کے محاسبہ میں شریک ہو جائیں، سب سے زیادہ ہم اُن لوگوں کو متفکر کرنا چاہتے ہیں جن کے خاندان میں کسی کی وفات ہو گئی ہو، اور مرنے والے نے اپنے پیچھے نابالغ بچے چھوڑے ہوں، اور ان نابالغ بچوں کی پرورش اور خدمت خاندان کے کسی ایک فرد یا چند افراد کے ذمہ پڑ گئی ہو، یہ نابالغ بچے یتیم ہوتے ہیں، اور جن کے والد نے یا اور کسی مورث نے جو مال چھوڑا ہو وہ اُن بچوں کی ملکیت ہوتا ہے۔ عام طور سے چونکہ میراث تقسیم نہیں کی جاتی، اس لئے بڑے بھائی یا چچا یا والدہ وغیرہ میں سے جس کا مال یا جائیداد پر قبضہ ہوتا ہے وہ میراث تقسیم کئے بغیر اپنی مرضی سے جہاں چاہے خرچ کرتا ہے، ان یتیم بچوں پر بالغ ہونے تک تھوڑا بہت مال خرچ ہوتا ہے، اور باقی مال دوسروں پر خرچ ہو جاتا ہے، مثلاً چچا اور بڑا بھائی اپنے اوپر اور اپنی اولاد پر خرچ کر دیتے ہیں اور بلکہ بعض مرتبہ پوری جائیداد اپنی اولاد کے نام منتقل کر دیتے ہیں اور جب یتیم بچے بالغ ہو جاتے ہیں تو ان کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا، اس طرح سے یتیموں کے مال بے جا کھانے اور اُن کی جائیداد غصب کرنے کے گنہگار ہوتے ہیں جس کا وبال اور عذاب بڑا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ الْیَتٰمٰی ظُلْمًا اِنَّمَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَّسَیَصْلَوْنَ سَعِیْرًا.

"بیشک جو لوگ یتیموں کے مال بطور ظلم کے کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں آگ ہی بھرتے ہیں اور عنقریب دہکتی آگ میں داخل ہوں گے"۔

جس کے پاس کوئی یتیم بچہ یا بچی ہو اس پر لازم ہے کہ ان کے مال کو جو میراث میں ملا ہو یا کسی نے ہبہ کیا ہو پوری طرح محفوظ رکھیں اور اُن کی واجبی ضرورتوں میں اس میں سے خرچ کرتے رہیں اور باقاعدہ حساب رکھیں۔

یہ تنبیہ ہم نے اس لئے کی ہے کہ بہت سے لوگ یوں سمجھتے ہیں کہ یتیم خانوں میں یتیموں کے لئے جو مال جمع ہوتا ہے بس وہی یتیموں کا مال ہے اور اس میں جو لوگ خورد برد کریں وہی گنہگار ہیں، حالانکہ عام

Marfat.com

گھروں میں یتیم بچے ہوتے ہیں اور قریب ترین عزیز اُن کا مال خورد برد کر دیتے ہیں اور اس میں کوئی گناہ نہیں سمجھتے، اور چونکہ لڑکیوں کو میراث دینے کا کوئی دستور ہی نہیں ہے اس لئے ان کا حصہ تو (بالغ ہوں یا نابالغ) ان کے بھائی ہی ہضم کر جاتے ہیں، اور آخرت کے عذاب سے بالکل نہیں ڈرتے، اللہ تعالیٰ شانہٗ سمجھ دے اور اپنی مرضی کے کاموں پر چلائے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں قوی بھی پیدا فرمائے ضعیف بھی، مالدار بھی اور نادار بھی، اور بہت سے بچوں کے سر سے باپ کا سایہ اُٹھ جاتا ہے، اور بہت سی عورتیں شوہر سے محروم ہو جاتی ہیں، ان سب میں اللہ تعالیٰ کی حکمتیں ہیں، جو لوگ طاقتور ہیں اور جن کے پاس پیسہ ہے ان کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ ہمیں ضعیف اور کمزور و نادار اور مسکین نہیں بنایا، اور اس شکریہ میں یہ بھی شامل ہے کہ جو لوگ ضعیف، کمزور اور نادار اور یتیم ہیں اپاہج اور معذور ہیں، بیکس اور مجبور ہیں، ان کے ساتھ اچھا سلوک کریں، اُن کی خدمت بھی کریں، اور ان کی مالی مدد بھی کریں، اور اس سب کا ثواب اللہ سے طلب کریں، جس کے ساتھ سلوک کریں اس سے شکریہ کے بھی امیدوار نہ ہوں۔ سورۂ دہر میں نیک بندوں کی تعریف کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

يُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَيَخَافُوْنَ يَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِيْرًا ط وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ط اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ط اِنَّا نَخَافُ مِنْ رَّبِّنَا يَوْمًا عَبُوْسًا قَمْطَرِيْرًا.

''وہ لوگ نذر کو پورا کرتے ہیں اور ایسے دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی عام ہوگی، اور وہ لوگ خدا کی محبت کی وجہ سے مسکین اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں، ہم تم کو محض خدا کی رضامندی کے لئے کھانا کھلاتے ہیں، نہ ہم تم سے بدلہ چاہتے ہیں اور نہ شکریہ، ہم اپنے رب کی طرف سے ایک سخت اور تلخ دن کا اندیشہ رکھتے ہیں''۔

یعنی خواہش اور ضرورت کے باوجود اللہ تعالیٰ کی محبت میں اپنا کھانا شوق اور خلوص کے ساتھ مسکینوں اور یتیموں کو کھلاتے ہیں، اور زبانِ حال سے اور کبھی ضرورت سمجھی تو زبانِ قال سے کہتے ہیں کہ ہم تم کو صرف اللہ کی خوشنودی کے لئے کھلاتے ہیں، نہ تم سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ، ہمیں ایسے دن کا خوف سوار ہے جو نہایت سخت اور تلخ ہوگا، اخلاص کے باوجود مقبول نہ ہونے کا ڈر ہے خوف کے ساتھ ہر طرح کی امید اللہ تعالیٰ ہی سے وابستہ رکھتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسولِ اکرم ﷺ نے خدائے پاک سے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ مجھے مسکینی حالت میں زندہ رکھ اور مسکینی حالت میں موت دینا اور مسکینوں میں میرا حشر فرمانا، یہ سن کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا، کیوں یا رسول اللہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا اس لئے کہ مسکین لوگ مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے (پھر فرمایا کہ) اے عائشہ! مسکین کو (بغیر کچھ دیئے) واپس نہ کرنا (جو کچھ ہو سکے دے دینا) اگرچہ آدھی کھجور ہی ہو (مزید فرمایا کہ) اے عائشہ! مسکینوں سے محبت کر اور ان کو قریب کر، کیونکہ (اس کی وجہ سے) قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تجھے اپنی نزدیکی کا (بلند رتبہ) عطا فرمائے گا۔ (مشکوٰۃ)

Marfat.com

اس حدیث میں مسکینوں کو نزدیک کرنے اور ان کی امداد کرنے کا ذکر ہے، غریبوں کا دل تھوڑا ہوتا ہے، اگر ان کے پاس بیٹھا جائے اور اُن کی ہمدردی کی جائے تو اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتے ہیں، اس کا پھل دنیا میں بھی اچھا ملتا ہے اور آخرت میں بھی اللہ کی نزدیک حاصل ہونے کا سبب ہے، مسکینوں میں غرور تکبر، شیخی بگھارنا، اکڑنا، اترانا نہیں ہوتا، ان کے ساتھ بیٹھنے سے تواضع اور انکساری کی صفت پیدا ہوتی ہے، دنیا میں گو ان کو لوگ حقیر جانیں، مگر آخرت میں اچھے رہیں گے، مالداروں سے برسہا برس پہلے جنت میں پہنچ جائیں گے، (بشرطیکہ شریعت کے مطابق زندگی گزارتے ہوں، فرائض کے پابند ہوں شریعت کی منع کردہ چیزوں سے بچتے ہوں) حضور اقدس ﷺ نے اپنے لئے مالداری پسند نہ فرمائی بلکہ مسکین رہنے اور مسکینوں میں حشر ہونے کی دعا فرمائی۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

اِبْغُوْنِیْ فِیْ ضُعَفَآئِکُمْ فَاِنَّمَا تُرْزَقُوْنَ اَوْ تُنْصَرُوْنَ بِضُعَفَائِکُمْ.

"یعنی تم میری رضامندی ضعیفوں (کی خدمت اور ہمدردی اور دلداری) میں تلاش کرو، کیونکہ تم کو کمزوروں کی وجہ سے رزق ملتا ہے اور ان کی وجہ سے مدد ہوتی ہے"۔ (مشکوٰۃ)

جو لوگ مالداری کے گھمنڈ میں غریبوں کو حقیر جانتے ہیں، کیسے غافل ہیں، یہ نہیں سمجھتے کہ ان کی وجہ سے ہم کو رزق مل رہا ہے، ضعیفوں کا وجود سبب رحمت ہے اور ان کی خدمت اللہ کی مدد اور نصرت کا ذریعہ ہے۔

مومن کو رحم دل ہونا چاہئے، رحم مومن کی خاص صفت ہے، یوں تو بڑوں چھوٹوں اور برابر کے لوگوں اور انسانوں اور حیوانوں اور خدا کی ساری مخلوق پر رحم کرنا چاہئے لیکن ضعیفوں، مسکینوں، محتاجوں، یتیموں، بیواؤں، اپاہجوں پر خاص طور سے رحم کرنے کا خیال کرے، اللہ کا شکر ادا کرے کہ اس نے ہمیں ایسا بنایا، اگر وہ چاہتا تو ہم کو ان جیسا اور ان کو ہمارے جیسا بنا دیتا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے، تم ان پر رحم کرو جو زمین پر ہیں تم پر وہ رحم فرمائے گا جو آسمان میں (عظیم و کریم) ہے۔ (ابوداؤد)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل فرمایا ہے کہ رحمت بدبخت ہی کے دل سے نکالی جاتی ہے یعنی جو لوگ رحم دل نہیں ہوتے بدبخت ہی ہوتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ساری مخلوق اللہ کا کنبہ ہے (یعنی اللہ کے آل و اولاد، بیوی بچے تو ہیں نہیں وہ تنہا اور یکتا ہے، اس کا کسی سے کوئی رشتہ اور ناتہ نہیں، اس کی مخلوق ہی اس کا کنبہ ہے) پس اللہ کو سب سے زیادہ پیارا وہ ہے جو اس کے کنبہ کے ساتھ اچھا برتاؤ کرے۔ (مشکوٰۃ)

فائدہ:- اس سارے مضمون میں واقعی مسکینوں کا ذکر ہے، جو پیشہ ور لوگ مانگتے پھرتے ہیں، عموماً مالدار ہوتے ہیں، یہاں اُن کا ذکر نہیں ہے اور مسکینوں کو قریب کرنے اور ان کے پاس بیٹھنے کا یہ مطلب نہیں کہ پردہ کا حکم ختم کر دیں بلکہ مرد اُن کی خبر لیں جو مسکین ہوں اور عورتیں مسکین عورتوں کی خدمت کریں۔

Marfat.com

والدین اور دیگر رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے کا بیان

والدین کے ساتھ حسن سلوک درازیٔ عمر اور وسعت رزق کا سبب ہے

(۱۶۶) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ اَحَبَّ اَنْ یَّمُدَّ اللّٰہُ فِیْ عُمُرِہٖ وَیَزِیْدَ فِیْ رِزْقِہٖ فَلْیَبَرَّ وَالِدَیْہِ وَلْیَصِلْ رَحِمَہٗ . (رواہ البیہقی)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کو یہ پسند ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کی عمر دراز کرے اور اس کا رزق بڑھائے اس کو چاہئے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرے اور دوسرے (رشتہ داروں کے ساتھ) صلہ رحمی کرے۔ (درمنثور، ص ۱۷۳، ج ۴ از بیہقی)

تشریح:- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے سے اور ان کی خدمت میں لگے رہنے سے عمر دراز ہوتی ہے اور رزق بڑھتا ہے، بلکہ ماں باپ کے علاوہ دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے سے بھی درازیٔ عمر اور وسیع رزق نصیب ہوتا ہے، جو لوگ ماں باپ کی خدمت کی طرف توجہ نہیں کرتے آخرت کے ثواب سے تو محروم ہوتے ہی ہیں، دنیا میں بھی نقصان اٹھاتے ہیں۔ ماں باپ کی فرمانبرداری اور خدمت گزاری اور دیگر رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرنے سے جو عمر میں درازی اور رزق میں وسعت ہوتی ان کو وہ نصیب نہیں ہوتی۔

(۱۶۷) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا قَالَ ھُمَا جَنَّتُکَ وَنَارُکَ. (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! والدین کا اولاد پر کیا حق ہے؟ آپ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ وہ دونوں تیری جنت اور تیری جہنم ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۲۱ از ابن ماجہ)

تشریح:- اس حدیث سے ماں باپ کی خدمت اور اُن کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی فضیلت معلوم ہوئی، جب ایک شخص نے ماں باپ کے حقوق کے بارے میں سوال کیا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ (مختصر طریقہ پر یہ سمجھ لے کہ) وہ دونوں تیری جنت ہیں اور تیری دوزخ ہیں، یعنی ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتے رہو اور ان کی خدمت کرتے رہو اور اُن کی فرمانبرداری میں لگے رہو، تمہارا یہ عمل جنت میں جانے کا سبب بنے گا۔

اور اگر تم نے ان کو ستایا، تکلیف دی، نافرمانی کی تو تمہارا یہ عمل دوزخ میں جانے کا سبب بنے گا، اس سے سمجھ لو کہ اُن کا حق کس قدر ہے اور اُن کے ساتھ کس طرح زندگی گزارنا چاہئے، قرآن مجید میں ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور اُن کی خدمت اور اکرام واحترام کے بارے میں ارشاد فرمایا ہے:

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ط اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَا اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا ط وَاخْفِضْ لَھُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَۃِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْھُمَا کَمَا رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا ط (سورۂ بنی اسرائیل، ع ۳)

Marfat.com

''اور تیرے رب نے حکم دیا ہے کہ بجز اس کے کسی کی عبادت مت کرو، اور تم ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو، اگر تیرے پاس اُن میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں، سو اُن کو کبھی ''ہوں'' بھی مت کہنا، اور نہ اُن کو جھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا، اور ان کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا، اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار! ان دونوں پر رحمت فرمائیے انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا ہے''۔

اس آیتِ کریمہ میں حق سبحانہٗ وتعالیٰ نے اوّل یہ حکم فرمایا کہ اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کرو، شرائع انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا سب سے بڑا یہی حکم ہے اور اسی حکم کی تعمیل کرانے کے لئے اللہ جل شانہٗ نے تمام نبیوں اور رسولوں کو بھیجا اور کتابیں نازل فرمائیں، اور صحیفے اتارے، اللہ جل شانہٗ کو عقیدہ سے ایک ماننا اور صرف اسی کی عبادت کرنا اور کسی بھی چیز کو اس کی ذات وصفات اور تعظیم وعبادت میں شریک نہ کرنا خداوندِ قدوس کا سب سے بڑا حکم ہے۔

دوم یہ فرمایا کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو، اللہ جل شانہٗ خالق ہے اسی نے سب کو وجود بخشا ہے، اس کی عبادت اور شکر گزاری بہر حال فرض اور لازم ہے، اور اس نے چونکہ انسانوں کو وجود بخشنے کا ذریعہ اُن کے ماں باپ کو بنایا ہے، اور ماں باپ اولاد کی پرورش میں بہت کچھ دکھ تکلیف اُٹھاتے ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے حکم کے ساتھ ماں باپ کے ساتھ احسان کرنے کا بھی حکم فرمایا، جو قرآن مجید میں جگہ جگہ مذکور ہے، سورۂ بقرہ میں ارشاد ہے:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ط (سورۂ بقرہ، ع۱۰)

''اور (وہ زمانہ یاد کرو) جب ہم نے بنی اسرائیل سے قول وقرار لیا، کہ (کسی کی) عبادت مت کرنا بجز اللہ کے، اور ماں باپ کے ساتھ اچھی طرح سے پیش آنا''۔

اور سورۂ نساء میں ارشاد ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا ط وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ط (سورۂ نساء، ع۶)

''اور تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اختیار کرو، اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرنا، اور والدین کے ساتھ اچھا معاملہ کرو''۔

سورۂ انعام میں ارشاد ہے:

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ط

''آپ ﷺ فرما دیجئے کہ آؤ میں تم کو وہ چیزیں پڑھ کر سناؤں جن کو تمہارے رب نے تم پر حرام فرمایا ہے، وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی چیز کو شریک مت ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کیا کرو''۔

سورۂ بنی اسرائیل کی مذکورہ آیت میں والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دے کر اُن کے ساتھ تعظیم و تکریم سے پیش آنے کے لئے چند نصیحتیں فرمائی ہیں۔

اوّل یہ کہ ماں باپ دونوں یا ان دونوں میں سے کوئی ایک بوڑھا ہو جائے تو ان کو اُف بھی نہ کہو، مقصد

Marfat.com

یہ ہے کہ کوئی بھی ایسا کلمہ اُن کی شان میں زبان سے نہ نکالو جس سے اُن کی تعظیم میں فرق آتا ہو، یا جس کلمہ سے اُن کو رنج پہنچتا ہو، لفظ اُف بطور مثال کے فرمایا ہے، ''بیان القرآن'' میں اردو کے محاورہ کے مطابق اس کا ترجمہ یوں کیا ہے کہ ان کو ''ہوں'' بھی مت کہو، یوں تو ماں باپ کی خدمت اور اکرام واحترام ہمیشہ ہی لازم ہے، لیکن بڑھاپے کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اس لئے فرمایا کہ اس عمر میں ماں باپ کو خدمت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے، پھر بعض مرتبہ ماں باپ اس عمر میں جا کر چڑچڑے بھی ہو جاتے ہیں، اور ان کو بیماریاں لاحق ہو جاتی ہیں، اولاد کو ان کا اُگالدان صاف کرنا پڑتا ہے، میلے اور ناپاک کپڑے دھونے پڑتے ہیں جس سے طبیعت بور ہونے لگتی ہے، اور تنگدل ہو کر اُلٹے سیدھے الفاظ بھی زبان سے نکلنے لگتے ہیں، ایسے موقع پر صبر اور برداشت سے کام لینا اور ماں باپ کا دل خوش رکھنا اور رنج دینے والے ذرا سے الفاظ سے بھی پرہیز کرنا بہت بڑی سعادت ہے۔ اگرچہ اس میں بہت سے لوگ فیل ہو جاتے ہیں۔

حضرت مجاہدؒ نے فرمایا کہ تو جو اُن کے کپڑوں وغیرہ سے گندگی اور پیشاب پاخانہ صاف کرتا ہے تو اس موقع پر اُف نہ کہہ جیسا کہ وہ بھی اُف نہ کہتے تھے جب تیرے بچپن میں تیرا پیشاب پاخانہ وغیرہ دھوتے تھے۔ (درمنثور)

اُف کہنے کی ممانعت کے بعد یہ پھر فرمایا کہ ان کو مت جھڑکو، جھڑکنا اُف کہنے سے بھی زیادہ برا ہے، جب اُف کہنا منع ہے تو جھڑکنا کیسے درست ہو سکتا ہے؟ پھر بھی واضح فرمانے کے لئے خاص طور سے جھڑکنے کی صاف اور واضح لفظوں میں ممانعت فرمائی ہے۔

دوم یہ حکم فرمایا کہ وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ط ماں باپ سے خوب ادب سے بات کرنا، اچھی باتیں کرنا، لب ولہجہ میں نرمی اور الفاظ میں توقیر وتکریم کا خیال رکھنا، یہ سب قَوْلًا كَرِيْمًا ط میں داخل ہے، اور اس کی تفسیر میں بعض اکابر نے فرمایا کہ اِذَا دَعَوَاکَ فَقُلْ لَّبَّيْكُمَا وَسَعْدَيْكُمَا یعنی جب ماں باپ تجھے بلائیں تو کہنا کہ میں حاضر ہوں اور تعمیل ارشاد کے لئے موجود ہوں۔

حضرت قتادہؒ نے قَوْلًا كَرِيْمًا ط کی تفسیر میں فرمایا قَوْلًا لَّيِّنًا سَهْلًا کہ نرم لہجہ میں سہل طریقہ پر بات کرو۔

حضرت سعید بن المسیبؒ نے فرمایا کہ خطا کار زرخرید غلام جس کا آقا سخت مزاج ہو، جس طرح اس غلام کی گفتگو آقا کے ساتھ ہوگی اسی طرح ماں باپ سے بات کی جائے تو قَوْلًا كَرِيْمًا پر عمل ہو سکتا ہے۔ (تفسیر درمنثور)

سوم یہ ارشاد فرمایا کہ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ یعنی ماں باپ کے سامنے شفقت سے انکساری کے ساتھ جھکے رہنا، اس کی تفسیر میں حضرت عروہؒ نے فرمایا کہ تو ان کے سامنے ایسی روش اختیار کر کہ اُن کی جو دلی رغبت ہو اس کے پورا ہونے میں تیری وجہ سے فرق نہ آئے۔

اور حضرت عطاء بن ابی رباحؒ نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ ماں باپ سے بات کرتے وقت نیچے اوپر ہاتھ مت اٹھانا (جیسے برابر والوں کے ساتھ بات کرتے ہوئے اٹھاتے ہیں)

اور حضرت زہیر بن محمدؒ نے اس کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ ماں باپ اگر تجھے گالیاں دیں اور برا بھلا کہیں تو تو جواب میں یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔

چوتھی نصیحت یہ فرمائی کہ ماں باپ کے لئے یہ دعا کرتے رہا کرو رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِيْ

Marfat.com

صَغِیْرًا ط کہ اے میرے رب ان دونوں پر رحم فرما، جیسا کہ انہوں نے مجھے چھوٹے سے کو پالا اور پرورش کیا۔ بات یہ ہے کہ کبھی اولاد حاجت مند تھی، جو بالکل ناسمجھ اور ناتواں تھی، اُس وقت ماں باپ نے ہر طرح کی تکلیف سہی اور دُکھ سکھ میں خدمت کر کے اولاد کی پرورش کی، اب پچاس ساٹھ سال کے بعد صورت حال اُلٹ گئی، کہ ماں باپ خرچ اور خدمت کے محتاج ہیں اور اولاد کمانے والی، روپیہ پیسہ اور گھر بار اور کاروبار والی ہے، اولاد کو چاہئے کہ ماں باپ کی خدمت سے نہ گھبرائے، اور اُن پر خرچ کرنے سے تنگ دل نہ ہو، دل کھول کر جان و مال سے خدمت کرے اور اپنے چھٹ پنے کا وقت یاد کرے، اور اُس وقت انہوں نے جو تکلیفیں اٹھائیں اُن کو سامنے رکھے اور بارگاہِ خداوندی میں یوں عرض کرے کہ اے میرے رب اُن پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے مجھے چھٹ پن میں پالا اور پرورش کیا۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ ایک شخص اپنی والدہ کو کمر پر اٹھائے ہوئے طواف کرا رہا تھا، اس نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا کہ کیا میں نے اس طرح خدمت کر کے اپنی والدہ کا حق ادا کر دیا؟ آپؐ نے فرمایا کہ ایک سانس کا حق بھی ادا نہیں ہوا۔ (تفسیر ابن کثیر، ص ۳۵ ج ۳)

سورۂ لقمان میں ارشاد ہے:

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَّفِصَالُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ○ وَاِنْ جَاهَدٰکَ عَلٰی اَنْ تُشْرِکَ بِیْ مَا لَیْسَ لَکَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُکُمْ فَاُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ○

''اور انسان کو ہم نے ماں باپ کے متعلق تاکید کی (کہ ان کی خدمت اور اطاعت کرو کیونکہ انہوں نے بالخصوص اس کی ماں نے اس کے لئے بڑی مشقتیں جھیلی ہیں چنانچہ) اُس کی ماں نے ضعف پر ضعف اٹھا کر اس کو پیٹ میں رکھا، اور دو برس میں اس کا دودھ چھوٹتا ہے) ان دنوں میں بھی ماں اس کی ہر طرح کی خدمت کرتی ہے اور باپ بھی اپنی حالت کے موافق مشقت اُٹھاتا ہے، اس لئے ہم نے اپنے حقوق کے ساتھ ماں باپ کے حقوق کے ادا کرنے کا بھی حکم فرمایا کہ تو میری اور اپنے ماں باپ کی شکر گزاری کیا کر، میری طرف سب کو لوٹ کر آنا ہے، اور اگر وہ دونوں تجھ پر زور ڈالیں کہ تو میرے ساتھ کسی ایسی چیز کو شریک ٹھہرا جس کی تیرے پاس کوئی دلیل نہیں تو تو اُن کا کہنا نہ ماننا اور دنیا میں اُن کے ساتھ خوبی کے ساتھ بسر کرنا، اور اس شخص کی راہ پر چلنا جو میری طرف رجوع ہو پھر تم سب کو میری طرف آنا ہے، پھر میں تم کو جتلا دوں گا جو تم کرتے تھے۔ (از بیان القرآن)

ان آیات اور احادیث سے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک اور ان کی خدمت کرنے کا حکم واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے، شادی ہونے کے بعد بہت سے لڑکے اور لڑکیاں ماں باپ کو چھوڑ دیتے ہیں، اور بہت سے لڑکے شادی سے پہلے ہی آوارہ گردی اختیار کرنے کی وجہ سے ماں باپ سے منہ موڑ لیتے ہیں، ایسے لوگوں پر لازم ہے کہ توبہ کریں اور ماں باپ کی خدمت کی طرف متوجہ ہوں۔

Marfat.com

والدین کے ساتھ حسن سلوک کا کیا مرتبہ ہے؟

(۱۶۸) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ سَأَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ؟ قَالَ الصَّلٰوۃُ لِوَقْتِھَا، قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ برُّ الْوَالِدَیْنِ، قُلْتُ ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ حَدَّثَنِیْ بِھِنَّ وَلَوِاسْتَزَدْتُّہٗ لَزَادَنِیْ. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے دریافت کیا کہ سب کاموں میں اللہ جل شانہٗ کو کونسا کام زیادہ پیارا ہے؟ آپ نے فرمایا بروقت نماز پڑھنا (جو اس کا وقت مستحب ہو) میں نے عرض کیا، اس کے بعد کونسا عمل اللہ کو سب سے زیادہ محبوب ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کرنا، میں نے عرض کیا کہ اس کے بعد کونسا عمل اللہ تعالیٰ کو سب اعمال سے زیادہ پیارا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، (سوال و جواب نقل کر کے) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (میرے سوالات کے جوابات میں) حضور اقدس ﷺ نے مجھ سے یہ باتیں بیان فرمائیں اور اگر میں اور زیادہ دریافت کرتا تو آپ ﷺ برابر جواب دیتے رہتے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۵۸ از بخاری و مسلم)

تشریح:- اس حدیث پاک میں یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب عمل بروقت نماز پڑھنا ہے اور اس کے بعد سب سے زیادہ محبوب عمل یہ ہے کہ انسان اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرے، پھر تیسرے نمبر پر جہاد فی سبیل اللہ کو فرمایا، معلوم ہوا کہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنا جہاد فی سبیل اللہ سے بھی بڑھ کر ہے۔

احادیث شریفہ میں ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک اور اچھا برتاؤ کرنے کو برّ سے اور برے برتاؤ کو عقوق سے تعبیر فرمایا ہے، اور دونوں لفظ والدین کے علاوہ دوسرے رشتہ داروں سے تعلق رکھنے کے بارے میں بھی وارد ہوئے ہیں۔ ''برّ'' حسن سلوک کو اور ''عقوق'' بدسلوکی اور ایذا رسانی کے لئے بولا جاتا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں کہ ''برّ'' احسان (یعنی اچھی طرح سے پیش آنے) کو کہتے ہیں، جو والدین اور دیگر رشتہ داروں کے ساتھ برتاؤ کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے، اور اس کی ضد ''عقوق'' ہے۔ والدین اور دیگر رشتہ داروں کے ساتھ بری طرح پیش آنے اور ان کے حقوق ضائع کرنے کو عقوق کہا جاتا ہے۔

برّ اور عقوق کے علاوہ دو لفظ اور ہیں، اوّل صلۃ الرّحم، دوم قطیعۃ الرّحم. ملا علی قاریؒ اُن کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ صلۂ رحمی کا مطلب یہ ہے کہ نسب اور سسرالی رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کیا جائے، اُن کے ساتھ مہربانی کا برتاؤ ہو، اور ان کے احوال کی رعایت ہو، اور قطع رحمی اس کی ضد ہے جو شخص صلۂ رحمی کرتا ہے وہ اُس تعلق کو جوڑتا ہے جو اس کے اور اس کے رشتہ داروں کے درمیان ہے، اسی لئے لفظ صلہ استعمال کیا گیا ہے، جو وصل سے لیا گیا ہے اور جو شخص بدسلوکی کرتا ہے وہ اس تعلق کو کاٹ دیتا ہے جو

Marfat.com

اس کے اور رشتہ داروں کے درمیان ہے، اس لئے اس کو قطع رحمی سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

حسن سلوک میں ماں کا زیادہ خیال رکھا جائے

(۱۶۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ؟ قَالَ اُمُّکَ، قَالَ ثُمَّ مَنْ ؟ قَالَ اُمُّکَ، قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ اُمُّکَ، قَالَ ثُمَّ مَنْ؟ قال ابوک، وفی روایة قَالَ اُمَّکَ ثُمَّ اُمَّکَ ثُمَّ اُمَّکَ ثُمَّ اَبَاکَ، ثُمَّ اَدْنَاکَ ثُمَّ اَدْنَاکَ ثُمَّ اَدْنَاکَ. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور اقدس ﷺ سے دریافت کیا کہ (رشتہ داروں میں) میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ اس کے جواب میں حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری والدہ حسن سلوک کی سب سے زیادہ مستحق ہیں، سائل نے پوچھا پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری والدہ، اس نے دریافت کیا پھر کون؟ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری والدہ، سوال کرنے والے نے عرض کیا پھر کون؟ فرمایا تمہارا باپ" اور ایک روایت میں ہے کہ آپؐ نے والدہ کے بارے میں تین بار فرمایا کہ تیرے حسن سلوک کی سب سے زیادہ مستحق ہے، پھر باپ کا ذکر فرمایا کہ وہ ماں کے بعد سلوک کا سب سے زیادہ مستحق ہے، پھر فرمایا کہ باپ کے بعد رشتہ داروں میں جو سب سے زیادہ قریب تر ہو، اس کے ساتھ حسن سلوک کرو اور اس قریب تر رشتہ والے کے بعد جو رشتہ میں سب سے زیادہ قریب ہو اس کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۱۸ از بخاری و مسلم)

تشریح:- اس حدیثِ پاک میں حسن سلوک کی سب سے زیادہ مستحق ماں کو بتایا ہے کیونکہ وہ حمل اور وضع حمل اور پرورش کرنے اور بچہ کی خدمت میں لگے رہنے کی وجہ سے سب سے زیادہ مشقت برداشت کرتی ہے، اور ضعیف ہونے کی وجہ سے بھی حسن سلوک کی زیادہ مستحق ہے، کیونکہ اپنی حاجتوں کے لئے وہ کسب معاش نہیں کر سکتی، باپ تو باہر نکل کر کچھ نہ کچھ کر بھی سکتا ہے، لہٰذا حسن سلوک میں ماں کا حق باپ سے مقدم رکھا گیا ہے، ماں کے بعد باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا درجہ بتایا اور باپ کے بعد باقی رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا اور اس میں رشتہ داری کی حیثیت کو معیار بنایا کہ جس کی رشتہ داری جس قدر مزید تر ہو اس کے ساتھ حسن سلوک کا اسی قدر اہتمام کیا جائے۔

"فضائل صدقات" میں ہے کہ اس حدیث شریف میں بعض علماء نے استنباط کیا ہے کہ حسن سلوک اور احسان میں ماں کا حق تین حصے ہے اور باپ کا ایک حصہ، اس لئے کہ حضور اقدس ﷺ نے تین مرتبہ ماں کو بتا کر چوتھی مرتبہ باپ کو بتایا، اس کی وجہ علماء یہ بتاتے ہیں کہ اولاد کے لئے ماں تین مشقتیں برداشت کرتی ہے، حمل کی، جننے کی، دودھ پلانے کی۔

اسی وجہ سے فقہاء نے تصریح کی ہے کہ احسان اور سلوک میں ماں کا حق باپ پر مقدم ہے، اگر کوئی شخص ایسا ہو کہ وہ اپنی ناداری کی وجہ سے دونوں کے ساتھ سلوک نہیں کر سکتا تو ماں کے ساتھ سلوک کرنا مقدم ہے، البتہ اعزاز اور ادب و تعظیم میں باپ کا حق ماں پر مقدم ہے۔

Marfat.com

ماں باپ کو ستانے کا گناہ اور دنیا میں وبال

(۱۷۰) وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ الذُّنُوْبِ یَغْفِرُ اللّٰہُ مِنْھَا مَا شَآءَ اللّٰہُ اِلَّا عُقُوْقَ الْوَالِدَیْنِ فَاِنَّہٗ یُعَجِّلُ لِصَاحِبِہٖ فِی الْحَیٰوۃِ قَبْلَ الْمَمَاتِ. (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ماں باپ کے ستانے کے علاوہ تمام گناہ ایسے ہیں جن میں سے اللہ تعالیٰ شانہٗ جس کو چاہتے ہیں معاف فرما دیتے ہیں، اور ماں باپ کو ستانے کا گناہ ایسا ہے کہ اس گناہ کے کرنے والے کو اللہ جل شانہٗ موت سے پہلے دنیا والی ہی زندگی میں سزا دے دیتے ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۴۳۱ عن البیہقی فی الشعب)

تشریح:- ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ ظلم اور قطع رحمی کے علاوہ کوئی گناہ ایسا نہیں ہے جس کا ارتکاب کرنے والا دنیا میں سزا پانے کا زیادہ مستحق ہو، ان دونوں گناہوں کے مرتکب کو دنیا میں سزا دے دی جاتی ہے، (لیکن اس سے آخرت کی سزا ختم نہیں ہو جاتی، بلکہ) اس کے لئے آخرت کی سزا بھی بطور ذخیرہ رکھ لی جاتی ہے (جب آخرت میں پہنچے گا تو وہاں بھی سزا پائے گا) (مشکوٰۃ)

معلوم ہوا کہ ماں باپ کے ستانے کی سزا دنیا اور آخرت دونوں جہان میں ملتی ہے اور حدیث نمبر ۱۶۶ میں گزر چکا ہے کہ ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرنے سے عمر دراز ہوتی ہے، اور رزق بڑھتا ہے، آج کل مصیبتیں دفع کرنے اور بلائیں دور کرنے کے لئے بہت سی ظاہری تدبیریں کرتے ہیں لیکن اُن اعمال کو نہیں چھوڑتے جن کی وجہ سے مصیبتیں آتی ہیں اور پریشانیاں لاحق ہوتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بڑے بڑے گناہ یہ ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، (۲) والدین کی نافرمانی کرنا، (۳) کسی جان کو قتل کر دینا (جس کا قتل کرنا شرعاً قاتل کے لئے حلال نہ ہو)، (۴) جھوٹی قسم کھانا۔ (مشکوٰۃ از بخاری)

کبیرہ گناہوں کی فہرست طویل ہے، اس حدیث میں اُن گناہوں کا ذکر ہے جو بہت بڑے ہیں، ان میں شرک کے بعد ہی عقوق الوالدین کا ذکر فرمایا ہے، لفظ عقوق میں بہت عموم ہے، ماں باپ کو کسی بھی طرح سے ستانا، قول سے یا فعل سے ان کو ایذا دینا، دل دکھانا، نافرمانی کرنا، حاجت ہوتے ہوئے اُن پر خرچ نہ کرنا، سب عقوق میں شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو محبوب ترین اعمال ہیں اُن میں بروقت نماز پڑھنے کے بعد ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا درجہ بتایا ہے (دیکھو حدیث نمبر ۱۶۸) بالکل اسی طرح بڑے بڑے گناہوں کی فہرست میں شرک کے بعد ماں باپ کی نافرمانی اور ایذا رسانی کو شمار فرمایا ہے، ماں باپ کو تکلیف دینا کس درجہ کا گناہ ہے اس سے صاف واضح ہے۔

ماں باپ کے علاوہ دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا حکم

(۱۷۱) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ

Marfat.com

وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوْا مِنْ اَنْسَابِكُمْ مَا تَصِلُوْنَ بِهٖ اَرْحَامَكُمْ فَاِنَّ صِلَةَ الرَّحِمِ مَحَبَّةٌ فِی الْاَهْلِ مَثْرَاَةٌ فِی الْمَالِ مِنْسَاَةٌ فِی الْاَثَرِ. (رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے (خاندانی) نسبوں کو معلوم کرو، جن (کے جاننے) سے تم اپنے عزیزوں کے ساتھ صلہ رحمی کر سکو گے، کیونکہ صلہ رحمی خاندان میں محبت کا ذریعہ بنتی ہے، اور صلہ رحمی مال بڑھنے کا سبب ہے اور اس کی وجہ سے عمر زیادہ ہو جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۲۰ از ترمذی)

تشریح:- اس حدیث پاک میں اوّل تو یہ حکم فرمایا کہ اپنے والدین کے خاندان کے نسبوں کو معلوم کرو، یعنی یہ جاننے کی کوشش کرو کہ رشتہ داری کی شاخیں کہاں کہاں تک ہیں؟ اور کون کون شخص دور یا قریب کے واسطہ سے ہمارا کیا لگتا ہے؟ پھر اس شجرۂ نسب کے جاننے کی ضرورت بتائی، اور وہ یہ کہ صلہ رحمی کا اسلام میں چونکہ بہت بڑا مرتبہ ہے اور صلہ رحمی ہر رشتہ دار کے ساتھ درجہ بدرجہ اپنے مقدور کے مطابق کرنی چاہئے اس لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ کس سے کیا رشتہ ہے؟ اس کے بعد صلہ رحمی کے تین فائدے بتائے:

اوّل یہ کہ اس سے کنبہ اور خاندان میں محبت رہتی ہے، جب ہم رشتہ داروں کے یہاں آئیں گے جائیں گے اُن کے دکھ سکھ میں کے ساتھی ہوں گے، روپے پیسے سے یا کسی اور طرح سے اُن کی خدمت کریں گے تو ظاہر ہے کہ اُن کو ہم سے محبت ہوگی، اور وہ بھی ایسے ہی برتاؤ کی فکر کریں گے، اگر ہر فرد صلہ رحمی کرنے لگے تو پورا خاندان حسد اور کینہ سے پاک ہو جائے اور سب راحت و سکون کے ساتھ زندگی گزاریں۔

دوم یہ کہ صلہ رحمی کی وجہ سے مال بڑھتا ہے۔

سوم یہ کہ اس کی وجہ سے عمر بڑھتی ہے، ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کے فضائل میں بھی یہ دونوں باتیں گزر چکی ہیں، اور دونوں بہت اہم ہیں۔

صلہ رحمی کی وجہ سے اللہ جل شانہٗ راضی ہوتے ہیں (اگر کوئی شخص اس کو اسلامی کام سمجھ کر انجام دے) اور دنیاوی فائدہ بھی پہنچتا ہے، اگر مال بڑھانا ہو تو اس کے لئے جہاں دوسری تدبیریں کرتے ہیں اُن کے ساتھ اس کو بھی آزما کر دیکھیں۔ دوسری تدبیروں کے ذریعہ اللہ جل شانہٗ کی طرف سے اضافۂ مال کا وعدہ نہیں اور صلہ رحمی اختیار کرنے پر اس کا وعدہ ہے نیز عمر زیادہ ہونے کیلئے بھی صلہ رحمی نسخۂ اکسیر ہے، اللہ جل شانہٗ کی طرف سے اس کا بھی وعدہ ہے۔

اچھے اعمال سے آخرت میں کامیابی اور برے اعمال سے آخرت میں ناکامی ایسا کھلا ہوا مسئلہ ہے جس کو سب ہی جانتے ہیں، لیکن نیک اعمال سے دنیا میں جو منافع اور فوائد حاصل ہوتے ہیں اور ان کے ذریعہ جو مصائب دور ہوتے ہیں اور برے اعمال کی وجہ سے جو موت سے پہلے آفات اور تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے بہت سے لوگ اس سے واقف نہیں، اگر واقف ہیں بھی تو اس کو اہمیت نہیں دیتے اور دنیاوی تدبیروں ہی کے لئے دوڑتے پھرتے ہیں۔ اور چونکہ بداعمالی میں بھی مبتلا رہتے ہیں اس لئے دنیاوی تدبیریں ناکام ہوتی ہیں اور نہ صرف یہ کہ مصیبتیں دور نہیں ہوتیں بلکہ نئی نئی آفتیں اور مصیبتیں کھڑی ہوتی

Marfat.com

رہتی ہیں پس جس طرح والدین کا ستانا اور قطع رحمی کرنا دنیا و آخرت کے وبال اور عذاب کا باعث ہے اسی طرح والدین اور دیگر رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رُحمی کرنا بھی مال اور عمر بڑھنے کا ذریعہ ہے، جن اعمال کی جو خاصیت اللہ پاک نے رکھی ہے وہ اپنا رنگ ضرور لاتی ہے، اگر چہ صاحبِ اعمال مقبول بندہ بھی نہ ہو اور اس کے عمل کا آخرت میں ثواب بھی نہ مل سکے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ خاندان کے لوگ جب آپس میں صلہ رُحمی کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن پر رزق جاری فرماتے ہیں اور یہ لوگ رحمٰن کی حفاظت میں رہتے ہیں۔

اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جن طاعات کا بدلہ جلد دے دیا جاتا ہے ان میں سب سے زیادہ جلدی بدلہ دلانے والا عمل صلہ رُحمی ہے، اور اس عمل کا یہ نفع یہاں تک ہے کہ ایک خاندان کے لوگ فاجر یعنی بدکار ہوتے ہیں پھر بھی اُن کے مالوں میں ترقی ہوتی رہتی ہے، اور اُن کے افراد کی تعداد بڑھتی رہتی ہے جبکہ وہ صلہ رُحمی کرتے رہتے ہیں، اور (یہ بھی فرمایا کہ) جلد سے جلد عذاب لانے والی چیز ظلم اور جھوٹی قسم ہے، پھر فرمایا کہ جھوٹی قسم مال کو ختم کر دیتی ہے، اور آباد شہروں کو کھنڈر بنا دیتی ہے۔ (یہ روایات درمنثور، ص ۱۷۷، ج ۴ میں مذکور ہیں)۔

رشتہ داروں سے حسبِ مراتب حسن سلوک کیا جائے

(۱۷۲) وَعَنْ اَبِیْ رَمْثَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ اِنْتَهَیْتُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ فَسَمِعْتُهٗ یَقُوْلُ بَرَّ اُمَّکَ وَاَبَاکَ وَاُخْتَکَ وَاَخَاکَ ثُمَّ اَدْنَاکَ وَاَدْنَاکَ. (اخرجہ الحاکم فی المستدرک)

ترجمہ: حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پہنچا تو آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ تو اپنی ماں کے ساتھ اور اپنے باپ کے ساتھ اور اپنی بہن کے ساتھ اور اپنے بھائی کے ساتھ حسن سلوک کر، ان کے بعد جو رشتہ دار زیادہ تر قریب ہوں ان کے ساتھ حسن سلوک کر۔

(مستدرک، ص ۱۵۱، ج ۴)

تشریح:- اس حدیثِ پاک میں ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کا حکم فرمانے کے بعد بہن بھائی کے ساتھ حسن سلوک کرنے کا بھی حکم فرمایا ہے، اور فرمایا کہ ثُمَّ اَدْنَاکَ وَاَدْنَاکَ یعنی اُن کے بعد دوسرے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرو، اور اُن میں قریب تر پھر قریب تر کا دھیان کرو۔

مطلب یہ ہے کہ سب رشتے برابر نہیں ہوتے، کسی سے رشتہ قریب کا ہے کسی سے دور کا، اور قریبی رشتہ داروں میں بھی کوئی زیادہ قریب ہوتا ہے کوئی کم قریب ہوتا ہے اور یہی حال دُور کے رشتوں کا ہے، تم حسن سلوک اور صلہ رُحمی میں رشتہ کے قرب اور بعد کے اعتبار سے حسن سلوک اور صلہ رُحمی کرو۔ قریب تر کو ترجیح دو پھر جو اس سے قریب ہو اس کو دیکھو اور اسی طرح خیال کرتے رہو، یہ فرق مال کے خرچ کرنے میں ہے، سلام کلام میں تو کسی سے بھی دریغ نہ کریں، قطع تعلق تو عام مسلمانوں سے بھی حرام ہے، اپنے عزیزوں اور رشتہ

Marfat.com

داروں سے کیسے درست ہوسکتا ہے؟ عام حالات میں اپنے عزیزوں پر جو کچھ خرچ کرے گا ثواب پائے گا، لیکن بعض حالات میں ان رشتہ داروں کا خرچ واجب ہو جاتا ہے جو محرم ہوں، جس کی تفصیل کتب فقہ میں موجود ہے اور علماء سے معلوم ہوسکتی ہے۔

رشتہ داروں کی میراث کھا جانے والوں کو تنبیہ:- بہت سے لوگ بہن بھائی کے ساتھ ظلم و زیادتی کرتے ہیں، یہ حدیث اُن کے لئے نصیحت ہے، بہن بھائی کا رشتہ ماں باپ کے رشتہ کے سبب سے ہے، اس کی رعایت بہت ضروری ہے، ان کے ساتھ حسن سلوک اور صلہ رُحمی کرنے کا خاص خیال رکھنا چاہئے، لیکن اس کے برعکس دیکھتے ہیں کبھی بڑے بہن بھائی چھوٹے بہن بھائی پر اور کبھی چھوٹے بہن بھائی بڑے بھائی بہن پر ظلم وزیادتی کرتے ہیں، اپنے پاس سے اُن پر خرچ کرنے کے بجائے خود اُن کا مال دبا لیتے ہیں، ماں باپ کی میراث سے جو حصہ نکلتا ہے اس کو ہضم کر جاتے ہیں، والد کی وفات ہوگئی اور بڑے بھائی کے قبضہ میں سارا مال اور جائیداد ہے اب اس کو اپنی ذات پر اور اپنے بیوی بچوں پر میراث تقسیم کئے بغیر خوب خرچ کرتا ہے اور چھوٹے یتیم بہن بھائی کو دو چار سال کھلا پلا کر پوری جائیداد سے محروم کر دیا جاتا ہے، بچے جب ہوش سنبھالتے ہیں تو پورا مال خرچ ہو چکا ہوتا ہے اور جائیداد بڑے بھائی یا بڑے بھائی کی اولاد کے نام منتقل ہو چکی ہوتی ہے۔

یہ قصے پیش آتے رہتے ہیں اور خصوصاً جہاں دو ماں کی اولاد ہو وہاں تو ترکہ بانٹنے کا سوال ہی نہیں اٹھنے دیتے، ہر ایک بیوی کی اولاد کا جتنے مال و جائیداد پر قبضہ ہوتا ہے اس میں سے دوسری بیوی کی اولاد کو دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ ہر فریق لینے کا مدعی ہوتا ہے انصاف کے ساتھ دینے کے حق میں نفس کو راضی نہیں کرتا، یہ بہت بڑی قطع رحمی ہوتی ہے، اور بہنوں کو تو ماں باپ کی میراث سے کوئی ہی خاندان دیتا ہے ورنہ اُن کا حصہ بھائی ہی دبا لیتے ہیں، جس میں دینداری کا لیبل لگانے والے بھی پیچھے نہیں ہوتے، بعض لوگ معاف کرانے کا بہانہ کر کے بہنوں کا حق میراث کھا جاتے ہیں، بہنوں سے کہتے ہیں کہ اپنا حصہ ہمیں دے دو، وہ یہ سمجھ کر کہ ملنے والا تو ہے نہیں، بھائی سے کیوں بگاڑ کیا جائے؟ اوپر کے دل سے کہہ دیتی ہیں کہ ہم نے معاف کیا، ایسی معافی شرعاً معتبر نہیں، ہاں اگر ان کا پورا حصہ ان کو دیدیا جائے اور مالکانہ قبضہ کرا دیا جائے، پھر وہ نفس کی خوشی اور بشاشت کے ساتھ کل یا بعض حصہ کسی بھائی کو ہبہ کر دیں تو یہ معتبر ہوگا۔

حدیث میں یہ جو فرمایا کہ ماں باپ اور بہن بھائی کے بعد ترتیب وار جو رشتہ دار زیادہ قریب ہوں اُن کے ساتھ حسن سلوک کرو، اس کا مطلب یہ ہے کہ جس سے جس قدر رشتہ داری زیادہ قریب ہو اُسی قدر اس کے ساتھ صلہ رُحمی اور حسن سلوک کا خاص خیال رکھو، صلہ رُحمی کے معنی یہ نہیں کہ مال ہی سے خدمت کیا کرو بلکہ مالی خدمت کرنا، ہدیہ دینا، آنا جانا، غم اور خوشی میں شریعت کے مطابق شریک ہونا، ہنستے کھیلتے ہوئے اچھے طریقہ پر ملنا، یہ سب صلہ رُحمی اور حسن سلوک ہے، ان میں اکثر چیزوں میں تو مالی خرچ بالکل ہی نہیں ہوتا اور دلداری ہو جاتی ہے، پس حسب موقع اور حسب حال جس طرح کی صلہ رحمی ہو سکے کرتے رہنا چاہئے۔

Marfat.com

جو بدلہ اتار دے وہ صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے

(۱۷۳) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُکَافِیْ وَلٰکِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِیْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُہٗ وَصَلَھَا. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بدلہ اُتار دے وہ صلہ رحمی کرنے والا نہیں ہے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس سے قطع رحمی کا برتاؤ کیا جائے تو وہ صلہ رحمی کا برتاؤ کرے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۱۹ از بخاری)

تشریح:- اس حدیث پاک میں ان لوگوں کو نصیحت فرمائی جو صلہ رحمی کی ترغیب دینے پر یہ جواب دیتے ہیں کہ ہمیں کون پوچھتا ہے جو ہم صلہ رحمی کریں، ہم فلاں کے پاس جاتے ہیں تو پھوٹے منہ سے بات بھی نہیں کرتا، چچا نے یہ ظلم کر رکھا ہے اور بھتیجے نے یہ زیادتی کر رکھی ہے، پھر ہم کیسے مل سکتے ہیں؟ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو بھائی، بہن، خالہ، ماموں وغیرہ تم سے اچھی طرح ملتے ہیں صلہ رحمی اور حسن سلوک سے پیش آتے ہیں، اور اس کے بدلہ تم بھی میل جول رکھتے ہو اور صلہ رحمی کرتے ہو اور سمجھتے ہو کہ ہم نے صلہ رحمی کر دی تو یہ حقیقی صلہ رحمی نہیں ہے جو شرعاً مطلوب ہے، کیونکہ یہ تو بدلہ اُتار دینا ہوا، تعلق جوڑ دینا اور صلہ رحمی کرنا نہ ہوا، ثواب تو اس کا بھی ملتا ہے لیکن اصل صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے جس سے قطع رحمی کا برتاؤ کیا جائے وہ قطع رحمی کے باوجود صلہ رحمی کرتا رہے۔ جو قطع رحمی کرے اس سے ملا کرے، سلام کیا کرے، کبھی کبھی ہدیہ بھی دے، اس میں نفس پر زور تو پڑے گا لیکن انشاء اللہ ثواب بہت ملے گا اور جس نے قطع رحمی کر رکھی ہے وہ بھی اپنے تغافل سے انشاء اللہ باز آجائے گا، اگر ہر فریق اس نصیحت پر عمل کر لے تو پورا خاندان رحمت ہی رحمت بن جائے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ سے میری ملاقات ہوئی تو میں نے جلدی سے آپ کا دستِ مبارک پکڑ لیا اور آپ نے (بھی) جلدی سے میرا ہاتھ پکڑ لیا، پھر فرمایا کہ اے عقبہ! کیا میں تجھے دنیا اور آخرت والوں کے افضل اخلاق نہ بتا دوں؟ پھر خود ہی فرمایا کہ جو شخص تجھ سے قطع تعلق کرے تو اس سے تعلق جوڑے رکھ اور جو شخص تجھے محروم کر دے تو اس کو دیا کر، اور جو شخص تجھ پر ظلم کرے اس کو معاف کر دیا کر، پھر فرمایا کہ خبردار! جو یہ چاہے کہ اس کی عمر دراز ہو اور رزق میں وسعت ہو اس کو چاہئے کہ اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کا برتاؤ کرے۔ (مستدرک حاکم، ص ۱۶۲، ج ۴)

قطع رحمی کا وبال

(۱۷۴) وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ عَلٰی قَوْمٍ فِیْھِمْ قَاطِعُ رَحِمٍ. (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس قوم پر رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں کوئی شخص قطع رحمی کرنے والا موجود ہو۔

Marfat.com

تشریح:- جس طرح صلہ رحمی سے اللہ پاک کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوتی ہیں، اسی طرح قطع رحمی کی وجہ سے اللہ پاک جل شانہٗ اپنی رحمت روک لیتے ہیں، اور یہی نہیں کہ صرف قطع رحمی کرنے والے بلکہ اُس کی پوری قوم سے رحمت روک لی جاتی ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ جب ایک شخص قطع رحمی کرتا ہے تو دوسرے لوگ اس کو صلہ رحمی پر آمادہ نہیں کرتے، بلکہ خود بھی اس کے جواب میں قطع رحمی کا برتاؤ کرنے لگتے ہیں۔

(۱۷۵) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّحِمُ شَجْنَةٌ مِنَ الرَّحْمٰنِ فَقَالَ اللّٰهُ مَنْ وَصَلَكِ وَصَلْتُهٗ وَمَنْ قَطَعَكِ قَطَعْتُهٗ. (رواہ البخاری، کذا فی المشکوٰۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ لفظ ''رحم'' لیا گیا ہے لفظ رحمٰن سے، (جو اللہ جل شانہٗ کا نام ہے) پس اللہ جل شانہٗ نے فرمایا کہ (اے رحم) جس نے تجھے جوڑے رکھا (یعنی تیرے حقوق ادا کئے) میں اس کو (رحمت کے ساتھ اپنے سے) ملالوں گا اور جس نے تجھے کاٹ دیا میں اس کو (اپنی رحمت سے) کاٹ دوں گا، (یعنی رحمت کے دائرے سے الگ کر دوں گا)۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۱۹ از بخاری)

تشریح:- ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعُ رَحِمٍ، یعنی قطع رحمی کرنے والا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ (بخاری)

معلوم ہوا کہ قطع رحمی کی سزا دنیا و آخرت دونوں میں بھگتنی پڑتی ہے۔ بہت سے خاندانوں میں برسہا برس گزر جاتے ہیں، اور آپس کے تعلقات ٹھیک نہیں ہوتے، آپس میں قتل وخون تک ہو جاتے ہیں اور مقدمہ بازی تو روزانہ کا مشغلہ بن جاتا ہے، بھائی بھائی کچہری میں دشمن بنے کھڑے ہوتے ہیں، کہیں چچا بھتیجے دست وگریبان ہو رہے ہیں، کہیں بھائی بھائی میں نفاق ہے، ایک نے سکنائی جائیداد دبا لی ہے دوسرے نے زرعی زمین پر قبضہ کر لیا ہے، لڑ رہے ہیں، مر رہے ہیں، نہ سلام ہے نہ کلام ہے، آمنا سامنا ہوتا ہے تو ایک دوسرے سے منہ پھیر کر گزر جاتے ہیں، بھلا ان چیزوں کا اسلام میں کہاں گزر ہے؟ اگر صلہ رحمی کے اصول پر چلیں تو خاندانوں کی ہر لڑائی فوراً ختم ہو جائے، جو لوگ قطع رحمی کو اپنا لیتے ہیں ان کی آنے والی نسلوں کو قطع رحمی کے نتائج برسہا برس بھگتنے پڑتے ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ اَعْمَالَنَا وَاَحْوَالَنَا وَاَنْجِحْ اٰمَالَنَا.

آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کی اہمیت اور فضیلت

(۱۷۶) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِیْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَرَی الْمُؤْمِنِیْنَ فِیْ تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ كَمَثَلِ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰی عُضْوًا تَدَاعٰی لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهْرِ وَالْحُمّٰی. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمام ایمان والوں کو آپس میں رحم کرنے اور محبت وشفقت رکھنے میں ایک جسم کی طرح دیکھو گے، (یعنی وہ اس طرح ہوں گے جیسے ایک ہی جسم ہوتا ہے) کہ جب ایک عضو میں تکلیف ہوتی ہے تو سارا جسم بے خوابی اور

Marfat.com

بخار کو بلا لیتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۳۲ از بخاری و مسلم)

تشریح:- ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا سارے مسلمان ایک شخص کی طرح ہیں کہ اگر آنکھ میں تکلیف ہوتی ہے تو سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے، اور اگر سر میں تکلیف ہوتی ہے تو سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے۔ (مسلم)

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک مؤمن دوسرے مؤمن کے لئے مثل ایک عمارت کے ہے کہ عمارت کے اجزاء (اینٹ پتھر چونا وغیرہ) ایک دوسرے کو مضبوط رکھتے ہیں پھر آپ ﷺ نے انگلیوں میں انگلیاں ڈالیں، (اور ایک دوسرے کا مددگار ہونے کی صورت بتائی)۔ (بخاری و مسلم)

اب اپنی حالت پر غور کیجئے اور اس زمانہ کے مسلمان کہلانے والی قوم کا بھی پتہ چلائیے کہ اپنے مطلب کے لئے مسلمان کو ہر ممکن صورت سے نقصان پہنچانے کے لئے تیار ہیں، پریشان حال کی اعانت اور خبر گیری تو بڑی چیز ہے، اس کے پاس کو گزرنا اور اس کو تسلی دینا بھی بار گزرتا ہے، اپنے مطلب کے لئے دنیا بھر کو اسلامی بھائی بنالیں اور جہاں دوسرے کا کوئی کام اٹکا فوراً رشتہ برادری توڑ ڈالا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے میرے کسی اُمتی کی حاجت پوری کردی تاکہ اس کو خوش کرے تو اس نے مجھے خوش کیا، اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے خدا کو خوش کیا اور جس نے خدا کو خوش کیا خدا اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ (بیہقی)

ایک حدیث میں ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی پریشان حال کی مدد کی خدا اس کے لئے تہتر (۷۳) مغفرتیں لکھ دے گا، ان میں سے ایک میں اس کے سب کام بن جائیں گے اور بہتر (۷۲) قیامت کے دن اُس کے درجے بلند کرنے کے لئے ہوں گی۔ (بیہقی)

مسلمان کو نقصان پہنچانا اور اس کو دھوکہ دینا لعنت کا سبب ہے

(۱۷۷) وَعَنْ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَلْعُوْنٌ مَّنْ ضَارَّ مُؤْمِنًا اَوْ مَکَرَ بِہٖ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص ملعون ہے جو کسی مؤمن کو ضرر پہنچائے یا اس کے ساتھ مکر کرے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۲۸، از ترمذی)

تشریح:- اس حدیث پاک میں اس بات سے بچنے کی سخت تاکید کی ہے کہ کسی مؤمن کو ضرر پہنچایا جائے یا اس کے ساتھ مکاری کی جائے، ایسا کرنے سے صرف منع ہی نہیں فرمایا بلکہ ایسا کرنے والے کو ملعون قرار دیا جس پر لعنت کی جائے اُس کو ملعون کہتے ہیں، ضرر ہر طرح کے نقصان اور تکلیف کو کہتے ہیں، کسی بھی مسلمان کو کسی طرح کا ضرر اور نقصان اور تکلیف پہنچانا سخت وبال کی بات ہے، مؤمن کے ساتھ مکر کرنا، اس کو دھوکہ اور فریب دینا بھی بہت بڑا گناہ ہے جو شخص ایسا کرے اس کو بھی حضور اقدس ﷺ نے ملعون بتایا ہے۔

مؤمن کا کام یہ ہے کہ ساری مخلوق کو نفع پہنچائے اور خاص کر مؤمن بندوں کی ہر طرح سے خیر خواہی اور ہمدردی کرے، اُن کو نفع پہنچائے، تکلیف سے بچائے، دکھ درد میں کام آئے اور اس طرح سے زندگی

Marfat.com

گزارے کہ پاس پڑوس کے لوگ اور ہر وہ شخص جس سے کوئی بھی واسطہ ہو اپنے دل سے یہ یقین کرے کہ یہ مسلمان آدمی ہے، ساری دنیا مجھے نقصان پہنچا سکتی ہے لیکن چونکہ یہ مسلمان شخص ہے اس لئے اس سے مجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچ سکتی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ کچھ لوگ بیٹھے ہوئے تھے، حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تشریف لائے اور وہاں کھڑے ہو گئے، اور فرمایا کیا میں تم کو یہ نہ بتادوں کہ تم میں اچھا کون ہے؟ اور برا کون ہے؟ یہ سن کر حاضرین خاموش ہو گئے، آپؐ نے تین بار یہی سوال فرمایا تو ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ضرور بتایئے کہ ہم میں برا کون ہے اور اچھا کون ہے؟ آپؐ نے فرمایا تم میں سب سے بہتر وہ ہے جس سے خیر کی امید کی جاتی ہو اور اس کے شر کی جانب سے اطمینان ہو (یعنی لوگ اس بات کا یقین رکھتے ہوں کہ اس شخص سے کسی طرح کا نقصان نہ پہنچے گا) اور (فرمایا) کہ تم میں بدترین آدمی وہ ہے جس سے خیر کی امید نہ کی جاتی ہو اور جس کے شر سے لوگ بے خوف نہ ہوں۔ (ترمذی، بیہقی)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان وہ ہے کہ جس کی زبان سے اور ہاتھ سے مسلمان سلامت رہیں (یعنی اُن کو کوئی دُکھ تکلیف اس کی طرف سے نہ پہنچے) اور مؤمن وہ ہے جس کی طرف سے لوگوں کو اپنے خونوں اور مالوں پر اطمینان ہو، کہ اس شخص سے کوئی جانی مالی نقصان نہ پہنچے گا۔ (ترمذی، نسائی)

دیکھو! حضور اقدس ﷺ نے بات کہنے کا کیسا انداز اختیار فرمایا، یہ فرمانے کی بجائے کہ لوگوں کو تکلیف مت پہنچاؤ، یوں فرمایا کہ اپنی زندگی کا ڈھنگ اور لوگوں کے ساتھ برتاؤ کا ایسا طور طریقہ رکھو کہ ان کے دلوں میں یہ بات بیٹھ جائے کہ ساری دنیا ہمیں نقصان پہنچا سکتی ہے لیکن اس سے ہمیں نقصان نہیں پہنچ سکتا۔

حدیث میں مؤمن کے ساتھ مکر کرنے کی بھی سخت مذمت فرمائی۔ مکر اور غدر اور دھوکہ اور فریب مؤمن کا کام نہیں، اور مؤمن کے ساتھ مکر کرنا اور دھوکہ دینا تو بہت ہی سخت وبال کی چیز ہے۔ بہت سے لوگ ہمدرد بن کر اندر اندر جڑ کاٹتے ہیں، ظاہر میں دوست اور باطن میں دشمن ہوتے ہیں، بعض مرتبہ مکاری کے ساتھ مسلمان بھائی سے ایسی بات کہتے ہیں جس میں اس کا نقصان ہوتا ہے، اور اس کو یہ باور کراتے ہیں کہ ہم ہمدردی کر رہے ہیں، اور اس سلسلہ میں جھوٹ بول جاتے ہیں، سیدھا سادہ مسلمان ایسے مکار کی بات کا اعتبار کر لیتا ہے اور اس کو سچا جان لیتا ہے، پھر نقصان اٹھاتا ہے، اس میں جھوٹ اور خیانت دونوں جمع ہو جاتے ہیں، فرمایا حضور اقدس ﷺ نے کہ یہ بڑی خیانت ہے کہ تو اپنے بھائی سے کوئی ایسی بات کرے جس میں تو جھوٹا ہو اور وہ تجھے سچا جان رہا ہو (ابوداؤد)۔ جو شخص مؤمن کے ساتھ مکر کرے حضور اقدس ﷺ نے اس کو بھی ملعون قرار دیا۔ اعاذنا اللہ منہ۔

پڑوسیوں کے حقوق اور اُن کے ساتھ حسن سلوک

(۱۷۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فُلَانَةَ تُذْکَرُ مِنْ کَثْرَةِ صَلَاتِهَا وَصِیَامِهَا وَصَدَقَتِهَا غَیْرَ اَنَّهَا تُؤْذِیْ

Marfat.com

جِیْرَانَهَا بِلِسَانِهَا قَالَ هِیَ فِی النَّارِ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ فُلَانَةَ تُذْکَرُ قِلَّةَ صِیَامِهَا وَصَدَقَتِهَا وَصَلٰوتِهَا وَاِنَّهَا تَصَدَّقُ بِالْاَثْوَارِ مِنَ الْاَقِطِ وَلَا تُؤْذِیْ بِلِسَانِهَا جِیْرَانَهَا قَالَ هِیَ فِی الْجَنَّةِ. (رواہ احمد والبیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ بلاشبہ فلاں عورت ایسی ہے کہ اس کی نماز اور روزہ اور صدقہ کی کثرت کا (لوگوں میں) تذکرہ رہتا ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ وہ اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ایذا دیتی ہے، یہ سن کر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ یہ عورت دوزخ میں ہے۔ پھر اس شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بیشک فلاں عورت کے بارے میں لوگوں میں یہ تذکرہ رہتا ہے کہ (نفل) روزے اور (نفل) صدقہ اور (نفل) نماز کم ادا کرتی ہے اور پنیر کے کچھ ٹکڑے صدقہ دے دیتی ہے اور اپنے پڑوسیوں کو اپنی زبان سے ایذا نہیں دیتی، یہ سن کر آنحضرت فخر عالم ﷺ نے فرمایا کہ وہ جنت میں جانے والی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۲۵ از احمد و بیہقی)

تشریح:- انسان کو اپنے گھر والوں کے بعد سب سے زیادہ اور تقریباً روزانہ اپنے پڑوسیوں سے واسطہ پڑتا ہے۔ پڑوسیوں کے احوال و اخلاق مختلف ہوتے ہیں، ان کے بچے بھی گھر میں آجاتے ہیں، بچوں بچوں میں لڑائی بھی ہو جاتی ہے، پڑوس کی بکری اور مرغی بھی گھر میں چلی آتی ہے، ان چیزوں سے ناگواری ہو جاتی ہے، اور ناگواری بڑھتے بڑھتے بغض و کینہ اور قطع تعلقات تک نوبت پہنچ جاتی ہے، اور ہر فریق ایک دوسرے پر زیادتی کرنے لگتا ہے، اور غیبتوں اور تہمتوں بلکہ مقدمہ بازیوں تک نوبت آجاتی ہے، اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ بعض مرد اور عورت تیز مزاج اور تیز زبان ہوتے ہیں، بغیر کسی وجہ کے اپنی بدزبانی سے لڑائی کا سامان پیدا کر دیتے ہیں، عورتوں کی بدزبانی اور تیز کلامی تو بعض مرتبہ اس حد تک پہنچ جاتی ہے کہ پورا محلّہ ان سے بیزار رہتا ہے، اسی طرح کی ایک عورت کے بارے میں حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا گیا کہ بڑی نمازن ہے، خوب صدقہ کرتی ہے، نفلی روزے بھی کثرت سے رکھتی ہے لیکن اس سب کے باوجود اس میں ایک یہ بات ہے کہ اپنی بدزبانی سے پڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ وہ دوزخی ہے۔ دیکھو! پڑوسیوں کے ستانے کے سامنے نماز روزوں کی کثرت سے بھی کام نہ چلا، اس کے برخلاف ایک دوسری عورت کا ذکر کیا گیا جو فرض پڑھ لیتی تھی، فرض روزہ رکھ لیتی تھی، زکوٰۃ فرض ہوئی تو وہ بھی دے دی۔ نفلی نماز اور صدقہ کی طرف اس کو خاص توجہ نہ تھی لیکن پڑوسی اس کی زبان سے محفوظ تھے، جب اس کا تذکرہ حضور اقدس ﷺ کے سامنے کیا گیا تو آپ ﷺ نے اس کو جنتی فرمایا۔

پڑوسیوں کیساتھ اچھے اخلاق اور اچھے معاملات کے ساتھ زندگی گزارنے کی شریعت اسلامیہ میں بہت زیادہ ترغیب دی گئی ہے، اس سے جو تکلیف پہنچے اس پر صبر کرے، اور اپنی طرف سے اس کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ پہنچائے اور اس کی مشکلات و مصائب میں کام آئے، جہاں تک ممکن ہو اس کی مدد کرے، اس کے گھر کے سامنے کوڑا کچرا نہ ڈالے، اس کے بچوں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کرے۔ ان باتوں کا لکھنا اور بول دینا اور سن لینا تو آسان ہے لیکن عمل کرنے کے لئے بڑی ہمت اور حوصلہ کی ضرورت ہے۔ اگر کسی طرح کا کوئی اچھا سلوک

Marfat.com

کر سکے تو کم سے کم اتنا ضرور کرے کہ اس کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے۔ اور آگے پیچھے اس کی خیر خواہی کرے۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام مجھے برابر پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی وصیت کرتے رہے، یہاں تک کہ میں نے یہ گمان کیا کہ آپ پڑوسی کو وارث بنا کر چھوڑیں گے۔ (بخاری و مسلم)

پڑوسی کو تکلیف پہنچانا تو کجا اس کے ساتھ اس طرح زندگی گزارے کہ اس کو کسی قسم کا کوئی خطرہ اور کھٹکا اس بات کا نہ ہو کہ فلاں پڑوسی سے مجھے تکلیف پہنچے گی۔

ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم وہ مؤمن نہیں، اللہ کی قسم وہ مؤمن نہیں، اللہ کی قسم وہ مؤمن نہیں، عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کس کے بارے میں ارشاد فرما رہے ہیں؟ فرمایا جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے بے خوف نہ ہو۔ (مسلم)

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کا پڑوسی اس کی شرارتوں سے بے خوف نہ ہو۔ (مسلم)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں اپنے بارے میں کیسے جانوں کہ میں اچھا ہوں یا برا ہوں، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جب تو اپنے پڑوسیوں سے سنے کہ وہ تیرے بارے میں یہ کہہ رہے ہیں کہ تو اچھے کام کرنے والا ہے، تو تو اچھا ہے، اور جب تو سنے کہ وہ تیرے بارے میں یہ کہہ رہے ہیں کہ تو برے کام کرنے والا ہے، تو تو برا ہے۔ (ابن ماجہ)

یہ اس لئے فرمایا کہ انسان کے اچھے برے اخلاق سب سے زیادہ اور سب سے پہلے پڑوسیوں کے سامنے آتے ہیں اور ان کی گواہی اس لئے زیادہ معتبر ہے کہ ان کو بارہا دیکھنے کا تجربہ کرنے کا موقع ملتا ہے۔

ایک روز حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آٹا پیس کر چھوٹی چھوٹی روٹیاں پکائیں، اس کے بعد اُن کی آنکھ لگ گئی، اسی اثناء میں پڑوسن کی بکری آئی اور وہ روٹیاں کھا گئی، آنکھ کھلنے پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس کے پیچھے دوڑیں یہ دیکھ کر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہؓ! ہمسایہ کو اس کی بکری کے بارے میں نہ ستاؤ۔ (الادب المفرد باب لایؤذی جارہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے سنا ہے کہ وہ شخص مؤمن نہیں ہے جو پیٹ بھر لے اور اس کا پڑوسی اس کی بغل میں بھوکا ہو۔ (بیہقی)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے مدعی اور مدعا علیہ دو پڑوسی ہوں گے۔ (رواہ احمد)

ان سب احادیث سے معلوم ہوا کہ پڑوسی پر کسی طرح سے کوئی ظلم و زیادتی تو بالکل ہی نہ کرے، اور جہاں تک ممکن ہو اس کی خدمت، دلداری اور معاونت کرے۔ پڑوسیوں کو ہدیہ لینے دینے کا بیان کتاب الزکوٰۃ میں گزر چکا ہے۔

جب کوئی شخص مشورہ طلب کرے تو صحیح مشورہ دے

(۱۷۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ. (رواہ الترمذی وفی الحدیث قصۃ)

Marfat.com

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس سے مشورہ طلب کیا جائے وہ امانت دار ہوتا ہے۔

تشریح:- اس حدیث میں ایک اہم بات کی نصیحت فرمائی اور وہ یہ کہ جس سے مشورہ طلب کیا جائے اس کی ذمہ داری ہے کہ صحیح مشورہ دے جو اس کے نزدیک درست ہو، اور جس میں مشورہ لینے والے کی خیر خواہی مدنظر ہو، جس سے مشورہ طلب کیا جائے اس کو حضور اقدس ﷺ نے امانتدار قرار دیا، اگر اس نے کوئی ایسا مشورہ دے دیا جس میں اس کے نزدیک مشورہ لینے والے کی بہتری نہ تھی تو اپنے بھائی کی خیانت کی۔ (کما فی روایۃ اخریٰ ومن اشار علیٰ اخیہ بامر یعلم ان الرشد فی غیرہ فقد خانہٗ. رواہ ابوداؤد) لہٰذا اگر کوئی شخص مشورہ لے تو اس کو وہ مشورہ دو جو تمہارے نزدیک اس کے حق میں بہتر ہو، اگرچہ اس میں تمہارا نقصان ہی ہوتا ہو، مثلاً تمہارا ایک پڑوسی ہے جو مکان بیچنا چاہتا ہے، اور تمہارے دل میں ہے کہ یہ مکان فروخت ہو تو ہم لے لیں گے، لیکن اگر وہ تم سے مشورہ طلب کرے اور تمہارے نزدیک اس کے حق میں جائیداد فروخت کرنا ناپسند ہو تو اس کو یہی مشورہ دو کہ فروخت نہ کرو۔

ہنستے کھلتے ملاقات کرنا بھی نیکی میں شامل ہے

(۱۸۰) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا وَّلَوْ اَنْ تَلْقٰی اَخَاکَ بِوَجْہٍ طَلِیْقٍ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہرگز کسی ذرا سی نیکی کو بھی حقیر نہ جانو (جو کچھ ممکن ہو نیکی کرتے رہو) اگرچہ یہی کر سکو کہ اپنے بھائی سے کھلتے ہوئے چہرہ سے مل لو''۔ (مشکوٰۃ المصابیح بحوالہ مسلم)

تشریح:- اس حدیث میں اوّل تو یہ ارشاد فرمایا کہ کسی بھی نیکی کو حقیر نہ جانو، نیکی کیسی ہی چھوٹی سے چھوٹی ہو موقع ہوتے ہوئے ہاتھ سے نہ جانے دو، قیامت کے دن چھوٹی سی نیکی بھی بہت بڑا کام دے جائے گی، ایک نیکی سے بھی اعمالِ صالحہ کا پلڑہ بھاری ہو کر ذریعہ نجات ہو سکتا ہے، پھر بطور ایک مثال ایک ایسی نیکی کا ذکر فرمایا جس میں خرچ کچھ نہیں ہوتا اور ثواب خوب مل جاتا ہے اور وہ یہ کہ جب کسی مسلمان سے ملاقات کرو تو ہنس مکھ چہرے سے بشاشت کے ساتھ ملو، اس سے اس کا دل خوش ہوگا اور تم کو خوب ثواب مل جائے گا۔ بہت سے لوگوں کو مرد ہوں یا عورت اپنی دینداری اور مالداری کا گھمنڈ ہوتا ہے، جب کوئی سلام کرتا ہے تو سیدھے منہ اس کے سلام کا جواب تک نہیں دیتے، جب کوئی ملنے کو آیا تو نہ اس سے اچھی طرح بات کی نہ بشاشت سے ملاقات کی، اور اس طرح پیش آئے کہ جیسے اُن پر غصہ سوار ہے، منہ پھلائے ہوئے ہیں اور عجیب بے رخی اور روکھے پن سے پیش آرہے ہیں، یہ طریقہ غیر اسلامی ہے، البتہ عورتیں نامحرموں سے ملاقات نہ کریں اور پردہ کے پیچھے سے صرف بقدرِ ضرورت جواب دے دیں۔ جو عورتیں ملنے آئیں گھر کی عورتیں انہیں احترام سے بٹھائیں، اُن کے پاس بیٹھیں، اچھی طرح سے بولیں، مسکرا کر بات کریں اور ان کی دلداری کریں، یہ نہ دیکھیں کہ وہ ہم سے مالی اور دنیاوی حیثیت سے کم ہیں، بلکہ اُن کے مسلمان ہونے کو دیکھیں، ان کے پاس

Marfat.com

بیٹھنے اور دلداری کرنے کے لئے نفل نماز چھوڑنی پڑے تو وہ بھی چھوڑ دیں مگر غیبت اور بدگوئی سے باز رہیں۔

راستہ سے تکلیف دینے والی چیز ہٹا دینے کا ثواب

(۱۸۱) وَعَنْ اَبِیْ بَرْزَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قُلْتُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ عَلِّمْنِیْ شَیْئًا اَنْتَفِعُ بِہٖ قَالَ اِعْزِلِ الْاَذٰی عَنْ طَرِیْقِ الْمُسْلِمِیْنَ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ حضور اقدس ﷺ سے میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی مجھے کوئی چیز بتا دیجئے جس پر عمل کر کے نفع حاصل کروں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ مسلمانوں کے راستہ سے تکلیف دینے والی چیز ہٹا دیا کرو۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۶۸ از مسلم)

تشریح:- اس حدیث پاک سے اس عمل کی فضیلت اور اہمیت معلوم ہوئی کہ راستوں میں جو کوئی تکلیف دینے والی چیز پڑی مل جائے جس سے پاؤں پھسل جانے، ٹھوکر لگنے، راستہ تنگ ہو جانے یا کانٹا وغیرہ چبھ جانے کا اندیشہ ہو اس چیز کو ہٹا دیا جائے، دیگر روایات میں بھی اس کی فضیلت وارد ہوئی ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ایک شخص کا ذکر فرمایا کہ اس کا ایک درخت کی ٹہنی پر گزر ہوا جو راستہ میں پڑی تھی، یہ دیکھ کر اس نے کہا کہ میں اس کو مسلمان کے راستہ سے ضرور ہٹا دوں گا (چنانچہ اس کو ہٹا دی) لہٰذا وہ جنت میں داخل کر دیا گیا۔ (مشکوٰۃ)

ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے ایک شخص کو اس کے سبب سے جنت میں مزے سے کروٹیں لیتے ہوئے دیکھا کہ اس نے راستہ سے ایک درخت کاٹ دیا تھا، جو راہ گیروں کو تکلیف دیتا تھا۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کے سامنے تمہارا مسکرانا صدقہ ہے، اور بھلائی کا حکم کرنا صدقہ ہے، اور برائی سے روکنا صدقہ ہے، اور راستہ سے پتھر، کانٹا، ہڈی دور کر دینا صدقہ ہے، اور اپنے ڈول سے بھائی کے ڈول میں پانی ڈال دینا صدقہ ہے۔ (ترمذی)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ہر انسان تین سو ساٹھ جوڑوں پر پیدا کیا گیا ہے (یعنی ہر انسان کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑ ہیں، جن کے ذریعہ اٹھتا بیٹھتا ہے اور ہاتھ پاؤں موڑتا ہے، اور چیزیں پکڑتا ہے، اور ان جوڑوں کے شکریہ میں روزانہ صدقہ کرنا واجب ہے) سو جس نے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا اور سُبْحَانَ اللّٰہِ کہا اور اَسْتَغْفِرُ اللّٰہِ کہا اور لوگوں کے راستہ سے پتھر یا کانٹا یا ہڈی ہٹا دی یا بھلائی کا حکم دیا یا برائی سے روک دیا، اور (یہ سب مل کر یا ان میں سے ایک ہی عمل) تین سو ساٹھ کے عدد کے برابر ہو گیا تو وہ اُس دن اس حال میں چلتا پھرتا ہوگا کہ اس نے اپنی جان کو دوزخ سے بچا لیا ہوگا۔ (مسلم)

جب راستہ سے تکلیف دینے والی چیز ہٹانے کا یہ اجر و ثواب ہے تو اس کے برعکس راستہ میں تکلیف دینے والی چیز ڈالنے کا کیا وبال ہوگا؟ اس پر غور کرنا چاہئے، بہت سے لوگ اپنا گھر تو صاف کر لیتے ہیں لیکن گھر کا کوڑا کرکٹ، کچرا، گندگی، سڑے ہوئے پھل اور بدبودار سالن وغیرہ راستہ میں پھینک دیتے ہیں جس سے آنے جانے والوں کو شدید تکلیف ہوتی ہے، ایسا بھی ہوتا ہے کہ راہ چلتے ہوئے کیلے خریدے اور چھیل کر

Marfat.com

کھانا شروع کر دیا، یا بچوں کو دے دیا، اور چھلکا لب سڑک وہیں پھینک دیا، سب کو معلوم ہے کہ راستہ میں کیلے کا چھلکا پھینکنا بہت خطرناک ہوتا ہے بعض مرتبہ اس پر پیر پڑ کر پھسل جاتا ہے تو اچھی خاصی تکلیف پہنچ جاتی ہے، راستہ میں تکلیف دینے والی چیز ہرگز نہ ڈالیں، اور ایسی کوئی چیز راستہ میں پڑی ملے جس سے تکلیف پہنچ سکتی ہو تو اسے ہٹا کر ثواب کمائیں۔

پردہ پوشی کا اجر وثواب

(۱۸۲) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَّاٰی عَوْرَةً فَسَتَرَهَا كَانَ كَمَنْ اَحْيٰى مَوْؤُدَةً. (رواہ احمد والترمذی)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی کی کوئی عیب کی بات دیکھی پھر اس کو چھپا لیا، (تو ثواب کے اعتبار سے) وہ شخص ایسا ہے جیسے کسی زندہ دفن کی ہوئی لڑکی کو زندہ کر دیا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۲۴، از احمد والترمذی)

تشریح:- اس حدیث مبارک میں عیب پوشی کا ثواب بتایا ہے۔ اسلام سے پہلے یعنی جاہلیت کے زمانہ میں عرب کے لوگ اس بات کو بہت ناگوار سمجھتے تھے کہ ان کے گھر میں لڑکی پیدا ہو جائے، اگر لڑکی پیدا ہونے کی خبر ملتی تھی تو شرم کے مارے چھپے چھپے پھرتے تھے اور بہت سے ظالم ایسے تھے کہ لڑکی پیدا ہو جاتی تو اس کو زندگی دفن کر دیتے تھے، جو گڑھے کے اندر مٹی میں دب کر مر جاتی تھی، اسی کو قرآن مجید میں فرمایا وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ (اور جب زندہ دفن کی ہوئی لڑکی کے بارے میں سوال کیا جائے گا کہ کس گناہ کے سبب قتل کی گئی)۔

اس بات کو سمجھنے کے بعد یہ سمجھو کہ حضور اقدس ﷺ نے عیب پوشی کا ثواب بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی کی کوئی عیب کی بات دیکھی، پھر اس کو چھپایا اور کسی پر ظاہر نہ کیا، تو اس کو اتنا بڑا ثواب ملے گا جیسے اس نے اس لڑکی کو زندہ کر دیا جو قبر میں زندہ دفن کر دی گئی تھی، اس ثواب کو اس انداز میں بتانے میں ایک دقیق اور باریک حکمت کی طرف اشارہ ہے، اور وہ یہ کہ جب کسی شخص کا کوئی عیب ظاہر ہو جاتا ہے تو وہ اپنی اس رسوائی کے مقابلہ میں مر جانا بہتر سمجھتا ہے، پس جس شخص نے اس کے عیب کی پردہ پوشی کی، گویا کہ اس کو زندہ کر دیا، رسوائی سے بچانا اس کو دوبارہ زندگی دینے کے مترادف قرار دیا گیا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو (مصیبت کے وقت) بے یار و مددگار چھوڑے، اور جو شخص اپنے بھائی کی حاجت میں لگا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی فرمائیں گے، اور جس نے کسی مسلمان کی بے چینی دور کر دی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کی پریشانیوں میں سے اس کی ایک پریشانی دور فرمائیں گے، اور جس نے کسی مسلمان کی پردہ پوشی کی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائیں گے۔ (بخاری و مسلم)

بہت سے لوگوں کو یہ مرض ہوتا ہے کہ دوسروں کے عیبوں کے پیچھے پڑے رہتے ہیں، پھر جب کسی کا کوئی عیب معلوم ہو جاتا ہے تو اس کو اُچھالتے ہیں اور رسوا کرنے کو بڑا کمال سمجھتے ہیں، یہ سخت گناہ کی بات

Marfat.com

ہے اور اس کا بہت بڑا وبال ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جو شخص مسلمان بھائی کے عیب کے پیچھے پڑے اللہ اس کے عیب کے پیچھے پڑے گا اور اللہ جس کے عیب کے پیچھے پڑے اس کو رسوا کر دے گا اگر چہ وہ اپنے گھر میں عیب کا کام کرے۔ (مشکوٰۃ)

آپس میں صلح کرا دینے کا ثواب

(۱۸۳) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَفْضَلَ مِنْ دَرَجَۃِ الصِّیَامِ وَالصَّدَقَۃِ وَالصَّلٰوۃِ قَالَ قُلْنَا بَلٰی، قَالَ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَیْنِ ھِیَ الْحَالِقَۃُ. (رواہ ابوداؤد والترمذی)

ترجمہ: حضرت ابوالدراء رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا میں تم کو وہ چیز نہ بتادوں جو (نفلی) روزوں اور صدقہ اور نماز کے درجہ سے افضل ہے، ہم نے عرض کیا ضرور ارشاد فرمایئے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ چیز آپس میں بگاڑ کی اصلاح کر دینا ہے، اور آپس کا بگاڑ مونڈ دینے والی چیز ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۸، از ابوداؤد و ترمذی)

تشریح:- ایک ساتھ رہنے والوں میں کبھی کبھی رنجش ہو جاتی ہے اور اس رنجش کو جلدی ہی دُور نہ کیا جائے تو بڑھتے بڑھتے بہت دور تک پہنچ جاتی ہے، کینہ اور بغض دلوں میں جگہ پکڑ لیتا ہے، اور دو آدمیوں کی رنجش کبھی کبھی پورے خاندانوں کو لپیٹ لیتی ہے، اس لئے جلد سے جلد صلح کی طرف متوجہ ہونا لازم ہے، سب سے زیادہ اچھی اور سیدھی بات تو یہ ہے کہ ہر آدمی ایک دوسرے سے جا کر خود مل لے اور سلام کرے، اس میں پہل کرنے والے کا مرتبہ بہت زیادہ ہے۔

حدیث بالا میں آپس کے بگاڑ کو دُور کرنے اور بغض و کینہ اور رنجش والے آدمیوں کے درمیان صلح کرانے کی فضیلت بتائی اور فضیلت بھی معمولی نہیں، صلح کرا دینے کی اتنی بڑی فضیلت بتائی کہ اس عمل کا درجہ (نفلی) روزہ اور صدقہ، اور نماز سے بھی بڑھ کر ہے، جہاں تک ممکن ہو جلد سے جلد روٹھے ہوئے آدمیوں میں صلح کرا دینا چاہئے، کیونکہ آپس کا بگاڑ بہت ہی بری خصلت ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے اس کو مونڈنے والی چیز بتایا ہے۔

دوسری حدیث میں ہے کہ بغض مونڈنے والی خصلت ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ وہ بالوں کو مونڈ دیتی ہے بلکہ وہ دین کو مونڈ دیتی ہے۔ (مشکوٰۃ از احمد و ترمذی)

آپس میں صلح کرا دینا اتنی اہم چیز ہے کہ اس کے لئے شریعت مطہرہ نے جھوٹ جیسی چیز کا ارتکاب کرنے کو بھی گوارا فرمایا ہے، حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے سنا ہے کہ وہ جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان (جھوٹ بول کر) صلح کراتا ہے اور اچھی بات کو کہتا ہے اور اچھی بات کو (کسی فریق کی طرف) پہنچاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

مثلاً راشدہ اور عابدہ محلہ کی دو عورتیں ہیں، ان دونوں میں لڑائی ہو گئی، تو ان دونوں میں صلح کرانے کے لئے کوئی عورت ایک دوسری کو اچھائی کی بات پہنچا دیتی ہے، مثلاً عابدہ سے کہا کہ راشدہ کو تو لڑائی کی وجہ

Marfat.com

سے بہت رنج ہے، وہ افسوس کر رہی تھی کہ ذرا سی بات پر شیطان بیچ میں کود پڑا، اور ہم دونوں میں لڑائی ہوگئی، پھر راشدہ سے جا کر اسی طرح کی باتیں کیں کہ عابدہ تمہاری تعریف کر رہی تھی، وہ کہہ رہی تھی کہ راشدہ میری پرانی سہیلی ہے، کبھی اس سے رنجش نہیں ہوئی، اس میں بڑی خوبیاں ہیں، دونوں کے دل قریب کرنے کے لئے تیسری عورت نے یہ باتیں جھوٹ بنا کر پہنچا دیں حالانکہ راشدہ اور عابدہ نے ایسی باتیں بالکل نہیں کہی تھیں، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ یہ جھوٹ، جھوٹ میں شمار نہیں اور ایسا کرنے میں گناہ نہیں ہوتا، اس سے آپس میں صلح کرا دینے کی بہت بڑی فضیلت اور ضرورت معلوم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مسلمان کو خیر کی توفیق دے۔

مسلمان کی مزاج پرسی کرنے کی فضیلت

(۱۸۴) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ تَوَضَّأَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ وَعَادَ اَخَاہُ الْمُسْلِمَ مُحْتَسِبًا بُوْعِدَ مِنْ جَھَنَّمَ مَسِیْرَۃَ سِتِّیْنَ خَرِیْفًا. (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے اور ثواب سمجھ کر مسلمان بھائی کی عیادت کرے، تو جہنم سے اتنا دور کر دیا جائے گا جتنی دور کوئی ساٹھ سال چل کر پہنچے۔ (ابوداؤد)

تشریح:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص کسی مریض کی عیادت کرتا ہے تو آسمان سے ایک منادی یہ ندا دیتا ہے کہ تو خوش رہے اور تیرا یہ چلنا بابرکت ہو اور تو نے جنت میں گھر بنا لیا۔ (ابن ماجہ)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو مسلمان کسی مسلمان کی صبح کو عیادت کرے تو تمام دن شام تک ستر ہزار فرشتے اس پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں، اور اگر شام کو مسلمان کی عیادت کرے تو صبح ہونے تک ستر ہزار فرشتے اس پر رحمت بھیجتے رہتے ہیں، اور اس کے لئے (اس عمل کی وجہ سے) جنت میں ایک باغ ہوگا۔ (ترمذی، ابوداؤد)

بیمار کی مزاج پرسی کو عیادت کہتے ہیں، اوپر کی حدیث میں اسی کا ثواب بتایا ہے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو اس کی زندگی باقی رہنے کے بارے میں امید دلاؤ (یعنی اس سے ایسی باتیں کرو جس سے اُسے اچھا ہو جانے کی امید بندھے، اور وہ یہ سمجھے کہ میں اچھا ہو کر ابھی اور زندہ رہوں گا، اس کے سامنے ناامیدی کی باتیں نہ کرو) کیونکہ یہ چیز (اللہ کی تقدیر میں سے) کسی کو ہٹا تو نہیں سکتی، البتہ اس سے مریض کا دل خوش ہو جائے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

فائدہ:- جب کسی مسلمان کی عیادت کرو تو اس کو تسلی دیتے ہوئے یوں کہو:

لَا بَأْسَ ، طُھُوْرٌ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ. (مشکوٰۃ)

"کچھ ڈر نہیں، یہ بیماری گناہوں سے پاک کرنے والی ہے اگر اللہ نے چاہا"۔

اور مریض سے اپنے لئے دعا کی درخواست کرے، کیونکہ اس کی دعا فرشتوں کی دعا کی طرح سے ہے (ابن ماجہ) اور اس کے پاس زیادہ نہ بیٹھو، اور نہ شور کرو۔ (مشکوٰۃ)

Marfat.com

سفارش کر کے ثواب حاصل کرو

(۱۸۵) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ اِذَا اَتَاہُ السَّائِلُ اَوْ صَاحِبُ الْحَاجَۃِ قَالَ اِشْفَعُوْا فَلْتُؤْجَرُوْا وَیَقْضِی اللّٰہُ عَلٰی لِسَانِ رَسُوْلِہٖ مَاشَآءَ . (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور اقدس ﷺ کے پاس کوئی سائل ضرورتمند آتا تھا تو آپ ﷺ ارشاد فرماتے تھے کہ تم سفارش کرو، اس پر تم کو ثواب دے دیا جائے گا اور اللہ اپنے رسول ﷺ کی زبانی جو چاہے فیصلہ فرمائے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۲۲، از بخاری ومسلم)

تشریح:- اس حدیث میں یہ فرمایا ہے کہ کسی کام کے لئے سفارش کر دینے پر بھی ثواب ملتا ہے۔ حضور اقدس ﷺ بہت بڑے سخی تھے، ضرورتمندوں کی ضرورتوں کا آپ ﷺ کو خود خیال رہتا تھا، جب کوئی سائل حاضر ہوتا تو آپ ﷺ ضرور ہی عنایت فرما دیتے، کسی کی سفارش کی ضرورت نہ تھی، اس کے باوجود آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ سفارش کر کے ثواب لے لیا کرو، ہوگا وہی جو اللہ چاہے گا، اس کی تقدیر میں ہوگا تو اس کو کچھ مل جائے گا میں دے دوں گا یا کسی دوسرے سے کچھ دلا دوں گا، موقع نہ ہوگا تو نہ ملے گا، سفارش کر دینا تمہارا کام ہے کسی کا کام ہونے نہ ہونے کے تم ذمہ دار نہیں۔

جب کسی کو ضرورتمند دیکھو تو اس کی ضرورت پوری کر دو، اگر تم سے پوری نہیں ہو سکتی تو کسی سے سفارش کر دو، تاکہ وہاں اس کی ضرورت پوری ہو جائے، سفارش کر دینا بھی بڑی خیر کی بات ہے، اور ثواب کا کام ہے، البتہ گناہ کے کاموں میں کسی کی مدد نہ کرو، کیونکہ وہ گناہ ہے۔

نرمی اختیار کرنے پر اللہ تعالیٰ کا انعام

(۱۸۶) وَعَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی رَفِیْقٌ یُحِبُّ الرِّفْقَ وَیُعْطِیْ عَلَی الرِّفْقِ مَالَا یُعْطِیْ عَلَی الْعُنْفِ وَمَالَا یُعْطِیْ عَلٰی مَا سِوَاہُ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ مہربان ہے، اور مہربانی کو پسند فرماتا ہے، اور وہ مہربانی پر وہ (نعمتیں) عطا فرماتا ہے جو سختی پر اور کے علاوہ کسی چیز پر عطا نہیں فرماتا۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۳۱ از مسلم)

(۱۸۷) وَعَنْ جَرِیْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ یُحْرَمِ الرِّفْقَ یُحْرَمِ الْخَیْرَ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت جریر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص نرمی سے محروم کر دیا گیا وہ بھلائی سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۳۱ از مسلم)

تشریح:- ایک حدیث میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو نرمی سے حصہ دے دیا گیا

Marfat.com

اسے دنیا و آخرت کی بھلائی کا حصہ مل گیا، اور جو شخص نرمی کے حصہ سے محروم کر دیا گیا وہ دنیا اور آخرت کی بھلائی کے حصہ سے محروم کر دیا گیا۔ (مشکوٰۃ)

ان روایات سے نرمی کی خوبی کا پتہ چلا اور معلوم ہوا کہ جس کے مزاج میں نرمی ہو اسے بہت بڑی نعمت اور دولت مل گئی۔ درحقیقت حسن اخلاق میں نرمی کو بہت بڑا دخل ہے اور سچ فرمایا حضور اقدس ﷺ نے کہ جو شخص نرمی سے محروم ہے وہ دنیا اور آخرت کی بھلائی سے محروم ہے، اللہ کے جو بندے نرم مزاج ہوتے ہیں انہی سے فیض پہنچتا ہے اور اللہ کی مخلوق انہی کے پاس آتی ہے، اُن کے فیوض سے فیض یاب اور اُن کے حسن اخلاق سے سیراب ہوتی ہے، سخت زبان اور سخت مزاج آدمی کے پاس کون پھٹکے گا اور کون آئے گا؟ حضور اقدس ﷺ بڑے نرم مزاج اور نرم دل اور نرم گفتار اور حلیم اور بردبار تھے۔ قرآن مجید میں آپ کو خطاب کر کے فرمایا:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ج فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْاَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ط اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِيْنَ.

''سو کچھ اللہ ہی کی رحمت ہے کہ آپ ﷺ ان کو نرم دل مل گئے، اور اگر آپ ﷺ سخت مزاج اور سخت دل ہوتے تو یہ لوگ آپ کے پاس سے منتشر ہو جاتے، سو آپ ﷺ ان کو معاف فرما دیجئے، اور ان کے لئے استغفار کیجئے، اور ان سے کاموں میں مشورہ لیجئے، پھر جب آپ ﷺ رائے پختہ کر لیں تو اللہ پر بھروسہ کیجئے بیشک اللہ توکل کرنے والوں سے محبت فرماتے ہیں''۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ نرم مزاجی اور نرم دلی محبت اور الفت لانے والی ہے اور سخت مزاجی اکھڑ پنا اپنے تعلق والوں کو بھی دور کرنے والا ہوتا ہے، مؤمن کو نرم مزاج رحم دل ہونا چاہئے۔ فرمایا حضور اقدس ﷺ نے کہ مؤمن الفت والا ہوتا ہے اور اس میں کوئی خیر نہیں جو الفت نہیں رکھتا، اور جس سے الفت نہیں رکھی جاتی۔ (مشکوٰۃ)

یہ سب حالات اور عام اوقات کے اعتبار سے فرمایا ہے، کبھی کبھار کہیں سختی کی بھی ضرورت پڑ جاتی ہے، اگر موقع کے مطابق اس کو اختیار کیا جائے تو اس میں بھی اس کی خیر ہوتی ہے، اپنے بچوں اور شاگردوں کو تنبیہ کرنے کے لئے کبھی سختی کی ضرورت ہوتی ہے مگر عام حالات میں نرمی ہی مناسب ہوتی ہے، ہر وقت سختی کرنے سے اولاد اور شاگرد اور ماتحت سب ڈھیٹ اور باغی ہو جاتے ہیں۔

غصہ سے پرہیز کرنے کی تاکید

(۱۸۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْصِنِيْ قَالَ لَاتَغْضَبْ فَرَدَّدَ ذٰلِكَ مِرَارًا قَالَ لَاتَغْضَبْ. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ سے ایک شخص نے درخواست کی کہ مجھے وصیت فرمایئے آپ ﷺ نے فرمایا لا تغضب، یعنی غصہ نہ کیا کر، اس نے پھر یہی عرض کیا کہ مجھے کچھ وصیت فرمایئے، آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا، اس نے پھر وہی عرض کیا، آپ ﷺ نے پھر وہی جواب دیا (غرضیکہ) اس شخص نے چند بار وہی سوال کیا اور آنحضرت ﷺ ہر بار وہی جواب عنایت

Marfat.com

فرماتے رہے کہ غصہ نہ کیا کر"۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۳۳ از بخاری)

تشریح:۔ بعض روایات میں یوں ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ مجھے کچھ بتادیجئے، جس پر عمل کروں مگر زیادہ نہ ہو، شاید میں اسے گرہ باندھ لوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے جواب میں فرمایا غصہ نہ کیا کرو، اس نے پھر وہی بات کہی، آپؐ نے پھر وہی جواب دیا، غرضیکہ چند بار اسی طرح سوال و جواب ہوا۔

دوسری روایت میں ہے کہ سائل نے یوں کہا تھا یارسول اللہ ﷺ مجھے ایک ایسا عمل بتادیجئے جس کے ذریعہ جنت میں داخل ہوجاؤں لیکن زیادہ نہ بتایئے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ غصہ نہ کیا کرو۔ (جامع العلوم والحکم لابن رجبؒ)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور اقدس ﷺ نے سائل کو ایسی چیز بتائی تھی جس پر عمل کرنے سے بہت سی برائیوں سے بچا جاسکتا ہے اور بہت سی بھلائیوں کا ذریعہ بن سکتا ہے۔

غصہ کا علاج:۔ حدیثوں میں غصہ کے کئی علاج بھی آئے ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ غصہ آئے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط کہے، دوسرا علاج یہ ہے کہ زبان بند کرلے، اور بالکل گونگا ہوجائے، تیسرے یہ کہ زمین سے چپک جائے۔ (جامع العلوم والحکم لابن رجبؒ)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ غصہ شیطان کی طرف سے ہے اور اس میں بھی شک نہیں کہ شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو پانی ہی بجھاتا ہے، لہٰذا جب تم میں سے کسی کو غصہ آجائے تو وضو کرلے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ اس وقت کھڑا ہو تو چاہئے کہ بیٹھ جائے اگر بیٹھنے سے غصہ چلا جائے تو خیر ورنہ لیٹ جائے۔ (مشکوٰۃ)

مشکوٰۃ شریف میں بیہقی سے ایک روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ غصہ ایمان کو اس طرح بگاڑ دیتا ہے جیسے ایلوا شہد بگاڑ دیتا ہے۔

طبعی طور پر انسان میں غصہ رکھا گیا ہے اور غصہ کا روکنا گو مشکل ہے لیکن انسان اُس پر قابو پاسکتا ہے، ایک حدیث میں یہ ہے کہ وہ زوردار اور پہلوان نہیں ہے جو اپنے مقابل کو پچھاڑ دے، زوردار (اور پہلوان) وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے آپ کو قابو میں رکھے۔ (بخاری و مسلم)

غصہ پینے کی فضیلت:۔ بیہقی کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے غصہ کو روک لیتا ہے، خدا قیامت کے روز اس سے اپنے عذاب کو روک لے گا، اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی رضا کے لئے غصہ کا گھونٹ پی جانے سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کسی گھونٹ کا پینا افضل نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ)

تکبر کسے کہتے ہیں؟ اور اس کا عذاب اور وبال کیا ہے؟

(۱۸۹) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ مَنْ کَانَ فِیْ قَلْبِہٖ مِثْقَالُ ذَرَّۃٍ مِّنْ کِبْرٍ فَقَالَ رَجُلٌ اِنَّ الرَّجُلَ

Marfat.com

يُحِبُّ اَنْ يَّكُوْنَ ثَوْبُهٗ حَسَنًا وَّنَعْلُهٗ حَسَنًا قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى جَمِيْلٌ يُحِبُّ الْجَمَالَ الْكِبْرُ بَطَرُالْحَقِّ وَغَمْطُ النَّاسِ. (رواه مسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ وہ شخص جنت میں داخل نہ ہوگا جس کے دل میں ایک ذرّہ کے برابر بھی تکبر ہو، یہ سن کر ایک شخص نے عرض کیا کہ کوئی شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو، اور اس کا جوتا اچھا ہو، (تو کیا یہ تکبر ہے؟) حضور اقدس ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے جمال کو پسند فرماتا ہے (اچھا کپڑا اور اچھا جوتا پہننا تکبر نہیں ہے بلکہ) تکبر یہ ہے کہ حق کو ٹھکرائے اور لوگوں کو حقیر سمجھے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۳۳ از مسلم)

تشریح:- انسان کے اندر جہاں بہت سی خوبیاں ہیں وہاں بہت سی برائیاں اور خرابیاں بھی ہیں، ان میں ایک بہت بڑی خرابی تکبر بھی ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے تکبر کا مطلب بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حق بات کو قبول نہ کرنا اور لوگوں کو حقیر جاننا تکبر ہے، اگر کوئی اچھا کپڑا یا اچھا جوتا پہن لے اور دوسرے آدمیوں کو حقیر نہ جانے اور حق بات کو قبول کرنے سے گریز نہ کرے تو یہ تکبر نہیں ہے، لیکن اگر کوئی شخص اچھے کپڑے اور اچھا جوتا پہن کر اپنے کو بڑا سمجھنے لگے اور دوسروں کو حقیر جاننے لگے اور جب کوئی حق بات اس سے کہی جائے تو اسے قبول کرنے کو اپنی ہتک سمجھے تو یہ تکبر ہے۔

بہت سے لوگ غریب بھی ہوتے ہیں، ان کے پاس اچھا کپڑا تو کیا بقدرِ ضرورت معمولی کپڑا بھی نہیں ہوتا، لیکن پھر بھی حق کو قبول نہیں کرتے اور لوگوں کو خواہ مخواہ حقیر جانتے ہیں یہ بھی تکبر ہے۔

کسی میں علم کی وجہ سے اور کسی میں مال کی وجہ سے اور کسی میں جاہ و مرتبہ اور عہدہ کی وجہ سے تکبر ہوتا ہے، اور بعض لوگوں کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا، جاہل بھی ہوتے ہیں اور فقیر بھی، پھر بھی اپنے آپ میں نہیں سماتے، یہ لوگ خواہ مخواہ دوسروں کو حقیر جانتے ہیں، اور حق بات کو ٹھکراتے ہیں اور اس بارے میں مال اور جاہ و مرتبہ والوں سے بھی آگے آگے ہوتے ہیں۔ تکبر یونہی بدترین چیز ہے پھر جب تکبر کا کوئی سبب بھی موجود نہ ہو نہ مال ہو نہ جاہ ہو نہ علم ہو تو اُس کی برائی اور زیادہ ہو جاتی ہے۔

بندہ بندہ ہے، اُسے بڑا بننے کا کیا حق ہے؟ اس کو تو ہر وقت اپنی بندگی پر نظر رکھنی چاہئے، اللہ نے جو کوئی نعمت عطا فرمائی ہے (علم ہو یا مال ہو یا جاہ و مرتبہ ہو) اس کا شکریہ ادا کرنا چاہئے، اور یہ سمجھے کہ میں اس قابل نہیں تھا، اللہ جل شانہٗ کا فضل و انعام ہے کہ اس نے مجھے یہ نعمت عطا فرمائی ہے، اللہ کی عظمت اور کبریائی پر اور اپنی بے بسی اور ضعف و عاجزی پر جس قدر نظر ہوگی اُسی قدر تکبر سے نفرت ہوگی اور دل میں تواضع بیٹھتی چلی جائے گی۔ جس میں پاخانہ بھرا ہوا ہو اور جس کو موت آنی ہو اور جس کا بدن قبر کے کیڑے کھانے والے ہوں اس کو تکبر کہاں زیب دیتا ہے، قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ.

''اور لوگوں سے اپنا رُخ مت پھیر اور مت چل زمین پر اِتراتا ہوا بیشک اللہ کو نہیں بھاتا کوئی فخر کرنے والا بڑائی کرنے والا''۔

Marfat.com

نیز ارشاد فرمایا:

وَاللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ.

''اور اللہ کو پسند نہیں کوئی اترانے والا، بڑائی مارنے والا''۔

اور ارشاد فرمایا:

اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِيْنَ.

''بیشک وہ نہیں پسند کرتا تکبر کرنے والوں کو''

غرور و شیخی، خود پسندی یہ سب تکبر کی شاخیں ہیں، جن لوگوں میں تکبر ہوتا ہے بس وہ صرف اپنے ہی خیال میں بڑے ہوتے ہیں، اور لوگوں کے دلوں میں اُن کی ذرا بھی عزت نہیں ہوتی اور جو لوگ تواضع اختیار کرتے ہیں یعنی لوگوں سے ایسا معاملہ رکھتے ہیں کہ اپنی بڑائی کا ذرا بھی خیال نہیں ہوتا وہ لوگوں کے نزدیک محبوب ہوتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ منبر پر ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! تواضع اختیار کرو کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ جو شخص اللہ کے لئے تواضع اختیار کرے، اللہ اس کو بلند فرمادے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنے نفس میں چھوٹا ہوگا اور لوگوں کی آنکھوں میں بڑا ہوگا اور جو شخص تکبر اختیار کرے گا اللہ اس کو گرا دے گا جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ لوگوں کی آنکھوں میں چھوٹا ہوگا اور اپنے نفس میں بڑا ہوگا (لوگوں کے نزدیک اس کی ذلت کا یہ عالم ہوگا کہ) وہ اس کو کتے اور سؤر سے بڑھ کر ذلیل جانیں گے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ تکبر کرنے والے لوگوں کا قیامت کے دن اس طرح حشر ہوگا کہ وہ انسانی شکلوں میں چیونٹیوں کی برابر چھوٹے چھوٹے جسموں میں ہوں گے، ان پر ہر طرف سے ذلت چھائی ہوئی ہوگی، وہ جہنم کے جیل خانہ کی طرف ہنکا کر لے جائیں گے، اس جیل خانہ کا نام بولس ہے، ان لوگوں پر آگوں کو جلانے والی آگ چڑھی ہوگی اور ان لوگوں کو دوزخیوں کے جسموں کا نچوڑ (پیپ وغیرہ) پلایا جائے گا، جس کو طینۃ الخبال کہتے ہیں۔ (ترمذی)

لوگوں کو حقیر سمجھنے والے متکبر تو بہت ہیں، لیکن جو لوگ حق کو ٹھکراتے ہیں ان کی بھی کمی نہیں ہے، بعض مرتبہ کسی بے نمازی سے کہا جاتا ہے کہ نماز پڑھ تو کہتا ہے کہ کون اُٹھک بیٹھک کرے، اور تم جنت میں چلے جانا ہم دوزخ میں چلے جائیں گے، اور جب کبھی کسی بے روزہ دار سے کہا جاتا ہے کہ روزہ رکھو، تو جواب دیتا ہے کہ روزہ وہ رکھے جس کے گھر میں اناج نہ ہو، اور جب کہا جاتا ہے کہ بیاہ شادی میں سنت طریقہ اختیار کرو تو کہتے ہیں کہ ہم کوئی غریب ہیں جو سنت پر چلیں؟ یہ سب باتیں حق کو ٹھکرانے کی ہیں اور کفریہ باتیں ہیں، ان سے ایمان جاتا رہتا ہے۔ بہنو! تم تواضع اختیار کرو، تکبر سے بچو، اپنے بچوں کو بھی اسی راہ پر ڈالو، کسی کو حقیر نہ جانو اور دین کی ہر بات کو صدق دل سے قبول کرو، حق کو ٹھکرا کر اپنی دنیا و آخرت خراب نہ کرو۔

تواضع کا حکم اور ایک دوسرے کے مقابلہ میں فخر کرنے کی ممانعت

(۱۹۰) وَعَنْ عَيَّاضِ بْنِ حِمَارٍ نِ الْمَجَاشِعِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى

Marfat.com

اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ اَوْحٰی اِلَیَّ اَنْ تَوَاضَعُوْا حَتّٰی لَا یَفْخَرَ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ وَّلَا یَبْغِیْ اَحَدٌ عَلٰی اَحَدٍ . (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی بھیجی ہے کہ تم لوگ تواضع اختیار کرو، یہاں تک کہ کوئی شخص کسی کے مقابلہ میں فخر نہ کرے اور کوئی شخص کسی پر زیادتی نہ کرے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۱۷، از مسلم)

تشریح :- اس حدیثِ پاک میں ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ نے تواضع اختیار کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ غرور، شیخی، فخر، نخوت، گھمنڈ، سب کو ایک طرف ڈالو اور تواضع اختیار کرو، کوئی شخص کسی کے مقابلہ میں فخر نہ کرے، اور کوئی کسی پر زیادتی نہ کرے، اپنے عہدہ و جاہ و منصب اور مال و جائیداد اور حکومت پر فخر کرنا اور دوسرے کو حقیر جاننا گناہ ہے، نیز مال و دولت کے علاوہ اپنے نسب پر فخر کرنا اور دوسروں کو حقیر جاننا بھی سخت ممنوع ہے۔ نسبی شرافت اللہ کی ایک نعمت ہے لیکن دوسروں کی تحقیر کرنے کی اجازت نہیں ہے، آخرت میں تقویٰ اور اعمالِ صالحہ پر فیصلہ ہوگا جس کا عمل کوتاہ ہو اس کا نسب آگے نہیں بڑھائے گا (کما فی الحدیث عند مسلم من بَطَّابَہ عملہ لم یسرع بہ نسبہ) .

نسب پر فخر کرنے کی مذمت :- اکثر دیکھا جاتا ہے کہ جو لوگ کسی صحابی یا کسی بزرگ کی نسل سے ہوتے ہیں اپنے نام کے ساتھ نسبی نسبت کا کلمہ ضرور لگاتے ہیں، صدیقی، فاروقی، عثمانی، حسنی، حسینی، ایوبی، نعمانی، فریدی اور اسی طرح کی بہت نسبتیں ہیں جو ناموں اور دستخطوں کے ساتھ سامنے آتی رہتی ہیں۔ ان کے لکھنے اور لکھانے والوں میں بہت کم ایسے ہیں جن کا مقصد اظہارِ واقعہ یا اور کوئی صحیح نیت ہو ورنہ بیشتر ایسے لوگ ہیں جو نسبی بڑائی بگھارنے کے لئے ان نسبتوں کا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں باستثنائے چند افراد یا چند خاندانوں کے ان نسبتوں پر اصرار کرنے والے ایسے لوگ ہیں جو عمل کے لحاظ سے حد درجہ گرے ہوئے ہیں اور دین کے ضروری عقائد و ارکان سے بھی غافل بلکہ ناواقف ہوتے ہیں، جن حضرات کی طرف نسبتیں کرتے ہیں اگر ذرا دیر کے لئے اس عالم میں تشریف لے آئیں تو اپنی طرف نسبت کرنے والوں کا حالِ بد دیکھ کر (جو نماز غارت کرنے، روزہ کھانے، رشوت لینے، سینما دیکھنے، زکوٰۃ روکنے اور اسی طرح کے بدترین عیوب و قبائح کی شکل میں عیاں ہوتا رہتا ہے) اُن کی صورت دیکھنا بھی گوارا نہ کریں اور دور ہی سے دُر دُر پھٹ پھٹ کریں۔ جو شیوخ و سادات کے خاندان وسیع زمین پر آباد ہیں، اور جو اکابر صوفیاء یا علماء کے نسب سے سلسلہ جوڑنے والے گھرانے اس دنیا میں بستے ہیں، نسب پر غرور کی وجہ سے دوسرے خاندانوں کے افراد کو بہت ہی حقیر جانتے ہیں اور زندگی کا جائزہ لو تو جو خرابیاں اور گناہ دوسروں میں ہیں وہی ان شریف بننے والوں میں نظر آتے ہیں، غریب بقدر غربت اور امیر بقدر سرمایہ معصیتوں اور گناہوں میں ملوث ہیں، دینی تعلیم حاصل کرنے اور قرآن و حدیث سے محبت کرنے میں بھی ان ہی کا حصہ زیادہ ہے جو نسب کے اعتبار سے کم سمجھے جاتے ہیں۔ شریف خاندان والے بس نسب پر اترا لیتے ہیں، مگر محبت لندن اور امریکہ سے رکھتے ہیں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کو آباد رکھنے میں پیش پیش ہیں، دینی مدرسے اکثر نامعروف خاندانوں

Marfat.com

کے افراد سے یا اُن گھرانوں کی اولاد سے آباد رہتے ہیں جو باعتبار نسب کم مرتبہ کے سمجھے جاتے ہیں۔

نسب پر فخر کرنے والے آخرت سے بے خبر ہیں:- بعض قوموں میں نسبی غرور اور تکبر کا یہ عالم دیکھنے میں آیا کہ کوئی ایسا مسلمان اگر ان کو سلام کر لے جو نسبی حیثیت سے کم سمجھا جاتا ہو تو اس کے سلام کا جواب دینے کو عار سمجھتے ہیں، بلکہ بعض مواقع پر اس کو سزا دینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں، اور کہتے ہیں کہ ہم کو سلام کرنا ہماری برابری کا دعویٰ ہے، یہ کیونکر برداشت ہو۔ اگر کوئی سلام کرے تو یوں کہے کہ ''میاں سلام'' ''السلام علیکم'' نہ کہے، کیسی جہالت اور نخوت ہے، یہ مغرور اور متکبر ذرا آخرت کے منظر کا تصوّر باندھیں اور یہ سوچیں کہ دنیا کے تمام انسانوں کو آخرت کے میدان میں پہنچنا ہے، اور اعمال کی جانچ ہونے کے لئے موقفِ حساب میں کھڑا ہونا ہے، اور پھر اعمال کے اعتبار سے جنت یا دوزخ میں جانا ہے، اور ساتھ ہی ساتھ اس پر کافی غور کریں کہ آخرت کے نجات دلانے والے اور وہاں عزت کے منبروں پر بٹھانے والے اعمال ہم کر رہے ہیں یا یہ شخص جو اعمالِ صالحہ میں لگا ہوا ہے جس کو ہم نے نیچے بٹھایا ہے اور اپنے سے کم سمجھا ہے، خدا جانے کتنے مغروروں کے ساتھ یہ ہوگا کہ قیامت کے میدان میں ذلیل و خوار ہوں گے اور کم نسب والے اعزاز و اکرام کے منبروں پر ہوں گے

کہ فضیحت بود بروزِ شمار
بندہ آزاد و خواجہ در زنجیر

بزرگوں کی نسل میں ہونے پر فخر کرنا بے جا ہے، اُن کے اعمال اُن کے لئے تھے ہمارے لئے ہمارے اعمال ہیں، قرآن حکیم کا ناطق فیصلہ ہے:

تِلْکَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَّا كَسَبْتُمْ . (بقرہ)

''وہ جماعت تھی پیغمبروں کی جو گزر گئی جو انہوں نے کیا وہ ان کے لئے ہے اور جو تم کرو گے وہ تمہارے لئے ہے''۔

حضرت سلمان فارسیؓ کا ارشاد:- حضرت سلمان فارسی ﷺ کے سامنے کچھ لوگ فخر کے طور پر اپنے نسب کی بڑائی بیان کرنے لگے، حضرت سلمان ﷺ نے فرمایا کہ میں تو اپنے بارے میں یہ کہتا ہوں کہ ناپاک نطفہ سے پیدا کیا گیا اور مرکر بدبودار نعش بن جاؤں گا، اس کے بعد میں قیامت کے روز انصاف کی ترازو کے پاس کھڑا کیا جاؤں گا، اگر اس وقت میری نیکیاں بھاری نکلیں تو میں شریف ہوں اور اگر میری نیکیاں گناہوں کے مقابلہ میں ہلکی رہ گئیں تو میں ذلیل ہوں، شرافت اور ذلت کا فیصلہ وہیں ہوگا۔

حضرت امام زین العابدین ﷺ کو کسی نے گالی دی تو جواب میں ارشاد فرمایا کہ بھائی! میں اگر دوزخ سے بچ گیا تو تیرے برا کہنے سے میرا کچھ نہیں بگڑتا، اور اگر خدانخواستہ دوزخ میں جانا پڑا تو جو کچھ تو نے کہا اس سے بھی زیادہ برا ہوں۔

یہ امام زین العابدینؒ کون تھے؟ سید السادات حضرت علی ﷺ کے پوتے اور شہیدِ کربلا حضرت حسین ﷺ کے بیٹے تھے، روزانہ ہزار رکعت نماز نفل ادا کرتے تھے، اور ہر قسم کی عبادت میں پیش پیش تھے، انہوں

Marfat.com

نے نسب پر فخر نہیں کیا بلکہ آخرت کا خیال کر کے گالی دینے والے کو نرمی سے جواب دیا جس کا ابھی ذکر ہوا۔

جو لوگ نسب پر فخر کرتے ہیں ان کو بڑائی کا ثبوت بھی تو دینا چاہئے اور جب اُن حضرات سے اپنا نسبی جوڑ ملاتے ہیں جو دین داری میں بڑے تھے تو خود دیندار بن کر اپنے اکابر و اسلاف کے طریقہ پر گامزن ہونا لازمی ہے، اعمالِ صالحہ سے خالی، دنیا سے محبت، آخرت سے غفلت اور بے فکری، غیر قوموں کی شکل وصورت اور لباس و تراش اختیار کرنا اور اپنے اسلاف کی وضع قطع اور لباس وصورت سے نفرت کرنا اور پھر بھی ان اسلاف سے نسب جوڑنے پر فخر کرنا بڑی نادانی ہے۔

اللہ کے نزدیک تقویٰ معیارِ فضیلت ہے:- اللہ رب العزت نے بڑائی کا قاعدہ کلیہ سورۂ حجرات میں بیان فرمادیا ہے کہ: اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ، ''یعنی اللہ کے نزدیک تم سب میں بڑا شریف وہی ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو''۔ اللہ کے نزدیک تو بڑائی کا معیار تقویٰ ہے اور جو اللہ کے نزدیک بڑا ہے وہی حقیقت میں بڑا ہے۔ اگر دنیا والوں نے بڑا سمجھا اور اخباروں و رسالوں میں نام چھپے اور لوگوں نے تعریفیں کیں مگر اللہ کے نزدیک کمینہ اور ذلیل رہا تو یہ دنیا کی بڑائی کس کام کی، اللہ کے نزدیک پرہیزگار اور دیندار ہی بڑے ہیں، اور جو لوگ اللہ کے نزدیک بڑے ہیں وہ دنیا میں بھی اچھائی سے یاد کئے جاتے ہیں اور سینکڑوں برس تک دنیا میں اُن کا چرچا رہتا ہے اور آخرت میں جو اُن کو بڑائی ملے گی وہ الگ رہی۔

بڑے بڑے فقہاء و محدثین عجمی تھے اور نسب کے اعتبار سے بڑے بڑے خاندانوں سے نہ تھے، بلکہ اُن میں بہت سے وہ تھے جو آزاد کردہ غلام تھے آج تک ان کا نام روشن ہے اور رہتی دنیا تک اُمت کی طرف سے اُن کو رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی دُعائیں پہنچتی رہیں گی، نسب پر اِترانے والوں کو امت جانتی بھی نہیں ہے، غرور کر کے اور شیخی بگھار کے دنیا سے رخصت ہو گئے، آج ان کو کون جانتا ہے؟ سب بڑائیاں خاک میں مل گئیں۔ اللہ ہم سب کو کبر و نخوت سے بچائے اور تواضع کی صفت سے نوازے۔

کسی کا مذاق بنانے اور وعدہ خلافی کرنے کی ممانعت

(۱۹۱) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تُمَارِ اَخَاکَ وَلَا تُمَازِحْہُ وَلَا تَعِدْہُ مَوْعِدًا فَتُخْلِفَہٗ. (رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث غریب)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ تو اپنے بھائی سے جھگڑا نہ کر، اور اس سے مذاق نہ کر، اور اس سے کوئی ایسا وعدہ نہ کر جس کی تو خلاف ورزی کرے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۱۷ از ترمذی)

تشریح:- اس حدیث میں چند نصیحتیں فرمائی ہیں:

اوّل یہ کہ اپنے بھائی سے جھگڑا نہ کر، جھگڑے بازی بہت بری اور قبیح چیز ہے۔ اپنے حق کے لئے اگرچہ جھگڑا کرنا درست ہے لیکن جھگڑے کا چھوڑ دینا بہرحال اعلیٰ و افضل ہے۔ جھگڑا کرنے سے، گالی گلوچ اور بدکلامی تک نوبت آجاتی ہے اور دلوں میں کینہ جگہ پکڑ لیتا ہے، پھر اس کے اثرات اور ثمرات بہت برے پیدا ہوتے ہیں۔

فرمایا حضور اقدس ﷺ نے کہ جس نے غلطی پر ہوتے ہوئے جھگڑا چھوڑ دیا اس کے لئے جنت کے

Marfat.com

ابتدائی حصہ میں مکان بنایا جائے گا، اور جس نے حق پر ہوتے ہوئے جھگڑا چھوڑ دیا اس کے لئے جنت کے درمیانی حصہ میں مکان بنایا جائے گا اور جس نے اپنے اخلاق اچھے کئے اس کے لئے جنت کے اونچے حصہ میں مکان بنایا جائے گا۔ (مشکوٰۃ)

دوسری نصیحت یہ فرمائی کہ اپنے مسلمان بھائی سے مذاق نہ کر، مذاق کرنے کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ جس سے مذاق کیا جائے اس کا دل خوش کرنا مقصود ہو، ایسا مذاق کرنا جائز بلکہ مستحب ہے، بشرطیکہ اس میں جھوٹ نہ ہو، اور وعدہ خلافی نہ ہو۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جس سے مذاق کیا جائے اس کو ناگوار ہو ایسا مذاق کرنا جائز نہیں ہے۔ حدیث بالا میں اسی کی ممانعت فرمائی ہے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ چند عورتیں مل کر کسی عورت سے مذاق شروع کر دیتی ہیں، اور جس سے مذاق کر رہی ہیں اس کو ناگوار ہو رہا ہے وہ چڑ رہی ہے، اور الٹا سیدھا کہہ رہی ہے، اس میں چونکہ ایذاء مسلم ہے (یعنی مسلمان کو تکلیف دینا) اس لئے حرام ہے۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مزاح مبارک:- حضور اقدس ﷺ دل خوش کرنے کے لئے کبھی کبھی مذاق فرما لیتے تھے، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ہم سے مذاق فرماتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا بیشک میں (مذاق میں بھی) حق ہی کہتا ہوں۔ (ترمذی)

معلوم ہوا کہ دل خوش کرنے کے لئے مذاق کیا جائے وہ بھی سچ اور صحیح ہونا چاہئے، مذاق میں بھی جھوٹ بولنا جائز نہیں ہے۔

ایک شخص نے حضور اقدس ﷺ سے سوال کیا کہ مجھے سواری عنایت فرما دیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا بلاشبہ تجھے اونٹنی کے بچہ پر سوار کرا دوں گا، اس شخص نے عرض کیا میں اونٹنی کے بچہ کو کیا کروں گا، آپ ﷺ نے فرمایا اونٹوں کو اونٹنیاں ہی جنتی ہیں، (یعنی اونٹ جتنا بڑا ہو جائے اونٹنی کا بچہ ہی ہوگا)۔ (ترمذی)

دیکھو! اس مذاق میں ذرا سا بھی جھوٹ نہیں ہے، بات بالکل سچی ہے۔

اسی طرح ایک بوڑھی عورت نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ دعا فرما دیجئے اللہ تعالیٰ مجھے جنت میں داخل فرمائے، آپ ﷺ نے فرمایا بے شک جنت میں کوئی بڑھیا داخل نہ ہوگی، یہ سن کر وہ روتی ہوئی واپس چلی گئی، آپ ﷺ نے حاضرین سے فرمایا کہ اس کو جا کر بتا دو کہ (مطلب یہ نہیں ہے کہ دنیا میں جو بوڑھی عورتیں ہیں وہ جنت میں نہ جائیں گی بلکہ مطلب یہ ہے کہ جنت میں داخل ہوتے وقت کوئی عورت بھی بوڑھی نہ ہوگی، اللہ تعالیٰ شانہٗ سب کو جوان بنا دیں گے لہٰذا) یہ بڑی بی (بھی) جب جنت میں داخل ہوں گی بڑھیا نہ ہوں گی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے قرآن مجید کی یہ آیت تلاوت فرمائی اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا ط (شمائل ترمذی)

ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو یَا ذَاالْاُذُنَیْنِ (دو کان والے) کہہ کر پکارا۔ (جمع الفوائد)

ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میرے شوہر نے آپ کو مدعو کیا ہے (بطور دعوت گھر پر تشریف لانے کی درخواست کی ہے) آپ ﷺ نے فرمایا تیرا شوہر وہی ہے جس کی آنکھ میں سفیدی ہے؟ وہ کہنے لگی اللہ کی قسم اس کی آنکھ سفید نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کوئی شخص ایسا نہیں ہے جس کی آنکھ میں

Marfat.com

بسفیدی نہ ہو[1] (یعنی جو سیاہ ڈیلے کے چاروں طرف ہے)۔

جب کسی کا دل خوش کرنے کے لئے مذاق کرنے میں بھی یہ شرط ہے کہ بات سچی ہو اور جس سے مذاق کیا جائے اس کو ناگوار نہ ہو تو کسی کا مذاق اڑانا کیسے جائز ہو سکتا ہے؟ بہت سے مرد اور عورت اس کا بالکل خیال نہیں کرتے، اور جس کو کسی بھی اعتبار سے کمزور پاتے ہیں سامنے یا پیچھے اس کا مذاق اڑا دیتے ہیں، یہ سب گناہ ہیں، اس کو مسخرہ پن اور مخول اور ٹھٹھا بھی کہا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنُوْا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَآءٌ مِّنْ نِّسَآءٍ عَسٰٓى اَنْ يَّكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ○ (سورۂ حجرات)

''اے ایمان والو! نہ تو مردوں کو مردوں پر ہنسنا چاہئے کیا عجب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتوں کو عورتوں پر ہنسنا چاہئے، کیا عجب ہے کہ وہ ان سے بہتر ہوں، اور نہ ایک دوسرے کو طعنہ دو اور نہ ایک دوسرے کو برے لقب سے پکارو، ایمان لانے کے بعد گناہ کا نام لگنا برا ہے، اور جو باز نہ آویں گے تو وہ ظلم کرنے والے ہیں''۔

وعدہ خلافی منافقت ہے:- تیسری نصیحت یہ فرمائی کہ اپنے بھائی سے وعدہ کر کے اس کے خلاف نہ کرو، یہ بھی بہت اہم نصیحت ہے جس میں لوگ بہت کوتاہی کرتے ہیں۔ جب کسی سے کوئی وعدہ کرے تو وعدہ کرنے سے پہلے اپنے حالات اور اوقات کے اعتبار سے خوب غور کرے کہ یہ وعدہ مجھ سے پورا ہو سکے گا یا نہیں، اور اپنی بات کو نباہ سکوں گا یا نہیں۔ اگر وعدہ پورا کر سکتا ہو تو وعدہ کرے، ورنہ معذرت کر دے۔ جھوٹا وعدہ کرنا حرام ہے، جب وعدہ کر لے تو حتی الوسع پوری طرح انجام دینے کی کوشش کرے، بہت سے لوگ ٹالنے کے لئے یا دفع الوقتی کے خیال سے وعدہ کر لیتے ہیں، پھر اس کو پورا نہیں کرتے، اور یہ نہیں سمجھتے کہ جھوٹا وعدہ سخت گناہ ہے، اور وعدہ کرنے کے بعد خلاف ورزی بھی سخت گناہ ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ بہت کم ایسا ہوا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا ہو اور یہ نہ فرمایا ہو کہ: لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ . (مشکوۃ المصابیح ص ۱۵)

''یعنی اس کا کوئی ایمان نہیں جو امانتدار نہیں اور اس کا کوئی دین نہیں جو عہد کا پورا نہیں ہے''۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ منافق کی تین نشانیاں ہیں، چاہے روزہ رکھے اور نماز پڑھے اور اپنے بارے میں یہ سمجھے کہ میں مسلمان ہوں (اس کے بعد آپ نے وہ تینوں نشانیاں ذکر فرمائیں) (۱) جب بات کرے تو جھوٹ بولے، (۲) جب وعدہ کرے تو اس کے خلاف کرے، (۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے۔ (مشکوۃ از بخاری و مسلم)

اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص میں یہ چار خصلتیں ہوں گی خالص منافق ہوگا، اور جس میں ان میں سے ایک خصلت ہوگی تو اس میں نفاق کی ایک

---

[1] قال العراقی فی تخریج الاحیاء اخرجه الزبیر بن بکار فی کتاب الفکاهة والمزاح، الخ ۱۲

Marfat.com

خصلت ہوگی جب تک اس کو چھوڑ نہ دے:

(۱) جب اُس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، (۲) جب بات کرے تو جھوٹ بولے، (۳) عہد کرے تو دھوکہ دے، (۴) جھگڑا کرے تو گالی بکے۔ (بخاری ومسلم)

پس ہر مسلمان مرد وعورت پر لازم ہے کہ جھوٹے وعدے سے، بدعہدی سے اور وعدہ کی خلاف ورزی سے خوب زیادہ خیال کر کے محفوظ رہے۔

پیسہ ہوتے ہوئے قرض ادا نہ کرنا ظلم ہے:۔ بہت سے لوگ وقتی ضرورت کے لئے دوکاندار سے سودا اُدھار لے لیتے ہیں، یا کسی سے نقد رقم لے لیتے ہیں، بعد میں قرض دینے والے کو ستاتے ہیں، وعدہ پر وعدہ کئے جاتے ہیں لیکن قرض کی ادائیگی نہیں کرتے، دوسرے کا مال بھی لے لیا اور اس کو وعدہ خلافی کے ذریعہ ایذا بھی دے رہے ہیں، اور تقاضوں کے لئے آنے جانے کی وجہ سے اس کا وقت بھی برباد کرتے ہیں۔ ہر شخص کو یہ سوچنا چاہئے کہ میں اس کی جگہ ہوتا تو میں اپنے لئے کیا پسند کرتا، جو اپنے لئے پسند کرے وہی دوسروں کے لئے پسند کرنا لازم ہے۔

جس شخص کے پاس ادائیگی کے لئے مال موجود نہ ہو وہ قرض خواہ سے معذرت کرلے اور مہلت مانگے اور اس تاریخ پر ادائیگی کا وعدہ کرے، جس وقت پیسہ پاس ہونے کا غالب گمان ہو اور جس کے پاس مال موجود ہو فوراً قرض خواہ کا حق ادا کردے، بالکل ٹال مٹول نہ کرے۔ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ، یعنی جس کے پاس ادائیگی کے لئے مال موجود ہو اس کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

اس حدیث میں ان لوگوں کے لئے خاص تنبیہ ہے جو ادائیگی کا انتظام ہوتے ہوئے صاحب حق کو آج کل پر ٹالتے رہتے ہیں اور جھوٹے وعدے کر کے ٹرخاتے رہتے ہیں، ایسے جھوٹے وعدے کرنے والے کو حضور اقدس ﷺ نے ظالم قرار دیا ہے۔

مسلمان بھائی کی مصیبت پر خوش ہونے کی ممانعت

(۱۹۲) وَعَنْ وَاثِلَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِاَخِيْكَ فَيَرْحَمَهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيْكَ. (رواہ الترمذی وقال ھذا حدیث حسن غریب)

ترجمہ: حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے بھائی کی مصیبت پر خوشی ظاہر نہ کر، (ممکن ہے) اس کے بعد اللہ اس پر رحم فرمادے، اور تجھے مبتلا فرمادے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۱۴ از ترمذی)

تشریح:۔ اس حدیث میں ایک اہم مضمون ارشاد فرمایا ہے اور وہ یہ کہ جب کسی مسلمان کو مرد ہو یا عورت کسی طرح کے دُکھ، تکلیف یا نقصان وخسارہ وغیرہ میں مبتلا دیکھو تو اس پر کبھی خوشی کا اظہار مت کرو، کیونکہ یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ تم ہمیشہ مصیبت سے محفوظ رہ جاؤ، یہ بہت ممکن ہے کہ تم نے جس کی مصیبت پر خوشی کا اظہار کیا ہے اللہ پاک اس کو اس مصیبت سے نجات دے دے، اور تم کو اس مصیبت میں مبتلا کردے، اور یہ محض ایک فرضی بات نہیں ہے، بلکہ عموماً دیکھنے میں آتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا رہتا ہے کہ جب کسی کے دُکھ مصیبت تکلیف پر کسی نے خوشی کا اظہار کیا یا کسی کے اعضاء کا مذاق بنایا، کسی طرح کی کوئی نقل اتاری، تو خوشی ظاہر کرنے والا، مذاق اڑانے والا اور

Marfat.com

نقل اتارنے والا خود اسی مصیبت اور عیب اور برائی میں مبتلا ہو جاتا ہے جو دوسرے میں تھا۔ اگر کسی شخص میں کوئی عیب ہے دینی یا دنیاوی تو اس پر خوش ہونا یا طعنہ کے طرز پر اس کو ذکر کرنا اور بطور عار اور عیب کے اس کو بیان کرنا ممنوع ہے، ہاں اگر اخلاص کے ساتھ نصیحت کے طور پر خیر خواہی کے ساتھ نصیحت کرے تو یہ اچھی چیز ہے۔ لیکن حق گوئی کا بہانہ کر کے یا نہی عن المنکر کا نام رکھ کر طعنہ دینا اور عیب لگانا اور دل کے پھپھولے پھوڑنا درست نہیں ہے، مخلص کی بات ہمدردانہ ہوتی ہے اور نصیحت کا طرز اور ہی ہوتا ہے، تنہائی میں سمجھایا جاتا ہے، رُسوا کرنا مقصود نہیں ہوتا اور جہاں نفس کی آمیزش ہو اس کا طرز اور لب ولہجہ دل کو چیرتا چلا جاتا ہے، کسی کو عیب دار بتانے کے لئے عیب کا ذکر کرنا جائز نہیں ہے، اس کا نتیجہ بھی برا ہوتا ہے، فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جس نے اپنے بھائی کو کسی گناہ کا عیب لگایا تو اُس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اس گناہ کو خود نہ کر لے گا۔ (ترمذی)

حسن اَخلاق سے متعلق ایک جامع حدیث

(۱۹۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَنَاجَسُوْا وَلَا تَبَاغَضُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَلَا یَبِیْعُ بَعْضُكُمْ عَلٰی بَیْعِ بَعْضٍ وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا، اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ لَا یَظْلِمُهٗ وَلَا یَخْذُلُهٗ وَلَا یَحْقِرُهٗ، اَلتَّقْوٰی هٰهُنَا وَیُشِیْرُ اِلٰی صَدْرِهٖ ثَلَاثَ مِرَارٍ بِحَسْبِ امْرِیءٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ یَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَی الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آپس میں حسد نہ کرو، اور ایک دوسرے کے بھاؤ پر بھاؤ مت بڑھاؤ، اور آپس میں بغض نہ رکھو، اور ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو، اور ایک شخص دوسرے کی بیع پر بیع نہ کرے، اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو، (پھر فرمایا) مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرے، نہ اس کو بیکسی کی حالت میں چھوڑے، نہ اُسے حقیر جانے (اس کے بعد) تین بار اپنے مبارک سینہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ تقویٰ یہاں ہے یہاں ہے، (پھر فرمایا کہ) انسان کے برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے مسلمان کے لئے مسلمان کا سب کچھ حرام ہے، اس کا خون بھی مال بھی آبرو بھی۔ (صحیح مسلم ص ۳۱۷ ج ۲)

تشریح:- یہ مبارک حدیث بڑی عظیم الفوائد اور جامع حکم ونصائح پر مشتمل ہے۔ پہلی نصیحت یہ فرمائی کہ آپس میں حسد نہ کرو۔

حسد کا وبال:- حسد بڑی بری بلا ہے، جو حاسد ہوگا لامحالہ اپنے دل ودماغ کا ناس کر کے رہے گا۔ قرآن مجید میں حاسد کے حسد سے پناہ مانگنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ (وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ)

ایک حدیث میں ہے کہ سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حسد سے بچو، کیونکہ وہ نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے لکڑیوں کو آگ کھا جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ)

علماء کرام نے فرمایا ہے کہ حسد حرام ہے، حسد کے حرام ہونے کی ایک سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ جس

Marfat.com

کو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ دیا ہے حکمت کے بغیر نہیں دیا ہے، اب جو حسد کرنے والا یہ چاہتا ہے کہ یہ نعمت فلاں شخص کے پاس نہ رہے تو درحقیقت یہ اللہ پر اعتراض ہے کہ اُس نے اِس کو کیوں نوازا؟ اور حکمت کے خلاف اس کو دوسرے حال میں کیوں نہ رکھا، ظاہر ہے کہ مخلوق کو خالق کے کام میں دخل دینے کا کچھ حق نہیں ہے، اور نہ مخلوق اس لائق ہے کہ اس کو یہ حق دیا جائے ہم اپنے دنیاوی انتظام میں اور خانگی امور میں روزانہ ایسے کام کرگزرتے ہیں جو ہمارے بچوں کی سمجھ سے بالاتر ہوتے ہیں، اگر ہمارے بچے ہمارے کام میں دخل دیں تو ہم کو کس قدر برا معلوم ہوتا ہے، پھر اللہ رب العزت فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ کی تقسیم میں کسی کو دخل دینے کا کیا حق ہے؟

جب کسی کو حسد ہو جاتا ہے تو جس سے حسد کرتا ہے اُن کو نقصان پہنچانے کے درپے ہو جاتا ہے، اس کی غیبت کرتا ہے، اور اُس کو جانی و مالی نقصان پہنچانے کی فکر میں رہتا ہے، جس کی وجہ سے بڑے بڑے گناہوں میں گھر جاتا ہے، پھر ایسے شخص کو اوّل تو نیکی کرنے کا موقع ہی نہیں ملتا، اور اگر کوئی نیکی کر گزرتا ہے تو چونکہ وہ آخرت میں اسے ملے گی جس سے حسد کیا ہے تو نیکی کرنا نہ کرنا برابر ہو گیا، ارشاد فرمایا نبی کریم ﷺ نے کہ پہلی امتوں کا مرض یعنی حسد تم تک آ پہنچا ہے اور بغض تو مونڈ دینے والا ہے، میں نہیں کہتا کہ وہ بالوں کو مونڈتا ہے بلکہ دین کو مونڈ دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

آنحضرت سید عالم ﷺ نے بغض کو دین کا مونڈنے والا فرمایا، تشبیہ کی وجہ یہ ہے کہ جس طرح اُسترہ ہر بال کو مونڈتا چلا جاتا ہے اور ہر چھوٹے بڑے بال کو علیحدہ کر دیتا ہے، اسی طرح بغض کی وجہ سے سب نیکیاں ختم ہوتی چلی جاتی ہیں، حاسد دنیا و آخرت میں اپنا برا کرتا ہے، نیکیوں سے بھی محروم رہتا ہے، اور کوئی نیکی ہو بھی جاتی ہے تو حسد کی آگ اسے راکھ بنا کر رکھ دیتی ہے، دنیا میں حاسد کے لئے حسد ایک عذاب ہے جس کی آگ حاسد کے سینہ میں بھڑکتی ہے اور جس سے حسد کیا جاتا ہے اس کا کچھ نہیں بگڑتا۔ کیا اچھا کلمہ حکمت ہے جو کسی نے کہا ہے:

كَفٰى بِالْحَاسِدِ اَنَّهٗ يَغْتَمُّ وَقْتَ سُرُوْرِكَ.

''حاسد سے انتقام لینے کے خیال میں پڑنے کی ضرورت نہیں، یہی انتقام کافی ہے کہ تم کو خوشی ہوتی ہے تو اس خوشی کی وجہ سے اسے رنج پہنچتا ہے''۔

بعض حضرات نے فرمایا:

اَلْحَسَدُ حَسَكٌ مَّنْ تَعَلَّقَ بِهٖ هَلَكَ.

''حسد ایک کانٹا ہے جس نے اُسے پکڑا ہلاک ہوا''۔

کسی کے بھاؤ پر بھاؤ کرنا:- دوسری نصیحت یہ فرمائی کہ ایک دوسرے کے بھاؤ پر بھاؤ مت بڑھاؤ، جس کا بازاروں میں بہت رواج ہے۔ بیوپاری سے کچھ ملنے کے لئے یا خواہ مخواہ خریدار کو نقصان دینے کے لئے لوگ ایسا کرتے ہیں، کوئی شخص سودا بیچ رہا ہے، گاہک کھڑے ہیں ایک آیا اس نے پچاس روپے کے مال کے سو روپے لگا دیئے، اب جو دوسرے خریدار ہیں دھوکہ میں پڑ گئے لہٰذا لامحالہ سو روپے سے زیادہ ہی لگائیں گے، اور نقصان اٹھائیں گے، ایسا کرنے سے آنحضرت سید عالم ﷺ نے منع فرمایا اور ممانعت اُسی

Marfat.com

صورت میں ہے جبکہ خریدنا مقصود نہ ہو (صرف دھوکہ دے کر نقصان میں ڈالنا یا بیچنے والے سے کچھ وصول کرنا مقصود ہو) اگر خود خریدنے کا ارادہ ہو تو قیمت بڑھا کر جن داموں چاہیں خرید لیں، مگر شرط یہ ہے کہ دوسرے شخص سے اگر بیچنے والے کی گفتگو ہو رہی ہے تو جب تک فروخت کرنے والا اس کے لگائے ہوئے داموں پر دینے سے انکار نہ کر دے، اس وقت تک بڑھانا درست نہیں ورنہ دوسری ممانعت وَلَا يَبِيْعُ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ کا ارتکاب ہو جائے گا جو اسی حدیث میں موجود ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت سید عالم ﷺ نے فرمایا:

لَا يَبِيْعُ الرَّجُلُ عَلٰى بَيْعِ اَخِيْهِ وَلَا يَخْطُبُ عَلٰى خِطْبَةِ اَخِيْهِ اِلَّا اَنْ يَّاْذَنَ لَهٗ. (مسلم)

"کوئی شخص اپنے بھائی کے معاملہ پر معاملہ نہ کرے اور اس کے نکاح کے پیغام پر اپنا پیغام نہ بھیجے، ہاں اگر وہ اجازت دے دے تو درست ہے"۔

نیلام کا موجودہ طریقہ:- آج کل نیلام کے ذریعہ بیچنے کا رواج ہے، بولی بولنے والے اپنے ساتھ ایک دو آدمی لگا لیتے ہیں اور ان کو پہلے سے تیار کر کے کھڑا رکھتے ہیں کہ تم زیادہ سے زیادہ دام بول دینا تم کو ہم اتنا روپیہ دے دیں گے، یہ ممنوع ہے۔ ایسا کرنے والے دھوکہ اور فریب دینے کے گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔ نیلام کے ذریعہ فروخت کرنا درست ہے اگر دھوکہ نہ ہو، نیلام کے موقع پر دوسرے کے لگائے ہوئے داموں سے بڑھا کر دام لگانا درست ہے لیکن شرعاً بیچنے والے کو آخری بولی پر چھوڑ دینا ضروری نہیں وہ چاہے تو نہ دے۔

یہ جو رواج ہے کہ آخری بولنے والے پر چھوڑے ورنہ آخری بولی والے کو کچھ دے شرعاً غلط ہے، آخری بولی والے کو اس بنیاد پر کوئی پیسہ لینا حلال نہیں ہے، کہ میری آخری بولی پر نیلام ختم نہیں کیا۔

بغض اور قطع تعلق کی مذمت:- تیسری نصیحت یہ فرمائی کہ آپس میں بغض نہ کرو، ایک دوسرے سے منہ نہ موڑو جب آپس میں بغض و عداوت کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے تو ایک دوسرے کی صورت دیکھنا تک گوارا نہیں ہوتا، بات چیت ختم ہونے کے ساتھ ساتھ آمنا سامنا بھی برا لگتا ہے۔

شریعتِ اسلامیہ نے میل محبت اور اُلفت پر بہت زور دیا ہے، بغض و عداوت، نفرت اور دوسرے کی تحقیر سے بچنے کی سخت تاکید فرمائی ہے، انسان انسان ہے کبھی طبیعت میں میل آجاتا ہے اور بشری تقاضوں کی بنا پر ایسا ہو جانا بعید نہیں ہے لیکن طبیعت کے تقاضہ کی شریعت نے ایک حد رکھی ہے، اور وہ یہ ہے کہ صرف تین روز قطع تعلق کی گنجائش ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَمَاتَ دَخَلَ النَّارَ. (مشکوٰۃ)

"کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ اپنے بھائی (مسلمان) سے تین دن سے زیادہ تعلقات توڑے رکھے پس جس نے تین دن سے زیادہ تعلق توڑے رکھا اور اس اثناء میں مر گیا تو دوزخ میں جائے گا"۔

سنن ابوداؤد میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ایک سال تک اپنے بھائی سے تعلق توڑے رکھا تو وہ ایسا ہے جیسے اُس کا خون بہا دیا۔ (مشکوٰۃ)

ایک دوسرے سے منہ پھیرنے کے متعلق ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ:

Marfat.com

لَا یَحِلُّ لِلرَّجُلِ اَنْ یَّھْجُرَ اَخَاہُ فَوْقَ ثَلٰثِ لَیَالٍ یَلْتَقِیَانِ فَیُعْرِضُ ھٰذَا وَیُعْرِضُ ھٰذَا وَخَیْرُھُمَا الَّذِیْ یَبْدَأُ بِالسَّلَامِ.

''کسی شخص کیلئے یہ حلال نہیں ہے کہ اپنے (مسلمان) بھائی سے تین رات سے زیادہ تعلقات چھوڑے رکھے، (اور) ملاقات کا اتفاق پڑ جائے تو یہ اِدھر کو منہ پھیر لے اور وہ اُدھر کو منہ پھیر لے (پھر فرمایا) دونوں میں بہتر وہ ہے جو پہلے سلام کر کے بول چال کی ابتدا کر دے''۔ (بخاری، مسلم)

اور ایسا کرنے میں نفس کی بات کو ٹھکرا کر خدائے پاک کے حکم کو سامنے رکھ کر صلح کی طرف بڑھنے میں پیش قدمی کرے اور دل میں یہ نہ سوچے کہ میں کیوں پہل کروں، میری حیثیت کم نہیں ہے، اس طرح سوچنا کبر کی بات ہے، انسان کو ہر حال میں تواضع لازم ہے۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ کسی مؤمن کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ تین دن سے زیادہ مسلمان سے تعلق توڑے رکھے، تین دن گزر جانے کے بعد خود ملاقات کرے اور سلام کرے، اگر اس نے سلام کا جواب دے دیا تو دونوں کو اجر ملا، ورنہ سلام کرنے والا ترکِ تعلق کے گناہ سے بچ گیا۔ (ابوداؤد)

مسئلہ:- تین بار سلام کرے، اگر وہ تینوں بار جواب نہ دے تو وہی گنہگار رہے گا۔ (بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر ہفتہ میں دو بار (اللہ کی بارگاہ میں) لوگوں کے اعمال پیش ہوتے ہیں، ایک پیر کے دن دوسرے جمعرات کے۔ سو ہر مؤمن بندہ کی بخشش کر دی جاتی ہے مگر ایسے بندہ کی بخشش نہیں ہوتی جس کی اپنے بھائی سے دشمنی ہو، ارشاد ہوتا ہے کہ (ابھی) دونوں کو چھوڑ دیہاں تک کہ (اپنی دشمنی سے) باز آجائیں۔ (مسلم)

کُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰہِ اِخْوَانًا کی تفسیر:- اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو''۔ یہ بڑی پر مغز ہدایت ہے، غور کرنے کے بعد دو دقیق حکمتوں کی طرف اشارہ نکلتا ہے:

اوّل یہ کہ اللہ کے بندہ کو بندگی سے فرصت کہاں؟ جو غرور اور شیخی میں پڑے، بندہ کو اپنی عاجزی اور بیکسی کا خیال رکھنا لازم ہے اور یہ سوچنا ضروری ہے کہ میں اپنے خالق و مالک کا بندہ ہوں، اس کے سامنے عاجز و ذلیل ہوں، اس کی فرمانبرداری میں بڑی کوتاہی ہوتی ہے، اس نے تواضع کا حکم دیا ہے، اس کے سامنے اس کی بادشاہت میں اس کی زمین پر اس کی مخلوق کے ساتھ لڑائی بھڑائی اور غرور اور بڑائی کا مجھے کیا حق ہے؟ بندگی سے فرصت ہو تو سر اٹھائے، یہ تصور جس کو بندھ جائے اکڑ مکڑ، غرور و تکبر، شیخی، دشمنی، حسد، بغض سے پرہیز کرے گا بلکہ اس کو بڑائی کا خیال تک نہ آئے گا، قرآن مجید میں اس حقیقت کو واضح کرتے ہوئے فرمایا ہے:

وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ط اِنَّکَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ط (الاسراء)

''اور نہ چل زمین میں اِتراتا ہوا بیشک تو زمین کو ہرگز نہ پھاڑ سکے گا اور لمبا ہو کر پہاڑوں

Marfat.com

تک نہ پہنچ سکے گا''

سورۂ فرقان میں ارشاد ہے:

وَعِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجَاهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا.

''اور رحمٰن کے بندے وہ ہیں جو زمین پر دبے پاؤں چلتے ہیں، اور جب اُن سے بے سمجھ لوگ خطاب کرتے ہیں تو وہ (جواب میں) کہتے ہیں کہ ہم سلام کرتے ہیں''۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اَكُلُ كَمَا يَاْكُلُ الْعَبْدُ وَاَجْلِسُ كَمَا يَجْلِسُ الْعَبْدُ. (مشکوٰۃ)

''میں اس طرح (بیٹھ کر) کھانا کھاتا ہوں جیسے غلام کھاتا ہے اور اس طرح بیٹھتا ہوں جیسے غلام بیٹھتا ہے''

خدا ہر وقت و ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اس کے سامنے تکبر کی بیٹھک مقامِ عبدیت میں کمال رکھنے والے نبی ﷺ کیونکر گوارا فرماتے؟

دوسری دقیق حکمت جس کی طرف الفاظِ حدیث (كُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا) میں اشارہ نکلتا ہے یہ ہے کہ صرف ''بھائی'' کا لفظ رَٹنے سے محبت پیدا نہ ہوگی، اور ہمدردیوں کی طرف طبیعت نہ چلے گی، ماں جائے حقیقی بھائیوں میں بھی لڑائیاں ہوتی ہیں، لڑائی کو وہ اخوّت اور بھائی چارگی روک سکتی ہے جس میں اللہ کی نسبت کو دخل ہو، یعنی بھائی بھائی بننے میں اللہ کی بندگی، اللہ کے حکم، اللہ کی عظمت کا دھیان ہو اور الفت و محبت کا باعث رسم و رواج یا عارضی فضا اور ماحول نہ ہو بلکہ اس کا حقیقی باعث یہ ہو کہ میں بھی اللہ کا بندہ ہوں اور یہ بھی اللہ کا بندہ ہے، وحدہٗ لاشریک کا پرستار ہونے کی وجہ سے اس لائق ہے کہ اس سے محبت کی جائے اور اُس کو بھائی مانا جائے۔

دنیا میں محبت و اخوّت کے بہت سے اسباب ہیں، کچھ لوگ ایک ماں باپ کے بیٹے ہونے کی وجہ سے بھائی بھائی ہیں اور کچھ لوگ ایک وطن میں رہنے کی وجہ سے بھائی بھائی ہونے کے مدعی ہیں اور اسی طرح کی بہت نسبتیں دنیا میں جاری ہیں، جن کی وجہ سے اخوّت و محبت کے دعوے کئے جاتے ہیں، ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے جو اخوّت ہے اس کے بارے میں اسے سوچنا چاہئے کہ اس سے جو میرا تعلق ہے وہ یہ ہے کہ میں بھی اس خدائے وحدہٗ لاشریک کا پرستار ہوں جس کا یہ پرستار ہے، یہ وحدت و یگانگت بڑی مضبوط اور پائیدار ہے، لامحالہ مجھے اس کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، اور حقوق کی ادائیگی لازم ہے۔

مسلمان بھائی پر ظلم نہ کر:- حضور اقدس ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے'' (اور بھائی ہونے کا مقتضا یہ ہے کہ) نہ اس پر ظلم کرے نہ اس کو بیکسی کی حالت میں چھوڑے، نہ اُسے حقیر جانے۔

ظلم گناہ کبیرہ ہے، اور ہر ایک کے ساتھ ظلم کا برتاؤ کرنا حرام ہے، خصوصاً مسلمان پر ظلم کرنا جس کو اپنا بھائی اور کلمہ کا شریک مان لیا اور بھی زیادہ برا ہے۔ ظلم جانی بھی ہوتا ہے اور مالی بھی ہوتا ہے، اور آبرو ریزی کا ظلم بھی ہوتا ہے، جملہ اقسام ظلم سے پرہیز فرض ہے، مسلمان کو بیکسی کی حالت میں چھوڑنا، حقوقِ اخوّت کے

Marfat.com

خلاف ہے، جب بھی کسی مسلمان کو مصیبت میں مبتلا دیکھے تو جہاں تک ممکن ہو اس کی امداد کرے، مدد ہر موقع پر ضروری اور لازم ہے، خود غیبت نہ کرے اور اس کی غیبت اور بے آبروئی ہوتی دیکھتے تو اس کی مدد کرے، یعنی اس کی طرف سے دفاع کرے اور ہر طرح سے اُس کی خیر خواہی کرے۔

مسلمان کو حقیر سمجھنے کی مذمت:- آنحضرت ﷺ نے حقوقِ اخوت بیان فرماتے ہوئے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مسلمان بھائی کو حقیر نہ سمجھے۔ کسی کو حقیر جاننا برا مرض ہے جو تکبر کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے، حقیر سمجھنے کی جتنی صورتیں ہیں ان سب سے پرہیز لازم ہے، کسی کا مذاق بنانا، برا نام تجویز کرنا، ٹوٹا پھٹا حال دیکھ کر اپنے سے کم سمجھنا یہ حقیر بنانے اور حقیر سمجھنے کی صورتیں ہیں، اور بہت لوگ اپنی دینداری کی وجہ سے دوسرے بے عمل مسلمان کو حقیر جانتے ہیں، حالانکہ چھوٹائی بڑائی اور عزت و ذلت کے مناظر آخرت میں سامنے آئیں گے جو وہاں معزز ہوا وہ حقیقی معزز ہے، اور جو وہاں حقیر ہوا وہی اصلی حقیر ہے۔ پھر آنحضرت ﷺ نے تین بار اپنے مبارک سینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ''تقویٰ یہاں ہے، یہاں ہے، یہاں ہے'' یعنی تقویٰ بڑا اور چھوٹا ہونے کا معیار ہے، جو اللہ سے جس قدر ڈرے گا اسی قدر معزز اور با آبرو ہوگا۔

بہت سے لوگ تقویٰ کے معیار پر کسے بغیر کسی کو دنیاوی حیثیت سے کمتر دیکھ کر حقیر سمجھنے لگتے ہیں جو سراسر نادانی اور اپنے نفس پر ظلم ہے، بلکہ جو لوگ دینداری میں اپنے کو دوسرے سے بڑھا دیکھیں اُن کو بھی یہ درست نہیں کہ اپنے سے کم عبادت والے کو حقیر جانیں، کیا خبر وہ توبہ و استغفار میں زیادہ عمل والے سے بڑھا ہوا ہو اور زیادہ عمل والے کے دل میں اخلاص کم ہو۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ انسان کو برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ مسلمان بھائی کو حقیر جانے یعنی کسی میں کوئی اور کھوٹ اور عیب ہو یا نہ ہو برا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ مسلمان بھائی کو حقیر جانے، کیونکہ جو دوسروں کو حقیر جانتا ہے اس میں غرور و تکبر ہوتا ہے، تکبر کی قباحت سب کو معلوم ہے۔

پھر آخر میں حضور سرورِ کائنات ﷺ نے فرمایا کہ ''مسلمان پر مسلمان کا سب کچھ حرام ہے، اس کا خون بھی، اس کا مال بھی (جو اس کی طیبِ خاطر کے بغیر لے لیا جائے) اور اس کی آبرو بھی'' یعنی مسلمان پر نہ جانی ظلم کرے نہ مالی اور نہ اس کی بے آبروئی کرے۔ وباللہ التوفیق۔

Marfat.com

کتاب الآداب

اسلامی آداب ایک نظر میں

(۱۹۴) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ کُنْتُ غُلَامًا فِیْ حِجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَانَتْ یَدِیْ تَطِیْشُ فِی الصَّحْفَةِ فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَمِّ اللّٰهَ وَکُلْ بِیَمِیْنِکَ وَکُلْ مِمَّا یَلِیْکَ . (رواہ البخاری و مسلم)

ترجمہ: حضرت عمر بن ابی سلمہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں (بچپن میں) حضور اقدس ﷺ کی گود میں (پرورش پاتا) تھا، (ایک مرتبہ جو ساتھ کھانا کھانے بیٹھے تو) میرا ہاتھ پیالہ میں (ہر طرف) گھوم رہا تھا، آنحضرت ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ بسم اللہ پڑھ کر کھا، اور داہنے ہاتھ سے کھا اور جو حصہ تجھ سے قریب ہے اس میں سے کھا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۶۳ از بخاری و مسلم)

تشریح:- اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ان مبارک ہستیوں میں ہیں جنہوں نے اسلام کے ابتدائی دور ہی میں اسلام قبول کر لیا تھا، اُن کا نام ہند تھا، اُمّ سلمہ (یعنی سلمہ کی ماں) کنیت ہے، اُن کے پہلے شوہر عبداللہ بن عبدالاسد بھی اسلام قبول کرنے میں سابقین اوّلین میں سے تھے، سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ وہ گیارہویں مسلمان تھے۔ حضور اقدس ﷺ کی توحید والی دعوت سے مکہ کے مشرکین بہت برگشتہ تھے، اور جو شخص اسلام قبول کر لیتا تھا اُسے بہت ہی تکلیفیں پہنچاتے تھے۔ اسی لئے بہت سے صحابہ حبشہ چلے گئے تھے۔ یہ اسلام میں سب سے پہلی ہجرت تھی، اس سفر ہجرت میں مرد اور عورتیں سبھی تھے، حضور اقدس ﷺ کی صاحبزادی حضرت رُقیہؓ اور اُن کے شوہر حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت اُمّ سلمہ اور ان کے شوہر ابو سلمہ بھی اس ہجرت میں شریک تھے۔ ابو سلمہؓ کا نام عبداللہ بن عبدالاسد تھا، جو حضرت اُمّ سلمہ کے چچا زاد بھائی تھے، حبشہ میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کا نام سلمہ رکھا گیا، اسی کے نام سے باپ کی کنیت ابو سلمہ اور ماں کی کنیت اُمّ سلمہ ہو گئی، کچھ دنوں کے بعد حبشہ سے دونوں حضرات مکہ معظمہ واپس آ گئے، پھر پہلے ابو سلمہؓ نے اور اُن کے ایک سال کے بعد حضرت اُمّ سلمہؓ نے مدینہ منورہ کو ہجرت فرمائی۔ مدینہ منورہ میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ لڑکے کا نام عمرؓ اور لڑکی کا نام درّہؓ اور دوسری لڑکی کا نام زینبؓ رکھا گیا۔

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ غزوۂ بدر اور غزوۂ احد میں شریک ہوئے۔ غزوۂ اُحد میں ان کے ایک زخم آ گیا تھا جو بظاہر اچھا ہو گیا تھا، حضور اقدس ﷺ نے ان کو ایک دستہ کا امیر بنا کر بھیج دیا تھا، واپس آئے تو وہ زخم ہرا ہو گیا اور اسی کے اثر سے جمادی الثانیہ ۴ھ میں وفات پائی۔ جب حضرت اُمّ سلمہؓ کی عدت ختم ہوئی تو حضور اقدس ﷺ نے اُن سے نکاح فرما لیا۔ حضرت اُمّ سلمہؓ خود روایت فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچے اور وہ اللہ کے فرمان کے مطابق یہ پڑھے:

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ اَللّٰهُمَّ اْجُرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاَخْلِفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْهَا.

Marfat.com

''ہم اللہ ہی کے لئے ہیں اور ہمیں اللہ ہی کی طرف لوٹ کر جانا ہے، اے اللہ! میری مصیبت میں مجھے ثواب دے اور اس سے بہتر اس کا بدل عنایت فرما''

تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو گئی ہوئی چیز سے بہتر عنایت فرمائیں گے۔ جب ابوسلمہؓ کی وفات ہوگئی تو (مجھے یہ حدیث یاد آئی اور) دل میں کہا (کہ اس دعا کو کیا پڑھوں) ابوسلمہؓ سے بہتر کون ہوگا، وہ سب سے پہلا شخص تھا جس نے اپنے گھر سے پہلے ہجرت کی، پھر بالآخر میں نے یہ دعا پڑھ لی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ جل شانہٗ نے ابوسلمہؓ کے بعد آنحضرت ﷺ کے نکاح میں آنے کا شرف عنایت فرمایا۔

نکاح کے بعد جب حضرت اُمّ سلمہؓ حضور اقدس ﷺ کے دولت کدہ پر تشریف لائیں تو دیکھا کہ وہاں ایک مٹکے میں جو رکھے ہوئے ہیں، اور ایک چکی اور ہانڈی بھی موجود ہے، حضرت اُمّ سلمہؓ نے خود جو پیسے اور چکنائی ڈال کر مالیدہ بنایا، اور پہلے ہی دن آنحضرت ﷺ کو اپنے ہاتھ سے تیار کیا ہوا مالیدہ کھلایا۔

جب حضرت اُمّ سلمہؓ آنحضرت ﷺ کے دولت کدہ پر آئیں تو اپنے چھوٹے بچوں کے ساتھ آ گئیں، جیسا کہ پہلے شوہر کی چھوٹی اولاد اپنی والدہ کے ساتھ آجایا کرتی ہے، حضور اقدس ﷺ نے اپنے بچوں کی طرح ان کے بچوں کی بھی پرورش فرمائی اور ان کی تعلیم وتربیت کا خاص خیال رکھا۔

اوپر جو حدیث نقل کی گئی ہے اُس میں حضرت اُمّ سلمہؓ کے بیٹے عمر بن ابوسلمہؓ اپنا ایک واقعہ اُسی زمانہ کا نقل فرماتے ہیں کہ میں بچہ تھا، حضور اقدس ﷺ کی گود میں پرورش پاتا تھا، ایک دن جو آپ کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھا تو میرا ہاتھ پیالہ میں ہر طرف گشت کرنے لگا، کبھی اِدھر ڈالا کبھی اُدھر ڈالا، حضور اقدس ﷺ نے اس وقت تین نصیحتیں فرمائیں؛

اوّل: سَمِّ اللّٰہِ، یعنی اللہ کا نام لے کر شروع کر۔

دوم: کُلْ بِیَمِیْنِکَ یعنی اپنے داہنے ہاتھ سے کھا۔

سوم: کُلْ مِمَّا یَلِیْکَ، جو حصہ تجھ سے قریب ہے اس میں کھا، ''یعنی پیالہ میں ہر جگہ ہاتھ مت ڈال، اپنی طرف جو پیالہ کا حصہ ہے اسی جانب ہاتھ ڈال کر کھا''۔ دوسری روایات میں ہے کہ اگر پلیٹ میں ایک ہی طرح کی چیز نہ ہو بلکہ کئی چیزیں ہوں (جیسے بادام، اخروٹ، منقیٰ، کھجوریں وغیرہ) کئی چیزیں بھری ہوئی ہوں تو اس میں اپنے قریب ہاتھ ڈالنا آداب میں سے نہیں ہے، بلکہ ہاتھ بڑھا کر جہاں سے جو چیز اٹھانا چاہے اٹھا سکتا ہے۔

اس حدیث میں کھانے کے چند آداب بتائے ہیں۔ اسلام سراسر احکام اور اعمال اور آداب کا نام ہے۔ حضور اقدس ﷺ معلم الایمان، معلم العبادات، معلم الاحکام، معلم اخلاق اور معلم الآداب تھے، آپؐ نے سب کچھ بتایا اور کر کے دکھایا تا کہ اُمت کی تعلیم قول سے بھی ہو اور عملی طور پر بھی، آپ کی ساری زندگی سراپا تعلیم وتربیت ہے، پیدائش سے لے کر موت تک کس طرح زندگی گزاری جائے؟ اور اجتماعی اور انفرادی حیثیت سے اپنے معاشرہ کو کن اخلاق وآداب سے مزین کریں؟ اس کا جواب حدیث وسیرت کی کتابوں

لہ یہ حالات ہم نے اپنی کتاب ''امت مسلمہ کی مائیں'' سے اقتباس کر کے لکھے ہیں، حوالہ جات اس میں ملاحظہ فرمالیں، ۱۲

Marfat.com

میں موجود ہے، آج کل نماز روزے کو تو کچھ لوگ اہمیت دیتے بھی ہیں، لیکن اخلاق و آداب کو کچھ بھی اہمیت نہیں دیتے حالانکہ معلم انسانیت ﷺ نے آداب و اخلاق بھی بڑی اہمیت کے ساتھ بتائے ہیں جو سراسر فطرتِ انسانی کے موافق ہیں، جو لوگ اپنی معاشرت میں حضور اقدس ﷺ کے طور طریق استعمال نہیں کرتے اور کھانے پینے اور رہنے سہنے اور سونے جاگنے اور پہننے اوڑھنے میں ارشاداتِ نبویہ ﷺ کا لحاظ نہیں رکھتے اُن کی زندگی انسانیت سے بعید اور حیوانیت سے قریب تر ہوتی ہے، جس کا مشاہدہ عموماً ہوتا رہتا ہے۔

دورِ حاضر کے لوگوں نے کھانے پینے اور پہننے اور زندگی گزارنے کے دوسرے طریقوں میں یورپ اور امریکہ کے کافروں کو اپنا امام و پیشوا بنا رکھا ہے، ان خدا فراموش انسانوں کا جو بھی طریقہ سامنے آتا ہے اُسے لپک کر قبول کر لیتے ہیں اور بڑی جاں نثاری کے ساتھ اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ تعجب ہے کہ ایمان تو لائیں سرورِ دو جہاں محمد رسول اللہ ﷺ پر اور عمل کریں ملحدوں اور نصرانیوں کے طریقوں پر۔ بہت سے لوگوں کو تو اس میں اس قدر غلو ہے کہ حبیب رب العالمین ﷺ کے طرزِ زندگی کو اپنانے میں عیب سمجھتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ سنتِ نبوی کو اختیار کریں گے تو لوگ نام دھریں گے، انگلیاں اٹھائیں گے کہ فلاں آدمی بڑا دقیانوسی ہے، ماڈرن نہیں ہے۔ اللہ اکبر! کیسی ناسمجھی کے خیالات ہیں، اگر سنتِ نبوی ﷺ پر عمل کرنے کی وجہ سے کسی منکر اسلام نے کچھ کہہ ہی دیا تو اس سے کیا ہوتا ہے، جس پر ہم ایمان لائے ہیں ہم اسی سے وابستہ ہیں، وہی ہمارا آقا ہے، ہم کو اسی کا طرزِ زندگی پسند ہے، اُس کی وضع قطع لباس وغیرہ اور پورا طرزِ زندگی ہمارا یونیفارم ہے، ہم اس کے ہیں وہ ہمارا ہے، اپنے آقا کے اتباع کرنے میں خفت محسوس کرنا احساسِ کمتری ہے اور سراسر بیوقوفی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ.

''آپ فرما دیجئے کہ اگر اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو، اللہ تم سے محبت فرمائے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا، اور اللہ غفور رحیم ہے''۔

اس آیتِ کریمہ میں بتایا ہے کہ رسول اکرم ﷺ کے طریقہ پر زندگی گزارنے سے بندہ اللہ کا محبوب بن جاتا ہے، ہمیں اللہ کی بارگاہ میں محبوب اور مقبول ہونا چاہئے، ہماری سعادت اسی میں ہے کہ اپنے آقا کی پیروی کریں اور اپنی غلامی کا عمل سے ثبوت دیں، اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کے نزول اور اللہ تعالیٰ کے رسول رحمتہ للعالمین ﷺ کی تشریف آوری کو تقریباً ڈیڑھ ہزار سال ہو رہے ہیں، ہمارا دین و ایمان قرآن اور صاحبِ قرآن ﷺ سے وابستہ ہے، وہ پرانے ہیں ہم بھی پرانے ہیں، اس میں عیب کی کیا بات ہے؟ آخر دوسری قومیں بھی تو طور طریق اور وضع قطع، سج دھج میں اپنے بڑوں کا اتباع کرتی ہیں، اس میں یہ لوگ کوئی بے آبروئی محسوس نہیں کرتے اور فخر کرتے ہوئے اپنے دین کے شعار کو اختیار کرتے ہیں، اور اپنے بڑوں کی مردہ چیزوں کو زندہ کر رہے ہیں حالانکہ جن کو یہ لوگ مانتے ہیں وہ اس دنیا میں آنے کے اعتبار سے ہمارے رسول ﷺ سے بھی مقدم ہیں، پھر کیا وجہ ہے وہ تو دقیانوسی نہ ہوئے اور ہم دقیانوسی ہو گئے؟ ذرا غور تو کرو، آخر کیا مصیبت ہے کہ ہم پیارے آقا ﷺ کے طرز زندگی کے بجائے دشمنوں کے طور طریق سیکھتے ہیں اور اُن پر عمل کرتے ہیں؟

Marfat.com

آخرت میں عزت وعظمت اور سرخروئی نصیب ہونے کی فکر کرنے والے یہی کوشش کرتے ہیں کہ ہم حضور ﷺ کی جماعت میں شمار کر لئے جائیں اور وہاں کی رُسوائی سے محفوظ رہیں۔ سب سے بڑی رُسوائی آخرت کی رُسوائی ہے اس سے بچنے کے لئے دامن محمد ﷺ سے وابستہ ہونا لازم ہے، جو سردار انبیاء (علیہم السلام) اور سرورِ کونین ﷺ ہیں۔

مسلمانو! اپنے نبی ﷺ کی سنتوں پر مرمٹو، دنیا کے جاہلوں کی نظروں میں باعزت ہونے کے خیال سے آخرت کی رفعت وعظمت کو نہ بھولو، وہاں کی ذلت اور رُسوائی بہت بڑی اور بہت بری ہے۔

ذیل میں ہم احادیث شریفہ سے اخذ کر کے اسلامی آداب جمع کر رہے ہیں، کوشش یہ کی ہے کہ جو بات بیان ہو وہ حدیث کا ترجمہ ہو، قولی حدیث ہو یا فعلی، ہر حدیث کے ختم پر کتب حدیث کا حوالہ ہے، اسی لئے بہت سی جگہ چند آداب یکجا بیان کرنے کے بعد حوالہ دیا گیا ہے کیونکہ یہ سب ایک حدیث میں وارد ہوئے ہیں، کھانے پینے، پہننے اوڑھنے، مہمانی، مہمان داری، سلام اور ملاقات، چھینک اور جمائی اور مجلس کے آداب الگ الگ بیان کئے گئے ہیں، نیز لیٹنے، سونے، خواب دیکھنے، سفر میں آنے جانے کے آداب بھی لکھ دیئے ہیں اور ایک عنوان میں خصوصیت کے ساتھ وہ آداب جمع کئے ہیں جو عورتوں اور لڑکیوں کے لئے مخصوص ہیں۔ پھر متفرق آداب لکھ کر اس موضوع کو ختم کر دیا گیا ہے۔

واضح رہے کہ آداب کا مطلب یہ نہ سمجھ لیا جائے آداب ہی تو ہیں، عمل نہ کیا تو کیا حرج ہے؟ یہ بہت بڑی نادانی ہے، مؤمن کے لئے کیا یہ بہت بڑا حرج نہیں ہے کہ عمل کیا اور حضور اقدس ﷺ کے طریقہ کے موافق نہ کیا؟ اور اتباعِ سنت کے ثواب سے محروم رہا، پھر ان میں بہت سی چیزیں وہ ہیں جن کے خلاف عمل کرنا سخت گناہ ہے جیسے عورتوں کو مردانہ وضع اختیار کرنا اور سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا اور تکبر کی وجہ سے کپڑے کو زمین پر گھسیٹتے ہوئے چلنا، اور جیسے کسی مسلمان کے سلام کا جواب نہ دینا وغیرہ وغیرہ۔ اور بعض چیزیں ایسی ہیں جن کے ترک میں گناہ تو نہ کہا جائے گا لیکن اس کے ترک سے بڑے بڑے نقصانات کا اندیشہ ہے، مثلاً مشکیزہ سے منہ لگا کر پینا (اس میں اندیشہ ہے کہ کیڑا مکوڑہ پانی کے ساتھ اندر چلا جائے) اور جیسے کھانا کھا کر ہاتھ دھوئے بغیر سو جانا (اس میں اندیشہ ہے کہ کوئی جانور کاٹ لے) اور جیسے اُس چھت پر سو جانا جس پر چار دیواری نہ ہو (اس میں سوتے سوتے نیچے گر پڑنے کا اندیشہ ہے)۔ حضور اقدس ﷺ بہت بڑے شفیق تھے، آپ نے وہ باتیں بھی بتائیں جنہیں ہر عقلمند کو خود ہی سمجھ لینا چاہئے لیکن آپ کی شفقت نے یہ گوارا نہ کیا کہ اپنے لوگوں کے خود سمجھنے پر اعتماد فرما لیتے بلکہ ہر بات واضح طور پر سمجھا دی، فصلی اللّٰہ علیہ وآلہ بقدر کمالہٖ وجمالہٖ.

اب ہم پہلے کھانے پینے کے آداب لکھتے ہیں، اس کے بعد دوسرے آداب شروع ہوں گے انشاء اللہ

کھانے پینے کے آداب

فرمایا رحمتِ کائنات فخرِ موجودات احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ نے کہ:

☆ کھانے کی برکت ہے، کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد وضو کرنا (یعنی ہاتھ دھونا اور کلی کرنا)۔ (ترمذی)

Marfat.com

☆ بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ۔
☆ داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔
☆ اور اپنے پاس سے کھاؤ (یعنی برتن کے چاروں طرف ہاتھ نہ مارو، اپنی طرف سے کھاؤ)۔ (بخاری و مسلم)
☆ بائیں ہاتھ سے ہرگز نہ کھاؤ نہ پیو، کیونکہ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا پیتا ہے۔ (مسلم)
☆ جو شخص جس برتن میں کھانا کھائے پھر اُسے صاف کرے تو اس کے لئے برتن استغفار کرتا ہے۔
☆ جب تمہارے ہاتھ سے لقمہ گر جائے تو جو (تنکا وغیرہ) لگ جائے اس کو ہٹا کر لقمہ کھالو اور شیطان کے لئے مت چھوڑو۔
☆ جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو ہاتھ دھونے سے پہلے اپنی انگلیاں چاٹ لو، تمہیں معلوم نہیں کہ کھانے کے کونسے حصہ میں برکت ہے۔ (مسلم)
☆ برتن کے درمیان سے نہ کھاؤ بلکہ کناروں سے کھاؤ، کیونکہ درمیان میں برکت نازل ہوتی ہے۔ (ترمذی)
☆ آپس میں ایک ساتھ مل کر کھایا کرو اور اللہ کا نام لے کر کھاؤ، کیونکہ اس میں تمہارے لئے برکت ہو گی۔ (ابوداؤد)
☆ جب کھانا کھانے لگو تو جوتے اتار دو، اس سے تمہارے قدموں کو آرام ملے گا۔ (دارمی)
☆ اونٹ کی طرح ایک سانس میں مت پیو بلکہ دو یا تین سانس میں پیو۔
☆ اور جب پینے لگو تو بسم اللہ کہو، اور جب پی کر منہ سے برتن ہٹاؤ تو الحمد للہ کہو۔ (ترمذی)
☆ جو شخص (پانی وغیرہ کوئی چیز) پلانے والا ہو وہ سب سے آخر میں خود پینے والا بنے۔ (مسلم)
☆ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ایک مرتبہ کھانا لایا گیا، آپ ﷺ نے حضرت اسماء بنت یزیدؓ سے کھانے کو فرمایا، انہوں نے کہا اس وقت خواہش نہیں ہے، آپ ﷺ نے فرمایا بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو (ابن ماجہ) یعنی بھوک ہونے کے باوجود یہ نہ کہو کہ خواہش نہیں ہے۔
☆ جب شوربہ پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈال دو اور (اس میں سے) پڑوسیوں کا خیال کرلو (مسلم) یعنی اُن کو بھی ہدیۃً سالن بھیج دو، تمہارے پانی بڑھا دینے سے پڑوسیوں کو سالن مل سکتا ہے۔
☆ حضور اکرم ﷺ نے میز پر اور چھوٹی چھوٹی پیالیوں میں کھانا نہیں کھایا، آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہؓ دسترخوان پر کھاتے تھے۔ (بخاری شریف)
☆ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ایک آدمی کا کھانا دو آدمیوں کو اور دو آدمیوں کا چار آدمیوں کو اور چار آدمیوں کا آٹھ آدمیوں کو کافی ہو جاتا ہے (مسلم) یعنی اس طرح کام چل سکتا ہے اور گزارہ ہو سکتا ہے، کسی مہمان یا حاجت مند کے آنے سے تنگ دل نہ ہوں، خوشی کے ساتھ شریک کرلیا کریں۔
☆ اگر کچھ لوگ مل کر کھجوریں کھا رہے ہوں تو اُن کے بارے میں فخر عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص ایک لقمہ میں دو کھجوریں نہ لے، جب تک کہ اپنے ساتھیوں سے اجازت نہ لے لے (بخاری و مسلم) کھجوروں کی طرح اور کوئی چیز مل کر کھا رہے ہوں تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

Marfat.com

☆ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص پیاز یا لہسن کھائے تو (بدبو جانے تک) مسجد سے علیحدہ رہے، یا فرمایا کہ اپنے گھر میں بیٹھا رہے۔ (بخاری و مسلم)

☆ کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ پڑھیں، اگر شروع میں بھول جائیں تو یاد آنے پر بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ پڑھ لیں۔ (ترمذی)

☆ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی شخص نے اس حال میں رات گزاری کہ اس کے ہاتھ میں کوئی چیز (چکنائی وغیرہ) لگی ہو جس کو دھویا نہ ہو، اور پھر اس کی وجہ سے کوئی تکلیف پہنچے (مثلاً زہریلا جانور کاٹ لے) تو یہ شخص اپنے نفس کے علاوہ ہرگز کسی کو ملامت نہ کرے۔ (ترمذی) کیونکہ اس شخص کو اپنی ہی سستی اور غفلت کی وجہ سے تکلیف پہنچی۔

☆ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ پرانی کھجوریں کھا رہے تھے اور اس میں سے کیڑے ڈھونڈ کر نکالتے جاتے تھے (ابوداؤد) معلوم ہوا کہ کیڑوں کے ساتھ کھجور یا کوئی پھل یا دانے وغیرہ کھانا جائز نہیں۔

☆ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مکھی تم میں سے کسی کے برتن میں گر جائے (تو جو کچھ برتن میں ہے مثلاً شوربہ، دودھ، چائے وغیرہ) اُس میں مکھی کو پوری طرح ڈبو دے، پھر اس کو پھینک دے کیونکہ اس کے ایک بازو میں شفاء ہے اور دوسرے بازو میں مرض ہے (بخاری) ایک روایت میں ہے کہ اس کے ایک بازو میں زہر ہے اور دوسرے میں شفاء ہے اور وہ زہر والے بازو کو پہلے ڈالتی ہے اور شفاء والے کو ہٹا کر رکھتی ہے۔ (شرح السنہ)

دوسری روایت میں ہے کہ وہ اپنے مرض والے بازو کے ذریعہ بچاؤ کرتی ہے (یعنی شفاء والے بازو کو محفوظ رکھنا چاہتی ہے) لہٰذا اس کو پوری طرح ڈبو دو، (تاکہ مرض کا علاج بھی ہو جائے) (ابوداؤد)

فائدہ:- حضور اقدس ﷺ نے یہ مرض کا علاج بتایا ہے اور اس کھانے کو کھا لینے کا حکم نہیں دیا ہے اگر طبیعت نہ چاہے تو نہ کھائیں۔

☆ آنحضرت ﷺ نے زیادہ کھانے کو ناپسند فرمایا، اور فرمایا کہ زیادہ کھانا شوم ہے، یعنی اُس شخص کے پیچھے ایسی علت لگی ہوئی ہے جس سے اُسے ہر جگہ تکلیف ہوگی اور لوگ بری نظر سے دیکھیں گے۔ (بیہقی)

☆ حضور اقدس ﷺ تین انگلیوں سے کھاتے تھے اور پونچھنے سے پہلے ہاتھ چاٹ لیا کرتے تھے۔ (مسلم)

☆ جب کوئی کھانا بہت گرم ہو تو اُسے ڈھانک کر رکھ دیں، یہاں تک کہ اس کی بھاپ کی تیزی ختم ہو جائے، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ایسا کرنا برکت کے لئے بہت بڑی چیز ہے۔ (دارمی)

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا کہ اُکڑوں بیٹھے ہوئے کھجوریں تناول فرما رہے ہیں۔ (بخاری)

☆ دونوں پنڈلیاں کھڑی کر کے قدموں پر بیٹھنے کو اُکڑوں بیٹھنا کہتے ہیں۔

☆ ایک مجلس میں کھانے والے زیادہ ہو گئے تو آنحضرت ﷺ دو زانو ہو کر بیٹھ گئے (کیونکہ اس میں تواضع بھی ہے اور اہل مجلس کی رعایت بھی، اس سے اُن کے لئے جگہ نکل آتی ہے)۔ (ابوداؤد)

Marfat.com

☆ دسترخوان اٹھانے سے پہلے نہ اُٹھو۔

☆ اگر کسی دوسرے شخص کے ساتھ کھانا کھا رہے ہو تو جب تک وہ کھانا کھاتا رہے اپنا ہاتھ نہ روکو اگرچہ پیٹ بھر چکا ہوتا کہ اسے شرمندگی نہ ہو، اگر کھانا چھوڑنا ہی ہو تو عذر کر دو۔ (ابن ماجہ، بیہقی)

☆ مشکیزے میں منہ لگا کر مت پیو (بخاری) لوٹے، گھڑے یا صراحی یا بوتل وغیرہ کو منہ لگا کر پینا بھی اسی ممانعت میں داخل ہے۔

☆ برتن میں نہ سانس لو نہ پھونک مارو۔ (ترمذی)

☆ کھڑے ہو کر مت پیو۔ (مسلم) آبِ زمزم اور وضو کا بچا ہوا پانی اس سے مستثنیٰ ہے۔

☆ برتن میں پھٹی، ٹوٹی جگہ منہ لگا کر نہ پیو۔ (ابوداؤد)

☆ ہمارے پیارے رسول ﷺ ٹیک لگا کر نہیں کھاتے تھے (بخاری) کیونکہ یہ تکبر کی بات ہے۔

☆ آنحضرت ﷺ نے کبھی کسی کھانے کو عیب نہیں لگایا، دل کو بھایا تو کھالیا، پسند نہ آیا تو چھوڑ دیا (بخاری)

☆ حضرت حذیفہؓ نے بیان فرمایا کہ آنحضرت ﷺ نے ہمیں اس بات سے منع فرمایا کہ ہم سونے چاندی کے برتن میں کھائیں پئیں۔ (بخاری، مسلم)

پہننے اور اوڑھنے کے آداب

☆ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے اپنے تہہ کو تکبر کے طور پر اِتراتے ہوئے گھسیٹا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس کی طرف نظرِ رحمت سے نہ دیکھیں گے۔ (بخاری و مسلم)

☆ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کہ ٹخنے سے نیچے جو تہہ (پاجامہ وغیرہ) کا حصہ ہوگا، وہ دوزخ میں ہوگا (بخاری) یعنی ٹخنے سے نیچے کپڑا پہننا دوزخ میں لے جانے کا سبب ہے، یہ مردوں کے لئے ہے عورتیں ٹخنے ڈھکے رہیں البتہ اتنا نیچا کپڑا عورتیں بھی نہ پہنیں جو زمین پر گھسٹتا ہو۔

☆ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی آستین پہنچے تک تھیں۔ (ترمذی)

☆ حضرت سمرۃ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سفید کپڑے پہنو، کیونکہ یہ صاف ستھرے اور پاکیزہ ہوتے ہیں (یہ مردوں کو ترغیب دی گئی ہے) اور سفید کپڑوں میں اپنے مردوں کو کفن دو۔ (ترمذی)

☆ حضرت رُکانہ ؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان ٹوپیوں پر پگڑی ہونے کا فرق ہے (ترمذی) یعنی پگڑی باندھنے کی صورت میں اُس کے نیچے ٹوپی بھی ہونی چاہئے، (مرد اس کا اہتمام کریں)

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور انور ﷺ جب پگڑی باندھتے تھے تو عمامہ کا شملہ مونڈھوں کے درمیان ڈال دیتے تھے۔ (ترمذی)

☆ ایک مرتبہ سرورِ عالم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کو پگڑی پہنائی، تو اس کا کنارہ سامنے کی طرف اور دوسرا کنارہ پیچھے کی طرف ڈال دیا (ابوداؤد) یعنی پگڑی کے دونوں طرف ایک ایک شملہ کر دیا اور ایک کو آگے اور ایک کو پیچھے ڈال دیا، پگڑی کے مسائل مردوں سے متعلق ہیں)۔

Marfat.com

☆ اور فرمایا رحمتہ للعالمین ﷺ نے کھاؤ پیو اور صدقہ کرو اور پہنو (لیکن) اس حد تک کہ فضول خرچی اور غرور (یعنی شیخی پن) کی ملاوٹ نہ ہو۔ (مسند احمد)

☆ یہ بھی فرمایا میری امت کی عورتوں کے لئے سونا اور ریشم (پہننا) حلال ہے اور مردوں پر حرام کر دیا گیا۔ (ترمذی)

☆ اور فرمایا کہ جس نے (دنیا میں) نام ونمود کا لباس پہنا اللہ تعالیٰ اُسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا۔ (مسند احمد)

☆ نیز ارشاد فرمایا کہ جب تم (کپڑے) پہنو اور جب تم وضو کرو تو داہنی طرف سے شروع کیا کرو۔ (ابوداؤد)

☆ مرد عورت کا اور عورت مرد کا لباس نہ پہنے، کیونکہ اس سے خدا کی لعنت ہوتی ہے۔ (ابوداؤد)

☆ جوتا پہنتے وقت پہلے داہنے پاؤں میں جوتا ڈالو، اور جب جوتے اُتارو تو پہلے بایاں پاؤں نکالو۔ (بخاری)

☆ ایک جوتا پہن کر نہ چلو، دونوں جوتے اُتار دو یا دونوں پہن لو۔ (بخاری)

مہمان کے متعلق آداب

فرمایا معلم الاخلاق ﷺ نے کہ:

☆ جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اُسے چاہئے کہ مہمان کی عزت کرے۔

☆ مہمان کے لئے اچھے یعنی پرتکلف کھانے کا اہتمام ایک دن ایک رات ہونا چاہئے۔

☆ اور مہمانی تین دن تک ہے، اس کے بعد صدقہ ہوگا۔

☆ اور مہمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ میزبان کے پاس اتنا ٹھہرے کہ وہ تنگ ہو جائے۔ (یہ سب بخاری شریف سے لیا گیا ہے)

☆ جس کی دعوت کی گئی اور اس نے قبول نہ کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی۔ اگر کوئی شرعی عذر ہو جو دعوت قبول کرنے سے مانع ہو تو وہ اس سے مستثنیٰ ہے۔

☆ اور جو شخص بغیر دعوت کے (کھانے کے لئے) داخل ہو گیا وہ چور بن کر اندر گیا، اور لٹیرا بن کر نکلا۔ (ابوداؤد)

☆ حضور اقدس ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ مرد (رخصت کرتے وقت) مہمان کے ساتھ گھر کے دروازہ تک نکلے۔ (ابن ماجہ)

سلام کے آداب

فرمایا سید الانبیاء ﷺ نے کہ:

☆ اللہ جل شانہٗ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو دوسرے کا انتظار کئے بغیر خود سلام میں پہل کرے۔ (بخاری)

☆ اسلام کا بہترین کام یہ ہے کہ کھانا کھلاؤ اور ہر مسلمان کو سلام کرو جان پہچان ہو یا نہ ہو (بخاری) عورتیں عورتوں میں اس کا لحاظ رکھیں کہ سلام میں جان پہچان کو معیار نہ بنائیں بلکہ مسلمان ہونے کو دیکھیں اور مرد، مردوں میں اس کا خیال کریں۔

☆ بات کرنے سے پہلے سلام کیا جائے۔ (ترمذی)

Marfat.com

☆ سوار پیدل چلنے والے کو اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو، اور تھوڑی تعداد والی جماعت بڑی جماعت کو، اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔ (بخاری)

☆ یہود و نصاریٰ کو سلام نہ کرو (مسلم) (ہندو، سکھ، یہود و نصاریٰ اور مرزائی سب کافر اسی حکم میں ہیں)

☆ جب ملاقات کے وقت اپنے بھائی کو سلام کر لیا، اور (ذرا دیر کو) درمیان میں درخت یا پتھر یا دیوار کی آڑ آ گئی، پھر اسی وقت دوبارہ ملاقات ہو گئی، تو دوبارہ سلام کرے (ابوداؤد) یعنی یہ نہ سوچے کہ ابھی آدھا منٹ ہی تو سلام کو ہوا ہے، اتنی جلدی دوسرا سلام کیوں کروں۔

☆ جب کسی کے گھر میں داخل ہو تو وہاں کے لوگوں کو سلام کرو۔

☆ اور جب وہاں سے جانے لگو تو ان کو سلام کے ساتھ رخصت کرو۔ (بیہقی)

☆ جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو، اس سے تمہارے اور گھر والوں کے لئے برکت ہو گی۔ (ترمذی)

☆ جب کوئی شخص کسی کا سلام لائے تو یوں جواب دو وَعَلَیْکَ وَعَلَیْهِ السَّلَامُ۔ (ابوداؤد)

☆ مریض کی عیادت کی تکمیل یہ ہے کہ اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ دیا جائے۔

☆ اور تمہارے آپس میں سلام کی تکمیل یہ ہے کہ مصافحہ کر لیا جائے۔ (احمد)

☆ جب دو مسلمان ملاقات کے وقت آپس میں مصافحہ کریں تو جدا ہونے سے پہلے ضرور اُن کی بخشش کر دی جاتی ہے۔ (ترمذی)

مجلس کے آداب

فرمایا معلم انسانیت سرورِ کائنات ﷺ نے کہ:

☆ مجلسیں امانت کے ساتھ ہیں (یعنی مجلس میں جو باتیں سنیں اُن کا دوسری جگہ نقل کرنا امانتداری کے خلاف ہے اور گناہ ہے)۔ (ابوداؤد)

☆ کسی کو اس کی جگہ سے اُٹھا کر خود نہ بیٹھ جاؤ۔

☆ اور بیٹھنے والوں کو چاہئے کہ آنے والوں کو جگہ دینے کے لئے مجلس کشادہ کر لیں۔ (بخاری)

☆ جب مجلس میں تین آدمی ہوں تو ایک کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں آہستہ سے باتیں نہ کریں، کیونکہ اس سے تیسرے کو رنج ہو گا (بخاری) (کسی ایسی زبان میں باتیں کرنا جس کو تیسرا آدمی نہیں جانتا وہ بھی اسی حکم میں ہے)۔

☆ کسی شخص کیلئے حلال نہیں کہ دو شخصوں کے درمیان بغیر ان کی اجازت کے بیٹھ جائے۔ (ترمذی)

☆ مجلس میں سب لوگ متفرق نہ بیٹھیں بلکہ مل مل کر بیٹھیں۔ (ابوداؤد)

☆ جب کوئی مسلمان بھائی تمہارے پاس آئے تو جگہ ہونے کے باوجود اس کے اکرام کے لئے ذرا سا کھسک جاؤ۔ (بیہقی)

☆ ہر چیز کا سردار ہوتا ہے اور مجلسوں کی سردار وہ مجلس ہے جس میں قبلہ رو ہو کر بیٹھا جائے (طبرانی)

☆ عورتیں بھی اس کا خیال کریں جب کوئی عورت مجلس میں آئے تو اس کیلئے ذرا سی کھسک جائیں۔

Marfat.com

چھینک اور جمائی کے آداب

فرمایا رحمۃ للعالمین ﷺ نے کہ:

☆ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو چاہئے کہ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہے۔

☆ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ[1] سننے والا ساتھی جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰہُ کہے۔ (بخاری) ''اللہ آپ پر رحم فرمائے''۔

☆ اور چھینکنے والا یَھْدِیْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ[2] کہے۔ (بخاری)

☆ ہمارے پیارے رسول ﷺ کو جب چھینک آتی تھی تو ہاتھ یا کپڑے سے چہرۂ مبارک ڈھانک لیتے تھے اور چھینک کی آواز بلند نہ ہونے دیتے تھے۔ (ترمذی)

☆ اور فرمایا حضور اکرم ﷺ نے کہ جب تم کو جمائی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ کر روک دو، کیونکہ (جمائی کے سبب منہ کھل جانے سے) شیطان داخل ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

لیٹنے اور سونے کے آداب

فرمایا سرور دو عالم ﷺ نے کہ:

☆ اس طرح چت نہ لیٹو کہ ایک پاؤں دوسرے پاؤں پر رکھا ہوا ہو۔ (مسلم)

☆ اوندھا ہو کر لیٹنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ (ترمذی)

☆ کسی ایسی چھت پر نہ سوؤ جس پر (دیوار یا جنگلہ وغیرہ) کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ (ترمذی)

☆ جب بستر پر جانے لگو تو اس کو جھاڑ لو۔

☆ اور باوضو داہنی کروٹ پر لیٹ جاؤ۔

☆ اور داہنا ہاتھ رخسار کے نیچے رکھ لو۔ (بخاری)

☆ بلاشبہ آگ تمہاری دشمن ہے، لہٰذا جب سونے لگو تو اس کو بجھا دیا کرو۔ (بخاری)

☆ جب تم سونے لگو تو چراغ بجھا دو۔ (ابوداؤد)

☆ فرمایا رسول اکرم ﷺ نے جب تم میں سے کوئی شخص اپنی نیند سے بیدار ہو تو ہرگز اپنا ہاتھ (پانی وغیرہ کے) برتن میں داخل نہ کرے یہاں تک کہ اُس کو تین مرتبہ دھو لے، کیونکہ وہ نہیں جانتا کہ رات بھر اس کا ہاتھ کہاں رہا۔ (بخاری)

☆ اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی شخص نیند سے بیدار ہو کر وضو کرنے لگے تو تین بار اپنی ناک جھاڑ دے، کیونکہ شیطان اُس (کی ناک) کے بانسہ میں رات گزارتا ہے۔ (بخاری)

خواب کے آداب

فرمایا سید الکائنات فخر موجودات خاتم الانبیاء ﷺ نے کہ:

---

[1] (ترجمہ) ''سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے''۔

[2] (ترجمہ) ''اللہ آپ کو ہدایت پر رکھے اور سب حالات سدھار دے''۔

فائدہ: چھینکنے والی عورت ہو تو ''یَرْحَمُکِ اللّٰہُ'' کاف کے زیر کے ساتھ کہیں، ۱۲

Marfat.com

☆ جب اپنا پسندیدہ خواب دیکھو تو اسی سے بیان کرو جو تم سے محبت رکھتا ہے۔ (بخاری)
☆ اور جب برا خواب دیکھو تو تین بار بائیں طرف تھتکار دو۔
☆ اور کسی سے بیان نہ کرو۔
☆ اور کروٹ بدل دو۔
☆ اور تین بار اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھو، اور اس خواب کے شر سے پناہ مانگو،[1] ایسا کرنے سے یہ خواب ضرر نہ دے گا۔ (مسلم)

سفر کے آداب

☆ سفر کو روانہ ہوتے وقت چار رکعت (نفل نماز) پڑھ لینا چاہئے۔ (مجمع الزوائد)[2]
☆ ہمارے پیارے رسول سرور عالم ﷺ جمعرات کے دن سفر میں جانے کو پسند فرماتے تھے۔ (بخاری)
☆ اور تنہا سفر کرنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا۔
☆ بلکہ اگر دو آدمی ساتھ ہوں تب بھی سفر کرنے سے منع فرمایا۔
☆ اور اس کی ترغیب دی کہ کم از کم تین آدمی ساتھ ہوں۔ (ترمذی، ابوداؤد)
☆ اور چار ساتھی ہوں تو بہت ہی اچھا ہے۔ (ابوداؤد)
☆ اور فرمایا کہ جب سفر میں تین آدمی ساتھ ہوں تو ایک کو امیر بنالیں۔ (ابوداؤد)
☆ اور فرمایا کہ سفر میں جس کے پاس اپنی ضرورت سے فاضل کھانے پینے کی چیزیں ہوں تو ان لوگوں کا خیال کرے جن کے پاس اپنا توشہ نہ ہو۔ (مسلم)
☆ آپ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو چاشت کے وقت مدینہ میں داخل ہوتے اور پہلے مسجد میں جا کر دو رکعتیں پڑھتے پھر (کچھ دیر) لوگوں کی ملاقات کے لئے وہیں تشریف فرما رہتے۔ (بخاری) اس پر مرد عمل کریں۔
☆ اور فرمایا کہ سفر میں اپنے ساتھیوں کا سردار وہ ہے جو اُن کا خدمت گزار ہو، جو شخص خدمت میں آگے بڑھ گیا کسی عمل کے ذریعہ اس کے ساتھی اس سے آگے نہیں بڑھ سکیں گے ہاں اگر کوئی شہید ہو جائے تو وہ آگے بڑھ جائے گا۔ (بیہقی)
☆ سفر میں جن لوگوں کے پاس کتا یا گھنٹی ہو اُن کے ساتھ (رحمت کے) فرشتے نہیں ہوتے۔ (مسلم)
☆ جب سرسبزی کے زمانے میں جانوروں پر سفر کرو تو اونٹوں (اور دوسرے جانوروں کو) کو اُن کا حق دے دو، جو زمین میں ہے (یعنی ان کو چراتے ہوئے لے جاؤ)۔
☆ اور جب خشک سالی میں سفر کرو (جبکہ جنگل میں گھاس پھونس نہ ہو) تو رفتار میں تیزی اختیار کرو (تاکہ جانور جلدی منزل پر پہنچ کر آرام پالے)۔ (مسلم)
☆ ایک اور روایت میں ہے کہ اس سے پہلے سفر ختم کر دو کہ جانور بالکل بے جان ہو جائے۔ (مسلم)

---

[1] یعنی یہ پڑھو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّ ھٰذِہِ الرُّؤْیَا، ۱۲
[2] قال الھیثمی ص ۲۸۳ ج ۲، رواہ الطبرانی فی الکبیر ورجالہ موثقون، ۱۲

Marfat.com

☆ جانوروں کی پشتوں کو منبر نہ بناؤ، (یعنی اُن پر سوار ہو کر کھڑے کیے ہوئے باتیں نہ کرو، کیونکہ اس سے جانور کو خواہ مخواہ تکلیف ہوتی ہے، باتیں کرنی ہوں تو زمین پر اُتر جاؤ، جب چلنے لگو تو پھر سوار ہو جاؤ)۔ (ابوداؤد)

☆ جب منزل پر اُتریں تو جانوروں کے کجاوے اور زینیں کھول دیں، بعد میں نفل نماز میں (یا کسی اور کام میں مشغول ہوں) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا یہی عمل تھا۔ (ابوداؤد)

☆ جانوروں کے گلے میں تانت نہ ڈالو (کیونکہ اس سے گلا کٹ جانے کا خطرہ ہے)۔ (بخاری و مسلم)

☆ اور جب رات کو جنگل میں پڑاؤ ڈالو تو راستہ میں قیام کرنے سے پرہیز کرو کیونکہ رات کو طرح طرح کے جانور اور کیڑے مکوڑے نکلتے ہیں اور راستہ میں پھیل جاتے ہیں۔ (مسلم)

☆ جب کسی منزل پر اُترو تو سب اکٹھے قیام کرو اور ایک ہی جگہ رہو، اور دور دور قیام نہ کرو۔ (ابوداؤد)

☆ سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے، تمہیں نیند سے اور کھانے پینے سے روکتا ہے لہٰذا جب وہ کام پورا ہو جائے جس کے لئے گئے تھے تو جلد گھر واپس آ جاؤ۔ (بخاری و مسلم)

طہارت کے آداب

فرمایا خاتم النبیین ﷺ نے کہ:

☆ جب پاخانہ جاؤ تو پیشاب کے مقام کو داہنے ہاتھ سے نہ چھوؤ اور داہنے ہاتھ سے استنجا نہ کرو۔ (مسلم)

☆ بڑا استنجا تین پتھروں (یا تین ڈھیلوں) سے کرو (مسلم) اس کے بعد پانی سے دھوؤ۔ (ابن ماجہ)

☆ جب پاخانہ جاؤ تو قبلہ رخ ہو کر اور قبلہ کو پشت کر کے نہ بیٹھو۔ (بخاری)

☆ جب پیشاب کرنے کا ارادہ کرو تو اس کے لئے (مناسب) جگہ تلاش کرو (ابوداؤد) مثلاً پردہ کا دھیان کرو اور ہوا کے رخ پر نہ بیٹھو۔

☆ ٹھہرے ہوئے پانی میں جو جاری نہیں پیشاب نہ کرو (بخاری) جیسے تالاب، حوض وغیرہ۔

☆ غسل خانہ میں پیشاب نہ کرو کیونکہ اس سے اکثر وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔ (ترمذی)

☆ کسی سوراخ میں پیشاب نہ کرو۔ (ابوداؤد)

☆ کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو۔ (ترمذی)

☆ پاخانہ کرتے ہوئے آپس میں باتیں نہ کرو۔ (مسند احمد)

☆ پانی کے گھاٹوں پر، راستوں میں، سایہ کی جگہوں میں (جہاں لوگ اُٹھتے بیٹھتے ہوں) پاخانہ نہ کرو۔ (ابوداؤد)

☆ بسم اللہ کہہ کر پاخانہ میں داخل ہو، کیونکہ بسم اللہ جنات کی آنکھوں اور انسانوں کی شرم کی جگہوں کے درمیان آڑ ہے۔ (ترمذی)

☆ لید اور ہڈیوں سے استنجا نہ کرو۔ (ترمذی)

بعض وہ آداب جو عورتوں اور لڑکیوں کیلئے مخصوص ہیں

☆ مردوں سے علیحدہ ہو کر چلیں۔

Marfat.com

☆ راستوں کے درمیان سے نہ گزریں، بلکہ کناروں پر چلیں۔(ابوداؤد)
☆ چاندی کے زیور سے کام چلانا بہتر ہے۔(ابوداؤد)
☆ جو عورت شان (بڑائی) ظاہر کرنے کے لئے سونے کا زیور پہنے گی تو اس کو (اس کی وجہ سے) عذاب ہوگا۔(ابوداؤد)
☆ عورت کو اپنے ہاتھوں میں مہندی لگاتے رہنا چاہئے۔(ابوداؤد)
☆ اور یہ بھی فرمایا رسولِ خدا ﷺ نے کہ عورت کی خوشبو ایسی ہو جس کا رنگ ظاہر ہو اور خوشبو نہ آئے (یعنی بہت ہی معمولی خوشبو ہو)۔(ابوداؤد)
☆ باریک کپڑا نہ پہنیں۔(ابوداؤد)
☆ اگر دوپٹہ باریک ہو تو اس کے نیچے موٹا کپڑا لگالیں۔(ابوداؤد)
☆ بجنے والا زیور نہ پہنیں۔(ابوداؤد)
☆ جو عورتیں مردوں کی شکل وصورت اختیار کریں ان پر اللہ کی لعنت ہے۔(بخاری)
☆ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہرگز کوئی (نامحرم) مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے، اور ہرگز کوئی عورت سفر نہ کرے مگر اس حال میں کہ اس کے ساتھ محرم ہو۔(بخاری)

متفرق آداب

☆ اکڑ اکڑ کر اتراتے ہوئے نہ چلو۔(قرآن شریف)
☆ کوئی مرد دو عورتوں کے درمیان نہ چلے۔(ابوداؤد)
☆ اللہ تعالیٰ کو صفائی ستھرائی پسند ہے، لہٰذا گھروں سے باہر جو جگہیں خالی پڑی ہیں اُن کو صاف رکھا کرو (ترمذی) عورتیں اندر گھر میں صفائی خود رکھیں اور باہر بچوں سے صفائی کرادیا کریں۔
☆ اس گھر میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا (جاندار کی) تصویریں ہوں۔(بخاری)
☆ جب کسی کا دروازہ کھٹکھٹاؤ اور اندر سے پوچھے کون ہے تو یہ نہ کہو کہ میں ہوں (بلکہ اپنا نام بتادو)۔(بخاری)
☆ چھپ کر کسی کی بات نہ سنو۔(بخاری)
☆ جب کسی کو خط لکھو تو شروع میں اپنا نام لکھ دو۔(ابوداؤد)
☆ جب کسی کے گھر جاؤ تو پہلے اجازت لے لو، پھر اندر جاؤ۔(بخاری)
☆ اور اجازت سے پہلے اندر نظر بھی نہ ڈالو۔(ابوداؤد)
☆ تین بار اجازت مانگو، اگر اجازت نہ ملے تو واپس ہو جاؤ۔(بخاری)
☆ اور اجازت لیتے وقت دروازہ کے سامنے کھڑے نہ ہو بلکہ دائیں یا بائیں کھڑے رہو۔(ابوداؤد)
☆ اپنی والدہ کے پاس جانا ہو تب بھی اجازت لے کر جاؤ۔(مالک)
☆ کسی کی چیز مذاق میں لے کر نہ چل دو۔(ترمذی)
☆ ننگی تلوار (جو نیام سے باہر ہو) دوسرے شخص کے ہاتھ میں نہ دو (ترمذی) (سی طرح چاقو، چھری

Marfat.com

وغیرہ کھلی ہو کسی کو نہ پکڑاؤ، اگر ایسا کرنا پڑے تو اس کے ہاتھ میں دستہ ہو، پھل کو اپنے ہاتھ میں رکھو اور خود بھی احتیاط سے پکڑو)۔

☆ زمانہ کو برا مت کہو، کیونکہ اس کا الٹ پھیر اللہ ہی کے قبضہ میں ہے۔ (مسلم)

☆ ہوا کو برا مت کہو۔ (ترمذی)

☆ بخار کو بھی برا کہنا منع ہے۔ (مسلم)

☆ جب چھوٹے بچے کی زبان چلنے لگے تو اسے پہلے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہلاؤ۔ (حصن حصین)

☆ اور سات سال کا ہو جائے تو اسے نماز سکھاؤ اور نماز پڑھنے کا حکم دو۔

☆ اور جب اولاد دس سال کی ہو جائے تو ان کو نماز نہ پڑھنے پر مارو اور ان کے بستر الگ الگ کر دو۔ (ترمذی)

☆ جب شام کا وقت ہو جائے تو اپنے بچوں کو (باہر نکلنے سے) روک لو، کیونکہ اس وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں، پھر جب رات کا ابتدائی کچھ وقت گزر جائے تو بچوں کو باہر جانے کی اجازت دے دو۔

☆ اور بسم اللہ پڑھ کر دروازے بند کر دو، کیونکہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا، اور بسم اللہ پڑھ کر مشکیزوں کے منہ تسموں سے باندھ دو۔

☆ اور اللہ کا نام لے کر یعنی بسم اللہ پڑھ کر اپنے برتنوں کو ڈھانک دو، اگر ڈھانکنے کو کچھ بھی نہ ملے تو کم از کم برتن کے اوپر چوڑاؤ میں ایک لکڑی ہی رکھ دو۔ (بخاری و مسلم)

☆ ایک روایت میں برتنوں کے ڈھانکنے اور مشکیزوں کا تسمہ لگانے کی وجہ یہ ارشاد فرمائی کہ سال بھر میں ایک رات ایسی ہوتی ہے جس میں وبا نازل ہوتی ہے، (یعنی عمومی مرض طاعون وغیرہ) یہ وبا جس ایسے برتن پر گزرتی ہے جس پر ڈھکن نہ ہو یا ایسے مشکیزہ پر جو تسمے سے بندھا ہوا نہ ہو تو اس وبا کا کچھ حصہ ضرور اس برتن اور مشکیزے میں نازل ہو جاتا ہے۔ (مسلم)

☆ جب رات کو چلنا پھرنا بند ہو جائے (یعنی گلی کوچوں میں آمد و رفت بند ہو جائے) تو ایسے وقت میں باہر کم نکلو، کیونکہ اللہ جل شانہٗ (انسانوں کے علاوہ) اپنی دوسری مخلوق میں سے جسے چاہتے ہیں چھوڑ دیتے ہیں (یعنی شیاطین کو گھومنے کی آزادی دے دی جاتی ہے، جس کی وجہ سے وہ پھیل جاتے ہیں) (شرح السنہ) واللہ اعلم۔

ان آداب کو خوب یاد کر لو اور عمل میں لاؤ، بچوں کو یاد کراؤ اور ان سے عمل کراؤ، کھاتے پیتے اور سوتے اور اُٹھتے بیٹھتے وقت اور ہر ہر موقع پر ان سے پوچھ گچھ کرو کہ فلاں چیز پر عمل کیا یا نہیں؟ وباللہ التوفیق۔

☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

کتاب اللسان و ذکر افاتہ

زبان کے گناہوں کی تفصیل اور ان سے زبان کی حفاظت

(۱۹۵) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَّضْمِنْ لِيْ مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص میرے لئے اس چیز (کی حفاظت) کا ضامن بن جائے جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان ہے (یعنی زبان) اور جو اس کی دونوں رانوں کے درمیان ہے (یعنی شرمگاہ) تو میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۱۱ از بخاری)

تشریح:- اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کرنا بہت ضروری ہے۔ جو شخص ان کی حفاظت کرے اس کو حضور اقدس ﷺ نے جنت کے داخلہ کی ضمانت دی ہے۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کیا تم جانتے ہو لوگوں کو جنت میں کیا چیز سب سے زیادہ داخل کرانے والی ہے؟ (پھر خود ہی جواب دیا کہ) اللہ سے ڈرنا اور اچھے اخلاق اختیار کرنا (سب سے زیادہ جنت میں داخل کرانے والی چیزیں ہیں) پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو لوگوں کو دوزخ میں سب سے زیادہ داخل کرانے والی کیا چیز ہے؟ (اس کے بعد خود ہی جواب دیا کہ) سب سے زیادہ دوزخ میں داخل کرانے والی چیز منہ اور شرمگاہ ہے۔ (مشکوٰۃ)

منہ یعنی زبان اور شرمگاہ کے گناہ بہت خطرناک ہیں، ان دونوں کی حفاظت نہ کرنے سے دوزخ کے داخلہ کا سامان بن جاتا ہے اور دوزخ کے داخلہ کا زیادہ تر سبب انہی دو چیزوں کے اعمال ہوتے ہیں۔ اعاذنا اللّٰہ منھا.

بہت سے لوگ شرمگاہ کی تو حفاظت کر لیتے ہیں مگر زبان کی حفاظت میں بہت کوتاہی اور کم ہمتی دکھاتے ہیں، اس لئے ضروری معلوم ہوا کہ حفاظت زبان کے موضوع کو قدرے تفصیل سے لکھا جائے۔

انسان کے اعضاء میں زبان بھی ہے، لیکن اس کو بہ نسبت دوسرے اعضا کے خاص قسم کی اہمیت حاصل ہے، اعضاء انسانی میں زبان سب سے اچھی چیز ہے اور سب سے بری چیز بھی ہے۔ اللہ کا نام زبان سے لیا جاتا ہے، اسلام کا کلمہ اسی سے پڑھا جاتا ہے، قرآن کی تلاوت اسی سے ہوتی ہے، خیر کی دعوت اسی سے دی جاتی ہے اور دوسرے اعضاء سے جو نیکیاں ہوتی ہیں ان میں بھی عموماً کسی نہ کسی طرح زبان کی شرکت ہوتی ہے۔

اور اس کے برعکس زبان ہی سے کفر کا کلمہ نکلتا ہے اور شرکیہ الفاظ صادر ہوتے ہیں، اور اس سے گالی دی جاتی ہے، لعنت کی جاتی ہے، غیبت کی جاتی ہے، چغلی ہوتی ہے، جھوٹ بولا جاتا ہے، جھوٹی قسم کھائی جاتی ہے، جھوٹی گواہی دی جاتی ہے۔

پس زبان کی حفاظت کی بہت زیادہ ضرورت ہے، حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ بلاشبہ بندہ کبھی اللہ کی رضامندی کا کوئی ایسا کلمہ کہہ دیتا ہے کہ جس کی طرف اسے دھیان بھی نہیں ہوتا، اور اس کی وجہ سے اللہ

Marfat.com

تعالیٰ اس کے بہت سے درجات بلند فرما دیتا ہے، اور بلاشبہ بندہ کبھی اللہ کی ناراضگی کا کوئی ایسا کلمہ کہہ گزرتا ہے کہ اس کی طرف اس کا دھیان بھی نہیں ہوتا اور اس کی وجہ سے دوزخ میں گرتا چلا جاتا ہے۔ (بخاری)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ انسان اپنی زبان کی وجہ سے اس سے بھی زیادہ پھسل جاتا ہے جتنا اپنے قدم سے پھسلتا ہے۔ (بیہقی فی شعب الایمان)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب صبح ہوتی ہے تو سب اعضاء عاجزی کے ساتھ زبان سے کہتے ہیں کہ تو ہمارے بارے میں اللہ سے ڈر، کیونکہ ہم تجھ سے متعلق ہیں (یعنی ہماری خیر و عافیت و دکھ تکلیف تجھ سے متعلق ہے) پس اگر تو ٹھیک رہی تو ہم بھی ٹھیک رہیں گے، اور اگر تجھ میں کجی آ گئی تو ہم میں بھی کجی آ جائے گی۔ (ترمذی)

کجی ٹیڑھے پن کو کہتے ہیں، مطلب یہ ہے کہ تو ٹیڑھی چلی اور تو نے بے راہی اختیار کی تو ہماری بھی خیر نہیں، دیکھو گالی زبان دیتی ہے اور اس کے عوض جوتا سر پر پڑتا ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ نجات کی کیا صورت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ زبان کو قابو میں رکھو، اور اپنے گھر میں اپنی جگہ رکھو (یعنی زیادہ تر اپنے گھر ہی رہو، باہر بہت کم نکلو کیونکہ گھر کے باہر بہت سے فتنے ہیں) اور اپنے گناہ پر رویا کرو۔ (ترمذی)

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو مجھ سے سب سے زیادہ کس چیز کا خوف ہے؟ آپ نے اپنی زبان مبارک پکڑی اور فرمایا کہ سب سے زیادہ اس کا خوف ہے۔ (ترمذی)

ان سب احادیث سے معلوم ہوا کہ زبان کی بہت زیادہ حفاظت کی ضرورت ہے۔ مؤمن بندوں پر لازم ہے کہ اپنی زبان کو ہر وقت ذکر و تلاوت میں مشغول رکھیں، اور بقدر ضرورت تھوڑی بہت دنیاوی ضرورتوں کے لئے بھی بات کر لیا کریں۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ اللہ کے ذکر کے علاوہ زیادہ مت بولا کرو کیونکہ اللہ کے ذکر کے علاوہ زیادہ بولنا دل میں سختی پیدا ہونے کا سبب ہے، اور اللہ سے سب سے زیادہ دور وہی شخص ہے جس کا دل سخت ہو۔ (ترمذی)

ایک اور حدیث میں یہ فرمایا کہ انسان کی ہر بات اس کے لئے وبال ہے، نفع دینے والی نہیں ہے سوائے اس کے کہ امر بالمعروف کرے (یعنی نیکیوں کا حکم دے) یا نہی عن المنکر کرے (یعنی برائیوں سے روکے) یا اللہ کا ذکر کرے (ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ جس بات کے کرنے میں گناہ نہیں ہے اور ثواب بھی نہیں جس کو کلامِ مباح کہتے ہیں اس سے بھی پرہیز کرنا چاہئے، کیونکہ وہ بھی وبال کا باعث ہے، اور وجہ اس کی یہ ہے کہ جتنی دیر میں یہ بات کی ہے اتنی دیر میں ذکر اور تلاوت اور درود شریف میں مشغول ہو کر جو ثواب اور بلند درجات حاصل ہو سکتے تھے ان سے محرومی ہو گئی، دوسرا نقصان یہ ہے کہ ذکر اللہ کے علاوہ زیادہ بولنے سے دل میں سختی آ جاتی

Marfat.com

ہے اور تجربہ کیا گیا ہے کہ اس کی وجہ سے دل کی نورانیت ختم ہو جاتی ہے۔

اور یہ بھی تجربہ کی بات ہے کہ زیادہ بولنے والا اگر جائز بات بھی کر رہا ہو تو بولتے بولتے گناہوں میں مبتلا ہو جاتا ہے، یعنی اس کی زبان سے تھوڑی ہی دیر میں ایسی باتیں نکلنی شروع ہو جاتی ہیں جو گناہ کی باتیں ہوتی ہیں، مثلاً کوئی جھوٹی بات نکل جاتی ہے اور یہ تو بہت زیادہ ہوتا ہے کہ باتیں کرتے کرتے خواہ مخواہ کسی کی غیبت شروع ہو جاتی ہے، لہٰذا خیریت اسی میں ہے کہ انسان خاموش رہے، یا اللہ کا ذکر کرے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صحابی کی وفات ہوگئی، تو ایک شخص نے کہا کہ تجھے جنت کی خوشخبری ہے، یہ سن کر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کیا تم جنت کی خوشخبری دے رہے ہو حالانکہ تمہیں معلوم نہیں کہ اس نے کوئی لایعنی بات کی ہوگی، یا ایسی چیز خرچ کرنے سے کنجوسی کی ہوگی جس کے خرچ کرنے سے نقصان نہیں ہوتا، (ترمذی) مثلاً علم دین سکھا دینا یا زکوٰۃ دینا وغیرہ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

مَنْ صَمَتَ نَجَا. (بخاری)

''یعنی جو خاموش رہا اس نے نجات پائی''۔

یعنی دنیا اور آخرت میں اُن آفات اور بلیات سے محفوظ رہا جو زبان سے متعلق ہیں۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے:

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْلِيَصْمُتْ .

''یعنی جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اُسے چاہئے کہ خیر کی بات کرے (اس میں ہر نیک بات آگئی جس میں ثواب ہو) یا خاموش رہے''۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عمران بن خطان رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا، وہ مسجد میں بالکل تن تنہا تشریف فرما تھے، میں نے عرض کیا اے ابوذر! یہ تنہائی کیسی ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور اقدس ﷺ سے سنا ہے کہ تنہائی برے ہم نشین (یعنی ساتھ کے بیٹھنے والے برے شخص سے) بہتر ہے، اور نیک ہم نشین تنہائی سے بہتر ہے، اور خیر کی باتیں کرنا خاموش رہنے سے بہتر ہے، اور خاموش رہنا بری باتیں زبان سے نکالنے سے بہتر ہے، (کیونکہ خاموشی پر پکڑ نہیں ہے، الا یہ کہ کسی واجب کلام سے گریز کیا ہو) (مشکوٰۃ)

ان روایات و احادیث کے جان لینے کے بعد سمجھ لینا چاہئے کہ زبان کی آفات اور مہلکات (یعنی انسان کو برباد کرنے والی چیزیں) بہت زیادہ ہیں، بہت سے لوگوں کو بے جا بولنے کی عادت ہو جاتی ہے، خواہ مخواہ جھک جھک کرتے ہیں، اور دنیا بھر کے قصوں اور ایسی باتوں میں اپنی زبان کو استعمال کرتے ہیں جن میں اپنا کوئی نفع دنیا اور آخرت کا نہیں ہوتا بلکہ باتیں کرتے کرتے بڑے بڑے گناہوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

زبان کی آفات بہت ہیں ہم ان میں سے چند چیزوں پر روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔ پہلے اُن چیزوں کو

Marfat.com

بطور فہرست لکھ دیتے ہیں پھر انشاءاللہ تفصیل سے لکھیں گے۔ زبان کی آفات میں یہ چیزیں آتی ہیں:

(۱) جھوٹ بولنا
(۲) لعنت کرنا
(۳) چغلی کھانا
(۴) گالی دینا
(۵) غیبت کرنا
(۶) کسی کا مذاق اڑانا
(۷) جھوٹا وعدہ کرنا
(۸) جھوٹی قسم کھانا
(۹) جھوٹی گواہی دینا
(۱۰) دوسروں کو ہنسانے کیلئے باتیں کرنا
(۱۱) گانا گانا
(۱۲) کسی کے منہ پر تعریف کرنا
(۱۳) جھوٹی تعریف کرنا
(۱۴) کافر یا فاسق کی تعریف کرنا
(۱۵) جھگڑا کرنا
(۱۶) فحش کلامی کرنا
(۱۷) کسی مسلمان کو کافر کہنا
(۱۸) کسی کی مصیبت پر خوشی ظاہر کرنا
(۱۹) کسی کی نقل اتارنا
(۲۰) طعنہ زنی کرنا

ان سب چیزوں کے متعلق حضور اقدس ﷺ کے ارشادات نقل کئے جاتے ہیں۔

جھوٹ کا وبال اور فرشتوں کی اُس سے نفرت

(۱۹۶) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَذَبَ الْعَبْدُ تَبَاعَدَ عَنْہُ الْمَلَکُ مِیْلًا مِّنْ نَتْنِ مَا جَآءَ بِہٖ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس کی بات کی بدبو کی وجہ سے ایک میل دور چلا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۱۳ از ترمذی)

تشریح:- اس حدیث سے جھوٹ کی سخت مذمت معلوم ہوئی اور پتہ چلا کہ فرشتوں کو جھوٹ سے بہت زیادہ نفرت ہے اور ان کو جھوٹ سے ایسی گھن آتی ہے کہ جوں ہی کسی کے منہ سے جھوٹ نکلا فرشتہ وہاں سے چل دیتا ہے اور ایک میل تک چلا جاتا ہے۔ واضح رہے کہ اس سے اعمال لکھنے والے فرشتوں کے علاوہ دوسرے فرشتے مراد ہیں، ناگواری اور نفرت تو سب ہی فرشتوں کو ہوتی ہے لیکن جو فرشتے اعمال لکھنے پر مامور ہیں وہ مجبوراً ناگواری کو برداشت کرتے ہیں۔ اللہ کی پیاری مخلوق کو تکلیف پہنچانا کتنا برا ہے اس کو خود سمجھ لیں، اور اوپر سے جھوٹ کا گناہ ہے جو اس کے علاوہ ہے۔

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ تم سچ کو لازم پکڑو کیونکہ سچ نیکی کی راہ دکھاتا ہے اور نیکی جنت کی راہ بتاتی ہے، اور انسان سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کا خوب دھیان رکھتا ہے، یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک صدیق (یعنی بہت سچائی والا) لکھ دیا جاتا ہے، (پھر فرمایا کہ) جھوٹ سے بچو، کیونکہ جھوٹ فجور (یعنی گناہوں میں گھس جانے) کی راہ بتاتا ہے، اور فجور دوزخ کی راہ دکھاتا ہے، اور انسان برابر جھوٹ بولتا ہے اور جھوٹ کے مواقع سوچتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ کے نزدیک بہت بڑا جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

پس مؤمن بندوں پر لازم ہے کہ ہمیشہ سچ بولیں، اور سچ ہی کو اختیار کریں، بچوں کو سچ ہی سکھلائیں، اور سچ ہی کی عادت ڈالیں، ان کے بہلانے کے لئے بھی جو کوئی وعدہ کریں وہ وعدہ بھی سچا ہونا چاہئے۔

Marfat.com

بچوں کو منانے کے لئے جھوٹ بولنے کی ممانعت

(۱۹۷) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ دَعَتْنِیْ اُمِّیْ یَوْمًا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ فِیْ بَیْتِنَا فَقَالَتْ هَا تَعَالَ اُعْطِیْکَ فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَآ اَرَدْتِّ اَنْ تُعْطِیْهُ قَالَتْ اَرَدْتُّ اَنْ اُعْطِیَهُ تَمْرًا فَقَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَا اِنَّکِ لَوْ لَمْ تُعْطِیْهِ شَیْئًا کُتِبَتْ عَلَیْکِ کَذِبَةٌ. (ابوداؤد والبیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ (جب میں چھوٹا سا تھا) میری والدہ نے ایک دن مجھے بلایا اور کہا، لے آ، میں تجھے دے رہی ہوں، اس وقت حضور اقدس ﷺ ہمارے گھر میں تشریف فرما تھے، آپ ﷺ نے میری والدہ سے فرمایا، تو نے اس کو کیا چیز دینے کا ارادہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ میں نے اس کو کھجوریں دینے کی نیت کی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا، خبردار! اگر تو اس کو (کچھ بھی) نہ دیتی تو تیرے اوپر ایک جھوٹ (کا گناہ) لکھ دیا جاتا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۱۶ از ابوداؤد و بیہقی)

تشریح:- اس حدیث سے والدین کے حق میں ایک بڑی نصیحت معلوم ہوئی، بچوں کو کسی کام کے لئے بلانے کے لئے یا کہیں ہمراہ جانے کی ضد ختم کرنے کے لئے یا رونا بند کرنے کے لئے جھوٹے وعدے کر لیتے ہیں اور ایک ایک دن میں کئی کئی بار ایسا ہوتا رہتا ہے، وعدہ کر کے پھر وعدہ پورا کرنے کی فکر نہیں کرتے، بچہ کو بہلانے کے لئے جھوٹ بہکا دیتے ہیں کہ فلاں چیز لائیں گے، یہ منگا دیں گے، وہ بنوا کر لائیں گے، یہ جھوٹے وعدے کرنا اور پورا نہ کرنا گناہ ہے، جیسا کہ حدیث بالا سے معلوم ہوا۔

سوتن وغیرہ کو جلانے کے لئے جھوٹ بولنے کی مذمت

(۱۹۸) وَعَنْ اَسْمَاءَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّ امْرَاَةً قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِیْ ضَرَّةً فَهَلْ عَلَیَّ جُنَاحٌ اِنْ تَشَبَّعْتُ مِنْ زَوْجِیْ غَیْرَ الَّذِیْ یُعْطِیْنِیْ فَقَالَ الْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ یُعْطَ کَلَابِسِ ثَوْبَیْ زُوْرٍ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک عورت نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بلاشبہ میری ایک سوتن ہے، کیا مجھے گناہ ہوگا؟ اگر میں (اس کو جلانے کے لئے) جھوٹ موٹ یوں کہہ دوں کہ یہ چیز مجھے شوہر نے دی ہے حالانکہ اس نے نہ دی ہو۔ اس کے جواب میں حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کو کوئی چیز حقیقت میں نہ ملی ہو اس کے بارے میں یہ ظاہر کرنا کہ یہ مجھے ملی ہے ایسا ہے جیسے کوئی جھوٹ کے دو کپڑے پہن لے۔ (مشکوٰۃ، ص ۴۲۸۱ از بخاری ومسلم)

تشریح:- مؤمن کے دل میں جو ایمان ہے یہ اللہ کا واعظ ہے، غلط جذبات اور برے وسوسے جو دل میں آتے ہیں یہ واعظِ قلب جو اندر بیٹھا ہوا ہے متنبہ کرتا ہے کہ یہ ٹھیک نہیں ہے، جن کا ایمان اصلی ایمان ہے اور جنہوں نے ایمان کی روشنی کو گناہوں کی کثرت سے دھندلا نہیں کیا ان کو جب کسی خراب عمل کا خطرہ

Marfat.com

گزرے گا، یا گناہ کرنے کا وسوسہ آئے گا، فوراً دل میں ایک چبھن محسوس کریں گے، اُن کو ایسا معلوم ہوگا جیسے اندر کوئی الارم دے رہا ہے اور بتا رہا ہے کہ یہ کام ٹھیک نہیں ہے، اگر ٹھیک بے ٹھیک کا فیصلہ خود نہیں کر سکتے تو جاننے والوں سے معلوم کرلیں، جب الحمدللہ ہم جیسے مسلمانوں کا یہ حال ہے تو حضرات صحابہؓ جن کا ایمان پہاڑ سے بھی بڑا تھا وہ ایسے خطرات اور وساوس پر کیوں متنبہ نہ ہوتے۔

حدیث بالا میں اسی طرح کا ایک واقعہ ایک صحابی خاتون کا مذکور ہے، اُن کے دل میں یہ خیال آیا کہ میں اپنی سوتن کو نیچا دکھانے کے لئے جھوٹ کہہ دوں کہ مجھے شوہر نے فلاں فلاں چیزیں دی ہیں تو اس کا دل جلے گا اور اس کے جلنے سے مجھے خوشی ہوگی، لیکن فوراً نفس کے اس عیب کو اُن کے بیدار قلب نے پکڑ لیا، اور دل میں کھٹک ہوئی کہ ایسا کرنا شاید ناجائز ہو، لہٰذا ہادی عالم ﷺ سے دریافت کرنا چاہئے۔ درحقیقت مؤمن صادق کا دل گناہ پر مطمئن نہیں ہوسکتا۔

ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ یارسول اللہ ﷺ ایمان (کی علامت) کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

اِذَا سَرَّتْکَ حَسَنَتُکَ وَسَآءَ تْکَ سَیِّئَتُکَ فَاَنْتَ مؤْمِنٌ.

''جب نیکی کرنے سے تیرا دل خوش ہو اور برائی سے تیرا دل دکھے تو (سمجھ لے) تو مؤمن ہے۔

اس شخص نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ گناہ (کی نشانی) کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

اِذَا حَاکَ فِیْ نَفْسِکَ شَیْءٌ فَدَعْهُ. (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۶ عن مسند احمد)

''یعنی جب کوئی چیز تیرے دل میں کھٹکے تو اُسے چھوڑ دینا۔

مطلب یہ ہے کہ جب کسی کام کے متعلق اچھا یا برا ہونے میں تردّد ہو اور اس کے کرنے کے تصور سے دل میں بے چینی کی سی کیفیت معلوم ہوتی ہو تو اُسے نہ کرنا کیونکہ یہ گناہ کی نشانی ہے، یہ بات ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو گناہوں سے بچنے کا اہتمام کرتے ہیں اور دل کو سنوارنے کی فکر میں رہتے ہیں، اور جو شخص گناہوں سے بچنے کی فکر نہیں کرتا اس کے دل کا ناس ہو جاتا ہے، پھر اس کو نیکی بدی کا احساس نہیں رہتا، اور گناہ پر خوش ہوتا ہے، دل کے اندر جو گناہوں کی وجہ سے ٹیس ہونی چاہئے وہ نہیں ہوتی۔

اسی قلبی کھٹک اور چبھن نے اُس صحابی خاتون کو مسئلہ معلوم کرنے پر مجبور کیا اور انہوں نے فخر کائنات ﷺ سے بے تکلف نفس کا کھوٹ ظاہر کر دیا، اور عرض کیا کہ میرے دل میں اپنی سوتن کو جلانے کے لئے ایسا خیال آیا ہے اگر میں ایسا کروں تو کیا اس میں گناہ ہوگا؟

قربان جائیے سیدِ عالم ﷺ کے، جواب میں کیا ارشاد فرمایا؟ بہت پرمغز جملہ ارشاد فرما دیا جس سے اُس مقدس خاتون کے جزوی سوال کا جواب بھی ہو گیا اور ایک مستقل قاعدہ کلیہ امت کو مل گیا، جو زندگی کے ہر شعبہ میں کام دے سکتا ہے، اور ہر صاحب فہم اس کی روشنی میں سچائی کا پتلا بن سکتا ہے۔ ارشاد فرمایا:

اَلْمُتَشَبِّعُ بِمَا لَمْ یُعْطَ کَلَابِسِ ثَوْبَیْ زُوْرٍ.

''یعنی جس کو کوئی چیز نہیں ملی اور اس کے باوجود جھوٹ کہتا ہے کہ مجھے ملی ہے وہ ایسا ہے جیسے کسی نے

Marfat.com

جھوٹ کے دو کپڑے پہن لئے"۔

یعنی اس نے سر سے پاؤں تک اپنے اوپر جھوٹ ہی جھوٹ لپیٹ لیا، کسی کی زبان جھوٹی ہوتی ہے لیکن یہ پورا کا پورا جھوٹا ہے۔

معلوم ہوا کہ جس طرح غلط بات سے زبان جھوٹی ہو جاتی ہے غلط کردار سے دیگر اعضاء بھی جھوٹے قرار دے دیئے جاتے ہیں، حضور اقدس ﷺ کے اس ارشاد سے ہر اس شخص کو نصیحت وعبرت حاصل کرنا چاہئے جو کسی چیز کا مالک نہ ہو اور ظاہر کرتا ہو کہ میں اس کا مالک ہوں، جیسے بہت سی عورتیں مانگ کر بیاہ شادی کے موقع پر زیور پہن کر چلی جاتی ہیں، اور شیخی بگھارنے کے لئے یہ باور کراتی ہیں کہ یہ ہمارا زیور ہے، شیخی بگھارنا یوں ہی برا ہے چہ جائیکہ دوسرے کے مال کو اپنا بنا کر فخر کیا جائے۔ بعضے لوگ حاجی نہیں ہوتے مگر نیچے کرتے پہن کر حاجی ہونا بیان کرتے ہیں، اسی طرح بہت سے لوگ مرشد وصوفی نہیں ہوتے لیکن اپنے کو لوگوں کی نظروں میں بڑا ظاہر کرنے کے لئے ایسی باتیں کرتے ہیں جن سے اُن کا صوفی اور پیر ہونا ظاہر ہو جائے، بہت سے لوگ ایسی ہی نیت سے مشائخ کا لباس پہن لیتے ہیں، ایسے لوگ بھی اس حدیث کے مضمون میں داخل ہیں یعنی بحکم حدیث سر سے پاؤں تک جھوٹے ہیں۔ بہت سے لوگ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما یا کسی مشہور بزرگ کی نسل سے نہیں ہوتے لیکن اپنے نام کے ساتھ صدیقی، فاروقی لکھتے ہیں یا چشتی، قادری[1] ہونے کے مدعی ہوتے ہیں حالانکہ اُن کو چشتیت، قادریت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ یہ لوگ بھی حدیثِ بالا کے ذیل میں آتے ہیں، الغرض جس کا ظاہر باطن کے خلاف ہو اس کا ظاہر سراپا کذب اور جھوٹ ہے۔

اَعَاذَنَا اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا.

سختی اور فحش کلامی پر تنبیہ

(۱۹۹) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ اِسْتَاْذَنَ رَهْطٌ مِّنَ الْيَهُوْدِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ فَقُلْتُ بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ اِنَّ اللّٰهَ رَفِيْقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ فِي الْاَمْرِ كُلِّهٖ قُلْتُ اَوَ لَمْ تَسْمَعْ مَا قَالُوْا قَالَ قَدْ قُلْتُ وَعَلَيْكُمْ وَفِيْ رِوَايَةٍ عَلَيْكُمْ وَلَمْ يذكر الواو. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ چند یہودیوں نے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اجازت چاہی اور اس موقع پر (دبی زبان میں انہوں نے) کہا "اَلسَّامُ عَلَيْكُمْ" (یعنی السلام کے بجائے السام کہہ دیا، سلام سلامتی کو اور سام موت کو کہتے ہیں، انہوں نے بددعا دینے کی نیت سے یہ سمجھ کر ایسا کہا کہ سننے والوں کی سمجھ میں نہ آئے گا) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سن لیا اور فوراً جواب دیا اور فرمایا بَلْ عَلَيْكُمُ السَّامُ وَاللَّعْنَةُ بلکہ تم پر موت اور لعنت

[1] یہاں پہنچ کر حضرت اقدس مولانا اشرف علی تھانوی کا ایک ملفوظ یاد آ گیا، فرمایا "آج کل نسبتیں لگانے کا فیشن ہو گیا ہے، ہیں کچھ نہیں اور بنتے ہیں رشیدی، خلیلی، امدادی، صابری، وغیرہ اور بعض تو کوڑی بھی نہیں مگر اشرفی بنتے ہیں (یعنی اشرف علی کی طرف اپنے کو منسوب کرتے ہیں) کیا ذو معنیین جملہ ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

ہو۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اے عائشہ! بیشک اللہ رحیم ہے، ہر کام میں نرمی کو پسند فرماتا ہے، تم کو اس طرح جواب نہیں دینا چاہئے تھا، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ آپ نے نہیں سنا انہوں نے کیا کہا؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے اس کو جواب میں وعلیکم کہہ دیا (یعنی ان کو موت کی بددعا دے دی، پس میری بددعا اُن کے حق میں قبول ہوگی اور میرے حق میں اُن کی بددعا قبول نہ ہوگی)۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۹۸ از بخاری و مسلم)

تشریح:۔ صحیح مسلم کی ایک روایت میں یوں ہے کہ اس موقع پر آپ ﷺ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ تو فحش گو مت بن، کیونکہ اللہ تعالیٰ فحش کو اور فحش اختیار کرنے کو پسند نہیں فرماتا۔

یہودی بڑے شریر تھے، اُن کی شرارتیں آج تک کام کر رہی ہیں۔ حضور اقدس ﷺ کو اللہ کا نبی جانتے تھے اور واضح نشانیوں سے پہچانتے تھے لیکن مانتے نہیں تھے۔ حضور اقدس ﷺ جب مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو مدینہ میں جو یہودی رہتے تھے وہ آپ ﷺ کے سخت دشمن ہو گئے۔ حضور اقدس ﷺ کو ایذا دیا کرتے تھے، بلکہ شہید کرنے اور اسلام و مسلمانوں کو مٹانے کے پروگرام اور تدبیریں کیا کرتے تھے، آپ کی مجلس میں بھی آتے تھے، باتیں بھی پوچھتے تھے، لیکن اپنی شرارتوں سے باز نہیں آتے تھے، انہی شرارتوں میں سے ایک یہ تھی کہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو بجائے السلام علیکم کے دبی زبان سے السام علیکم کہتے تھے، درمیان سے لام کو قصداً کھا جاتے تھے، سلام بمعنی سلامتی ہے اور السام بمعنی موت ہے، یہودی اپنی خباثت اور شرارت سے بظاہر سلام کرتے تھے لیکن دبی زبان اور دل کے ارادہ سے موت کی بددعا دیتے تھے، ایک مرتبہ جو آئے اور ایسی ہی شرارت کی تو حضرت عائشہؓ نے سن لیا اور فوراً سخت الفاظ میں اُن کو جواب دیا اور انہوں نے جو کچھ کہا تھا اس سے بڑھ کر بددعا دی۔ یہودیوں نے تو صرف موت کی بددعا دی تھی حضرت عائشہؓ نے ان کو آڑے ہاتھوں لیا اور موت کی بددعا کے ساتھ اُن پر لعنت بھی بھیجی اور اللہ پاک کا غضب نازل ہونے کی بھی بددعا دی۔[1] حضور اقدس ﷺ نے حضرت عائشہؓ کو تنبیہ فرمائی اور فرمایا کہ اے عائشہ! ٹھہر اور نرمی اختیار کر، سختی اور فحش کلامی سے پرہیز کر کیونکہ اللہ تعالیٰ بدکلامی کو اور بدکلامی اختیار کرنے کو پسند نہیں فرماتا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ آپ ﷺ نے ان کی حرکتوں کی طرف توجہ نہیں فرمائی۔ آپ نے فرمایا ہاں مجھے پتہ ہے انہوں نے کیا کہا، میں نے بھی تو وعلیکم السلام نہیں کہا، بلکہ صرف وعلیکم کہہ کر جواب دیا، جو کچھ انہوں نے میرے لئے کہا وہ میں نے اُن پر اُلٹ دیا، اُن کی بددعا میرے حق میں قبول نہ ہوگی اور میری بددعا اُن کو لگ کر رہے گی۔ مطلب یہ ہے کہ جو انہوں نے کہا وہ اُن پر اُلٹ دیا گیا اور مزید سخت کلامی اور بدکلامی کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ شانہٗ کو نرمی پسند ہے سختی اور سخت کلامی اور فحش کلامی پسند نہیں ہے۔

دیکھو اس حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے کیسی مبارک نصیحت فرمائی، یہودی جو دشمن خدا اور دشمن دین تھے اُن کو جواب دینے میں بھی یہ پسند نہ فرمایا کہ سختی کی جائے اور بدکلامی اختیار کی جائے، جب دشمنوں کے

---

[1] ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے یہ الفاظ ہیں السام علیکم ولعنکم اللہ وغضب علیکم کما فی المشکوۃ، ص ۳۹۸

Marfat.com

ساتھ یہ معاملہ ہے تو آپس میں مسلمانوں کو سخت کلامی اور بدکلامی اختیار کرنے کی کہاں گنجائش ہو سکتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور اقدس ﷺ نے کہ ''مؤمن طعنہ زنی کرنے والا اور لعنت بکنے والا اور فحش باتیں کرنے والا اور بے حیا نہیں ہوتا''۔ (ترمذی)

مؤمن کی شان ہی دوسری ہے، وہ تو نرم مزاج، نرم زبان، میٹھے الفاظ والا ہوتا ہے، انتقال اور جواب میں کوئی لفظ نکل جائے تو وہ بھی اسی قدر ہوتا ہے جتنا دوسرے نے کہا ہے، ہم سب اس سے سبق لیں اور اپنی زبان پر کنٹرول کریں۔

لعنت کرنے کی ممانعت

(۲۰۰) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اَضْحٰی اَوْ فِطْرٍ اِلَی الْمُصَلّٰی فَمَرَّ عَلَی النِّسَآءِ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّیْ اُرِیْتُکُنَّ اَکْثَرَ اَھْلِ النَّارِ فَقُلْنَ وَبِمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ تُکْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ مَا رَاَیْتُ مِنْ نَّاقِصَاتِ عَقْلٍ وَّدِیْنٍ اَذْھَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْدٰکُنَّ قُلْنَ وَمَا نُقْصَانُ دِیْنِنَا وَعَقْلِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ؟ قَالَ اَلَیْسَ شَھَادَۃُ الْمَرْاَۃِ مِثْلَ نِصْفِ شَھَادَۃِ الرَّجُلِ قُلْنَ بَلٰی قَالَ فَذَالِکَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِھَا، قَالَ اَلَیْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ قُلْنَ بَلٰی قَالَ فَذَالِکَ مِنْ نُقْصَانِ دِیْنِھَا. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ (ایک مرتبہ) عید یا بقرعید کے موقع پر عیدگاہ تشریف لے جا رہے تھے (راستہ میں) عورتوں پر گزر ہوا، آپ ﷺ نے اُن کو خطاب کر کے فرمایا کہ اے عورتو! صدقہ کرو، کیونکہ مجھے دوزخ میں زیادہ تعداد عورتوں ہی کی دکھائی گئی ہے، عورتوں نے سوال کیا یہ کس وجہ سے یا رسول اللہ ﷺ ؟ آپ نے فرمایا اس لئے کہ تم لعنت بہت کرتی ہو اور شوہر کی ناشکری کرتی ہو، (پھر فرمایا کہ) میں نے عورت سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا کہ عقل اور دین کے اعتبار سے ناقص ہوتے ہوئے بہت ہوشیار مرد کی عقل کو ختم کر دے، عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے دین اور عقل میں کیا نقصان ہے؟ آپ نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ عورت کی گواہی مرد کی آدھی گواہی کے برابر ہے؟ عرض کیا جی ہاں ایسا تو ہے، فرمایا یہ اس کی عقل کی کمی (کے باعث) ہے، پھر فرمایا کیا یہ بات نہیں ہے کہ جب عورت کو حیض آتا ہے تو (ان دنوں میں حسب حکم شرع) نہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے؟ عورتوں نے جواب دیا کہ ہاں ایسا تو ہے، فرمایا یہ اُس کے دین کا نقصان ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۱۱۳، از بخاری ومسلم)

تشریح:- یہ حدیث بہت سی نصیحتوں پر مشتمل ہے۔ سب کی تشریح خوب غور سے پڑھیں:

سرور دو عالم ﷺ نے اوّلاً فرمایا کہ عورتو! صدقہ دو کیونکہ دوزخ میں زیادہ تر میں نے عورتوں کو دیکھا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ میں زیادہ تعداد عورتوں ہی کی ہوگی۔ جو انسان (مرد یا عورت) کافر یا مشرک یا منافق یا بے دین ہوں گے وہ تو ہمیشہ ہی دوزخ میں رہیں گے، اور بہت سے مسلمان (مرد و

Marfat.com

عورت) بھی اپنی اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے دوزخ میں چلے جائیں گے پھر جب خدا تعالیٰ کی مرضی ہوگی ان کو وہاں سے نکال کر جنت میں داخل فرمادیں گے، دوزخ کے داخل ہونے والوں میں زیادہ تر عورتیں ہوں گی اور ان کے دوزخ میں جانے کی کئی وجہیں ہیں، عورتوں کا جو عام حال ہے نمازوں کو قضا کرنا، زیور کی زکوٰۃ نہ دینا اور بدگوئی و بدزبانی میں لگا رہنا، یہ سب بڑے بڑے گناہ ہیں، اللہ تعالیٰ معاف نہ کرے اور جن لوگوں کی برائیاں کرتی تھیں وہ معاف نہ کریں تو عذاب بھگتنا پڑے گا۔

اس حدیث میں ایک خاص عمل کی ترغیب دی گئی ہے یعنی صدقہ کرنا، صدقہ کو دوزخ سے بچانے میں بہت دخل ہے، ایک حدیث میں فرمایا ہے:

اِتَّقُوا النَّارَ وَلَو بِشِقِّ تَمرَةٍ. (مشکوٰۃ شریف)

''یعنی صدقہ کر کے دوزخ سے بچو، اگر چہ آدھی کھجور ہی دے دو''۔

اس میں فرض صدقہ یعنی زکوٰۃ اور نفلی صدقہ یعنی عام خیر خیرات سب داخل ہو گئے، ان سب کو دوزخ سے بچانے میں خاص دخل ہے، جس قدر ہو سکے اللہ کی راہ میں مال خرچ کرو، اپنے مال میں تو پورا اختیار ہے، اور شوہر کا مال ہو تو اس سے اجازت لے کر خرچ کرو۔

زیادہ تعداد میں عورتوں کے دوزخ میں جانے کا ایک سبب حضور اقدس ﷺ نے یہ بتایا کہ لعنت بہت کرتی ہیں، یعنی کوسنا پیٹنا، برا بھلا کہنا، الٹی سیدھی باتیں زبان سے نکالنا، یہ عورتوں کا ایک خاص مشغلہ ہے۔ شوہر، اولاد اور بہن بھائی، گھر در، جانور، چوپایہ، آگ پانی ہر چیز کو کوستی رہتی ہیں، اسے آگ لگے، وہ لگٹی لگا ہے، یہ ناس پیٹی ہے، اسے ڈھائی گھڑی کی آئے، وہ موت کا لیا ہے، اس کا ناس ہو، اس طرح کی اَن گنت باتیں عورتوں کی زبان پر جاری رہتی ہیں، اس میں بددعا کے کلمات بھی ہوتے ہیں، گالیاں بھی ہوتی ہیں، یہ بات اللہ تعالیٰ کو بہت ناپسند ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے اس کو دوزخ میں جانے کا سبب بتایا ہے۔ لعنت کرنا یعنی یوں کہنا کہ فلاں پر لعنت ہے یا فلاں ملعون ہے یا مردود ہے یا اس پر اللہ کی مار یا پھٹکار ہو، بہت سخت بات ہے۔ اللہ کی رحمت سے دور ہونے کی بددعا کو لعنت کہا جاتا ہے، عام طور سے یوں تو کہہ سکتے ہیں کہ کافروں پر اللہ کی لعنت ہو، اور جھوٹوں اور ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے، لیکن کسی پر نام لے کر لعنت کرنا جائز نہیں ہے، جب تک یہ یقین نہ ہو کہ وہ کفر پر مر گیا، آدمی تو آدمی بخار کو، ہوا کو، جانور کو بھی لعنت کرنا جائز نہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، اس نے ہوا پر لعنت کی، آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہوا پر لعنت نہ کرو، کیونکہ وہ اللہ کی طرف سے حکم دی ہوئی ہے، اور جو شخص کسی ایسی چیز پر لعنت کرے جو لعنت کی مستحق نہیں ہے تو اس پر لوٹ جاتی ہے جس نے لعنت کی۔ (ترمذی)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ بلاشبہ انسان جب کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو لعنت آسمان کی طرف چڑھ جاتی ہے، وہاں دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں (اوپر کو جانے کا کوئی راستہ نہیں ملتا) پھر زمین کی طرف اتاری جاتی ہے، زمین کے دروازے بھی بند کر دیئے جاتے ہیں (کوئی جگہ ایسی نہیں ملتی جہاں وہ نازل ہو) پھر وہ دائیں بائیں کا رخ کرتی ہے، جب کسی جگہ کوئی راستہ نہیں پاتی تو پھر اُس شخص پر لوٹ جاتی

Marfat.com

ہے جس پر لعنت کی ہے، اگر وہ لعنت کا مستحق تھا تو اس پر پڑ جاتی ہے ورنہ اُس شخص پر آ کر پڑتی ہے جس نے منہ سے لعنت کے الفاظ نکالے تھے۔ (ابوداؤد)

ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی لعنت ایک دوسرے پر نہ ڈالو اور نہ آپس میں یوں کہو کہ تجھ پر اللہ کا غصہ ہو اور نہ آپس میں ایک دوسرے کے لئے یوں کہو کہ جہنم میں جائے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی زبان سے ایک موقع پر بعض غلاموں کے بارے میں لعنت کے الفاظ نکل گئے، حضور اقدس ﷺ وہاں سے گزر رہے تھے، آپ ﷺ نے (کراہت اور تعجب کے انداز میں) فرمایا لَعَّانِيْنَ وَصِدِّيْقِيْنَ كَلَا وَرَبِّ الْكَعْبَةِ "یعنی لعنت کرنے والے اور صدیقین (کیا یہ دونوں جمع ہو سکتے ہیں) رب کعبہ کی قسم! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا (کہ کوئی شخص صدیق بھی ہو اور لعنت کرنے والا بھی ہو) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر اس بات کا بہت اثر ہوا اور اس روز انہوں نے اپنے بعض غلام (بطور کفارہ) آزاد کر دیئے، اور بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اب ہرگز ایسا نہیں کروں گا۔ (بیہقی)

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ لعنت کرنے والے قیامت کے دن کسی کے حق میں گواہ نہ بن سکیں گے اور نہ سفارش کر سکیں گے۔ (صحیح مسلم)

دوسری بات حدیث میں یہ بتائی (جو دوزخ میں داخل ہونے کا باعث ہے) کہ عورتیں شوہر کی ناشکری کرتی ہیں، ایک دوسری حدیث میں اس کی تشریح اس طرح وارد ہوئی ہے:

لَوْ اَحْسَنْتَ اِلٰى اِحْدٰهُنَّ الدَّهْرَ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا قَالَتْ مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ.

"یعنی اگر تم عورت کے ساتھ ایک عرصہ دراز تک اچھا سلوک کرتے رہو، پھر کبھی کسی موقع پر ذرا سی کوئی بات پیش آ جائے تو (پچھلا سب کیا دھرا سب مٹی کر دے گی اور) کہے گی میں نے تیری جانب سے کبھی کوئی بھلائی نہیں دیکھی ہے"۔ (مشکوٰۃ، ص ۲۸۱ از بخاری و مسلم)

درحقیقت حضور ﷺ نے عورتوں کے مزاج اور اخلاق و عادات کا بہت صحیح پتہ دیا ہے، عورتیں واقعی عموماً اسی طرح سے شوہروں کے ساتھ برتاؤ کرتی ہیں۔

اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے عورتوں کی ایک اور عادت کا تذکرہ فرمایا اور وہ یہ کہ بہت زیادہ ہوشمند مرد کو بالکل بیوقوف بنا کر رکھ دیتی ہیں، ضد کر کر کے اور پٹی پڑھا پڑھا کر اچھے خاصے ہوش و گوش والے مرد کو بدھو بنا دیتی ہیں۔ مثلاً مرد سے کہا تمہاری آمدنی کم ہے، سارے گھر کا گزارہ نہیں ہوتا ایسا کرو کہ ماں باپ سے علیحدہ ہو جاؤ، پھر ہمارا تمہارا گزارہ کشادگی کے ساتھ ہو سکے گا، ماں باپ کا فرمانبردار بیٹا اوّلاً کچھ دنوں تک دھیان نہیں دیتا مگر وہ اسے اتنا مجبور کرتی ہے اور روزانہ اتنا سبق پڑھاتی ہیں کہ آخر وہ کسی دن ماں باپ سے جدا ہونے کا فیصلہ کر ہی لیتا ہے، وہ شخص جو بڑے بڑے اداروں کو چلاتا ہے، حکومت کے کسی اعلیٰ محکمہ کا افسر ہے، اس کے ماتحت بہت سے آدمی کام کرتے ہیں، باوجود اس بڑائی اور ہوشمندی کے اسے بھی سبق پڑھا پڑھا کر بالآخر اپنے ڈھب پر ڈال ہی لیتی ہے، اس کا سارا ہوش و گوش عورت کے سامنے کچھ کام نہیں دیتا، زیور اور کپڑے کے سلسلہ میں بھی شوہر کو مجبور کر کے اپنا مطلب پورا کر ہی لیتی ہیں، محلہ کی کسی

Marfat.com

عورت نے ہار بنوالیا، بس خیال ہوگیا کہ ہم پیچھے رہ گئے، ہمارا بھی ہار بنے اور اسی ڈیزائن کا ہو اور کم سے کم اتنے ہی تولہ کا ہو جیسا کہ پڑوسن نے بنوایا ہے۔ اب شوہر کے سر ہیں کہ ابھی بنے اور آج ہی آرڈر دو، شوہر کہتا ہے کہ ابھی موقع نہیں ہے، کاروبار مندا ہے یا تنخواہ تھوڑی ہے، بس برس پڑیں تم کبھی فرمائش پوری ہی نہیں کرتے، ہمیشہ حیلے بہانے کرتے ہو، کیا ضرورت تھی کسی کی بیٹی پلے باندھنے کی؟ خرچ نہیں چلتا ہے تو پاپ کاٹو، پہلی مرتبہ تو اتنی بات سن کر شوہر خاموش ہوگیا، رات کو جب گھر آیا تو پھر کان کھانے شروع کئے، بیچارہ سمجھا بجھا کر کسی طرح سو گیا، صبح اُٹھ کے جب کام پر جانے لگا تو پھر ٹانگ پکڑی، کہ آج ضرور تم کہیں سے رقم لے کر آؤ، شوہر نے کہا کہ آج کہاں سے آؤں گا، کیا کہیں ڈاکہ ڈالوں؟ فوراً کہیں گی ہم کچھ نہیں جانتے، ڈاکہ ڈالو یا کچھ کرو، رقم لانی ہوگی، شوہر نے کہا میں تو رشوت بھی نہیں لیتا، کہیں سے قرض ملنے کی بھی امید نہیں، کہاں سے لاؤں گا؟ فوراً آڑے ہاتھوں لیا، ساری دنیا رشوت لیتی ہے، تم بہت بڑے متقی بنے ہو، ہم چار عورتوں میں بیٹھنے کے قابل بھی نہیں، نہ ہاتھ میں چوڑی نہ گلے میں لاکٹ۔

غرض کہ ضد کر کے پیچھے پڑ کے زیور بنوا کر چھوڑتی ہیں، کپڑوں کے سلسلہ میں بھی یہی طرز عمل ہے، جب کوئی نیا کاٹ دیکھا، نیا کپڑا بازار میں آیا یا جدید طرز کا فیشن چلا، فوراً اسی طرح کا کپڑا بنانے کے لئے تیار ہوگئیں، شوہر کے پاس پیسہ ہو نہ ہو، موقع ہو نہ ہو بنانے کے لئے ضد شروع کر دی، اصرار کرتے کرتے آخر بنا کر چھوڑتی ہیں، پھر عجیب بات یہ ہے کہ جو جوڑا ایک مرتبہ کسی شادی میں پہن لیا اب اسے آئندہ کسی تقریب میں پہننے کو عیب سمجھتی ہیں۔ نئی شادی کے لئے نیا جوڑا ہونا چاہئے، پھر کاٹ بھی نئی ہو، چھانٹ بھی ماڈرن ہو، انہی خیالات میں گم رہتی ہیں اور ان خواہشات کے پورا کرنے میں بہت سے گناہ خود ان سے سرزد ہوتے ہیں اور بہت سے گناہ شوہر سے کراتی ہیں، شوہر اتنے اخراجات سے عاجز ہوتا ہے تو رشوت لیتا ہے یا بہت زیادہ محنت کر کے رقم حاصل کرتا ہے، جس سے صحت پر اثر پڑتا ہے، یہ جانتے ہوئے کہ رشوت لینا حرام ہے اور یہ عمل دوزخ میں لے جانے والا ہے اور زیادہ محنت کرنے سے صحت پر برا اثر پڑے گا اچھا خاصا ہوشمند آدمی بیوقوف بن جاتا ہے اور عورت کی ضد پوری کرنے کے لئے سب کر گزرتا ہے۔

عورت کو زیور پہننا جائز تو ہے مگر اس جائز کے لئے اتنے بکھیڑے کرنا اور شوہر کی جان پر قرض چڑھانا اور اس کو رشوت لینے پر مجبور کرنا اور پھر دکھاوے کے لئے پہننا اسلام میں اس کی گنجائش کہاں ہے؟

بیاہ شادی کے موقع پر عورتوں نے بہت سی بری رسموں کا رواج ڈال رکھا ہے جو غیر شرعی ہیں، ان رسموں کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتی ہیں، مرد کیسا ہی علم دار اور دیندار ہو اس کی ایک نہیں چلنے دیتیں، آخر وہی ہوتا ہے جو یہ چاہتی ہیں۔

مرنے جینے میں بھی بہت سی بدعات اور شرکیہ رسمیں نکال رکھی ہیں ان کی پابندی نماز سے بھی بڑھ کر ضروری سمجھی جاتی ہے، اگر مرد سمجھائے کہ یہ شریعت سے ثابت نہیں انہیں چھوڑو تو ایک نہیں سنتیں، بالآخر مرد مجبور ہو کر ان رسموں میں خرچ کرنے کو تیار ہو جاتا ہے۔

یہ سب مثالیں ہم نے حدیث کا مطلب واضح کرنے کے لئے لکھ دی ہیں۔ حضور اقدس ﷺ کا یہ فرمانا

Marfat.com

کہ دین اور عقل میں ناقص ہوتے ہوئے بہت بڑے ہوشمند آدمی کو بیوقوف بنا دیتی ہیں بالکل حق ہے۔

حدیث کے آخر میں ہے کہ جب عورتوں نے یہ دریافت کیا کہ ہمارے دین اور عقل میں کیا کمی ہے؟ تو آپؐ نے فرمایا عقل کی کمی تو اس سے ظاہر ہے کہ شریعت نے دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کے برابر شمار کی ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَأَتَانِ مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا فَتُذَکِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰی. (سورۂ بقرہ، ع۳۹ آیت ۲۸۳)

''پھر اگر وہ دو گواہ مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں ایسے گواہوں میں سے جن کو تم پسند کرتے ہو، تاکہ ان دونوں عورتوں میں سے کوئی ایک بھول جائے تو ان میں کی ایک دوسری کو یاد دلا دے''۔

اور عورت کے دین کا نقصان یہ ہے کہ ہر مہینہ جو خاص ایام آتے ہیں اُن میں نمازوں سے محروم رہتی ہیں، اور ان ایام میں روزہ بھی نہیں رکھ سکتیں (اگر رمضان میں یہ دن آجائیں تو رمضان میں روزہ چھوڑ دیں اور بعد میں قضا رکھ لیں)

شاید کوئی عورت دل میں یہ سوال اٹھائے کہ اس میں ہمارا کیا قصور ہے؟ خاص ایام کی مجبوری قدرتی ہے اور شریعت نے ان دنوں میں خود ہی نماز روزہ سے روکا ہے۔

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ مجبوری اگرچہ فطری اور طبعی ہے اور شریعت نے بھی ان دنوں میں نماز روزے سے روکا ہے، مگر یہ بات بھی تو ہے کہ نماز روزہ کی ادائیگی کی جو برکات ہیں ان سے محرومی رہتی ہے، فطری مجبوری ہی کی وجہ سے تو یہ قانون ہے کہ ان ایام کی نمازیں بالکل معاف کر دی گئی ہیں جن کی قضا بھی نہیں، اور رمضان کے روزہ کی قضا تو ہے مگر رمضان میں روزہ نہ رکھنے پر کوئی مواخذہ نہیں، اب اگر کوئی عورت یوں کہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ مجبوری کیوں لگائی ہے؟ تو یہ اللہ کی حکمت میں دخل دینا اور اس کی قدرت ومشیّت پر اعتراض کرنا ہوا، یہ ایسی ہی بات ہے کہ جو شخص حج کرے گا اُسے حج کا ثواب ملے گا جو نہ کرے گا اُسے یہ ثواب نہیں ملے گا، جس کے پاس حج کرنے کا پیسہ نہیں ہے اگر وہ کہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے پیسہ کیوں نہیں دیا تو یہ اس کی بیوقوفی ہے، اور اس کے کم عقل ہونے کی دلیل ہے۔ قرآن شریف میں ارشاد ہے:

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ ط (سورۂ نساء)

''یعنی تم لوگ کسی ایسی چیز کی تمنا مت کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فوقیت دی ہے''۔

گالی گلوچ سے پرہیز کرنے کی سخت تاکید

(۲۰۱) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْمُسْتَبَّانِ مَا قَالَا فَعَلَی الْبَادِیْ مَالَمْ یَعْتَدِ الْمَظْلُوْمُ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو دو آدمی آپس میں ایک دوسرے کو گالیاں دیں سب کا وبال اسی پر ہوگا جس نے گالی دینے میں پہلی کی ہے، جب تک کہ مظلوم زیادتی نہ کرے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص۴۱۱ از مسلم)

Marfat.com

تشریح:- زبان کے گناہوں میں گالی دینا بھی ہے، یہ بھی ایک ایسی بری چیز ہے جو کسی طرح سے بھی مؤمن کے شایانِ شان نہیں ہے، ایک حدیث میں ارشاد ہے:

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَّقِتَالُهٗ كُفْرٌ. (بخاری ومسلم)

''یعنی مسلمان کو گالی دینا بڑی گنہگاری کی بات ہے اور اس سے جنگ کرنا کفر کی چیز ہے''۔

بہت سے مردوں اور عورتوں کو گالی دینے کی عادت ہوتی ہے اور بعضے تو اس کو بڑا کمال سمجھتے ہیں حالانکہ یہ جہالت اور جاہلیت کی بات ہے، اور اس میں سخت گناہ بھی ہے اور اس کی وجہ سے آپس میں تعلقات بھی خراب ہوتے ہیں اور گالی گلوچ کرتے کرتے مردوں تک پہنچ جاتے ہیں، ایک نے کسی کو گالی دی دوسرے نے اس کے باپ کو گالی دی، پھر پہلے والے نے جواب میں دوسرے والے کے باپ کے ساتھ دادا کو بھی لپیٹ میں لیا، اس طرح سے اپنے ماں باپ کو گالیاں دلوانے کا ذریعہ بھی بن جاتے ہیں۔

حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ بڑے بڑے گناہوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ کیا کوئی شخص اپنے ماں باپ کو گالی دے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! کوئی کسی آدمی کے باپ کو گالی دے گا تو وہ الٹ کر اُس کے باپ کو گالی دیدے گا اور کسی کی ماں کو گالی دے گا تو وہ الٹ کر اُس کی ماں کو گالی دیدے گا۔ (بخاری ومسلم)

یعنی خود گالی نہ دی دوسرے سے گالی دلوادی، اور اس کا سبب بن گیا تو وہ ایسا ہی ہوا جیسے خود گالی دے دی، اور یہ بھی اُس زمانہ کی بات ہے کہ صحابہؓ کو تعجب ہوا کہ کوئی شخص اپنے ماں باپ کو کیسے گالی دے گا؟ آج کل تو بہت سے ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو ماں باپ کو بالکل سیدھی صاف ستھری گالی دے دیتے ہیں، گالی یوں بھی کبیرہ گناہ ہے لیکن ماں باپ کو گالی دینا اور بھی شدید ہے، اللہ تعالیٰ جہالت سے بچائے۔

اگر کوئی شخص کسی کو گالی دیدے تو اچھی بات یہ ہے کہ جس کو گالی دی ہے وہ خاموش ہو جائے، اور صبر کرے اور گالی دینے کا وبال اُسی پر رہنے دے۔ لیکن اگر صبر نہ کرے اور جواب دینا چاہے تو صرف اسی قدر جواب دے سکتا ہے جتنا دوسرے نے کہا ہے، اگر آگے بڑھ گیا تو یہ ظالم ہو جائے گا حالانکہ اس سے پہلے مظلوم تھا اسی کو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جب دو آدمی گالم گلوچ کر رہے ہوں تو سب کا گناہ پہل کرنے والے پر ہوگا اور اگر مظلوم نے زیادتی کر دی (جسے اوّلاً گالی دی تھی) تو پھر دونوں گناہ میں شریک ہو گئے۔

حضرت جابر بن سلیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ میں آیا، وہاں میں نے دیکھا کہ ایک بڑی شخصیت ہے کہ سب لوگ اُن کی رائے پر عمل کرتے ہیں، جو بھی کچھ فرمایا جھٹ لوگوں نے عمل کر لیا، میں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا عَلَيْكَ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دو مرتبہ ایسا ہی کہا، آپ ﷺ نے فرمایا عَلَيْكَ السَّلَامُ مت کہو، کیونکہ عَلَيْكَ السَّلَامُ (زمانۂ جاہلیت میں) میت کے لئے کہا جاتا تھا، تم اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ کہو۔ میں نے کہا آپ اللہ کے رسول ہیں؟ فرمایا میں اللہ کا رسول ہوں، وہ اللہ ایسا صاحب قدرت ہے کہ اگر تم کو کوئی تکلیف پہنچ جائے پھر تم اس سے دعا کرو تو تمہاری تکلیف رفع کر دے، اور اگر تم کو قحط سالی پہنچ جائے اور تم اس سے دعا مانگو تو وہ

Marfat.com

تمہارے لئے (ضرورت کی چیزیں زمین سے) اُگادے اور جب تم کسی چٹیل زمین میں ہو، جہاں گھاس، پانی اور آبادی نہ ہو، اور ایسے موقع پر تمہاری سواری گم ہو جائے، پھر تم اس سے دعا کرو تو تمہاری سواری تمہارے پاس واپس لوٹا دے، میں نے عرض کیا مجھے کچھ نصیحت فرمایئے، آپ ﷺ نے فرمایا ہرگز کسی کو گالی مت دینا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرمایا کہ اس کے بعد کبھی میں نے کسی آزاد کو یا غلام کو یا اونٹ کو یا بکری کو گالی نہیں دی، (پھر تین نصیحتوں کے بعد فرمایا کہ) اگر کوئی شخص تم کو گالی دے اور تم کو اس چیز کا عیب لگائے جو تمہارے اندر ہے تو تم اُسے اُس چیز کا عیب نہ لگاؤ جو عیب اس کا تم اس کے اندر جانتے ہو۔ (مشکوٰۃ المصابیح عن ابی داؤد)

دیکھو! اس حدیث میں کیسی سخت تنبیہ فرمائی کہ ہرگز کسی کو گالی نہ دینا، جن صحابی کو نصیحت کی تھی انہوں نے ایسی سختی کے ساتھ اس کو پلہ باندھا اور ایسی مضبوطی کے ساتھ اس پر عمل کیا کہ کبھی کسی انسان کو یا حیوان کو گالی نہیں دی، اونٹ، بکری، گدھا، گھوڑا کبھی کسی کو گالی کا نشانہ نہیں بنایا۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا م بِغَيْرِ عِلْمٍ.

''اور دشنام مت دو اُن کو جن کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں کیونکہ پھر وہ براہِ جہل حد سے گزر کر اللہ کی شان میں گستاخی کریں گے''۔

دیکھئے آیت شریفہ میں مشرکین کے بتوں کو گالیاں دینے سے بھی منع فرمایا اور وجہ یہ بتائی کہ جب تم اُن کے بتوں کو گالی دو گے تو وہ تمہارے معبود برحق اللہ جل شانہٗ کی شانِ اقدس میں گستاخی کریں گے، پس تم اس کا ذریعہ کیوں بنتے ہو؟

اسی طرح سے مسلمانوں کو آپس میں کسی کے خاندان کے بڑوں کو (خاندان نسبی ہو یا دینی ہو یا علمی ہو) گالی دینے یا برا کہنے سے پرہیز کرنا لازم ہے، کیونکہ ایک فریق دوسرے فریق کے بڑوں کو برا کہے گا تو دوسرا فریق بھی جواب میں برا کہے گا اور گالی دے گا، اگر کوئی شخص کسی کے باپ کو گالی دے تو جواب میں دوسرا شخص گالی دینے والے کے باپ دادا اور پردادا کو گالی دے گا۔ اس میں بسا اوقات اُن لوگوں کو گالی دینے کی نوبت آجاتی ہے جو دنیا سے گزر گئے ہیں، مردہ لوگوں کو برا کہنے کی ممانعت خصوصیت کے ساتھ وارد ہوئی ہے۔ فرمایا حضور اقدس ﷺ نے کہ جو لوگ مر گئے اُن کو گالی نہ دو، یعنی برائی کے ساتھ یاد نہ کرو، کیونکہ وہ ان اعمال کی طرف پہنچ گئے جو انہوں نے پہلے سے آگے بھیجے۔ (بخاری)

ایک اور حدیث میں ارشاد ہے کہ مردوں کو گالی نہ دو، جس کی وجہ سے تم زندوں کو ایذا دو گے۔ (ترمذی)

یعنی جب مردوں کو گالی دو گے تو ان کے متعلقین جو زندہ ہیں اُن کو تکلیف پہنچے گی اور اس سے دُوہرا گناہ ہوگا، ایک اموات کو گالی دینے کا دوسرا ان کے متعلقین کا دل دکھانے کا۔

ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا کہ اپنے مردوں کی خوبیاں بیان کیا کرو اور اُن کی برائیوں سے (زبان کو) روکے رکھو۔ (ابوداؤد، ترمذی)

اسلام پاکیزہ دین ہے، اس میں جانوروں کو گالی دینے تک کی بھی ممانعت کی گئی، ایک حدیث میں

Marfat.com

ارشاد ہے کہ مرغ کو گالی نہ دو کیونکہ وہ نماز کے لئے جگاتا ہے۔ (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں ایک شخص کو چیچڑی نے کاٹ لیا (یہ جوں سے ذرا بڑا جانور ہوتا ہے جو اونٹ وغیرہ کے جسم میں ہوتا ہے) اس شخص نے چیچڑی کو گالی دے دی، حضور اقدس ﷺ نے فرمایا اس کو گالی نہ دے، کیونکہ اس نے اللہ کے نبیوں میں سے ایک نبی کو نماز کے لئے جگایا تھا۔ (جمع الفوائد)

فائدہ:- لفظ سَبٌّ کا ترجمہ جگہ جگہ ہم نے گالی دینے سے کیا ہے، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ فحش بازاری گالی دی جائے وہی گالی ہے، بلکہ کسی کو کسی بھی برے لفظ سے یاد کرنا بھی گالی میں شامل ہے، خوب سمجھ لیں۔ اگر ماں بہن کی گالی نہ دی بلکہ بیہودہ، گدھا، کمینہ کہہ دیا یہ بھی اُن احادیث کے مفہوم میں آتا ہے جن میں سب وشتم کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔

کسی مسلمان کو فاسق یا کافر یا اللہ کا دشمن کہنے کا وبال

(۲۰۲) وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ دَعَا رَجُلًا بِالْکُفْرِ اَوْ قَالَ عَدُوُّ اللّٰہِ وَلَیْسَ کَذٰلِکَ اِلَّا حَارَ عَلَیْہِ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے کسی آدمی کو کافر کہہ کر پکارا یا یوں کہا کہ اے اللہ کے دشمن، اور وہ ایسا نہیں ہے تو یہ کلمہ اسی پر لوٹ جاتا ہے جس نے ایسا کہا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۱۱ از بخاری ومسلم)

تشریح:- اس حدیث میں اس بات سے ممانعت فرمائی ہے کہ مسلمان کو کافر یا اللہ کا دشمن کہا جائے۔ دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص کسی کو فاسق یا کافر کہہ دے اور وہ ایسا نہیں ہے تو یہ بات اُسی پر لوٹ آتی ہے جس نے زبان سے نکالی (بخاری) حضور اقدس ﷺ نے ممانعت کا عجیب طرز اختیار فرمایا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی مسلمان کو کافر یا اللہ کا دشمن کہا اور وہ حقیقت میں ایسا نہیں ہے تو جس نے کہا اس کی بات اس پر لوٹ آئے گی۔ بہت سے مرد اور عورتیں غصہ کے جنون میں آپس میں ایک دوسرے کو کافر یا اللہ کا دشمن کہہ دیتے ہیں، اس کا وبال بہت سخت ہے۔ بات وہی ہے کہ زبان پر ہر شخص کو سخت کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے، ذرا ذرا سے کلمہ میں کیا سے کیا ہو جاتا ہے اور انسان کو اس کا دھیان بھی نہیں ہوتا، یہ بات خوب خوب ذہن نشین کر لو۔

چغلی کھانے والوں کا عذاب اور وبال

(۲۰۳) وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ یَزِیْدَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ خِیَارُ عِبَادِ اللّٰہِ الَّذِیْنَ اِذَا رُءُوْا ذُکِرَ اللّٰہِ وَشِرَارُ عِبَادِ اللّٰہِ الْمَشَّاءُوْنَ بِالنَّمِیْمَۃِ الْمُفَرِّقُوْنَ بَیْنَ الْاَحِبَّۃِ الْبَاغُوْنَ الْبُرَاءَ الْعَنَتَ. (رواہ احمد والبیہقی)

ترجمہ: حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ کے اچھے بندے وہ ہیں کہ جب انہیں دیکھا جائے تو اللہ یاد آ جائے، اور اللہ کے برے بندے وہ ہیں جو چغلی لے کر چلتے پھرتے رہتے ہیں (اور چغلی کی وجہ سے) محبت کرنے والوں میں

Marfat.com

جدائی کرنے والے ہوتے ہیں (اور) جولوگ برائی سے بیزار ہیں اُن کے لئے فساد کی تلاش میں رہتے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۱۵ از احمد و بیہقی)

تشریح:- اس حدیث مبارک میں چغلی کی مذمت فرمائی اور جولوگ چغلی کرتے پھرتے ہیں اُن کو برے انسانوں میں شمار فرمایا اور فرمایا کہ یہ لوگ اہل محبت اور اہل تعلق میں چغلی کھا کھا کر جدائی پیدا کرنے کا سامان پیدا کر دیتے ہیں، اور جولوگ شر اور فساد سے بری ہیں ان کے فساد اور بربادی کا ذریعہ بنتے ہیں۔

درحقیقت چغلی کھانا بدترین چیز ہے، جو چغلی کھاتا ہے اسے کچھ نفع نہیں ہوتا بلکہ اس کے گناہ بڑھتے چلے جاتے ہیں، اور اس کی بری حرکت اور شرارت سے اچھے خاصے اہل محبت اور اہل وفا میں جنگ ہو جاتی ہے اور دلوں میں نفرت کے شعلے بھڑک کر برائیاں شروع ہو جاتی ہیں، اور افراد کی لڑائیاں خاندانوں کو لے بیٹھتی ہیں۔ چغل خور ذرا سا شگوفہ چھوڑتا ہے اور یہاں کی بات وہاں پہنچا کر جنگ و جدال کی آگ کو سلگاتا ہے۔ لوگوں میں لڑائی ہوتے دیکھتا ہے تو خوش ہوتا ہے گویا اس نے بہت بڑا کام کیا، لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ دوسروں کے لئے جو لڑائی کی آگ سلگائی اس سے اپنی قبر میں بھی انگارے بھر دیئے۔

ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ کا دو قبروں پر گزر ہوا آپ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے، اور کسی بڑی چیز کے بارے میں عذاب نہیں ہے (کہ جس کے چھوڑنے میں کوئی مشکل اٹھانی پڑے اگرچہ گناہ میں وہ بڑی چیز ہے) اس کے بعد فرمایا کہ ان میں سے ایک پیشاب کرتے وقت پردہ نہیں کرتا تھا، اور ایک روایت میں ہے کہ پیشاب سے نہیں بچتا تھا، اور دوسرا شخص چغلی لے کر چلتا تھا (یعنی فساد کے لئے اِدھر کی بات اُدھر اور اُدھر کی بات اِدھر لے جاتا تھا)۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

اس حدیث کے پیش نظر علماء نے بتایا ہے کہ پیشاب سے نہ بچنا (یعنی استنجا نہ کرنا اور بدن پر پیشاب کے چھینٹے آنے سے نہ بچنا اور پیشاب کے وقت پردہ نہ کرنا اور چغلی کھانا عذاب قبر لانے کا بہت بڑا سبب ہے۔

چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا:- ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَتَّاتٌ، ''یعنی جو شخص سخن چیں ہو جو دوسروں کی باتیں کان لگا کر سنتا ہے اور ان کو خبر بھی نہیں پھر چغلی کھاتا ہے ایسا شخص جنت میں داخل نہ ہوگا''۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

اور ایک حدیث میں قَتَّاتٌ کی جگہ نَمَّامٌ آیا ہے، نَمَّامٌ چغل خور کو کہتے ہیں، ترجمہ یہ ہوا کہ چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔

علماء نے قَتَّاتٌ اور نَمَّامٌ میں یہ فرق بتایا ہے کہ نَمَّامٌ وہ ہے جو بات کرنے والوں کے ساتھ موجود ہو پھر وہاں سے اُٹھ کر چغلی کھائے اور قَتَّاتٌ وہ ہے جو چپکے سے بات سن لے، جس کا بات کرنے والوں کو علم بھی نہ ہو اس کے بعد چغلی کھائے۔

مجلس کی باتیں امانت ہوتی ہیں:- جب کسی مجلس میں موجود ہو خواہ ایک دو آدمی ہی ہوں وہاں اگر کسی کی غیبت ہو رہی ہو تو منع کر دے اور نہ روک سکے تو وہاں سے اٹھ جائے، اور مجلس میں جو باتیں ہوں ان کو مجلس سے باہر کسی جگہ نقل نہ کرے۔

Marfat.com

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ مجلسیں امانت کے ساتھ ہیں، (مجلس میں جو بات کان میں پڑے اس کو اِدھر اُدھر نقل کرنا امانتداری کے خلاف ہے) ہاں اگر کسی مجلس میں کسی جان کو قتل کرنے کا مشورہ ہوا ہو یا زنا کاری کا مشورہ ہوا ہو، یا کسی کا ناحق مال لینے کا مشورا ہوا ہو تو یہ بات نقل کردے۔ (ابوداؤد)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جب کوئی شخص کوئی بات کہے پھر اِدھر اُدھر دیکھے تو اس کی یہ بات امانت ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

یعنی کسی شخص نے کسی سے کوئی خاص بات کہہ دی پھر وہ اِدھر اُدھر دیکھنے لگا کہ کسی نے سنا تو نہیں، تو اس کا یہ دیکھنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ کسی کو سنانا نہیں چاہتا، لہٰذا جس سے کہی ہے اس پر لازم ہے کہ وہ بات کسی سے نہ کہے، بہت سے لوگ مجلس کی بات یہاں سے وہاں پہنچا دیتے ہیں جو غلط فہمی اور لڑائی کا ذریعہ بن جاتی ہے، اور یہ شخص چغل خور بن جاتا ہے، اور خود اپنا برا کرتا ہے، نہ بات نقل کرتا نہ خرابی کا ذریعہ بنتا۔

بعض مردوں اور عورتوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ جن دو شخصوں یا دو خاندانوں یا دو جماعتوں کے درمیان اَن بن ہو ان کے ساتھ ملنے جلنے کا ایسا طور طریق اختیار کرتے ہیں کہ ہر فریق کے خاص اور ہمدرد بنتے ہیں، اور یہ ظاہر کرتے ہیں کہ تم صحیح راہ پر ہو اور ہم تمہاری طرف ہیں۔ ہر فریق ان کو ہمدرد سمجھ کر اپنی سب باتیں اُگل دیتا ہے، پھر ہر طرف کی باتیں اِدھر کی اُدھر اور اُدھر کی اِدھر پہنچاتے ہیں جس سے دونوں فریقوں کے درمیان اور زیادہ لڑائی کے شعلے بھڑک اٹھتے ہیں۔

حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن لوگوں میں سب سے زیادہ بدترین آدمی اس کو پاؤ گے جو (دنیا میں) دو چہرے والا ہے، اِن لوگوں کے پاس ایک منہ سے آتا ہے اور اُن لوگوں کے پاس دوسرا منہ لے کر جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میں جس کے دو چہرے تھے قیامت کے دن اس کی آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔ (سنن ابوداؤد)

دو چہرہ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ درحقیقت پیدائشی طور پر اس کے دو منہ تھے بلکہ چونکہ ہر فریق سے اس طرح بات کرتا تھا جیسے خاص اسی کا ہمدرد ہے اس لئے ایسے شخص کو دو منہ والا فرمایا۔ گویا کہ فریق اوّل سے جو بات کی وہ اِس منہ سے کی اور دوسرے فریق کے ساتھ دوسرا منہ لے کر کلام کیا، اور بات میں دوغلہ پن اختیار کیا۔ ایسے شخص کے ایک ہی چہرے کو دو چہرے قرار دیا گیا، کیونکہ غیرت مند آدمی اپنی زبان سے جب ایک بات کہہ دیتا ہے تو اس کے خلاف دوسری بات اسی زبان سے کہتے ہوئے شرم کرتا ہے، بے ضمیر اور بے غیرت آدمی ایک چہرے کو دو چہروں کی جگہ استعمال کرتا ہے، چونکہ زبان کی الٹا پلٹی کی وجہ سے ایک چہرے کے دو چہرے قرار دیئے گئے اور ایک زبان سے دو شخصوں کا کردار ادا کیا اس لئے قیامت کے دن اس حرکتِ بد کی سزا یہ مقرر کی گئی کہ ایسے دوغلے شخص کے منہ میں آگ کی دو زبانیں پیدا کردی جائیں گی جن کے ذریعہ جلتا بھنتا ہوگا اور اس کا یہ خاص عذاب دیکھ کر لوگ سمجھ لیں گے کہ یہ شخص دو منہ والا اور دوغلہ تھا۔ اعاذنا اللّٰہ من ذلک.

بہنو! ایسی حرکتِ بد سے بچو، جن لوگوں میں رنجش اور پرخاش ہو ان سے ملنے میں تو کوئی حرج نہیں

Marfat.com

لیکن ہر فریق کو اس کی غلطی سمجھاؤ اور دونوں میں میل ملاپ کی کوشش کرو، اِدھر کی بات اُدھر پہنچا کر اور ہر ایک کی بات صحیح کہہ کر پیٹھ نہ ٹھونکو، اور لڑائی کے بڑھانے کا ذریعہ نہ بنو اور اللہ سے ڈرو جو علیم بذات الصدور ہے۔

غیبت کسے کہتے ہیں؟
اور اس کا نقصان اور ضرر و وبال کیا ہے؟

(۲۰۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰه صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مَا الْغِیْبَةُ، قَالُوْا اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، قَالَ ذِکْرُکَ اَخَاکَ بِمَا یَکْرَهُ قِیْلَ اَفَرَءَ یْتَ اِنْ کَانَ فِیْ اَخِیْ مَا اَقُوْلُ قَالَ اِنْ کَانَ فِیْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهٗ وَاِنْ لَّمْ یَکُنْ فِیْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدْ بَهَتَّهٗ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (ایک مرتبہ صحابہؓ سے) فرمایا کیا تم جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی سب سے زیادہ جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا (غیبت یہ ہے کہ تو) اپنے بھائی کو اس طریقہ سے یاد کرے جو اُسے برا لگے، اس پر ایک صاحب نے عرض کیا کہ اگر وہ بات میرے بھائی میں موجود ہی ہو جو میں بیان کر رہا ہوں (تو اس کا کیا حکم ہے) اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر تو نے بھائی کا وہ عیب بیان کر دیا جو (اس میں ہے) تب تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر تو نے اس کے بارے میں وہ بات کہی جو اس میں نہیں ہے تو تو نے اُسے بہتان لگایا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۱۲ از مسلم)

اس حدیثِ مبارک سے معلوم ہوا کہ غیبت یہ ہے کہ کسی کا ذکر اس طرح کیا جائے کہ اسے ناگوار ہو اس سے ان لوگوں کی غلطی بھی معلوم ہوگئی جو کسی کی برائی کرتے ہوئے یوں کہتے ہیں کہ ہم نے غلط تو نہیں کہا جو کچھ کہا ہے درست کہا ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جو کوئی برائی یا عیب کسی کے اندر موجود ہو پھر اُس کو بیان کرو گے تو غیبت ہوگی، اور اگر اس کے اندر وہ خرابی اور برائی نہیں ہے جو بیان کر رہے ہو تو یہ تو بہتان ہوگا، جو غیبت سے بھی زیادہ سخت ہے۔ بعض جاہل کہتے ہیں کہ میں اس کے منہ پر کہہ دوں گا، یا میں نے اس کے منہ پر کہا ہے، پیچھے پیچھے غیبت نہیں کی ہے، یہ دلیل شیطان نے سجھائی ہے، اس دلیل سے غیبت کرنا جائز نہیں ہو جاتا۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ غیبت یہ ہے کہ کسی کا ذکر اس طرح کیا جائے کہ اُسے ناگوار ہو، معلوم ہوا کہ گناہ کی بنیاد دل دکھانے اور ناگوار ہونے پر ہے، سامنے برائی کی جائے تب گناہ ہے، منہ پر کی جائے تب گناہ ہے۔

کیا کیا چیز غیبت ہے؟:- علماء نے فرمایا ہے کہ کسی کے گناہ کا ذکر کرنا، کپڑے میں عیب بتانا، نسب میں کیڑے ڈالنا، برے القاب سے یاد کرنا، اس کی اولاد کو کالا بے ڈھنگا بتانا اور ہر وہ چیز جس سے دل دُکھے، اس سب کا کرنا حرام ہے اور غیبت میں داخل ہے۔

عورتوں میں یہ بڑا مرض ہے کہ بات بات میں نام دھرتی ہیں اور طعن و تشنیع کرتی ہیں، جہاں دو چار مل کر بیٹھیں عیب لگانے شروع کر دیئے، فلاں کالی ہے اور وہ پھوڑیا ہے اور وہ چندھی ہے، اسے خاندان کے

Marfat.com

رسم ورواج کا علم نہیں، کپڑے ڈھنگ کے نہیں پہنتی، نہ کپڑا سینا جانتی ہے نہ کاٹنا، بس پان کھانے کے سوا کچھ نہیں جانتی، ایسی ہے ویسی ہے، یہ سب باتیں سراسر غیبت ہیں۔

غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے:- رسول اللہ ﷺ نے فرمایا غیبت زنا سے زیادہ سخت (گناہ اور وبال کی چیز ہے)، صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ غیبت زنا سے زیادہ سخت کیسے ہے؟ ارشاد فرمایا زانی توبہ کرتا ہے خدا اس کی توبہ کو قبول کر لیتا ہے، اور اسے بخش دیتا ہے اور غیبت والے کی اُس وقت تک بخشش نہ ہو گی جب تک وہ شخص خود معاف نہ کر دے جس کی غیبت کی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

غیبت کرنا مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے

قرآن مجید میں ارشاد ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا ط اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ ط اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ. (سورۂ حجرات، ع۲)

''اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچا کرو کہ بعضے گمان گناہ ہوتے ہیں اور سراغ مت لگایا کرو، اور کوئی کسی کی غیبت بھی نہ کیا کرے، کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے، سو اس کو تم ناگوار سمجھتے ہو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے''۔

غور فرمائیں قرآن مجید کی اس آیت میں غیبت کرنے کو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر قرار دیا ہے، پس جب کسی کی غیبت کی تو یہ ایسا ہی ہے جیسے موت کے بعد اس کا گوشت کھایا، مطلب یہ ہے کہ جس طرح مردہ بھائی کا گوشت کھانے سے طبعاً نفرت ہے ایسا ہی اس کی غیبت سے سخت نفرت ہونی چاہئے۔

احیاء العلوم میں حضرت ابو ہریرہؓ سے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جس نے (غیبت کر کے) دنیا میں اپنے بھائی کا گوشت کھایا آخرت میں اس کا (جسم والا گوشت) غیبت کرنے والے کے قریب کیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس کو کھالے، اس حالت میں کہ وہ مردہ ہے، جیسا کہ تو نے اس کا زندگی کی حالت میں گوشت کھایا تھا، اس کے بعد وہ اس گوشت کو کھائے گا اور چیختا جائے گا اور اپنا منہ بگاڑتا جائے گا[1]

حضرت عبیدہؓ سے روایت ہے کہ دو عورتوں نے روزہ رکھا تھا، ایک شخص آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہاں دو عورتیں ہیں، جنہوں نے روزہ رکھا ہے اور قریب ہے کہ وہ پیاس سے مر جائیں، یہ سن کر آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی، وہ شخص دوپہر کے وقت پھر آیا اور عرض کیا یا نبی اللہ! اللہ کی قسم وہ مر چکی ہیں یا مرنے کے قریب ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا ان دونوں کو بلاؤ، چنانچہ دونوں حاضر ہو گئیں، اور ایک پیالہ لایا گیا، آنحضرت ﷺ نے ان میں سے ایک عورت سے فرمایا قے کر، چنانچہ اس نے قے کی، تو پیپ

---

[1] کذا فی تفسیر ابن کثیر عن ابی یعلی وقال غریب جدا وذکرہ الغزالی فی الاحیاء ایضا قال العراقی اخرجہ ابن مردویہ فی التفسیر مرفوعا و موقوفا وفیہ محمد بن اسحاق رواہ بالعنعنۃ اھ۱۲

Marfat.com

اور خون یا گوشت کے ٹکڑے نکلے، جس سے آدھا پیالہ بھر گیا، پھر دوسری عورت کو قے کرنے کا حکم فرمایا، چنانچہ اس نے بھی پیپ اور خون اور ادھ کچرے گوشت وغیرہ کی قے کی، یہاں تک کہ پورا پیالہ بھر گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں نے حلال چیزوں کو ترک کر کے روزہ رکھ لیا اور جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حرام فرمائی تھیں ان کے چھوڑنے کا روزہ نہ رکھا (بلکہ اس میں مشغول رہیں) ان میں سے ایک دوسری کے پاس بیٹھی اور دونوں لوگوں کے گوشت کھاتی رہیں (یعنی غیبت کرتی رہیں)۔

حضرت ماعز اسلمی رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے۔ ان سے ایک مرتبہ گناہ (یعنی زنا) صادر ہو گیا، انہوں نے بارگاہِ رسالت ﷺ میں آ کر چار مرتبہ اپنے گناہ کا اقرار کیا، ہر بار آپ ﷺ ان کی طرف سے بے توجہی برتتے رہے لیکن وہ برابر اقرار کرتے رہے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس بات کے کہنے سے تمہارا کیا مقصد ہے؟ انہوں نے عرض کیا کہ آپ ﷺ مجھے پاک فرما دیں، اس پر آپ نے ان کو سنگسار کرنے، یعنی پتھروں سے مارنے کا حکم دیا چنانچہ ان کو سنگسار کر دیا گیا۔

اس کے بعد حضور اقدس ﷺ نے اپنے صحابہ میں سے دو آدمیوں کی یہ بات سنی کہ ایک دوسرے سے کہہ رہا ہے کہ اس کو دیکھو! اللہ نے اس کی پردہ پوشی کی، پھر اس کے نفس نے اس کو نہیں چھوڑا یہاں تک کہ (اس نے خود ہی آ کر گناہ کا اظہار اور اقرار کیا اور) اس کو سنگسار کر دیا گیا، جیسے کتے کو سنگسار کیا جاتا ہے، اس کی یہ بات سن کر اُس وقت آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی، پھر تھوڑی دیر چلتے رہے، یہاں تک کہ ایک مردہ گدھے پر گزر ہوا، جس کی ٹانگ اوپر کو اٹھی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے اُن دونوں شخصوں کو بلایا (جنہوں نے مذکورہ کلمات کہتے تھے) اور فرمایا کہ فلاں فلاں کہاں ہیں؟ ان دونوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہم حاضر ہیں، فرمایا تم دونوں اترو اور اس مردہ گدھے کی لاش میں سے کھاؤ، اُن دونوں نے کہا، اے اللہ کے نبیؐ! اس میں سے کون کھائے گا؟ فرمایا وہ جو تم نے ابھی اپنے بھائی کی بے آبروئی کی (یعنی غیبت کی اور برا کہا) وہ اس کے کھانے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ قسم اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بلاشبہ یہ شخص (یعنی حضرت ماعز رضی اللہ عنہ اپنی سچی توبہ اور ندامت کی وجہ سے) جنت کی نہروں میں غوطے لگا رہا ہے۔ (سنن ابی داؤد)

غیبت کئی طرح سے ہوتی ہے اور اس کا سننا بھی حرام ہے:- غیبت بہت بری بلا ہے، جس طرح غیبت کرنا منع ہے غیبت سننا بھی منع ہے اور آخرت میں اُس کا وبال بھی بہت بڑا ہے۔ بعض مردوں اور عورتوں کو دیکھا گیا ہے کہ غیبت کا ان کو ایسا چسکا لگ جاتا ہے کہ ہر مجلس اور ہر موقع میں غیبت ہی کرتے یا سنتے رہتے ہیں، جب تک کسی کی غیبت نہ کریں اُن کی روٹی ہی ہضم نہیں ہوتی، کسی کی زبان سے غیبت کر دی اور کسی کی آنکھ کے اشارہ سے، اور کسی کی نقل اُتار کر، کسی کی خط لکھ کر اور کسی کی غیبت اخبار میں مضمون دے کر کر دی؛ غیبت کے شوقین مردوں کو بھی نہیں بخشتے، جو لوگ اس دنیا سے گزر گئے اُن کی بھی غیبتیں کرتے ہیں حالانکہ یہ اس اعتبار سے بہت خطرناک ہے کہ دنیا میں نہ ہونے کی وجہ سے ان سے معافی نہیں مانگی جا سکتی، پھر اس میں دوہرا گناہ ہے کیونکہ میت کی غیبت کے ساتھ ان لوگوں کی دل آزاری بھی ہوتی ہے جو مرنے والے سے نسب کا

لہ قال الهيثمي في مجمع الزوائد، ص ۱۷۱ ج ۳ رواه احمد و ابو يعلى نحوه وفيه اجل لم يسم، ۱۲

Marfat.com

یا کسی طرح کی نسبت کا تعلق رکھتے ہیں۔ جو شخص دنیا سے چلا گیا، اگر اس کا کوئی مالی حق رہ گیا ہو تو وہ اس کے وارثوں کو دے کر جان چھوٹ سکتی ہے، لیکن مرنے والے کی غیبت کو ورثا بھی معاف نہیں کر سکتے۔

غیبت کرنے یا سننے میں نفس کو مزہ آتا ہے اس مزہ کا نتیجہ جو آخرت میں بصورت عذاب ظاہر ہوگا اس وقت کی اُس لذت کا خمیازہ بھگتنا پڑیگا، جو بہت برا ہوگا۔ جس طرح کسی کا مالی حق دبا لینے یعنی روپیہ پیسہ یا کوئی چیز غیر شرعی طور پر لے کر قبضہ کر لینے سے میدانِ قیامت میں نیکیوں اور گناہوں سے لین دین ہوگا، اسی طرح جس نے کسی کی غیبت کی ہوگی یا غیبت سنی ہوگی یا کسی بھی طرح سے کسی کی بے آبروئی کی ہوگی، بے جا مار پیٹ کی ہوگی، گالی دی ہوگی، تہمت لگائی ہوگی، ان صورتوں میں بھی نیکیوں اور برائیوں سے لین دین ہوگا جس کی صورت یہ ہوگی کہ جس کا حق دبایا ہوگا یا کسی بھی طرح سے اس کی بے آبروئی کی ہوگی تو جس نے ایسی حرکت کی ہوگی اس کو ظالم قرار دیا جائے گا، اور جس کا پیسہ یا کوئی حق دبایا یا غیبت کی ہو یا کسی بھی طرح بے آبروئی کی تو اس کے عوض ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دلا دی جائیں گی، اگر نیکیوں سے پورا نہ پڑا تو مظلوم کی برائیاں یعنی گناہ لے کر ظالم کے سر ڈال دیئے جائیں گے، پھر اُسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا، یہ مضمون حدیث شریف میں بہت واضح طور پر بیان فرمایا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، صفحہ ۴۳۵)

ہوشمند بندے وہی ہیں جو اپنی زبان پر قابو رکھتے ہیں، تیری میری برائی میں نہیں پڑتے، نہ غیبت کرتے ہیں نہ غیبت سنتے ہیں، بہت سے لوگوں کو دیکھا گیا ہے خوب زیادہ ذکر و تلاوت کرتے ہیں، نمازیں بھی لمبی لمبی پڑھتے ہیں اور بھی طرح طرح کی نیکیوں میں مشغول رہتے ہیں لیکن چونکہ غیبتوں اور تہمتوں سے بچنے کا اہتمام نہیں کرتے اس لئے اپنی ساری نیکیوں کو اپنے حق میں مٹی کر دیتے ہیں، جن کے حق دبائے یا غیبتیں کیں یا غیبتیں سنیں یہ بھاری بوجھل نیکیاں ان کو دے دی جائیں گی، اور اُن کے گناہ اپنے سر پر اٹھائیں گے اور پھر حیران کھڑے رہ جائیں گے، پھر دوزخ کا عذاب بھگتنا پڑے گا۔

جو غیبت کی ہے یا سنی ہے اس دنیا میں معافی مانگ کر اس سے سبکدوش ہو جائے:-

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ آئندہ کے لئے غیبت کرنے، غیبت سننے، تہمت لگانے، گالی دینے، کسی کی نقل اتارنے، کسی کا مذاق بنانے سے اپنی حفاظت کر لے، اور جن لوگوں کے حقوق دبائے ہیں یا غیبتیں کی ہیں یا سنی ہیں، یا کسی کے حق میں کسی بھی طرح سے آگے یا پیچھے کوئی کلمہ ایسا کہا ہے جو ناگواری کا باعث ہو تو ان سب سے معافی مانگے، اگر ملاقات ہونے کی صورت نہ ہو تو خط کے ذریعہ معافی طلب کریں، اگر کوئی شخص مر گیا ہو تو مالی حق اُس کے وارثوں کو دے دے، اور دوسری چیزوں کی معافی کے واسطے مرنے والے کے لئے اتنی زیادہ دعائے مغفرت کرے جس سے یقین ہو جائے کہ اس کی جو غیبت یا برائی کی تھی یا غیبت سنی تھی یا تہمت لگائی تھی اس کی تلافی ہو گی۔

بعض علماء نے یوں فرمایا ہے کہ جس کی غیبت کی یا سنی اگر اسے پتہ چل گیا ہو تو اس سے معافی مانگ لے، اور اگر اسے پتہ نہ چلا ہو تو اسے بتائے بغیر اس کے لئے اس قدر دعائے مغفرت کرے کہ غیبت وغیرہ کی پوری طرح سے تلافی ہو جائے۔

Marfat.com

کسی جگہ غیبت ہونے لگے تو دفاع کرے ورنہ اُٹھ جائے:- ہمارے ایک استاد غیبت سے بچنے کا اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ کسی کا اچھا تذکرہ بھی اپنی مجلس میں نہیں ہونے دیتے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ آج کل کسی کی تعریف کے کلمات کہنا بھی مشکل ہے اگر کوئی شخص کسی کے حق میں اچھے کلمات کہنا شروع کرے تو فوراً ہی دوسرا شخص اُس کی برائی شروع کر دیتا ہے، پھر سب حاضرین غیبت سننے میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا کہ غیبت کرنا، غیبت سننا، دونوں گناہ کبیرہ ہیں، لہٰذا اگر کسی موقع پر کسی کی غیبت ہونے لگے تو حاضرین کو چاہئے کہ اس کو روکیں اور جس کی غیبت ہو رہی ہے اس کا پارٹ لیں، اگر تردید کرنے کی قدرت نہ ہو تو دل سے برا سمجھتے ہوئے وہاں سے اُٹھ جائیں، اٹھنا تو اپنے اختیار میں ہے غیبت سننے میں کوئی مجبوری نہیں، جیسا کہ غیبت کرنے والے کے لئے بھی کوئی مجبوری نہیں ہوتی، دوزخ کی آگ کا تصوّر کریں تو ہر گناہ چھوڑنا آسان ہو جاتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کے پاس اس کے مسلمان بھائی کی غیبت کی گئی اور وہ اُس کی مدد کرنے پر قدرت رکھتے ہوئے مدد کر دیتا ہے (یعنی اس کی حمایت کرتا ہے اور اس کی طرف سے دفاع کرتا ہے اور غیبت کرنے والے کو روک دیتا ہے) تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی مدد فرمائے گا اور اگر قدرت ہوتے ہوئے اس کی مدد نہ کی تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس کی گرفت فرمائے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

جس کی غیبت ہو رہی ہے اس کی طرف سے دفاع کرنے کا اجر:- حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اپنے بھائی کے گوشت کی طرف سے دفاع کیا جو غیبت کے ذریعہ کھایا جا رہا تھا تو اللہ تعالیٰ شانہٗ کے ذمہ ہوگا کہ اس کو دوزخ سے آزاد فرما دے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو بھی کوئی مسلمان اپنے بھائی کی آبرو کی طرف سے دفاع کرے (یعنی اس کی بے آبروئی کے موقع پر جو غیبت وغیرہ کے ذریعہ ہو رہی ہے اس کی حمایت کرے اور جو لوگ بے آبروئی کر رہے ہوں ان کی کاٹ کرے) تو اللہ جل شانہٗ کے ذمہ ہوگا کہ قیامت کے دن دوزخ کو اس سے دور فرما دے، پھر آپؐ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ. (مشکوٰۃ المصابیح)

پس اے بہنو! غیبت کرنے اور غیبت سننے، کسی کا مذاق بنانے اور نقل اُتارنے اور ہر اس فعل سے سختی سے بچو اور اپنی اولاد کو اور سہیلیوں کو اور ملنے والیوں کو بچاؤ جس سے کسی مسلمان کی آگے یا پیچھے بے آبروئی ہو رہی ہو۔

تانبے کے ناخنوں سے چہروں اور سینوں کو چھیلنے والے:- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب میرے رب نے مجھے معراج کرائی تو میں ایسی قوم پر گزرا جس کے تانبے کے ناخن تھے، وہ ان سے اپنے چہروں اور سینوں کو چھیل رہے تھے، میں نے پوچھا کہ اے جبرئیلؑ! یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے ہیں، (یعنی

Marfat.com

غیبتیں کرتے ہیں) اور لوگوں کی آبروریزی کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

بہت سے مرد اور عورتیں مجلس والوں کو ہنسانے کے لئے کسی حاضر یا غائب کی غیبت کرتے ہیں، یا مسخرہ پن کرتے ہیں یا نقل اُتارتے ہیں، اُس وقت تو ذرا سی دیر کی ہنسی میں نفس کو ذرا مزہ آجاتا ہے، لیکن جب اس کی سزا ملے گی تو اس وقت مزہ کا پتہ چلے گا، فرمایا حضور اقدس ﷺ نے کہ بیشک بندہ کبھی کوئی ایسا کلمہ کہہ دیتا ہے جس سے لوگوں کو صرف ہنسانا مقصود ہوتا ہے، اس کلمہ کی وجہ سے اتنا زیادہ گہرائی میں گرتا چلا جاتا ہے کہ اس گہرائی کا فاصلہ اس سے بھی زیادہ ہوتا ہے جتنا فاصلہ آسمانوں اور زمین کے درمیان میں ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

کسی کو تہمت لگانے کا عذاب

(۲۰۵) وَعَنْ مَعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ حَمٰی مُؤْمِنًا مِّنْ مُّنَافِقٍ بَعَثَ اللّٰہُ مَلَکًا یَحْمِیْ لَحْمَہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ مِنْ نَّارِ جَھَنَّمَ وَمَنْ رَمٰی مُسْلِمًا بِشَیْءٍ یُرِیْدُ بِہٖ شَیْنَہٗ حَبَسَہُ اللّٰہُ عَلٰی جَسْرِ جَھَنَّمَ حَتّٰی یَخْرُجَ مِمَّا قَالَ. (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے کسی مؤمن کو منافق سے بچایا (یعنی غیبت کرنے والے کی تردید کی، اور جس کی غیبت ہو رہی ہو اس کی حمایت کی) تو اللہ جل شانہٗ قیامت کے دن ایک فرشتہ بھیجیں گے، جو حمایت کرنے والے کے گوشت کو دوزخ کی آگ سے بچائے گا، (یعنی یا تو اسے دوزخ میں داخل نہ ہونے دے گا اور اگر وہ داخل ہو گیا تو اس کو عذاب نہ ہونے دے گا) اور جس کسی نے کسی مسلمان کو تہمت لگا دی اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ کے پل پر ٹھہرائے رکھے گا یہاں تک کہ وہ اپنی کہی ہوئی بات سے (صاف ستھرا) ہو کر نکل جائے گا۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۲۴ از ابوداؤد)

تشریح:- اس حدیث پاک میں دو باتوں کی طرف توجہ دلائی ہے، اوّل یہ کہ جو کوئی کسی کی غیبت کرے تو جس کی غیبت کی جا رہی ہو اس کی طرف سے دفاع کیا جائے، اور اس کا بہت بڑا فائدہ بتایا ہے۔ یہ مضمون غیبت کے بیان میں بھی گزر چکا ہے۔

دوسری بات یہ کہ کسی کو کسی طرح سے بھی تہمت لگانے سے پرہیز کرنا واجب ہے، اگر کسی نے کسی کو تہمت لگا دی تو یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے، اس کی وجہ سے قیامت کے دن بڑی مصیبت کھڑی ہو جائے گی، جس کسی کو تہمت لگائی تھی اس سے چھٹکارا کرنا ضروری ہوگا، دوزخ کی پشت پر پل صراط قائم کی جائے گی، سب کو اس پر سے گزرنا ہوگا، جو اس سے پار ہوتا جائے گا جنت میں داخل ہوتا چلا جائے گا، تہمت لگانے والا شخص پل صراط پر روک لیا جائے گا اور جب تک تہمت لگانے کے گناہ سے پاک وصاف نہ ہوگا جنت میں نہ جائے گا، پاک صاف ہونے کے دو طریقے ہیں یا تو وہ شخص معاف کر دے جس کو تہمت لگائی یا اپنی نیکیاں اس کو دے کر اور اس کے گناہ اپنے سر لے کر دوزخ میں چلے، چونکہ وہاں بندے حاجت مند ہوں گے اس لئے یہ امید تو بہت کم ہے کہ کوئی شخص معاف کر دے اب دوسری صورت یعنی دوزخ میں جلنا ہی رہ جاتا ہے، کس کو ہمت ہے جو دوزخ میں جلنے کا ارادہ کرے، جب اس کی ہمت نہیں تو اپنے نفس اور زبان پر قابو پانا ضروری ہوا۔ بہت سی عورتیں اور مرد اس بات کا بالکل خیال نہیں کرتے کہ کسی کے حق میں کیا کہہ گزرے، کس

Marfat.com

پر کیا تہمت لگادی اور کس کو کس بہتان سے نواز دیا۔ جہاں ساس بہوؤں میں لڑائی ہوئی جھٹ کہہ دیا کہ رنڈی ہے، سوکنیں لڑنے لگیں، تو ایک نے دوسری کو بدکار کہہ دیا، نند بھاوج میں لڑائی ہوئی تو کہہ دیا کہ یار گھیرے پھرتی ہو، کسی کو چور بتادیا، کسی کے بارے میں کہہ دیا کہ شرابی ہے، اور تہمت لگانے میں ان لوگوں تک کو نہیں بخشا جاتا جن سے کبھی ملاقات بھی نہیں ہوئی بلکہ جو لوگ مر گئے دنیا سے جاچکے اُن پر بھی تہمتیں دھر دیتے ہیں، یہ بہت ہی خطرناک بات ہے، جس کی پاداش بہت سخت ہے۔

جو لوگ دنیا میں کمزور ہیں یا دور ہیں یا مر گئے ہیں، بدلہ لینے سے عاجز ہیں اُن کے آگے یا پیچھے اگر ان کو کوئی تہمت لگادی اور وہ بدلہ نہ لے سکے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ یہ معاملہ یہیں ختم ہوگیا، آخرت کا دن آنے والا ہے جہاں پیشی ہوگی، حساب کتاب ہوگا، مظلوموں کو بدلے دلائے جائیں گے، اس دن کیا ہوگا؟ اس کو غور کرنا چاہئے، عام لوگ تو پھر بھی کچھ نہ کچھ حیثیت رکھتے ہیں، اپنا زرخرید غلام تو دنیا کے رواج میں کچھ بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ لیکن اگر کسی نے اپنے زرخرید غلام کو زنا کی تہمت لگادی تو تہمت لگانے والوں پر قیامت کے دن حد قائم کی جائے گی الا یہ کہ وہ تہمت لگانے میں سچا ہو۔ (کمافی الترغیب والترہیب عن البخاری ومسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ہلاک کرنے والی سات چیزوں سے (خاص خصوصیت اور اہتمام کے ساتھ) بچو، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ وہ سات ہلاک کرنے والی چیزیں کیا ہیں؟ فرمایا:

(۱) اللہ کے ساتھ شرک کرنا، (۲) جادو کرنا، (۳) اس جان کو قتل کرنا جس کا قتل اللہ نے حرام فرمادیا مگر یہ کہ حق کے ساتھ ہو (جس کو علماء اور شرعی قاضی جانتے اور سمجھتے ہیں)، (۴) سود کھانا، (۵) یتیم کا مال کھانا، (۶) میدانِ جہاد سے پشت پھیر کر بھاگ جانا، (۷) پاکباز مؤمن عورتوں کو تہمت لگانا (جو برائیوں سے) غافل ہیں۔ (بخاری ومسلم)

یعنی جو عورتیں پاکباز اور عصمت والی ہیں اُن کو تہمت لگانا اُن بڑے بڑے گناہوں میں شامل ہے جو ہلاک کردینے والے ہیں، یعنی دوزخ میں پہنچانے والے ہیں، اُن کو تہمت لگانا اس لئے سخت ہے کہ انہیں برائی کا دھیان تک نہیں ہے، اور جنہیں زبان پر قابو نہیں مرد ہوں یا عورت وہ ان بیچاریوں پر تہمتوں کے گولے پھینکتے رہتے ہیں، اگرچہ کسی ایسی عورت پر بھی تہمت لگانا درست نہیں جس کا چال چلن مشکوک ہو۔

نقل اُتارنے پر تنبیہ

(۲۰۶) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَسْبُکَ مِنْ صَفِیَّةَ کَذَا وَکَذَا تَعْنِیْ قَصِیْرَةً فَقَالَ لَقَدْ قُلْتِ کَلِمَةً لَوْ مُزِجَ بِهَا الْبَحْرُ لَمَزَجَتْهُ قَالَتْ وَحَکَیْتُ لَهٗ اِنْسَانًا فَقَالَ مَا اُحِبُّ اَنِّیْ حَکَیْتُ اِنْسَانًا وَاَنَّ لِیْ کَذَا وَکَذَا. (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے (ایک مرتبہ کسی موقع پر) رسولِ اکرم ﷺ سے عرض کردیا کہ صفیہ بس اتنی سی ہے (یعنی اس کے حسن وغیرہ کی کوئی مزید خامی بتانے کی ضرورت

Marfat.com

نہیں ہے پستہ قد ہونا ہی کافی ہے) یہ سن کر رحمتہ للعالمین ﷺ نے فرمایا کہ تو نے ایسا کلمہ کہا ہے کہ اگر اسے سمندر میں ملا دیا جائے تو سمندر کو بھی بگاڑ ڈالے۔ یہ واقعہ بتا کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ میں نے ایک مرتبہ حضور انور ﷺ کے سامنے ایک آدمی کی نقل اُتاری، اس پر سید المرسلین ﷺ نے فرمایا کہ مجھے یہ پسند نہیں ہے کہ کسی شخص کی نقل اتاروں اگر چہ مجھے ایسا کرنے پر (دنیا کی) اتنی اتنی دولت مل جائے۔ (سنن ابی داؤد، ص ۳۱۲ ج ۲ باب فی الغیبۃ کتاب الادب)

تشریح:- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کے قد و قامت، ہاتھ پاؤں، ناک کان وغیرہ کو عیب دار بتانا (اگر چہ واقعتاً عیب دار ہو) اور کسی کی بات یا چال ڈھال کی نقل اُتارنا گناہ ہے، اور سخت ممنوع ہے۔ عام طور سے کسی کے ہکلانے یا لنگڑا کر چلنے یا توتلانے یا نظر گھمانے کی نقل اُتاری جاتی ہے اور اس میں کچھ حرج نہیں سمجھا جاتا، جس کی وجہ سے سخت گنہگار ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ بات حقوق العباد سے ہے اس لئے جب تک بندہ سے معافی نہ مانگی جائے توبہ سے بھی معاف نہ ہوگا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے قد کی کوتاہی کو خاص انداز میں ذکر کیا تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ کلمہ ایسا خراب ہے کہ اگر اس کو جسم کی صورت دے کر سمندر میں گھول دیا جائے تو سمندر کو بھی گدلا کر کے رکھ دے، اور اس کے موجودہ رنگ و بو اور مزہ کو بدل ڈالے۔ حضور اقدس ﷺ کا یہ ارشاد ہمارے لئے کس قدر باعثِ عبرت ہے ہر شخص غور کرے، کتنے انسانوں کے اعضاءِ جسم میں اب تک کیڑے ڈالے ہیں اور کتنے لوگوں کی چال ڈھال کو عیب دار بتایا ہے۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے تو لنگڑے کو لنگڑا کہا ہے اور بہرہ کو بہرہ بتایا ہے اور اندھے کو اندھا کہہ کر بلایا ہے اور یہ بات حقیقت اور واقعہ کے خلاف نہیں ہے، جھوٹ ہوتا تو قابل گرفت ہوتا مگر یہ حیلہ شرعاً بے معنی ہے۔ پہلے حدیث نمبر ۲۰۴ کے ذیل میں گزر چکا ہے کہ گناہ کا مدار ناگواری پر ہے، بات کے جھوٹا سچا ہونے پر نہیں ہے۔ دیکھو! حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قد چھوٹا بتایا ہے غلط بات نہ تھی، پھر بھی حضور اقدس ﷺ نے اس پر تنبیہ فرمائی۔

بندوں کی تعریف کرنے کے احکام

(۲۰۷) وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ اَثْنٰی رَجُلٌ عَلٰی رَجُلٍ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ وَیْلَکَ وَقَطَعْتَ عُنُقَ اَخِیْکَ ثَلَاثًا مَّنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّادِحًا لَا مَحَالَۃَ فَلْیَقُلْ اَحْسِبُ فُلَانًا وَّاللّٰہُ حَسِیْبُہٗ اِنْ کَانَ یَرٰی اَنَّہٗ کَذٰلِکَ وَلَا یُزَکِّیْ عَلَی اللّٰہِ اَحَدًا. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کے سامنے ایک شخص نے دوسرے شخص کی تعریف کر دی، اس پر آپ ﷺ نے ناگواری کا اظہار فرماتے ہوئے تین بار ارشاد فرمایا تیرے لئے ہلاکت ہے تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی، (پھر فرمایا) کہ جس کو کسی کی تعریف کرنی ہو تو یوں کہے میں فلاں کو ایسا سمجھتا ہوں اور اللہ اس کا حساب لینے والا ہے، اور یہ بھی اس وقت ہے جب کہ اس کو واقعتاً

Marfat.com

ایسا سمجھتا ہو (پھر فرمایا) اور اللہ کے ذمہ رکھ کر کسی کا تزکیہ نہ کرے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص۴۱۲ از بخاری و مسلم)

تشریح:- اگر کسی کی تعریف میں کچھ کلمات کہے تو اس کے سامنے نہ کہے کیونکہ اندیشہ ہے کہ اس کے دل میں خود پسندی اور بڑائی آجائے، جب ایک شخص نے دوسرے شخص کی تعریف کی تو حضور اقدس ﷺ نے اس کو تنبیہ فرمائی اور فرمایا کہ تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی یعنی اس کے سامنے تعریف کر کے اس کو غرور اور خود پسندی میں ڈالنے کا انتظام کر دیا، پھر یہ اُس صورت میں ہے جبکہ تعریف سچی ہو، اگر جھوٹی تعریف ہو تو اس کی گنجائش بالکل نہیں، کیونکہ وہ تو گناہِ عظیم ہے۔

پھر دوسری تنبیہ فرمائی اگر کسی کی تعریف کرنی ہی ہے (اس میں آگے پیچھے کا کوئی فرق نہیں) تو یوں کہے کہ میں تو فلاں کو ایسا سمجھتا ہوں اور صحیح صورتِ حال اللہ کو معلوم ہے وہی اس کا حساب لینے والا ہے، ان کلمات کے کہنے سے اوّل تو وہ شخص نہیں پھولے گا جس کی تعریف میں یہ الفاظ کہے اور اس میں تعریف کرنے والے کی طرف سے اس کا دعویٰ بھی نہ ہوگا کہ وہ واقعتاً ایسا ہی ہے کیونکہ بندہ صرف ظاہر کو جانتا ہے اور پورے کمالات اور حالات ظاہری ہوں یا باطنی ان سب کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، اور آخرت میں ہر شخص کس حال میں ہوگا اس کو بھی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، لہٰذا یقین کے ساتھ کسی کو یہ کہنا کہ وہ ایسا ایسا ہے اس میں پورے حالات سے واقف ہونے کا دعویٰ ہے، جب اللہ پاک کی جانب سے اس کے بارے میں کوئی خبر نہیں دی گئی تو پختہ یقین اور جزم کے ساتھ یہ کہہ دینا کہ ایسا ایسا ہے گویا اللہ کے ذمہ یہ بات لگا دینا ہے کہ اللہ کے نزدیک بھی یہ شخص ایسا ہی ہے جیسا میں بتا رہا ہوں، اسی کو فرمایا وَلَا يُزَكِّيْ عَلَى اللّٰهِ اَحَدًا یعنی اللہ کے ذمہ رکھ کر کسی کا تزکیہ نہ کرے۔

فاسق اور کافر کی تعریف:- یہ جو کچھ بیان ہوا اچھے بندوں کی تعریف اور سچے بندوں کی تعریف میں بیان ہوا اور جھوٹی تعریف اور کافر و فاسق کی تعریف کی تو اسلام میں کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو پروردگار عالم جل مجدہٗ غصہ ہوتے ہیں اور اللہ کا عرش حرکت کرنے لگتا ہے۔ (بیہقی)

عرش کا حرکت کرنا اللہ تعالیٰ کی ہیبت و عظمت کی وجہ سے ہے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہے اس کی تعریف کرنا ایک بہت ہی بری چیز ہے جس کے سامنے اللہ کی عظمت نہیں ہوتی وہی اُن لوگوں کی تعریف کرتا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ شانہٗ ناراض ہے۔ عرشِ الٰہی کو یہ تعریف ناگوار ہے اس لئے وہ حرکت میں آجاتا ہے۔

کافروں اور فاسقوں کی تعریف بہت بڑا اور بہت برا مرض ہے، شاعروں کا کام ہی یہ ہے کہ آسمان و زمین کے قلابے ملایا کریں اور جھوٹی تعریفیں کر کے روٹی حاصل کیا کریں، اور دنیائے سیاست میں بھی یہی ہوتا ہے کہ جس کو لیڈر بنا لیا وہ چاہے کافر ہو چاہے بہت بڑا فاسق فاجر ہو اس کی تعریف اور توصیف کرنے کو فرض کا درجہ دیتے ہیں۔ اوّل تو ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اللہ کے صالح بندوں کو اپنا مقتدا بنائے اور ان کے ساتھ چلے، اور ان کی نگرانی کرتا رہے کہ شریعت کے مطابق کہاں تک چل رہے ہیں، کافروں اور فاسقوں کو مقتدا بنانا ہی گناہ ہے، اور کافروں اور فاسقوں کی تعریف تو اور زیادہ گنہگاری کی بات ہے، الیکشن کے مواقع میں تو اپنے لیڈر اور اپنی جماعت کے لوگوں کو سپورٹ کرتے ہیں، اور جسے جتانا مقصود ہو اس کی جھوٹی سچی تعریفوں کے پل باندھ دیتے ہیں، خواہ وہ

Marfat.com

کیسا ہی فاسق فاجر ہو، اور اس کے برعکس دوسرے فریق کا امیدوار خواہ کیسا ہی نیک، صالح ہو، مجمعوں میں اور جلسوں میں اور کانفرنسوں میں اس کی غیبتیں کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں، اور تہمتیں رکھتے ہیں اور ناکردہ گناہ اس کے ذمہ عائد کرتے ہیں، اور یہ نہیں سوچتے کہ ان تعریفوں اور مذمتوں کا انجام آخرت میں کیا ہے، یہ زبان کی لگائی ہوئی کھیتیاں جب کاٹنی پڑیں گی اور انجام بھگتنا ہوگا تو کیا ہوگا؟ خوب غور وفکر کی بات ہے۔

جھوٹی قسم اور جھوٹی گواہی کا وبال

(۲۰۸) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْکَبَائِرُ اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْیَمِیْنُ الْغَمُوْسُ. رواه البخاری وفی روایة اَنَسٍ وَشَهَادَةُ الزُّوْرِ بَدَلَ الْیَمِیْنِ الْغَمُوْسِ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا حضور اقدس ﷺ نے کہ بڑے بڑے گناہ یہ ہیں (۱) اللہ کے ساتھ شرک کرنا، (۲) ماں باپ کو ستانا، (۳) کسی جان کو قتل کرنا اور (۴) جھوٹی قسم کھانا۔ (مشکوٰۃ ص ۱۷ از بخاری)

تشریح:- کبیرہ گناہ تو بہت سے ہیں لیکن اس حدیث میں چند ایسے گناہ ذکر فرمائے جو بہت بڑے ہیں اور جن میں عام طور سے لوگ مبتلا رہتے ہیں۔ چونکہ اس موقع پر ہم زبان کی آفتیں ذکر کر رہے ہیں اس لئے اس حدیث میں جھوٹی قسم کی مناسبت سے یہ حدیث یہاں نقل کی ہے۔

اللہ کے ساتھ شرک کرنا تو سب سے بڑا گناہ ہے، جس کی کبھی بھی بخشش نہیں ہے۔ اس کو تو سب مسلمان جانتے ہیں، والدین کی نافرمانی اور اُن کو ستانا اور تکلیف دینا بھی بڑے گناہوں میں ہے، اور اس حدیث میں اس کو شرک کے بعد ذکر فرمایا ہے، جس سے اس کی قباحت خوب ظاہر ہو رہی ہے، اور اس بارے میں ہم اس کتاب میں تفصیل سے لکھ بھی چکے ہیں، اور ایک مستقل رسالہ بھی ''حقوق الوالدین'' کے نام سے لکھا ہے اور جھوٹی قسم کے بارے میں ہم یہاں لکھنا چاہتے ہیں۔

جھوٹی قسم کا تعلق گزشتہ زمانہ کے واقعات سے ہوتا ہے جو کوئی واقعہ نہ ہوا ہو اس کے بارے میں کہہ دیا کہ ایسا ہوا، اور اس پر قسم کھالی اور کسی نے کوئی کام نہیں کیا، اس کے بارے میں کہہ دیا کہ اس نے ایسا کیا ہے، اور اس پر قسم کھالی، اسی طرح اپنے کسی فعل کے کرنے یا نہ کرنے پر جھوٹی قسم کھالی، یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ اوّل تو جھوٹ پھر اوپر سے جھوٹی قسم یعنی اللہ کے نام کو جھوٹ کے لئے استعمال کرنا گناہ در گناہ ہو جاتا ہے، بہت سے مرد اور عورت جھوٹی قسم سے بالکل پرہیز نہیں کرتے، بات بات میں قسم کھاتے چلے جاتے ہیں اور اس کا گناہ اور وبال جو دنیا اور آخرت میں ہے اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

عورتوں میں تیری میری برائی کرنے کی عادت ہوتی ہے، خواہ مخواہ لڑائی جھگڑوں میں اپنے آپ کو پھنساتی ہیں، تیرے میرے بارے میں کچھ نہ کچھ کہہ دیتی ہیں، جب کوئی موقع آتا ہے تو مکر جاتی ہیں اور صاف انکار کر دیتی ہیں کہ میں نے نہیں کہا، اور اس پر قسم بھی کھا جاتی ہیں۔ بہت سے لوگ مال بیچتے وقت جھوٹی قسم کھا جاتے ہیں کہ یہ اتنے کا لیا ہے اور اتنے کا پڑا ہے، اور بعض مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ کسی چیز کے

Marfat.com

بارے میں جھوٹی قسم کھا جاتے ہیں کہ یہ میری ہے حالانکہ اپنی نہیں ہوتی۔ یہ سب باتیں اس لئے سرزد ہوتی ہیں کہ آخرت کی پیشی کا خیال نہیں ہوتا۔

فرمایا حضور اقدس ﷺ نے جس کسی شخص نے اللہ کی قسم کھائی اور اس میں مچھر کے پر کے برابر (ذرا سی بات غلط) داخل کر دی تو یہ قسم اس کے دل میں ایک سیاہ دھبہ بن جائے گی جو قیامت تک رہے گا۔ (ترمذی)

جھوٹی قسم کے ذریعہ مال حاصل کرنے کی سزا:- ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی نے جھوٹی قسم کے ذریعہ کوئی مال حاصل کر لیا وہ اللہ سے اس حال میں ملاقات کرے گا کہ کوڑھی ہوگا۔ (ابوداؤد شریف)

حضرت عبدالرحمٰن بن شِبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ تاجر لوگ فاجر ہیں (یعنی بڑے گنہگار ہیں) صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا اللہ نے خرید و فروخت کو حلال نہیں قرار دیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں حلال تو ہے لیکن تاجر لوگ قسم کھاتے ہیں، گنہگار ہوتے ہیں اور باتیں کرتے ہیں اور جھوٹ بولتے ہیں۔ (رواہ احمد باسناد جید والحاکم واللفظ لہ وقال صحیح الاسناد)

حضرت حارث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اقدس ﷺ کو دو جمروں[1] کے درمیان یہ فرماتے ہوئے میں نے سنا کہ جس کسی نے اپنے بھائی کا مال جھوٹی قسم کے ذریعہ حاصل کر لیا، وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے، اس کے بعد دو یا تین مرتبہ فرمایا جو حاضر ہیں غائبوں کو پہنچا دیں۔ (رواہ احمد والحاکم کمافی الترغیب)

ایک روایت ہیں ہے کہ جھوٹی قسم آبادیوں کو کھنڈر بنا کر چھوڑ دیتی ہے (الترغیب)۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ قسم سودا تو بکوا دیتی ہے (اور) کمائی کی برکت کو ختم کر دیتی ہے۔ (بخاری و مسلم وابوداؤد کمافی الترغیب)

جس طرح اپنا مال بیچنے کے لئے یا کسی کا کوئی حق مارنے کے لئے جھوٹی قسم کھانا حرام ہے اسی طرح کسی دوسرے کو کسی کا مال ناحق دلانے کے لئے یا مقدمہ میں جتانے کے لئے جھوٹی گواہی دینا حرام ہے، بڑے بڑے گناہوں کی فہرست میں بخاری و مسلم کی بعض روایات میں شَهَادَةُ الزُّوْرِ کا لفظ آیا ہے۔ جھوٹی گواہی دینا بھی سخت گناہ ہے، بہت سے لوگ کسی کی دوستی میں یا رشتہ داری کے تعلقات کی وجہ سے جھوٹی گواہی دے دیتے ہیں، جھوٹی گواہی خود بہت بڑا گناہ ہے، پھر اس کے ساتھ حاکم قسم بھی کہلواتا ہے، جو جھوٹی ہوتی ہے اس لئے گناہ دوگنا ہوتا ہے، اور حرام پر حرام ہوتا چلا جاتا ہے۔ تعجب ہے کہ لوگ دنیا کے تعلقات اور رشتہ داری کو دیکھتے ہیں اور آخرت کے عذاب کی طرف دھیان نہیں دیتے، بہت سے لوگوں نے تو جھوٹی گواہی کو پیشہ ہی بنا رکھا ہے، پولیس سے اور وکیلوں سے جوڑ رکھتے ہیں اور روزانہ کورٹ کچہری میں پہنچ جاتے ہیں پولیس اور وکیل الفاظ رٹا دیتے ہیں اور اسی وقت نقد گواہی دے کر نقد دام لے آتے ہیں، ان کا یہ پیشہ حرام ہے، اور آمدنی بھی حرام ہے، حرام کے ذریعہ حرام کماتے ہیں، اس میں بڑے بڑے نمازی تک مبتلا ہیں۔

حضور اقدس ﷺ ایک مرتبہ فجر کی نماز پڑھ کر کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا جھوٹی گواہی اللہ کے ساتھ

---

[1] حج کے موقع پر جہاں کنکریاں ماری جاتی ہیں ان کو جمرات کہتے ہیں، یہ تین جگہیں ہیں، ۱۲

Marfat.com

شرک کرنے کے برابر قرار دی گئی ہے۔اس کو تین بار فرمایا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی:

فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ.

''سو بچتے رہو بتوں کی گندگی سے اور بچتے رہو جھوٹی بات سے''۔(مشکوٰۃ،ص ۳۲۸)

قرآن مجید میں شرک سے بچنے کا اور جھوٹی بات سے بچنے کا حکم ایک ساتھ ایک جگہ بیان فرمایا ہے، اس سے جھوٹی گواہی کی مذمت اور قباحت ظاہر ہے۔

فائدہ:- غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے اگر چہ سچی قسم کھائی۔حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جس نے اللہ کے علاوہ کسی کی قسم کھائی اس نے شرک کیا۔(ترمذی)

بہت سی عورتیں غیر اللہ کی قسم کھا جاتی ہیں اور یہ بھی کہتی رہتی ہیں کہ تیرے سر کی قسم، دودھ کی قسم، پوت کی قسم، دھن دولت کی قسم، باپ کی قسم، یہ سب شرک ہے، اوّل تو جہاں تک ممکن ہو قسم کھائے ہی نہیں، اگر کسی موقع پر سچی قسم کھانی پڑ جائے تو صرف اللہ کی قسم کھائے۔

گانا گانے کی مذمت اور حرمت

(۲۰۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ یَّمْتَلِیَ جَوْفُ رَجُلٍ قَیْحًا یَرِیْهِ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ یَّمْتَلِیَ شِعْرًا. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ البتہ انسان کا باطن (پیٹ وغیرہ) پیپ سے بھر جائے جس سے اس کے معدہ وغیرہ کو خراب کر کے رکھ دے، تو یہ اس سے بہتر ہے کہ اس کا باطن شعروں سے بھر جائے۔(مشکوٰۃ المصابیح،ص ۴۰۹ از بخاری ومسلم)

تشریح:- اس حدیث میں شعر پڑھنے کی مذمت فرمائی ہے، اور توضیح اس کی یہ ہے کہ اشعار معنی کے اعتبار سے اچھے بھی ہوتے ہیں، اور برے بھی ہوتے ہیں۔برے شعر پڑھنے کی اجازت نہیں ہے جن شعروں میں جھوٹ ہو، جھوٹی تعریف ہو، کسی کی مذمت یا غیبت ہو، جہالت و جاہلیت کی حمایت ہو، کفر اور شرک کے مضامین ہوں، ایسے اشعار کہنے، پڑھنے لکھنے، سننے میں گناہ ہونا ظاہر ہے اور عموماً ایسے اشعار سے نفس کو مزہ آتا ہے، پھر ان کے ساتھ ساز سارنگی، باجا گاجا بھی ہو تو گناہ دوگنا اور دوہرا ہو جاتا ہے، اور جب اشعار اچھے ہوں ان کو پڑھنا، زبان پر لانا درست ہے لیکن ساز، سارنگی اور باجے گاجے اور ہارمونیم، الغوزہ اور ڈھول کے ساتھ اُن کا پڑھنا بھی گناہ ہے۔اور یہ چیزیں اگر نہ ہوں تب بھی عورتوں کو بلند آواز سے پڑھنا درست نہیں ہے، ہاں تنہائی میں کوئی شعر پڑھ لے تو درست ہے، نامحرموں کو نرم لہجہ والی یا گانے کے طرز والی آواز سنانا ممنوع ہے، قرآن مجید میں ارشاد ہے:

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا.

''یعنی تم بولنے میں نزاکت مت کرو کہ ایسے شخص کو خیال ہونے لگتا ہے جس کے دل میں خرابی ہے''۔

یہ جو عورتوں میں رواج ہے کہ منگنی یا بیاہ شادی یا بچہ کی پیدائش پر گاتی ہیں، جس میں بجانے کی چیزیں بھی استعمال ہوتی ہیں، اور نامحرم کو آواز بھی جاتی ہے، یہ کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔سخت افسوس کی بات

Marfat.com

ہے کہ سکولوں اور کالجوں میں موسیقی کے لئے مستقل وقت دیا جاتا ہے، اور گانا بجانا سیکھنے سکھانے بلکہ ناچنا سکھانے کے لئے مستقل پیریڈ رکھے جاتے ہیں، پھر یہ لڑکیاں یہ سب کچھ سیکھ کر سٹیج پر آتی ہیں، مجمعوں اور محفلوں میں ڈانس اور موسیقی کا مظاہرہ کرتی ہیں، اس بیہودگی اور بدکرداری کو فنونِ لطیفہ کا نام دیا جاتا ہے اور ثقافت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اللہ اکبر! نبی پاک ﷺ کی اُمت کی عورتیں اور یہ جاہلیت کی حرکتیں؟ پھر اوپر سے شریف ہونے کا دعویٰ! اہل دین اور اہل فہم غور کرلیں کہ ان حالات میں رحمت عالم ﷺ تو یہ فرمائیں کہ میرے رب نے مجھے گاجے باجے کی چیزیں مٹانے کا حکم دیا ہے (مشکوٰۃ) اور نالائق امتی گانے بجانے کو اور آلاتِ موسیقی کو زندگی کا جزو بنالیں، یہ کہاں تک زیب دیتا ہے، اے ایمان کے دعویدار و غور کرو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گانا دل میں نفاق کو اُگاتا ہے، جیسے پانی کھیتی کو اُگاتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

افسوس! کہ جن ممالک کی حکومتیں مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہیں، وہ ریڈیو اور ٹی وی پر گانے بجانے کے خصوصی اور ہمہ وقتی پروگرام پیش کرتے رہتے ہیں اور ٹی وی پر تو ناچ بھی دکھاتے ہیں، مسلمان حاکموں کی یہ ذمہ داری ہے کہ عوام کو منکرات و فواحش سے روکیں، نہ یہ کہ خود خلافِ شرع پروگرام پیش کریں اور امت کی آنے والی نسلوں کو بگاڑ کر رکھ دیں، ٹی وی نے تو ہر گھر کو فواحش کا مرکز بنا کر رکھ دیا ہے۔ چھوٹے بڑے سب مل کر بے حیائی کے پروگرام دیکھتے ہیں اور مزے لیتے ہیں، ٹی وی پر چونکہ تصویر ہوتی ہے اس لئے اس کو تو اچھی باتیں سننے کے لئے بھی استعمال نہ کریں۔

لوگوں نے گانے بجانے کو ایسا جزوِ زندگی بنا رکھا ہے کہ کھا رہے ہیں تو گانا سن رہے ہیں اور لیٹے بیٹھے ہیں تو گانا سن رہے ہیں، عورتیں کھانا پکا رہی ہیں یا دوسرے مشغلہ میں ہیں تو ریڈیو کھول رکھا ہے یا ٹیپ ریکارڈر چالو کر رکھا ہے، اسی لئے تو عملی نفاق ہو رہا ہے، شیطان نے قابو پایا ہوا ہے اور نیکی کی طرف طبیعت نہیں آتی، اللہ سمجھ دے اور ہدایت دے۔

بسوں میں سفر کرو تو گانا، ٹیکسی میں بیٹھو تو گانا، ایک سچے مسلمان کے لئے سفر حضر سب مصیبت بن کر رہ گیا ہے، کالجوں میں مستقل موسیقی روم ہیں، جس کو جس وقت گانا سننا ہو وہاں چلا جاتا ہے، مسجدوں کا انتظام نہیں ہوتا مگر گانے بجانے کا انتظام ضرور ہوتا ہے، اور اساتذہ و طلبہ سب اسلام کا دم بھرتے ہیں اور مسلمان ہونے کے مدعی ہیں، فَاللّٰهُ يَهْدِيْهِمْ.

عشقیہ گانوں اور غزلوں اور ناول، افسانوں نے قوم کی نسلوں کو تباہ کر دیا ہے، اور خاندان کے بڑوں کو اس پر خوشی ہے، اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ.

Marfat.com

کتاب الحجاب و احکامہ

پردہ کے احکام اور مسائل

عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے

(۲۱۰) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمَرْأَۃُ عَوْرَۃٌ فَاِنَّھَا اِذَا خَرَجَتْ مِنْ بَیْتِھَا اسْتَشْرَفَھَا الشَّیْطٰنُ وَاِنَّھَا لَا تَکُوْنُ اَقْرَبَ اِلَی اللّٰہِ مِنْھَا فِیْ قَعْرِ بَیْتِھَا. (رواہ الطبرانی فی الاوسط ورجالہ رجال الصحیح)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت چھپا کر رکھنے کی چیز ہے، اور بلاشبہ جب وہ اپنے گھر سے باہر نکلتی ہے تو اسے شیطان تکنے لگتا ہے، اور یہ بات یقینی ہے کہ عورت اُس وقت سب سے زیادہ اللہ کے قریب ہوتی ہے جبکہ وہ اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے۔ (الترغیب والترہیب للمنذری ص ۲۲۶ جلد ۱، از طبرانی)

تشریح:- اس حدیث میں اوّل تو عورت کا مقام بتایا ہے یعنی یہ کہ وہ چھپا کر رکھنے کی چیز ہے، عورت کو بحیثیت عورت کے اندر رہنا لازم ہے، جو عورت پردہ سے باہر پھرنے لگے وہ حدودِ نسوانیت سے باہر ہوگئی۔

اس کے بعد فرمایا کہ جب عورت گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اس کی طرف نظریں اٹھا اٹھا کر تاکنا شروع کر دیتا ہے، مطلب یہ ہے کہ جب عورت باہر نکلے گی تو شیطان کی یہ کوشش ہوگی کہ لوگ اس کے خدوخال اور حسن و جمال اور لباس و پوشاک پر نظر ڈال ڈال کر لطف اندوز ہوں۔

اس کے بعد فرمایا کہ عورت اُس وقت سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے قریب ہوتی ہے جبکہ وہ اپنے گھر کے اندر ہوتی ہے، جن عورتوں کو اللہ کی نزدیکی کی طلب اور رغبت ہے وہ گھر کے ہی اندر رہنے کو پسند کرتی ہیں اور حتی الامکان گھر سے باہر نکلنے سے گریز کرتی ہیں۔

اسلام نے عورتوں کو ہدایت دی ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اپنے گھر کے اندر ہی رہیں، کسی مجبوری سے باہر نکلنے کی جو اجازت دی گئی ہے اس میں متعدد پابندیاں لگائی گئی ہیں، مثلاً یہ کہ خوشبو لگا کر نہ نکلیں اور یہ بھی حکم فرمایا ہے کہ عورت راستہ کے درمیان نہ چلے، اگر اسے باہر جانا ہی پڑے تو پورے بدن پر موٹی چادر لپیٹ کر نکلے (راستہ نظر آنے کے لئے ایک آنکھ کا کھلا رہنا کافی ہے)۔

نیز فرمایا کہ مرد کی نظر کسی نامحرم عورت پر یا عورت کی نظر کسی نامحرم مرد پر پڑ جائے تو فوراً نظر ہٹا لے، اگر عورت کو کسی نامحرم مرد سے بدرجہ مجبوری بات کرنی پڑے تو نرم گفتاری سے بات نہ کرے، اور یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ عورت بغیر محرم کے سفر نہ کرے، محرم بھی وہ ہو جس پر بھروسہ ہو، فاسق محرم جس پر اطمینان نہ ہو اس کے ساتھ سفر کرنا درست نہیں ہے، اسی طرح شوہر یا محرم کے علاوہ کسی نامحرم مرد کے ساتھ تنہائی میں رہنے یا رات گزارنے کی بالکل اجازت نہیں ہے، اور محرم بھی وہ ہو جس پر اطمینان ہو۔ یہ سب احکام درحقیقت

Marfat.com

عفت وعصمت محفوظ رکھنے کے لئے دیئے گئے ہیں۔

مخلوط تعلیم کا زہر:- آج کل لڑکیوں کو سکولوں کالجوں میں پڑھانے کے لئے بھیجتے ہیں، ان کو اونچی ڈگریاں دلانے کی کوشش کرتے ہیں، اوّل تو اس میں اُس حکم کی خلاف ورزی ہے کہ عورت اپنے گھر میں رہے، اگر باہر نکلنا ہو تو بدرجہ مجبوری پابندیوں کے ساتھ نکل سکتی ہے مگر وہ تو پردہ کے اہتمام کے بغیر نکلتی ہیں اور خوب بن ٹھن کر خوشبو لگا کر جاتی ہیں، پھر رہی سہی کسر مخلوط تعلیم نے پوری کر دی، ایک ہی کلاس میں لڑکے اور لڑکیاں اور بالغ مرد اور عورت بے پردہ ہو کر بیٹھتے ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ اسلامیات کی ڈگری لینے والے عین تعلیم کے وقت اسلامی احکام کو پامال کرتے جاتے ہیں اور جو لوگ ان باتوں پر نکیر کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ یہ غیر شرعی طریقہ ہے وہ کیسی ہی آیات واحادیث پیش کریں، اُن کی بات کو دقیانوسی کہہ کر ٹال دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو سمجھ دے اور دین کے صحیح تقاضے کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

اسلام عفت وعصمت والا دین ہے:- اسلام حیا اور شرم، عفت وعصمت، غیرت وحمیت والا دین ہے۔ اس نے انسانیت کو اونچا مقام دیا ہے، انسان اور حیوان میں جو امتیازی فرق ہے وہ اسلام کے احکام پڑھنے سے واضح ہو جاتا ہے۔ اسلام یہ ہرگز گوارا نہیں کرتا کہ انسانوں میں حیوانیت آجائے اور چوپایوں کی طرح زندگی گزاریں۔ مردوں اور عورتوں کے اندر جو ایک دوسرے کی طرف مائل ہونے کا فطری تقاضا ہے شریعتِ اسلامیہ نے اُن کی حدود مقرر فرمائی ہیں۔ حقوقِ نفس اور حظوظِ نفس سب کا خیال رکھا ہے، لیکن انسان کو شتر بے مہار کی طرح نہیں چھوڑا، کہ جو چاہے کھائے اور جو چاہے پہنے اور جہاں چاہے نظر ڈالے، اور جس سے چاہے لذت حاصل کرے، بہت سے لوگ جو نام نہاد مسلمان ہیں (اگرچہ علومِ عصریہ میں ماہر ہیں اور دنیاوی معاملات سے اچھی طرح واقف ہیں) یورپ وامریکہ کے یہود ونصاریٰ اور بددین ملحدوں اور زندیقوں کی دیکھا دیکھی بلکہ اُن کی ترغیب اور تحریر سے متاثر ہو کر مسلمانوں کو بھی بہیمیت کے سیلاب میں بہا دینا چاہتے ہیں۔ جب اُن لوگوں کے سامنے پردہ کے احکام ومسائل پیش کئے جاتے ہیں تو قرآن وحدیث کے واضح دلائل سامنے ہوتے ہوئے بڑی ڈھٹائی کے ساتھ کہہ دیتے ہیں کہ یہ سب باتیں مولویوں نے نکالی ہیں۔ عورتوں کو بے پردہ پھرانے بلکہ کلبوں میں نچوانے کو یہ لوگ ترقی سے تعبیر کرتے ہیں۔

کونسی ترقی محمود ہے؟:- عورت صنف نازک تو ہے ہی، کم سمجھ بھی ہے، جب ان کو بہکایا جاتا ہے کہ پردہ ترقی کے لئے آڑ ہے اور ملا کی ایجاد ہے، تو یہ اپنی نادانی سے اس بات کو باور کر لیتی ہیں اور میلوں اور جلسوں اور پارکوں، بازاروں اور تفریح گاہوں میں پردہ شکن ہو کر بے محابا مردوں کے سامنے گھومتی پھرتی ہیں اور بے حیائی اور عفت وعصمت کے داغدار کرنے والے عمل کو ترقی سمجھتی ہیں۔ دشمنانِ اسلام نے بس ترقی کا لفظ یاد کر لیا ہے اور یہ بھی نہیں جانتے کہ کس چیز کی ترقی محمود ہے، اور کونسی ترقی مذموم ہے؟ اگر قوم کی بہو بیٹیاں بے پردہ ہو کر گھروں سے نکلیں اور بازاروں، پارکوں میں مردوں کے ساتھ مل جل کر گھومتی پھریں تو اس میں کس چیز کی ترقی ہے؟ کیا اس میں انسانیت بامِ ترقی تک پہنچ گئی؟ یا غیرت اور شرافت میں کچھ اضافہ ہو گیا؟ نہیں نہیں، اس سے تو عصمت وعفت کے لٹ جانے کی راہیں ہموار ہو گئیں، انسان کی شرافت اور کرامت برباد ہونے

Marfat.com

کے انتظامات ہوگئے۔ برائی کی ترقی بھی کیا کوئی ترقی ہے، ایسی ترقی تو شیطان اور اس کے دوستوں کو پسند ہوتی ہے، برائی کی ترقی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو اور مخلصین و مومنین و مومنات کو پسند نہیں ہوتی۔

حفاظتِ نظر کا حکم:- سب سے بڑی چیز جو ایک مرد کو عورت کی طرف یا عورت کو مرد کی طرف مائل کرنے والی ہے وہ نظر ہے۔ قرآن مجید میں دونوں فریقوں کو حکم دیا ہے کہ اپنی نظریں پست رکھیں۔ سورۂ نور رکوع ۴ میں اوّل مردوں کو حکم فرمایا:

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ م بِمَا يَصْنَعُوْنَ.

''آپ مسلمان مردوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں، اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں، یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کی بات ہے بیشک اللہ تعالیٰ اس سے خوب باخبر ہے جو کچھ لوگ کیا کرتے ہیں''۔

اس کے بعد عورتوں کو خطاب فرمایا:

وَقُلْ لِّلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا.

''اور مسلمان عورتوں سے فرما دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو اس میں سے کھلا رہتا ہے''۔

ان آیتوں میں مردوں اور عورتوں دونوں فریق کو نظریں نیچی رکھنے اور شرمگاہوں کے محفوظ رکھنے کا حکم فرمایا۔ پردہ کے مخالفین دیدہ و دانستہ یا نادانستہ طور پر ان آیات کے مفہوم کے جاننے سے گریز کرتے ہیں، ظاہر ہے کہ نظریں نیچی رکھنے کا حکم اس لئے نہیں دیا گیا کہ درخت اور پتھر اور دیواروں اور گھر کے سامان کی طرف دیکھنا منع ہے بلکہ یہ حکم اس لئے دیا گیا ہے کہ نظر کو بے جا استعمال کرنے سے شرمگاہوں کی حفاظت خطرہ میں پڑ جاتی ہے، اسی لئے تو اس کے ساتھ شرمگاہوں کی حفاظت کرنے کا حکم فرمایا۔ نفس اور نظر کی لذت کے لئے شوہر کو بیوی کے لئے بیوی کو شوہر کے لئے مخصوص کر دیا گیا۔ محرم مرد اور عورت گو ایک دوسرے کو حدود کے اندر سے دیکھ سکتے ہیں لیکن ان کو بھی ایک دوسرے پر شہوت کی نظر ڈالنا جائز نہیں ہے، محرموں کو بھی بدن کا ہر حصہ دیکھنا جائز نہیں ہے، اس میں بھی تفصیل ہے (جو آگے آئے گی، انشاء اللہ تعالیٰ)

☆ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اگر اچانک (نامحرم پر) نظر پڑ جائے تو اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اُسی وقت نظر پھیر لو۔ (مسلم شریف)

ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو خطاب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ پہلی نظر کے بعد دوسری نظر مت ڈالے رکھو، کیونکہ پہلی نظر پر تجھے گناہ نہ ہوگا (اس لئے کہ وہ بلا اختیار تھی) اور دوسری نظر تیرے لئے حلال نہیں ہے (اس پر پکڑ ہوگی، کیونکہ وہ اختیار سے ہے) (مشکوٰۃ شریف) ☆

مطلب یہ ہے کہ اگر بلا اختیار کسی نامحرم پر نظر پڑ گئی تو فوراً ہٹا لو، اگر نظر نہ ہٹائی اور دیکھتے رہے تو یہ دو نظریں شمار ہوں گی اور دوسری نظر اختیار والی نظر ہوگی جس پر گرفت اور مواخذہ ہونا ظاہر ہے، بے پردگی میں بدنظری کے بہت سے مظاہرے ہوتے ہیں، مرد اور عورت سب اس کا ارتکاب کرتے ہیں، نظریں محفوظ

Marfat.com

ہوں گی تو شرمگاہیں بھی محفوظ ہوں گی اور خود بری نظر کو بھی تو زنا قرار دیا ہے جو آئندہ آ رہا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

بعض جاہل یہ کہتے ہیں کہ آیت شریفہ میں جو اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ہے اس میں چہرہ اور ہاتھوں کا استثناء ہے، یعنی عورتیں اس کو کھول سکتی ہیں، ان لوگوں کو پتہ نہیں آیت کی تفسیر میں مفسرین کے کیا کیا اقوال ہیں۔

اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا کی تفسیر:- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس سے ثیاب اور جلباب یعنی اوپر کے وہ کپڑے مراد ہیں جو پردہ کے اہتمام کے لئے جسم سے لگے ہوئے کپڑوں کے اوپر ہوتے ہیں۔

صاحبِ تفسیر مظہری بیضاوی سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ استثناء حالتِ نماز کے متعلق ہے، یعنی حالتِ نماز میں چہرہ اور دونوں ہاتھ گٹوں تک اگر کھلے رہیں تو نماز ہو جائے گی، اور نماز میں ان دونوں اعضاء کے کھلا رہنے میں کچھ حرج نہیں ہے، اور غیر محرم کے سامنے مواقع زینت میں سے کوئی حصہ کھولنے کا ذکر مَا ظَهَرَ مِنْهَا میں نہیں ہے۔ پھر صاحبِ تفسیر مظہری لکھتے ہیں کہ اگر مَا ظَهَرَ مِنْهَا سے مواقع زینت مراد ہوں تو ضرورۃً مجبوری کے لئے اظہارِ زینت کے ارادہ کے بغیر جو حصہ ظاہر ہو جائے اس کا استثناء کیا گیا ہے، پھر لکھتے ہیں کہ آزاد عورت کے چہرہ اور دونوں ہاتھوں کے پوشیدہ رکھنے کا استثناء صرف نماز کے لئے ہے، کیونکہ فرمانِ خداوندی يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ سے ظاہر ہے کہ عورت اپنا چہرہ نامحرم کے سامنے نہیں کھول سکتی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے مَا ظَهَرَ مِنْهَا کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اَلْوَجْهُ وَالْكَفَّانِ یعنی عورت اپنا چہرہ اور دونوں ہتھیلیاں کھولے رہ سکتی ہے، اگر اسی تفسیر کو مانا جائے تب بھی غیر محرم کے سامنے کھولنے کا کوئی ذکر نہیں، جو لوگ اس استثناء سے عورتوں کے لئے عام طور پر چہرہ کھولے ہوئے پھرنے کا جواز ثابت کرنا چاہتے ہیں وہ نہایت غلطی پر ہیں، کیونکہ ان الفاظ میں عورتوں کو چہرہ کھولنے کی اجازت دی گئی ہے، تاکہ دوسرے اعضاء کی طرح اُن کے چھپانے کے اہتمام سے زحمت اور تکلیف نہ ہو، اس میں نامحرموں کے سامنے کھولنے کے جواز و عدمِ جواز کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ آیت میں مَا ظَهَرَ مِنْهَا فرمایا ہے اِلَّا مَا اَظْهَرْنَ نہیں فرمایا ہے، جس سے صاف ظاہر ہے کہ عورت کو قصداً اور ارادۃً نامحرم کے سامنے چہرہ کھولنے کی اجازت نہیں دی گئی۔

فعل لازم کا صیغہ اس بات کو بتلا رہا ہے کہ اگر کوئی عورت نماز کی مشغولیت میں یا کام کاج کی مصروفیت یا اور کسی مجبوری کے باعث اپنا چہرہ کھولے تو غیر محرم کو جائز نہیں کہ وہ اس کے چہرہ کو تکتا رہے، کیونکہ اس سے پہلی ہی آیت میں مردوں کو نظریں پست کرنے کی تاکید فرما دی گئی ہے، بعد میں عورتوں کے متعلق احکام ذکر کئے ہیں، مردوں کو نظریں پست رکھنے کا جو حکم دیا گیا ہے اس سے جہاں بازاروں اور راستوں میں عورتوں پر نظریں ڈالنے کی ممانعت ثابت ہوئی وہاں یہ بھی ثابت ہوا کہ عورتیں اگر منہ کھولے ہوئے کام کاج میں مشغول ہوں یا پردہ کرنے سے گریز کرتی ہوں تو جو مرد اُن کے محرم نہ ہوں ان کو قصداً و ارادۃً نظر ڈالنا منع ہے۔

سورۂ نور کی آیتِ بالا کی ہم نے مزید تشریح و توضیح اس لئے کی ہے کہ قرآن سے پردہ اور احکام پردہ کا ثبوت مانگنے والوں کو اپنی کج روی کا علم ہو جائے، آیت بالا میں اوّل غض بصر (آنکھیں نیچی کرنے) کا حکم دیا ہے، پھر عورتوں کو مامور فرمایا ہے کہ زینت اور مواقع زینت کو پوشیدہ رکھنے کا اہتمام کریں، یہ بات کہ

Marfat.com

نامحرموں کے سامنے چہرہ کھولے رہیں اور نامحرم ان کو دیکھا کریں، آیت سے ثابت کرنا سخت نادانی ہے۔

عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم:- سورۂ احزاب میں ارشاد ہے:

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ○ وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِیَّةِ الْاُوْلٰی وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِیْنَ الزَّکٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ.

''اے نبی ﷺ کی بیبیو! تم معمولی عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر تم تقویٰ اختیار کرو، پس تم (نامحرم مرد سے) بولنے میں (جبکہ ضرورۃً بولنا پڑے) نزاکت مت کرو، کیونکہ اس سے ایسے شخص کو میلانِ قلبی ہو جائے گا جس کے دل میں روگ ہو، (بلکہ) تم قاعدہ کے موافق بات کرو (جیسے پاکباز عورتیں اختیار کرتی ہیں) اور تم اپنے گھروں میں رہو اور زمانہ قدیم کی جہالت کے دستور کے موافق مت پھرو اور تم نماز کی پابندی رکھو اور زکوٰۃ ادا کرو اور اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرو''۔

ان آیات میں اوّل تو یہ حکم دیا گیا ہے کہ کسی غیر محرم سے ضرورۃً اگر بات کرنی پڑے تو گفتگو کے انداز میں نزاکت اور لہجہ میں جاذبیت کے طریقہ پر بات نہ کریں جس طرح چال ڈھال اور رفتار کے انداز سے دل کھنچتے ہیں، اسی طرح گفتار کے نزاکت والے انداز کی طرف بھی کشش ہوتی ہے، عورت کی آواز میں طبعی اور فطری طور پر نرمی اور لہجہ میں دلکشی ہوتی ہے، پاک نفس عورتوں کی یہ شان ہے کہ غیر مردوں سے بات کرنے میں بہ تکلف ایسا لب ولہجہ اختیار کریں جس میں خشونت اور روکھاپن ہوتا کہ کسی بدباطن کا قلبی میلان نہ ہونے پائے۔

دوسرا حکم یہ ارشاد فرمایا کہ تم اپنے گھروں میں رہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کے لئے شب و روز گزارنے کی اصل جگہ اُن کے اپنے گھر ہی ہیں۔ شرعاً جن ضرورتوں کے لئے گھر سے نکلنا جائز ہے پردہ کے خوب اہتمام کے ساتھ بقدر ضرورت نکل سکتی ہیں۔ آیت کے سیاق سے واضح طور پر معلوم ہو رہا ہے کہ بلا ضرورت پردہ کے ساتھ بھی باہر نکلنا اچھا نہیں ہے جہاں تک ہو سکے نامحرم کی نظروں سے لباس بھی پوشیدہ رکھنا چاہئے۔

جاہلیتِ اولی کے دستور کے مطابق پھرنے کی ممانعت:- تیسرا حکم یہ دیا گیا ہے کہ زمانہ قدیم کی جہالت کے مطابق پھرا مت کرو۔ زمانۂ قدیم کی جہالت سے عرب کی وہ جاہلیت مراد ہے جو حضور ﷺ کی بعثت سے پہلے عرب کے رواج اور سماج میں جگہ پکڑے ہوئے تھی، اُس زمانہ کی عورتیں بے حیائی اور بے شرمی کے ساتھ بلا جھجک بازاروں میں اور میلوں میں اور گلی کوچوں میں بے پردہ ہو کر پھرا کرتی تھیں، اور بن ٹھن کے نکلتی تھیں، سر پر یا گلے میں فیشن کے لئے دوپٹہ ڈال دیا، نہ اس سے سینہ ڈھکا نہ کان اور چہرہ چھپایا، جدھر کو جانا ہوا چل پڑیں، مردوں کی بھیڑ میں گھس گئیں، نہ اپنے پرائے کا امتیاز، نہ غیر محرموں سے بچنے کا فکر، یہ تھا جاہلیتِ اُولیٰ کا رواج اور سماج، جو آج بھی اسلام کا دعویٰ کرنے والی عورتوں میں جگہ لے چکا ہے، اور نئے مجتہدین پردہ شکنی کی دعوت دے کر اسی جاہلیتِ اُولیٰ کو ترقی دینا چاہتے ہیں، جس کے مٹانے کے لئے قرآن کریم کا نزول ہوا؛ سورۂ احزاب ہی میں ارشاد ہے:

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ.

Marfat.com

''اور جب تم اُن سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگا کرو''۔

یہاں بعض لوگ یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ آیاتِ بالا میں امہات المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن کو خطاب ہے، پھر آپ دوسری مسلمان عورتوں پر اس قانون کو کیوں لاگو کرتے ہیں؟ یہ لچر سوال شریعت کا بھرپور علم نہ ہونے کے باعث اٹھایا جاتا ہے۔ اگر قرآن کے مزاج سے یہ لوگ واقف ہوتے اور اس کو جان لیتے کہ قرآن کا خطاب خاص اور موردِ عام ہوا کرتا ہے تو ایسا سوال نہ کرتے،..... حضرات صحابہ کرامؓ، خلفاء راشدینؓ، ائمہ مجتہدینؒ، سلف صالحینؒ ہمیشہ یہی سمجھتے اور کہتے آئے ہیں کہ ان آیات میں گو ازواج مطہراتؓ کو مخاطب کیا گیا ہے لیکن یہ احکام تمام عورتوں کے لئے عام ہیں، اجماعِ اُمت اور احادیثِ نبویہ (علی صاحبها الصلوٰة والتحية) سے یہ امر ثابت شدہ ہے کہ ان آیات کا حکم امت کی تمام ماؤں، بہنوں اور بیٹیوں کے لئے عام ہے۔

ایک موٹی سمجھ والا انسان بھی (جسے خدا کا خوف ہو) ان آیات سے یہ نتیجہ نکالنے پر مجبور ہوگا کہ جب ازواج مطہراتؓ کے لئے یہ حکم ہے کہ اپنے گھروں ہی میں رہا کریں، اور جاہلیتِ اُولیٰ کے دستور کے مطابق باہر نہ نکلیں حالانکہ ان کو تمام مومنین کی مائیں فرمایا گیا ہے (وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ) تو امت کی دوسری عورتوں کے لئے بے پردہ ہو کر باہر نکلنا کیونکر درست ہوگا؟ شرف اور احترام کے باعث امت کی نظریں جن مقدس خواتین پر نہیں پڑ سکتی تھیں، جب اُن کو بھی قرار فی البیوت (یعنی گھروں میں رہنے) کا حکم دیا گیا ہے، تو جن عورتوں کی طرف قصداً نظریں اٹھائی جاتی ہوں اور خود یہ عورتیں بھی مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا ارادہ رکھتی ہوں ان کو جاہلیتِ اُولیٰ کے طریقہ پر باہر نکلنے کی کیسے اجازت ہوگی؟ کیا یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ خاندانِ نبوت کی چند خواتین کو مستثنیٰ کر کے امت کی کروڑہا عورتوں کو قدیم زمانہ کی جاہلیت کی طرح باہر پھرنے کی اجازت قرآن شریف کی طرف سے دی گئی ہو؟ آیاتِ مذکورہ میں جو احکام مذکور ہیں ذرائع فساد کو روکنے کے لئے ہیں، اور ظاہر ہے کہ دوسری عورتیں اُن ذرائع سے روکنے کی زیادہ محتاج ہیں، پھر عام عورتوں کو ان احکام سے مستثنیٰ کرنا جہالت نہیں تو کیا ہے؟

سورۂ احزاب میں ازواجِ مطہراتؓ اور بناتِ طاہراتؓ کے ساتھ عام مسلمانوں کی عورتوں کو بھی پردہ کا حکم دیا گیا ہے

سورۂ احزاب میں یہ بھی ارشاد ہے:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ.

''اے نبی ﷺ! آپ اپنی بیبیوں سے اور اپنی صاحبزادیوں سے اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دیجئے (کہ جب مجبوری کی بنا پر گھروں سے باہر جانا پڑے تو) اپنے (چہروں کے) اوپر (بھی) چادروں کا حصہ لٹکا لیا کریں''۔

اس آیت سے چند امور ثابت ہوئے:

اوّل یہ کہ آنحضرت ﷺ کی بیبیوںؓ اور صاحبزادیوں کے ساتھ دیگر مسلمانوں کی عورتوں کو بھی پورا بدن اور

Marfat.com

چہرہ ڈھانک کر نکلنے کے حکم میں شریک فرمایا گیا ہے، اس سے بھی ان لوگوں کی خام خیالی کی واضح طور پر تردید ہو گئی جو یہ باطل دعویٰ کرتے ہیں کہ پردہ کا حکم صرف آنحضرت ﷺ کی ازواج مطہرات ؓ کے لئے مخصوص تھا۔

دوسری چیز جو اس آیت سے ثابت ہو رہی ہے وہ پردہ کے لئے چہرہ پر چادر لٹکانے کا حکم ہے، اس سے اُن جاہل اور گمراہ تجدد پسندوں کے دعووں کی بھی تردید ہو گئی جو کہتے ہیں کہ عورتوں کو چہرہ چھپا کر نکلنے کا حکم اسلام میں نہیں ہے۔

تفسیر ابن کثیر میں آیتِ بالا کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت ابن عباس ؓ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ:

اَمَرَ اللّٰہُ نِسَاءَ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذَا خَرَجْنَ مِنْ بُیُوْتِھِنَّ فِیْ حَاجَۃٍ اَنْ یُّغَطِّیْنَ وُجُوْھَھُنَّ مِنْ فَوْقِ رُؤُسِھِنَّ بِالْجَلَابِیْبِ وَ یُبْدِیْنَ عَیْنًا وَاحِدَۃً.

''یعنی اللہ تعالیٰ نے مومنین کی عورتوں کو حکم دیا ہے کہ جب کسی مجبوری سے اپنے گھروں سے نکلیں تو ان چادروں سے چہروں کو ڈھانک لیں جو سروں کے اوپر بڑی چادریں اوڑھ رکھی ہیں اور راہ چلنے کے لئے صرف ایک آنکھ ظاہر کریں۔''

تیسری جو چیز اس آیت سے واضح ہو رہی ہے وہ پردہ کے لئے ''جلباب'' استعمال کرنے کا حکم ہے، عربی زبان میں جلباب بڑی چادر کو کہتے ہیں، جسے عورتیں اپنے پہننے کے کپڑوں کے اوپر لپیٹ کر باہر نکلتی تھیں، قرآن شریف نے آیتِ بالا میں حکم دیا ہے کہ عورتیں جس طرح جلباب اعضاءِ جسم پر اور پہنے ہوئے کپڑوں پر لپیٹتی ہیں اس طرح چہروں پر بھی اس کا ایک حصہ لٹکا لیا کریں، اس طرح چادر لپیٹنے کا رواج بعض علاقوں کی عورتوں میں اب تک ہے، اور برقعہ اسی جلباب کی ترقی یافتہ شکل ہے، برقعہ کی نسبت یہ کہنا کہ شریعتِ اسلامیہ میں اس کی کوئی اصل نہیں ہے سراسر جہالت ہے، برقعہ کا ثبوت یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ سے ہو رہا ہے۔

اور بعض جاہل یہ جو کہتے ہیں کہ یہ حکم ہنگامی حالت کے لئے تھا اس وقت منافقین شرارت کرتے تھے پس جبکہ منافقین کی سرکوبی ہو گئی اور ان سے خطرہ نہ رہا تو یہ حکم بھی منسوخ ہو جانا چاہئے۔ جواب اس کا یہ ہے ، کہ فتنہ وفساد کو روکنے کے لئے یہ حکم دیا گیا تھا اور اس دَور میں جبکہ فتنہ وفساد بہت زیادہ ہے، عصمت وعفت کے دشمن بڑھ گئے ہیں، جو بدنظر اور بدنفس ہیں، جو بدباطنی کے باعث عورتوں کو تانکتے جھانکتے اور پریشان کرتے ہیں تو اس حکم کی اہمیت اور زیادہ ہو گئی، آیت کا سبب نزول جو بھی ہو حکم عام ہوا کرتا ہے، اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَذِکْرٰی لِمَنْ کَانَ لَہٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَی السَّمْعَ وَھُوَ شَھِیْدٌ.

ایک غلط فہمی کی تردید:- بعض لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ پردہ کا حکم تو اسلام میں ہے، لیکن چہرہ کا پردہ نہیں ہے۔ ان نادانوں کی سمجھ میں یہ بھی نہیں آتا کہ اگر چہرہ کا پردہ نہیں ہے تو مردوں اور عورتوں کو نظریں نیچی رکھنے کا کیوں حکم ہے؟ (جو سورۂ نور میں واضح طور پر موجود ہے) چہرہ ہی میں تو کشش ہے، اور وہی مجمع المحاسن ہے، سورۂ احزاب کی آیت یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ سے چہرہ ڈھانکنے کا واضح حکم معلوم ہو رہا ہے، اور بعض لوگوں کو نماز کے مسئلہ سے دھوکہ ہوا ہے، عورت کا ستر نماز کے لئے اتنا ہے کہ چہرہ اور گٹوں تک دونوں ہاتھ اور

Marfat.com

ٹخنوں تک دونوں قدموں کے علاوہ پورا جسم ایسے کپڑے سے ڈھانکا ہوا رہے کہ بال اور کھال اچھی طرح چھپ جائے، نماز میں اگر چہرہ کھلا رہے تو نماز ہو جائے گی، فقہ کی کتابوں میں یہ مسئلہ شرائطِ نماز کے بیان میں لکھا ہے پردہ کے بیان میں نہیں لکھا، منہ کھول کر نماز ہو جانے کے جواز سے غیر محرم کے سامنے بے پردہ ہو کر آنے کا ثبوت دینا بڑی بد دیانتی ہے، فقہاء پر اللہ کی ہزاروں رحمتیں ہوں ان پاک طینت بزرگوں کے دل پہلے ہی کھٹک گئے تھے کہ فاسد الخیال لوگ مسائل نماز کی تصریحات سے نامحرموں کے سامنے بے پردہ ہو کر آنے پر استدلال کریں گے، درمختار میں جہاں شرائطِ نماز کے بیان میں یہ مسئلہ لکھا ہے چہرہ اور کفین (ہتھیلیاں) اور قدمین (پاؤں) ڈھانکنا صحت نماز کے لئے ضرورت نہیں ہے وہیں یہ بھی درج ہے،

وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين رجال لانه عورة بل لخوف الفتنة، الخ۔

''اور جوان عورت کو (نامحرم) مردوں کے سامنے چہرہ کھولنے سے روکا جائے گا (اور یہ روکنا) اس وجہ سے نہیں کہ چہرہ (نماز کے) ستر میں داخل ہے بلکہ اس لئے کہ (نامحرم کے سامنے چہرہ کھولنے میں) فتنہ کا خوف ہے۔

شیخ ابن ہمامؒ زاد الفقیر میں شرائطِ نماز بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وفی الفتاوی الصحیح ان المعتبر فی فساد الصلوٰة انکشاف ما فوق الاذنین وفی حرمة النظر یسوی بینهما ای ما فوق الاذنین وتحتهما.

''فتاوی کی کتابوں میں ہے کہ مذہب صحیح یہ ہے کہ کانوں سے اوپر (یعنی بال اور سر) کے کھل جانے سے نماز فاسد ہوگی اور غیر مردوں کے لئے کانوں کے اوپر کا حصہ اور کانوں کے نیچے کا حصہ یعنی چہرہ وغیرہ کے دیکھنے کا ایک ہی حکم ہے، یعنی دونوں حصوں کا دیکھنا حرام ہے''۔

بہت سے لوگ نماز بھی پڑھتے ہیں اور اپنے کو دیندار بھی سمجھتے ہیں، اور پردہ کو بھی مانتے ہیں لیکن ساتھ ہی یہ بھی کہتے ہیں کہ پردہ کے سخت احکام مولویوں نے ایجاد کئے ہیں، یہ لوگ ملحدین بددین لوگوں کی باتوں سے متاثر ہیں۔ جن لوگوں کے دلوں میں تھوڑا بہت اسلام سے تعلق باقی ہے ان کو راہِ حق سے ہٹانے کے لئے شیطان نے یہ نئی چال چلی ہے کہ ہر ایسے حکم کو جس کے ماننے سے نفس گریز کرتا ہو، مولوی کا تراشیدہ بتا دیتا ہے، اور اس کی بات کو باور کرنے والے اس دھوکہ میں پڑے رہتے ہیں کہ ہم نے نہ تو اسلام کو جھٹلایا نہ قرآن کے ماننے سے پہلوتہی کی، بلکہ مولوی کے غلط مسئلہ کا انکار کیا ہے۔ کاش یہ لوگ اپنی مؤمنانہ ذمہ داری کا احساس کرتے اور علماءِ حق سے گھل مل کر ان کے ظاہر و باطن کا جائزہ لیتے، اور ان کے بیان کردہ مسائل کے دلائل معلوم کر کے اپنے نفوس کو مطمئن کرتے، علماءِ حق اپنی طرف سے کسی بھی حکم کو تجویز کر کے امت کے سر نہیں منڈھتے اور نہ وہ ایسا کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ چونکہ علماءِ کرام کو قرآن و حدیث کی تشریحات اور احکامِ شرعیہ کی پوری پوری تفصیلات معلوم ہیں نیز دین کی وسعتیں اور رخصتیں بھی جانتے ہیں اور شرعی پابندیوں اور عزیمتوں سے بھی واقف ہیں، اس لئے تحریراً و تقریراً احکامِ شرعیہ کی حدود و قیود اور ضوابط و شرائط سے اُمت کو آگاہ فرماتے رہتے ہیں، سکولوں اور کالجوں کے پڑھے ہوئے نیم ملا چونکہ

Marfat.com

شریعت کا پورا علم نہیں رکھتے اس لئے حقائق شرعیہ اور بالکل متفق علیہ مسائل دینیہ کو مولوی کی ایجاد کہہ کر ٹال دیتے ہیں اور یہ عجیب تماشہ ہے کہ جس مسئلہ پر عمل نہ کرنا ہو اس سے بچنے کے لئے ''ایجادِ مولوی'' کا بہانہ پیش کر دیتے ہیں، حالانکہ نماز، روزہ وغیرہ کے جن مسائل پر عمل کرتے ہیں وہ بھی تو مولویوں نے ہی بتائے ہیں، لیکن چونکہ ان سے گریز کرنے کی نیت نہیں ہے اس لئے اُن کو صحیح مانتے ہیں، میدانِ قیامت میں جب پیشی ہوگی تو کیا ایسی کج روی اور حیلہ سازی جان بچا سکے گی؟

عہد رسالت ﷺ میں پردہ کا خاص اہتمام تھا

(۲۱۱) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ اَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ خَیْبَرَ وَالْمَدِیْنَۃِ ثَلٰثًا یُبْنٰی عَلَیْہِ بِصَفِیَۃَ بِنْتِ حُیَیٍّ فَدَعَوْتُ الْمُسْلِمِیْنَ اِلٰی وَلِیْمَتِہٖ فَمَا کَانَ فِیْھَا مِنْ خُبْزٍ وَّلَا لَحْمٍ اَمَرَ بِالْاَقْطَاعِ فَاُلْقِیَ فِیْھَا مِنَ التَّمْرِ وَالْاَقِطِ وَالسَّمْنِ فَکَانَتْ وَلِیْمَتُہٗ فَقَالَ الْمُسْلِمُوْنَ اِحْدٰی اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَوْ مِمَّا مَلَکَتْ یَمِیْنُہٗ فَقَالُوْا اِنْ حَجَبَھَا فَھِیَ مِنْ اُمَّھَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِنْ لَّمْ یَحْجُبْھَا فَھِیَ مِمَّا مَلَکَتْ یَمِیْنُہٗ فَلَمَّا ارْتَحَلَ وَطَّأَ لَھَا خَلْفَہٗ وَمَدَّ الْحِجَابَ بَیْنَھَا وَبَیْنَ النَّاسِ. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم ﷺ نے تین روز خیبر اور مدینہ کے درمیان قیام فرمایا، تینوں دن حضرت صفیہؓ نے آپ ﷺ کے ساتھ شب باشی کی (اور وہیں جنگل میں ولیمہ ہوا) ولیمہ میں کوئی گوشت روٹی نہیں تھی (بلکہ متفرق قسم کی دوسری چیزیں تھیں) آنحضرت ﷺ نے چمڑے کے دسترخوان بچھانے کا حکم فرمایا، جس پر کھجوریں اور پنیر اور گھی لا کر رکھ دیا گیا، میں لوگوں کو بلا لایا اور لوگوں نے ولیمہ کی دعوت کھائی (پورے لشکر میں سے جن کو نکاح کا علم نہ ہوا تھا وہ) لوگ اس تردّد میں رہے کہ صفیہؓ سے آنحضرت ﷺ نے نکاح فرمالیا ہے یا باندی بنالیا ہے، پھر اُن لوگوں نے خود ہی اس کا فیصلہ کرلیا کہ آپ ﷺ نے ان کو پردہ میں رکھا تو ہم سمجھیں گے کہ آپ ﷺ کی بیوی ہیں، اور امہات المومنین میں سے ہیں، ورنہ یہ سمجھیں گے کہ آپ ﷺ نے اُن کو لونڈی بنالیا ہے، چنانچہ آپ ﷺ نے جب کوچ فرمایا تو اپنی سواری پر اُن کے لئے پیچھے جگہ بنائی، اور اُن کو سوار کر کے اُن کے اور لوگوں کے درمیان پردہ تان دیا، اس سے سب سمجھ گئے (کہ وہ اُمّ المومنین ہیں)۔ (صحیح بخاری، ص ۷۷۵ باب البناء فی السفر)

تشریح:- ۷ ہجری میں آنحضرت ﷺ غزوۂ خیبر کے لئے تشریف لے گئے، خیبر میں یہودی رہتے تھے (ان میں حضرت صفیہ کا باپ حیی بن اخطب بھی تھا) اس جنگ میں حضرت صفیہؓ کا شوہر قتل ہوگیا تھا، جنگ کے ختم پر جب قیدی جمع کئے گئے تو ان میں حضرت صفیہ بھی تھیں، حضور ﷺ نے ان کو آزاد کر کے نکاح فرمالیا۔

حضرات صحابہؓ میں یہ بات بہت مضبوطی کے ساتھ جمی ہوئی تھی کہ حرّہ یعنی آزاد عورت کو پردہ میں رہنا لازم ہے، اسی لئے انہوں نے خود ہی فیصلہ کرلیا کہ اگر آنحضرت ﷺ نے اُن کو پردہ میں رکھا تو ہم سمجھیں گے کہ آپ ﷺ کی بیوی ہیں ورنہ یہ سمجھیں گے کہ آپ ﷺ نے ان کو لونڈی بنالیا ہے، پھر جب روانگی کے

Marfat.com

وقت آنحضرت ﷺ نے اُن کے اور لوگوں کے درمیان پردہ تان دیا، تو سب نے سمجھ لیا کہ لونڈی نہیں بلکہ بیوی ہیں، اگر اس زمانہ میں پردہ کا رواج نہ ہوتا تو حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کے دلوں میں یہ سوال ہی پیدا نہ ہوتا۔

اوپر کے مسئلہ میں لونڈی سے مراد شرعی لونڈی ہے جو کافر عورتیں میدانِ جہاد سے قید ہو کر آتی تھیں اور امیر المومنین اُن کو مجاہدین میں تقسیم کر دیتا تھا، وہ شرعی لونڈیاں بن جاتی تھیں، مسلمانوں نے جب سے شرعی جہاد چھوڑا ہے اس وقت سے غلام اور باندیاں بھی موجود نہیں رہیں، جو عورتیں ملازمت اور مزدوری پر گھروں میں کام کرتی ہیں یہ لونڈیاں اور باندیاں نہیں ہیں، ان کو پردہ کا ویسا ہی اہتمام کرنا لازم ہے جو ہر آزاد عورت کے لئے ضروری ہے، اسی طرح جو لڑکے امیر گھرانوں میں ملازم ہوتے ہیں جب بالغ ہو جائیں یا بلوغ کے قریب پہنچ جائیں تو ان سے پردہ کرنا لازم ہے، کیسی بے شرمی کی بات ہے کہ نوکروں کے سامنے بہو بیٹیاں آتی ہیں اور ذرا بھی گناہ اور عیب نہیں سمجھتیں۔

سفر میں شادی اور ولیمہ:- حدیثِ بالا میں جو واقعہ مذکور ہے ہم لوگوں کے لئے ایک اور اعتبار سے بھی قابل عبرت ہے۔ آنحضرت ﷺ نے سفر ہی میں نکاح فرمالیا اور سفر ہی میں شبِ زفاف ہو گئی اور ولیمہ بھی وہیں ہو گیا، لوگوں نے شادی بیاہ کے لئے بڑے بکھیڑے تجویز کر رکھے ہیں، ان بکھیڑوں کی وجہ سے شادیوں میں دیر ہو جاتی ہے، اور بھاری قرضوں سے زیر بار ہو جاتے ہیں۔ دنیا بھر کے عزیز و قریب جمع ہوں، جو سفر کے اخراجات کر کے آئیں اور عورتوں کی تراشی ہوئی رسموں کی پابندی ہو، مکان لیپ پوت کر مزین کئے جائیں، دولہا دلہن کے لئے بہت جوڑے بنیں، زیورات تیار ہوں اور اسی طرح کی بہت سی قیدیں اور شرطیں پیچھے لگا رکھی ہیں جو خاندانوں کے لئے عذاب بنی ہوئی ہیں، ان رسوم کو بہت سے لوگ مصیبت سمجھتے تو ہیں مگر عورتوں کے پھندے میں اور رواج کے شکنجہ میں اپنے کو ایسا پھنسا رکھا ہے کہ سنت کے موافق سادہ طریقہ پر بیاہ شادی کرنے کو عیب جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت فرمائے۔

ایک بات اس حدیث سے یہ معلوم ہوئی کہ حضور ﷺ نے جو اس موقع پر ولیمہ کیا اس میں گوشت روٹی نہیں تھی بلکہ کچھ پنیر تھا اور کچھ دوسری چیزیں تھیں، حاضرین کے سامنے وہی رکھ دی گئیں۔ معلوم ہوا کہ ولیمہ بغیر بکرے کاٹے اور قیمتی کھانے پکوائے بغیر بھی ہو سکتا ہے اور غریب آدمی بھی ولیمہ کی سنت پر عمل کر سکتا ہے، اس طرح کے ولیمہ سے گو نام نہ ہوگا جس کے آج کے مسلمان حریص ہیں مگر سنت ادا ہو جائے گی۔

مصیبت کے وقت بھی پردہ لازم ہے

(۲۱۲) وَعَنْ قَيْسِ بْنِ شَمَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ جَآءَتِ امْرَاَةٌ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَالُ لَهَا اُمُّ خَلَّادٍ وَهِيَ مُتَنَقِّبَةٌ تَسْاَلُ عَنِ ابْنِهَا وَهُوَ مَقْتُوْلٌ فَقَالَ لَهَا بَعْضُ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِئْتِ تَسْاَلِيْنَ عَنِ ابْنِكِ وَاَنْتِ مُتَنَقِّبَةٌ فَقَالَتْ اِنْ اُرْزَاْ ابْنِيْ فَلَنْ اُرْزَاَ حَيَائِيْ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِبْنُكِ لَهٗ اَجْرُ شَهِيْدَيْنِ قَالَتْ وَلِمَ ذَاكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ لِاَنَّهٗ قَتَلَهٗ

Marfat.com

اَهْلُ الْكِتَابِ. (رواہ ابوداؤد فی کتاب الجہاد)

ترجمہ: حضرت قیس بن شماس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک صحابی عورت جن کو اُمّ خلاد کہا جاتا تھا، رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں اپنے بیٹے کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی غرض سے حاضر ہوئیں، ان کا بیٹا (کسی غزوہ میں) شہید ہو گیا تھا، جب وہ آئیں تو اپنے چہرے پر نقاب ڈالے ہوئے تھیں، اُن کا یہ حال دیکھ کر کسی صحابیؓ نے کہا کہ تم اپنے بیٹے کا حال معلوم کرنے کے لئے آئی ہو اور نقاب ڈالے ہوئے ہو؟ حضرت اُمّ خلادؓ نے جواب دیا کہ اگر بیٹے کے بارے میں مصیبت زدہ ہو گئی ہوں تو اپنی شرم و حیاء کھو کر ہرگز مصیبت زدہ نہ بنوں گی (یعنی حیاء کا چلا جانا ایسی مصیبت زدہ کر دینے والی چیز ہے جیسے بیٹے کا ختم ہو جانا) حضرت اُمّ خلادؓ کے پوچھنے پر حضور ﷺ نے جواب دیا کہ تمہارے بیٹے کے لئے دو شہیدوں کا ثواب ہے، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیوں؟ ارشاد فرمایا اس لئے کہ اُسے اہل کتاب نے قتل کیا ہے"۔ (سنن ابوداؤد، ص ۳۳۶ ج ۱، کتاب الجہاد باب فضل قتال الروم)

تشریح:- اس واقعہ سے بھی ان مغربیت زدہ مجتہدین کی تردید ہوتی ہے جو چہرہ کو پردہ سے خارج کرتے ہیں، اور یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ پردہ ہر حال میں لازم ہے، رنج ہو یا خوشی نامحرم کے سامنے بے پردہ ہو کر آنا منع ہے۔ بہت سے مرد اور عورت ایسا طرز اختیار کرتے ہیں کہ گویا ان کے نزدیک شریعت کا کوئی قانون مصیبت کے وقت لاگو نہیں ہے۔ جب گھر میں کوئی موت ہو جائے گی تو اس بات کو جانتے ہوئے کہ نوحہ کرنا سخت منع ہے عورتیں زور زور سے نوحہ کرتی ہیں، جنازہ جب گھر سے باہر نکالا جاتا ہے تو عورتیں دروازے کے باہر تک اُس کے پیچھے چلی آتی ہیں اور پردہ کا کچھ خیال نہیں کرتیں، خوب یاد رکھو غصہ ہو یا رضامندی، خوشی ہو یا مصیبت ہر حال میں احکامِ شریعت کی پابندی کرنا لازم ہے۔

(علاج کرانے میں پردہ کا اہتمام واجب ہے

(۲۱۳) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ اَنَّ اُمَّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اِسْتَاْذَنَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَجَامَةِ فَاَمَرَ اَبَاطَيْبَةَ اَنْ يَّحْجُمَهَا قَالَ حَسِبْتُ اَنَّهُ كَانَ اَخَاهَا مِنَ الرَّضَاعَةِ اَوْ غُلَامًا لَمْ يَحْتَلِمْ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اقدس ﷺ سے سینگی لگوانے کی اجازت طلب کی، لہٰذا آنحضرت ﷺ نے ابوطیبہؓ کو حکم دیا کہ اُمّ سلمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کو سینگی لگا دیں۔

یہ واقعہ بیان کرنے کے بعد حضرت جابرؓ نے فرمایا کہ ابوطیبہؓ سے جو سینگی لگوائی تو میرے خیال میں اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ حضرت اُمّ سلمہ کے دودھ شریک بھائی تھے یا نابالغ لڑکے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۲۶۸ از مسلم)

تشریح:- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے علاج کے سلسلہ میں بھی پردہ کا خیال رکھنا ضروری ہے، اگر معالج کے سامنے بے پردہ ہو کر آ جانے میں کچھ حرج نہ ہوتا تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو یہ کیوں بتانا پڑتا کہ ابوطیبہؓ حضرت اُمّ سلمہؓ کے دودھ شریک بھائی یا نابالغ لڑکے تھے، ہمارے زمانہ کے لوگوں کا عجیب حال ہے کہ جن

Marfat.com

خاندانوں اور گھروں میں پردہ کا اہتمام ہے علاج کے سلسلہ میں اُن کے یہاں بھی پردہ کا خیال چھوڑ دیا جاتا ہے۔

مندرجہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ عورت کے علاج کے لئے محرم کو تلاش کریں، اگر کوئی محرم معالج نہ ملے تو غیر محرم سے بھی علاج کرا سکتے ہیں۔

علاج کے لئے ستر کھولنے کے احکام:- لیکن اس میں شریعت کے ایک اہم اصول اَلضَّرُوْرَۃُ تَتَقَدَّرُ بِقَدْرِ الضُّرُوْرَۃِ کا خیال رکھنا لازم ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ مجبوراً جتنے بدن کا دیکھنا ضروری ہے معالج بس اسی قدر دیکھ سکتا ہے، مثلاً علاج کے لئے نبض دیکھنے اور حال کہنے سے کام چل سکتا ہے تو اس سے زیادہ دیکھنے یا ہاتھ لگانے کی اجازت نہ ہوگی، اسی طرح اگر بازو میں یا پنڈلی میں زخم ہے تو جتنی جگہ بدرجۂ مجبوری دیکھنے کی ضرورت ہو بس اسی قدر معالج دیکھ سکتا ہے۔ اگر علاج کی مجبوری کے لئے آنکھ، ناک، دانت دیکھنا ہے تو اس صورت میں پورا چہرہ کھولنا جائز نہیں، جس قدر دیکھنے سے کام چل سکتا ہو بس اسی قدر دکھا سکتے ہیں بلکہ ایسے معالج کے لئے بھی یہی تفصیل ہے جو عورت کا محرم ہو اور وجہ اس کی یہ ہے کہ محرم کے لئے بھی اپنی محرم عورت کا پورا بدن دیکھنا جائز نہیں ہے، کیونکہ عورت کو اپنے محرم کے سامنے پیٹ اور پیٹھ اور ران کھولنا منع ہے، پس اگر پیٹ یا پیٹھ میں زخم ہو تو حکیم ڈاکٹر خواہ محرم ہو یا نامحرم صرف زخم کی جگہ دیکھ سکتا ہے، اس سے زیادہ دکھانا گناہ ہے، جس کی صورت یہ ہے کہ پرانا کپڑا پہن کر زخم کے اوپر کا حصہ کاٹ دیا جائے تاکہ پیٹ یا پیٹھ کے بقیہ حصہ پر اس کی نظر نہ پڑے اور چونکہ عورت کو ناف سے لے کر گھٹنوں کے ختم تک کسی عورت کے سامنے کھولنا ناجائز ہے اس لئے اگر لیڈی ڈاکٹر کو مثلاً ران یا سرین کا پھوڑا وغیرہ دکھانا مقصود ہو تو اس صورت میں بھی کپڑا کاٹ کر صرف پھوڑے کی جگہ دکھائی جائے، اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا ضروری ہے کہ ضرورت کے لئے حکیم ڈاکٹر کو جو جگہ دکھائی جائے تو حاضرین میں جو عزیز و اقارب موجود ہوں ان کو اس جگہ کے دیکھنے کی اجازت نہیں ہے، ہاں اگر حاضرین میں سے کوئی شخص ایسا ہے جسے شرعاً اس جگہ کا دیکھنا جائز ہے تو وہ اس پابندی سے خارج ہے مثلاً اگر پنڈلی میں زخم ہے اور وہ ڈاکٹر یا جراح کو دکھانا ہے اور عورت کا باپ یا حقیقی بھائی بھی وہاں موجود ہے اس نے اگر دیکھ لیا تو گناہ نہ ہوگا، کیونکہ پنڈلی کا کھولنا محرم کے سامنے درست ہے۔

فائدہ:- یہ تفصیل جو ابھی ذکر کی گئی ہے مرد کے علاج کے سلسلہ میں بھی ہے، کیونکہ ناف سے لے کر گھٹنے تک مرد کا مرد سے بھی پردہ ہے، اگر ران یا سرین کا زخم کسی ڈاکٹر کو دکھانا ہے یا کولہے میں کسی مجبوری سے انجکشن لگوانا ہے تو صرف ڈاکٹر بقدر ضرورت دیکھ سکتا ہے، دوسرے لوگوں کا دیکھنا حرام ہے۔

مسئلہ:- زمانہ حمل وغیرہ میں اگر دائی سے پیٹ ملوانا ہو تو ناف سے نیچے کا بدن کھولنا درست نہیں ہے، چادر وغیرہ ڈال لینی چاہئے، بلاضرورت کوئی جگہ دائی کو بھی دکھانا جائز نہیں۔

ولادت کے موقع پر بے احتیاطی:- بچہ پیدا ہونے کے وقت دائی اور نرس کو صرف بقدر ضرورت پیدائش کی جگہ دیکھنا جائز ہے، اس سے زیادہ دیکھنا منع ہے اور آس پاس جو عورتیں موجود ہوں اگرچہ ماں اور بہنیں ہی ہوں ان کو بھی دیکھنا منع ہے، کیونکہ اُن کا دیکھنا بلاضرورت ہے، لہٰذا ان کو نظر ڈالنے کی اجازت نہیں، یہ جو دستور ہے کہ عورت کو ننگا کر کے ڈال دیتے ہیں اور سب عورتیں دیکھتی رہتی ہیں یہ حرام ہے۔

Marfat.com

مسئلہ:- اگر غیر مسلم دائی یا نرس بچہ پیدا کرانے کے لئے بلائی جائے تو اس کے سامنے سر کھولنا حرام ہوگا کیونکہ کافر عورت کے سامنے مسلمان عورت صرف منہ اور پہنچوں تک دونوں ہاتھ اور ٹخنوں سے نیچے دونوں پیر کھول سکتی ہے اس کے علاوہ ایک بال کا کھولنا بھی درست نہیں، غیر مسلم عورتیں مثلاً بھنگن، دھوبن، نرس، لیڈی ڈاکٹر وغیرہ جو بھی ہوں ان سب کے متعلق یہی حکم ہے۔

بعض جدید تعلیم یافتہ لوگوں میں یہ رواج ہے کہ بجائے دائیوں کے مرد ڈاکٹروں سے بچہ جنواتے ہیں، جبکہ اپنی ہم جنس کو بھی اپنی جنس کے ستر کی طرف بھی بلاضرورت نظر ڈالنا ممنوع ہے تو غیر جنس کے لئے کیسے جائز ہوسکتا ہے اور غیر جنس میں بھی جتنا بعد ہوتا جائے گا اتنا ہی ممانعت اور حرمت میں تشدد بڑھتا جائے گا، مسلمان عورت کی ہم جنس قریب مسلمان عورت ہے، اوّل بوقت ضرورت اس کو اختیار کیا جائے، اس کے بعد کافر عورت ہے، اس کے بعد ڈاکٹر کی اگر ضرورت ہی آپڑے تو مسلمان ڈاکٹر کو اختیار کیا جائے، وہ بھی نہ ہو تو کافر کی طرف رجوع کیا جائے، نہ یہ کہ اوّلاً ہی کافر مرد کے پاس لے جائیں یا اس کو بلائیں، یہ سخت بے حیائی اور گناہ اور تقلید بے جا ہے، اور بچہ کی پیدائش کرانے کے لئے ڈاکٹر اور نرس کا ضروری ہونا قابل تسلیم نہیں ہے، کیونکہ جب تک یہ رواج شروع نہ ہوا تھا تب بھی برابر بچے ہوتے تھے، اور اب بھی جن خاندانوں میں غیرت اور حمیت ہے ان میں برابر بچے ہوتے ہیں اور دائیاں پردہ کے ساتھ سب کام کرتی ہیں۔

تنبیہ:- بعض عورتیں منہار سے چوڑیاں پہنتی ہیں جس کی وجہ سے اس کے ہاتھ میں ہاتھ دینا پڑتا ہے، یہ گناہ ہے چونکہ ایسا کرنے کی کوئی مجبوری نہیں ہے اس لئے اس سے پرہیز کرنا لازم ہے۔

سسرال والے مردوں سے پردہ کی سخت تاکید

(۲۱۴) وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاكُمْ وَالدُّخُوْلَ عَلَى النِّسَآءِ فَقَالَ رَجُلٌ يَّارَسُوْلَ اللّٰهِ اَرَأَيْتَ الْحَمْوَ قَالَ الْحَمْوُ الْمَوْتُ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (نامحرم) عورتوں کے پاس مت جایا کرو، ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ عورت کی سسرال کے مردوں کے متعلق کیا حکم ہے؟ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سسرال کے رشتہ دار تو موت ہیں۔ (مشکوٰۃ ص ۲۶۸ از بخاری ومسلم)

تشریح:- اس حدیث میں جو سب سے زیادہ قابل توجہ چیز ہے وہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عورت کی سسرال کے مردوں کو موت سے تشبیہ دی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ عورت اپنے جیٹھ اور دیور اور نندوئی وغیرہ سے اور اسی طرح سسرال کے دوسرے مردوں سے گہرا پردہ کرے، یوں تو ہر نامحرم سے پردہ کرنا لازم ہے، لیکن جیٹھ دیور اور ان کے رشتہ داروں کے سامنے آنے سے اس طرح بچنا ضروری ہے جیسے موت سے بچنے کو ضروری خیال کرتے ہیں اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اُن لوگوں کو اپنا سمجھ کر اندر بلا لیا جاتا ہے، اور بلا تکلف جیٹھ دیور اور شوہر کے عزیز واقارب اندر چلے جاتے ہیں، اور بہت زیادہ خلا ملا کر لیتے ہیں، اور ہنسی دل لگی تک کی نوبتیں آجاتی ہیں، شوہر یہ سمجھتا ہے کہ یہ تو اپنے لوگ ہیں اُن سے کیا روک ٹوک کی جائے، لیکن جب

Marfat.com

دونوں طرف سے یگانگت کے جذبات ہوں اور کثرت سے آنا جانا ہو اور شوہر گھر سے غائب ہو تو پھر اَن ہونے واقعات تک رونما ہو جاتے ہیں، ایک پڑوسی کسی عورت کو اتنی جلدی اغوا نہیں کر سکتا جتنی جلدی اور بآسانی دیور یا جیٹھ اپنی بھابی کو اغوا کرنے یا بے حیائی کے کام پر آمادہ کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔

انہی حالات کے پیش نظر آنحضرت ﷺ نے سسرال کے مردوں سے بچنے اور پردہ کرنے کی سخت تاکید فرمادی ہے، اور ان لوگوں کو موت بتا کر یہ بتا دیا ہے کہ ان سے ایسا پرہیز کرو جیسا موت سے بچتی ہو، اور مردوں کو بھی حکم ہے کہ اپنی بھاوج اور سالے وغیرہ کی بیوی سے خلا ملا نہ رکھیں، اور نظر نہ ڈالیں۔ قال فی اللمعات والمراد وتحذیر المراۃ منھم کما یحذر من الموت فان الخوف من الاقارب اکثر والفتنۃ منھم اوقع لتمکنھم من الوصول والخلوۃ من غیر نکیر.

بعض عورتیں اپنے دیور کو چھوٹی عمر میں پرورش کرتی ہیں اور جب وہ بڑا ہو جاتا ہے تو اس سے پردہ کرنے کو برا سمجھتی ہیں، اور اگر مسئلہ بتایا جاتا ہے کہ یہ نامحرم ہے، تو کہتی ہیں کہ اس کو ہم نے چھوٹا سا پالا ہے، رات دن ساتھ رہا ہے اس سے کیا پردہ، یہ بڑے گناہ کی بات ہے، کہ آدمی گناہ بھی کرے اور شریعت کے مقابلہ میں کٹ حجتی پر اُتر آئے، اللہ کے رسول ﷺ تو دیور کو موت بتائیں اور جہالت کی ماری عورتیں اس کے سامنے آنے کو ضروری سمجھیں۔ یہ کیا مسلمانی ہے؟

تنبیہ:- پردہ حق شرع ہے، شوہر کا حق نہیں ہے، بہت سی عورتیں سمجھتی ہیں کہ شوہر جس سے پردہ کرائے اس سے پردہ کیا جائے اور شوہر جس کے سامنے آنے کو کہے اس کے سامنے آجائیں، یہ سراسر غلط ہے، شوہر ہو یا کوئی دوسرا شخص اس کے کہنے سے گناہ کرنے کی اجازت نہیں ہو جاتی، خوب سمجھ لو۔

نابینا سے پردہ کرنے کا حکم

(۲۱۵) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اَنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَيْمُوْنَةُ اِذْ اَقْبَلَ ابْنُ اُمِّ مَكْتُوْمٍ فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجِبَا مِنْهُ فَقُلْتُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلَيْسَ هُوَ اَعْمٰی لَا يُبْصِرُنَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفَعَمْيَا وَاِنِ اَنْتُمَا اَلَسْتُمَا تَبْصُرَانِهِ. (رواہ احمد والترمذی وابوداؤد)

ترجمہ: اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما ہم دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس تھیں کہ اچانک عبداللہ بن اُمّ مکتوم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سامنے سے آ گئے، اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے لگے، (چونکہ عبداللہؓ نابینا تھے، اس لئے ہم دونوں نے ان سے پردہ کرنے کا ارادہ نہیں کیا، اور اسی طرح اپنی جگہ بیٹھی رہیں) رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ان سے پردہ کرو، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ کیا وہ نابینا نہیں ہیں؟ ہم کو تو وہ نہیں دیکھ رہے ہیں! اس کے جواب میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کیا تم دونوں (بھی) نابینا ہو؟ کیا تم ان کو نہیں دیکھ رہی ہو؟'' (مشکوٰۃ، ص ۲۶۹ از احمد و ترمذی وابوداؤد)

تشریح:- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ عورتیں بھی جہاں تک ممکن ہو سکے مردوں پر نظر نہ ڈالیں، حضرت

Marfat.com

عبداللہ رضی اللہ عنہ نابینا تھے پاکباز صحابی تھے، حضور اقدس ﷺ کی دونوں بیویاں نہایت پاک دامن تھیں، اس کے باوجود بھی آپ ﷺ نے دونوں بیویوں کو حکم فرمایا کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پردہ کریں، یعنی ان پر نظر نہ ڈالیں۔

دیکھو! جہاں بدنظری کا ذرا بھی احتمال نہ تھا وہاں اس قدر سختی فرمائی گئی تو آج کل کی عورتوں کے لئے اس امر کی کیونکر اجازت ہوسکتی ہے کہ مردوں کو جھانکا تاکا کریں، یوں اگر کوئی عورت کسی مجبوری سے سفر میں نکلی اور راستہ چلتے ہوئے بلا اختیار راہ گیروں پر نظر پڑ گئی تو وہ دوسری بات ہے، لیکن قصداً وارادۃً مردوں پر نظر ڈالنا منع ہے۔ سورۂ نور کی آیت پہلے گزر چکی ہے جس میں مردوں اور عورتوں کو نظریں پست کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

اسی سے بیاہ شادی کی اس قبیح رسم کی ممانعت بھی معلوم ہوئی کہ جب دولہا دلہن کو لے کر رخصت ہونے لگتا ہے تو اس کو سلامی کے لئے گھر کے اندر بلایا جاتا ہے، اور جو عورتیں کنبہ کی یا پاس پڑوس کی یا مہمانی میں دور دراز سے آنے والی موجود ہوتی ہیں سب دولہا کو دیکھتی ہیں، اور سالیاں اس سے مذاق کرتی ہیں، کوئی اس کا جوتا چھپاتی ہے، اور کوئی اس کے منہ پر چونا لگاتی ہے۔ اس طرح عورتوں کے بھرے مجمع میں ایک غیر محرم مرد کا آجانا جو جوانی سے بھرپور ہے اور بہترین لباس و پوشاک پہنے ہوئے ہے کسی طرح درست نہیں، خصوصاً جبکہ عورتوں کا مقصد بھی دولہا کو دیکھنا ہوتا ہے، یہی وجہ ہے کہ سلامی کی مجلس برخواست ہونے کے بعد عورتیں بڑی بے باکی سے دولہا کی شکل وصورت پر تبصرہ کرتی ہیں۔

بدنظری سببِ لعنت ہے

(۲۱۶) وَعَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ. (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو دیکھنے والے پر اور جس کی طرف دیکھا جائے اس پر بھی۔ (مشکوٰۃ، ص ۲۷۰ از بیہقی فی شعب الایمان)

تشریح:- یہ حدیث بہت سی جزئیات پر حاوی ہے، جس میں بطور قاعدہ کلیہ کے ہر نظر حرام کو مستحق لعنت بتایا ہے، اور نہ صرف دیکھنے والے پر لعنت بھیجی ہے بلکہ اپنی خوشی اور اختیار سے جو کوئی بھی مرد عورت کسی ایسی جگہ کھڑا ہو جہاں سے شریعت کے خلاف نظر ڈالی جاسکے، یا کوئی بھی مرد عورت کسی مرد وعورت کے سامنے وہ حصہ کھول دے یا کھلا رہنے دے جس کا دیکھنا دیکھنے والے کے لئے حلال نہ ہو تو یہ دکھانے والا بھی مستحق لعنت ہے۔

اپنے اختیار سے بے پردگی کی جگہ کھڑا ہونے کی مذمت

مزید تشریح یہ ہے کہ کوئی عورت بغیر پردہ کے بازار میں یا میلہ میں یا پارک میں چلی گئی، جس کی وجہ سے غیر مردوں نے اُسے دیکھ لیا تو وہ مرد اور عورت اس لعنت کے مستحق ہوئے، اسی طرح کوئی عورت دروازہ سے یا کھڑکی سے یا برآمدہ سے باہر تاکتی جھانکتی ہے تو یہ عورت بدنظری کی وجہ سے مستحق لعنت ہے، اور غیر مردوں کو دیکھنے کا موقع دینے سے بھی لعنت کی مستحق ہوئی، اسی طرح سے شادی کے موقع پر سلامی کے لئے

Marfat.com

جب دولہا اندر گھر میں آ گیا اور نامحرم عورتوں کو دیکھنے کا موقع دیا تو یہ دولہا عورتوں کے درمیان بیٹھنے کی وجہ سے اور عورتیں اس کو دیکھنے کی وجہ سے لعنت کی مستحق ہوئیں، کسی عورت نے کسی عورت کو اگر ناف سے لے کر گھٹنوں کے ختم تک کا حصہ پورا یا کچھ دکھلا دیا تو دیکھنے والی اور دکھانے والی دونوں لعنت کی مستحق ہوئیں، اسی طرح اگر کسی مرد نے کسی مرد کے سامنے ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں کے ختم کا پورا حصہ کھول دیا تو دکھلانے والا اور دیکھنے والا دونوں لعنت کے مستحق ہوئے، کسی عورت نے اپنے محرم یعنی باپ بھائی وغیرہ کے سامنے اپنا پیٹ یا پیٹھ یا ران یا گھٹنا کھول دیا تو دیکھنے والا اور دکھانے والی دونوں نے لعنت کا کام کر لیا، بہت سے مغربیت زدہ گھرانوں میں یہ آفت ہے کہ انگریز عورتوں کی دیکھا دیکھی صرف ایک فراک پہنے ہوئے گھروں میں رہتی ہیں اور پاجامہ یا ساڑھی کی جگہ ذرا سی لنگوٹی یا جانگیاں پہنے رہتی ہیں جس کی وجہ سے رانیں اور گھٹنے گھر کے مردوں کے سامنے بلکہ نوکروں کے سامنے بھی (جن کو گھروں میں رکھنا حرام ہے) کھلے رہتے ہیں، اس طرح سے گھر کے سب مرد و عورت مستحق لعنت ہوتے ہیں۔

نامحرم مرد کے ساتھ تنہائی میں رہنے اور رات گزارنے کی ممانعت

(۲۱۷) وَعَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَۃٍ اِلَّا کَانَ ثَالِثُھُمَا الشَّیْطَانَ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مرد جب کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوتا ہے تو وہاں ان دونوں کے علاوہ تیسرا فرد شیطان بھی ضرور موجود ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۲۶۹ از ترمذی)

تشریح:- شیطان کا کام معلوم ہی ہے کہ وہ گناہ کراتا ہے، جب بھی کوئی مرد غیر عورت کے ساتھ تنہائی میں ہوگا تو شیطان بھی وہاں موجود ہوگا جو دونوں کے جذبات کو اُبھارے گا اور دونوں کے دلوں میں خراب کام کرنے کے وسوسے ڈالے گا، اسی وجہ سے آنحضرت ﷺ نے سختی کے ساتھ غیر محرم کے پاس تنہائی میں رہنے کی ممانعت فرمائی۔ اس ممانعت پر بڑی سختی سے عمل کرنے کی ضرورت ہے، خواہ استاد ہو یا پیر ہو، یا ماموں، پھوپھی، چچا اور خالہ کا بیٹا ہو، ان کے پاس تنہائی میں رہنے سے عورت کو پرہیز کرنا لازم ہے اور مردوں کو بھی نامحرم عورتوں کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنے اٹھنے سے بچنے کا اہتمام کرنا ضروری ہے، نامحرم سے خلا ملا گناہ ہے۔

(۲۱۸) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا لَایَبِیْتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَأَۃٍ ثَیِّبٍ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ نَاکِحًا اَوْ ذَا مَحْرَمٍ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ خبردار کوئی شخص ہرگز کسی بے شوہر والی عورت کے پاس رات نہ گزارے، الا یہ کہ ایسا شخص ہو جس نے اس عورت سے نکاح کر لیا ہو یا اس کا محرم ہو۔ (مشکوٰۃ، ص ۲۶۸ از مسلم)

تشریح:- اس حدیث پاک میں بہت سختی کے ساتھ اس چیز کی ممانعت کی گئی ہے کہ کوئی مرد اپنی بیوی یا محرم عورت کے علاوہ کسی غیر محرم کے پاس رات کو رہے، یہ ممانعت بڑی دور اندیشی پر مبنی ہے اور اس میں بڑی

Marfat.com

مصلحت اور حکمت ہے، یوں تو ہر وقت ہی نامحرم مرد وعورت کا تنہائی میں رہنا منع ہے جیسا کہ ابھی ابھی گزشتہ حدیث میں گزرا، لیکن خصوصیت کے ساتھ کسی غیر محرم کے ساتھ رات کو رہنے کی ممانعت سختی کے ساتھ اس لئے فرمائی کہ رات کی اندھیری اور یکسوئی میں گناہ کرنے کا موقع مل جانا آسان ہوتا ہے، اس ممانعت میں ہر نامحرم آ گیا، جیٹھ، دیور، نندوئی، چچازاد بھائی، ماموں اور پھوپھی کا لڑکا، یہ سب غیر محرم ہیں، عورتیں عموماً ان کے پاس بے دریغ تنہائی میں چلی جاتی ہیں، اور رات ہو یا دن ان سے پردہ کرنے کا اہتمام نہیں کرتی ہیں۔ شریعت کے نزدیک یہ سخت منع ہے، مرد عورت دونوں کے لئے حکم برابر ہے کہ نامحرم کے ساتھ تنہائی میں رات نہ گزاریں، حدیث میں خصوصیت سے مرد کو اس لئے خطاب فرمایا کہ مرد طاقتور ہوتا ہے اگر وہ تنہائی میں کسی نامحرم عورت کے پاس پہنچ جائے تو عورت اس کو ہٹانے سے عاجز ہوگی، لہٰذا خطاب کا رخ مرد کی طرف رکھا گیا کہ غیر عورت کے پاس رات نہ گزارے۔ اگر کوئی مرد اس حکم کی خلاف ورزی کرے تو عورت پر لازم ہے کہ وہاں سے چل دے اور اس مرد کو تنہا چھوڑ دے۔ حدیث میں لَا يَبِيْتَنَّ رَجُلٌ عِنْدَ امْرَأَةٍ ثَيِّبٍ فرمایا ہے، "ثیب" بیوہ عورت کو کہتے ہیں جس کا شوہر نہ ہو اس کو بھی ثیب کہتے ہیں، اس عموم میں بیوہ بھی آ گئی اور کنواری بھی، اور مطلقہ بھی۔

علامہ نووی رحمہ اللہ تعالیٰ شرح صحیح مسلم میں کہتے ہیں کہ ثیب کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اس لئے فرمایا کہ نکاح کی خواہش رکھنے والے یا خراب خیال والے لوگ بیوہ کو بے ٹھکانہ سمجھ کر اس کے پاس آنا جانا رکھنا چاہتے ہیں اور کنواری لڑکی کے پاس بے محابا جانے کی جرأت بھی نہیں کرتے اور وہ خود بھی اپنے کو محفوظ رکھنا چاہتی ہے، اور گھر والے بھی اس کی حفاظت کا خیال رکھتے ہیں، اس کے بعد علامہ موصوفؒ لکھتے ہیں کہ جب ثیب کے پاس غیر محرم کو رات گزارنے کی ممانعت ہے حالانکہ اس کے پاس آنے جانے میں تساہل برتا جاتا ہے تو کنواری عورت کے پاس نامحرم کو رات گزارنا بطریق اولیٰ منع ہوا۔

مرد کا مرد اور عورت کا عورت سے کتنا پردہ ہے؟

(۲۱۹) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰی عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْأَةُ اِلٰی عَوْرَةِ الْمَرْأَةِ وَلَا یُفْضِیُ الرَّجُلُ اِلَی الرَّجُلِ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ وَلَا تُفْضِی الْمَرْأَةُ اِلَی الْمَرْأَةِ فِیْ ثَوْبٍ وَّاحِدٍ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی مرد کسی مرد کی شرمگاہ کو نہ دیکھے اور نہ کوئی عورت کسی عورت کی شرمگاہ کو دیکھے اور نہ ننگے ہو کر دو مرد ایک کپڑے میں لیٹیں اور نہ دو عورتیں ایک کپڑے میں ننگی ہو کر لیٹیں۔ (مشکوٰۃ، ص ۲۶۸ از مسلم)

تشریح:- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس طرح عورت کا مرد سے پردہ ہے اسی طرح عورت کا عورت سے اور مرد کا مرد سے بھی پردہ ہے لیکن پردوں میں تفصیل ہے۔ ناف سے لے کر گھٹنوں کے ختم تک کسی بھی مرد کو کسی مرد کی طرف دیکھنا حلال نہیں ہے، بہت سے لوگ آپس میں زیادہ دوستی ہو جانے پر پردہ کی جگہ ایک دوسرے کو بلاتکلف دکھا دیتے ہیں، یہ سراسر حرام ہے، اسی طرح عورت کو عورت کے سامنے ناف سے لے کر گھٹنوں کے ختم

Marfat.com

تک کھولنا حرام ہے، اور کافر عورت کے سامنے منہ اور گٹے تک ہاتھ اور ٹخنے تک پیر کے علاوہ جسم کا کوئی حصہ یا کوئی بال کھولنا بھی درست نہیں، بچہ پیدا ہونے کے چند روز بعد جب زچہ کو غسل کرایا جاتا ہے تو گھر کی سب عورتیں اس کو ننگی کر کے نہلاتی ہیں اور رانیں وغیرہ سب دیکھتی ہیں یہ بہت بڑی بے غیرتی ہے اور حرام ہے۔

مسئلہ:- جتنی جگہ میں نظر کا پردہ ہے اتنی جگہ کو چھونا بھی درست نہیں ہے، چاہے کپڑے کے اندر ہاتھ ڈال کر ہی کیوں نہ ہو مثلاً کسی بھی مرد کو یہ جائز نہیں ہے کہ کسی مرد کے ناف سے لے کر گھٹنوں تک کے حصہ کو ہاتھ لگائے اسی طرح کوئی عورت کسی عورت کے ناف سے نیچے کے حصہ کو گھٹنوں کے ختم تک ہاتھ نہیں لگا سکتی، اسی وجہ سے حدیثِ بالا میں دو مردوں کو ایک کپڑے میں ننگے ہو کر لیٹنے کی ممانعت فرمائی ہے، اور یہی ممانعت عورتوں کے لئے بھی ہے، یعنی دو عورتیں ایک کپڑے میں ننگی ہو کر نہ لیٹیں۔

شوہر کے سامنے کسی دوسری عورت کا حال بیان کرنے کی ممانعت

(۲۲۰) وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتُهَا لِزَوْجِهَا كَاَنَّهٗ يَنْظُرُ اِلَيْهَا. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ ہم مجلس ہونے کے بعد اپنے شوہر کے سامنے اس دوسری عورت کا پورا پورا حال (ناک نقشہ اور حسن و جمال وغیرہ) اس طرح بیان نہ کرے کہ جیسے وہ اس عورت کو دیکھ رہا ہے۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۲۶۸ از بخاری و مسلم)

تشریح:- مطلب یہ ہے کہ اپنے شوہر کے سامنے کسی بات کے سلسلہ میں یوں ہی اگر کسی عورت کا ذکر آ جائے تو اس حد تک مضائقہ نہیں ہے لیکن اس کے سامنے کسی عورت کا پورا پورا حال اس طرح بیان نہ کرے کہ جسے سن کر اس عورت کے حسن و جمال اور خدوخال کا نقشہ اس کے ذہن میں آ جائے۔ کسی عورت کے احوال کا ایسا صاف اور واضح بیان اپنے مرد کے سامنے کرنا بھی ایک طرح کی بے پردگی ہے، جیسے کسی کو آنکھ سے دیکھ کر طبیعت مائل ہو جاتی ہے ایسی ہی بغیر دیکھے حسن و جمال کا سن کر دل میں امنگ پیدا ہوتی ہے، اور دیکھنے اور ملاقات کرنے کو دل چاہنے لگتا ہے لہٰذا اس طرح کے تذکرہ سے منع فرمایا، اور اس میں بیان کرنے والی کے نقصان کا بھی اندیشہ ہے کیونکہ اپنا شوہر اگر اس عورت کے حاصل کرنے کے چکر میں پڑ گیا تو پچھتائے گی۔

نامحرم عورتوں سے مصافحہ کرنے کی ممانعت

(۲۲۱) وَعَنْ اُمَيْمَةَ بِنْتِ رَقِيْقَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ اَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰ
تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ نِسْوَةٍ بَايَعْنَهٗ عَلَی الْاِسْلَامِ فَقُلْنَ لَهٗ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ (صَلَّی اللّٰ
تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) نُبَايِعُكَ عَلٰی اَنْ لَّا نُشْرِكَ بِاللّٰهِ شَيْئًا وَّلَا نَسْرِقَ وَلَا نَزْنِیَ وَلَا
نَقْتُلَ اَوْلَادَنَا وَلَا نَاْتِیَ بِبُهْتَانٍ نَفْتَرِيْهِ بَيْنَ اَيْدِيْنَا وَاَرْجُلِنَا وَلَا نَعْصِيَكَ فِیْ مَعْرُوْفٍ
قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا اسْتَطَعْتُنَّ وَاَطَقْتُنَّ قَالَتْ فَقُلْنَ اللّٰ

Marfat.com

وَرَسُوْلُهٗ اَرْحَمُ بِنَا مِنْ اَنْفُسِنَا هَلُمَّ نُبَايِعْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّىْ لَآ اُصَافِحُ النِّسَآءَ اِنَّمَا قَوْلِىْ لِمِائَةِ امْرَأَةٍ كَقَوْلِىْ لِامْرَأَةٍ وَّاحِدَةٍ اَوْ مِثْلَ قَوْلِىْ لِامْرَأَةٍ وَّاحِدَةٍ. (رواہ مالک فی الموطا ماجاء فی البیعۃ)

ترجمہ: حضرت اُمیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں اور چند دیگر عورتیں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بیعت اسلام کیلئے حاضر ہوئیں، عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ ﷺ سے ان شرطوں پر بیعت ہوتی ہیں کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی، اور چوری نہ کریں گی اور زنا نہ کریں گی، اور اپنی اولاد کو قتل نہ کریں گی اور کوئی بہتان کی اولاد نہ لادیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان ڈالیں (اور اپنے شوہر کی اولاد بتائیں) اور نیک کام میں آپ کی نافرمانی نہ کریں گی، یہ سن کر آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ یہ اور کہہ لو کہ ہم اپنی طاقت کے مطابق پورا عمل کریں گی، یہ سن کر اُن عورتوں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہم پر اس سے زیادہ مہربان ہیں جتنا ہم اپنے نفسوں پر رحم کرتے ہیں، اس کے بعد ان عورتوں نے عرض کیا (یارسول اللہ ﷺ زبانی اقرار تو ہم نے کر ہی لیا ہے) لائیے (ہاتھ میں ہاتھ دے کر بھی) آپ ﷺ سے بیعت کرلیں، یہ سن کر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا (جو میں نے زبان سے کہہ دیا سب کے لئے لازم ہوگیا اور الگ الگ بیعت کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے کیونکہ) سو عورتوں سے (بھی) میرا وہی کہنا ہے جو ایک عورت سے کہنا ہے۔ (مؤطا امام مالک علی اوجز المسالک ص ۴۴۹ ج ۶)

(۲۲۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ فَمَنْ اَقَرَّتْ بِهٰذَا الشَّرْطِ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ قَالَ لَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ بَايَعْتُكِ كَلَامًا وَلَا وَاللّٰهِ مَا مَسَّتْ يَدُهٗ يَدَامْرَأَةٍ قَطُّ فِى الْمُبَايَعَةِ مَا يُبَايِعُهُنَّ اِلَّا بِقَوْلِهٖ قَدْ بَايَعْتُكِ. (اخرجہ البخاری فی تفسیر سورۃ الممتحنۃ)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ مؤمن عورتوں میں سے جس نے اُن شرطوں کا اقرار کرلیا (جن کا گزشتہ حدیث میں اور سورۂ ممتحنہ میں ذکر ہے) تو اس کو حضور اقدس ﷺ نے زبانی فرما دیا کہ میں نے تجھے بیعت کرلیا (کیونکہ ہاتھ میں ہاتھ لے کر آپ ﷺ عورتوں کو بیعت نہ فرماتے تھے) خدا کی قسم! آنحضرت ﷺ کے ہاتھ نے بیعت کرتے وقت (بھی) کسی عورت کا ہاتھ نہ چھوا، آپ ﷺ عورتوں کو صرف زبانی بیعت فرماتے تھے، آپ ﷺ کا ارشاد ہوتا تھا قَدْ بَايَعْتُكِ میں نے تجھے بیعت کرلیا۔ (صحیح بخاری، ص ۷۲۶ ج ۲)

تشریح:- ان دونوں حدیثوں سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ ہادی عالم حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے کبھی کسی عورت کا ہاتھ بیعت کے سلسلہ میں نہیں چھوا، جب کسی عورت نے بیعت کے لئے عرض کیا آپ ﷺ نے ارشاد فرمادیا کہ جاؤ میں نے تم کو بیعت کرلیا، جب چند عورتوں نے اکٹھے ہوکر بیعت کی درخواست کی تو آنحضرت ﷺ نے فرمادیا کہ اِنِّىْ لَا اُصَافِحُ النِّسَآءَ یعنی میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کیا کرتا۔

اس کے بعد فرمادیا کہ سو عورتوں سے میرا وہی کہنا ہے جو ایک عورت سے کہنا ہے، مطلب یہ ہے کہ

Marfat.com

ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کرنے ہی سے بیعت نہیں ہوتی بلکہ زبانی کہہ دینا بھی کافی ہے، پس جبکہ زبانی بیعت سے کام چل سکتا ہے تو غیر محرم عورتوں کا ہاتھ کیوں ہاتھ میں لیا جائے؟

اب ذرا ہم اپنے زمانہ کے نام نہاد پیروں اور جاہل مرشدوں کی بدحالی کا بھی جائزہ لیں۔ یہ پیری کے جھوٹے مدعی مریدنیوں میں بے حجابانہ پردہ کے اہتمام کے بغیر یوں ہی گھس جاتے ہیں اور مرید کرتے وقت ہاتھ میں ہاتھ بھی لیتے ہیں، جس کی وجہ سے عموماً ایسے واقعات بھی پیش آجاتے ہیں جن کا پیش آجانا بے پردگی اور بے شرمی کے بعد ضروری ہو جاتا ہے، بھلا ایسے فاسق لوگ اس لائق ہو سکتے ہیں کہ کوئی مسلمان ان سے مرید ہو؟ ہرگز نہیں۔

تنبیہ:- جو مرد و عورت آپس میں محرم ہوں ایک دوسرے کے اُن اعضاءِ جسم کو چھو بھی سکتے ہیں جن کو شرعاً دیکھنا درست ہو اور آپس میں مصافحہ بھی کر سکتے ہیں بشرطیکہ طرفین میں سے کسی کے متعلق شہوت کا اندیشہ نہ ہو اور غیر محرم عورت سے مصافحہ کرنا درست نہیں ہے، اگرچہ بلا شہوت ہو۔ یورپ و امریکہ کے طریقہ پر حکام کے طبقہ میں یا گریجویٹ قسم کے لوگوں میں جو یہ دستور ہے کہ دعوتوں اور پارٹیوں میں اپنی بیویوں کو ساتھ لے جاتے ہیں اور دوسروں کی عورتوں سے خود مصافحہ کرتے ہیں اور اپنی عورتوں سے نامحرموں کا مصافحہ کراتے ہیں یہ حرام ہے۔ اسلام کے احکام سب کے لئے ہیں، حاکم ہو یا محکوم، امیر ہو یا غریب، گورا ہو یا کالا، دیسی ہو یا پردیسی، البتہ بہت بوڑھی سے مصافحہ کرنے کی گنجائش ہے بشرطیکہ شہوت کا اندیشہ نہ ہو اور نفس پر اطمینان ہو۔

(قال فی الدرا المختار ما العجوز التی لا تشتھی فلا باس بمصافحتھا ومن مسّ یدھا اذا امن)

''بہت بوڑھی عورت جو ذرا بھی محل رغبت نہ رہی ہو، اس کو صرف چہرہ اور دونوں پہنچوں تک ہاتھ کھول کر غیر محرم کے سامنے آنے کی اجازت ہے لیکن اس سے بھی پرہیز کرے تو بہتر ہے''۔

سورۂ نور میں ارشاد ہے:

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ الّٰتِیْ لَایَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ عَلَیْھِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ ثِیَابَھُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجٰتٍ م بِزِیْنَةٍ ط وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّھُنَّ ط وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ.

''اور بڑی بوڑھی عورتیں (جو بڑھاپے کے باعث حیض سے اور اولاد کے جننے سے) بیٹھ چکی ہیں جن کو کسی کے نکاح میں آنے کی کوئی امید نہ رہی ہو ان کو اس بات میں کوئی گناہ نہیں کہ اپنے (زائد) کپڑے (غیر محرم کے سامنے) اُتار رکھیں، (جن سے چہرہ چھپا رہتا ہے) بشرطیکہ اظہار زینت کا خیال نہ ہو اور اس سے بھی احتیاط رکھیں تو ان کے لئے زیادہ بہتر ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے''۔

اس آیت میں بوڑھی کھوسٹ عورت کو نامحرم کے سامنے چہرہ کھولنے کی اجازت دینے کے باوجود یہ فرمایا ہے کہ پرہیز کریں تو بہتر ہے، پس جو عورت ذرا بھی محل رغبت ہو اس کے لئے چہرہ کھول کر غیر محرم کے سامنے جانے کی کیونکر گنجائش ہو سکتی ہے جبکہ اس کو نامحرموں کے سامنے چہرہ ڈھانکنے کا مستقل حکم بھی ہے۔

حماموں اور تالابوں میں غسل کرنے کے احکام

(۲۲۳) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ

Marfat.com

كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَدْخُلِ الْحَمَّامَ بِغَيْرِ اِزَارٍ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يُدْخِلُ حَلِيْلَتَهُ الْحَمَّامَ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلَا يَجْلِسُ عَلٰى مَائِدَةٍ تُدَارُ عَلَيْهِ الْخَمْرُ. (رواہ الترمذی والنسائی)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس پر لازم ہے کہ بغیر تہبند کے حمام میں نہ داخل ہو، اور جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اپنی بیوی کو حمام میں داخل نہ کرے اور جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو کسی ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دَور چل رہا ہو۔ (مشکوٰۃ، ص ۳۸۴ از ترمذی ونسائی)

تشریح:- جو قومیں نبی اکرم ﷺ کی ہدایت سے محروم ہیں حیاء وشرم سے خالی ہیں، انسان کا نفس شرم وحیاء کی پابندی سے بچتا ہے، اس لئے جو دین حق کے پابند نہیں ہوتے شرم وحیاء سے بھی آزاد ہوتے ہیں، مل جل کر مردوں اور عورتوں کا نہانا اور پردہ کا اہتمام نہ کرنا جاہلیت کی تہذیبِ قدیم میں بھی تھا، اور اب تہذیبِ جدید میں بھی ہے، حجاز سے باہر عہدِ نبوت میں ایسے حماموں کا رواج تھا جن میں مرد وعورت بغیر کسی پردہ اور شرم کے اکٹھے ہو کر نہایا کرتے تھے، اور یہ اُن کے رواج اور سماج میں داخل تھا۔ حضور اقدس ﷺ نے اوّل تو مردوں اور عورتوں کو ایسے حمام میں غسل کرنے سے منع فرمایا، پھر بعد میں مردوں کو تہبند باندھ کر نہانے کی اجازت دی (لیکن یہ اجازت اس شرط سے ہے کہ کسی دوسرے مرد کا ستر نہ دیکھے اور کسی عورت پر نظر نہ ڈالے) اور عورتوں کے لئے ان حماموں میں نہانے کی ممانعت علیٰ حالہٖ باقی رہی، کیونکہ پورے کپڑے پہن کر بھی عورت غسل کرے گی تب بھی مردوں کی نظریں اس کی طرف اٹھیں گی، بھیگا ہوا کپڑا بدن پر اس طرح چپک جاتا ہے کہ اجزاءِ بدن کو الگ الگ ظاہر کرتا ہے، اس حالت میں اگر مردوں کی نظر کسی عورت پر پڑے گی تو مزید کشش کا باعث بنے گی، ترغیب وترہیب کی ایک روایت میں ہے کہ تہبند اور کرتہ اور دوپٹہ پہن کر بھی عورت کو مذکورہ بالا حماموں میں غسل کرنے کی ممانعت ہے۔

ہمارے اس زمانہ میں کلب بنانے اور اس کا ممبر بننے کا رواج ہے، انہی کلبوں میں بعض کلب نہانے کے اور بعض تیرنے کے بنائے جاتے ہیں، مرد وعورت، لڑکے لڑکیاں اکٹھے مل کر نہاتے اور تیرتے ہیں، اور تیراکی کے مقابلے کرتے ہیں، مردوں اور عورتوں کے ننگے جسموں کی بے پردگی ہوتی ہے، یہ اختلاط نظر فریبی اور عشق بازی پر آمادہ کرتا ہے، اس طرح کے کلب یورپ کے بے شرموں کی ایجاد ہیں مگر افسوس ہے کہ مسلمانی کا دعویٰ کرنے والے بھی اس طرح کے کلبوں کے ممبر بننے کو بڑا کارنامہ سمجھنے لگے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

اگر کوئی کلب ایسا ہو جس میں صرف مرد ہی نہاتے ہوں تب بھی اس کا لحاظ رکھنا لازم ہے کہ کوئی مرد کسی مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں تک نہ دیکھے، اسی طرح سے کشتیوں کے اکھاڑوں اور فٹ بال وغیرہ کے میچوں میں ناف سے لے کر گھٹنوں کے ختم تک کے کسی حصہ کو کسی کے سامنے کھولنا یا کسی کے ستر کا کوئی حصہ دیکھنا سخت ممنوع ہے۔ افسوس ہے کہ کشتی کے مقابلوں میں کرکٹ وفٹ بال وغیرہ کے میچوں میں بڑے بڑے دینداری کے دعویدار اس مسئلہ کو بھول جاتے ہیں اور ستر دیکھنے دکھانے کو ذرا عیب نہیں سمجھتے۔

Marfat.com

حضور اقدس ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ کھلے میدان میں غسل کر رہا ہے (اس کے بعض اعضاء وغیرہ کھلے ہوئے تھے) اسے دیکھ کر آنحضرت ﷺ منبر پر تشریف لے گئے اور اللہ پاک کی حمد وثناء کے بعد فرمایا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ شرم والا ہے اور پردہ کو پسند فرماتا ہے، لہٰذا تم میں سے جب کوئی شخص غسل کرے تو پردہ میں کیا کرے۔ (ابوداؤد شریف)

جن ملکوں اور علاقوں (مثلاً بنگال، آسام وغیرہ) میں تالابوں میں غسل کرنے کا رواج ہے وہاں تالابوں میں بہت بے پردگی ہوتی ہے، اور ان علاقوں میں بہت ہی بدترین رواج ہے کہ مرد وعورت اکٹھے تالاب میں نہاتے ہیں اور کپڑے دھوتے ہیں جس کی وجہ سے عورتوں کا سر اور سینہ اور پنڈلیاں اور کمر اور پیٹ مرد دیکھتے ہیں حالانکہ یہ دیکھنا اور دکھانا حرام ہے، بعض قوموں اور خاندانوں میں یہ دستور ہے کہ عورت کی جہاں عمر ڈھلی بس اس نے صرف ساڑھی سے کام چلانا شروع کر دیا، کرتہ، قمیص یا بلاؤز وغیرہ بالکل ندارد، بے تکے طریقہ پر آدھی پنڈلیوں تک ساڑھی لپیٹ لی اور کچھ حصہ سر پر ڈال لیا، پیٹ، کمر، سینہ، آدھی آدھی پنڈلیاں اور اکثر سر بھی کھلا رہتا ہے، مدراس، بہار، بنگال، آسام وغیرہ میں سفر کیا جائے تو ریلوں میں اس طرح کی عورتیں بہت ملیں گی، ان میں مسلمان عورتیں بھی ہوتی ہیں، ننگا رہنا تو ان لوگوں کا شعار ہے جو فخر عالم سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم سے محروم ہیں، مسلمانوں کو ہر بات میں اپنے دین پر قائم رہنا لازم ہے۔

اسلام تو ہرگز بے غیرتی اور بے پردگی کو روا نہیں رکھتا، پردہ کے احکام بوڑھی عورتوں کے لئے بھی ہیں، بس اتنا سا فرق ہے کہ جو زیادہ بوڑھی عورت ہو صرف منہ اور ہتھیلی اور ٹخنے تک پاؤں نامحرم کے سامنے کھول سکتی ہے، سر، کمر، پیٹ، اور پنڈلی نامحرم کے سامنے بوڑھی عورت کے لئے بھی کھولنا حرام ہے۔

آنحضرت ﷺ نے حمام میں غسل کرنے کی ممانعت کے بعد دوسری نصیحت یہ فرمائی کہ جو شخص اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو کسی ایسے دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دَور چل رہا ہو، ہمارے اس زمانہ میں جس طرح بے پردگی کو لوازمِ ترقی میں داخل کر لیا ہے، اور اس کے لئے مغربیت زدہ مجتہدین ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں کہ کسی طرح بے پردگی عام ہو جائے اسی طرح سے بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہونے والے لوگ جو یورپ اور امریکہ کے ماحول میں کچھ دن گزار چکے ہیں، شراب کے پینے اور پلانے کو پارٹیوں اور دعوتوں کا جزوِ اعظم بنائے ہوئے ہیں، ان لوگوں کو سیدنا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے اتباع میں ترقی نظر نہیں آتی بلکہ یورپ اور امریکہ کے بے حیاء انسانوں کی تقلید میں عروج سمجھتے ہیں، اللہ کے رسول ﷺ نے تو یہ فرمایا کہ جس دسترخوان پر شراب کا دَور چل رہا ہو اس پر مت بیٹھو اور ان مدعیانِ دین ودانش کا یہ حال ہے کہ اسلامی جمہوریہ اور دینی حکومت کے نام پر جو دعوتیں کرتے ہیں اُن کو بھی شراب کے ذریعہ رنگین کئے بغیر باز نہیں رہتے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے شراب پینے والے پر اور اس کے پلانے والے پر اور اس کے بیچنے والے پر اور اس کے خریدنے والے پر اور اس کے بنانے والے پر اور اس کو اٹھا کر دوسری جگہ لے جانے والے پر اور جس کے پاس لے جائے اُس پر بھی۔ (ابوداؤد شریف، ابن ماجہ)

ایک حدیث میں ارشاد ہے:

Marfat.com

وَلَا تَشْرِبِ الْخَمْرَ فَاِنَّهَا مِفْتَاحُ كُلِّ شَرٍّ.

''یعنی شراب مت پی کیونکہ وہ ہر برائی کی کنجی ہے''۔ (مشکوٰۃ شریف)

یہ ہر برائی کی کنجی اُن لوگوں میں جو دنیا کے اعتبار سے اونچے طبقہ میں شمار ہیں خوب پی اور پلائی جاتی ہے، اور ہر برائی کا ان لوگوں سے ظہور ہوتا رہتا ہے، اور ان پر جو اللہ کی لعنت برستی ہے اس سے بچنے کا ذرا بھی خیال نہیں کرتے۔

سفر میں عورت کے جان و مال اور عفت کی حفاظت کے لئے شریعت کا ایک تاکیدی حکم

(۲۲۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَایَحِلُّ لِامْرَأَةٍ تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ تُسَافِرَ مَسِیْرَةَ یَوْمٍ وَّلَیْلَةٍ لَیْسَ مَعَهَا حُرْمَةٌ. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی بھی عورت کے لئے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو یہ حلال نہیں ہے کہ محرم کے بغیر ایک دن ایک رات کی مسافت کا سفر کرے۔ (بخاری، ص ۱۴۸ ج ۱)

تشریح:- اس حدیث میں مسلمان عورت کو ایک بہت ہی اہم حکم دیا گیا ہے اور وہ یہ کہ ایک دن رات کی مسافت کا سفر بغیر محرم کے نہ کرے۔ بعض روایات میں محرم کے بغیر مطلق سفر کی ممانعت بھی وارد ہوئی ہے، اور بعض روایات میں ہے کہ عورت کو تین دن تین رات کا سفر بغیر محرم کے ممنوع ہے، احتیاط کا تقاضا تو یہی ہے کہ قریب کا سفر ہو یا دور کا عورت بغیر محرم کے نہ جائے، خصوصاً اِس زمانہ میں جو فتنوں کا زمانہ ہے، لیکن دیگر احادیث کے پیش نظر ایسے سفر کے لئے بغیر محرم کے چلے جانے کی گنجائش ہے جو تین دن تین رات کی مسافت سے کم ہو۔

واضح رہے کہ ایک دن ایک رات کی مسافت سے سولہ میل اور تین دن اور تین رات کی مسافت ۴۸ میل مراد ہے۔ عہد نبوت میں چونکہ اونٹوں پر سفر ہوتا تھا اور روزانہ ایک منزل قطع کرتے تھے، جو سولہ میل کی ہوتی تھی، اس لئے سفر کی مسافت کو ایک دن ایک رات یا تین دن تین رات کی مسافت کہہ کر بتایا کرتے تھے۔ تیز رفتار کار سے سفر کرے یا ریل سے یا ہوائی جہاز سے ۴۸ میل (۷۷ کلومیٹر) کا سفر عورت کے لئے بغیر محرم یا بغیر شوہر کے حلال نہیں ہے، اور اس سے کم سفر ہو تو گنجائش ہے، مگر بچنا اس سے بھی بہر حال اَولیٰ ہے، کیونکہ مطلق سفر اور ایک دن ایک رات کے سفر کی بھی ممانعت روایات حدیث میں وارد ہوئی ہے، جیسا کہ ابھی اوپر بیان ہوا۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کتاب الحج میں البحر الرائق سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جو سفر تین دن تین رات کی مسافت سے کم کا ہو کوئی حاجت درپیش ہونے کی صورت میں اس کے لئے بغیر محرم کے چلا جانا جائز ہے، پھر لکھتے ہیں کہ حضرت امام ابو حنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ ایک دن کی مسافت کے لئے بھی بغیر محرم یا شوہر کے سفر میں نکلنے کو مکروہ قرار دیتے تھے، اس کے بعد لکھتے ہیں:

وینبغی ان یکون الفتوی علیه لفساد الزمان (شرح اللباب) ویؤیده حدیث الصحیحین لا یحل لامراة تؤمن بالله والیوم الاخر ان تسافر مسیرة یوم ولیلة الا مع ذی محرم علیها وفی لفظ لمسلم مسیرة لیلة وفی لفظ یوم.

Marfat.com

''اور چاہئے کہ فتویٰ اسی پر دیا جائے (کہ ایک دن کے سفر کے لئے بھی عورت کو محرم یا شوہر کے بغیر سفر میں نکلنے کی ممانعت ہو) کیونکہ اس زمانہ کے لوگ بگڑ گئے ہیں، اور بخاری و مسلم کی حدیث اس کی تائید کرتی ہے جس میں یہ مضمون وارد ہوا ہے کہ جو عورت اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس کے لئے حلال نہیں ہے کہ ایک دن ایک رات کا سفر بغیر محرم کے کرے، اور مسلم کی ایک روایت میں بجائے ''یوم ولیلة'' صرف لَیْلَةٍ بھی آیا ہے اور ایک روایت میں صرف یوم بھی آیا ہے۔

چونکہ احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ تھوڑے بہت سفر کے لئے بھی عورت بغیر محرم یا شوہر کے نہ جائے اس لئے دنیاوی سفر ہو یا دینی سفر جو فرض نہ ہو اس کے لئے تین دن تین رات کے سفر سے کم کے لئے بھی عورت کو بغیر محرم کے جانے سے روکنا چاہئے۔

اور سفر حج اگر تین منزل سے کم ہو تو حج فرض کے لئے بغیر محرم کے جانے سے شوہر کو روکنے کا حق نہ ہوگا، جیسا کہ کتبِ فقہ میں لکھا ہے اور محرم وہ ہے جس کے ساتھ کبھی بھی کسی حال میں نکاح درست نہ ہو، خواہ نسب کے رشتہ سے ہو خواہ دودھ کے رشتہ سے یا مصاہرت کے رشتہ سے، اور شوہر کے ساتھ بھی سفر کرنا درست ہے۔

کتاب الترغیب والترہیب میں بحوالہ بخاری وغیرہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد گرامی نقل کیا ہے کہ جو عورت اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہو اس کے لئے یہ حلال نہیں ہے کہ ایسا کوئی سفر کرے جو تین دن یا اس سے زیادہ کا ہو، اِلا یہ کہ اس کے ساتھ اس کا باپ ہو یا اس کا بھائی ہو یا شوہر ہو، یا بیٹا ہو (کوئی دوسرا) محرم ہو۔ (ص ۱۷۱ ج ۳ ترہیب المرأۃ ان تسافر وحدھا بغیر محرم)

اور واضح رہے کہ ماموں، پھوپھی، چچا، خالہ، ان سب کے بیٹے محرم نہیں ہیں نہ اُن کے ساتھ سفر میں جانا درست ہے، نہ اُن کے سامنے بے پردہ ہو کر آنے کی اجازت ہے، اسی طرح جس لڑکے کو بیٹا بنا کر پال لیا ہو وہ بھی محرم نہیں ہے، بڑا ہونے کے بعد اس کے سامنے بھی بے پردہ ہو کر آنا جائز نہیں ہے، اور اس کے ساتھ سفر کرنا بھی درست نہیں ہے۔

بہت سے لوگ اپنے کو سالی کا محرم سمجھتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جب تک اس کی بہن ہمارے نکاح میں ہے چونکہ اس وقت تک اس سے نکاح درست نہیں ہے اس لئے ہم اس کے محرم ہیں، ان لوگوں کا یہ خیال باطل ہے، کیونکہ شریعت کے نزدیک محرم صرف وہی ہے جس سے کبھی بھی نکاح درست نہ ہو، خواہ وہ کنواری ہو، خواہ بیوہ ہو خواہ مطلقہ ہو، خواہ کسی کے نکاح میں ہو، اِن جاہلوں کی تشریح کے مطابق محرم کی تعریف کی جائے تو دنیا بھر کے مردوں کی بیویاں ہر شخص کی محرم ہو جائیں گی۔

الغرض محرم کی یہ تشریح بالکل جاہلانہ ہے جس کے ذریعہ سالی کو محرم بنا رہے ہیں۔ سفر میں چونکہ بہت سے حوادث اور عوارض پیش آ جاتے ہیں اس لئے شریعتِ مطہرہ نے بغیر محرم یا بغیر شوہر کے سفر کرنے کی پابندی عورتوں پر لگائی ہے، جس میں بہت سی مصلحتیں اور حکمتیں ہیں، محرم یا شوہر کے ساتھ ہونے میں عورت کی جان، مال، عصمت وعفت کی حفاظت ہے، لیکن اگر محرم فاسق وفاجر ہو یعنی اس سے عصمت وعفت کی حفاظت کے ختم ہو جانے کا اندیشہ ہو تو اس کے ساتھ بھی سفر کرنا درست نہیں ہے، حج کے بیان میں بھی یہ

Marfat.com

مسائل گزر چکے ہیں وہاں بھی ملاحظہ فرمائیں۔

عورتیں راستوں کے درمیان نہ چلیں

(۲۲۵) وَعَنْ اَبِیْ اُسَیْدِ نِ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّہٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ وَھُوَ خَارِجٌ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَاخْتَلَطَ الرِّجَالُ مَعَ النِّسَآءِ فِی الطَّرِیْقِ فَقَالَ لِلنِّسَآءِ اِسْتَاْخِرْنَ فَاِنَّہٗ لَیْسَ لَکُنَّ اَنْ تَحْقُقْنَ الطَّرِیْقَ عَلَیْکُنَّ بِحَافَاتِ الطَّرِیْقِ فَکَانَتِ الْمَرْاَۃُ تَلْصَقُ بِالْجِدَارِ حَتّٰی اِنَّ ثَوْبَھَا لَیَتَعَلَّقُ بِالْجِدَارِ. (رواہ ابوداؤد والبیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت ابواُسید انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ مسجد سے باہر تشریف لا رہے تھے، اور مرد وعورت وہاں سے گزر رہے تھے راستہ میں مرد وعورت (اس طرح سے) مل گئے (کہ سب اکٹھے گزرنے لگے اور عورتیں ایک طرف نہیں تھیں، گو عورتیں پردہ میں تھیں، مگر راستہ کے درمیان مردوں کے مجمع میں جارہی تھیں) یہ ماجرا دیکھ کر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اے عورتو! پیچھے ہٹو! تم کو راستہ کے بیچ میں چلنے کی اجازت نہیں ہے، تم راستہ کے کناروں پر ہو کر گزرو، راوی کہتے ہیں اس ارشاد کے بعد عورتیں راستہ کے کناروں میں ایسے طریقہ پر گزرتی تھیں کہ راستہ کے دائیں بائیں جو کوئی دیوار ہوتی تھی اس سے چپکی جاتی تھیں، یہاں تک کہ اُن کا کپڑا دیوار میں اٹکنے لگتا تھا۔ (مشکوٰۃ، ص ۴۰۵، از ابوداؤد و بیہقی)

تشریح:- اس حدیث میں بھی عورتوں کو مردوں سے دُور رہنے کی تاکید فرمائی ہے۔ اگر عورت کو کسی مجبوری کی وجہ سے گھر سے نکلنا ہو تو خوب زیادہ پردہ کا اہتمام کرے اور پردہ کے اہتمام کے ساتھ نکلنے کی صورت میں بھی خوشبو لگا کر نہ نکلے اور جب راستہ میں گزرے تو راستہ کے درمیان نہ چلے بلکہ راستہ کا درمیانی حصہ مردوں کے لئے چھوڑے اور خود راستہ کے درمیان سے ہٹ کر کناروں پر چلے۔

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ آنحضرت ﷺ نے عورتوں کو اس کا حکم دیا کہ مردوں سے بچ کر اور کنارے ہو کر چلیں، لہٰذا عورتوں کا یہ جذبہ ہونا کہ ہم جیسے چاہیں چلیں گے، مردوں کو ہٹنا ہے تو ہٹ جائیں گے۔

حیاء اور ایمان لازم وملزوم ہیں

(۲۲۶) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ الْحَیَاءَ وَالْاِیْمَانَ قُرِنَا جَمِیْعًا فَاِذَا رُفِعَ اَحَدُھُمَا رُفِعَ الْاٰخَرُ. (رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ حیاء اور ایمان دونوں ساتھی ہیں، پس جب ان دونوں میں سے ایک اُٹھایا جاتا ہے تو دوسرا بھی اُٹھالیا جاتا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۴۳۲ از بیہقی)

تشریح:- حیاء مؤمن بندوں کی خاص صفت ہے، جو قومیں حضور اقدس ﷺ کی تعلیم سے دُور ہیں حیاء اور شرم سے اُن کو کچھ واسطہ نہیں۔ حیاء اور ایمان دونوں لازم وملزوم ہیں یا تو دونوں رہیں گے، یا دونوں رخصت

Marfat.com

ہو جائیں گے، بے پردگی اور اس کے لوازم اور دواعی سب کے سب اہل کفر کی دیکھا دیکھی نام نہاد مسلمانوں کے ماحول میں رواج پا گئے ہیں اور وہی لوگ مسلمان عورتوں کو پردے سے نکال کر بے حیائی کے پلیٹ فارم پر لانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں جو حضور اقدس ﷺ کے اتباع سے زیادہ نصاریٰ کے احوال و عادات کو اپنائے ہوئے ہیں، ایسے لوگ بڑی مشکل میں ہیں، اُن کا دل تو یہ چاہتا ہے کہ خوب آزادی اور بے حیائی کے ساتھ مسلمانوں کی بہو بیٹیوں کو بازاروں اور پارکوں میں عریانی کے لباس میں دیکھیں، لیکن ساتھ ہی قرآن و حدیث کی تعلیمات کو غلط کہنے کی ہمت بھی نہیں، نہ یوں کہے بنتا ہے کہ ہم اسلام کو چھوڑ چکے ہیں، اور نہ عورتوں کو پردہ میں دیکھنا گوارا کرتے ہیں، جو لوگ بے پردگی کو رواج دینے کی کوشش میں ہیں اور اپنی بہو بیٹیوں کو یورپین لیڈیوں کی طرح بے حیاء اور بے شرم بنا چکے ہیں اور ان کے عریاں لباس سے اپنے نفوس کو تسکین دینے کا راستہ نکال چکے ہیں۔ ان میں بہت سے تو ایسے ہیں جو محض نام کے مسلمان ہیں اور حیاء و شرم کے ساتھ ایمان کی دولت بھی کھو چکے ہیں، اور بہت سے لوگ ایسے ہیں جو کسی درجے میں اسلام سے چپکے ہوئے ہیں مگر ان کو تقلید یورپ کا مزاج اور بے حیائی اور بے شرمی کی طبیعت آہستہ آہستہ اُن کو اسلام سے ہٹاتی جا رہی ہے، آنحضرت ﷺ نے جو فرمایا کہ ''حیاء اور ایمان دونوں ساتھی ہیں، ایک اٹھایا جاتا ہے، تو دوسرا بھی اٹھا لیا جاتا ہے'' یہ ارشاد بالکل حق ہے تجربہ اس کی گواہی دے رہا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اِنَّ مِمَّا اَدْرَکَ النَّاسُ مِنْ کَلَامِ النُّبُوَّةِ الْاُوْلٰی اِذَا لَمْ تَسْتَحْیِ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ.

''یعنی انبیاءِ سابقین علیہم السلام کی جو باتیں نقل ہوتی چلی آ رہی ہیں ان میں ایک بات یہ بھی ہے کہ جب تجھ میں شرم نہ رہے تو جو چاہے کر۔'' (بخاری)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام شرم و حیاء کی تعلیم دیتے آئے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو قومیں اللہ کے بعض پیغمبروں سے اپنا رشتہ جوڑنے کی دعویدار ہیں اور ساتھ ہی بے شرم اور بے حیاء بھی ہیں وہ اپنے دعوے میں جھوٹی ہیں اور اپنے کفر و شرک اور بے حیائی کی زندگی کے باعث اُن نبیوں کی ذات گرامی کے لئے عار ہیں، جن سے اپنی نسبت قائم کرتی ہیں، کوئی بے شرم و بے حیاء کسی بھی نبی کے راستہ پر نہیں ہو سکتا۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے:

اَرْبَعٌ مِّنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِیْنَ الْحَیَآءُ وَالتَّعَطُّرُ وَالسِّوَاکُ وَالنِّکَاحُ. (ترمذی شریف)

''یعنی پیغمبروں کے طرزِ زندگی میں چار چیزیں (بہت اہم) ہیں: شرم کرنا، خوشبو لگانا، مسواک کرنا، نکاح کرنا''۔

اللہ کے محبوب ترین بندے اس کے پیغمبر ہیں، انہوں نے حیاء اور شرم کی زندگی کو اختیار کیا اور اپنی اپنی امت کو اپنے اپنے زمانہ میں شرم و حیاء کے اختیار کرنے پر آمادہ کیا، جو لوگ بے شرم ہیں اللہ تعالیٰ سے دُور ہیں، اس کے پیغمبر ﷺ سے دور ہیں البتہ کفار فجار سے قریب ہیں، ابلیس لعین کے دوست ہیں۔

Marfat.com

یہ نام نہاد ترقی کا زمانہ ہے اس میں عفت وعصمت، شرم وحیا عیب بن کر رہ گئی ہے۔ یورپ والوں کی تقلید میں نام نہاد مسلمان بھی اس کی رَو میں بہہ رہے ہیں۔ عورت اگر پردہ کرے تو اُسے سوسائٹی میں شریف نہیں سمجھا جاتا۔ اگر بے حیاء بنے، چہرہ کھول کر نکلے، ٹیڈی لباس میں اعضائے بدن کو ظاہر کرتی ہوئے بازاروں میں گھومے، مارکیٹ میں سودا خریدے، سینکڑوں مردوں کے سامنے پارکوں میں بے حجاب ہو کر تفریح کرے تو اسے شریف سمجھا جاتا ہے۔ استغفر اللہ، کیسی اُلٹی ترقی ہے؟ اور کیسی تاریک روشنی ہے جس میں انسان انسانیت کی حدود سے نکل گیا ہے اور شرافتِ انسانی انسان کی حرکتوں پر تھوتھو کرنے لگی ہے۔

چونکہ شوہر بھی نام نہاد ترقی کے خوگر ہیں اس لئے وہ بھی بیویوں کو ان حرکتوں سے نہیں روکتے بلکہ پردہ دار بیویوں کی خود پردہ دری کرتے ہیں اور یاروں دوستوں کی انجمن میں ساتھ لے جاتے ہیں، اُن سے مصافحے کراتے ہیں بلکہ کلبوں میں جا کر نچواتے ہیں۔ ان بیہودہ لوگوں کے نزدیک ڈانس بھی وہ زیادہ دل پسند ہے جس میں ایک کی بیوی دوسرے کے ساتھ ڈانس کرے۔ اگر کوئی عورت اپنے شوہر کے ساتھ رقص کرنے لگے تو اُسے گری ہوئی نظروں سے دیکھا جاتا ہے، انا للّٰہ وانا الیہ راجعون. اوّل تو ڈانس اور وہ بھی بے حجاب؟ اور غیر مرد کے ساتھ وہ بھی اپنے شوہر کے سامنے.....! کیسی بے حیائی پر بے حیائی سوار ہے.....!! کیا ایسے لوگ زندہ رہنے کے قابل ہیں؟ اور خدا کی نعمتوں کے مستحق ہیں؟ اللہ جل شانہٗ ہر قسم کی گمراہی، لادینی اور بے حیائی و بے شرمی سے تمام مسلمانوں کو محفوظ و مامون رکھے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

کتاب اللباس وَالزّینة

لباس اورزیب وزینت کا بیان

خواتین کا لباس کیسا ہو؟

(۲۲۷) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ يَرْحَمُ اللّٰهُ نِسَآءَ الْمُهَاجِرَاتِ الْاُوَلِ لَمَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ شَقَقْنَ اَكْثَفَ مُرُوْطِهِنَّ فَاخْتَمَرْنَ بِهَا . (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اللہ اُن عورتوں پر رحم فرمائے جنہوں نے اسلام کے ابتدائی دَور میں (مکہ سے مدینہ کو) ہجرت کی، جب اللہ پاک نے حکم وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ نازل فرمایا تو انہوں نے اپنی موٹی سے موٹی چادروں کو کاٹ کر دوپٹے بنالئے۔

(سنن ابو دائود، ص ۲۱۱ ج ۲ باب فی قول اللہ تعالیٰ ولیضربن بخمرھن)

تشریح:- مفسرین لکھتے ہیں کہ زمانۂ جاہلیت میں عورتوں کا دستور تھا کہ دوپٹوں سے اپنے سروں کو ڈھانک کر باقی دوپٹہ کمر پر ڈال لیتی تھیں، مسلمان عورتوں کو حکم ہوا کہ اپنے دوپٹوں سے سر بھی ڈھانکیں اور گلے اور سینہ پر بھی ڈالے رہا کریں، اس حکم کو سن کر صحابی عورتوں نے موٹی موٹی چادروں کے دوپٹے بنالئے اور حسب حکم قرآنی اپنے گلوں اور سینوں کو بھی دوپٹوں سے ڈھانکنے لگیں، چونکہ باریک کپڑے سے سر اور بدن کا پردہ نہیں ہوسکتا ہے، اس لئے موٹی چادروں کے دوپٹے اختیار کر لئے۔

آج کل کی عورتیں سر چھپانے کو عیب سمجھنے لگی ہیں اور دوپٹہ اوڑھتی بھی ہیں تو اوّل تو اس قدر باریک ہوتا ہے کہ سر کے بال اور مواقع حسن و جمال اس سے پوشیدہ نہیں ہوتے، دوسرے اس قسم کے کپڑے کا دوپٹہ بناتی ہیں کہ سر پر ٹھیرتا ہی نہیں، چکناہٹ کی وجہ سے بار بار سرکتا ہے اور پردہ کے مقصد کو فوت کر دیتا ہے۔

حضرت وحیہ بن خلیفہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اکرم ﷺ کی خدمت میں مصر کے باریک کپڑے حاضر کئے گئے، ان میں سے ایک کپڑا آپ ﷺ نے مجھے عنایت فرمایا کہ اس کے دو ٹکڑے کر کے ایک سے اپنا کرتہ بنالینا اور دوسرا ٹکڑا اپنی بیوی کو دے دینا، جس کا وہ دوپٹہ بنالے گی۔ وہ کپڑا لے کر جب میں چل دیا تو ارشاد فرمایا کہ اپنی بیوی کو بتا دینا کہ اس کے نیچے کوئی کپڑا لگالے (جس سے اس کی باریکی کی تلافی ہو جائے اور جو اس کے سر وغیرہ کو چھپائے رہے۔ (ابوداؤد)

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں اُن کے بھائی عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی بیٹی حفصہ پہنچ گئیں، اس وقت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے باریک دوپٹہ اوڑھ رکھا تھا، اس کو لے کر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پھاڑ ڈالا، اور اپنے پاس سے اُن کو موٹا دوپٹہ اوڑھا دیا۔ (مؤطا امام مالکؒ)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ باریک دوپٹہ سے پرہیز کرنا لازم ہے اور اگر بالفرض باریک دوپٹہ اوڑھنا ہی پڑ جائے تو اس کے نیچے موٹا کپڑا لگالیں تاکہ سر اور دیگر اعضاء نظر نہ آئیں۔

Marfat.com

مسلمان عورت کو اسلام نے حیاء اور شرم سکھائی ہے، نامحرموں سے خلا ملا کرنے سے منع فرمایا ہے اور ایسے کپڑے پہننے کی ممانعت فرماتی ہے جن کا پہننا نہ پہننا برابر ہو، اور جن سے پردہ کا مقصد فوت ہو جاتا ہو، عورتیں سروں پر ایسے دوپٹے اوڑھیں جن سے بال چھپ جائیں، گردن اور گلا ڈھک جائے اور نامحرموں کے آجانے کا اندیشہ ہو تو موٹے دوپٹوں سے اپنے چہروں کو بھی ڈھانپ لیں، قمیص، پیر اور فراک بھی ایسا پہنیں جن سے بدن نظر نہ آئے۔ آستینیں پوری ہوں، گلے اور گریبان کی کاٹ میں اس کا خیال رکھیں کہ پیچھے اور آگے سینے کا کچھ بھی حصہ کھلا نہ رہے، شلوار اور ساڑھی وغیرہ بھی ایسے کپڑے کی پہنیں جس سے ران، پنڈلی وغیرہ کا کوئی حصہ دکھائی نہ دے۔

مروّجہ لباس کی خرابی:- آج کل ایسے کپڑوں کا رواج ہو گیا ہے کہ کپڑوں کے اندر سے نظر پار ہو جاتی ہے، بہت سے مرد اور عورتوں کو دیکھا گیا ہے کہ ایسے کپڑوں کی شلوار بنا کر پہن لیتے ہیں جن میں پوری ٹانگ نظر آتی ہے، ایسے کپڑے کا پہننا نہ پہننا برابر ہے، اور اس سے نماز بھی نہیں ہوتی، عموماً عورتیں باریک دوپٹے اوڑھتی ہیں جو چھوٹے سے عرض کے ہوتے ہیں۔ اوّل تو یہ دوپٹے پورے سر پر نہیں آتے اور اگر ان سے سر کو ڈھانپ بھی لیا تو پردہ کا مقصد پورا نہیں ہوتا اور اُن کو اوڑھ کر نماز بھی نہ ہوئی جب حکم قرآنی وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ نازل ہوا تو صحابی عورتوں نے موٹی سے موٹی چادریں کاٹ کر دوپٹے بنا لئے، لیکن آج کل کی عورتوں کو گرمی کھائے جاتی ہے، اور غلط رواج کی وبا ایسی پھیلی ہے کہ جو عورتیں اپنے کو دیندار سمجھتی ہیں وہ بھی باریک دوپٹہ چھوڑنے کو تیار نہیں، پھر ایسے ہی دوپٹے سے نمازیں پڑھ لیتی ہیں، حج کو روانہ ہوتی ہیں تو برقعہ جہاز میں اُتار کر رکھ دیتی ہیں اور اسی باریک دوپٹہ سے جہاز میں، بازاروں میں اور حرم شریف میں گھومتی پھرتی ہیں اور سینکڑوں مردوں کی بھیڑ میں بال چمکاتی ہوئی، منہ دکھاتی ہوئی، بڑی چادر لپیٹے بغیر اور برقعہ اوڑھے بغیر گھسی چلی جاتی ہیں، جیسے یہ سب لوگ ان کے باپ بھائی ہیں، پہلے تو یہی رونا تھا کہ عورتیں جیٹھ، دیور اور ماموں زاد، پھوپھی زاد اور چچا زاد لڑکوں کے سامنے چہرہ کھولے آجاتی ہیں جو شرعاً گناہ ہے، مگر اب چہرہ چھوڑ باریک کپڑے پہن کر اوپر کا پورا یا آدھا بدن سب کے سامنے کھولے پھرتی ہیں اور برقعہ میں نقاب ایسا اختیار کر لیا ہے جو خوب باریک جالی کا ہوتا ہے، اور پورا چہرہ راستہ کے چلنے والوں کو نظر آتا ہے۔ یہ سب باتیں شرعاً سخت گناہ ہیں۔

عورت کی نماز درست ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ اس کے چہرے اور گٹوں تک دونوں ہاتھ اور دونوں قدموں کے علاوہ پورا جسم ڈھکا ہوا ہو مگر حقیقت یہ ہے کہ اکثر عورتوں کی نماز اس لئے نہیں ہوتی کہ سر پر ایسا باریک دوپٹہ ہوتا ہے جس سے بال نظر آتے ہیں اور بعض عورتوں کی نماز اس لئے نہیں ہوتی کہ بانہیں کھلی ہوتی ہیں، یا اگر ڈھانکی ہوئی ہیں تو اسی باریک دوپٹہ سے ڈھانک لیتی ہیں جس سے سب کچھ نظر آتا ہے، بعض عورتیں ساڑھی باندھتی ہیں اور بلاؤز اتنا چھوٹا ہوتا ہے کہ ناف پر ختم ہو جاتا ہے اور آدھا پیٹ نظر آتا ہے، اس سے نماز نہیں ہوتی، اس کو خوب سمجھ لیں اور دنیا کے رواج کو نہ دیکھیں، شریعت کو دیکھیں دنیا میں تھوڑی سی گرمی کی تکلیف ہو ہی گئی اور فیشن والیوں نے کچھ کہہ ہی دیا تو اس سے کیا ہوتا ہے، جنت کے عمدہ

Marfat.com

کپڑے تو نصیب ہوں گے جہاں سب کچھ نفس کی خواہش کے مطابق ہوگا۔

مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی عورتیں

(۲۲۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا قَوْمٌ مَّعَهُمْ سِیَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ یَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَآءٌ كَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ مُمِیْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُسُهُنَّ كَاَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا یَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا یَجِدْنَ رِیْحَهَا وَاِنَّ رِیْحَهَا لَتُوْجَدُ مِنْ مَّسِیْرَةِ كَذَا وَكَذَا. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور انور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دوزخیوں کی دو جماعتیں میں نے نہیں دیکھی ہیں (کیونکہ وہ ابھی موجود نہیں ہوئیں بعد میں اُن کا وجود اور ظہور ہوگا) ایک جماعت اُن لوگوں کی ہوگی جن کے پاس بیلوں کی دُموں کی طرح کوڑے ہوں گے ان سے لوگوں کو (ظلماً) ماریں گے، دوسری جماعت ایسی عورتوں کی ہوگی جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی (مگر اس کے باوجود) ننگی ہوں گی، (مردوں کو) مائل کرنے والی اور (خود ان کی طرف) مائل ہونے والی ہوں گی، اُن کے سر خوب بڑے بڑے اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ہوں گے، جو جھکے ہوئے ہوں گے، یہ عورتیں نہ جنت میں داخل ہوں گی اور نہ اُس کی خوشبو سونگھیں گی، اور اس میں شک نہیں کہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی دور سے سونگھی جاتی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۰۶ از مسلم)

تشریح:- اس حدیث میں حضور اقدس ﷺ نے دو ایسے گروہوں کے متعلق پیشین گوئی فرمائی ہے جن کو آپ ﷺ نے اپنے زمانہ میں نہیں دیکھا تھا لیکن آج وہ دونوں گروہ اپنے شر و فساد کے ساتھ موجود ہیں۔ خدا کے مقدس پیغمبر ﷺ نے اوّل تو اُن لوگوں کا ذکر فرمایا جو کوڑے لئے پھریں گے اور اُن سے لوگوں کو ماریں گے، یہ اُن لوگوں کے بارے میں پیشین گوئی فرمائی جو اپنے اقتدار کے نشہ میں بات بات پر کمزوروں اور بے بسوں کو پیٹ دیا کرتے ہیں، دیہات اور قصبات کے زمینداروں اور مالداروں کو دیکھا گیا ہے کہ تنگدستوں اور بیکسوں کو جھوٹے سچے بہانے بنا کر پیٹتے ہیں، اُن سے سینکڑوں کام بیگار میں لیتے ہیں، اور طرح طرح کے ظلم و ستم اُن پر ڈھاتے ہیں، اس سلسلہ میں بعض واقعات یہاں تک سنے گئے ہیں کہ اگر کسی کم حیثیت والے مسلمان نے کسی دولت مند مسلمان کو سلام کر لیا تو اس غریب کو اس جرم میں پیٹ ڈالا کہ اس نے اپنے آپ کو ہمارے برابر سمجھا، اللہ ایسے ظالموں سے بچائے، یہ بیکس اور بے بس مظلوم بندے جب آخرت میں مدعی ہوں گے اور وہاں قاضیٔ روزِ جزا کی عدالت میں پیشی ہوگی تو ظلم و ستم کے انجام کا پتہ چلے گا۔

کپڑے پہنے ہوئے بھی ننگی:- دوسری پیشین گوئی عورتوں کے حق میں ارشاد فرمائی کہ ایسی عورتیں موجود ہوں گی جو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی لیکن پھر بھی ننگی ہوں گی، یعنی اس قدر باریک کپڑے پہنیں گی کہ ان کے پہننے سے جسم چھپانے کا فائدہ حاصل نہ ہوگا، یا کپڑا باریک تو نہ ہوگا مگر چست ہونے اور بدن کی ساخت پر کس جانے سے اس کا پہننا نہ پہننا برابر ہوگا، بدن پر کپڑے ہونے اور اس کے باوجود ننگا ہونے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ بدن پر صرف تھوڑا سا کپڑا ہو اور بدن کا بیشتر حصہ اور خصوصاً وہ اعضاء کھلے رہیں

Marfat.com

جن کو باحیاء عورتیں غیر مردوں سے چھپاتی ہیں، جیسا کہ یورپ (اور ایشیا کے بعض شہروں مثلاً بمبئی، کلکتہ، رنگون، سنگاپور وغیرہ) میں ایسا لباس پہننے کا رواج ہے کہ گھٹنوں تک قمیص یا فراک ہوتا ہے، آستین یا تو ہوتی نہیں یا اس قدر کوتاہ ہوتی ہے کہ مونڈھے سے صرف دو چار انچ ہی بڑھی ہوئی ہوتی ہے، پنڈلیاں بالکل ننگی ہوتی ہیں اور سر بھی دوپٹہ سے خالی ہوتا ہے اور فراک کا گلا آگے اور پیچھے سے اس قدر فراخ اور چوڑا ہوتا ہے کہ نصف کمر اور نصف سینہ نظر آتا ہے۔

پھر فرمایا کہ یہ عورتیں (غیر مردوں کو) اپنے طرف مائل کریں گی اور خود اُن کی طرف مائل ہوں گی، یعنی ننگا ہونے کا رواج مفلسی کی وجہ سے نہ ہوگا بلکہ مردوں کو اپنا بدن دکھانا اور اُن کا دل لبھانا مقصود ہوگا، اور لبھانے کا دوسرا طریقہ یہ اختیار کریں گی کہ اپنے سروں کو (جو دوپٹوں سے خالی ہوں گے) مٹکا کر چلیں گی جس طرح اونٹ کی پشت کا بالائی حصہ (جسے کوہان کہتے ہیں) تیز رفتاری کے وقت زمین کی طرف جھکا کرتا ہے، اونٹ کے کوہان سے تشبیہ دے کر یہ بتایا کہ وہ عورتیں بالوں کو پھلا پھلا کر اپنے سروں کو موٹا کریں گی۔

فیشن کی بری وبا:- فیشن کی وبا نے بڑے بڑے معزز اور شریف خاندانوں کی عورتوں کو نصرانی لیڈیز اور فلم کمپنیوں میں کام کرنے والی ایکٹرسوں کی تقلید پر آمادہ کر دیا ہے۔ سینما دیکھنے سے جہاں اور بہت سے گناہ اور نقصانات ہیں وہاں ایک یہ بھی ہے کہ نوخیز لڑکیاں اور جدید تہذیب کی دیوانی عورتیں سینما میں کام کرنے والی بے شرم اور بے حیاء عورتوں کا لباس پہن کر اور ان کے افعال و حرکات سیکھ کر آتی ہیں اور پھر اُن کی وضع بنانے اور نقل اُتارنے میں فخر سمجھتی ہیں، آج کل کی بہت سی عورتیں طرح طرح سے غیر مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کی تدبیریں کرتی ہیں مثلاً برقعہ پہن کر باہر نکلیں اور ہاتھوں کو باہر نکال دیا، برقعہ کا نقاب اتنا چھوٹا رکھا کہ دونوں طرف کے رخسار صاف نظر آسکیں، یا ایسا باریک نقاب برقعہ میں لگایا جو خدوخال اور حسن و جمال کو اور بھی نمایاں کر دے اور خود برقعہ ہی اب بجائے پردہ کے کشش کا سامان بن گیا ہے، برقعہ پر پھولوں کا بنانا، چمکدار یا باریک کپڑے کا برقعہ ہونا بدنفس لوگوں کو برقعہ والی کی طرف متوجہ کر دیتا ہے، برقعے کیا ہوئے پردے کے بجائے نظروں کے کھینچنے کا سامان بن گئے اور وہی مثل ہوگئی کہ جو نہ دیکھے وہ بھی دیکھے، العیاذ باللہ۔

آج کل ناچ بہت معزز کام سمجھا جانے لگا ہے، سکولوں اور کالجوں میں اس کی باقاعدہ ٹریننگ دی جاتی ہے، کلبوں اور بڑے بڑے ہوٹلوں میں ننگے ناچ ہوتے ہیں، یورپ کے نفس پرستوں نے یہ تجویز کیا ہے کہ ہر عورت اپنے شوہر کے سوا غیر مرد کے ساتھ ناچے، جو عورت اس کے خلاف کرے گی وہ اس سوسائٹی میں بدترین سمجھی جائے گی، افسوس ہے مسلمانوں پر کہ یورپ کے بے حیاؤں کے طریقوں پر چلنے کو ترقی اور کامیابی سمجھنے لگے ہیں، ناچ مردوں کو اپنی طرف مائل کرنے کا سب سے زیادہ کامیاب ذریعہ ہے، اس سے جنسی ابھار ہوتا ہے اور یہ بے حیائی کے پورے مراتب و منازل طے ہونے کا ذریعہ ہے۔

فائدہ:- حدیث کے آخر میں فرمایا کہ ایسی عورتیں جنت میں نہ تو داخل ہوں گی نہ اس کی خوشبو پاسکیں گی، پھر فرمایا کہ اس کی خوشبو اتنی اتنی دور سے سونگھی جاتی ہے۔ اس حدیث میں اس مسافت کا ذکر نہیں ہے جس کی دوری سے جنت کی خوشبو سونگھی جاتی ہے۔ بعض روایات حدیث میں ہے کہ جنت کی خوشبو سو برس کی

Marfat.com

مسافت سے سونگھی جاتی ہے (الترغیب) دیکھو ایسی جنت سے محرومی کیسی بدبختی ہے۔

جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کے پاس سے گزرے وہ ایسی ویسی ہے

(۲۲۹) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کُلُّ عَیْنٍ زَانِیَۃٌ وَالْمَرْأَۃُ اِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَھِیَ کَذَا وَکَذَا، یَعْنِیْ زَانِیَۃً. (رواہ ابوداؤد والترمذی وقال حدیث صحیح)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (نظر بد ڈالنے والی) ہر آنکھ زنا کار ہے، اور کوئی عورت جب عطر لگا کر (مردوں کی) مجلس کے قریب سے گزرے تو ایسی ویسی ہے، یعنی زنا کار ہے۔ (مشکوٰۃ، ص ۲۶۹ از ابوداؤد والترمذی)

تشریح:- اس حدیث میں اوّل تو ایک قاعدہ کلیہ ارشاد فرمایا کہ بدنظری کرنے والی ہر آنکھ زنا کار ہے، یہ حکم مردوں اور عورتوں دونوں کو شامل ہے، جو مرد نامحرم عورتوں کو دیکھے یا جو عورت نامحرم مردوں کی تاک جھانک کرے ایسے مرد اور عورت کی آنکھ زنا کار ہے، اصل زنا جس کو کہتے ہیں سبھی کو معلوم ہے لیکن زنا کے اسباب کو بھی اللہ کے رسول ﷺ نے زنا فرمایا ہے۔

اعضاء کا زنا:- ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ آنکھوں کا زنا دیکھنا ہے، اور کانوں کا زنا سننا ہے، اور زبان کا زنا بات کرنا ہے، اور ہاتھ کا زنا پکڑنا ہے، اور پاؤں کا زنا چل کر جانا ہے اور دل (بدکاری کی) خواہش اور تمنا کرتا ہے اور شرمگاہ اس (کی امید) کو جھٹلا دیتی یا سچا کر دیتی ہے۔ (مشکوٰۃ، ص ۲۰ عن المسلم)

معلوم ہوا کہ نامحرم مرد و عورت کا ایک دوسرے پر نظر ڈالنا بھی زنا ہے، اور بدنیتی کے ساتھ یا لذت کے لئے نامحرم مرد و عورت کا آپس میں بات کرنا اور سننا بھی زنا ہے، کسی نامحرم مرد یا عورت کی طرف بری نیت سے چل کر جانا یا ہاتھ سے چھونا یہ سب زنا ہے، گو بڑا زنا دونوں کی شرمگاہوں کا ملنا ہے۔

اس حدیث شریف میں آنکھوں کا زنا بیان فرما کر حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کی مجلس کے پاس سے گزرے اس کا یہ عمل بھی زنا ہے، کسی مرد و عورت میں جب زنا کاری کے تعلقات ہوتے ہیں تو یک لخت نہیں ہو جاتے بلکہ اصل زنا سے پہلے بہت سے ایسے کام کئے جاتے ہیں جو آپس میں ایک دوسرے کو قریب تر کرتے چلے جاتے ہیں، اسی لئے شریعتِ مقدسہ نے زنا کے دواعی اور محرکات و اسباب کو بھی زنا قرار دیا ہے۔

عورت کو اگر کسی مجبوری سے کہیں جانا ہو تو پردہ کا لحاظ کر کے مردوں سے بچتے ہوئے راستوں کے کنارے سے گزرتے ہوئے جانے کی اجازت دی گئی ہے، خوشبو لگا کر باہر نکلنا اگرچہ برقعہ کے اندر ہو شریعت کے نزدیک اتنی بری بات ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایسا کرنے والی عورتوں کو زنا کار فرما دیا، یوں بھی عورت کو تیز خوشبو لگانا منع ہے، اگرچہ اپنے گھر کے اندر ہی ہو۔

خلاصہ یہ ہے کہ عورت کو ہر طرح سے غیر مردوں سے بچ کر رہنا لازم اور ضروری ہے یہاں تک کہ ایسا موقع بھی نہ آنے دے کہ کوئی غیر مرد اس کی خوشبو بھی پا سکے۔

Marfat.com

نامحرموں سے گفتگو کا قانون:- حدیث سے معلوم ہوا کہ زبان کا زنا بات کرنا ہے، اور کانوں کا زنا سننا ہے اس کے پیش نظر نامحرم مرد وعورت کو بہت احتیاط کی ضرورت ہے، اگر کسی ضرورت اور مجبوری سے بات کرنی پڑے تو بہت مختصر بات کرلیں، ہاں، ناں کا جواب دے کر ختم کر ڈالیں، جہاں تک ممکن ہو آواز پست رکھیں اور لہجہ میں کشش پیدا نہ ہونے دیں۔

صاحب درمختار لکھتے ہیں:

فَاِنَّا نُجِیْزُ الْکَلَامَ مَعَ النِّسَآءِ لِلْاَجَانِبِ وَمُحَاوِرَتُھُنَّ عِنْدَ الْحَاجَةِ اِلٰی ذٰلِکَ وَلَا نُجِیْزُ لَھُنَّ رَفْعَ اَصْوَاتِھِنَّ وَلَا تَمْطِیْطَھَا وَلَا تَلْیِیْنَھَا وَتَقْطِیْعَھَا لِمَا فِیْ ذٰلِکَ مِنْ اِسْتِمَالَةِ الرِّجَالِ اِلَیْھِنَّ وَتَحْرِیْکِ الشَّھَوَاتِ مِنْھُمْ.

''یعنی ضرورت کے لئے ہم اس بات کو جائز سمجھتے ہیں کہ عورت نامحرم سے گفتگو یا سوال و جواب کرے لیکن اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ نامحرم سے بات کرتے ہوئے گفتگو کو لمبی کرتی چلی جائیں یا نرم لہجہ میں بات کریں یا بات میں لچک پیدا کریں کیونکہ ایسا کرنے سے مردوں کے دل مائل ہوں گے اور ان کی طبیعتوں میں ابھار ہوگا۔

سورۂ احزاب میں ارشاد ہے:

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا.

''یعنی تم بات کرنے میں نزاکت اختیار نہ کرو کیونکہ اس سے ایسے شخص کو طبعی میلان ہوگا جس کے دل میں مرض ہے، لہٰذا تم مناسب طریقہ پر بات کرو (جو پاکباز عفت شعار عورتوں کا جانا پہچانا اور برتا ہوا طریقہ ہے)۔

مردوں اور عورتوں کی خوشبو میں فرق

(۲۳۰) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ طِیْبُ الرِّجَالِ مَا ظَھَرَ رِیْحُهٗ وَخَفِیَ لَوْنُهٗ وَطِیْبُ النِّسَآءِ مَا ظَھَرَ لَوْنُهٗ وَخَفِیَ رِیْحُهٗ. (رواہ الترمذی والنسائی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مردوں کی خوشبو ایسی ہو جس کی خوشبو ظاہر ہو یعنی دوسروں کو بھی پہنچ رہی ہو اور اس کا رنگ پوشیدہ ہو، اور عورتوں کی خوشبو ایسی ہو جس کا رنگ نظر آرہا ہو اور خوشبو پوشیدہ ہو، (یعنی بہت معمولی خوشبو آرہی ہو)۔ (مشکوٰۃ، ص ۳۱۸ از ترمذی ونسائی)

تشریح:- اس حدیث میں مردوں اور عورتوں کی خوشبو میں فرق بتایا گیا ہے یعنی مرد ایسی خوشبو لگائیں جس سے کپڑے پر رنگ نہ لگے یا ہلکا سا رنگ لگ جائے مگر خوشبو تیز ہو جو دوسروں تک پہنچ رہی ہو۔ مثلاً عطر گلاب، مشک، عنبر، کافور وغیرہ لگالیں، اور عورتوں کی خوشبو ایسی ہو جس کا رنگ کپڑے پر ظاہر ہو جائے مگر خوشبو بہت ہی معمولی ہو، جو خود اپنی ناک تک پہنچ سکے، یا شوہر قریب ہو تو اس کو خوشبو آجائے۔ اوپر حدیث میں فرمایا ہے کہ جو عورت خوشبو لگا کر مردوں کی مجلس میں گزرے گی اور لوگوں کو اس کی خوشبو آئے گی تو اس عورت کا یہ عمل زنا میں شمار ہوگا، اس بناء پر تیز خوشبو لگانے سے عورت کو سخت پرہیز کرنا لازم ہے، اور عورت کو

Marfat.com

تیز خوشبو لگانے کی ضرورت ہی کیا ہے، صرف شوہر سے تعلق ہے، اس کو سونگھا دینا کافی ہے۔

دیکھئے عصمت اور عفت کو محفوظ رکھنے کے لئے سرورِ عالم ﷺ نے کیسے کیسے اصول بتائے ہیں، اور کیسی کیسی نصیحتیں کی ہیں۔ افسوس ہے کہ اِس دَور کے مسلمان صرف نام کے مسلمان بنے ہوئے ہیں، دشمنانِ اسلام جو رنگ ڈھنگ اور بے حیائی اختیار کرتے ہیں یہ لوگ بھی ان کے پیچھے لگ لیتے ہیں۔ اللہ کے پاک نبی ﷺ کی پیروی چھوڑ کر بے حیاؤں کے پیچھے لگ جانا ایمان کے دعویداروں کو کہاں تک زیب دیتا ہے؟ خود ہی غور کرلیں۔

سونے اور ریشم کی وجہ سے میدانِ قیامت میں عورتوں کو پریشانی

(۲۳۱) وَعَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُرِیْتُ اَنِّیْ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَاِذَا اَعَالِیْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فُقَرَاءُ الْمُهَاجِرِیْنَ وَذَرَارِیُّ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاِذَا لَیْسَ فِیْهَا اَحَدٌ اَقَلَّ مِنَ الْاَغْنِیَآءِ وَالنِّسَآءِ فَقِیْلَ لِیْ اَمَّا الْاَغْنِیَآءِ فَاِنَّهُمْ عَلَی الْبَابِ یُحَاسَبُوْنَ وَیُمَحَّصُوْنَ وَاَمَّا النِّسَآءُ فَاَلْهَاهُنَّ الْاَحْمَرَانِ الذَّهَبُ وَالْحَرِیْرُ. (رواہ ابن حبان کمافی الترغیب)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اللہ کی طرف سے یہ منظر دکھایا گیا کہ میں جنت میں داخل ہوا ہوں، وہاں کیا دیکھتا ہوں کہ بلند درجوں والے وہ بے پیسہ والے حضرات ہیں جنہوں نے (اللہ کی رضا کے لئے) وطن چھوڑ کر ہجرت کی ہے، اور اہل ایمان کے بچے بھی اعلیٰ درجات میں ہیں، اور جنت میں مالدار اور عورتیں سب سے کم ہیں (یہ دیکھ کر میرے دل میں اس کا سبب معلوم ہونے کا داعیہ پیدا ہوا) چنانچہ مجھے بتایا گیا کہ دروازہ پر مالداروں کا حساب ہو رہا ہے، اور (مال کے سلسلہ میں) اُن کی چھان بین ہو رہی ہے (کہ کہاں سے کمایا اور کہاں کہاں خرچ کیا) لہٰذا وہ یہاں ابھی نہیں پہنچے، اور عورتیں یہاں آنے سے اس لئے رہ گئیں کہ ان کو سونے اور ریشم نے (اللہ تعالیٰ سے اور دین و آخرت سے) غافل رکھا۔ (الترغیب والترہیب، ص ۱۰۱ ج ۳ از ابن حبان)

تشریح:- ایک حدیث میں ہے جس کے راوی حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہ ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس میں اکثر داخل ہونے والے مسکین لوگ ہیں (جن کے پاس دنیا میں مال و زر نہ تھا جس کے ذریعہ اللہ کو بھول کر گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں) اور مال والے حساب دینے کیلئے روک لئے گئے ہیں، البتہ جن مال داروں کو دوزخ میں داخل ہونا ہے اُن کے بارے میں دوزخ میں جانے کا حکم مل چکا ہے، اور میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس کے اندر داخل ہونے والوں میں اکثر عورتیں ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث اور اس کے علاوہ اور بھی دوسری حدیثوں سے واضح طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ دوزخ میں اکثر عورتیں ہوں گی، اور اس کے اسباب بھی کئی عدد بتائے گئے ہیں، جو احادیث میں مذکور ہیں۔ حدیث بالا میں بتایا ہے کہ عورتوں کے دوزخ میں داخل ہونے کا سبب یہ ہے کہ دنیا میں اُن کو سونے اور ریشم نے خدا سے اور احکامِ شریعت پر عمل پیرا ہونے سے غافل رکھا ہے، درحقیقت عورتوں میں اچھے سے اچھے کپڑے اور عمدہ

Marfat.com

سے عمدہ زیور کی طلب اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ ان دونوں چیزوں کے لئے بہت سے گناہوں میں نہ صرف خود مبتلا ہوتی ہیں بلکہ اپنے شوہروں اور دوسرے عزیزوں کو بھی مبتلا کر دیتی ہیں، اگر مال حلال ہو اور وسعت ہو تو زیور پہننا جائز ہے اور عورت کو ریشم کے کپڑے پہننا بھی جائز ہے، اور اب تو ریشم کی کوئی حقیقت ہی نہیں اس سے زیادہ بڑھ کر عمدہ اور پسندیدہ کپڑوں کے انواع واقسام مارکیٹ میں آچکے ہیں، بہرحال قیمتی کپڑوں کا پہننا بھی جائز ہے، لیکن اس کے حاصل کرنے کے لئے جو ناجائز طریقے اختیار کئے جاتے ہیں اور زیور اور کپڑوں کے استعمال میں دکھاوا اور خود پسندی اور دوسروں کو حقیر جاننا اور اپنے کو بڑا سمجھنا جو عورتوں میں پایا جاتا ہے اس نے عورتوں کو آخرت کی کامیابی سے پیچھے دھکیل دیا۔

اوّل یہ دیکھ لینا چاہئے کہ اپنے پاس ذاتی حلال مال زیور بنانے کے لائق ہے یا نہیں، یعنی دوسری جائز ضروریات کے باوجود مال میں گنجائش ہے یا نہیں، اگر اپنے پاس ذاتی مال نہ ہو اور شوہر سے بنوانا ہو یا ماں باپ سے تیار کرانا ہو تو اُن کے پاس بھی گنجائش دیکھنا چاہئے، لیکن ہوتا یہ ہے کہ پیسہ پاس نہ ہو یا کم ہو تو سود پر رقم لے کر بنوالیتی ہیں، شوہر کے پاس نہیں ہوتا تو اسے مجبور کرتی ہیں کہ کہیں سے رقم لا کر دے، اگر وہ نیک آدمی ہے، رشوت سے بچتا ہے تو اسے کچوکے دے دے کر مجبور کرتی ہیں کہ رشوت لے اور زیور بنا کر دے، پھر یہ بھی سب عورتیں جانتی ہیں کہ زیور گھر میں ہر وقت نہیں پہنتی ہیں بلکہ اس کی ضرورت بیاہ شادی میں شریک ہونے یا اور کسی طرح کی مجلسوں میں جانے کے لئے ہوتی ہے، اس میں چونکہ شان جتانے کے اور دکھاوا کرنے کی نیت ہوتی ہے اس لئے جس شادی میں شریک ہونا ہے یا جس محفل میں جانا ہے اس کی تاریخ آنے تک بنوا کر چھوڑتی ہیں۔ پھر یہ مصیبت ہے کہ پرانا ڈیزائن نہیں چلتا، معاشرہ میں جس نئے ڈیزائن کے زیور آجائیں اور پرانے ڈیزائن تڑوا کر نئے ڈیزائن کے مطابق بنوانے کی فکر کی جاتی ہے، اور اس میں بھی وہی ریاکاری والا نفس کا چور موجود ہوتا ہے۔ کپڑوں کے بارے میں بھی یہی بات ہے کہ کئی جوڑے کپڑے رکھے ہیں لیکن مجلسوں اور محفلوں میں جانے کے لئے نئے لباس کی ضرورت سمجھتی ہیں، اور کہتی ہیں کہ یہ جوڑے تو کئی مرتبہ پہنے جا چکے ہیں ان ہی میں سے پہن کر جائیں گی تو عورتیں نام دھریں گی اور کہیں گی کہ فلانی کے پاس تو یہی دو جوڑے رکھے ہیں، ان کو ادل کر بدل کر آجاتی ہے، اس میں بھی وہی دکھاوے کا جذبہ موجود ہوتا ہے۔

لباس اور زیور کی تیاری سے پہلے اور بعد میں:- لباس وزیور تیار کرنے سے پہلے حلال مال دیکھنا چاہئے، اور جب زیور، کپڑا بن جائے تو اس کے استعمال کرنے میں دکھاوا اور ریا ونمود اور خود پسندی اور دوسروں کو حقیر جاننے سے پرہیز کرنا لازم ہے، جب عورتوں کے سامنے ایسی باتیں کی جاتی ہیں تو کہتی ہیں کہ مولویوں کو کیا ہو گیا کہ بدن پر دو چیتھڑے ڈالنے سے بھی منع کرتے ہیں اور ہاتھوں میں چوڑی ڈالنے سے بھی روکتے ہیں۔ بہنو! مولوی کی کیا حیثیت جو کہ حلال سے روکے، البتہ وہ شریعت کی بات بتاتا ہے اور اللہ کے سچے رسول ﷺ کی حیثیت سناتا ہے، تم زیور بھی بناؤ کپڑے بھی طرح طرح کے بناؤ، ہر حال میں اللہ سے ڈرو، اللہ کی یاد دل میں بساؤ، زیور کپڑے کے لئے سودی لین دین نہ کرو، نہ شوہر سے رشوت لینے کے

Marfat.com

لئے کہو، حلال مال میں گنجائش دیکھ کر بنالو، پھر شریعت کے اصول کے مطابق سالانہ زکوٰۃ کے دینے کی فکر کرو اور پہننے میں دکھاوا نہ کرو، اور نہ کسی کو حقیر سمجھو، خداوند قدوس کے حکموں پر چلنے میں جنت کا داخلہ ہے، اور اس کی نافرمانیاں کرنے پر جنت کے داخلہ سے رکاوٹ ہے۔ حدیث شریف میں یہی تو فرمایا کہ عورتوں کو سونے اور ریشم نے اللہ سے اور اس کے حکموں سے غافل رکھا اور یہ چیز ان کے داخلۂ جنت کیلئے اٹکاوا بن گئی۔

اصولِ شریعت کے مطابق لباس اور زیور پہنو، کون روکتا ہے، اور کس کو روکنے کی مجال ہے، شریعت کے احکام بتانا سب سے بڑی خیرخواہی جو بتائے اس کا شکرگزار ہونا چاہئے۔

سونے چاندی کا زیور اور ان کی دوسری چیزیں استعمال کرنے کا حکم

(۲۳۲) وَعَنْ اُخْتِ لِحُذَيْفَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا مَعْشَرَ النِّسَآءِ اَمَا لَكُنَّ فِى الْفِضَّةِ مَا تُحَلِّيْنَ بِهٖ اَمَا اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْكُنَّ اِمْرَأَةٌ تُحَلِّىْ ذَهَبًا تُظْهِرُهٗ اِلَّا عُذِّبَتْ بِهٖ. (رواہ ابوداؤد والنسائی)

ترجمہ: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بہن روایت کرتی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عورتو! کیا چاندی کے زیور سے تمہاری آراستگی کا کام نہیں چل سکتا؟ خبردار! تم میں سے جو عورت ظاہر کرنے کے لئے سونے کا زیور پہنے گی اس کی وجہ سے ضرور عذاب بھگتے گی۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۳۷۹ از ابوداؤد ونسائی)

تشریح:- یہ تو سب جانتے ہیں کہ عورتوں کو زیور سے بہت زیادہ محبت ہوتی ہے، ایک بزرگ کہتے تھے کہ اگر عورت کے جسم میں ہر جگہ سونے کی کیل گاڑی دی جائے تو سونے کی محبت کی وجہ سے ذرا بھی تکلیف محسوس نہ کرے گی۔ اللہ کی شریعت میں اعتدال ہے، نفس کی خواہشوں کی بھی رعایت رکھی ہے، مگر حدود مقرر فرمادی ہیں اور ایسے قانون لاگو فرمادیئے ہیں جو انسان کو غرور، تکبر، شیخی، دوسروں کی حقارت، خود پسندی اور خلق خدا کی دل آزاری اور حق تلفی سے باز رکھتے ہیں، اگر کسی عورت کو حلال مال سے میسر ہو تو سونے اور چاندی دونوں کا زیور پہن سکتی ہے، جائز ہونے کی ایک شرط زیور بنانے سے پہلے ہے، یعنی یہ کہ حلال مال سے ہو اور دو شرطیں زیور پہننے کے بعد ہیں ایک یہ کہ زکوٰۃ اور دیگر واجبات کی ادائیگی میں کوتاہی نہ ہو، دوم یہ کہ دکھاوے کے لئے زیور نہ پہنا جائے اور اس سے شیخی بگھارنا مقصود نہ ہو، چاندی کا زیور کوئی خاص زیور نہیں سمجھا جاتا ہے اور اس میں ریاکاری اور شیخی خوری کا موقع زیادہ نہیں ہوتا، اس لئے چاندی کے زیور سے کام چلانے کے لئے ارشاد فرمایا، گو دکھاوے اور اظہارِ شان اور دوسروں کو حقیر جاننے سے بچنا چاندی کا زیور پہن کر بھی ضروری ہے، چاندی کے زیور سے کام چلانے کی ترغیب دیتے ہوئے آنحضرت فخر عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے عورتو! کیا تمہاری آراستگی کا کام چاندی کے زیور سے نہیں چل سکتا؟ اسی سے کام چلاؤ، سونا پہننے والی عورتیں بہت کم دکھاوے سے بچتی ہیں، اسی کو آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو عورت ظاہر کرنے کے لئے سونے کا زیور پہنے گی اس کی وجہ سے اسے عذاب دیا جائے گا، زیور دکھانے کا مرض عورتوں میں بہت ہوتا ہے اور کسی کو پتہ نہ چلے تو مجلس میں بیٹھے ہوئے ترکیبوں اور تدبیروں سے بتاتی ہیں کہ ہم زیور پہنے ہوئے ہیں، مثلاً بیٹھے بیٹھے گرمی کا بہانہ کرکے ایک دم کان اور گلا کھول دیں گی، زبان سے کہیں گی اُوئی کتنی گرمی ہے

Marfat.com

اور دل میں زیور ظاہر کرنے کی نیت ہے، اللہ تعالیٰ نفس کی مکاریوں سے بچائے۔

مذکورہ بالا خرابیاں نہ ہوں تو عورتوں کو زیور پہننے کی گنجائش ہے، مگر نہ پہننا پھر بھی افضل ہے، دنیا میں نہ پہنیں گی تو آخرت میں بہت ملے گا۔

حضرت عقبہ ابن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا:

اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ حِلْيَةَ الْجَنَّةِ وَحَرِيْرَهَا فَلَا تَلْبَسُوْهَا فِي الدُّنْيَا.

''یعنی اگر تم جنت کے زیور اور ریشم کو چاہتے ہو تو ان کو دنیا میں مت پہنو۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۷۹)

جنت میں جو زیور اور لباس اور دیگر نعمتیں ملیں گی اُن کی تفصیل جاننے کے لئے ہماری کتاب ''جنت کی نعمتیں'' پڑھیے۔

(۲۳۳) وَعَنْ ثَوْبَانَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سَافَرَ كَانَ اٰخِرُ عَهْدِهٖ بِاِنْسَانٍ مِّنْ اَهْلِهٖ فَاطِمَةُ وَاَوَّلُ مَنْ يَّدْخُلُ عَلَيْهَا فَاطِمَةُ فَقَدِمَ مِنْ غَزَاةٍ وَّقَدْ عَلَّقَتْ مِسْحًا اَوْ سِتْرًا عَلٰى بَابِهَا وَحَلَّتِ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ قُلْبَيْنِ مِنْ فِضَّةٍ فَقَدِمَ فَلَمْ يَدْخُلْ فَظَنَّتْ اَنَّ مَا مَنَعَهٗ اَنْ يَّدْخُلَ مَا رَاٰى فَهَتَكَتِ السِّتْرَ وَفَكَّتِ الْقُلْبَيْنِ عَنِ الصَّبِيَّيْنِ وَقَطَعَتْ مِنْهُمَا فَانْطَلَقَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَبْكِيَانِ فَاَخَذَهٗ مِنْهُمَا فَقَالَ يَا ثَوْبَانُ اذْهَبْ بِهٰذَا اِلٰى اٰلِ فُلَانٍ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ اَهْلِيْ اَكْرَهُ اَنْ يَّاْكُلُوْا طَيِّبَاتِهِمْ فِيْ حَيَاتِهِمُ الدُّنْيَا يَا ثَوْبَانُ اِشْتَرِ لِفَاطِمَةَ قَلَادَةً مِّنْ عَصَبٍ وَّسِوَارَيْنِ مِنْ عَاجٍ. (رواہ احمد وابوداؤد)

ترجمہ: حضور اقدس ﷺ کے خادم حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا آنحضرت ﷺ کا یہ معمول تھا کہ جب سفر میں تشریف لے جاتے تو اپنے گھر والوں میں سب سے آخری ملاقات حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتے تھے، اس کے بعد روانہ ہوتے تھے۔ اور جب واپس تشریف لاتے تو سب سے پہلے حضرت فاطمہؓ کے پاس تشریف لے جاتے تھے، ایک بار آپ ﷺ ایک جہاد سے واپس ہوئے (اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر میں داخل ہونے کا ارادہ فرمایا مگر) داخل نہیں ہوئے، بات یہ تھی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے (دیوار یا طاق پر) ایک پردہ لٹکا لیا تھا اور حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما کو چاندی کے دو کنگن پہنا دیئے تھے، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے (یہ ماجرا دیکھ کر کہ آپ تشریف لاتے لاتے واپس روانہ ہو گئے) فوراً محسوس فرمایا کہ آپ ﷺ کی واپسی کی وجہ یہی دو چیزیں ہیں جو مزاجِ گرامی کو ناگوار ہوئیں، چنانچہ انہوں نے خود ہی وہ پردہ پھاڑ دیا اور دونوں صاحبزادوں کے کنگن کاٹ کر علیحدہ فرما دیئے، دونوں صاحبزادے روتے ہوئے رسولِ خدا ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے وہ کنگن اُن کے ہاتھوں سے لے لئے اور (مجھ سے) فرمایا کہ اے ثوبان! لو یہ لے جاؤ اور فلاں (غریب) گھرانے کے لوگوں کو دے دو (وہ فروخت کر کر کے اپنا کام چلا لیں گے) یہ لوگ میرے گھر والے ہیں، میں یہ پسند نہیں کرتا کہ یہ لوگ اپنے حصہ کی عمدہ چیزیں دنیاوی زندگی میں استعمال

Marfat.com

کرلیں، (پھر فرمایا کہ) اے ثوبان ﷺ! فاطمہؓ کے لئے (جانوروں کے) پٹھوں سے بنا ہوا ایک ہار اور ہاتھی دانت کے دو کنگن خرید لاؤ۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۳۸۳ از احمد و ابوداؤد)

تشریح:- اس حدیث سے حضور اقدس ﷺ کے زُہد اور دنیاوی نعمتوں اور لذتوں کے استعمال سے بے رغبتی کی ایک جھلک معلوم ہوئی۔ آپ ﷺ نہ صرف خود اپنے لئے بلکہ اپنے گھر والوں کے لئے بھی دنیاوی لذتوں اور نعمتوں میں پڑنا ناپسند فرماتے تھے، ناپسند تو سب ہی کے لئے تھا مگر اس سلسلہ میں زیادہ توجہ خود عمل پیرا ہونے کی طرف تھی، حلال چیزیں استعمال کرنا چونکہ گناہ نہیں ہے اس لئے سختی سے روکنا مناسب نہ تھا، البتہ اپنے حق میں سختی فرماتے تھے اور گھر والوں کو تنبیہ فرماتے رہتے تھے، زیور اگرچہ عورت کے لئے حلال ہے مگر اسی کو پسند فرمایا کہ استعمال نہ کیا جائے کیونکہ دنیا میں نعمتوں کے استعمال سے خطرہ ہے کہ آخرت کی نعمتیں کم ملیں، ظاہر ہے کہ دنیا کی نعمتیں آخرت کی نعمتوں کے سامنے بالکل ہیچ ہیں، اللہ کا پیارا نبی ﷺ یہ کیونکر پسند فرماتا کہ آخرت کی نعمتوں میں کمی آئے، اسی لئے چاندی کے کنگن ایک غریب گھرانے کے لئے بھیج دیئے۔ فَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاَصْحَابِهٖ وَاٰلِهٖ بِقَدْرِ كَمَالِهٖ وَجَمَالِهٖ.

مسئلہ:- عورتوں کو چاندی سونے کا زیور پہننا جائز ہے، بشرطیکہ حلال مال سے ہو اور ریاکاری مقصود نہ ہو، جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا ہے، اور مردوں کو صرف چاندی کی انگوٹھی کی اجازت ہے بشرطیکہ ساڑھے ۴ ماشہ سے کم ہو۔ عورتوں اور مردوں کو اور کسی طرح سے سونے چاندی کا استعمال جائز نہیں ہے۔ مثلاً سونے چاندی کے برتنوں میں کھانا پینا اور سونے چاندی کے چمچہ سے کھانا یا ان کی سلائی سے یا سرمہ دانی سے سرمہ لگانا یہ سب حرام ہے، مردوں کے لئے بھی اور عورتوں کے لئے بھی، جس پلنگ یا کرسی کے پائے سونے یا چاندی کے ہوں اس پر لیٹنا بیٹھنا بھی حرام ہے، اور اس میں مرد و عورت سب کا ایک حکم ہے۔

بجنے والا زیور پہننے کی ممانعت

(۲۳۴) وَعَنْ بُنَانَةَ مَوْلَاةِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ بْنِ حَيَّانَ الْاَنْصَارِيِّ كُنْتُ عِنْدَ عَائِشَةَ اِذْ دُخِلَتْ عَلَيْهَا بِجَارِيَةٍ وَعَلَيْهَا جَلَاجِلُ يُصَوِّتْنَ فَقَالَتْ لَا تُدْخِلْنَهَا عَلَيَّ اِلَّا اَنْ تُقَطَّعْنَ جَلَاجِلُهَا سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ جَرَسٌ. (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت بنانہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر تھی اُس وقت یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک عورت ایک لڑکی کو ہمراہ لئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس اندر آنے لگی، وہ لڑکی جھانجن پہنے ہوئے تھی جن سے آواز آرہی تھی، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ جب تک اس کے جھانجن نہ کاٹے جائیں میرے پاس اُسے ہرگز نہ لانا، میں نے رسولِ خدا ﷺ سے سنا ہے کہ ''جس گھر میں گھنٹی ہو اس میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (مشکوٰۃ، ص ۳۷۹ عن ابی داؤد)

تشریح:- ایک حدیث میں ہے:

اَلْجَرَسُ مَزَامِيْرُ الشَّيْطَانِ. (مشکوٰۃ ص ۳۳۸)

Marfat.com

''گھنٹیاں شیطان کے باجے ہیں''۔

اورایک اورحدیث میں ارشاد ہے:

مَعَ کُلِّ جَرَسٍ شَیْطَانٌ. (مشکوٰۃ،ص۳۷۹)

''ہر گھنٹی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے''۔

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ بجنے والا زیور اور گھونگرو اور گھنٹیاں شیطان کو پسند ہیں، اور یہ شیطان کے باجے ہیں، جب اُن میں سے آواز نکلتی ہے تو وہ خوش ہوتا ہے، اور جہاں پر ایسی چیزیں ہوتی ہیں وہاں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ ان حدیثوں کے پیش نظر فقہاء نے لکھا ہے کہ ایسا زیور جس کے اندر خول میں بجنے والی چیزیں پڑی ہوئی ہوں اس کے پہننے کی شرعاً اجازت نہیں ہے، جیسے پرانے زمانہ میں جھانجن ہوتے تھے، اور اس کے علاوہ بھی کئی چیزیں ایسی بنائی جاتی تھیں، دیہات میں اب بھی اس طرح کے زیور کا رواج ہے، یہ سب ممنوع ہے۔

جس زیور میں بجنے والی چیز نہ ہو مگر زیور آپس میں ایک دوسرے سے مل کر بجتا ہو اس کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَا یُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ. (سورۂ نور، ع۴)

''اور اپنے پاؤں (چلنے میں زمین پر) زور سے نہ ماریں تا کہ اُن کی وہ زینت معلوم ہو جائے جس سے وہ پوشیدہ طور پر آراستہ ہیں''۔

جانوروں کے گلے میں جو گھنٹی ڈال دیتے ہیں اس سے بھی آنحضرت ﷺ نے منع فرمایا ہے، ایک حدیث میں ارشاد ہے:

لَا تَصْحَبُ الْمَلٰٓئِکَةُ رَفْقَةً فِیْهَا کَلْبٌ وَّلَا جَرَسٌ. (مشکوٰۃ،ص۳۳۸)

''یعنی جن لوگوں کے ساتھ کتا یا گھنٹی ہو (رحمت کے) فرشتے اُن کے ساتھ نہیں رہتے''۔

گانا بجانا شیطانی دھندا ہے:- یہ حقیقت ہے کہ جو لوگ شیطانی اعمال کرتے ہیں اُن کو بجنے بجانے والی چیزوں سے محبت اور رغبت ضرور ہوتی ہے، اور شیطانی کاموں میں ایسی چیزوں کی بہتات ہوتی ہے، ہندوؤں اور یہود و نصاریٰ کے مندروں اور گرجوں میں خاص طور سے ایسی چیزوں کا خیال رکھا جاتا ہے۔ شیطان کو چونکہ یہ چیزیں پسند ہیں اس لئے اپنے ماننے والوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتا ہے کہ ایسی چیزیں رکھیں اور بجائیں، مسلمانوں میں بھی جو لوگ خواہش نفس کے مطابق چلتے ہیں اور رنج و خوشی میں قرآن و حدیث کی طرف رجوع نہیں کرنا چاہتے ان پر بھی شیطان قابو پا لیتا ہے، اور ان کو گانے بجانے کی چیزوں میں مشغول کر دیتا ہے، ان سے گانے گواتا ہے اور باجے بجواتا ہے، اور خود بھی سنتا اور مزے لیتا ہے، یہ مصیبت عام ہی ہو گئی ہے کہ ہر وقت نفس کو خوش کرنے کے لئے ریڈیو کھولے رہتے ہیں یا ٹیپ ریکارڈ چلائے رکھتے ہیں، خصوصاً کھانے کے وقت گانا سننے کا بہت زیادہ خیال کرتے ہیں تا کہ جب منہ میں لقمہ جائے تو گلے سے نیچے دھکیلنے کا کام گانے کی دُھن اور سر سے ہو جائے۔

Marfat.com

Marfat.com

کو خوش نہیں کیا جاتا۔ عجیب تماشا ہے کہ حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم کا غم لے کر نکلتے ہیں اور حضور سرورِ عالم ﷺ ہی کے ارشادات کی نافرمانی کرتے ہوئے جھوٹے غم کا اظہار کرتے ہیں۔ حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت ہونے کی بنیاد پر ماتم کرتے ہیں اور ان ہی کے نانا جان ﷺ کے ارشادات کو عین ماتم ہی کے وقت پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ محبت صحیح اصولوں پر نہیں ہے۔ اگر صحیح اصول کے مطابق ہوتی تو اعمال و اشغال بھی صحیح ہوتے۔ صحیح محبت وہ ہے جو شرعی اصول پر ہو، خوب سمجھ لو۔

مردوں کو زنانہ وضع اور عورتوں کو مردانہ وضع اختیار کرنا ممنوع ہے اور لعنت کا سبب ہے

(۲۳۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ اَوْمَتِ امْرَءَةٌ مِنْ وَّرَاءِ سِتْرٍ بِيَدِهَا كِتَابٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ فَقَالَ مَا اَدْرِیْ اَيَدُ رَجُلٍ اَمْ يَدُ امْرَءَةٍ قَالَتْ بَلْ يَدُ امْرَءَةٍ قَالَ لَوْ كُنْتِ امْرَءَةً لَغَيَّرْتِ اَظْفَارَكِ بِالْحِنَّاءِ. (رواہ ابوداؤد والنسائی)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ایک عورت کے ہاتھ میں ایک پرچہ تھا، اس نے پرچہ دینے کے لئے پردہ کے پیچھے سے آنحضرت ﷺ کی طرف ہاتھ بڑھایا، آپ ﷺ نے ہاتھ روک لیا اور فرمایا کہ نہ معلوم مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا، اس نے کہا کہ یہ عورت کا ہاتھ ہے، فرمایا اگر تو عورت ہوتی تو اپنے ناخنوں کو مہندی کے ذریعہ بدل دیتی (یعنی مہندی سے رنگ لیتی)"۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۳۸۳، از ابوداؤد و نسائی)

تشریح:- اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ صحابی عورتیں آنحضرت ﷺ سے پردہ کرتی تھیں اسی لئے تو ایک عورت نے پردہ کے پیچھے سے پرچہ دینے کیلئے ہاتھ بڑھایا، اگر بے پردہ سامنے آتیں تو پردہ کی کیا ضرورت تھی؟

جاہل پیروں کی گمراہی:- اس حدیث سے ان جاہل پیروں کی گمراہی بھی معلوم ہوئی جو اپنی مریدنیوں میں بے محابا اندر گھروں میں گھس جاتے ہیں اور پردہ کا اہتمام نہیں کرتے، جاہل عورتیں کہتی ہیں کہ ان سے کیا پردہ؟ پیر میاں ہیں، نیک آدمی ہیں، بھلا اللہ کے پاک رسول فخر عالم ﷺ سے بڑھ کر کون نیک اور پارسا اور پاکباز ہوگا؟ جب صحابی عورتوں نے آپ ﷺ سے بھی پردہ کیا تو کسی دوسرے کو دم مارنے کی کیا مجال ہے، جو نیکی کے جھوٹے دعوے کر کے بے محابا عورتوں میں چلے جاتے ہوں ایسے لوگ پیر و مرشد نہیں بلکہ گمراہ ہیں، جو شیطان کی راہ دکھاتے ہیں، ایسے لوگوں سے مرید ہونا حرام ہے، مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی۔

اہل حق مرشدین کا طریقہ:- ہمارے دادا پیر حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے پیر تھے، جب عورتوں کو مرید کرتے تھے تو پردہ ڈال کر ہاتھ میں ہاتھ لئے بغیر توبہ پڑھا دیتے تھے، لیکن توبہ کے الفاظ کہلواتے وقت پردہ کو پشت کر کے بیٹھتے تھے تاکہ غلطی سے بھی نظر نہ پڑ جائے اور عورتیں اپنی تاک جھانک والی عادت سے بھی باز نہیں آتی ہیں اس لئے ایسا کرنا ضروری ہوا۔ کسی موقع پر ایک عورت نے عرض کیا کہ حضرت جب پردہ ڈال لیا تو منہ پھیر کر بیٹھنے کی کیا ضرورت رہی؟ فرمایا تم کو کیا معلوم میرا منہ کدھر کو ہے؟ پتہ چلا کہ باوجود پردہ کے احتیاط لازم ہے، کیونکہ تم نظر ڈالنے میں بے احتیاط ہوتی ہو، دیکھو! اچھے اور سچے پیر ایسے ہوتے ہیں جو پیارے رسول ﷺ کے طریقہ کو مضبوطی سے تھامے

Marfat.com

رہتے ہیں اور مریدوں اور مریدنیوں کو بھی اُسی طریقہ پر چلاتے ہیں۔

بے پردہ ہو کر ٹیوشن پڑھنے کی مذمت:- بہت سے لوگ بڑی بڑی لڑکیوں بلکہ اچھی خاصی عمر کی جوان عورتوں کو ماسٹروں یا حافظوں سے بطور ٹیوشن پڑھواتے ہیں اور پردہ کا بالکل خیال نہیں کرتے، پڑھانے والا استاد اور پڑھنے والی لڑکیاں آمنے سامنے بیٹھ کر بلا پردہ پڑھتے پڑھاتے ہیں اور نہ صرف بے پردہ بلکہ خلوت اور تنہائی بھی ہو جاتی ہے، کیونکہ بعض مرتبہ وہاں کوئی تیسرا نہیں ہوتا، یہ سب حرام ہے۔ اُستاد یا پیر اگر غیر محرم ہے تو پردہ لازم ہے، خوب سمجھ لو۔

دوسری بات حدیث بالا سے یہ معلوم ہوئی کہ عورت کو عورتوں والی وضع میں رہنا چاہئے۔ عورت کے ہاتھ میں مہندی ہونا اس بات کی نشانی ہے کہ یہ عورت کا ہاتھ ہے۔ چاہئے تو یہ کہ عورت ہاتھ کی ہتھیلیوں پر مہندی لگاتی رہے، ورنہ ناخنوں میں تو ضرور ہی مہندی رہنی چاہئے، مرد کو اپنی وضع مردانہ میں اور عورت کو اپنی وضع زنانہ میں رہنا چاہئے۔ حضور اقدس ﷺ کو اس کا خاص اہتمام تھا اور ایک کو دوسرے کی وضع اور لباس پہننے سے منع فرماتے تھے جس کا کچھ بیان ابھی دوسری حدیثوں کی تشریح میں آئے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۲۳۶) وَعَنِ ابْنِ اَبِیْ مُلَیْکَةَ قَالَ قِیْلَ لِعَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا اِنَّ امْرَأَةً تَلْبَسُ النَّعْلَ قَالَتْ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّجُلَةَ مِنَ النِّسَآءِ. (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابن ابی ملیکہؒ (تابعی) کا بیان ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے عرض کیا کہ ایک عورت (مردانہ) جوتہ پہنتی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ایسی عورت پر لعنت کی ہے جو مردوں کے طور طریق اختیار کرے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۳۸۳ از ابوداؤد)

(۲۳۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلرَّجُلَ یَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْءَةِ وَالْمَرْءَةَ تَلْبَسُ لِبْسَةَ الرَّجُلِ. (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ایسے مرد پر لعنت کی جو عورت کا لباس پہنے اور ایسی عورت پر لعنت کی جو مرد کا لباس پہنے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۳۸۳ از ابوداؤد)

(۲۳۸) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ لَعَنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَآءِ وَقَالَ اَخْرِجُوْهُمْ مِّنْ بُیُوْتِکُمْ. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے لعنت کی ان مردوں پر جو عورتوں کی طرح شکل وصورت بنا کر ہیجڑے بنیں اور لعنت کی اُن عورتوں پر جو شکل وصورت میں مردانہ پن اختیار کریں اور ارشاد فرمایا کہ ان کو اپنے گھروں سے نکال دو"۔ (مشکوٰۃ، ص ۳۸۰ از بخاری)

تشریح:- ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ ہمارے پیارے رسول ﷺ کو اس بات سے بہت ہی زیادہ نفرت تھی کہ مرد زنانہ لباس پہنیں یا کسی طرح سے بھی زنانہ پن اختیار کریں اور اس بات سے بھی آپ ﷺ کو سخت نفرت تھی کہ عورتیں مردانہ لباس پہنیں یا مردانہ چال ڈھال اختیار کریں، اور اسی نفرت کے باعث اس طرح کے مردوں اور عورتوں پر آپ ﷺ نے لعنت فرمائی۔

Marfat.com

درحقیقت عقل کا تقاضا بھی یہی ہے کہ مرد مرد بن کر رہیں اور عورتیں عورتیں بنی رہیں۔ آج کل کے لوگ رسولِ اکرم ﷺ کی ہدایت کو نہیں دیکھتے، بلکہ یورپ وامریکہ کے کافروں اور سینما میں کام کرنے والے مردوں اور عورتوں کو وضع قطع اور سج دھج میں اپنا امام بناتے ہیں، اُدھر سے جو لباس اور طور طریق ملتا ہے اسی کو اختیار کرنا ذریعہ عزت سمجھتے ہیں، اگرچہ وہ لباس اور طرز اور طور طریق اللہ کے نزدیک لعنت ہی کا سبب ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم کو سمجھ دے اور اپنے رسول ﷺ کی ہدایات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حدیث میں فرمایا ہے کہ عورت بننے والے مردوں اور مرد بننے والی عورتوں کو اپنے گھروں سے نکال دو، اس سے معلوم ہوا کہ ہیجڑے بنے ہوئے جو لوگ پھرتے رہتے ہیں اُن کو گھروں میں آنے کی اجازت دینا سخت منع ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک ہیجڑہ آنحضرت ﷺ کے پاس لایا گیا جس کے ہاتھوں اور بازوؤں میں مہندی لگی ہوئی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا اس کو کیا ہوا؟ عرض کیا گیا کہ یہ عورتوں کی مشابہت اختیار کرتا ہے، آپ ﷺ نے یہ سن کر مدینہ سے باہر نکلوا دیا اور بقیع (جگہ) میں رہنے کو فرمایا (مشکوٰۃ شریف) یہ جگہ بقیع کے علاوہ ہے۔

بعض گھروں میں بچہ کی پیدائش پر ہیجڑوں سے گانا گوایا جاتا ہے، اس میں دُہرا گناہ ہے، ایک تو اُن کو گھر میں گھسانا دوسرے گانا گوانا، اللہ تعالیٰ ہر گناہ سے محفوظ رکھے۔ فقہاء نے لکھا ہے کہ جو عورتیں بے پردہ پھرتی ہوں مسلمان عورت کو اُن سے بھی پردہ کرنا لازم ہے۔

آج کل معاشرہ میں یہ چیز زیادہ مقبول ہو رہی ہے کہ لڑکوں کو لڑکیوں کا لباس اور لڑکیوں کو لڑکوں کا لباس پہناتے ہیں اور نوجوان مرد وعورت اسی سیلاب کے بہاؤ میں بہہ رہے ہیں۔ یہ طرز بھی یورپ اور امریکہ کے نابکاروں سے شروع ہوا ہے۔ ان کے نزدیک یہ فیشن اور فخر کی چیز ہے۔ ایک جگہ کا واقعہ ہے کہ کسی جگہ دعوت تھی جو لوگ مدعو تھے مرد وعورت ایک ہی جگہ موجود تھے۔ ایک نوعمر کو دیکھا گیا کہ رواج کے مطابق سلیقہ سے میز کرسی لگا رہا ہے اور کھانے کی چیزیں چن رہا ہے، کسی کی زبان سے یہ نکل گیا کہ یہ لڑکا بڑا ہونہار ہے سلیقہ مندی سے کام کر رہا ہے، اس پر پیچھے سے آواز آئی کہ میاں کیا فرما رہے ہیں؟ یہ لڑکا نہیں، میری لڑکی ہے، اُن صاحب نے پیچھے مڑ کر دیکھا اور ایک نظر ڈال کر کہا کہ معاف کیجئے مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ اس کی والدہ ہیں، فوراً جواب دیا کہ میاں آپ صحیح دیکھا کیجئے میں والدہ نہیں ہوں اس کا والد ہوں۔

خلاصہ یہ کہ لڑکی کو لڑکے کے لباس اور وضع قطع میں رواج کے مطابق فیشن سے آراستہ کر رکھا تھا اور جناب والد صاحب خود عورتوں کے لباس اور زنانہ شکل وصورت میں بیٹھے ہوئے تھے۔

مردوں میں زنانہ پن اور عورتوں میں مردانہ پن کس کس طرح سے جگہ پکڑ رہا ہے اس کی تفصیلات وہی لوگ خوب جانتے ہیں جو اس لعنت کے فیشن میں مبتلا ہیں۔ پہلے تو صرف یہی رونا تھا کہ مرد ڈاڑھی منڈوا کر زنانہ پن اختیار کرتے ہیں لیکن اب تو اس سے آگے بڑھ کر مردوں نے اور خاص نوعمر لڑکوں نے سرخی پاؤڈر اور جمپر فراک وغیرہ سب کچھ اختیار کر رکھا ہے۔ بہت سے مرد بالکل زنانہ رنگ کی شلوار اور قمیص پہن کر نکلتے ہیں، اگر کوئی شخص غور سے نہ دیکھے تو یہ فیشن کے متوالے عورت ہی معلوم ہوتے ہیں، اور یہ بات تو اب خاصی

Marfat.com

قوالی کی محفلوں میں باجے:- اور مصیبت بالائے مصیبت یہ ہے کہ بہت سے مواقع میں گاجے باجے کو ثواب سمجھتے ہیں اور وہ یہ کہ قوالی کی مجلسیں منعقد کرتے ہیں اور راتوں رات قوال کا گانا سننے کے لئے جاگتے ہیں، اور چونکہ اس موقع پر حضور اقدس ﷺ کی نعت اور مدح کے اشعار بھی ہوتے ہیں اس لئے اس محفل کی شرکت کو ثواب سمجھتے ہیں۔ اگر کوئی شخص سمجھائے اور بتائے تو اس کو کہتے ہیں کہ یہ وہابی ہے حضور اقدس ﷺ کی نعت سننے سے منع کرتا ہے، حالانکہ منع کرنے والا ایسے نعتیہ اشعار کہنے اور سننے سے نہیں روکتا، جو سچ ہوں اور صحیح ہوں وہ تو گانے بجانے کے آلات پر پڑھنے سے روکتا ہے۔ اگر حضور اقدس ﷺ کی نعت سننے کا شوق ہے تو بغیر ہارمونیم اور بغیر طبلہ اور بغیر ساز و سارنگی کے سنئے، حالانکہ سب جانتے ہیں کہ اگر کوئی شخص بغیر ساز و سارنگی کے اور بغیر طبلہ باجے کے نعت پڑھنے بیٹھ جائے تو دس پانچ آدمی سننے کے لئے جمع ہو جائیں گے، اور دس پانچ منٹ میں منتشر ہو جائیں گے، خدارا انصاف کرو کیا یہ راتوں رات جاگنا نعت نبی ﷺ سننے کے لئے ہے، یا نبی اکرم ﷺ کا نام گرامی استعمال کر کے نفس و شیطان کو لذیذ گانے کی حرام غذا دینے کے لئے ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

اَمَرَنِیْ رَبِّیْ بِمُحْقِ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِیْرِ وَالْاَوْثَانِ وَالصُّلُبِ وَاَمْرِ الْجَاهِلِیَّةِ. (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۳۵۸)

"یعنی میرے رب نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ گانے بجانے کے آلات کو اور بتوں کو اور صلیب کو (جسے عیسائی پوجتے ہیں) اور جاہلیت کے کاموں کو مٹا دوں"۔

کیسی نادانی کی بات ہے کہ حضور اقدس ﷺ جن چیزوں کے مٹانے کے لئے تشریف لائے ان ہی چیزوں کو حضور اقدس ﷺ کی نعت سننے میں استعمال کرتے ہیں، پھر اوپر سے ثواب کی امید بھی رکھتے ہیں، نفس و شیطان نے ایسا غلبہ پایا ہے کہ قرآن و حدیث کے قانون بتانے والوں کی بات ناگوار معلوم ہوتی ہے، اللہ پاک سمجھ دے اور حضور پاک ﷺ کے ارشادات پر عمل کرنے کے جذبات نصیب فرمائے، پھر رات بھر قوالی سنتے ہیں اور فجر کی اذان ہوتے ہی نماز پڑھے بغیر سو جاتے ہیں۔ یہ ہیں محبت نبوی ﷺ کے متوالے جنہیں فرضوں کے غارت کرنے پر ذرا بھی ملال نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

محرم کے تعزیوں میں ڈھول باجے:- اور دیکھئے محرم میں کیا ہوتا ہے، آٹھویں، نویں، دسویں تاریخ کے جلوس اور اونچے اونچے تعزیوں کی لمبی لمبی قطاریں بازاروں میں ہو کر گزرتی ہیں اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا ماتم اور حضرات اہل بیت رضی اللہ عنہم کی مصیبتوں اور تکلیفوں کی مرثیہ خوانی کے عنوان پر جو کام ہوتے ہیں وہ بھی ڈھول ڈھمکے اور باجے گاجے سے بھرپور ہوتے ہیں، جو شخص ان غیر شرعی حرکتوں سے منع کرے تو اس کی بات کو وہابی کہہ کر ٹال دیتے ہیں۔ ارے سمجھدارو! یہ تو بتاؤ کہ ماتم اور مرثیہ خوانی میں تاشے بجانا، نقارے پیٹنا اور بجانے کے دوسرے سامان استعمال کرنا یہ رنج کی کونسی قسم ہے۔ نکلتے ہیں ماتم کا نام کرنے اور سامان کرتے ہیں نفس و شیطان کے خوش کرنے کے۔ اوّل تو ماتم اور مرثیہ خوانی ہی منع ہے، پھر اوپر سے اس کو ثواب سمجھنا اور گانے بجانے کے سامان سے اس کو بھرپور کر دینا یہ سب اعتقاد کا فساد ہے، اور سب حرکتیں گناہ در گناہ ہیں، جس چیز کی بنیاد خیر پر ہوتی ہے اس میں قرآن و حدیث کی خلاف ورزی نہیں کی جاتی اور شیطان

Marfat.com

کو خوش نہیں کیا جاتا۔ عجیب تماشا ہے کہ حضرات اہل بیت ﷺ کا غم لے کر نکلتے ہیں اور حضور سرورِ عالم ﷺ ہی کے ارشادات کی نافرمانی کرتے ہوئے جھوٹے غم کا اظہار کرتے ہیں۔ حضرت حسین ﷺ سے محبت ہونے کی بنیاد پر ماتم کرتے ہیں اور ان ہی کے نانا جان ﷺ کے ارشادات کو عین ماتم ہی کے وقت پس پشت ڈال دیتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ محبت صحیح اصولوں پر نہیں ہے۔ اگر صحیح اصول کے مطابق ہوتی تو اعمال و اشغال بھی صحیح ہوتے۔ صحیح محبت وہ ہے جو شرعی اصول پر ہو، خوب سمجھ لو۔

مردوں کو زنانہ وضع اور عورتوں کو مردانہ وضع اختیار کرنا ممنوع ہے اور لعنت کا سبب ہے

(۲۳۵) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ اَوْمَتِ امْرَءَ ةٌ مِنْ وَّرَاءِ سِتْرٍ بِيَدِهَا كِتَابٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَضَ النَّبِيُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهٗ فَقَالَ مَا اَدْرِیْ اَيَدُ رَجُلٍ اَمْ يَدُ امْرَءَ ةٍ قَالَتْ بَلْ يَدُ امْرَءَ ةٍ قَالَ لَوْ كُنْتِ امْرَءَ ةً لَغَيَّرْتِ اَظْفَارَكِ بِالْحِنَّاءِ. (رواہ ابوداؤد والنسائی)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ ایک عورت کے ہاتھ میں ایک پرچہ تھا، اس نے پرچہ دینے کے لئے پردہ کے پیچھے سے آنحضرت ﷺ کی طرف ہاتھ بڑھایا، آپ ﷺ نے ہاتھ روک لیا اور فرمایا کہ نہ معلوم مرد کا ہاتھ ہے یا عورت کا، اس نے کہا کہ یہ عورت کا ہاتھ ہے، فرمایا اگر تو عورت ہوتی تو اپنے ناخنوں کو مہندی کے ذریعہ بدل دیتی (یعنی مہندی سے رنگ لیتی)"۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۳۸۳، از ابوداؤد و نسائی)

تشریح:- اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوئی کہ صحابی عورتیں آنحضرت ﷺ سے پردہ کرتی تھیں اسی لئے تو ایک عورت نے پردہ کے پیچھے سے پرچہ دینے کیلئے ہاتھ بڑھایا، اگر بے پردہ سامنے آتیں تو پردہ کی کیا ضرورت تھی؟

جاہل پیروں کی گمراہی:- اس حدیث سے ان جاہل پیروں کی گمراہی بھی معلوم ہوئی جو اپنی مریدنیوں میں بے محابا اندر گھروں میں گھس جاتے ہیں اور پردہ کا اہتمام نہیں کرتے، جاہل عورتیں کہتی ہیں کہ ان سے کیا پردہ؟ پیر میاں ہیں، نیک آدمی ہیں، بھلا اللہ کے پاک رسول فخر عالم ﷺ سے بڑھ کر کون نیک اور پارسا اور پاکباز ہوگا؟ جب صحابی عورتوں نے آپ ﷺ سے بھی پردہ کیا تو کسی دوسرے کو دم مارنے کی کیا مجال ہے، جو نیکی کے جھوٹے دعوے کر کے بے محابا عورتوں میں چلے جاتے ہوں ایسے لوگ پیر و مرشد نہیں بلکہ گمراہ ہیں، جو شیطان کی راہ دکھاتے ہیں، ایسے لوگوں سے مرید ہونا حرام ہے، مردوں کو بھی اور عورتوں کو بھی۔

اہل حق مرشدین کا طریقہ:- ہمارے دادا پیر حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ بہت بڑے پیر تھے، جب عورتوں کو مرید کرتے تھے تو پردہ ڈال کر ہاتھ میں ہاتھ لئے بغیر توبہ پڑھا دیتے تھے، لیکن توبہ کے الفاظ کہلواتے وقت پردہ کو پشت کر کے بیٹھتے تھے تاکہ غلطی سے بھی نظر نہ پڑ جائے اور عورتیں اپنی تاک جھانک والی عادت سے بھی باز نہیں آتی ہیں اس لئے ایسا کرنا ضروری ہوا۔ کسی موقع پر ایک عورت نے عرض کیا کہ حضرت جب پردہ ڈال لیا تو منہ پھیر کر بیٹھنے کی کیا ضرورت رہی؟ فرمایا تم کو کیا معلوم میرا منہ کدھر کو ہے؟ پتہ چلا کہ باوجود پردہ کے احتیاط لازم ہے، کیونکہ تم نظر ڈالنے میں بے احتیاط ہوتی ہو، دیکھو! اچھے اور سچے پیر ایسے ہوتے ہیں جو پیارے رسول ﷺ کے طریقہ کو مضبوطی سے تھامے

Marfat.com

پرانی ہوگئی کہ لڑکیاں شرط لگاتی ہیں کہ ڈاڑھی منڈے سے شادی کروں گی، ڈاڑھی والا پسند نہیں، گویا اُن کو ایسا شخص چاہئے جو دیکھنے میں عورتوں کی فہرست میں آتا ہو۔

عورتیں پتلون وغیرہ اختیار کررہی ہیں، اگر مشرقی لباس پہنتی ہیں تو وہ بھی مردانہ طرز کا، لڑکوں کو زنانہ اور لڑکیوں کو مردانہ ڈریس میں سجایا جاتا ہے اور اس خیالِ خام میں مبتلا ہیں کہ ترقی کے زینہ پر پہنچ گئے ہیں، بھلا جو چیز اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے نزدیک سبب لعنت ہو وہ ترقی کی چیز کیسے ہوگی؟ اس میں ترقی ایمانی اور انسانی تو نہیں ہوسکتی ہاں حیوانی اور شہوانی اور طغیانی وعصیانی (یعنی گنہگاری کی ترقی ہے جو ملعون ہے)۔

بالوں میں بال ملانے والی اور جسم گودنے والی پر اللہ کی لعنت ہو

(۲۳۹) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللّٰہُ الْوَاصِلَۃَ وَالْمُسْتَوْصِلَۃَ وَالْوَاشِمَۃَ وَالْمُسْتَوْشِمَۃَ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسولِ خدا ﷺ نے فرمایا کہ خدا کی لعنت ہو اُس عورت پر (جو بالوں کو لمبا یا پھولا ہوا بنانے کے لئے دوسرے کسی مرد یا عورت کے بال) اپنے بالوں میں یا کسی اور کے بالوں میں ملالے اور اس عورت پر بھی خدا کی لعنت ہو جو کسی عورت سے کہے کہ دوسرے کے بال میرے بالوں میں ملا دے، اور فرمایا خدا کی لعنت ہو اُس عورت پر جو گودنے والی ہے اور جو گدوانے والی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۳۸۱ از بخاری ومسلم)

تشریح:- قدیم زمانہ سے عورتوں میں زیب وزینت کے لئے طرح طرح کے طریقے رائج ہیں، اور یہ طریقے بدلتے بھی رہتے ہیں، ان طریقوں میں ایک یہ طریقہ بھی تھا (اور اب بھی بعض علاقوں اور قوموں میں ہے) کہ عورتیں اپنے بال لمبے یا گھنے پھولے ہوئے ظاہر کرنے کے لئے دوسرے کسی مرد یا عورت کے بال لے کر اپنے بالوں میں ملا لیتی تھیں، اور عورتیں یہ پیشہ کرتی تھیں کہ بال لئے پھر رہی ہیں، جس عورت نے اپنے بالوں میں بال ملوانے چاہے اس عورت سے کچھ پیسے لے کر ملا دیئے۔ کیونکہ اس میں جھوٹ اور فریب ہے، لہٰذا رسول اکرم ﷺ نے اس کو سخت ناپسند فرمایا اور واصلہ (جو بالوں میں بال جوڑے) اور مستوصلہ (جو بالوں میں بال جڑوائے) ان دونوں پر لعنت فرمائی۔

اسی طرح گودنے اور گودوانے کا سلسلہ بھی زمانۂ قدیم سے چل رہا ہے، اس کو عربی میں وشم کہتے ہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ کسی سوئی وغیرہ سے کھال میں گہرے گہرے نشان ڈال کر اس میں سرمہ یا نیل بھر دیا جاتا ہے، اس طرح جسم پر جانوروں اور دیگر چیزوں کی تصویریں بنائی جاتی ہیں۔ ہندوستان کے ہندوؤں میں تو یہ رواج بہت ہے اور بلوچستان وغیرہ کے بعض مردوں کے جسموں میں بھی ایسا دیکھا گیا ہے۔ خدا کے سچے رسول، مدنی آقا ﷺ نے اس سے بھی منع فرمایا اور اس طرح نشان ڈالنے والی اور ڈلوانے والی عورت پر لعنت فرمائی۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ص نے فرمایا:

لَعَنَ اللّٰہُ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ وَالْمُتَفَلِّجَاتِ لِلْحُسْنِ الْمُغَیِّرَاتِ خَلْقَ اللّٰہِ.

Marfat.com

''یعنی اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو گودنے والیوں پر اور گدوانے والیوں پر اور ان عورتوں پر جو (ابرو یعنی بھوؤں کے بال) چنتی ہیں (تاکہ بھویں باریک ہو جائی) اور خدا کی لعنت ہو اُن عورتوں پر جو حسن کے لئے دانتوں کے درمیان کشادگی کرتی ہیں جو اللہ کی خلقت کو بدلنے والی ہیں''۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ اس طرح کی عورتوں پر لعنت بھیجتے ہیں؟ فرمایا کہ میں اُن لوگوں پر کیوں نہ لعنت بھیجوں جن پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت بھیجی اور جن پر اللہ کی کتاب میں لعنت آئی ہے، وہ عورت کہنے لگی کہ میں نے تو سارا قرآن پڑھ لیا مجھے تو یہ بات کہیں نہ ملی، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تو نے قرآن پڑھا ہوتا تو ضرور یہ بات مل جاتی، کیا تو نے یہ نہیں پڑھا؟

وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا.

''اور رسول ﷺ تم کو جو (ہدایت) دے اسے قبول کر لو اور جس چیز سے روکے اُس سے رک جاؤ''۔

یہ سن کر وہ عورت کہنے لگی کہ ہاں یہ تو قرآن میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے جن کاموں کے کرنے والی عورتوں پر لعنت کی ہے اللہ کے رسول ﷺ نے ان کاموں سے منع فرمایا ہے، لہٰذا قرآن کی رُو سے بھی ان کاموں کی ممانعت ثابت ہوئی، کیونکہ قرآن نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ جن باتوں کا حکم دیں ان پر عمل کرو اور جن چیزوں سے روکیں اُن سے رک جاؤ۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۳۸۱)

اس قصہ سے کئی باتیں معلوم ہوئیں:

اوّل یہ کہ بالوں میں بال ملانے اور گودنے کی ممانعت کے علاوہ بھوؤں کے بال نوچنا بھی منع ہے نیز دانتوں کو کسی طرح گھس کر باریک کرنا اور دانتوں کے درمیان کشادگی نکالنے کی کوشش کرنا بھی ممنوع ہے اور یہ چیزیں بھی قابل لعنت ہیں، ایسا کرنے سے اللہ کی پیدا فرمودہ شکل وصورت میں اپنی طرف سے اَدل بدل کرنا لازم آتا ہے، جو نہایت ہی قبیح ہے اور سخت ممنوع اور مذموم ہے، اور لعنت کا کام ہے۔ ہاں جس جگہ کے بال لینے کا حکم دیا گیا ہے اور جس اَدل بدل کی ترغیب دی گئی ہے اس کا اختیار کرنا نہ صرف درست ہے بلکہ باعثِ ثواب ہے، بندہ کو اپنے آقا کا اشارہ دیکھنا چاہئے۔

بات یہ ہے کہ زیادہ بن ٹھن کر رہنا شریعت میں پسند نہیں ہے۔ شوہر والی عورت بقدرِ ضرورت بناؤ سنگھار کر لے، یہ ٹھیک ہے لیکن بناؤ سنگھار کو مستقل ایک مشغلہ بنا لینا اور طرح طرح کے طریقے اس کے لئے سوچنا مؤمن کے مزاج کے خلاف ہے، جن کو اعمالِ صالحہ اور اخلاقِ حسنہ سے آراستہ ہونا ہو ان کے پاس اتنی فرصت کہاں کہ بناوٹ اور تصنع میں وقت اور پیسہ ضائع کریں۔

دوسری بات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قصہ سے یہ معلوم ہوئی کہ حدیث شریف میں جن چیزوں کا حکم ہے وہ بھی حکم الٰہی ہی ہے، اور جن چیزوں سے حدیثوں میں روکا ہے وہ بھی ممانعتِ خداوندی ہی ہے۔ آج کل کے بہت سے جاہل جن کی عقلوں کو یورپ اور امریکہ سے نام نہاد روشنی ملی ہے (جو سراسر تاریکی ہے) یوں کہتے ہیں کہ حدیث کی ضرورت نہیں، صرف قرآن پر عمل کر لیں گے، حالانکہ قرآن مجید پر

Marfat.com

عمل حدیث جانے اور مانے بغیر ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ حدیث قرآن مجید کی شرح ہے۔اس کی مزید تفصیل ہماری کتاب ''فضائل علم'' میں دیکھو۔

تیسری بات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے قصہ سے یہ معلوم ہوئی کہ اُس زمانہ کی عورتوں میں علم دین کا بڑا چرچا تھا اور قرآن مجید پر اس قدر عبور تھا کہ ایک عورت اپنی قرآن دانی کے بل بوتے پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جیسے قدیم الاسلام جلیل القدر صحابی سے بحث کرنے لگی کہ یہ بات قرآن میں کہیں نہیں ہے۔

افسوس! کہ آج کل کی عورتیں سکولوں اور کالجوں میں پڑھنے کے لئے برسہا برس خرچ کرتی ہیں مگر قرآن اور حدیث کی طرف ذرا توجہ نہیں، یہ بے دینی کے ماحول کا نتیجہ ہے، اللہ جل شانہٗ ہم سب کو قرآن و حدیث کے علوم نصیب فرمائے۔آمین

عورت کو سر منڈانے کی ممانعت

(۲۴۰) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ نَهٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ تَحْلِقَ الْمَرْءَ ةُ رَاْسَهَا. (رواہ النسائی)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو اس بات سے منع فرمایا کہ وہ اپنا سر مونڈے۔(مشکوٰۃ، ص ۲۳۴ از نسائی)

تشریح:- یہ ارشاد بھی اسی اصول کی ایک کڑی ہے کہ عورت کو مردانہ پن اختیار کرنا حرام ہے، جس کی تشریح گزشتہ احادیث کے ذیل میں ہو چکی ہے۔ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالیٰ لکھتے ہیں کہ عورتوں کے لئے بال اور زلفیں اسی طرح زینت ہیں جیسے مردوں کے لئے ڈاڑھی زینت ہے۔مرد کو ڈاڑھی اور عورت کو سر مونڈنا حرام ہے۔

اور یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ عورتوں اور مردوں کو ایک دوسرے کی مشابہت اختیار کرنا تو منع ہے ہی غیر مسلموں کی مشابہت اختیار کرنا بھی حرام ہے، اور اس حکم میں مرد و عورت سب برابر ہیں لہٰذا مسلمان عورتوں کو جہاں اپنی شکل وصورت اور لباس میں مردانہ پن سے بچنا لازم ہے وہاں یہ خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ ہندوؤں یا یہودیوں یا عیسائیوں کی مشابہت نہ ہو جائے نیز منافقوں اور فاجروں کی مشابہت اختیار کرنا بھی منع ہے۔آج کل یہ مصیبت عام ہو گئی ہے کہ مرد و عورت وضع قطع، لباس پوشاک اور شکل وصورت میں پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو سامنے نہیں رکھتے بلکہ یہود و نصاریٰ کو اپنا امام بناتے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔خدارا فاسقوں اور کافروں کی پیروی کو چھوڑو اور مدنی آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور اخلاق واعمال کو پیشوا بناؤ۔

سجاوٹ کے لئے دیواروں پر کپڑا لٹکانے اور تصویر والا غالیچہ دیکھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناگواری

(۲۴۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِيْ غَزَاةٍ فَاَخَذْتُ نَمَطًا فَسَتَرْتُهُ فَلَمَّا قَدِمَ فَرَاَى النَّمَطَ فَجَذَبَهُ حَتّٰى هَتَكَهُ ثُمَّ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَاْمُرْنَا اَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَالطِّيْنَ. (رواہ البخاری ومسلم)

Marfat.com

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ ایک بار جہاد کے لئے تشریف لے گئے، آپ کے پیچھے میں نے ایک اچھا عمدہ کپڑا خریدا جس میں باریک جھالر تھی، اور اس کپڑے کو بطور پردہ (دروازہ پر) لٹکا دیا جب آپ ﷺ تشریف لائے تو اس کپڑے کو دیکھ کر (اس زور سے) کھینچا کہ وہ چاک ہوگیا، پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ حکم نہیں فرمایا کہ پتھروں اور مٹی کو کپڑے پہنائیں۔ (مشکوٰۃ، ص ۳۸۵ از بخاری و مسلم)

تشریح:- گھروں کی سجاوٹ میں پیسہ خرچ کرنا حضور اقدس ﷺ کو پسند نہ تھا، اسی لئے آپ ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سجایا ہوا خوبصورت پردہ چاک کر دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ حکم نہیں فرمایا کہ پتھروں اور مٹی کو کپڑے پہنائیں، جہاں تک دروازہ پر غیروں کی نظروں سے بچنے کے لئے پردہ ڈالنے کا تعلق ہے وہ ٹاٹ یا موٹے سستے کپڑے کا بھی ہوسکتا ہے، قیمتی یا خوبصورت پردہ لٹکانا اس مقصد کے لئے کوئی ضروری نہیں ہے۔ اس زمانہ میں دیواروں اور دروازوں اور کھڑکیوں پر پردے لٹکانے کا فیشن ہوگیا ہے۔ محض سجاوٹ اور زیب و زینت کے لئے قیمتی اور خوبصورت پردے لٹکائے جاتے ہیں اور اس میں مسلمانوں کے لاکھوں روپے خرچ ہو رہے ہیں، پاس پڑوس اور شہر و دیہات کے لاتعداد انسانوں کے پاس تن پوشی کے لئے کچھ نہیں ہے اور ہم غیروں کی دیکھا دیکھی در و دیوار کو پوشاک پہنا کر اپنے لئے لذتِ نظر کا انتظام کر رہے ہیں، انسانوں کی حاجتیں اٹکی ہوئی ہیں اور اینٹ و پتھر کے ساتھ سخاوت ہو رہی ہے، درحقیقت یہ سبق عملی طور پر غیروں نے پڑھایا ہے۔ اگر اپنے پیارے ﷺ نبی کی ہدایات پر چلنے کا ارادہ کرتے تو کبھی فضول خرچی کی طرف ذہن بھی نہ جاتا۔

پھر یہ بات عجیب ہے کہ شرعی پردہ تو خواتین چھوڑتی جا رہی ہیں اور جو پردہ نامحرموں کی نظروں سے بچانے کے لئے تھا وہ در و دیوار کی آرائش کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ پارکوں اور کپڑے کی مارکیٹوں میں بے حجابانہ منہ کھولے پھرتی ہیں، ذرا سا نقاب چہرے پر ڈالنے کو آمادہ نہیں اور بڑی قیمت کے پردے بلا ضرورت دیواروں پر سجے ہوتے ہیں، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ سجاوٹ، طہارت، نظافت تین چیزیں علیحدہ علیحدہ ہیں۔ سجاوٹ تو اردو لفظ ہے، اس کا مطلب سب ہی جانتے ہیں اور طہارت پاکی کو اور نظافت ستھرائی، صفائی کو کہتے ہیں۔ طہارت کا حکم دیا گیا ہے، ارشاد باری ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ. (سورۂ بقرہ)

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ بہت توبہ کرنے والوں کو اور خوب پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے''۔

اور نظافت کی بھی ترغیب دی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد نبویؐ ہے:

نَظِّفُوْا اَفْنِيَتَكُمْ. ''یعنی اپنے گھروں کے سامنے پڑی ہوئی جگہوں کو صاف ستھری رکھا کرو''۔ (ترمذی شریف)

لیکن سجاوٹ کا خاص اہتمام کرنا اور اس کے لئے مستقل چیزیں خریدنا اور ذہن کو اس میں اُلجھانا

Marfat.com

اور وقت اور پیسہ خرچ کرنا محمود و محبوب نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے حبیب پاک ﷺ کے طریقہ پر چلائے۔ آمین

(۲۴۲) وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اَنَّهَا اشْتَرَتْ نُمْرَقَةً فِيْهَا تَصَاوِيْرُ فَلَمَّا رَاٰهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عَلَى الْبَابِ فَلَمْ يَدْخُلْ فَعَرَفْتُ فِيْ وَجْهِهِ الْكَرَاهِيَةَ قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ مَاذَا اَذْنَبْتُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ هٰذِهِ النُّمْرَقَةِ قُلْتُ اشْتَرَيْتُهَا لَكَ لِتَقْعُدَ عَلَيْهَا وَتَوَسَّدَهَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اَصْحَابَ هٰذِهِ الصُّوَرِ يُعَذَّبُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُقَالُ لَهُمْ اَحْيُوْا مَا خَلَقْتُمْ وَقَالَ اِنَّ الْبَيْتَ الَّذِيْ فِيْهِ الصُّوَرَةُ لَا تَدْخُلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں نے (ایک مرتبہ) ایک غالیچہ خرید لیا، جس میں تصویریں تھیں جب اس کو رسولِ اکرم ﷺ نے دیکھا تو آپ ﷺ دروازہ پر کھڑے رہ گئے اور اندر داخل نہ ہوئے۔ میں نے آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک پر ناگواری محسوس کی اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں اللہ کے حضور میں توبہ کرتی ہوں اور اللہ کے رسول ﷺ سے معافی چاہتی ہوں مجھ سے کونسا گناہ سرزد ہوا؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ غالیچہ (کیسا ہے یہاں کیونکر آیا؟) میں نے عرض کیا یہ آپ ﷺ کے لئے میں نے خریدا ہے تاکہ اس پر تشریف رکھیں اور اس کو تکیہ کی جگہ (بھی) استعمال فرمائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ قیامت کے دن ان تصویر والوں کو عذاب ہوگا اور ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جو کچھ بنایا تھا اس میں جان ڈالو، اور آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہو اس میں (رحمت کے) فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (مشکوٰۃ، ص ۳۸۵ از بخاری و مسلم)

تشریح:- اس حدیث سے چند باتیں معلوم ہوئیں:

(۱) تصویر والا کپڑا، گدا، غالیچہ، قالین اور دوسری چیزیں مثلاً کیلنڈر، برتن، فرنیچر، گھر میں، دفتر میں، دوکان میں رکھنا حرام ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے تصویر والا غالیچہ گھر میں دیکھا تو دروازہ کے باہر ہی کھڑے ہو گئے اور اندر تشریف نہ لائے۔

(۲) یہ بھی معلوم ہوا کہ رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جس میں تصویر ہو۔ حدیث میں تو مطلق فرشتوں کا ذکر ہے مگر دیگر آیات واحادیث کے پیش نظر علماءِ حدیث نے بتایا ہے کہ یہاں رحمت کے فرشتے مراد ہیں۔ کراماً کاتبین اور موت کے فرشتے مراد نہیں کیونکہ ان کو حکم خداوندی کی تعمیل کے لئے حاضر ہونا پڑتا ہے، البتہ تصویروں سے اُن کو بھی ناگواری ہوتی ہے، مگر امتثالِ حکم کے لئے موجود ہوتے ہیں۔ جو لوگ فرشتوں پر ایمان نہیں رکھتے یا خدائے پاک کی اس معصوم مخلوق کی اذیت کا خیال نہیں کرتے وہی تصویریں گھر میں رکھ سکتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔

فرشتوں کو جن کاموں سے تکلیف ہو شریعتِ مطہرہ میں اُن سے بچنے کا خاص اہتمام کیا گیا ہے۔

Marfat.com

ایک حدیث میں ہے کہ سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی شخص یہ بدبودار درخت یعنی پیاز کھالے ہرگز ہماری مسجد کے پاس نہ پھٹکے کیونکہ اس چیز سے فرشتوں کو (بھی) تکلیف ہوتی ہے جس سے انسان دکھ پاتے ہیں۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۶۸ عن البخاری ومسلم) (یعنی بدبو فرشتوں کو ناگوار ہے جیسا کہ انسانوں کو بری لگتی ہے۔ لہٰذا بدبودار چیز کھا کر مسجد میں نہ جائیں خواہ وہاں کوئی آدمی بھی نہ ہو کیونکہ فرشتے تو موجود ہوتے ہیں، بدبو دور ہونے کے بعد جاسکتے ہیں)۔

جن چیزوں کی شرعاً ممانعت ہے ان سے شیاطین خوش ہوتے ہیں۔ پھر اُن سے خدائے پاک کے معصوم فرشتے کیونکر راضی ہوسکتے ہیں؟ جو لوگ تصویر گھر میں رکھتے ہیں یا اور کسی طرح کے منکرات وفواحش میں مبتلا ہیں شیطان کو خوش کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ پاک ﷺ اور مقدس فرشتوں کو ناراض کرتے ہیں، کتنی بڑی نادانی ہے۔

(۳) حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت کے دن تصویر والوں کو عذاب ہوگا اور ان سے کہا جائے گا کہ تم نے جو یہ تصویریں بنائی ہیں ان میں جان ڈالو، یہ حکم بطور سرزنش اور ڈانٹ کے ہوگا، کیونکہ جان نہ ڈال سکیں گے۔

ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اُس سے بڑھ کون ظالم ہوگا جو میری طرح خلقت پیدا کرنے کرنے لگے، اگر پیدا کرنے کا حوصلہ ہے تو ایک ذرّہ یا ایک حبہ یا ایک جو کا دانہ پیدا کر کے دکھائیں، یعنی ایک ذرّہ بھی وجود میں نہیں لاسکتے ہیں، پھر صورتیں بنانے کے شغل میں کیوں لگے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

رسولِ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن سب سے زیادہ عذاب اُن لوگوں کو ہوگا جو صفتِ خلق میں اللہ تعالیٰ کے مشابہ بنتے ہیں، (مشکوٰۃ) (یعنی تصویریں بناتے ہیں) نیز ارشاد فرمایا کہ ہر مصوّر کو اس کی بنائی ہوئی صورتوں کے ذریعہ عذاب دیا جائے گا، جتنی صورتیں بنائی تھیں اُن میں سے ہر تصویر ایک جاندار چیز ہوگی، جس کے ذریعہ بنانے والے کو اُسے عذاب ہوگا۔ (مشکوٰۃ، ص ۳۸۵ عن البخاری ومسلم)

نیز ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن دوزخ سے ایک گردن نکلے گی جس کی دو آنکھیں ہوں گی، جن سے دیکھتی ہوگی اور دو کان ہوں گے جن سے سنتی ہوگی، اور ایک زبان ہوگی جس سے بولتی ہوگی، (اور) وہ کہے گی کہ تین طرح کے لوگ میرے سپرد کیے گئے ہیں (۱) ہر ظالم ضدی، (۲) ہر وہ شخص جس نے اللہ کے ساتھ کسی دوسرے کو معبود بنایا، (۳) تصویر بنانے والے لوگ۔ (مشکوٰۃ، باب التصاویر، ص ۳۸۶ عن الترمذی)

مسئلہ:- جس چیز میں جان نہ ہو اس کی تصویر بنانا اور گھر میں رکھنا درست ہے جیسے درخت وغیرہ، ہاں اگر کوئی ایسی چیز ہے جو کفر کا شعار ہو تو بے جان کی تصویر سے بھی پرہیز لازم ہے، جیسے عیسائیوں کی صلیب وغیرہ۔

مسئلہ:- ٹیلی ویژن استعمال کرنے سے سختی سے پرہیز کریں کیونکہ اس کی وضع ہی تصاویر کے لئے ہے۔

تنبیہ:- بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ حدیث میں جس تصویر کشی کی ممانعت ہے وہ ہاتھ سے تصویر بنانے کے متعلق ہے اور کیمرہ سے جو تصویر اتاری جاتی ہے وہ چونکہ ہاتھ سے نہیں بنائی جاتی اس لئے وہ جائز ہے، یہ خیال غلط اور فاسد ہے، شیطان کی بجھائی ہوئی دلیل ہے، اصل مقصد تصویر بنانے کی حرمت ہے، خواہ کسی بھی

Marfat.com

آلہ سے بنائی جائے۔

آج کل تصویریں رکھنا اور مورتیوں سے گھروں اور بنگلوں اور موٹروں کو سجانا ایک فیشن ہوگیا ہے، اور تہذیب وثقافت کا جزو بنالیا گیا ہے، آرٹ کے نام سے جہاں اور بہت سے گناہ زندگی میں داخل ہوگئے ہیں ان میں تصاویر بنانا سجانا، دیکھنا دکھانا بھی شامل ہے، جہاں کسی کے پاس چار پیسے ہوئے بناوٹ سجاوٹ، کیمرہ، تصویر، مورتی اور مجسمہ کی طرف متوجہ ہوا، ہزار سمجھاؤ کہ خدا اور اس کے رسول ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی ہے مگر کان دھرنے کو تیار نہیں، جب یورپ وامریکہ کو پیشوا بنالیا تو مکہ ومدینہ کا رُخ کرنے کی ضرورت محسوس ہی نہیں ہوگی، یہ سید ہیں، یہ علوی ہیں، یہ صدیقی ہیں، یہ فاروقی ہیں یہ عثمانی ہیں، یہ زبیری ہیں یہ چشتی ہیں، یہ قادری، بس نام ونمود کی نسبتوں تک ہیں، معاشرہ میں اور گھر بار کے رہن سہن میں تو نصرانی معلوم ہوتے ہیں الماری میں ایک کتار کھا ہوا ہے، موٹر کار میں گڑیا جھول رہی ہے، سامنے کسی کا فوٹو آویزاں ہے، دفتر میں کسی کا اسٹیچور کھا ہوا ہے، اللہ کی پناہ! کیا مسلمان ایسے ہی ہوتے ہیں؟ جنہیں فرمانِ رسول ﷺ کی ذرا پرواہ نہیں اور جن کو رحمت کے فرشتوں سے بیر ہے اُن کا گھر میں آنا پسند نہیں کرتے۔

بعض لوگ بچوں سے مرعوب ہوجاتے ہیں، اچھے خاصے نمازی، واعظ وصوفی گھرانوں میں بچوں اور بچیوں کے کھیلنے کے لئے گڑیاں اور تصویریں اور مورتیاں خرید کر لائی جاتی ہیں، بچہ کی خواہش ہے، اس کا دل برا نہ ہو مگر مدنی آقا ﷺ کے قلب اطہر کو رنج پہنچ جائے گا اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ فاللّٰہ المستعان وبیدہ التوفیق.

زندگی گزارنے کے لئے مختصر سامان کافی ہونا چاہئے

(۲۴۳) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا عَائِشَةُ اِنْ اَرَدْتِّ اللُّحُوْقَ بِیْ فَلْیَکْفِکِ مِنَ الدُّنْیَا کَزَادِ الرَّاکِبِ وَاِیَّاکِ وَمَجَالِسَةَ الْاَغْنِیَآءِ وَلَا تَسْتَخْلِقِیْ ثَوْبًا حَتّٰی تُرَقِّعِیْهِ. (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ رسولِ اکرم ﷺ نے مجھے مخاطب فرما کر ارشاد فرمایا کہ اے عائشہؓ! اگر تو (آخرت میں) مجھ سے ملنا چاہتی ہے تو تجھے دنیاوی زندگی گزارنے کے لئے اتنا (مختصر سا) سامان کافی ہونا چاہئے جتنا مسافر ساتھ لے کر چلتا ہے، اور مالداروں کے پاس نہ بیٹھنا، اور کسی کپڑے کو پرانا (یعنی ناقابل استعمال) نہ سمجھنا جب تک کہ اُسے پیوند لگا کر نہ پہن لے۔ (مشکوٰۃ، ص ۴۳۷ عن الترمذی)

تشریح:- اس حدیث میں تین اہم نصیحتیں ارشاد فرمائی ہیں، جو بڑی اکسیر ہیں۔ پہلی نصیحت یہ فرمائی کہ دنیاوی زندگی کے گزارہ کے لئے معمولی سامان سے کام چلاؤ، مسافر جتنا سامان ہمراہ لے کر جاتا ہے اُتنے سے سامان میں گزارہ کرو، زیادہ سامان کے لئے زیادہ پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے اور اکثر حلال مال سے فضولیات اور فرنیچر اور زیب وزینت کے اخراجات پورے نہیں ہوتے لامحالہ اُن کے لئے حرام کی طرف توجہ کرنی پڑتی ہے اور آخرت میں جو مال کا حساب ہوگا وہ بھی بقدرِ مال ہوگا، کم آمدن اور کم خرچ والے وہاں مزے میں رہیں گے، اس لئے دنیاوی زندگی کا سامان جس قدر کم ہو بہتر ہے۔ آج کل سامان بڑھانے کی دوڑ ہے، ہزاروں روپے فرنیچر پر اور نئے نئے ڈیزائن کے بنگلوں پر اور طرح طرح کے غیر ضروری امور پر خرچ ہو

Marfat.com

رہے ہیں۔ غریب سے غریب کو بھی صوفہ سیٹ کی طلب ہے اور ٹی وی اور ٹیپ ریکارڈر وغیرہ کی رغبت ہے، مخملی قالین اُٹھنے بیٹھنے کے لئے نہیں بلکہ محض بچھانے کے لئے چاہتے ہیں جس کو جوتوں سے روندتے ہیں۔

دیکھو! یہ ڈھنگ آنحضرت ﷺ کے امتیوں کے نہیں ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے جب اپنے خاص صحابی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو نصیحت فرمائی کہ اِیَّاکَ وَالتَّنَعُّمَ فَاِنَّ عِبَادَ اللّٰہِ لَیْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِیْنَ (مشکوٰۃ) (یعنی مزے اڑانے سے بچنا، کیونکہ اللہ کے بندے مزے اُڑانے والے نہیں ہوتے)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ:

مَنْ رَضِیَ بِاللّٰہِ بِالْیَسِیْرِ مِنَ الرِّزْقِ رَضِیَ اللّٰہُ مِنْہُ بِالْقَلِیْلِ مِنَ الْعَمَلِ. (بیہقی فی شعب الایمان)

''یعنی جو شخص اللہ کی جانب سے ملنے والے تھوڑی رزق پر راضی ہو جائے اللہ تعالیٰ اس سے تھوڑے عمل سے راضی ہو جاتے ہیں''۔

اور ایک مرتبہ حضرت رسول مقبول ﷺ ایک چٹائی پر سو گئے، سو کر اُٹھے تو جسم شریف پر چٹائی کی بناوٹ کے نشان پڑ گئے تھے، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ ﷺ حکم فرمائیں تو ہم آپ ﷺ کے لئے اچھا بچھونا بچھا دیا کریں اور اچھی اچھی چیزیں حاصل کر کے آپ کے لئے لایا کریں، آپ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا کہ مجھ کو دنیا سے کیا تعلق؟ میرا دنیا سے بس ایسا ہی واسطہ ہے جیسے کوئی مسافر درخت کے نیچے سایہ لینے کے لئے بیٹھ گیا اور پھر اُسے چھوڑ کر چل دیا۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۴۴۲)

مسلمان کو ہر حال اور ہر کام میں اپنے پیارے نبی ﷺ کی پیروی کرنا لازم ہے، آج کل کے مسلمان اور خاص کر نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں نے غیر قوموں کو دیکھ کر ایسے ایسے خرچ بڑھا لئے ہیں کہ نہ وہ ضروری خرچ ہیں، نہ اُن پر زندگی موقوف ہے، فیشن کی بلا ایسی سوار ہوئی ہے اور ظاہری ٹیپ ٹاپ اتنی بڑھا رکھی ہے کہ جتنی بھی آمدنی ہو سب کم پڑ جاتی ہے اور قرض پر قرض چڑھتا چلا جاتا ہے۔

حضرت معاذؓ نے ایک مرتبہ اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ تم تکلیفوں کے ذریعہ جانچ میں ڈالے گئے تو تم نے صبر کر لیا، عنقریب مال کے ذریعہ تمہاری جانچ کی جائے گی اور مجھے سب سے زیادہ خوف تمہارے متعلق یہ ہے کہ عورتوں کے فتنہ میں ڈال دیئے جاؤ گے، جبکہ عورتیں سونے چاندی کے کنگن پہنیں گی، اور شام و یمن کے باریک اور عمدہ کپڑے استعمال کریں گی (یہ چیزیں مہیا کرنے کیلئے) مالدار کو تھکا دیں گی، اور مفلس سے وہ مانگیں گی جو اس سے نہ ہو سکے گا۔ (حلیۃ الاولیاء)

آج کل ہم اسی دَور سے گزر رہے ہیں اور عورتوں کا یہی حال ہے جو ابھی ذکر ہوا۔ صفائی ستھرائی تو اچھی چیز ہے، مگر لباس اور فیشن کی دوسری بے جا ضرورتیں جو یورپ والوں نے نکال دی ہیں، مسلمانوں کے لئے کسی طرح بھی ان کے خیال میں پڑنا اور ان کو استعمال کرنا ٹھیک نہیں ہے۔ اُن کی اندھی تقلید میں یہ حال بن گیا ہے کہ دیکھنے میں خوش حال دل میں پریشان، آمدنی معقول مگر گزارہ مشکل، اطمینان اور بے فکری کا نام نہیں، محبت کے جوش میں بچوں کی پرورش شروع ہی سے ایسے اعلیٰ پیمانہ پر کرتے ہیں کہ بعد میں اُن کی کمائی اُن خرچوں کو برداشت نہیں کر سکتی، جو کچھ پاس ہوتا ہے بچہ کے فیشن پر خرچ کر دیتے ہیں اور جب

Marfat.com

بیچارہ کچھ پڑھ لکھ کر ملازم ہوتا ہے یا کاروبار شروع کرتا ہے تو پریشان ہو جاتا ہے، بال بچوں کا خرچ، ماں باپ کی خدمت، پوزیشن اور سوسائٹی کا خیال، ایک جان کو ہزاروں مصیبتیں لگی ہوتی ہیں، غرضیکہ پوری خانہ داری کا بوجھ اٹھانا وبالِ جان ہو جاتا ہے، اگر سادی زندگی سکھائیں تو پریشانی کیوں ہو۔

لڑکیوں کو فیشن کا اس قدر شوقین بنا دیا جاتا ہے کہ بچپن ہی سے اس کو اتنے زیادہ خرچوں کی عادی بنا دیتے ہیں کہ شادی کے بعد شوہر پر بوجھ ہو جاتی ہے، خاوند کی ساری آمدنی فیشن، لباس اور زیور کی نذر ہو جاتی ہے، ناچار نااتفاقی اور بدمزگی ظاہر ہونے لگتی ہے، اور زیادہ بناؤ سنگار کی عادت ڈالنے سے تلاوتِ قرآن پاک، درود واستغفار، دینی معلومات میں لگنے کی فرصت بھی نہیں ملتی، پھر اصل سجاوٹ تو باطن یعنی دل اور روح کی سجاوٹ اور پاکیزگی ہے، جسم ولباس کی عمدگی، سجاوٹ بھی اسی وقت بھلی معلوم ہوتی ہے جب دل ستھرا، اخلاق اچھے، عادتیں پاکیزہ ہوں، اخلاق گندے اور ظاہر اچھا اس کی ایسی مثال ہے جیسے گندگی کو ریشم میں لپیٹ کر رکھ دیا جائے۔ یہ بھی سمجھنا چاہئے کہ ضرورت اس کو کہتے ہیں جس کے بغیر زندگی دوبھر ہو جائے، خوب سمجھ لو اور اپنے اخراجات کا جائزہ لے لو، ہم نے ہر تکے بے تکے خرچ کو ضرورت میں شامل کر رکھا ہے۔

دوسری نصیحت حدیث شریف میں یہ فرمائی کہ مالداروں کے پاس نہ بیٹھا کرو، یہ بہت کام کی نصیحت ہے، مالدار اکثر دنیادار ہوتے ہیں، اُن کی صحبت سے دنیا کی طلب بڑھتی ہے اور آخرت کی رغبت گھٹتی ہے۔ نیز اُن کا مال اور حال دیکھ کر خیال آتا ہے کہ اللہ نے اُن کو بہت کچھ دیا ہے اور ہم محروم ہیں، اس کی وجہ سے ناشکری ہوتی ہے حالانکہ کوئی شخص ایسا نہیں جس سے کمتر کوئی نہ ہو، شکرگزار بننے کا طریقہ یہ ہے کہ جو دنیاوی اعتبار سے اپنے سے کم ہو اس کو دیکھے۔ مسلم شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

اُنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَهُوَ اَجْدَرُ اَنْ لَّا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ.

''(دنیاوی سامان اور روپیہ پیسہ میں) جو تم سے کم ہے اس کو دیکھو، اور جو تم سے بڑھا ہوا ہے اس کو نہ دیکھو، ایسا کرنے سے اللہ کی اُن نعمتوں کی ناقدری نہ کرسکو گے جو اُس نے تم کو عنایت فرمائی ہیں''۔ (مشکوٰۃ، ص ۴۴۷)

اس کو دوسرے عنوان سے آنحضرت ﷺ نے اس طرح فرمایا کہ جس شخص میں دو خصلتیں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کو شاکر اور صابر لکھ دیں گے، جس نے دین میں اس کو دیکھا جو اس سے بڑھ کر ہو اور پھر اس کی پیروی کی، اور دنیا میں اس کو دیکھا جو اس سے کم ہے اور اس کو دیکھ کر اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس نے مجھے اس شخص پر فوقیت دی ہے ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ شاکرین اور صابرین میں شمار فرمائیں گے، اور جس نے دین میں ایسے شخص کو دیکھا جو اس سے کم ہے اور دنیا میں ایسے شخص کو دیکھا جو اس سے زیادہ ہے اور پھر اُن چیزوں پر افسوس کیا جو (دنیا میں) اس کو نہیں ملیں تو اسے اللہ تعالیٰ شاکرین وصابرین میں شمار نہ فرمائیں گے۔ (مشکوٰۃ، ص ۴۴۸ عن الترمذی)

نیز مالداروں میں اکثر فاسق وفاجر، بدکار، بے نمازی ہوتے ہیں، ان کی دولت پر رال ٹپکانا بہت بڑی نادانی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کسی فاجر (بدکار) کی نعمت دیکھ

Marfat.com

کر رشک نہ کرو کیونکہ تمہیں معلوم نہیں کہ موت کے بعد اس کا کیا حال بننے والا ہے، بلاشبہ اس کے لئے اللہ کے پاس ایک جان لیوا ہے، یعنی دوزخ کی آگ ہے (مشکوٰۃ ص ۴۴۷ عن شرح السنۃ)، اگر دنیا میں سامان بہت جمع کر لیا اور آخرت میں عذاب بھگتنا پڑا تو کیا نفع ہوا؟ خوب سمجھ لو اور عذابِ دوزخ گو اس قدر زیادہ ہوگا کہ اس کی تکلیف سے آدمی مر جائے گا مگر مرے گا نہیں، عذاب بھگتتا رہے گا، لَا یَمُوْتُ فِیْهَا وَلَا یَحْیٰی.

اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ مَّصَائِبِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ.

تیسری نصیحت حدیث شریف میں یہ فرمائی کہ کپڑے کو اس وقت تک پرانا یعنی نا قابل استعمال مت سمجھنا جب تک کہ اس کو پیوند لگا کر نہ پہن لو۔ مطلب یہ ہے کہ اس اعتبار سے پرانا مت سمجھنا کہ بہت دن سے استعمال ہو رہا ہے بلکہ کپڑا جب تک سالم رہے اس وقت تک تو استعمال کرتے ہی رہو اور جب پھٹنا شروع ہو جائے تب بھی اس کو نا قابل استعمال سمجھنے میں جلدی نہ کرو بلکہ اس میں پیوند لگا کر پہنتے رہو۔ اس پر عمل کرنے سے جلدی جلدی کپڑے بنانے کی ضرورت نہ ہوگی، اور زیادہ کمائی کا فکر نہ کرنا پڑے گا اور ساتھ ہی ساتھ تکبر اور خود پسندی اور دوسروں کو حقیر جاننے کا جذبہ بھی پیدا نہ ہوگا۔ یہ نصیحت اگرچہ آج کل کی نئی پود کے لڑکوں اور لڑکیوں کی سمجھ میں نہ آئے گی کیونکہ دنیا داری، خود پسندی، ریاکاری کا ماحول ہے مگر نصیحت ہے بہت کام کی۔ جو کوئی عمل کرے گا دنیا و آخرت کا اُسے سکون نصیب ہوگا اور آخرت کی عزت بھی ملے گی، گو بعض اہل دنیا پیوند کا کپڑا دیکھ کر حقیر ہی جانیں گے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

کتاب الطّهارة تطهير النجاسات
واحكام الحيض والنفاس والاستحاضه
طہارت کا بیان

وضو اور غسل کا طریقہ اور ان سے متعلق ضروری معلومات ہم کتاب الایمان کے بعد کتاب الصلوٰۃ سے پہلے لکھ آئے ہیں، اب یہاں غسل کی فرضیت کے اسباب، جُنب اور بے وضو کے احکام، حیض ونفاس کے مسائل اور پاک کرنے کے طریقے اور دیگر ضروری احکام لکھتے ہیں، ان کو اچھی طرح سمجھ کر پڑھیں۔

غسل کب فرض ہوتا ہے؟

(۲۴۴) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ يَجِدُ الْبَلَلَ وَلَا يَذْكُرُ اِحْتِلَامًا قَالَ يَغْتَسِلُ وَعَنِ الرَّجُلِ الَّذِيْ يَرٰى اَنَّهٗ قَدِاحْتَلَمَ وَلَا يَجِدُ بَلَلًا قَالَ لَا غُسْلَ عَلَيْهِ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ هَلْ عَلَى الْمَرْاَةِ تَرٰى ذٰلِكَ غُسْلٌ قَالَ نَعَمْ اِنَّ النِّسَآءَ شَقَائِقُ الرِّجَالِ. (رواہ الترمذی وابوداؤد)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کوئی مرد سوکر اٹھنے کے بعد کپڑے پر تری دیکھے مگر احتلام ہونا یاد نہ ہو تو کیا اس پر غسل فرض ہے؟ اس کے جواب میں سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص غسل کرے، (پھر) یہ دریافت کیا گیا کہ ایک مرد کو احتلام ہو گیا (یعنی خواب میں اس نے دیکھ لیا کہ منی خارج ہوئی مگر) بیدار ہوا تو کوئی تری نظر نہ آئی، کیا اس شخص پر غسل فرض ہے؟ اس کے جواب میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس شخص پر غسل نہیں ہے، (جب مرد کے بارے میں یہ سوال جواب ہو لیا تو حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے (عورت کے بارے میں بھی یہی مسئلہ دریافت کر لیا اور) عرض کیا کہ اگر عورت خواب سے بیدار ہو کر (کپڑے یا بستر پر) تری دیکھے تو کیا اس پر بھی غسل فرض ہے؟ اس کے جواب میں سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اس صورت میں عورت پر بھی غسل فرض ہے (کیونکہ) عورتیں مردوں کی بہنیں ہیں۔ (مشکوٰۃ، ص ۲۸، از ابوداؤد و ترمذی)

تشریح:- کبھی کبھی نفسانی اُبھار کی وجہ سے مرد وعورت کو احتلام ہو جاتا ہے اور منی خارج ہو جاتی ہے، اگر منی خارج ہو جائے تو غسل فرض ہو جاتا ہے، اُس پر جُنب کے احکام جاری ہو جاتے ہیں، اگر صرف خواب نظر آئے اور بیدار ہونے پر کوئی تری معلوم نہ ہو تو صرف خواب کی وجہ سے غسل فرض نہ ہوگا۔ اس حدیث میں یہی مسئلہ بیان کیا گیا ہے۔

(۲۴۵) وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَاوَزَ الْخِتَانُ الْخِتَانَ فَقَدْ وَجَبَ الْغُسْلُ فَعَلْتُهٗ اَنَا وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاغْتَسَلْنَا. (رواہ الترمذی وابن ماجۃ)

Marfat.com

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب مرد کی ختنہ کی جگہ (یعنی سپاری) عورت کے خاص مقام میں پہنچ جائے تو (دونوں پر) غسل فرض ہو گیا (روایت بیان کر کے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ) میں نے اور رسولِ خدا ﷺ نے ایسا کیا پھر ہم دونوں نے غسل کیا۔ (مشکوٰۃ، ص ۴۸ ج ۱، از ترمذی وابن ماجہ)

تشریح:- احتلام سے غسل فرض ہونے کے بارے میں تو وہی مسئلہ ہے جو ابھی اوپر گزشتہ حدیث سے معلوم ہوا کہ خواب میں منی خارج ہوگی تو غسل فرض ہوگا، محض خواب دیکھنے سے غسل فرض نہ ہوگا، اور اگر میاں بیوی آپس میں وہ کام کریں جس میں شرم کی سب حدیں ختم ہو جاتی ہیں تو اس صورت میں غسل فرض ہونے کے لئے مرد یا عورت کی منی خارج ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ جب مرد نے اپنے خاص جسم کا اگلا حصہ (یعنی سپاری) داخل کر دی تو مرد و عورت دونوں پر غسل فرض ہو گیا، منی خارج ہو یا نہ ہو۔

فائدہ:- عورت پر غسل چار وجہ سے ہوتا ہے، خوب یاد رکھو:

(۱) حیض ختم ہونے سے،

(۲) نفاس ختم ہونے سے،

(۳) خواب میں منی خارج ہونے سے،

(۴) مرد کی ہمبستری سے (منی خارج ہو یا نہ ہو) جس کی تشریح ابھی گزری۔

مسئلہ:- اگر کسی بیہودہ مرد نے خلاف وضع فطری کے صحبت کی، یعنی پیچھے کی راہ سے شہوت پوری کی اور سپاری اندر چلی گئی، تب بھی دونوں پر غسل فرض ہو گیا، منی خارج ہو یا نہ ہو، یہ سخت گناہ ہے اور حرام ہے۔ ایسا کرنے پر حدیث شریف میں لعنت آئی ہے۔

جس پر غسل فرض ہو اُس کی نجاست حکمی ہے

(۲۴۶) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَغْتَسِلُ مِنَ الْجَنَابَةِ ثُمَّ يَسْتَدْفِئُنِي بِيْ قَبْلَ اَنْ اَغْتَسِلَ. (رواہ ابن ماجہ وروی الترمذی نحوہ)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ (مجھ پر اور رسولِ اکرم ﷺ پر غسل فرض ہوتا تھا پھر) آپ ﷺ (مجھ سے پہلے) غسل فرما لیتے تھے اور اس سے پہلے کہ میں غسل کرتی آپ ﷺ (غسل کے بعد) میرے قرب سے گرمی حاصل فرماتے تھے۔ (مشکوٰۃ، ص ۴۹، از ابن ماجہ وترمذی)

تشریح:- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس پر غسل فرض ہو اس کا جسم اس طرح کا ناپاک نہیں ہو جاتا کہ اس سے ملنا جلنا، بات کرنا، اس کے پاس اٹھنا بیٹھنا ناجائز ہو، ہاں اگر اس کے بدن میں ظاہری ناپاکی لگی ہو گی اور وہ ناپاکی دوسرے آدمی کو لگ جائے تو دوسرے آدمی کا اسی قدر حصہ ناپاک ہو جائے گا جتنے حصہ میں ناپاکی لگی ہے۔ غسل فرض ہو جانے کے بعد میاں بیوی میں سے اگر کوئی شخص پہلے غسل کر لے اور دوسرے نے ابھی غسل نہ کیا ہو تو آپس میں مل کر لیٹنے میں کچھ حرج نہیں ہے، دوسرا شخص بعد میں غسل کر سکتا ہے، ہاں اگر پاس لیٹنے سے دوبارہ غسل فرض ہو جائے تو جو غسل کر چکا ہے اسے دوبارہ غسل کرنا لازم ہے۔ غسل کی

Marfat.com

فرضیت حکم شرعی کی وجہ سے ہے اس لئے فرضیتِ غسل کی حالت کو نجاستِ حکمیہ کہا جاتا ہے۔ نجاستِ حکمی کی وجہ سے لعاب اور پسینہ ناپاک نہیں ہوتا بلکہ اگر غسل کرتے ہوئے استعمال شدہ پانی کے کچھ چھینٹیں پانی میں گر جائیں جو حقیقی ناپاکی کے اوپر سے نہ گزری ہو تو ان کی وجہ سے پانی ناپاک نہ ہوگا، اگر یہ چھینٹیں کپڑوں پر پڑ جائیں تو کپڑے پاک ہی رہیں گے۔

اگر کسی پر غسل فرض ہو تو اس کو کھانا پینا اور سونا جائز ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ وضو کر لے اس کے بعد کھائے پیئے اور سوئے، ان مسائل کو خوب سمجھ لیں۔ ان کو سمجھ لیں گے تو شریعتِ اسلامیہ کی آسانیاں سمجھ میں آجائیں گی۔

جُنب سے فرشتے دور رہتے ہیں

(۲۴۷) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْخُلُ الْمَلٰئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ وَّلَا كَلْبٌ وَّلَا جُنُبٌ. (رواہ ابوداؤد والنسائی)

ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکرم اللہ وجہہٗ سے روایت ہے کہ سرورِ دو عالم ﷺ نے فرمایا کہ جس گھر میں تصویر یا کتا ہو یا جُنب (یعنی ایسا کوئی مرد یا عورت ہو جس پر غسل فرض ہو) ایسے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۰، از ابوداؤد و نسائی)

تشریح:- جس پر غسل فرض ہو اس کے لئے یہ جائز تو ہے کہ نماز پڑھنے کا وقت ہونے تک غسل نہ کرے، لیکن بہتر یہی ہے کہ جلد از جلد غسل کر لے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ فرشتوں کو جُنب سے ضد ہے، جس گھر میں جُنب ہو اس میں جانے سے فرشتوں کو تکلیف محسوس ہوتی ہے، اس لئے ایسے گھر میں نہیں جاتے جس میں جُنب ہو۔ اس حدیث میں یہ بات بتائی ہے، البتہ ایک حدیث میں یہ وارد ہوا ہے کہ جُنب اگر وضو کر لے تو فرشتوں کو اس کے قریب جانے سے گریز نہیں ہوتا، (مشکوٰۃ ص ۵۰ عن ابی داؤد) لہٰذا غسل فرض ہو جانے کے بعد اگر غسل کرنے میں نفس سستی کرنے لگے تو کم از کم وضو کر لیں، خصوصاً رات کو اگر ایسی صورت پیش آجائے تو وضو کر کے سو جائیں، اور پھر فجر کی اذان ہو جانے پر غسل کر کے نمازِ فجر ادا کر لیں۔ غسل فرض ہو جانے کی حالت میں اگر کچھ کھانا چاہیں تو وضو کر کے کھانا پینا بہتر ہے۔

اس حدیث میں یہ بھی ہے کہ فرشتے اس گھر میں بھی داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر ہو یا کتا ہو، تصویر اگر کسی درخت یا عمارت کی ہو تو گھر میں رکھ سکتے ہیں، بشرطیکہ کفر و فسق کی نشانی نہ ہو، اور اس کے ساتھ کسی جاندار کی تصویر نہ بنی ہوئی ہو، اور جاندار کی تصویر بنانا یا گھر دفتر وغیرہ میں لگانا اور سجانا سب حرام ہے۔

اسی طرح کتا پالنے کے بارے میں بھی سخت وعید وارد ہوئی ہے، شوقیہ طور پر کتا پالنے کی سخت ممانعت ہے، البتہ کھیتی کی حفاظت اور گھر کی حفاظت اور شکار کے لئے کتا پال سکتے ہیں۔

حدیث شریف میں جو یہ فرمایا کہ فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں تصویر یا کتا یا جُنب ہو اس سے رحمت کے فرشتے مراد ہیں، جو فرشتے اعمال لکھنے کی ڈیوٹی انجام دیتے ہیں یا جان نکالنے کے کام پر لگائے گئے ہیں اُن کو تو ہر گھر میں جانا پڑتا ہے مگر کراہت کے ساتھ جاتے ہیں۔ آج کل مسلمانوں پر یہ مصیبت سوار ہے کہ دشمنوں کی دیکھا دیکھی تصویروں سے گھر بھرا رکھتے ہیں اور شوقیہ کتے بھی پالتے ہیں اور

Marfat.com

اپنے عمل سے رحمت کے فرشتوں کو گھر میں آنے سے روکتے ہیں۔ ایک کتا پالنے والا جاہل کہنے لگا کہ جب فرشتے کتا ہوتے ہوئے گھر میں داخل نہیں ہوتے تو ہم ہر وقت کتا گھر میں رکھیں گے، پھر ہماری روح فرشتہ کیسے قبض کرے گا؟ ایک عالم نے جواب دیا کہ جو فرشتہ کتے کی روح قبض کرتا ہے وہی اس کی روح قبض کر لے گا جو موت سے بچنے کے لئے کتے کو گھر میں گھسائے رہے گا۔

غسل جنابت میں عورتوں کے بالوں کا حکم

(۲۴۸) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّی امْرَاَةٌ اَشُدُّ ضَفْرَ رَاْسِیْ اَفَاَنْقُضُهٗ لِغُسْلِ الْجَنَابَةِ فَقَالَ لَا اِنَّمَا یَکْفِیْکِ اَنْ تَحْثِیْ عَلٰی رَاْسِکِ ثَلٰثَ حَثَیَاتٍ ثُمَّ تُفِیْضِیْنَ عَلَیْکِ الْمَآءَ فَتَطْهُرِیْنَ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: اُمّ المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں ایک ایسی عورت ہوں جو اپنے سر کی مینڈھیاں کس کے باندھتی ہوں تو کیا جب شوہر و بیوی کے میل ملاپ کی وجہ سے مجھ پر غسل فرض ہوا کرے تو غسل کرنے کے لئے اپنے سر کی مینڈھیاں کھولا کروں؟ (اس کے جواب میں سرورِ دو عالم ﷺ نے) فرمایا کہ نہیں (بال کھولنا ضروری نہیں، بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچانا ضروری ہے لہٰذا) یہ کافی ہے کہ تم اپنے سر پر تین لپ پانی بھر کر پانی ڈال لو، پھر اپنے پورے بدن پر پانی بہالو، ایسا کرنے سے تم پاک ہو جاؤ گی۔ (مشکوٰۃ، ص ۴۸ ج ۱، بحوالہ مسلم)

تشریح:- غسل کا طریقہ ہم شروع کتاب میں لکھ آئے ہیں، یہاں بعض ضروری مسائل متعلقہ غسل لکھ رہے ہیں۔

جب غسل فرض ہو جائے تو جسم پر جو ظاہری ناپاکی (خون، منی، مذی وغیرہ) لگی ہو اس کو دھو دینے اور پورے جسم پر پانی بہا دینے سے غسل فرض ادا ہو جاتا ہے، غسل فرض کی ادائیگی کے لئے پورے بدن پر ہر جگہ صرف ایک بار پانی بہانا فرض ہے، اور ہر جگہ تین بار پانی بہانا سنت ہے، اگر ایک بال کے برابر ذرا سی بھی کھال ایسی رہ گئی جس پر پانی نہ بہا تو غسل نہیں ہوگا، خوب سمجھ لو۔ لیکن عورت کے سر کے بالوں کے بارے میں شریعت میں یہ آسانی کر دی گئی ہے کہ اگر اس نے مینڈھیاں باندھ رکھی ہوں تو بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچا دینا کافی ہو جاتا ہے اور اس صورت میں جڑوں کے علاوہ باقی بالوں کا دھونا معافی ہے، اور اگر بالوں کی جڑوں میں مینڈھیاں باندھنے کی وجہ سے پانی نہ پہنچے تو مینڈھیاں کھول کر جڑوں میں پانی پہنچانا اور پورے بالوں کا دھونا فرض ہے۔ اور اگر مینڈھیاں بندھی ہوئی نہ ہوں تب بھی سر کے تمام بالوں کا دھونا اور جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے، اور آج کل شہری عورتیں تو مینڈھیاں باندھتی ہی نہیں ہیں، لہٰذا اُن پر غسل میں سارے بالوں کا دھونا فرض ہے۔ بعض عورتوں میں یہ جو مشہور ہے کہ غسل میں سر دھونا فرض نہیں ہے، یہ سخت جہالت کی بات ہے اور بالکل غلط ہے۔ جو عورتیں غسل فرض ہونے کے بعد سر چھوڑ کر پانی ڈال لیتی ہیں ہمیشہ ناپاک رہتی ہیں، ان کی کوئی نماز نہیں ہوتی۔

Marfat.com

حیض واستحاضہ کے ضروری مسائل

(۲۴۹) وَعَنْ اُمِّ سَلِمَةَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ اِنَّ اِمْرَأَةً کَانَتْ تَھْرَاقُ الدَّمَ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاسْتَفْتَتْ لَھَا اُمُّ سَلَمَةَ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا) النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِتَنْظُرْ عَدَدَ اللَّیَالِیْ وَالْاَیَّامِ الَّتِیْ کَانَتْ تَحِیْضُھُنَّ مِنَ الشَّھْرِ قَبْلَ اَنْ یُّصِیْبَھَا الَّذِیْ اَصَابَھَا فَلْتَتْرُکِ الصَّلٰوةَ قَدْرَ ذٰلِکَ مِنَ الشَّھْرِ فَاِذَا خَلَّفَتْ ذٰلِکَ فَلْتَغْتَسِلْ ثُمَّ لِتَسْتَثْفِرْ بِثَوْبٍ ثُمَّ لِتُصَلِّ. (رواہ مالک وابوداؤد والدارمی)

ترجمہ: اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ایک عورت کو خون آتا ہی رہتا تھا (بند ہوتا ہی نہ تھا) اس عورت کے لئے اُمّ سلمہؓ نے حضرت رسولِ کریم ﷺ سے مسئلہ دریافت کیا، (کہ یہ عورت اس حال میں ہے کیا نماز بالکل ہی چھوڑے رکھے؟) (اس کے جواب میں) سرورِ عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ عورت غور کرے کہ عادت سے زیادہ خون جاری ہونے سے پہلے ہر مہینہ اس کو کتنے دن (ماہواری کا) خون آتا تھا، ہر مہینہ سے اُتنے ہی دنوں کو (حیض یعنی ماہواری کا) خون سمجھے اور اتنے دنوں کی نماز چھوڑے، پھر جب یہ دن گزر جائیں تو غسل کرلے (اس کے بعد جو خون آتا رہے گا وہ ماہواری کا شمار نہ ہوگا، اور اس پر ماہواری کے احکام جاری نہ ہوں گے) لہٰذا یہ عورت کپڑے کا لنگوٹ باندھ لے، پھر نماز پڑھے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۷، ج ۱، از ابوداؤد، مالک، دارمی)

تشریح:- **شرع کے مسئلوں میں شرم کرنا جہالت ہے:-** ہر ماہ عورت کو جو خون آتا ہے اُسے حیض کہتے ہیں۔ اس کے کچھ احکام ہم گزشتہ احادیث کی تشریح میں لکھ چکے ہیں لیکن اس سلسلہ کے مسائل کی چونکہ ضرورت زیادہ رہتی ہے اور ان کو جاننے والے اور بتانے والے بہت کم ہوتے ہیں اس لئے ذرا مزید تفصیل کے ساتھ لکھتے ہیں۔ شرع میں کیا شرم ہے؟

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ:

نِعْمَ النِّسَآءُ نِسَآءُ الْاَنْصَارِ لَمْ یَمْنَعْھُنَّ الْحَیَاءُ اَنْ یَّتَفَقَّھْنَ فِی الدِّیْنِ.

"یعنی انصار کی عورتیں بہت اچھی عورتیں ہیں، شرم اُن کو اس بات سے نہیں روکتی کہ دینی سمجھ حاصل کریں"۔ (بخاری شریف، ص ۲۴ ج ۱)

یہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بات ہم نے یہاں اس لئے لکھ دی کہ بعض جاہل عورتیں ایسے مسئلوں کے لکھنے اور بتانے پر اعتراض کرتی ہیں، جن کے پوچھنے یا بتانے میں شرم آتی ہے، یہ جہالت کی ماری برابر غلطیاں کرتی رہتی ہیں، اور مسئلہ دریافت کرنے کو شرم کے خلاف سمجھتی ہیں۔ شریعت میں ایسی شرم کی تعریف نہیں کی گئی بلکہ یہ بری شرم ہے۔

حیض کی کم سے کم اور زیادہ سے زیادہ مدت:- سب سے پہلے یہ سمجھو کہ حیض (ماہواری خون) کی مدت جو شرع میں معتبر ہے کم سے کم تین دن تین رات ہے، اور زیادہ سے زیادہ دس دن دس رات ہے۔ اگر تین دن سے کم آکر بند ہو جائے تو اس پر حیض کے احکام جاری نہ ہوں گے، اسی طرح اگر دس دن سے زیادہ آجائے تو

Marfat.com

جتنے دن سب سے آخری مرتبہ خون آیا تھا اس سے جو زائد ہوگا وہ بھی حیض نہ ہوگا، حیض کے زمانہ میں چونکہ نماز پڑھنا منع ہے اور بھی بہت سے مسائل اس سے متعلق ہیں اس لئے صحابی خواتین (رضی اللہ تعالیٰ عنھن) اس سلسلہ کے مسائل حضور اقدس ﷺ سے دریافت کرتی رہتی تھیں۔ حدیث بالا (جس کا ترجمہ اوپر لکھا گیا ہے) اس میں حضرت اُمّ سلمہؓ نے ایک اہم مسئلہ دریافت کیا ہے جس کے جاننے کی عورتوں کو ضرورت رہتی ہے، اگرچہ یہ مسئلہ ایک عورت کے واقعہ سے متعلق ہے مگر اس سے ساری امت کو ہدایت مل گئی۔

جو خون میعاد سے بڑھ جائے اُس کا حکم:- عورتوں کو معلوم ہے کہ جو ماہواری خون آتا ہے کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بند ہی نہیں ہوتا، اور دس دن دس رات سے آگے بڑھ جاتا ہے۔ بعض عورتوں کو کئی کئی ماہ تک آتا رہتا ہے، جو عورتیں مسئلہ نہیں جانتی ہیں جب تک خون آتا رہتا ہے نہ نماز پڑھتی ہیں نہ روزہ رکھتی ہیں، یہ غلط ہے اور خلاف شرع ہے۔ حدیث شریف میں جس طرح فرمایا ہے اسی طرح کرنا لازم ہے، مسئلہ یہ ہے کہ جس عورت کو برابر خون آرہا ہو، بند ہی نہیں ہوتا ہو تو یہ عورت غور کرے کہ گزشتہ ماہ میں (سب سے آخری مرتبہ) کتنے دن خون آیا، پس آخری بار جتنے دن خون آیا تھا ہر ماہ سے صرف اتنے ہی دن حیض ہے، اور اس سے زیادہ جو خون ہے وہ حیض نہیں ہے۔ مثال کے طور پر یوں سمجھ لو کہ کسی عورت کو مسلسل خون جاری ہونے سے پہلے سات دن حیض آتا تھا اور آخری مرتبہ بھی سات دن آیا تھا، اور اب پندرہ دن آگیا، یا آنا شروع ہوا تو مہینوں گزر گئے بند ہی نہیں ہوتا تو اس صورت میں صرف سات دن حیض مانا جائے گا اور باقی ایام یعنی اس کے بعد جو آٹھ دن یا ان سے بھی زیادہ خون آیا ہے وہ حیض نہیں ہوگا۔ شرعاً اُس زیادتی والے زمانہ میں حائضہ نہ مانی جائے گی بشرطیکہ یہ زیادتی دس دن رات سے بڑھ جائے جب زائد دن حیض میں شمار نہیں تو اُن زائد ایام کی نمازیں اُس پر فرض ہوں گی جتنے دنوں نہیں پڑھیں اُن کی قضاء کرے اور اگر عادت کے خلاف خون زیادہ دن تک آیا مگر دس دن رات سے آگے نہ بڑھا تو یہ سب حیض شمار ہوگا اور اگر کسی عورت کو پہلی مرتبہ حیض آیا اور برابر جاری رہا حتیٰ کہ دس دن سے بڑھ گیا تو اس کا مسئلہ یہ ہے کہ دس دن دس رات حیض کے شمار ہوں گے اور باقی اس سے زائد جو خون آئے گا وہ حیض نہ ہوگا۔ اگر اس عورت کا خون برابر جاری رہے تو ہر ماہ دس دن دس رات حیض میں اور باقی استحاضہ میں شمار کرتی رہے۔

حضور اقدس ﷺ کے زمانہ میں بعض صحابی خواتین کو بہت زیادہ خون آیا، حتیٰ کہ ایک خاتون کو سات سال تک خون آتا رہا، جب آپ ﷺ سے اس زائد خون کے جاری ہونے کے متعلق دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ حیض کا خون نہیں ہے بلکہ شیطان کی شرارت سے ایسا ہوا ہے کہ طبعی خون جتنا آنا چاہئے اس سے زیادہ آگیا، شیطان اندر گھس کر رحم میں ایسی چوٹ مارتا ہے جس کی وجہ سے خون جاری رہتا ہے کہ طبعی خون جتنا آنا چاہئے اس سے زیادہ آجاتا ہے۔ (اِنَّمَا ھٰذِہٖ رکضۃ مِن رکضات الشَّیطَان).

استحاضہ کا حکم:- اوپر والی تفصیل معلوم کر کے دل میں یہ سوال پیدا ہو رہا ہوگا کہ جو خون حیض میں شمار نہ ہوگا اس کو کس نام سے یاد کریں گے، اور اس کا کیا حکم ہے؟ لہٰذا ہم تفصیل کے ساتھ اس پر روشنی ڈالتے ہیں۔

جو خون تین دن تین رات سے کم آکر بند ہو جائے یا عادت سے بڑھ کر دس دن سے آگے نکل جائے یا

Marfat.com

جوخون زمانہ حمل میں آئے یا ۹ سال کی عمر ہونے سے پہلے آجائے علمائے شریعت کی بول چال میں اس کو استحاضہ کہتے ہیں، اور جس عورت کو یہ خون آتا ہے اُسے مستحاضہ کہتے ہیں۔ حیض کے زمانہ میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا منع ہے بلکہ حیض کے زمانہ کی نمازیں تو بالکل معاف ہیں اور رمضان کے روزوں کی قضا بعد میں رکھے اور استحاضہ والی عورت پر نماز فرض ہے، اور اگر رمضان کا مہینہ ہو تو روزے رکھنا بھی فرض ہے، اور یہ عورت وضو کر کے کعبہ شریف کا طواف بھی کر سکتی ہے اور قرآن شریف بھی چھو سکتی ہے اور قرآن شریف کی تلاوت بھی کر سکتی ہے، نماز کا وقت آجانے پر وضو کر کے نماز پڑھے، اگر خون بند نہیں ہوتا تب بھی وضو کر کے نماز شروع کر دے، اگرچہ نماز پڑھنے میں کپڑے خون میں بھر جائیں اور جانماز پر خون لگ جائے۔ قاعدہ کے مطابق (جس کا ذکر اوپر ہوا) جب حیض کے دن چلے جائیں تو ایک بار غسل کر لے اس کے بعد اگر خون آتا رہے تب بھی اپنے کو پاک سمجھے اور وضو کر کے نماز پڑھا کرے۔ اگر خون بالکل بند نہیں ہوتا تو اس پر معذور کے احکام جاری ہوں گے جو بوقتِ ضرورت علماء سے معلوم کئے جا سکتے ہیں اور معذور کے کچھ احکام ہم بھی اس کتاب میں مریض کی نماز کے ذیل میں بیان کر چکے ہیں۔

اگر استحاضہ کا خون ہر وقت نہیں آتا، کبھی کبھی آتا ہے اور بہت سا وقت ایسا بھی گزرتا ہے کہ خون جاری نہیں ہے تو نماز کا وقت آنے پر انتظار کر لے، جب خون بند ہو جائے تو وضو کر کے نماز پڑھ لے۔

حیض کے باقی مسائل

مسئلہ:- حیض کے دنوں میں یہ ضروری نہیں ہے کہ برابر خون آتا ہی رہے۔ قاعدہ میں جب حیض کا خون آئے تو عادت کے دنوں کے اندر یا دس دن دس رات کے اندر اندر بیچ میں جو ایسا وقت گزرے گا جس میں خون نہ آیا (کبھی دو گھنٹہ کبھی ایک گھنٹہ، کبھی ایک رات کبھی ایک دن) تو یہ زمانہ بھی حیض ہی میں شمار ہوگا، مثلاً کسی عورت کو پانچ دن حیض آنے کی عادت ہے، اسے تین دن تین رات حیض آیا، پھر ایک دن صاف رہی پھر خون آگیا تو یہ ایک دن جو صاف رہنے کا تھا یہ بھی حیض میں شمار ہوگا۔

مسئلہ:- حیض کی مدت کے اندر سرخ، زرد، خاکی، سبز، سیاہ جو رنگ بھی ہو سب حیض مانا جائے گا، جب گدی بالکل سفید نکلے اس وقت سمجھا جائے گا کہ حیض چلا گیا اور اگر خون بند ہی نہ ہو اور استحاضہ کی صورت ہو تو اس کا مسئلہ اوپر گزر چکا۔

مسئلہ:- کسی عورت کو گزشتہ حیض کے بعد پندرہ دن گزر جانے پر خون آیا اس نے سمجھا کہ یہ حیض ہے اور نمازیں نہ پڑھیں، پھر وہ تین دن تین رات پورا ہونے سے پہلے موقوف ہو گیا اور پھر پندرہ بیس دن کچھ نہ آیا تو حیض سمجھ کر جو نمازیں چھوڑی تھیں اُن کی قضاء پڑھنا فرض ہے۔

مسئلہ:- دو حیض کے درمیان پاک رہنے کی مدت کم از کم پندرہ دن ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ اگر حیض آنا بند ہو جائے اور مہینوں نہ آئے تو جتنے دن بھی خون نہ آئے پاک سمجھی جائے گی۔

مسئلہ:- اگر کسی نے نماز کا وقت ہو جانے پر فرض نماز پڑھنی شروع کر دی اور نماز کے درمیان حیض آگیا تو یہ نماز فاسد ہو گئی اور ایام حیض گزر جانے کے بعد اس نماز کی قضاء لازم نہیں ہے۔

Marfat.com

مسئلہ:- اگر کسی عورت نے نماز کا وقت ہو جانے پر نماز پڑھنے میں دیر لگائی حتیٰ کہ وقت ختم ہونے کے قریب ہو گیا، اور اس وقت حیض آ گیا تو اس وقت کی نماز بھی معاف ہو گئی، اب اس کی قضاء لازم نہ ہو گی۔

مسئلہ:- اگر سنت یا نفل نماز پڑھتے ہوئے حیض آ گیا تو نماز فاسد ہو گئی اور اس کی قضاء لازم ہو گی۔

مسئلہ:- اگر فرض یا یا نفل روزہ کے درمیان حیض آ گیا تو روزہ فاسد ہو گیا اور اس کی قضاء لازم ہو گی۔

مسئلہ:- اگر دس دن سے کم حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ نماز کا وقت بالکل تنگ ہے کہ جلدی اور پھرتی سے غسل کے فرائض ادا کر سکتی ہے اور اس کے بعد بالکل ذرا سا وقت بچے گا جس میں صرف ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھ سکتی تب بھی اس وقت کی نماز واجب ہو جائے گی۔ غسل کر کے اللہ اکبر کہہ کر نماز فرض شروع کر دے اور پوری پڑھ لے البتہ اگر نماز فجر پڑھتے ہوئے سورج نکل آیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اس کو سورج بلند ہونے کے بعد پھر سے پڑھنا لازم ہو گا اور قضاء پڑھنی پڑھے گی اور اگر اس سے بھی کم وقت ملا جس میں غسل اور تکبیر تحریمہ دونوں کی گنجائش نہ تھی تو اس وقت کی قضاء واجب نہیں۔

مسئلہ:- اگر پورے دس دن دس رات حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ بالکل ذرا سا وقت ہے کہ ایک دفعہ اللہ اکبر کہہ سکتی ہے، اس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھ سکتی اور نہانے کی بھی گنجائش نہیں تو اس صورت میں نماز واجب ہو جاتی ہے، اس کی قضاء پڑھنا لازم ہے۔

حیض والی عورت کا جسم اور لعاب پاک ہے

(۲۵۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ كُنْتُ اَشْرَبُ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ اُنَاوِلُهُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَضَعُ فَاهُ عَلٰی مَوْضِعِ فِیَّ فَیَشْرَبُ وَاَتَعَرَّقُ الْعَرَقَ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ اُنَاوِلُهُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَضَعُ فَاهُ عَلٰی مَوْضِعِ فِیَّ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ میں ماہواری کے زمانہ میں برتن سے پانی (وغیرہ) پی کر رسول اللہ ﷺ کو دیتی تھی، آپ ﷺ برتن میں اسی جگہ منہ لگا کر پیتے تھے جس جگہ میرا منہ لگا تھا، اسی طرح گوشت والی ہڈی کو میں منہ میں لے کر دانتوں سے گوشت چھڑا کر رسولِ خدا ﷺ کو دے دیتی تھی، آپ ﷺ اُسی جگہ منہ لگا (کر گوشت چھڑا) لیتے تھے، جہاں میں نے منہ لگایا تھا۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۶ از مسلم)

حیض والی عورت کی گود میں تلاوت کرنا

(۲۵۱) وَعَنْهَا رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَتَّكِئُ فِیْ حِجْرِیْ وَاَنَا حَائِضٌ ثُمَّ یَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی تعالیٰ عنہا نے یہ بھی بیان فرمایا کہ رسولِ پاک ﷺ میری ماہواری کے زمانہ میں میری گود میں تکیہ لگا کر (لیٹ بیٹھ جا) تے تھے، اور اسی حالت میں قرآن مجید پڑھتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۶، از بخاری ومسلم)

Marfat.com

(۲۵۲) وَعَنْ مَيْمُوْنَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ فِيْ مِرْطٍ بَعْضُهٗ عَلَيَّ وَبَعْضُهٗ عَلَيْهِ وَاَنَا حَائِضٌ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: اُمّ المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ میری ماہواری کے زمانہ میں اس حال میں نماز پڑھتے رہتے تھے کہ چادر کا ایک حصہ آپ ﷺ کے اوپر اور ایک حصہ میرے اوپر ہوتا تھا۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۶، از بخاری ومسلم)

تشریح:- ان احادیث سے معلوم ہوا کہ ماہواری کے زمانہ میں عورت کے ہاتھ، پاؤں، منہ اور لعاب اور پہنے ہوئے کپڑے ناپاک نہیں ہوجاتے ہیں البتہ جس جگہ بدن یا کپڑے میں خون لگ جائے وہ جگہ ناپاک ہوجاتی ہے، ماہواری والی عورت کے ساتھ دوسری عورتوں کا یا اس کی اولاد کا یا اس کے شوہر یا دوسرے محرموں کا اُٹھنا بیٹھنا منع نہیں ہوجاتا ہے، حیض والی عورت کا جھوٹا پاک ہے، اس کی گود میں لیٹ کر اس کا شوہر قرآن شریف پڑھ لے تو کوئی حرج نہیں۔ جب حیض کے زمانہ میں یہ بات ہے تو استحاضہ میں بطریق اَولیٰ اس کے ظاہری جسم اور لعاب کو پاک مانا جائے گا، اور جو حکم حیض کے زمانہ کا ہے وہی نفاس کے زمانہ کا بھی ہے۔

یہودیوں اور ہندوؤں میں دستور ہے کہ حیض والی عورت کو اچھوت بنا کر چھوڑ دیتے ہیں، نہ وہ برتن کو ہاتھ لگائے نہ کسی کا کپڑا چھوئے، شریعتِ اسلامیہ میں ایسا نہیں ہے:

قال ابن عابدين الشامي ولا يكره طبخها ولا استعمال ما مسته من عجين او نحوهما ولا ينبغي ان يعزل عن فراشها لان ذلك يشبه فعل اليهود، بحر، وفي السراج يكره ان يعزلها في موضع لا يخالطها فيه.

''حیض والی عورت کا کھانا پکانا، اس کے چھوئے ہوئے آٹے اور پانی وغیرہ کو استعمال کرنا مکروہ نہیں ہے، اس کے بستر کو علیحدہ نہ کیا جائے کیونکہ یہ یہودیوں کے فعل کے مشابہ ہے، حیض والی عورت کو علیحدہ کردینا کہ جہاں وہ ہو وہاں کوئی نہ جائے، ایسا کرنا درست نہیں ہے۔ (شامی، ص ۱۹۴، ج ۱)

اسلام سے پہلے لوگوں نے عورت کو بہت گرا رکھا تھا اور اس کی کوئی حیثیت نہیں سمجھی جاتی تھی، اسلام نے عورت کو بلند کیا اور اس کے احترام کا سبق دیا مگر افسوس ہے کہ آج عورتیں اسلام ہی کو مصیبت سمجھنے لگی ہیں اور اس کے احکام سے جی چراتی ہیں۔

حیض کے زمانہ میں میاں بیوی کی بے تکلفی کی کیا حد ہے؟

(۲۵۳) وَعَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا سَاَلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا يَحِلُّ لِيْ مِنِ امْرَأَتِيْ وَهِيَ حَائِضٌ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَشُدُّ عَلَيْهَا اِزَارَهَا ثُمَّ شَأْنُكَ بِاَعْلَاهَا. (رواہ مالک والدارمی مرسلا)

ترجمہ: حضرت زید بن اسلمؒ (تابعی) کا بیان ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ سے ایک شخص نے دریافت کیا کہ جب میری بیوی کے ماہواری کے دن ہوں اُس وقت میرے لئے ازدواجی سلسلہ کے تعلقات کی کس حد تک اجازت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کے جسم پر تہبند باندھ دو پھر اس کے اوپر کے

Marfat.com

حصہ میں مشغول ہوسکتے ہو (مثلاً بوسہ لے سکتے ہو)۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۵۶، بحوالہ مؤطا و مسند دارمی)

تشریح:- ماہواری کے زمانہ کے متعلق جو احکام ہیں اُن میں ایک یہ حکم بھی ہے کہ عورت کا شوہر اُس سے لذت حاصل نہ کرے لیکن لذت حاصل کرنے کی کئی صورتیں ہیں، اور حکم بھی الگ الگ ہے۔ میاں بیوی کا جو ایک خاص کام ہے جس میں شرم کی سب حدیں ٹوٹ جاتی ہیں یہ زمانہ حیض میں بالکل حرام ہے، اگر کبھی ایسا ہو جائے تو توبہ کریں۔ قرآن شریف میں ارشاد ہے:

وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ. (پ۲، رکوع ۱۲)

"یعنی عورتیں جب تک حیض سے پاک نہ ہو جائیں (اپنے مخصوص کام کے لئے) اُن کے قریب تک نہ جاؤ"۔

باقی رہا ایام ماہواری میں حیض والی عورت کے ساتھ اُٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا، تو یہ سب جائز ہے، جیسا کہ اوپر والی احادیث کی تشریح میں گزرا، مگر اس بات کا خیال لازم ہے کہ ناف سے لے کر گھٹنوں تک عورت کے جسم کا جو حصہ ہے ایام ماہواری میں اس کا شوہر اس حصہ کو ہاتھ نہ لگائے، اور نہ کوئی دوسرا عضو اس سے چھوائے، ناف سے اوپر اور گھٹنوں سے نیچے عورت کے جسم کا جو حصہ ہے ایامِ ماہواری میں شوہر اس کو ہاتھ لگا سکتا ہے، اور بوسہ دے سکتا ہے، حدیث بالا میں جو یہ فرمایا کہ "حیض کی حالت میں اپنی بیوی کو تہبند بندھوا کر اس کے اوپر والے حصہ میں مشغول ہو سکتا ہے" اس کا مطلب یہ ہے کہ بوسہ لے سکتا ہے سر سینہ، کمر چھو سکتا ہے۔

مسئلہ:- جو تفصیل ابھی بیان ہوئی ہے عورت پر لازم ہے کہ مرد کو اس کی خلاف ورزی نہ کرنے دے اور خاص کام تو بالکل ہی نہ ہونے دے، اگر عورت کی رضامندی سے گناہ کا کام ہوگا تو وہ بھی گنہگار ہو گی، جہاں تک ممکن ہو مرد کو گناہ سے باز رکھے۔

نفاس کا حکم:- مسئلہ:- نفاس کے زمانہ میں بھی میاں بیوی کا خاص کام نہیں ہو سکتا۔ اس زمانہ میں بھی وہ شرعاً حرام ہے، البتہ نفاس والی عورت کے ساتھ اس کا شوہر یا اولاد یا دوسرے محرم کھا پی سکتے ہیں اور اُٹھ بیٹھ سکتے ہیں۔ (نفاس کا بیان ذرا تفصیل سے آگے آئے گا، انشاء اللہ تعالیٰ)

احکامِ حیض:- مسئلہ:- اگر کسی عورت کا حیض دس دن دس رات پورے ہو جانے پر ختم ہوا ہے اور اس عورت نے سستی کاہلی کی وجہ سے غسل نہیں کیا تو اس کا شوہر غسل کرنے سے پہلے بھی اس سے میاں بیوی والا خاص کام کر سکتا ہے مگر بہتر اور افضل یہی ہے کہ غسل سے پہلے پرہیز کرے۔

مسئلہ:- اور اگر دس دن کے اندر اندر عادت کے مطابق کسی عورت کا حیض ختم ہو گیا (جیسے کسی کی پانچ یا چھ دن کی عادت تھی) اور عورت نے ابھی غسل نہیں کیا ہے اور نہ کسی نماز کا آخری وقت اس قدر گزرا ہے کہ جس میں غسل کرنے اور تکبیر تحریمہ کہنے کی گنجائش باقی ہو تو اس صورت میں اس کا شوہر اس سے اپنا خاص کام نہیں کر سکتا، ہاں اگر عورت غسل کر چکی ہے یا ایک نماز کا اتنا وقت گزر گیا کہ جس میں غسل کر کے تکبیر تحریمہ (اللہ اکبر) کہہ سکتی تھی، تو میاں بیوی کا خاص کام جائز ہو گیا۔

مسئلہ:- جتنے دن حیض آنے کی عادت ہے اگر اس سے کم دن حیض آ کر رہ گیا (مثلاً سات دن کی عادت تھی، کسی مہینہ پانچ دن آ کر خون بند ہو گیا تو عورت کو چاہئے کہ غسل کر کے نماز اور فرض روزہ شروع کر دے لیکن اس

Marfat.com

کے شوہر کو اپنا خاص کام کرنا جائز نہیں ہے، اگرچہ غسل کر چکی ہو، ایامِ عادت پورے ہونے کا انتظار کرے۔

مسئلہ:- جس عورت کو سب سے پہلا حیض آیا مگر دس دن سے کم آ کر بند ہو گیا یا کسی عورت کو ایامِ عادت سے کم حیض آیا مثلاً سات دن کے بجائے پانچ دن آ کر بند ہو گیا تو ان دونوں صورتوں میں غسل کرنے میں جلدی نہ کرے بلکہ خون بند ہونے کے بعد نماز کا پہلا جو وقت آئے یا جو وقتِ نماز موجود ہو اس کے ختم کے قریب غسل کر کے نماز پڑھے مگر وقتِ مکروہ سے پہلے پڑھ لے۔

حیض کا کپڑا پاک کر کے اُس میں نماز پڑھی جا سکتی ہے

(۲۵۴) وَعَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا قَالَتْ سَاَلَتِ امْرَاَۃٌ نِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَرَئَیْتَ اِحْدَانَا اِذَا اَصَابَ ثَوْبَھَا الدَّمُ مِنَ الْحَیْضَۃِ کَیْفَ تَصْنَعُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَصَابَ ثَوْبَ اِحْدٰکُنَّ الدَّمُ مِنَ الْحَیْضَۃِ فَلْتَقْرُصْہُ ثُمَّ لْتَنْضَحْہُ بِمَآءٍ ثُمَّ لْتُصَلِّ فِیْہِ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماءؓ نے بیان فرمایا کہ ایک عورت نے مسئلہ دریافت کرتے ہوئے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ جب ہم میں سے کسی عورت کے کپڑے میں حیض کا خون لگ جائے تو (اس کو پاک کرنے کے لئے) کیا صورت اختیار کرے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کے کپڑے کو حیض کا خون لگ جائے (اور سوکھ جائے) تو اس کو (کسی لکڑی وغیرہ سے) کھرچ دے، پھر پانی سے دھو دے، اس کے بعد اس کپڑے میں نماز پڑھ لے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۵۲، از بخاری ومسلم)

تشریح:- خون نجاستِ غلیظہ ہے، خواہ حیض کا خون ہو خواہ نفاس کا، خواہ استحاضہ کا خواہ بدن کے کسی اور حصہ سے نکلا ہو، جب کسی کپڑے پر خون لگ گیا تو جتنی جگہ لگا ہے اتنی ہی جگہ ناپاک ہو گئی، جب اس جگہ کو پاک پانی سے دھو ڈالے تو وہ کپڑا پاک ہو جائے گا، اگر خون کپڑے میں لگ کر سوکھ گیا ہو تو دھونے سے پہلے کھرچ ڈالنا بہتر ہے تاکہ پانی سے پاک صاف کرتے وقت آسانی ہو، اگر صابن سے دھو دے تو یہ بھی ٹھیک ہے، بہرحال جس جگہ خون لگا ہو صرف وہی جگہ ناپاک ہو گی پورا کپڑا دھونا لازم نہیں ہے، بلکہ پورے کپڑے کو یہ سمجھ کر دھونا کہ شرعاً پورا دھونا لازم ہے، بدعت ہو گا۔ خوب سمجھ لو۔

اسی طرح جس کپڑے میں میاں بیوی کا مخصوص عمل ہوا ہو وہ بھی ناپاک نہیں ہوتا، ہاں جس جگہ نجاست لگ جائے وہ جگہ ناپاک ہو جائے گی۔ بعض جگہ دستور ہے کہ شادی کی رات گزارنے پر صبح کو دُلہن کے سب کپڑے دھوتے ہیں اور ریشمیں کپڑوں کا ناس کر دیا جاتا ہے، یہ جہالت کی بات ہے۔

نفاس کے احکام

(۲۵۵) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا قَالَتْ کَانَتِ النُّفَسَآءُ تَجْلِسُ عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا وَکُنَّا نُطَلِّیْ وُجُوْھَنَا بِالْوَرْسِ . (رواہ ابوداؤد والترمذی واللفظ لہ)

Marfat.com

ترجمہ: اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں عورت بچے کی پیدائش کے بعد چالیس دن تک بیٹھی رہتی تھی (یعنی نہ نماز پڑھتی تھی نہ روزہ رکھتی تھی) اور ہم چھائیاں دور کرنے کے لئے اپنے چہروں پر ورس ملا کرتے تھے، (جو ایک قسم کی گھاس تھی)۔ (ترمذی شریف، ص ۲۷ ج ۱، ابوداؤد شریف، ص ۴۳ ج ۱)

تشریح:- بچہ کی پیدائش کے بعد خون جاری ہوا کرتا ہے۔ اس خون کو نفاس کہتے ہیں اور اس زمانہ میں عورت کو نفساء کہا جاتا ہے۔ اس عورت کے بھی وہی احکام ہیں جو حیض والی عورت کے ہیں جس طرح حیض والی عورت پر نماز فرض نہیں اور اسے کوئی بھی نماز ادا کرنا یا قرآن شریف پڑھنا یا اس کا چھونا یا مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں، اسی طرح نفاس والی عورت پر بھی نماز فرض نہیں ہے اور نہ اسے نماز پڑھنا درست ہے اور قرآن شریف پڑھنا یا اس کا چھونا یا مسجد میں داخل ہونا بھی اس کے لئے جائز نہیں ہے، البتہ قرآن شریف کو غلاف کے ساتھ چھونا جائز ہے، مگر جلد پر جو چولی چڑھی رہتی ہے وہ غلاف کے حکم میں نہیں ہے۔ اگر غلاف کے اندر قرآن شریف نہیں ہے تو چڑھی ہوئی چولی کو ہاتھ لگانا اُن کے لئے جائز نہ ہوگا۔ چولی سے مراد وہ کپڑا ہے جو پٹھوں کے ساتھ سلا ہوا ہو، پلاسٹک کور جو پٹھوں سے بالکل چپکا ہوا ہو یا سلا ہوا ہوتا ہے جو جدا نہیں ہوتا وہ بھی چولی کے حکم میں ہے۔

مسئلہ:- نفاس والی عورت کو کوئی روزہ (نفل یا فرض) رکھنا جائز نہیں، اگر رمضان میں ایسا موقع آ جائے تو روزے چھوڑ دے پھر بعد میں پاکی کے زمانے میں قضاء کر لے۔

مسئلہ:- حیض والی کی طرح نفاس والی عورت بھی قرآن مجید کے علاوہ دوسری چیزیں پڑھ سکتی ہے، مثلاً درود شریف، استغفار، پہلا، دوسرا اور تیسرا، چوتھا کلمہ وغیرہ اور اگر کوئی آیتِ دعا بطور دعا کے پڑھنا چاہے تو وہ بھی پڑھ سکتی ہے۔

نفاس کی مدت:- حدیثِ بالا میں نفاس کی انتہائی مدت بتائی گئی ہے، جس کی تشریح یہ ہے کہ بچہ پیدا ہونے کے بعد جو خون آتا ہے چالیس دن کے اندر اندر جب بھی بند ہو جائے (خواہ صرف ایک دن آ کر بند ہو جائے) تو غسل کر کے نماز شروع کر دے، چالیس دن پورے ہو جانے پر بھی خون بند نہ ہو تب بھی نفاس ختم ہو گیا، اب غسل کرے اور وضو کر کے نمازیں پڑھتی رہے کیونکہ اس پر پاک عورت کے احکام شروع ہو گئے۔ عورتوں میں جو یہ دستور ہے کہ خواہ مخواہ چالیس دن نماز سے روکے رکھتی ہیں اگرچہ خون آنا پہلے ہی بند ہو جائے، یہ غلط ہے اور خلافِ شرع ہے۔ اگر چالیس دن پورے ہو چکے اور خون برابر آتا ہے کسی وقت بھی بند نہیں ہوتا تب بھی ایک بار غسل کر کے نماز شروع کر دے، پھر ہر فرض نماز کا وقت آنے پر نیا وضو کر لیا کرے۔

یہاں یہ بات یاد رکھنا ضروری ہے کہ اگر کسی عورت کے پہلی بار ولادت ہوئی ہے، اور خون چالیس دن جاری رہا تو چالیس دن پورے ہو جانے پر غسل کر کے نماز شروع کر دے اور اگر کسی عورت کی پہلے بھی اولاد ہو چکی ہے اور یہ معلوم ہے کہ اس ولادت سے پہلے جو ولادت ہوئی تھی اُس وقت اتنے دن خون آیا تھا تو چالیس دن کے اندر اندر سب نفاس ہی کا خون مانا جائے گا لیکن اگر چالیس دن سے بڑھ گیا تو پچھلی مرتبہ کے ایام گزرنے

Marfat.com

کے بعد جس قدر زائد دن ہوں گے وہ سب پاکی میں شمار ہوں گے اور اس زائد خون کو استحاضہ کہیں گے۔

مثلاً کسی عورت کو ۳۰ دن نفاس آتا تھا اب ایک مرتبہ ۳۵ دن آ گیا، تو یہ نفاس ہے لیکن اگر ۴۵ دن آ گیا تو ۳۰ دن کے بعد جو ۱۵ دن ہیں یہ نفاس میں شمار نہ ہوں گے بلکہ ان ایام میں عورت پر پاکی کے احکام جاری ہوں گے اور نفاس سمجھ کر ۳۰ دن کے بعد جو نمازیں ترک کی ہیں اُن سب کی قضاء لازم ہوگی، اچھی طرح سمجھ لو۔

مسائل نفاس

مسئلہ:- اگر کسی عورت کو ولادت کے بعد بالکل ہی خون نہ آئے تو پیدائش کے بعد ہی غسل کر کے نماز شروع کر دے۔ اگر غسل سے جان کا خطرہ ہو یا شدید مرض میں مبتلا ہونے کا قوی اندیشہ ہو، اور گرم پانی بھی ایسا ہی ضرر دے تو غسل کی جگہ تیمم کر لے اور نماز کے لئے وضو اور (بصورت جواز تیمم) تیمم کر لیا کرے، پھر جب اندیشہ ہلاکت یا شدید مرض کا جاتا رہے (جس کی وجہ سے غسل کی جگہ تیمم کیا تھا) تو غسل کر لے، نماز کی طاقت کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر نہ ہو تو لیٹے لیٹے پڑھے۔

مسئلہ:- یہ کوئی ضروری نہیں ہے کہ نفاس کا خون ہر وقت آتا ہی رہے، بلکہ مدتِ نفاس کے اندر جو خون آئے گا وہ نفاس ہوگا، اگرچہ درمیان میں دو چار گھنٹے یا ایک دو دن تک نہ آئے۔

مسئلہ:- اگر کسی کا ناتمام بچہ جاتا رہا تو دیکھا جائے گا کہ اس کا کوئی ایک آدھ عضو (انگلی، ناخن وغیرہ) بن چکا تھا تو جو خون جاری ہوگا اس پر نفاس کے احکام جاری ہوں گے اور کوئی عضو نہ بنا تھا تو جو خون آئے وہ نفاس کے حکم میں نہ ہوگا البتہ بعض صورتوں میں اسے استحاضہ اور بعض صورتوں میں حیض کہہ سکتے ہیں۔ ضرورت کے وقت کسی عالم سے مسئلہ دریافت کر لیں۔

مسئلہ:- اگر ایک حمل سے کسی عورت کے دو بچے پیدا ہوئے اور دونوں کی پیدائش کے درمیان گھنٹہ دو گھنٹہ یا ایک دو دن یا ایک سے زیادہ وقفہ ہوا (بشرطیکہ چھ ماہ سے کم ہو) تو پہلے ہی بچہ کی پیدائش کے بعد سے جاری ہونے والا خون نفاس مانا جائے گا۔

مسئلہ:- حالتِ حمل میں جو خون آئے وہ حیض یا نفاس نہیں ہے، بلکہ استحاضہ ہے نیز پیدائش سے پہلے جو خون یا پانی وغیرہ جاری ہوتا ہے وہ بھی حیض و نفاس نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے، بچہ کا اکثر حصہ باہر آنے کے بعد جو خون جاری ہوگا وہ نفاس ہوگا۔

مسئلہ:- حیض اور نفاس کے زمانہ میں کعبہ شریف کا طواف کرنا حرام ہے، بہت سی عورتیں حج کو جاتی ہیں اور مسئلہ معلوم نہ ہونے کی وجہ سے ایسی غلطی کر بیٹھتی ہیں، پھر جہالت کی وجہ سے اس کی شرعی تلافی بھی نہیں کرتی ہیں، اگر کسی نے ایسا کیا ہو تو علماء سے معلوم کر کے تلافی کرے۔

مسئلہ:- پیدائش سے چھٹے دن جو عورت کو غسل دینا ضروری سمجھا جاتا ہے شرعاً اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔

حدیث شریف کے آخر میں یہ بھی فرمایا کہ نفاس کے زمانہ میں نہانے دھونے کا موقع نہ ملنے کی وجہ سے جو چہرہ پر چھائیاں پڑ جاتی ہیں اور مرجھانے کا جو اثر آ جاتا تھا اُسے درست کرنے کے لئے ہم چہرہ پر ورس ملا کرتے تھے۔ یہ ایک گھاس ہوتی تھی جس کے ملنے سے کھال درست ہو جاتی تھی۔ جیسا کہ بعض علاقوں میں سنترہ کے

Marfat.com

چھلکوں سے یہ کام لیا جاتا ہے اور اب اس کی جگہ بہت سے پاؤڈر اور کریم چل گئے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ چہرہ کو صاف ستھرا رکھنا اور اچھا بنانا بھی اچھی بات ہے مگر کافروں اور فاسقوں کے ڈھنگ اور طرز پر نہ ہو۔

لڑکے اور لڑکی کے پیشاب کا حکم

(۲۵۶) وَعَنْ لُبَابَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهَا قَالَتْ لَمَّا وُلِدَ الْحُسَیْنُ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِنِیْ اَوِادْفَعْهُ اِلَیَّ فَلَاکْفِلَهٗ اَوْ اُرْضِعَهٗ بِلَبَنِیْ فَفَعَلَ فَاَتَیْتُهٗ فَوَضَعَ عَلٰی صَدْرِهٖ فَبَالَ عَلَیْهِ فَاَصَابَ اِزَارَهٗ فَقُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِنِیْ اِزَارَکَ اَغْسِلْهُ قَالَ اِنَّمَا یُصَبُّ عَلٰی بَوْلِ الْغُلَامِ وَیُغْسَلُ بَوْلُ الْجَارِیَةِ (رواه الطحاوی) وَفِیْ رِوَایَةٍ لَهٗ عَنْهَا اِنَّ الْحُسَیْنَ بْنَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا بَالَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اَعْطِنِیْ ثَوْبَکَ اَغْسِلْهُ فَقَالَ اِنَّمَا یُغْسَلُ مِنَ الْاُنْثٰی وَیُنْضَحُ مِنْ بَوْلِ الذَّکَرِ.

وحدیث لبابةؓ اخرجه ابو داؤد ایضاً ولیس عنده ذکر ارضاعها الحسین بلبنها.

ترجمہ: حضرت لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش ہوئی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس بچہ کو مجھے دے دیجئے، تاکہ میں اس کی پرورش کروں اور اپنا دودھ پلاؤں، آپ ﷺ نے میری درخواست قبول فرمائی اور بچہ مجھے عنایت فرمادیا، میں (کبھی کبھی آپ ﷺ کی خدمت میں لایا کرتی تھی، ایک دن) آپ ﷺ کے پاس لائی تو آپ ﷺ نے اُن کو اپنے سینہ پر رکھ لیا (یعنی لٹالیا یا بٹھالیا) حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پیشاب کردیا جو آپ کے تہبند مبارک میں لگ گیا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اپنا تہبند مجھے عنایت فرمادیجئے تاکہ دھودوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی ڈالا جاتا ہے اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے۔ دوسری روایت میں یوں ہے کہ لڑکی کے پیشاب کی وجہ سے (کپڑا) دھویا جاتا ہے اور لڑکے کے پیشاب کی وجہ سے پانی چھڑک دیا جاتا ہے۔ (شرح معانی الآثار للطحاوی ص ۴۷، ج ۱)

تشریح:- حضرت لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اُمّ المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن اور حضرت عباس ؓ کی بیوی تھیں اور ان کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی والدہ تھیں۔ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ان کا اکثر آنا جانا رہتا تھا انہوں نے ایک مرتبہ عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں نے خواب دیکھا ہے کہ آپ ﷺ کے جسم مبارک کا ایک ٹکڑا میرے گھر میں گرا ہے، آپ ﷺ نے اس کی تعبیر اس طرح سے دی کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ایک بچہ تولد ہوگا (اور) تم اسے دودھ پلاؤ گی۔ (الاصابہ)

جب حضرت حسین ؓ پیدا ہوئے تو یہ اُن کو لے گئیں اور ان کی پرورش شروع کردی، ایک مرتبہ اُن کو لے کر بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئیں تو انہوں نے سرورِ عالم ﷺ پر پیشاب کردیا، جیسے بڑے آدمیوں کا پیشاب ناپاک ہے ایسے ہی بچہ اور بچی کا پیشاب بھی ناپاک ہے۔ جب حضرت لبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دیکھا کہ آنحضرت ﷺ کا تہبند ناپاک ہوگیا تو کہنے لگیں کہ لائیے دھودوں، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ لڑکے کے پیشاب پر پانی ڈالا جاتا ہے، (خوب اچھی طرح مل مل کر دھونے کی ضرورت نہیں ہے) اور لڑکی کے پیشاب کو دھویا جاتا ہے۔ دوسری

Marfat.com

روایت میں پانی ڈالنے کے بجائے چھڑکنے کے الفاظ ہیں یعنی لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑک دیا جاتا ہے، اس چھڑکنے کا مطلب چھینٹے مارنا نہیں ہے بلکہ خوب مل کر نہ دھونے کو چھڑکنے کے الفاظ سے تعبیر فرمایا ہے۔

لڑکا ہو یا لڑکی جب دونوں ہی کا پیشاب ناپاک ہے تو یہ فرق کیوں ہوا کہ لڑکی کے پیشاب کو خوب اچھی طرح دھونا لازم ہوا اور لڑکے کے پیشاب پر ملے بغیر ہی پانی بہا دینے سے کپڑا پاک قرار دے دیا گیا۔ اس کی وجہ علماء نے یہ لکھی ہے کہ لڑکی کے پیشاب میں گاڑھا پن ہوتا ہے اور بدبو زیادہ ہوتی ہے، اس لئے اچھی طرح دھونے کو فرمایا، اور لڑکے کے پیشاب میں یہ بات نہیں ہے اس لئے پانی بہا دینا ہی کافی ہو جاتا ہے، لیکن یہ مسئلہ اسی بچہ کے پیشاب کے بارے میں ہے جو دودھ پیتا ہے، اگر دودھ پینے کا زمانہ ختم ہو گیا تو اُس وقت یہ حکم نہ ہوگا بلکہ اس صورت میں لڑکے کا پیشاب بھی اچھی طرح دھویا جائے گا جیسا کہ ابھی دوسری حدیث میں آتا ہے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

(۲۵۷) وَعَنْ اُمِّ قَیْسٍ بِنْتِ مِحْصَنٍ اَنَّهَا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِابْنٍ لَّهَا لَمْ يَاْكُلِ الطَّعَامَ فَوَضَعَتْهُ فِيْ حِجْرِهٖ فَبَالَ قَالَ فَلَمْ يَزِدْ عَلٰى اَنْ نَضَحَ بِالْمَآءِ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت اُمّ قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا بیان ہے کہ میں اپنے بچہ کو حضور سرورِ عالم ﷺ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئی، اس بچہ نے کھانا شروع نہ کیا تھا (دودھ پر گزارہ تھا) اس کو میں نے آپ ﷺ کی گود میں بٹھا دیا، اس نے پیشاب کر دیا، پھر آپؐ نے بس اتنا کیا کہ کپڑے پر پانی چھڑک دیا (یعنی خوب اچھی طرح سے نہیں دھویا) کما فی روایة لمسلم فی هذه القصة فدعا رسول ﷺ بماء فنضحه علی ثوبه ولم یغسله غسلا. (مسلم شریف، ص ۱۵۷ ج ۱)

تشریح:- خوب اچھی طرح سے نہ دھونے کو پانی چھڑکنے سے تعبیر کیا ہے۔ اس حدیث سے صاف معلوم ہو گیا کہ جس لڑکے کے پیشاب کو اچھی طرح دھونے کی ضرورت نہیں بلکہ اس پر پانی بہا دینا ہی کافی ہے یہ اس بچہ کے پیشاب کے بارے میں ہے جو دودھ پیتا بچہ ہو۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرات صحابہؓ (مرد اور عورتیں) اپنے بچوں کو برکت کے لئے حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر کیا کرتے تھے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور اقدس ﷺ اپنے بچوں کے علاوہ دوسرے مسلمانوں کے بچوں سے بھی محبت فرماتے تھے، اور اُن کو گود میں بٹھا لیتے تھے، بعض مرتبہ یہ بچے آپ ﷺ کے اوپر پیشاب بھی کر دیتے تھے اس سے آپ کو بالکل ناگواری نہیں ہوتی تھی۔

فائدہ:- جب کوئی لڑکا یا لڑکی پیشاب کرنے لگے خواہ کسی بھی بڑے آدمی پر ہو تو اس کو ڈانٹ ڈپٹ نہ کرو، ایسا کرنے سے پورا پیشاب نہ کر سکے گا، درمیان میں روک لے گا اور اس سے پیشاب رُکنے کی تکلیف ہو جانے کا اندیشہ ہو جائے گا۔

ایک مرتبہ حضرت حسنؓ یا حضرت حسینؓ میں سے کسی ایک نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک پیٹ پر پیشاب کر دیا، حاضرین نے اُن کو پکڑنا چاہا، آپ ﷺ نے فرمایا چھوڑو میرے بچہ کا پیشاب نہ روکو، چنانچہ اُن کو چھوڑے رکھا، جب پورا پیشاب کر لیا تو آپ ﷺ نے پانی منگایا اور اُس پر ڈال دیا۔ (کنز العمال)

اسی کے قریب ایک اَعرابی (یعنی عرب کے دیہاتی) کا قصہ ہے، انہوں نے ناواقفیت کی وجہ سے مسجد

Marfat.com

کے ایک کونہ میں کھڑے ہوکر پیشاب کرنا شروع کر دیا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اُس وقت وہاں حاضر تھے انہوں نے کہا ہائیں ہائیں! جس کا مقصد پیشاب سے روکنا تھا، حضور اقدس ﷺ نے حاضرین کو روکا اور فرمایا "لَا تُـزْرِمُـوْهُ" یعنی اس کو پورا پیشاب کر لینے دو اور پیشاب میں رُکاوٹ پیدا نہ کرو، چنانچہ سب نے اُن کو چھوڑ دیا۔ جب انہوں نے پورا پیشاب کر لیا تو آنحضرت ﷺ نے اُن کو بلا کر نرمی سے سمجھا دیا اور پیشاب کی جگہ پر ایک ڈول پانی بہانے کا حکم دے دیا۔ (مسلم شریف)

بات یہ ہے کہ پیشاب رُکنے کی تکلیف اگر کسی بچہ یا بڑے آدمی کو ہو جائے تو یہ زیادہ پریشانی کی چیز ہے، رہا کپڑا اور زمین وغیرہ کا دھونا، تو یہ آسان ہے۔

کپڑے سے منی دھونا

(۲۵۸) وَعَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ قَالَ سَاَلْتُ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا عَنِ الْمَنِيِّ يُصِيْبُ الثَّوْبَ فَقَالَتْ كُنْتُ اَغْسِلُهُ مِنْ ثَوْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَخْرُجُ اِلَى الصَّلٰوةِ وَاَثَرُ الْغَسْلِ فِيْ ثَوْبِهٖ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت سلیمان بن یسارؒ (تابعی) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دریافت کیا کہ کپڑے میں منی لگ جائے تو (پاک کرنے کے لئے) کیا کیا جائے؟ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب دیا کہ میں رسول اکرم ﷺ کے کپڑے سے منی کو دھو دیتی تھی، پھر آپ ﷺ اس کپڑے کو پہن کر نماز کے لئے اس حال میں تشریف لے جاتے تھے کہ دھونے کے نشان نظر آتے تھے۔ (مشکوٰۃ، ص ۵۲ ج ۱، از بخاری ومسلم)

تشریح:- مذی اور منی دونوں ناپاک ہیں:- مرد وعورت میں اللہ تعالیٰ نے فطری تقاضے رکھے ہیں۔ میاں بیوی کو جو ایک دوسرے کی طرف خاص میلان ہوتا ہے اسے خواہش اور شہوت کہتے ہیں، جب شہوت ہوتی ہے تو پہلے پہلے کچھ گاڑھا سا پانی نکلتا ہے اس سے شہوت بڑھتی ہے، اس پانی کو مذی کہتے ہیں۔ شہوت اور خواہش بڑھتے بڑھتے پھر ایک مادہ خارج ہوتا ہے، جس کے نکل جانے پر خواہش ختم ہو جاتی ہے اس مادّہ کو منی کہتے ہیں۔

مذی اور منی دونوں ناپاک ہیں، کپڑے یا بدن پر (ایک روپیہ کے پھیلاؤ سے) زیادہ مقدار میں لگی ہوں تو نماز نہ ہوگی، اُن کو دھو کر نماز پڑھیں۔

مذی سے وضو اور منی سے غسل فرض ہو جاتا ہے:- مذی نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور جاگتے میں یا سوتے میں منی نکلنے سے غسل فرض ہو جاتا ہے، البتہ مردوں کو جو جریان کی بیماری ہو جاتی ہے جس میں خواہش کے بغیر منی کے قطرے آجاتے ہیں یا عورتوں کو بیماری کی وجہ سے (لیکوریا کے مرض میں) جو سفید پانی آتا رہتا ہے، اس سے غسل فرض نہیں ہوتا ہاں اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

منی اور مذی دونوں کو اگر اس طرح دھو ڈالیں کہ بدن یا کپڑے سے چھوٹ جائیں تو بدن اور کپڑا پاک ہو جاتا ہے، البتہ منی اگر خوب گاڑھی ہو جو بتاشہ کی طرح کپڑے پر جم کر خشک ہو گئی ہو، اس میں پیشاب یا کوئی دوسری ناپاکی نہ مل گئی ہو تو ایسی صورت میں خوب رگڑ دینے سے بھی کپڑا پاک ہو جاتا ہے، بشرطیکہ رگڑنے سے منی بالکل چھوٹ جائے۔

بعض احادیث میں پاک کرنے کا یہ طریقہ بھی آیا ہے اور یہ طریقہ صرف خشک منی کے لئے ہے لیکن

Marfat.com

ہمارے زمانہ میں چونکہ غذائیں خراب ہیں، مصنوعی گھی، چربی اور ملاوٹ کی چیزیں کھائی جاتی ہیں اس لئے ایسی گاڑھی منی آج کل عموماً نہیں ہوتی، لہٰذا ایسی صورت میں منی تر ہو یا خشک اس کو دھو کر ہی کپڑا پاک کرلیں۔

اس حدیث سے جہاں یہ ثابت ہوا کہ منی والا کپڑا دھو دینے سے پاک ہو جاتا ہے یہ بھی ثابت ہوا کہ عورت کو چاہئے کہ شوہر کی خدمت کرے، اس کے کپڑے دھوئے اور دوسری خدمت انجام دے۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ رسولِ اکرم ﷺ بن ٹھن کر باہر نکلنے کا خیال نہ فرماتے تھے، دیکھو! کپڑے سے ناپاک چیز دھوئی ہے، پانی کے نشان نظر آرہے ہیں، اور آپ ﷺ اسی کپڑے کو زیب تن فرما کر نماز پڑھانے کے لئے مسجد میں تشریف لے جاتے ہیں، آج کل کے لوگوں میں بناوٹ، تصنع، ظاہری ٹیپ ٹاپ اور فیشن بازی کا بہت خیال ہے، بہت سے کپڑے رکھنے پڑتے ہیں جس کی وجہ سے قرض دار بھی ہوتے ہیں، رشوت لیتے ہیں اور طرح طرح کی پریشانیوں میں پھنس جاتے ہیں۔ پھر یہ بات عجیب ہے کہ مخصوص رواجی کاٹ کا لباس اور چالو فیشن کی وضع داری اور چمک دمک کا خیال تو بہت زیادہ کرتے ہیں مگر پاکی کا خیال نہیں کرتے، یعنی نظافت کو دیکھتے ہیں طہارت کی طرف ذرا خیال نہیں لے جاتے۔ اس زمانے کے ٹیڈی سو دو سو روپے گز کا کپڑا پہن کر نکلتے ہیں، جس میں ذرا شکن ہو تو باہر نہ نکلیں، ظاہری ٹیپ ٹاپ اس قدر مگر پیشاب کر کے بلا استنجا یونہی کھڑے ہو جاتے ہیں، سینکڑوں روپے کے سوٹ میں کافی مقدار میں پیشاب بھی بھرا رہتا ہے۔ یہ نتیجہ ہے اپنے مشفق نبی کریم ﷺ کا اتباع چھوڑنے اور دشمنوں کی خو بو اختیار کرنے کا۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْ ذٰلِکَ.

گھی وغیرہ پاک کرنے کا طریقہ

(۲۵۹) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَقَعَتِ الْفَارَةُ فِی السَّمَنِ فَاِنْ کَانَ جَامِدًا فَاَلْقُوْهَا وَمَا حَوْلَهَا وَاِنْ کَانَ مَائِعًا فَلَا تَقْرَبُوْهُ. (رواہ احمد وابوداؤد ورواہ الدارمی عن ابن عباسؓ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب چوہا گھی میں گر جائے (اور گر کر مر جائے) اگر گھی جما ہوا ہے تو اس چوہے کو اور اس کے آس پاس کے گھی کو نکال ڈالو، اور اگر گھی پگھلا ہوا ہو تو تم اس کے قریب بھی نہ جاؤ۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۳۶۱ ج ۲ بحوالہ ابوداؤد)

تشریح:- اس حدیث میں یہ مسئلہ بیان کیا گیا ہے کہ اگر گھی جما ہوا ہو اور اس میں مرا ہوا چوہا گر جائے یا گر کر مر جائے تو اس چوہے کو اور اس کے آس پاس کے گھی کو پھینک دیا جائے، اور باقی گھی کو استعمال کر لیا جائے، کیونکہ جمے ہوئے گھی میں ناپاکی کا اثر زیادہ اندر نہیں پہنچے گا، اور اگر گھی جما ہوا نہ ہو اور اس میں مرا ہوا چوہا گر جائے یا گر کر مر جائے تو اس کا استعمال کرنا جائز نہیں ہے، جتنی جگہ میں مرا ہوا چوہا گرا ہے، وہ جگہ اور اس کے علاوہ سارا ہی گھی ناپاک ہو گیا۔ اس کے پاک کرنے کا طریقہ ابھی ہم لکھیں گے۔ اس سے پہلے یہ سمجھ لیں کہ گھی بطور مثال بتایا ہے اور چوہے کا ذکر بھی بطور مثال آ گیا ہے۔ گھی کی طرح اگر کوئی اور جمی ہوئی چیز ہو جیسے تیل، بناسپتی گھی، شیرہ، چربی وغیرہ اس کے اندر اگر مرا ہوا چوہا یا کوئی ناپاک چیز گر جائے تو جتنی جگہ میں وہ ناپاک چیز پڑی ہو اس جگہ اور

Marfat.com

اس کے آس پاس سے تھوڑا تھوڑا لے کر پھینک دیا جائے، اور باقی استعمال کرلیا جائے۔

اور اگر جمی ہوئی چیز نہ ہو بلکہ بہتی ہوئی چیز ہو تو اس طرح کچھ حصہ پھینک دینے سے پاک نہ ہوگا بلکہ اسے تین مرتبہ دھو کر پاک کیا جائے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ جس قدر تیل یا گھی ہو اس قدر یا اس سے زیادہ پانی ڈال کر پکایا جائے جب وہ پانی جل جائے تو پھر اسی قدر پانی ڈال کر پکایا جائے، جب دوسری مرتبہ ڈالا ہوا پانی بھی جل جائے تو تیسری بار پھر اسی قدر پانی ڈال کر پکایا جائے جب تیسری بار کا پانی بھی جل جائے تو تیل یا گھی جو بھی کچھ تھا پاک ہو جائے گا۔

اور ایک طریقہ یہ ہے کہ جتنا گھی یا تیل ہو اسی قدر پانی ڈال کر ہلاؤ، جب پانی اوپر آجائے تو اس کو کسی طرح اٹھالو، پھر اسی قدر پانی ڈال کر ہلاؤ جب پانی اوپر آجائے تو اس کو کسی طرح اٹھالو، پھر تیسری بار بھی ایسا ہی کرو، اس طرح سے گھی تیل پاک ہو جائے گا۔ اگر ناپاک ہو جانے کے بعد گھی تیل جم گیا ہے تو اس کو آگ پر رکھ دو تا کہ پگھل جائے اس کے بعد مذکورہ طریقہ سے پاک کرلو۔

حدیثِ بالا کے مضمون سے یہ مسئلہ بھی نکل آیا کہ اگر آٹا گوندھا ہوا رکھا ہو، اور اس میں کتا یا بندر منہ ڈال کر جھوٹا کردے تو جہاں اس کا منہ لگا ہے اگر اس جگہ سے تھوڑا تھوڑا سا نکال دیا جائے تو باقی آٹا استعمال کیا جاسکتا ہے۔

مسئلہ:- زندہ چوہا پانی یا گھی وغیرہ میں گر جائے تو ناپاک نہیں ہوگا، ہاں چوہے کا جھوٹا مکروہ ہے۔

کھال پاک کرنے کا طریقہ

(۲۶۰) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه قَالَ تُصُدِّقَ عَلٰی مَوْلَاةٍ لِمَیْمُوْنَةَ بِشَاةٍ فَمَاتَتْ فَمَرَّ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هَلَّا اَخَذْتُمْ اِهَابَهَا فَدَبَغْتُمُوْهُ فَانْتَفَعْتُمْ بِهٖ فَقَالُوْا اِنَّهَا مَیْتَةٌ فَقَالَ اِنَّمَا حُرِّمَ اَکْلُهَا. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُمّ المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باندی کو کسی نے صدقہ میں ایک بکری دے دی تھی، بعد میں وہ بکری مرگئی، حضور اقدس ﷺ کا ادھر سے گزر ہوا تو آپ ﷺ نے فرمایا تم نے اس کی کھال اُتار کر دباغت کر کے اپنے استعمال میں کیوں نہ لے لی۔ لوگوں نے عرض کیا کہ یہ مردار ہے (یعنی اپنی موت مری ہے، شرعی طریقہ پر ذبح نہیں کی گئی) آپ ﷺ نے فرمایا صرف اس کا کھانا حرام کیا گیا ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۵۲، از بخاری ومسلم)

تشریح:- انسانوں کے استعمال کے لئے اللہ جل شانہٗ نے بہت سی چیزیں پیدا فرمائی ہیں جن کے برتن وغیرہ بنالیتے ہیں، پھر ان برتنوں میں استعمالی چیزیں رکھتے ہیں، یہ چیزیں (جن سے برتن بناتے ہیں) معدنیات بھی ہیں، جیسے لوہا، تانبہ، پیتل، گلٹ وغیرہ اور درختوں کی لکڑیاں بھی، نیز مٹی اور پتھر سے بھی بہت سے برتن بنائے جاتے ہیں اور جانوروں کی کھالوں سے بھی تیار ہوتے ہیں، خصوصاً پانی بھرنے کے مشکیزے تو کھال ہی کے ہوتے ہیں، اور بہت سے علاقوں میں تیل کی کپیاں بھی کھال سے بناتے ہیں۔

جس حلال جانور کو شرعی طریقہ پر ذبح کرلیا جائے تو اس کی کھال اور گوشت اور چربی کے پاک ہونے میں کوئی شک نہیں، البتہ کھال میں اگر کسی جگہ گوبر یا پیشاب لگا ہوا ہو یا ذبح کرتے وقت خون لگ گیا ہو تو اس کو

Marfat.com

دھوڈالے اور شریعت کے مطابق ذبح کردہ جانور کی کھال کے لئے دباغت کی ضرورت نہیں ہے، وہ بغیر دباغت کے بھی پاک ہے اور اگر کوئی جانور بغیر ذبح کئے مر گیا خواہ اپنی موت مرا ہو خواہ اوپر سے گر کر موت آئی ہو یا لاٹھی اور بندوق سے مارا گیا ہو، اس کی کھال اور گوشت اور چربی ناپاک ہیں ایسے جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو سکتی ہے، البتہ گوشت اور چربی وغیرہ پاک نہیں ہو سکتے۔ مذکورہ بالا حدیث میں یہی مسئلہ ارشاد فرمایا ہے کہ اگر بکری وغیرہ ذبح شرعی کے بغیر مر جائے تو اس کی کھال کو دباغت دے کر کام میں لا سکتے ہیں، دباغت کے بعد اگر اس کا مشکیزہ بنالیا اور اس میں پانی بھر دیا تو وہ پانی ناپاک نہ ہوگا، اگر اس کھال کے موزے، دستانے، صدری، ٹوپی، کوٹ وغیرہ بنالیا اور ان چیزوں کے بدن پر ہوتے ہوئے نماز پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی۔

دباغت کا مطلب یہ ہے کہ کھال کو نمک یا کوئی مسالہ، ببول کا برادہ، مٹی وغیرہ لگا کر آلائش دور کر دی جائے اور اس کو سکھا دیا جائے، جس سے سڑنے سے محفوظ ہو جائے۔

مسئلہ:- جن جانوروں کا کھانا حرام ہے جیسے شیر، بھیڑیا، گیدڑ، بندر وغیرہ ان کی کھال بھی دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔

مسئلہ:- اگر ان جانوروں کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر کوئی مسلمان ذبح کر دے تب بھی اُن کی کھال پاک ہو جاتی ہے، اس صورت میں سکھانا، دوا لگانا پاک ہونے کے لئے شرط نہیں ہے، لیکن جس کا گوشت کھانا حرام ہے اس کا گوشت شرعی طور پر ذبح کرنے سے بھی حلال نہ ہوگا، البتہ اس طرح اس کی کھال پاک ہو جائے گی۔

مسئلہ:- سور کا ہر ہر جز و نجس ہے، اس کی کھال اور بال، ہڈی اور گوشت وغیرہ سب کچھ ناپاک ہے، دباغت سے بھی اس کی کھال پاک نہیں ہو سکتی۔

☆☆☆☆

Marfat.com

کتاب فضل الصّبر

وماجاء فی الاجر علی الآلام والاسقام

مصائب اور تکالیف پر صبر کرنے کی فضیلت اور جسمانی امراض پر صبر کرنے کا ثواب

(۲۶۱) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اُمِّ السَّائِبِ فَقَالَ مَالَکِ تُزَفْزِفِیْنَ قَالَتِ الْحُمّٰی لَا بَارَکَ اللّٰہُ فِیْھَا فَقَالَ لَا تَسُبِّی الْحُمّٰی فَاِنَّھَا تُذْھِبُ خَطَایَا بَنِیْ اٰدَمَ کَمَا یُذْھِبُ الْکِیْرُ خُبْثَ الْحَدِیْدِ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ ام السائب کے پاس تشریف لے گئے (یہ ایک صحابی خاتون تھیں) آپ ﷺ نے اُن کا حال دیکھ کر دریافت فرمایا تم کیوں کپکپا رہی ہو؟ کہنے لگیں بخار چڑھا ہوا ہے، اس کا ناس ہو، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا بخار کو برا نہ کہو کیونکہ یہ انسانوں کے گناہوں کو اس طرح دُور کر دیتا ہے جیسے لوہے کے میل کچیل کو (آگ کی) بھٹی دور کر دیتی ہے۔ (مشکوٰۃ ص ۱۳۵، از مسلم)

تشریح:- عورتوں کو کوسنے پیٹنے اور دنیا بھر کی چیزوں کو برا بھلا کہنے کی عادت ہوتی ہے، بچوں کو بھی کوستی رہتی ہیں، جانوروں تک کے بارے میں الٹے سیدھے الفاظ استعمال کرتی ہیں۔

حضرت اُمّ السائبؓ کو بخار چڑھا ہوتا تھا، رحمۃ للعالمین ﷺ نے اُن کی مزاج پرسی فرمائی اور حال معلوم کیا۔ انہوں نے عورتوں کی عادت کے مطابق کہہ دیا کہ بخار نے تکلیف دے رکھی ہے، خدا اس کا برا کرے۔

آنحضرت ﷺ کو یہ بات پسند نہ آئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بخار کو برا نہ کہو، کیونکہ اس نے کوئی خطاء نہیں کی، اور یہ مؤمن بندوں کا محسن بھی ہے کیونکہ بخار کی وجہ سے گناہ دُھل جاتے ہیں اور خطائیں دور ہو جاتی ہیں، جو چیز گناہ معاف کرانے کا ذریعہ ہو اس کو برا کہنا مؤمن کی شان نہیں ہے۔

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کی مجلس میں بخار کا ذکر ہوا، حاضرین مجلس میں سے کسی نے بخار کو برا کہہ دیا، اس شخص سے بھی آپ ﷺ نے یہی فرمایا کہ اسے برا بھلا نہ کہو کیونکہ یہ گناہوں سے ایسا صاف کرتا ہے جیسے آگ لوہے کا میل کچیل صاف کر دیتی ہے۔ (ابن ماجہ)

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک مریض کی عیادت کی (ان کو بھی بخار چڑھا ہوا تھا، آپ ﷺ نے اُن سے فرمایا کہ تم خوش ہو جاؤ، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ یہ بخار میری (پیدا کردہ مخصوص قسم کی) آگ ہے دنیا میں اپنے مؤمن بندوں پر مسلط کرتا ہوں تاکہ (گناہوں کی وجہ سے) قیامت کے دن جو آگ کا عذاب ہوتا ہے اس کے عوض یہ بخار کی تکلیف دنیا میں قائم مقام ہو جائے۔ (ابن ماجہ)

مرض کی صورت میں جو تکلیفیں مؤمن بندوں کو ہوتی ہیں بڑی مبارک ہیں، اللہ تعالیٰ سے تکلیف مانگنی

Marfat.com

تو نہ چاہئے لیکن اگر تکلیف آجائے تو بشاشت سے صبر کرو، عافیت کی دعا بھی کرتے رہو لیکن تکلیف کی وجہ سے اجر وثواب کی بھی پختہ امید رکھو، امراض گناہوں کے لئے کفارہ بن جاتے ہیں اور ثواب کی امید رکھنے سے مرض کی تکلیف ہلکی ہوجاتی ہے۔ مؤمن بندوں کی عجیب شان ہے، تندرست ہوتے ہیں تو خوب عبادت کرتے ہیں، بیمار ہوتے ہیں تو صبر کرکے ثواب پاتے ہیں اور بیماری گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے، اور چونکہ بیماری میں بہت بڑا فائدہ ہے اس لئے مؤمن بندہ کے حق میں بیماری مصیبت نہیں رہتی، فَاِنَّمَا الْمُصَابُ مَنْ حُرِمَ الثَّوَابَ، اور تکلیف کی وجہ سے جو اعمالِ صالحہ چھوٹ جاتے ہیں اُن کا ثواب بھی ملتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تکلیف والے بندوں کو قیامت کے دن ثواب ملنے لگے گا تو عافیت والے لوگ جو بیمار نہیں ہوتے تھے تمنا کریں گے کہ کاش دنیا میں ہماری کھالیں قینچیوں سے کاٹی جاتیں (تاکہ بہت زیادہ اجر وثواب کے مستحق ہوتے)۔ (ترمذی شریف)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے پاس حاضر ہوا، اُس وقت آپ ﷺ بخار میں مبتلا تھے، میں نے جو ہاتھ لگایا تو بہت شدت محسوس ہوئی، عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کو بہت سخت بخار آتا ہے؟ فرمایا ہاں میرا بخار تم میں سے دو آدمیوں کے بخار کے برابر ہوتا ہے، میں نے عرض کیا یہ اس وجہ سے ہے کہ آپ ﷺ کا ثواب دُوہرا ہے؟ فرمایا ہاں، اس کے بعد ارشاد فرمایا جس کسی مسلمان کو مرض یا اور کسی وجہ سے تکلیف پہنچے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کے ذریعہ سے اس کے گناہوں کو اس طرح مٹادیں گے جیسے درخت سے پتے گر جاتے ہیں۔ (بخاری ومسلم)

ایک حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مؤمن کی ایسی مثال ہے جیسے کھیتی کے پودوں کو ہوائیں جھکاتی چلی جاتی ہیں، کبھی گرادیتی ہیں کبھی سیدھا کردیتی ہیں (اسی طرح مؤمن بندہ کچھ نہ کچھ دُکھ تکلیف میں رہتا ہے) یہاں تک کہ اس کی موت آجائے، اور منافق کی مثال ایسی ہے جیسے سرو کا درخت جو اچھی طرح سے زمین میں ثابت اور راسخ ہو (ہوائیں اسے ہلاتی جھلاتی نہیں ہیں) یہاں تک کہ اُس کا اُکھڑنا دفعتاً ایک ہی بار ہوجاتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

مطلب یہ ہے کہ منافق کو چونکہ آخرت میں بخشنا نہیں ہے اس لئے اس کی خطاؤں کے بخشنے کے انتظام کی ضرورت نہیں، لہٰذا مرض بھیج کر اس کے گناہوں کا کفارہ نہیں کیا جاتا، زندگی بھر ٹھیک ٹھاک عیش و آرام مزے اور چین سے رہتا ہے، پھر جب آخرت میں عذاب ہوگا تو بہت ہی شدید ہوگا۔

ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا بلاشبہ مؤمن بندہ جب بیمار ہوجائے پھر اللہ تعالیٰ اس کو آرام دے دیں تو یہ اس کے گزشتہ گناہوں کا کفارہ ہوجاتا ہے، اور آئندہ کے لئے نصیحت ہوجاتی ہے (کہ گناہوں سے پرہیز کرے) اور جب منافق (کبھی کبھار) بیمار ہوتا ہے اور اس کے بعد عافیت پالیتا ہے تو (اس سے کوئی سبق نہیں لیتا) اس کی ایسی مثال ہے جیسے اونٹ کو اس کے مالکوں نے باندھ دیا، پھر چھوڑ دیا، اسے کچھ پتہ نہ چلا کہ مجھے انہوں نے کیوں باندھا اور پھر کیوں چھوڑا؟

مجلس میں یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! مرض کیا چیز ہے؟ میں تو کبھی بیمار ہی نہیں

Marfat.com

ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا تو ہمارے پاس سے اُٹھ جا کیونکہ تو ہماری جماعت میں سے نہیں ہے۔ (ابوداؤد شریف)

دیکھو! کیسی بڑی بات ہے، حضور اقدس ﷺ نے اس شخص کو فرمادیا کہ تو ہماری جماعت سے نہیں ہے، اس سے معلوم ہوا کہ دکھ تکلیف مؤمن کی خاص نشانی ہے، اور اس سے گھبرانا نہیں چاہئے اور بیماری کو برا کہنا اس وجہ سے بھی درست نہیں ہے کہ اس کے ذریعہ گناہ معاف ہوتے ہیں، اور اس وجہ سے بھی کہ مرض اللہ کا بھیجا ہوا ہے، جو تکلیف ہے اللہ کے حکم سے ہے، اس میں مرض اور مصیبت کا کیا قصور ہے؟ خالق کائنات جل مجدہٗ جو چاہے گا وہ ہوگا۔

(۲۶۲) وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ قَالَ قَالَ لِی ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا اَلَا اُرِیْکَ امْرَاَةً مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، قُلْتُ بَلٰی، قَالَ هٰذِهِ الْمَرْاَةُ السَّوْدَاءُ اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُصْرَعُ وَاِنِّیْ اَتَکَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ، فَقَالَ اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَکِ الْجَنَّةُ وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهَ اَنْ یُّعَافِیَکِ، فَقَالَتْ اَصْبِرُ فَقَالَتْ اِنِّیْ اَتَکَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ لَّا اَتَکَشَّفَ فَدَعَا لَهَا. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت عطاء رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کیا میں تمہیں ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں؟ میں نے عرض کیا ہاں (ضرور دکھایئے) اس پر انہوں نے ایک عورت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ (دیکھو) یہ کالے رنگ کی عورت ہے، (اس کے بارے میں جنتی ہونے کی بشارت ہے، قصہ اس کا یہ ہے کہ) یہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ مجھے (مرگی کا) دورہ پڑ جاتا ہے، اور اس دَورہ میں میرے اعضاءِ جسم سے کپڑا ہٹ جاتا ہے، اور اعضاء کھل جاتے ہیں، آپ ﷺ اللہ پاک سے دعا فرما دیجئے کہ میری یہ تکلیف دور ہو جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو صبر کرو، اور تمہیں اس کے عوض جنت ملے گی، اور اگر تم چاہو تو میں دعا کردوں گا کہ اللہ پاک تمہیں عافت دیدے، یہ سن کر انہوں نے کہا کہ میں صبر کرتی ہوں، آپ ﷺ یہ دعا فرمادیں کہ دَورے کے وقت میرے کپڑے نہ کھلا کریں، آپ ﷺ نے اس کے لئے اس امر کی دعا فرمادی۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۱۳۷، از بخاری ومسلم)

تشریح:- اس حدیث میں بھی یہی بات بتائی اور سمجھائی گئی ہے کہ امراض اور تکلیف مؤمن بندوں کے لئے نعمت ہیں، جو شخص مرد ہو یا عورت، تکلیف پر صبر کرلے اور مرض کی بے چینی کو سہہ لے اس کے لئے بڑے درجات ہیں۔ صحابی مرد اور عورتیں حضور اقدس ﷺ کی باتوں پر پختہ یقین رکھتے تھے، اور جنت مل جانے کو بڑی دولت سمجھتے تھے، اسی وجہ سے تو اس سیاہ فام عورت نے، جس کا حدیث شریف میں ذکر ہوا، جنت کی خوشخبری کا یقین رکھتے ہوئے صبر ہی کو اختیار کیا، اور حضور اقدس ﷺ سے عافیت کی دعا نہ کرانے کو ترجیح دی، البتہ اس دعا کی خواہش کی کہ دورہ کے وقت جسم نہ کھلا کرے، اِس زمانہ کے لوگ قرآن وحدیث کی تعلیمات سے دُور ہوتے جارہے ہیں اس لئے کوئی تکلیف آتی ہے تو بے صبری میں چیخ اُٹھتے ہیں، اور مرض پر صبر کرکے اجر وثواب لینے پر ذرا بھی ذہن نہیں لے جاتے۔

Marfat.com

حضرت یحییٰ بن سعیدؒ (تابعی) کا بیان ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی موجودگی میں ایک شخص کی وفات ہو گئی، ایک صاحب نے کہا کہ اس مرنے والے کے لئے مبارک ہو کہ مرض میں مبتلا ہوئے بغیر وفات پا گئے، یہ سن کر حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کیسی افسوسناک بات کہہ رہے ہو تمہیں پتہ نہیں اگر اللہ تعالیٰ اس کو مرض میں مبتلا فرماتے تو اس کے گناہوں کا کفارہ فرما دیتے۔ (اخرجہ مالک فی المؤطا مرسلا)

ایک حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کن لوگوں کو زیادہ تکلیف میں ڈالا جاتا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا سب سے زیادہ تکلیف میں حضرات انبیاء علیہم السلام مبتلا ہوتے ہیں، پھر اُن کے بعد جس قدر کوئی افضلیت کا حامل ہوتا ہے اسی قدر تکلیفوں میں مبتلا ہوتا ہے (پھر فرمایا) انسان اپنی دینی حیثیت کے مطابق مبتلا کیا جاتا ہے، اگر دین میں سخت ہے تو اس کی تکلیف اور سخت ہو جاتی ہے، اور اگر اپنے دین میں نرم یعنی ضعیف اور کمزور ہے تو اس کے لئے خدائے پاک کی طرف سے آسانی کر دی جاتی ہے، برابر اسی طرح تکلیفیں رہتی ہیں یہاں تک کہ یہ (دین سے وابستگی رکھنے والا) شخص زمین پر اس حال میں چلتا پھرتا ہے کہ اس پر تکلیفوں کی وجہ سے کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کے گناہوں کی سزا دنیا ہی میں موت سے پہلے دے دیتے ہیں اور جب کسی کو عذاب میں مبتلا کرنا مقصود ہوتا ہے تو دنیا میں اس کے گناہوں کی پاداش میں سزا نہیں دیتے اور سزا کو روک لیتے ہیں تاکہ قیامت کے دن پوری سزا دیں۔ (ترمذی)

نیز حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بڑا انعام، بڑی مصیبت کے ساتھ وابستہ ہے اور بیشک اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت فرماتے ہیں تو ان کو مصیبت میں مبتلا فرما دیتے ہیں، اس مصیبت پر جو خدائے پاک سے راضی رہا اس کے لئے اللہ کی رضا ہے اور جو ناراض ہوا اللہ بھی اس سے ناراض ہوگا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

(۲۶۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ اَوِ الْمُؤْمِنَةِ فِیْ نَفْسِهٖ وَمَالِهٖ وَوَلَدِهٖ حَتّٰی یَلْقَی اللّٰهَ تَعَالٰی وَمَا عَلَیْهِ مِنْ خَطِیْئَةٍ. (رواہ الترمذی، رواہ مالک نحوہ وقال الترمذی ھذا حدیث حسن صحیح)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مؤمن بندہ مرد ہو یا عورت برابر تکلیفوں میں مبتلا کیا جاتا ہے، اور یہ تکلیفیں اس کی جان میں اور مال میں اور اولاد میں آتی رہتی ہیں، ان تکلیفوں کی وجہ سے مؤمن بندہ اس حال میں ہو جاتا ہے کہ اس پر کوئی گناہ بھی باقی نہیں رہتا۔ (مشکوٰۃ، ص ۱۳۶، از ترمذی و مؤطا)

تشریح:- اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ تکلیفوں کی وجہ سے مؤمن کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے کوئی ضروری نہیں کہ اس کے لئے اس کے جسم میں ہی تکلیف پہنچے بلکہ اس کی جان کو جو تکلیف پہنچے اور اولاد کو جو تکلیف پہنچے اور مال میں جو نقصان پہنچے یہ سب گناہوں کا کفارہ ہے، اور یہ مؤمن کے حق میں اس اعتبار سے

Marfat.com

بہتر بھی ہے کہ صرف جسم ہی پر ساری تکلیفیں آتیں تو جینا دوبھر ہو جاتا، گناہوں کا کفارہ ہو جائے اور درجات بلند ہو جائیں اس کے لئے اللہ جل شانہٗ نے مصائب کو بانٹ دیا، کچھ جان میں، کچھ مال میں، کچھ اولاد میں تکلیفیں تقسیم کر دی گئیں۔

اور یہ بات بھی جاننی چاہئے کہ اولاد کے دُکھ درد پر اولاد کو ثواب اپنی جگہ ملتا ہے، اور بچوں کو جو تکلیف ہوتی ہے ماں باپ کو ان کا مستقل ثواب مل جاتا ہے۔ مؤمن بندہ کا کام یہ ہے کہ صبر و شکر کے ساتھ زندگی گزارتا رہے، تکلیف تو کافروں کو بھی پہنچتی ہے لیکن مؤمن اور کافر کی تکلیف میں زمین و آسمان کا فرق ہے، مؤمن اپنی تکلیف پر اجر و ثواب لیتا ہے اور آخرت میں بلند درجات پائے گا اور کافر کو جو تکلیف پہنچتی ہے اس کی وجہ سے اسے آخرت میں کچھ ملنے والا نہیں، گویا مسلمان کو تکلیف پہنچتی ہی نہیں، جس تکلیف کی آخرت میں قیمت مل گئی وہ کیا تکلیف ہے؟ دیکھو دنیا کمانے کے لئے مزدور اور کاشتکار اور تجارت پیشہ لوگ کتنی تکلیف اٹھاتے ہیں لیکن اس تکلیف کو خوشی سے سہتے ہیں، بلکہ تکلیف ہی نہیں سمجھتے کیونکہ اس کا نفع ملتا رہتا ہے۔

مؤمن کا ہر حال بہتر ہے، تکلیف میں صبر کرتا ہے تو اس کا بھی ثواب پاتا ہے اور آرام میں شکر کرتا ہے تو اس کا بھی ثواب ملتا ہے، غرضیکہ چت اور پٹ دونوں میں فائدے ہیں، جب یہ بات ہے تو مؤمن کو کسی حال میں ہراساں و پریشانی ہونے کا کوئی موقع نہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمان کو جو بھی کچھ دُکھ تکلیف، تھکن اور پریشانی، رنج اور کلفت اور گھٹن پہنچ جائے تو اس کے ذریعہ اللہ پاک اس کے گناہوں کا کفارہ فرما دیتے ہیں حتیٰ کہ اگر کانٹا بھی لگ جائے تو وہ بھی گناہوں کے معاف ہونے کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم)

اولاد کی موت پر صبر کرنے کا ثواب اور آخرت کا فائدہ

(۲۶۴) وَعَنْ اَبِیْ سعیدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ جَآءَتِ امْرَأَۃٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ذَھَبَ الرِّجَالُ بِحَدِیْثِکَ فَاجْعَلْ لَّنَا مِنْ نَّفْسِکَ یَوْمًا نَّاتِیْکَ فِیْہِ تُعَلِّمُنَا مِمَّا عَلَّمَکَ اللّٰہُ قَالَ اجْتَمِعْنَ فِیْ یَوْمِ کَذَا وَکَذَا فِیْ مَکَانِ کَذَا وَکَذَا فَاجْتَمَعْنَ فَاَتَاھُنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَعَلَّمَھُنَّ مِمَّا عَلَّمَہُ اللّٰہُ ثُمَّ قَالَ مَا مِنْکُنَّ امْرَأَۃٌ تُقَدِّمُ بَیْنَ یَدَیْھَا مِنْ وَّلَدِھَا ثَلٰثَۃً اِلَّا کَانَ لَھَا حِجَابًا مِّنَ النَّارِ فَقَالَتِ امْرَأَۃٌ مِّنْھُنَّ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَوِ اثْنَیْنِ فَاعَادَتْھَا مَرَّتَیْنِ ثُمَّ قَالَ وَاثْنَیْنِ وَاثْنَیْنِ وَاثْنَیْنِ. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں ایک صحابیہؓ حاضر ہوئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ کی باتیں مردوں نے خوب حاصل کر لیں (اور ہم محروم رہی جا رہی ہیں) لہٰذا اپنی طرف سے ایک دن ہمارے لئے مقرر فرما دیں، جس میں ہم آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ ﷺ اُن معلومات میں سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو عطا فرمائی ہیں ہم کو بتا دیں، یہ سن کر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا (اچھا) فلاں فلاں دن تم فلاں جگہ جمع ہو جانا، چنانچہ مقررہ

Marfat.com

دن اور جگہ پر صحابی عورتیں جمع ہو گئیں، اس کے بعد آنحضرت ﷺ وہاں تشریف لے گئے اور ان کو اللہ کے دیئے ہوئے علوم میں سے بہت کچھ بتایا، پھر فرمایا کہ تم میں جو عورت اپنی زندگی میں تین بچے پہلے سے آخرت میں بھیج دے گی (یعنی تین بچوں کی موت پر صبر کر لے گی) تو یہ بچوں کا پہلے سے چلا جانا اس عورت کے لئے دوزخ سے آڑ بن جائے گا، ان میں سے ایک عورت نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ اگر دو ہی بچوں کو آگے بھیجا ہو؟ (یعنی کسی عورت کے دو ہی بچے فوت ہوئے اور انہی پر صبر کرنے کا موقع ملا تیسرے کی موت کی نوبت ہی نہ آئی، تو) کیا دو بچوں پر صبر کرنے کا بھی یہی مرتبہ ہے؟ آنحضرت ﷺ ابھی تک جواب نہ دینے پائے تھے کہ اس نے یہی سوال پھر دہرا دیا، آنحضرت ﷺ نے فرمایا اور دو لڑکے بھیج دینے کا بھی یہی مرتبہ ہے، دو لڑکے بھیج دینے کا بھی یہی مرتبہ ہے، دو لڑکے بھیج دینے کا بھی یہی مرتبہ ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص ۱۵۳ از بخاری)

تشریح:- حدیثِ بالا سے معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ کے مبارک زمانہ میں عورتوں کو دینی معلومات حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب پہلے عورتیں جمع ہو گئیں، تب اس کے بعد حضور اکرم ﷺ تشریف لے گئے، عورتوں کی مجلس وعظ میں جب کوئی مرد بیان کرنے جائے تو اس کے لئے سنت طریقہ معلوم ہو گیا کہ جب سب عورتیں جمع ہو جائیں تب پہنچے، اس میں پردہ کا زیادہ اہتمام ہے کیونکہ واعظ کی نظر آنے والیوں پر نہ پڑے گی۔

اس حدیث میں تین بچوں اور دو بچوں پر صبر کرنے کا مرتبہ بتایا ہے، دوسری حدیثوں سے ثابت ہے کہ ایک بچہ پر صبر کرنا بھی دوزخ سے محفوظ ہونے کا ذریعہ ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ایسے تین بچے اپنے آگے بھیج دیئے جو بالغ نہیں ہوئے تھے تو یہ بچے اس کے لئے دوزخ سے حفاظت کرنے کے لئے مضبوط قلعہ بن جائیں گے۔ حضرت ابوذر صحابی رضی اللہ عنہ بھی وہیں موجود تھے انہوں نے عرض کیا میں نے تو دو ہی بچے آگے بھیجے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا دو بچے بھیجنے کا بھی یہی درجہ ہے، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے کہا جن کا لقب سید القراء ہے، کہ میں نے تو ایک ہی بچہ آگے بھیجا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ایک بچہ بھیجنے کا بھی یہی درجہ ہے (مشکوٰۃ شریف) آگے بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ بچہ ماں باپ کی زندگی میں اُن سے پہلے مر گیا۔

اور ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے بیشک گرا ہوا حمل بھی ناف کے ذریعہ اپنی ماں کو کھینچ کر جنت میں پہنچا دے گا، بشرطیکہ اس کی ماں نے اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب کی امید رکھی ہو۔ (مشکوٰۃ شریف)

بچوں کی محبت فطری امر ہے، ماں باپ کو بچہ سے بہت زیادہ محبت ہوتی ہے، اور خصوصاً ماں کی مامتا تو مشہور ہی ہے، بچہ کی ذرا سی تکلیف نہیں دیکھ سکتی، اگر بچہ مر جائے تو ماں کا برا حال بن جاتا ہے اور اس کے دل کو سخت صدمہ ہوتا ہے، اس وقت ساری خوشیاں مٹی ہو جاتی ہیں، اسی لئے ماں باپ کے صبر کرنے کا بہت بڑا مرتبہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جب میں اپنے

Marfat.com

بندہ کے پیارے کو اٹھالوں اور وہ اس پر ثواب کا یقین کرے تو اس کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔ (بخاری شریف)

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا جب بندہ کا کوئی بچہ فوت ہو جائے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتے ہیں کہ کیا تم نے میرے بندہ کے بچہ کو قبض کر لیا ہے؟ وہ عرض کرتے ہیں، ہاں! ہم نے ایسا کیا، پھر فرماتے ہیں کیا تم نے اس کے دل کا پھل لے لیا؟ وہ عرض کرتے ہیں جی ہاں! پھر اللہ تعالیٰ دریافت فرماتے ہیں (حالانکہ ان کو سب کچھ معلوم ہے) کہ میرے بندہ نے کیا کہا؟ وہ عرض کرتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ط کہا اور اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ ط پڑھا، اللہ تعالیٰ شانہٗ فرماتے ہیں میرے بندہ کے لئے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اس کا نام بَيْتُ الْحَمْد رکھ دو۔ (مشکوٰۃ از احمد و ترمذی)

حضرت قرۃ مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں اپنے بچہ کو لے کر آیا کرتے تھے، آپ ﷺ نے اُن سے پوچھا کیا تم اس بچہ سے (بہت زیادہ) محبت کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! اللہ آپ ﷺ سے بھی ایسی محبت کرے جیسا میں اس سے محبت کرتا ہوں (یہ انہوں نے اپنی سمجھ کے مطابق کہا)، پھر ایک بار آپ ﷺ نے دیکھا کہ ان کا بچہ ساتھ نہیں ہے، لوگوں سے پوچھا ان کا بچہ کیا ہوا؟ عرض کیا وہ فوت ہو گیا، آپ ﷺ نے ان سے فرمایا کیا تم یہ پسند کرتے ہو کہ تمہارا بچہ تم کو جنت کے ہر دروازہ پر انتظار کرتا ہوا ملے؟ (مطلب یہ ہے کہ تم نے جو صبر کیا ہے اس کا بدلہ اس طرح سے ملے گا کہ جنت کے جس دروازہ سے داخل ہونا چاہو گے بچہ کو استقبال کے لئے موجود پاؤ گے) ایک شخص نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا یہ بات اسی شخص کے لئے خاص ہے یا ہم سب کے لئے ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تم سب کے لئے ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

ادھورا بچہ ماں باپ کو جنت میں لے جانے کیلئے جھگڑا کرے گا

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ بلاشبہ ادھورا گرا ہوا بچہ (بھی) اپنے رب سے جھگڑا کرے گا جبکہ اس کے والدین دوزخ میں داخل کر دیئے گئے ہوں گے، اس بچہ سے کہا جائے گا کہ اے ادھورے بچے! جو اپنے رب سے جھگڑ رہا ہے اپنے ماں باپ کو جنت میں داخل کر دے، لہٰذا وہ اپنے ناف کے ذریعہ کھینچتا ہوا ان کو جنت میں داخل کر دیگا۔ (ابن ماجہ)

اپنے کسی عزیز کی موت پر صبر کر لینا اور اللہ سے ثواب کی امید کر لینا تو بڑے مرتبہ والا کام ہے، لیکن کسی مصیبت زدہ کو تسلی دینا بھی بڑے مرتبہ کی بات ہے۔

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ عَزّٰى ثَكْلٰى كُسِيَ بُرْدًا فِي الْجَنَّةِ "یعنی جس نے کسی ایسی عورت کو تسلی دی جس کا بچہ گم ہو گیا ہو یا مر گیا ہو تو اس کو جنت میں چادریں پہنائی جائیں گی" یعنی جنت میں داخل ہو کر یہ شخص وہاں کے لباس سے متمتع ہوگا۔ (ترمذی) جَعَلَنَا اللّٰهُ مِنْهُمْ.

فائدہ:— یہاں تک جو متعدد احادیث کا ترجمہ لکھا گیا اس سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے لئے دنیاوی تکالیف اور مصائب، امراض و آلام سب نعمت ہیں ان کے ذریعہ گناہ معاف ہوتے ہیں درجات بلند ہوتے ہیں اور

Marfat.com

گناہوں کا کفارہ ہوجانے کی وجہ سے برزخ اور روز قیامت کے عذاب سے حفاظت ہوجاتی ہے۔ مؤمن بندوں پر لازم ہے کہ صبر وشکر کے ساتھ ہر حال کو برداشت کرتے چلیں اور اللہ تعالیٰ سے ثواب کی بہت زیادہ پختہ امید رکھیں اور یقین جانیں کہ ہمارے لئے صحت وعافیت بھی خیر ہے اور دکھ تکلیف بھی بہتر ہے۔ اصل تکلیف تو کافر کی تکلیف ہے، تکلیف بھی پہنچی اور ثواب بھی نہ ملا۔ مؤمن کی تکلیف تکلیف نہیں ہے۔ اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ مصیبت وتکلیف اور مرض کی دعا کریں یا شفاء کی دُعا نہ مانگیں کیونکہ جس طرح صبر میں ثواب ہے شکر میں بھی ثواب ہے، سوال تو عافیت ہی کا کریں اور کرتے رہیں اور تکلیف پہنچ جائے تو صبر کریں۔

بہت سے لوگ جو آرام وراحت اور دکھ تکلیف کی حکمت اور اس بارے میں قانونِ الٰہی کو نہیں جانتے بے تکی باتیں کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ جہان کی ساری مصیبتیں مسلمان قوم ہی پر آپڑتی ہیں، کبھی کہتے ہیں کہ کافروں کو محلات وقصور اور مسلمان کو صرف وعدۂ جزاء، کبھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے غیروں کو خوب نوازا ہے اور اپنوں کو فقر وفاقہ اور دوسری مصیبتوں میں رکھا ہے حالانکہ اپنا ہونے ہی کی وجہ سے مسلمانوں کو تکالیف میں مبتلا فرمایا جاتا ہے تاکہ اُن کے گناہ معاف ہوں، درجات بلند ہوں اور آخرت میں گناہوں پر سزا نہ ہو، درحقیقت یہ بہت بڑی مہربانی ہے کہ دنیا کی تھوڑی بہت تکلیف میں مبتلا کر کے آخرت کے عذابِ شدید سے بچادیا جائے اور کافروں کو چونکہ آخرت میں کوئی نعمت نہیں ملنی، کوئی آرام نصیب نہیں ہونا بلکہ ان کے لئے صرف عذاب ہی عذاب ہے اس لئے ان کو دنیا زیادہ دے دی جاتی ہے اور اُن پر مصیبتیں کم آتی ہیں، اگر کسی کافر نے خدمتِ خلق وغیرہ کا کوئی کام کیا ہے تو اس کا عوض اسی دنیا میں دے دیا جاتا ہے تاکہ آخرت میں اُسے ذرا سی خیر اور معمولی سا آرام بھی نہ ملے اور ابدالآباد ہمیشہ دوزخ میں رہے، **اولئک قوم عجلت لهم طيّباتهم فی الحيوة الدنيا، وفی رواية اما ترضی ان تكون لهم الدنيا ولنا الاخرة قاله النبی صلی اللّٰه تعالٰی عليه وسلم لعمر بن الخطابؓ كما عند البخاری و مسلم.**

بچہ کی موت پر رنج ہونا اور آنسو آجانا خلافِ صبر نہیں ہے

(۲۶۵) وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُمَا قَالَ اَرْسَلَتِ ابْنَةُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِ اَنَّ اِبْنًا لِّیْ قُبِضَ فَاْتِنَا فَاَرْسَلَ يُقْرِئُ السَّلَامَ وَيَقُوْلُ اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰی وَكُلٌّ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ فَاَرْسَلَتْ اِلَيْهِ تُقْسِمُ عَلَيْهِ لَيَاْتِيَنَّهَا فَقَامَ وَمَعَهٗ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ وَاُبَیُّ بْنُ كَعْبٍ وَزَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ وَرِجَالٌ فَرُفِعَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِیُّ وَنَفْسُهٗ تَتَقَعْقَعُ فَفَاضَتْ عَيْنَاهُ فَقَالَ سَعْدٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هٰذَا فَقَالَ هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ فِیْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ فَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور ﷺ کی صاحبزادی (حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا) نے آپ ﷺ کی خدمت میں خبر بھیجی کہ میرا بیٹا مرنے کے قریب ہے، آپ ﷺ تشریف لائیے، آپ نے جواب میں سلام کہلوایا اور یہ پیغام بھجوایا کہ بیشک اللہ جو کچھ لے وہ اسی کا ہے، اور جو کچھ دے وہ بھی

Marfat.com

اسی کا ہے، اور ہر چیز کے لئے اس کے یہاں وقت مقرر ہے، لہٰذا صبر کرنا چاہئے اور ثواب کی پختہ امید رکھیں، آپ ﷺ کی صاحبزادی نے دوبارہ قسم دے کر پیغام بھیجا کہ ضرور یہی تشریف لائیں، آپ ﷺ روانہ ہوئے اور آپ ﷺ کے ہمراہ سعد بن عبادہؓ، معاذ بن جبلؓ، ابی بن کعبؓ، زید بن ثابتؓ اور دیگر چند حضرات تھے، جب آپ ﷺ وہاں پہنچے تو بچہ آپ ﷺ کے ہاتھوں میں دے دیا گیا جو جان کنی کے عالم میں تھا، بچہ کی حالت خود دیکھ کر آپ ﷺ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ حضرت سعد بن عبادہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ کیا بات ہے؟ (آپ ﷺ رو رہے ہیں؟) آپ ﷺ نے فرمایا یہ رونا اس صفتِ رحمت کی وجہ سے ہے جو اللہ پاک نے اپنے بندوں کے دلوں میں پیدا فرمائی ہے، اور اللہ تعالیٰ رحم کرنے والوں پر رحم فرماتا ہے۔ (مشکوٰۃ، ص ۱۵۰، از بخاری و مسلم)

تشریح:- حضور اقدس ﷺ نے اوّل تو اپنی صاحبزادی کو پیغام بھیجا کہ بچہ کی وفات پر صبر کریں اور اللہ پاک کی طرف سے ملنے والے اجر و ثواب کا پختہ یقین رکھیں اور ساتھ ہی ساتھ صبر دلانے والا مضمون بھی بتایا کہ بندہ کو کوئی چارہ نہیں، نہ کوئی دم مارنے کی مجال ہے، اللہ نے جو کچھ دیا وہ اسی کی ملکیت ہے اور جو کچھ اس نے واپس لیا وہ بھی اسی کا ہے، اگر دینے والا اپنی چیز واپس لے لے اس میں کسی کو اعتراض کا کیا موقع ہے، خصوصاً جبکہ لینے والا اپنی ہی چیز لے رہا ہے، اور لینے کے ساتھ بہت بڑے اجر و ثواب کا وعدہ بھی فرما رہا ہے، خواہ مخواہ بے صبری کر کے اپنا ثواب کھونا اور خدائے پاک کو ناراض کرنا بہت بڑی نادانی ہے، جب آپ ﷺ کی صاحبزادی نے دوبارہ پیغام بھیجا اور قسم دلائی تو آپ ﷺ تشریف لے گئے، بچہ کو اٹھایا تو مبارک آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے یہ کیفیت دیکھ کر حضرت سعد بن عبادہؓ کو تعجب ہوا اور بے ساختہ بول پڑے کہ یا رسول اللہ آپ ﷺ رو رہے ہیں؟ حالانکہ آپ ﷺ تو صبر کی تلقین فرماتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا یہ رونا آجانا غیر اختیاری امر ہے جو رحم دل ہونے کی دلیل ہے اس پر نہ مواخذہ ہے نہ یہ خلافِ صبر ہے۔

اختیاری چیزوں پر گرفت ہے:- اصل بات یہ ہے کہ شریعت میں ان چیزوں پر پکڑ ہے جو بندہ کے اختیار میں ہوں اور جو چیز اختیار میں نہ ہو اس پر گرفت نہیں ہے۔ آنکھوں میں آنسوؤں کا آجانا بندہ کے اختیار میں نہیں ہے۔ اس پر نہ گرفت ہے نہ یہ بے صبری میں شمار ہے، ہاں زبان کو استعمال کرنا چونکہ امر اختیاری ہے اس لئے اس پر گرفت ہو جاتی ہے، اگر اللہ تعالیٰ پر اعتراض کیا جائے، کفریہ کلمات بکے جائیں اور جاہلانہ باتیں زبان سے نکالی جائیں تو اس پر مواخذہ ہے، اور اللہ پر اعتراض کرنے اور کفریہ کلمات بکنے سے کفر عائد ہو جاتا ہے۔

بے صبر جاہلوں اور صحافیوں کی باتیں:- بعض لوگ کہتے ہیں کہ خدا کو میرا ہی بچہ لینا تھا اور کوئی نہ ملا، خدا نے مجھ پر ظلم کیا، فلاں شخص کو قدرت کے سفاک ہاتھوں نے ایسے وقت میں ہم سے چھین لیا جبکہ ہم کو اس کی بہت زیادہ ضرورت تھی، یہ تو تعزیت کے لکھنے والے مضامین لکھنے والے پڑھے لکھے جاہل اخبارات اور جرائد میں لکھ جاتے ہیں، بعض عورتیں شوہر یا اولاد کی موت پر کہتی ہیں کہ اے اللہ تو نے یہ کیا کیا؟ میں اب کیا کروں گی؟ مجھے پہلے موت کیوں نہ دی؟ العیاذ باللہ یہ سب جاہلانہ باتیں ہیں، جن سے ایمان جاتا رہتا ہے،

Marfat.com

مؤمن کا کام تو یہ ہے کہ جو مصیبت پہنچے صبر کرے اور ہر حال میں اللہ سے راضی رہے اور مصیبت پر آخرت کے ثواب کی پختہ امید رکھے۔

منہ پیٹنے اور گریبان پھاڑنے پر وعید:- کسی کے مرجانے پر منہ پیٹنا، کپڑے پھاڑنا، شور مچانا، گریبان چاک کرنا یہ سب سخت منع ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا لَیْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُیُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَی الْجَاهِلِیَّةِ، "یعنی وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے جو کسی مصیبت پر اپنے منہ پر طمانچے مارے، گریبان پھاڑے اور جاہلیت کی دہائی دے" (بخاری و مسلم) یعنی ایسے الفاظ زبان سے نکالے جن کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔

ایک مرتبہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ لَا یُعَذِّبُ بِدَمْعِ الْعَیْنِ وَلَا بِحُزْنِ الْقَلْبِ وَلٰکِنْ یُّعَذِّبُ بِهٰذَا اَوْ یَرْحَمُ. (بخاری و مسلم)

"یعنی اللہ تعالیٰ آنکھ کے آنسوؤں اور دل کے غم پر عذاب نہیں دیتا بلکہ زبان کے سبب سے عذاب دیتا ہے، یا رحم فرماتا ہے"۔

مطلب یہ ہے کہ زبان سے خلاف شرع جو کلمات نکلیں اُن پر گرفت ہے، اور اگر زبان سے مثلاً انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھا یا کوئی اور خیر کا کلمہ نکلا تو یہ باعث رحمت ہے۔

حضور ﷺ کے ایک صاحبزادہ کا واقعہ:- حضور اقدس ﷺ اپنے صاحبزادہ حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی جان کنی کے وقت تشریف لائے، اُس وقت آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ عام لوگ تو بچوں کی موت پر روتے ہی ہیں بھلا آپ ﷺ بھی رونے لگے؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ طبعی رحمت ہے (جو اللہ پاک نے دل میں رکھی ہے) پھر فرمایا کہ بیشک آنکھ اشکبار ہے اور دل اندوہ گیں ہے، یعنی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور دل غمزدہ ہے اور زبان سے ہم وہی کہتے ہیں جس سے ہمارا رب راضی ہو، پھر فرمایا اے ابراہیم! تمہاری جدائی سے ہم کو رنج ہے۔ (بخاری و مسلم)

کسی کی موت پر نوحہ باعثِ لعنت ہے

(۲۶۶) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ النَّائِحَةَ وَالْمُسْتَمِعَةَ. (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والی پر اور جو دھیان دے کر نوحہ سننے والی ہو اس پر (یعنی دونوں پر) لعنت بھیجی ہے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۱۵۱، از ابوداؤد)

تشریح:- جیسا کہ سابق حدیث کی تشریح سے معلوم ہوا کہ کسی کی موت پر بے اختیار آنکھوں سے آنسو آجانا اور دل کا رنجیدہ ہونا مواخذہ اور پکڑ کی بات نہیں ہے لیکن زبان سے جاہلیت کی باتیں نکالنا اور خدائے پاک پر اعتراض کرنا اور اپنے اختیار سے بلند آوازیں نکالنا، چیخنا چلانا، شور مچانا، کپڑے پھاڑنا، اسلام میں ان چیزوں کی بالکل گنجائش نہیں ہے۔

Marfat.com

اس حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے نوحہ کرنے والی عورت پر لعنت فرمائی ہے اور اس عورت پر بھی لعنت فرمائی جو نوحہ سننے کا ارادہ کرے اور اس کو پسند کرے۔

نوحہ کرنے کا یہ مطلب ہے کہ کسی مرنے والے پر روئے اور اس کی خوبیوں کو شمار کرائے، اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ مطلقاً آواز کے ساتھ رونے کو نوحہ کہا جاتا ہے۔

عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ عزیز قریب، شوہر اور اولاد کی موت پر نوحہ کرتی ہیں، چیخنا چلانا، شور مچانا، میت کو خطاب کرنا اور یہ کہنا کہ ہائے میرے پیارے، اے میرے جوان، اے بیٹا، تو کہاں گیا! مجھے کس پر چھوڑا! تو ایسا تھا ویسا تھا، اور اس طرح کی بہت سی باتیں پکار پکار کر بیان کرنا اور رونا پیٹنا، مہینوں تک کے لئے اُن کا مشغلہ بن جاتا ہے، اور بعض علاقوں میں سالہا سال تک یہ سلسلہ چلتا ہے، یہ باتیں سخت ممنوع ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے نوحہ کرنے والی پر لعنت فرمائی اور ساتھ ہی نوحہ سننے والی پر بھی کیونکہ نوحہ کرنے والی کا نوحہ سننے کے لئے جو عورتیں جمع ہوں وہ نوحہ کرنے کا سبب بنتی ہیں، عموماً نوحہ کرنے والی عورت تنہائی میں نوحہ نہیں کرتی ہے۔

جاہلیت کی رسموں کی اسلام میں کوئی گنجائش نہیں:- اسلام سے پہلے عرب میں دستور تھا کہ عورتوں میں نوحہ کا ادلا بدلہ چلتا تھا، کسی کے مرنے پر کوئی عورت مرنے والے کے گھر آئی اور وہاں رو پیٹ کر چلی گئی، پھر جب رونے والی کے گھر میں کوئی مرا تو اس گھر کی عورتیں آ کر اس کے ہاں روتی تھیں، جس گھر میں جا کر یہ عورت رو کر آئی تھی، جب ایک عورت دوسری عورت کے گھر رونے کے لئے جاتی تھی تو گھر والی عورتیں اور یہ پہنچنے والی عورت سب مل کر روتی تھیں، اسی طرح سے باہر سے آ کر رونے والی کا عمل گھر والوں کی رونے والی کا معاون ہو جاتا تھا، اور اس عمل کا نام اِسعاد رکھتے تھے۔

حضور اقدس ﷺ نے عورتوں سے بیعت لیتے ہوئے یہ بھی بیعت لی تھی کہ نوحہ نہ کریں گی۔ ایک مرتبہ جب آپ ﷺ یہ بیعت لینے لگے تو عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! زمانہ جاہلیت میں بہت سی عورتوں نے ہمارے نوحہ میں مدد دی ہے تو کیا اس کی گنجائش ہے کہ ہم بھی اُن کے رنج کے موقع پر نوحہ کر کے ان کی مدد کریں۔ آپ ﷺ نے فرمایا **لَا اِسْعَادَ فِی الْاِسْلَامِ**، یعنی اسلام میں نوحہ کرنے والی کی مددگاری کی کوئی گنجائش نہیں۔ (نسائی شریف)

بین کر کے رونے کا وبال:- بعض روایات میں ہے کہ میت کو اس کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے عذاب دیا جاتا ہے (بخاری و مسلم) اس کے بارے میں علماء کرام نے فرمایا ہے کہ یہ عذاب اُن لوگوں کو ہوتا ہے جو یہ وصیت کر جاتے ہیں کہ ہمارے مرنے پر نوحہ کرنا، جیسا کہ اہل عرب کی عادت تھی، وصیت کرنے والا چونکہ گناہ کی ترغیب دینے والا بن گیا اس لئے موت کے بعد عذاب میں مبتلا ہونا قرین قیاس ہے، اور بعض علماء نے فرمایا ہے کہ عذاب کا مطلب یہ ہے کہ جب عورت پکارتی ہے تو ایسا تھا اور ایسا تھا، تو فرشتے اس مرنے والے سے سوال کرتے جاتے ہیں، کیا تو ایسا ہی ہے جیسا کہ تیرے گھر والے کہتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ مرنے والوں کو رو کر اپنی محبت کی ریاکاری اور بھڑاس نکالنے کے بجائے مرنے والے کا

Marfat.com

خیال کرنا چاہئے کیونکہ جب اس کے اوصاف بیان کر کے رویا جائے گا اور اس سے فرشتے پوچھیں گے کیا تو ایسا ہی ہے؟ تو اس سے اس کو تکلیف ہوگی، عرب میں یہ بھی رواج تھا کہ جنازہ کے ساتھ رونے والی عورتیں جایا کرتی تھیں، حضور اقدس ﷺ نے اس سے بھی منع فرمایا (کمافی سنن ابن ماجہ، ص ۱۱۳)

نوحہ مردوں کے لئے بھی ممنوع ہے:- نوحہ کرنا مرد و عورت سب کے لئے ممنوع ہے۔ حدیث شریف میں عورتوں کا ذکر خصوصیت سے اس لئے فرمایا کہ یہ مشغلہ زیادہ عورتیں ہی کرتی ہیں (قال علی القاری وخص النائحة لان النوحة یکون من النساء غالبًا) نوحہ کے بارے میں جو سخت ممانعت اور لعنت کی وعید وارد ہوئی اس سے واقف ہونے کے باوجود افسوس ہے کہ چودہ سو سال گزرنے کے باوجود حضرت حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے ذکر کے نام سے سالانہ نوحہ کیا جاتا ہے، گلی کوچوں میں، بازاروں میں مل کر اور گا گا کر نوحہ پڑھتے ہیں، بعض شاعروں نے نوحہ جات کے نام سے کتابیں لکھ دی ہیں، اور رُلانے والے اشعار جمع کر دیئے ہیں، ان کتابوں کو مل جل کر پڑھتے ہیں اور روتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ثواب کا کام کرتے ہیں حالانکہ سخت گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں۔

رونے کے لئے جمع ہونا غیر اسلامی فعل ہے:- کسی مصیبت پر بے ساختہ رونا آ گیا، تو یہ امر طبعی ہے جس میں انسان معذور ہے، لیکن رونے کے لئے جمع ہونا، اس کے لئے مجلسیں منعقد کرنا اور رونے رلانے والے اشعار پڑھ کر رنج تازہ کرنا اور رونے کو اپنے اوپر مسلط کرنا اسلام میں اس کی کوئی گنجائش نہیں۔ روافض کا تو دین ہی اس قدر ہے کہ محرم الحرام کی دس تاریخ کو رو پیٹ لیا کریں، لیکن افسوس ہے کہ بہت سے سنی مسلمان بھی اُن کے ہمنوا ہو جاتے ہیں، کوئی تو جہالت کی وجہ سے ثواب سمجھ کر اور کوئی ان کی مجلسوں میں روزانہ شرکت پر مقررہ اُجرت ملنے کی خاطر شریک ہوتا ہے، یہ سب گناہ ہے، اَعَاذَنَا اللّٰہُ مِنْ ذٰلِکَ. حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت کا دعویٰ اور ان کے نانا جان فخر عالم ﷺ کی نافرمانی؟ (جن کی وجہ سے حضرت حسین رضی اللہ عنہ سے محبت ہے) یہ کیسی الٹی منطق ہے؟ اور نافرمانی بھی محبت کے عنوان سے؟ یہ مزید حماقت ہے۔

نوحہ کرنے والی کو آخرت میں عذاب

(۲۶۷) وَعَنْ اَبِیْ مَالِکِ نِ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلنَّائِحَۃُ اِذَا لَمْ تَتُبْ قَبْلَ مَوْتِھَا تُقَامُ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ وَعَلَیْھَا سِرْبَالٌ مِّنْ قَطِرَانٍ وَّدِرْعٌ مِنْ جَرَبٍ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ نوحہ کرنے والی عورت موت سے پہلے توبہ نہ کرلے گی تو قیامت کے دن اس حال میں کھڑی کی جائے گی کہ اس کے بدن پر ایک کرتہ قطران کا ہوگا اور ایک کرتہ کھجلی کا ہوگا۔ (مشکوٰۃ، ص ۱۵۰، از مسلم)

تشریح:- اس حدیث میں نوحہ کرنے والی عورت کی سزا کا ذکر ہے جو قیامت کے دن اس کو دی جائے گی، اس کے بدن پر ایک کرتہ کھجلی کا ہوگا یعنی اس کے بدن پر کھجلی ہی کھجلی ہوگی، جیسے سر سے پاؤں تک کپڑا اوڑھ لیا جائے اور دوسرا کرتہ اس کھجلی پر قطران کا ہوگا، عرب میں قطران ایک درخت کا پانی ہوتا تھا جسے کھجلی والے

Marfat.com

بدن پر لگاتے تھے، اس کی خاصیت تیزاب جیسی تھی، جس سے کھجلی جل جاتی تھی اور جل کر آرام آجاتا تھا۔ نوحہ کرنے والی عورت کے جسم پر قیامت کے دن اوّل تو کھجلی مسلط کی جائے گی، گویا کرتہ کی جگہ کھجلی کا لباس ہوگا، پھر اس کھجلی پر قطران ملا ہوا ہوگا جس کی وجہ سے بہت سخت تکلیف ہوگی، جس کا اندازہ کرنے کے لئے یوں خیال کرلو کہ دنیا میں جب کسی کا درد اچھا نہیں ہوتا تو اس پر تیزاب لگا دیتے ہیں، یا لہسن پیس کر مل دیتے ہیں، اس سے جو تکلیف ہوتی ہے بیان سے باہر ہے، اور یہ تکلیف دنیا میں ہوتی ہے، آخرت کی تکلیف دنیا کی تکلیفوں سے کہیں زیادہ ہے (العیاذ باللہ) پھر دنیا میں جو تیزاب یا لہسن لگا کر داد جلاتے ہیں تو اس سے درد اچھا ہو جاتا ہے لیکن آخرت میں چونکہ عذاب دینا مقصود ہوگا اس لئے قطران کے ملنے سے کھجلی جانے کی نہیں بلکہ برابر شدید تکلیف ہوتی رہے گی۔ بہنو! نوحہ کرنے سے توبہ کرو اور آخرت کی فکر کرو تاکہ وہاں عذاب نہ ہو۔

صبر کی اہمیت اور فضیلت اسی وقت ہے جبکہ مصیبت کے وقت ہو

(۲۶۸) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِامْرَأَۃٍ تَبْکِیْ عِنْدَ قَبْرٍ فَقَالَ اتَّقِی اللّٰہَ وَاصْبِرِیْ قَالَتْ اِلَیْکَ عَنِّیْ فَاِنَّکَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِیْبَتِیْ وَلَمْ تَعْرِفْہُ فَقِیْلَ لَھَا اِنَّہُ اَلنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَتَتْ بَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَہٗ بَوَّابِیْنَ فَقَالَتْ لَمْ اَعْرِفْکَ فَقَالَ اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَۃِ الْاُوْلٰی. (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ (ایک مرتبہ) رسولِ اکرم ﷺ کا ایک عورت پر گزر ہوا، وہ ایک قبر کے پاس رو رہی تھی، آپ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈر اور صبر کر، اس عورت نے آپ ﷺ کو پہچانا نہیں (اور ایک عام آدمی سمجھ کر) کہنے لگی کہ ہٹو مجھے چھوڑ دو، کیونکہ تمہیں وہ مصیبت نہیں پہنچی ہے جو مجھے پہنچی ہے (اسی لئے نصیحت کر رہے ہو، اگر تمہیں ایسی مصیبت پہنچتی تو پتہ چلتا کیسی مصیبت ہے) اس کے بعد (آپ ﷺ تشریف لے گئے اور) اس عورت سے کسی نے کہا کہ (تجھے معلوم ہے کس کو تو نے بے ڈھنگا جواب دیا ہے؟) آپ نبی کریم ﷺ تھے، یہ سن کر وہ عورت بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئی، دروازہ پر پہنچی تو وہاں دربان (چوکیدار) نہ پائے (حالانکہ اس کو خیال تھا کہ آپ ﷺ بہت ٹھاٹ باٹ سے رہتے ہوں گے اور آپ ﷺ کے دروزہ پر بادشاہوں کی طرح دربان ہوں گے، یہ دیکھ کر حیرت میں رہ گئی کہ سید الخلائق ﷺ کی کیسی سادہ زندگی ہے) کہنے لگی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ کو پہچانی نہیں (اس لئے ایسا جواب دے دیا) آپ ﷺ نے فرمایا (اصلی) صبر وہی ہے جو تازہ تازہ مصیبت کے موقع پر ہو (کیونکہ وقت گزر جانے پر خود ہی صبر آجاتا ہے) (مشکوٰۃ، ص ۱۵۰، از بخاری ومسلم)

تشریح:- اس حدیث میں ایک خاص نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے اور وہ یہ کہ قرآن وحدیث میں جو صبر کرنے کی فضیلت وارد ہوئی ہے اس سے وہ صبر مراد ہے جو مصیبت اور تکلیف کے وقت ہو، نیا نیا حادثہ ہو، ابھی ابھی کسی عزیز کی موت ہوئی ہے یا رقم کھو گئی ہے، دل رنجیدہ ہے، اس وقت ہم نے صبر کر لیا تو اِس صبر کی قیمت ہے، اور بہت بڑی فضیلت ہے، بلکہ حقیقت میں صبر ہی وہ ہے جو دل دکھا ہوا ہونے کے وقت ہو،

Marfat.com

کیونکہ جیسے جیسے وقت گزرتا جاتا ہے مصیبت کا احساس طبعی طور پر کم ہوتا چلا جاتا ہے حتیٰ کہ کچھ دن کے بعد بالکل احساس نہیں رہتا اور انسان اسی طرح ہشاش بشاش رہنے لگتا ہے جیسا کہ مصیبت سے پہلے تھا، وقت گزرنے سے مصیبت بھول بھلیاں ہوگئی اور اس کا نام صبر رکھ دیا، یہ غلط ہے، نہ یہ صبر ہے نہ اس کی کوئی فضیلت ہے، اس میں مؤمن وکافر سب برابر ہیں، جس صبر پر مؤمنین سے وعدۂ اجر ہے وہ وہی صبر ہے جو اس وقت ہو جبکہ رنج تازہ تازہ ہو اور دل بے چین ہو، طبیعت بے قرار ہو، دل میں برے برے وسوسے آ رہے ہوں، زبان اللہ پاک پر اعتراض کرنے کے لئے کھلنا چاہتی ہو، نفس خلاف شرع کاموں پر اُبھارتا ہو، ایسی حالت میں صبر کرنا باعث اجر ہے، جب اس عورت نے معذرت کی کہ یا رسول اللہؐ میں آپ کو پہچانی نہ تھی، غلبہ رنج میں آپ کو بے تکا جواب دے دیا، تو آپؐ نے اُس سے فرمایا کہ صبر اصلی وہی ہے جو تازہ مصیبت کے وقت ہو، جب تم کو صبر کی تلقین کی تھی اسی وقت صبر کرنے اور یہ سمجھنے کا موقع تھا کہ یہ کون ہیں اور یہ کیا نصیحت کی جارہی ہے، اب جب یہ مصیبت ہلکی ہوگئی تو معذرت کر رہی ہو حالانکہ صبر وتقویٰ (جس کی نصیحت فرمائی تھی) وہ چیزیں ہیں جن کی طرف کوئی بھی توجہ دلائے بات مان لینی چاہئے۔

گھر میں موت ہوجانے اور میّت کے غسل اور طریقہ کفن کا بیان

(۲۶۹) وَعَنْ اُمِّ عَطِيَّةَ الْاَنصَارِيَّةِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا قَالَتْ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ تُوُفِّيَتْ اِبْنَتُهٗ فَقَالَ اِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكِ اِنْ رَاَيْتُنَّ ذٰلِكِ بِمَاءٍ وَّسِدْرٍ وَّاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا اَوْ شَيْئًا مِنْ كَافُوْرٍ فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِيْ فَلَمَّا فَرَغْنَا اٰذَنَّاهُ فَاَعْطَانَا حِقْوَهٗ وَقَالَ اَشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ. (رواہ البخاری)

ترجمہ: حضرت اُم عطیہ انصاریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا کہ جب آنحضرت سرور عالم ﷺ کی صاحبزادی کی وفات ہوگئی تو (ہم ان کو غسل دینے لگے) اس موقع پر حضور اقدس ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا مناسب جانو تو اس سے زیادہ مرتبہ بیری کے پتوں اور پانی سے اُن کو غسل دو، اور آخری مرتبہ میں کافور استعمال کرنا، پھر جب غسل دے چکو تو مجھے اطلاع دے دینا، چنانچہ ہم فارغ ہوگئے تو آپ ﷺ کو اطلاع دے دی، آپ ﷺ نے اپنا تہبند عنایت فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ (اس کو کفن میں شامل کردو اور) اس کو کفن کا وہ حصہ بنانا جو جسم سے لگا رہے۔ (صحیح بخاری، ص ۱۶۷، ج ۱)

تشریح:- شریعت اسلامیہ جامع اور مکمل ہے، اس میں بچہ کی پیدائش پھر اس کی پرورش، بیاہ شادی، نماز روزہ، حج وزکوٰۃ، موت وحیات کے سب احکام موجود ہیں۔ جب کوئی آدمی مرجائے تو اس کی نعش کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے اور کہاں پہنچایا جائے؟ اس کے تفصیلی احکام موجود ہیں۔ میت کو غسل دینا، کفنانا، نمازِ جنازہ پڑھنا اور دفن کرنا اس سب کی تفصیلات کتبِ شریعت میں لکھی ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے موت وحیات کے سب احکام بڑی تفصیل کے ساتھ بتائے۔ آپ کی موجودگی میں خود آپ ﷺ کے گھرانے میں موتیں ہوئیں، آپ ﷺ کی بعض بیویوں کی وفات ہوئی، چھوٹے بچوں نے وفات پائی، آپ ﷺ کی چار صاحبزادیاں تھیں حضرت زینب، حضرت رقیہ، حضرت اُمّ کلثوم، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن، جن میں عمر کے اعتبار سے

Marfat.com

سب سے بڑی حضرت زینبؓ اور سب سے چھوٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں۔ حضرت زینبؓ، حضرت رقیہؓ اور حضرت اُمّ کلثومؓ نے آپ ﷺ کی وفات سے پہلے ہی وفات پائی، اور حضرت فاطمہؓ نے آپ ﷺ کی وفات سے چھ ماہ بعد وفات پائی، حضرت رقیہؓ کی وفات کے وقت آپ ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف فرما نہیں تھے کیونکہ آپ غزوۂ بدر کے لئے تشریف لے گئے تھے، اُن کی وفات آپ ﷺ کی غیر موجودگی میں ہوئی۔

یہ ۲ ہجری کا واقعہ ہے۔ حضرت رقیہؓ حضرت عثمان ؓ کی اہلیہ تھیں، ان کے جنازہ میں جو لوگ شریک تھے وہ اُن کو دفن کر رہے تھے کہ اللہ اکبر کی آواز آئی۔ حضرت عثمان ؓ نے حاضرین سے پوچھا کہ یہ تکبیر کیسی ہے؟ لوگوں نے توجہ سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ حضرت زید بن حارثہ ؓ حضور اقدس ﷺ کی اونٹنی پر سوار ہیں، اور معرکہ بدر کے بعد مشرکین کی شکست اور مسلمانوں کی فتح کی خوشخبری لے کر آئے ہیں۔

حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد حضور اقدس ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت اُمّ کلثوم سے حضرت عثمان ؓ کا نکاح فرما دیا، چھ برس حضرت عثمان ؓ کے نکاح میں رہ کر انہوں نے بھی وفات پائی، یہ ۹ ہجری کا واقعہ ہے۔ حضرت اُمّ عطیہ اور حضرت اسماء بنت عمیسؓ اور حضرت لیلیٰ بنت قانفؓ نے ان کو غسل دیا۔ ان کا بیان ہے کہ غسل دینے کے بعد حضور اقدس ﷺ سے کفن لے کر ہم نے اُن کو کفنا دیا[1] آپ ﷺ کفن کے کپڑے لئے دروازہ پر موجود تھے، آپ ﷺ ہم کو کفن دیتے رہے اور ہم ان کو پہناتے رہے۔

جو حدیث اوپر بخاری شریف کی نقل کی گئی ہے اس میں حضرت زینبؓ کی وفات اور اُن کے غسل اور کفن کا ذکر ہے، انہوں نے ۸ ہجری میں وفات پائی، جن عورتوں نے ان کو غسل دیا ان میں حضرت اُمّ عطیہؓ بھی تھیں۔ انہوں نے حضرت اُمّ کلثومؓ کے غسل اور کفن میں شرکت کی تھی، حضرت اُمّ عطیہؓ نے غسل میّت کا طریقہ خوب اچھی طرح محفوظ کر لیا تھا، حضرات صحابہؓ اور تابعینؒ غسل میّت کا طریقہ سیکھنے کے لئے اُن کے پاس آیا کرتے تھے۔ خصوصیت کے ساتھ حضرت محمد بن سیرینؒ کا اس مقصد کے لئے اُن کی خدمت میں آنا جانا محدثین کرام نے تحریر فرمایا ہے۔ (الاصابہ والاستیعاب)

مذکورہ بالا حدیث میں مذکور ہے کہ جب حضرت اُمّ عطیہؓ اور دیگر خواتین حضرت زینبؓ کو غسل دے رہی تھیں تو آپ وہاں تشریف لے گئے اور فرمایا کہ تین تین بار یا پانچ پانچ بار غسل دو، یعنی ہر عضو پر تین تین بار پانی ڈالو اور فرمایا کہ مناسب جانو تو اس سے زیادہ بھی دھو دو، بعض روایات میں سات مرتبہ کا بھی ذکر ہے بہر حال تین سے کم تو نہ ہونا چاہئے اور جس عدد پر بھی ختم کریں یہ خیال رکھیں کہ طاق عدد رہے۔

حدیث شریف میں یہ بھی ہے کہ پانی اور بیری سے غسل دیں، حنفی مذہب کی کتابوں میں لکھا ہے کہ بیری کے پتوں کو پانی میں ڈال کر گرم کر لیا جائے، پھر اس سے غسل دیا جائے، اس سے ایک تو تنظیف یعنی صفائی ستھرائی کا فائدہ پہنچتا ہے، دوسرے قبر میں میّت کی نعش محفوظ رہنے کا فائدہ پہنچتا ہے، یعنی پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دے دیا جائے تو بدن دیر میں گلتا ہے۔

---

[1] بنات طاہراتؓ کے مفصل حالات پڑھنے کیلئے ہماری کتاب "رسول اللہ ﷺ کی صاحبزادیاںؓ" ملاحظہ فرمائیں، ۱۲ منہ

Marfat.com

حدیث میں یہ بھی فرمایا کہ آخری مرتبہ میں کافور استعمال کریں۔ سنن ابوداؤد میں ہے کہ حضرت ابن سیرینؒ غسل میت کا طریقہ حضرت اُمّ عطیہؓ سے سیکھا کرتے تھے، اور دو مرتبہ بیری کے پتوں کے ساتھ اور آخری تیسری بار پانی اور کافور سے غسل دیتے تھے۔ (قال ابن الهمام سنده صحيح)

کافور ملا کر پانی ڈالنے سے حکمت ایک تو یہ ہے کہ اس کی خوشبو فرشتوں کو پسند آتی ہے نیز اس سے میت کے بدن میں سختی آتی ہے اور حشرات الارض (زمین کے کیڑے مکوڑے) اس کی وجہ سے دور رہتے ہیں، گویا اس طرح سے میت کے جسم کا ذرا زیادہ دن محفوظ رہنے کا انتظام ہو جاتا ہے۔

جب کسی مسلمان کی موت قریب ہو اور جان کنی شروع ہونے لگے، تو اس کو چت لٹا دو اور اس کے پاؤں قبلہ کی طرف کر دو اور سر اونچا کر دو تا کہ منہ قبلہ کی طرف ہو جائے، اور اس کے پاس بیٹھ کر زور زور سے کلمہ طیبہ پڑھو تا کہ تم سے سن کر وہ بھی پڑھ لے، لیکن اس سے یوں مت کہو کہ پڑھ، اس لئے کہ وہ سخت مشکل کا وقت ہے، خدانخواستہ پڑھنے سے انکار کر دے یا منہ سے کچھ اور نکل جائے، سورۂ یٰسین شریف پڑھنے سے موت کی سختی کم ہوتی ہے، اس کے سرہانے یا اور کسی جگہ اس کے پاس بیٹھ کر یٰسین شریف پڑھو یا کسی سے پڑھوا دو، جب روح نکل جائے تو کوئی کپڑا لے کر ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر دونوں جبڑوں سے گزارتے ہوئے سر پر لے جا کر باندھ دو تا کہ منہ نہ پھیل جائے اور پاؤں کے دونوں انگوٹھے ملا کر باندھ دو اور آنکھیں بند کر دو، پھر اس کو چادر وغیرہ اڑھا کر نہلانے کا انتظام کرو اور اس کے پاس لوبان وغیرہ کوئی خوشبو سلگا دو۔

میّت کو نہلانا:- جب نہلانے کا ارادہ کرو تو کسی تخت یا بڑے تختہ کو (جس پر غسل دینا ہو) لوبان یا اگربتی کی دھونی تین بار یا پانچ بار یا سات بار دے دو، پھر میت کو اُس پر لٹا دو اور اس کے پہنے ہوئے کپڑے الگ کر دو اور اس کی ناف سے گھٹنوں تک ایک کپڑا ستر چھپانے کے لئے ڈال دو، بیری کے پتے ڈال کر گرم کئے ہوئے پانی سے غسل دینا شروع کر دو، اگر بیری کے پتے ڈال کر پانی گرم نہ کیا ہو تو سادہ گرم پانی سے نہلانا اور صابن لگانا بھی کافی ہے، جب غسل دینا شروع کرو تو پہلے میت کو استنجا کراؤ لیکن اس کی رانوں اور استنجے کی جگہ کو ہاتھ نہ لگاؤ اور اس پر نگاہ بھی نہ ڈالو، بلکہ اپنے ہاتھ میں کوئی کپڑا لپیٹ لو اور جو کپڑا ناف سے لے کر[1] رانوں تک پڑا ہے اس کے اندر اندر دھلا و استنجا کرا کر اس کے بعد اوّلاً وضو کراؤ، پہلے اس کا منہ تین بار دھلاؤ، پھر دونوں ہاتھ ترتیب سے یعنی پہلے دایاں پھر بایاں ہاں کہنیوں سمیت دھلاؤ، انگلیوں سے لے کر گٹوں تک جو حصہ ہے اس کو بھی اسی وقت دُھلا دو، پھر سر کا مسح کر دو، پھر دونوں پاؤں ترتیب سے یعنی پہلے داہنا پاؤں پھر بایاں پاؤں دُھلا دو۔

جب وضو کرا چکو تو اس کے سر کو گل خیرو سے یا صابن سے اچھی طرح مل کر دھو ڈالو، تا کہ خوب صاف ہو جائے، پھر میت کو بائیں کروٹ پر لٹا کر نیم گرم پانی سر سے پیر تک ڈالو یہاں تک کہ بائیں کروٹ تک پانی پہنچ جائے، پھر داہنی طرف کروٹ پر لٹا دو اور اسی طرح سر سے پیر تک اتنا پانی ڈالو کہ داہنی کروٹ تک پہنچ جائے، اس کے بعد مردہ کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا بٹھلا دو اور اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ ملو، اگر کچھ

[1] ہاتھ گٹوں تک شروع میں اس لئے نہیں لے جاتے کہ اس کو خود وضو اور غسل نہیں کرنا ہے اور کلی اور ناک میں چڑھانے میں چونکہ اپنے اختیار کو دخل ہے اور مردہ کچھ کر نہیں سکتا اس لئے یہ دونوں بھی ساقط ہیں البتہ حالت جنابت یا حیض و نفاس میں کسی کی موت آئی ہو تو روئی کا پھایہ تر کر کے اس کی ناک اور منہ میں اچھی طرح پھیر دیں، ۱۲

Marfat.com

پاخانہ وغیرہ نکلے تو پونچھ کر دھوڈالو اور وضو اور غسل میں اُس کے نکلنے سے کوئی نقصان نہیں، اس کے بعد پھر بائیں کروٹ پر لٹادو اور کافور پڑا ہوا پانی سر سے پاؤں تک جسم کے ہر حصہ پر پہنچادو، یہ غسل پورا ہوگیا۔ اس کے بعد مردہ کے بدن کو کسی کپڑے سے پونچھ دو۔

کفنانا:- اور جب غسل سے فارغ ہو کر میت کو کفن پر رکھو تو اس کے سر پر عطر لگادو اور ماتھا اور ناک اور دونوں ہتھیلیوں اور گھٹنوں اور پاؤں پر کافور مل دو، مرد کو تین کپڑوں میں اور عورت کو پانچ کپڑوں میں کفن دینا سنت ہے۔ سب کی تفصیل یہ ہے:

(۱) ازار سر سے لے کر پاؤں تک، (۲) چادر جو ازار سے ایک ہاتھ بڑی ہو اس کو لفافہ کہتے ہیں، (۳) کرتہ گلے سے لے کر پاؤں تک جس میں نہ آستین ہو نہ کلیاں ہوں، اس کو کفنی بھی کہتے ہیں، یہ تینوں کپڑے مرد و عورت دونوں کے کفن میں ہوتے ہیں۔

عورت کے کفن میں دو کپڑے جو زیادہ ہیں وہ یہ ہیں، ایک سر بند جو تین ہاتھ لمبا ہو، دوسرا سینہ بند جو چھاتیوں سے لے کر رانوں تک ہو۔ قبرستان لے جاتے وقت جو چادر اوپر سے ڈالتے ہیں وہ کفن سے خارج ہے، لیکن عورت کے جنازہ پر چادر ڈالنا بوجہ پردہ کے ضروری ہے اور مرد کے جنازہ پر ڈالنا ضروری نہیں، عام طور سے مرد کے کفن میں اوپر کی چادر کے علاوہ دس گز کپڑا خرچ ہوتا ہے، اور عورت کے لئے اوپر کی چادر کو ملا کر بائیس گز کپڑا لگتا ہے اور بچہ کے لئے اس کے قد و قامت کے اعتبار سے کپڑا لے لیا جائے۔

جب کسی عورت کو کفن پہنانے لگو تو پورے کفن کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ خوشبودار دھونی دے دو، پھر یوں کرو کہ پہلے چادر بچھاؤ پھر اس کے اوپر ازار بچھاؤ اور اس پر کرتہ بچھاؤ، پھر میت کو اس پر لٹادو، اس کے بعد اس کو کرتہ پہناؤ، کرتہ پہنا کر سر کے بالوں کے دو حصے کر کے کرتہ کے اوپر سینہ پر ڈال دو، ایک حصہ داہنی طرف اور ایک حصہ بائیں طرف رہے، اس کے بعد سر بند سر پر اور بالوں پر ڈال دو، اس کو نہ باندھو نہ لپیٹو، اس کے بعد ایک ازار لپیٹو، پہلے بائیں طرف لے جا کر دائیں طرف کو لپیٹو، پھر داہنی طرف سے لا کر بائیں طرف کو لپیٹو، اس کے بعد سرہانے اور پائنتی کفن کپڑے کی کتر سے باندھ دو اور اسی طرح ایک بند کمر کے پاس بھی باندھ دو تا کہ لے جاتے وقت کھل نہ جائے، اور پائنتی کی طرف کفنی میں گرہ دے دو، کفنانے کے بعد نمازِ جنازہ اور دفنانے میں جلدی کرو، نمازِ جنازہ کا طریقہ پہلے گزر چکا ہے۔

دفنانا:- عورتوں کو مردے دفن کرنے کے مواقع تو نہیں آتے اس لئے اس کتاب میں اس کا ذکر کرنے کی ضرورت نہ تھی، لیکن اس خیال سے کہ جنازہ کا پورا بیان ہو جائے دفنانے کا طریقہ بھی لکھا جاتا ہے۔

جب نمازِ جنازہ سے فارغ ہو جائیں تو دفن کر دیں، دفن کرنا بھی فرضِ کفایہ ہے، جب دفن کے لئے جنازہ کو قبرستان لے چلیں تو تیز قدم چلیں، لیکن دوڑیں نہیں، جنازہ کے ساتھ پیدل چلنا مستحب ہے۔

مسئلہ:- جنازہ لے جاتے وقت دعا یا ذکر (مثلاً لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یا اَللّٰہُ اَکْبَر) بلند آواز سے پڑھنا بدعت ہے، اور آہستہ بھی کوئی خاص ذکر ثابت نہیں، اگر آہستہ کچھ پڑھے اور جنازہ لے جانے کی سنت نہ سمجھے تو پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ:- جب قبر تیار ہو جائے تو میت کو قبلہ کی طرف سے قبر میں اُتاریں، جس کا طریقہ یہ ہے کہ

Marfat.com

جنازہ کو قبر سے قبلہ کی جانب رکھا جائے اور اُتارنے والے قبلہ رو کھڑے ہو کر میت کو قبر میں اتاریں۔

مسئلہ:- قبر میں رکھتے وقت بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ کہنا مستحب ہے۔

مسئلہ:- میت کو قبر میں رکھ کر داہنے پہلو پر قبلہ رُولٹانا مسنون ہے۔

مسئلہ:- قبر میں رکھ کر کفن کی دونوں گرہیں کھول دیں جو سرہانے اور پائنتی اور درمیان میں کفن کھل جانے کے ڈر سے لگائی گئی تھیں۔

مسئلہ:- عورت کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کرنا مستحب ہے اور اگر میت کا بدن ظاہر ہونے کا اندیشہ ہو تو پردہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ:- قبر میں مسنون طریقہ پر لٹا کر قبر کو بند کر دیں، قبر بھرنے کے لئے جب مٹی ڈالنے لگیں تو ہر شخص دونوں ہاتھوں سے مٹی بھر کر تین بار ڈالے، پہلی بار مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ اور دوسری بار وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسری بار وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى پڑھے۔

مسئلہ:- قبر کو ایک بالشت سے زیادہ اونچا بنانا منع ہے۔

مسئلہ:- قبر کو چوکور نہ بنائیں، اونٹ کے کوہان کی شکل میں بنائیں، قبر کو پختہ بنانے اور اس پر عمارت بنانے کی احادیث میں ممانعت وارد ہوئی ہے، اس کی خلاف ورزی گناہ ہے۔

تنبیہات

(۱) بعض کپڑے لوگوں نے کفن کے ساتھ ضروری سمجھ رکھے ہیں، حالانکہ وہ کفن مسنون سے خارج ہیں، ترکہ مَیّت سے اُن کا خریدنا جائز نہیں، وہ یہ ہیں:

(۱) جائے نماز؛ طول (لمبائی) سوا گز، عرض (چوڑائی) چودہ گرہ۔

(۲) پٹکا؛ طول ڈیڑھ گز، عرض چودہ گرہ، یہ مردہ کو قبر میں اُتارنے کے لئے ہوتا ہے۔

(۳) بچھونا؛ طول اڑھائی گز، عرض سوا گز، یہ چارپائی پر بچھانے کے لئے ہوتا ہے۔

(۴) چادر کلاں؛ طول تین گز، عرض پونے دو گز، جو چارپائی کو ڈھانک لیتی ہے، اور گو یہ چادر پردہ کے اہتمام کی وجہ سے عورت کے جنازہ پر ڈالنا ضروری ہے مگر کفن کا جزو نہیں ہے جس کا ہمرنگ کفن ہونا ضروری نہیں، پردہ کے لئے کوئی بھی کپڑا کافی ہو سکتا ہے۔

(۲) اگر جائے نماز وغیرہ کی ضرورت سمجھی جائے تو گھر کے کپڑے کارآمد ہو سکتے ہیں، ترکہ مَیّت سے نہ خریدیں۔

(۳) سامانِ غسل و کفن میں سے اگر کوئی چیز گھر میں موجود ہو اور پاک و صاف ہو تو اس کو استعمال کریں۔

(۴) یہ جو دستور ہے کہ مردہ کے استعمالی کپڑے یا برتن وغیرہ خیرات کر دیئے جاتے ہیں، یہ بغیر اجازت وارثوں کے ہرگز جائز نہیں، اور اگر وارثوں میں کوئی نابالغ ہو تب تو اجازت دینے پر بھی ایسا کرنا جائز نہیں، پہلے تقسیم کریں، پھر بالغین اپنے حصہ سے شریعت کے مطابق ایصالِ ثواب کریں۔

عورتوں کو قبروں پر جانے اور اُن پر جلانے اور سجدہ گاہ بنانے کی ممانعت

Marfat.com

(۲۷۰) وَعَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ وَالْمُتَّخِذِیْنَ عَلَیْھَا الْمَسَاجِدَ وَالسُّرُجَ. (رواہ ابوداؤد والترمذی وحسنہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے قبروں کی زیارت کے لئے جانے والی عورتوں پر اور اُن لوگوں پر لعنت فرمائی جو قبروں کو سجدہ گاہ بنائیں اور جو قبروں پر چراغ جلائیں۔ (مشکوٰۃ، ص ۷۱، از ابوداؤد و ترمذی)

تشریح:- اس حدیث میں قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں اور اُن لوگوں پر لعنت فرمائی جو قبروں کو سجدہ گاہ بنائیں اور جو قبروں پر چراغ جلائیں، معلوم ہوا کہ قبروں پر عورتوں کا جانا سخت منع ہے اور وجہ اس ممانعت کی اور لعنت کی یہ ہے کہ عورتیں اوّل تو بے پردہ ہو کر جاتی ہیں اور دوسرے قبروں پر طرح طرح کی بدعتیں کرتی ہیں اور شرکیہ افعال کی مرتکب ہوتی ہیں، مثلاً صاحبِ قبر کی نذر مانتی ہیں اور اسے پورا کرنے کے لئے اس کی قبر پر جاتی ہیں نیز اللہ کو چھوڑ کر صاحبِ قبر سے اولاد مانگتی ہیں، یہ دونوں چیزیں شرک ہیں، اور بھی اسی طرح کی بہت سی بدعات انجام دیتی ہیں۔

حدیثِ بالا سے قبروں کو سجدہ گاہ بنانے اور اُن پر چراغ جلانے کی ممانعت بھی ثابت ہوئی، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی مرض الوفات میں فرمایا:

لَعَنَ اللّٰہُ الْیَھُوْدَ وَالنَّصَارٰی اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِھِمْ مَّسَاجِدَ.

''اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاریٰ پر جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنالیا۔ (بخاری و مسلم)

معلوم ہوا کہ قبروں کو سجدہ گاہ بنانے کا کام یہود و نصاریٰ کیا کرتے تھے۔ علماءِ حدیث نے لکھا ہے کہ ان لوگوں پر اس لئے لعنت فرمائی کہ وہ لوگ نبیوں کی قبروں کو تعظیماً سجدہ کیا کرتے تھے، جو کہ کھلا ہوا شرک ہے، اور[1] یا نماز تو اللہ کی پڑھتے لیکن سجدہ نبیوں کی قبروں پر کرتے تھے اور نماز کی حالت میں قبروں کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔

سابقہ امتوں کی طرح اُمتِ محمدیہ ﷺ میں بھی قبروں کو سجدۂ تعظیمی کرنے کا رواج صدیوں سے پڑا ہوا ہے، اللہ کے رسول ﷺ نے جس چیز سے سختی سے روکا اور جسے سببِ لعنت بتایا افسوس کہ نام نہاد پیر و فقیر اور قبروں کے مجاورین، زائرین سے اسی شرکیہ عمل کو کراتے ہیں، ان دشمنانِ دین نے سجدہ کو لوازمِ زیارت میں سے بنا رکھا ہے، اولیاء اللہ کے کسی مزار پر اگر جا کر دیکھا جائے تو بہت سے مرد و عورت مزار کو سجدہ کرتے ہوئے نظر آئیں گے۔ (العیاذ باللہ)

حدیث شریف میں اُن لوگوں پر بھی لعنت فرمائی جو قبروں پر چراغ جلاتے ہیں۔ مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھا ہے کہ:

وَالنَّھْیُ عَنْ اِتِّخَاذِ السِّرَاجِ لِمَا فِیْہِ مِنْ تَضْیِیْعِ الْمَالِ لِاَنَّہٗ لَا نَفْعَ لِاَحَدٍ مِّنَ السِّرَاجِ وَلِاَنَّھَا مِنْ اٰثَارِ جَھَنَّمَ وَلِاَنَّھَا لِلْاِحْتِرَازِ عَنْ تَعْظِیْمِ الْقُبُوْرِ کَالنَّھْیِ عَنْ اِتِّخَاذِ الْقُبُوْرِ مَسَاجِدَ.

''قبروں پر چراغ جلانے کی ممانعت اس[2] وجہ سے ہے کہ اس میں مال کا ضائع کرنا ہے جو اسراف (یعنی فضول خرچی ہے) جس کی وجہ یہ ہے کہ چراغ سے کسی (میّت) کو کوئی نفع نہیں اور ممانعت کی ایک وجہ یہ ہے کہ آگ دوزخ کے آثار میں سے ہے (لہٰذا مؤمن کی قبر پر آگ نہ ہونی چاہئے) اور چراغ جلانا

---

[1] مرقات طبع ملتان جلد دوم، ص ۲۰۲۔۱۲ [2] مرقات شرح مشکوٰۃ، ص ۲۱۹ ج ۲

Marfat.com

تعظیم قبور کے لئے بھی ہوتا ہے اسی وجہ سے بھی ممنوع ہے، جیسا کہ سجدہ گاہ بنانا ممنوع ہے۔

صاحبِ مرقات نے یہ جو فرمایا کہ قبر پر چراغ جلانے میں کسی میت کو کچھ نفع نہیں ہے، اس کی تشریح یہ ہے کہ اگر میت عذاب میں ہے اور اُس کی قبر میں تاریکی ہے تو باہر کے اجالے سے اُسے کچھ فائدہ نہ ہوگا اور اگر وہ اللہ تعالیٰ کے انعام واکرام میں ہے تو اس کی قبر حسب فرمانِ نبی اکرم ﷺ خود منوّر ہے اور باہر کی روشنی کی اسے حاجت نہیں، اور معلوم ہے کہ عموماً جن حضرات کو بزرگ سمجھا جاتا ہے انہی کی قبروں پر چراغ جلائے جاتے ہیں، یہ عقل ونقل کے خلاف نہیں تو اور کیا ہے؟

درحقیقت حضور اقدس ﷺ نے جس خطرہ کی پیش بندی کے لئے قبروں کو سجدہ گاہ بنانے اور وہاں چراغ جلانے سے روکا تھا وہ خطرہ آج واقعہ بن گیا ہے۔ اُمت نے ممانعت پر عمل نہیں کیا، اور مصیبت بالائے مصیبت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی صاف اور صریح ممانعت کے باوجود جس کی روایات صحیح بخاری ومسلم اور صحاح کی دیگر کتابوں میں موجود ہیں، قبر پر چراغ جلانے اور وہاں سجدہ گاہ بنانے کو ثواب بتاتے ہیں، اور جو شخص بتاتا ہے الٹا اسے بے دین بتاتے ہیں۔ مؤطا امام مالکؒ میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے اللہ پاک سے دعا کی کہ:

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِیْ وَثَنًا یُّعْبَدُ اشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی قَوْمٍ نِ اتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِیَائِهِمْ مَّسَاجِدَ۔[1]

''اے اللہ میری قبر کو بت نہ بنائیو جس کی پوجا کی جائے، اُن لوگوں پر اللہ کا سخت غصہ ہوا جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنایا''۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَکُمْ قُبُوْرًا وَلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِیْ عِیْدًا وَّصَلُّوْا عَلَیَّ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ تَبْلُغُنِیْ حَیْثُ کُنْتُمْ. (مشکوٰۃ)

''یعنی اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ (قبروں کی طرح گھروں کو ذکر اللہ سے خالی مت رکھو، بلکہ نفل نماز، ذکر وظیفہ گھروں میں پڑھا کرو) اور میری قبر کو عید نہ بناؤ اور مجھ پر دُرود بھیجو کیونکہ تمہارا دُرود مجھ تک پہنچا دیا جاتا ہے تم جہاں کہیں بھی ہو۔

مذکورہ بالا حدیثوں سے معلوم ہوا کہ قبروں کو بت بنانا اور وہاں میلہ کے طریقہ پر اس طرح جمع ہونا جیسے عید میں جمع ہوتے ہیں، اللہ رب العزت اور اس کے پاک نبی ﷺ کے نزدیک سخت گناہ ہے۔

قبروں پر عرس کے نام سے جو میلے لگتے ہیں ان میں بے شمار منکرات اور معاصی کا ارتکاب کیا جاتا ہے، قبروں کے چاروں طرف طواف کرنا (جو صرف بیت اللہ کے لئے مخصوص ہے) مزاروں پر چراغ جلانا، طوائف کا ناچ ہونا، ہارمونیم اور طبلہ پر گانا بجانا اور نمازوں کو غارت کرنا اور قبر کا غسل دلانا اور اسی طرح کے بہت سے بڑے بڑے گناہوں اور بہت سی شرک و بدعت کی باتوں اور بدترین منکرات اور خرافات کا ارتکاب کیا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ سمجھ دے۔

---

[1] اخرجه مالک عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار مرسلاً وراجع ما یتعلق بالحدیث او جز المسالک، ص ۴۰۹، ۱۲

Marfat.com

کتاب التّوبـة والاستغفار

توبہ کی حقیقت اور اس کی اہمیت اور ضرورت

(۲۷۱) وَعَنْ اَغَرَّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ فَاِنِّیْ اَتُوْبُ اِلَی اللّٰہِ فِیْ یَوْمٍ مِّأَۃَ مَرَّۃٍ. (رواہ مسلم)

ترجمہ: حضرت اغر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! اللہ کے حضور توبہ کرو کیونکہ میں روزانہ سو مرتبہ اللہ کے حضور میں توبہ کرتا ہوں۔ (صحیح مسلم، ص ۳۴۶، ج ۲)

تشریح:- اس حدیث مبارک میں حضور اقدس ﷺ نے توبہ کی طرف توجہ دلائی ہے، چونکہ نفس وشیطان کے تقاضے پر لوگ گناہ کر بیٹھتے ہیں، اس لئے توبہ کرتے رہنا از حد ضروری ہے، یہ اللہ جل شانہٗ کا انعام ہے کہ اس نے یہ قانون نہیں بنایا کہ گناہ پر ضرور ہی عذاب ہو، بلکہ جو شخص اللہ سے معافی مانگے اور اس کے حضور میں توبہ کرے جو سچے دل سے ہو تو اللہ جل شانہٗ اس کو معاف فرما دیتے ہیں اور توبہ قبول فرما لیتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

وَھُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَۃَ عَنْ عِبَادِہٖ وَیَعْفُوْ عَنِ السَّیِّئَاتِ وَیَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ○ وَیَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَیَزِیْدُھُمْ مِّنْ فَضْلِہٖ وَالْکٰفِرُوْنَ لَھُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ○

"اور وہ ایسا ہے کہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور وہ تمام گناہ معاف فرما دیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو وہ اس کو جانتا ہے اور ان لوگوں کی عبادت قبول کرتا ہے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے اور ان کو اپنے فضل سے اور زیادہ دیتا ہے، اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں اُن کے لئے سخت عذاب ہے"۔

سورۂ نور میں توبہ کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَتُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ جَمِیْعًا اَیُّھَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ.

"اور مسلمانو! تم سب اللہ کے سامنے توبہ کرو تا کہ تم فلاح پاؤ"۔

سورۂ تحریم کے آخری رکوع میں ارشاد فرمایا:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا ط عَسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَیُدْخِلَکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ یَوْمَ لَا یُخْزِی اللّٰہُ النَّبِیَّ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَہٗ.

"اے ایمان والو! تم اللہ کے آگے سچی توبہ کرو کہ تمہارا رب تمہارے گناہ معاف کر دے گا اور تم کو ایسے باغوں میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی، جس دن کہ اللہ تعالیٰ نبی کو اور جو مسلمان ان کے ساتھ ہیں ان کو رسوا نہ کرے گا"۔

ان کے علاوہ متعدد آیات میں توبہ کا حکم اور توبہ کرنے والوں کی تعریف مذکور ہے۔

گناہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ، تعداد میں زیادہ ہوں یا کم، سب زہر قاتل ہیں، اسی لئے ضروری ہے کہ جیسے

Marfat.com

ہی کوئی گناہ ہو جائے سچے دل سے توبہ کی جائے۔ صغیرہ گناہ تو نیکیوں کے ذریعہ بھی معاف ہوتے رہتے ہیں لیکن کبیرہ گناہ صرف توبہ ہی سے معاف ہوتے ہیں۔ یوں اللہ تعالیٰ کو سب اختیار ہے کہ بغیر توبہ بھی سب معاف فرما دے، لیکن یقینی طور پر معاف ہونے کے لئے توبہ کرنا لازم ہے۔ جب سچے دل سے توبہ کے طریقہ کے مطابق توبہ کر لی جائے تو ضرور قبول ہوتی ہے اور یہ سمجھ لینا چاہئے کہ صرف زبان سے توبہ توبہ کرنے سے توبہ نہیں ہوتی۔ توبہ تین چیزوں کا نام ہے:

اوّل جو گناہ ہو چکا اس پر نہایت سچے دل سے شرمندہ اور پشیمان اور نادم ہونا، اپنی حقیر ذات کو دیکھنا اور اللہ جل شانہٗ جو احکم الحاکمین ہیں اور ساری کائنات کے خالق و مالک ہیں، اُن کی ذاتِ رفیع کی طرف نظر کرنا کہ ہائے ہائے مجھ جیسے حقیر اور ذلیل سے ایسی ذات پاک کی نافرمانی ہوگئی جو سب سے بڑا ہے اور سب کو پیدا کرنے والا ہے۔

دوم نہایت پختہ عزم کے ساتھ یہ طے کر لینا کہ اب آئندہ کبھی بھی کوئی گناہ نہیں کروں گی۔

سوم جو چیزیں حقوق اللہ میں سے یا حقوق العباد میں سے قابل تلافی ہوں اُن کی تلافی کرنا اور یہ بات بہت اہم ہے، بہت سے لوگ توبہ کرتے ہیں لیکن توبہ کے اس تیسرے جزو کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

حقوق اللہ کی تلافی کا مطلب یہ ہے کہ بالغ ہونے کے بعد سے جن فرائض کو ترک کیا ہو اور جن واجبات کو چھوڑا ہو اُن کی ادائیگی کرے، مثلاً حساب لگائے کہ جب سے میں بالغ ہوں میری کتنی نمازیں چھوٹی ہوئی ہیں، ان نمازوں کا اس قدر اندازہ لگائے کہ دل گواہی دے دے کہ اس سے زیادہ نہیں ہوں گی، پھر اُن نمازوں کی قضا پڑھے، قضا نماز کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے، بس یہ دیکھ لے کہ سورج نکلتا چھپتا نہ ہو اور زوال کا وقت نہ ہو۔ سورج نکل کر جب ایک نیزہ کے بقدر بلند ہو جائے تو قضا اور نفل نمازیں سب پڑھنا جائز ہو جاتا ہے اور نماز فجر کے بعد اور نماز عصر کے بعد بھی قضا پڑھنا درست ہے البتہ جب غروب ہونے سے پہلے آفتاب میں زردی آجائے اس وقت قضا نہ پڑھے۔ ایک دن کی پانچ فرض نمازیں اور تین رکعت نماز وتر یعنی کل بیس رکعت بطور قضا پڑھ لے۔

اور یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ لمبے سفر میں (جو کم از کم اڑتالیس میل کا ہو) جو چار رکعت والی نمازیں قضا ہوئی ہوں ان کی قضا دو ہی رکعت ہے جیسا کہ سفر میں دو ہی رکعت واجب تھیں، اگر گھر آ کر ان کی قضا پڑھے تو دو ہی رکعت پڑھے۔

یہ بھی سمجھ لینا چاہئے کہ ضروری نہیں جو نمازیں قضا ہوئی ہوں تعداد میں سب برابر ہوئی ہوں کیونکہ بعض لوگ نمازیں پڑھتے بھی رہتے ہیں اور چھوڑتے بھی رہتے ہیں، بہت سے لوگ سفر میں نماز نہیں پڑھتے، عام حالات میں پڑھ لیتے ہیں اور بہت سے لوگ مرض میں نماز چھوڑ بیٹھتے ہیں، کچھ لوگوں کی فجر کی نماز زیادہ قضا ہو جاتی ہے، کچھ لوگ عصر کی نمازیں زیادہ قضا کر دیتے ہیں، پس جو نماز جس قدر قضا ہوئی ہو اسی قدر زیادہ سے زیادہ اندازہ لگا کر نماز پڑھ لی جائے۔

عوام میں جو مشہور ہے کہ ظہر کی قضا نماز ظہر ہی میں پڑھی جائے اور عصر کی عصر ہی میں پڑھی جائے یہ

Marfat.com

درست نہیں ہے، جس وقت کی نماز جس وقت چاہیں قضا پڑھ سکتے ہیں اور ایک دن میں کئی کئی دن کی نمازیں بھی ادا ہوسکتی ہیں، اگر قضا نمازیں پانچ سے زیادہ ہوجائیں تو ترتیب واجب نہیں رہتی، جونسی نماز پہلے پڑھ لے درست ہو جائے گی، مثلاً اگر عصر کی نماز پہلے پڑھ لی اور ظہر کی بعد میں پڑھ لی تو اس طرح بھی ادائیگی ہوجائے گی۔

بہت سے لوگ نفلوں کا اہتمام کرتے ہیں اور برسہابرس کی قضا نمازیں اُن کے ذمہ ہیں اُن کو ادا نہیں کرتے، یہ بہت بڑی بھول ہے۔ نفلوں اور غیر مؤکدہ سنتوں کی جگہ بھی قضا نمازیں پڑھ لیا کریں اور ان کے علاوہ بھی قضا نمازوں کے لئے وقت نکالیں۔ اگر پوری قضا نمازوں کے ادا کئے بغیر موت آگئی تو سخت خطرہ ہے

جب نمازوں کی تعداد کا بہت ہی احتیاط کے ساتھ اندازہ لگالیا تو چونکہ ہر نماز کثیر تعداد میں ہے اور دن وتاریخ یاد نہیں، اس لئے حضرات فقہائے کرام نے آسانی کے لئے یہ طریقہ بتایا ہے کہ جب بھی کوئی نماز قضا پڑھنے لگے تو یوں نیت کرلیا کرے کہ میرے ذمہ (مثلاً) ظہر کی جو سب سے پہلی فرض نماز ہے اس کو اللہ کے لئے ادا کرتی ہوں۔ روزانہ جب بھی نماز ظہر ادا کرنے لگے اسی طرح نیت کرے، ایسا کرنے سے ترتیب قائم رہے گی کیونکہ اگر کسی کے ذمہ ایک ہزار نماز ظہر قضا تھی تو ہزارویں نماز (ابتداء کی جانب) سب سے پہلی تھی اور اس کو پڑھنے کے بعد اس کی بعد والی سب سے پہلی ہوگی اور جب تیسری بھی پڑھ لی تو اس کے پڑھنے کے بعد اس کے بعد والی سب سے پہلی ہوگی، اس کو خوب سمجھ لو۔

اسی طرح زکوٰۃ کے بارے میں خوب غور کرے کہ مجھ پر کبھی فرض ہوئی ہے یا نہیں، اور اگر فرض ہوئی ہے تو ہر سال پوری ادا ہوئی ہے یا نہیں، جتنے سال کی زکوٰۃ بالکل ہی نہ دی ہو یا کچھ دی ہو اور کچھ نہ دی ہو ان سب کا احتاط اندازہ لگائے کہ دل گواہی دے دے کہ اس سے زیادہ مال زکوٰۃ کی ادائیگی کے سلسلہ میں مجھ پر واجب نہیں ہے۔

پھر اسی قدر مالِ زکوٰۃ مستحقین زکوٰۃ کو دے دے خواہ ایک ہی دن میں دے خواہ تھوڑا تھوڑا کر کے ادا کرے، اگر مقدور ہو تو جلد سے جلد سب کی ادائیگی کردے ورنہ ادا کرتی رہے اور پختہ نیت رکھے کہ انشاء اللہ پوری ادائیگی زندگی میں ضرور کردوں گی اور جب بھی مال میسر آجائے ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے اور دیر نہ لگائے۔

صدقہ فطر بھی واجب ہے اور جو کوئی نذر مان لے تو وہ بھی واجب ہوجاتی ہے، اُن میں سے جس کی بھی ادائیگی نہ کی ہو اس کی بھی ادائیگی کرے (واضح رہے گناہ کی نذر ماننا گناہ ہے، اگر کسی نے ایسی نذر مانی ہو تو علماء سے مسئلہ معلوم کر کے عمل کرے)

اسی طرح روزوں کا حساب کرے کہ بالغ ہونے کے بعد کتنے فرض روزے چھوڑے اُن سب کی قضا رکھے (قضا رکھنے کے مسائل علماء سے معلوم کرلیں) عورتیں عموماً روزہ رکھنے کی شوقین ہوتی ہیں لیکن اُن کے ساتھ ہر مہینہ والی مجبوری لگی ہوئی ہے اور اس مجبوری کی وجہ سے شرعاً حکم ہے کہ ان خاص دنوں میں روزہ نہ رکھے، اور بعد میں اُن روزوں کی قضا رکھ لے، بہت سی عورتیں اس میں کمزوری دکھاتی ہیں اور بعد میں مذکورہ روزوں کی قضا نہیں رکھتیں، خوب یاد رکھو! بالغ ہونے سے لے کر جتنے فرض روزے رہ گئے ہوں سب کی قضا رکھنا لازم ہے۔

حج بھی بہت سے مردوں اور عورتوں پر فرض ہوجاتا ہے لیکن حج نہیں کرتے، جس پر حج فرض ہو یا پہلے کبھی ہوچکا تھا اور مال کو دوسرے کاموں میں لگادیا، وہ حج کرنے کی فکر کرے، جس طرح ممکن ہو اس فریضہ کا

Marfat.com

بوجھ اپنے ذمہ سے ساقط کردے، اگر کسی پر حج فرض ہوا اور اس نے حج نہیں کیا اور اتنی زیادہ عمر ہوگئی کہ سخت مرض یا بہت زیادہ بڑھاپے کی وجہ سے حج کے سفر سے عاجز ہو اور موت تک سفر کے قابل ہونے کی امید نہ ہو تو ایسا شخص مرد ہو یا عورت کسی کو بھیج کر اپنی طرف سے حج بدل کرادے، اگر زندگی میں نہ کر سکے تو وارثوں کو وصیت کردے کہ اس کے مال سے حج کرائیں، لیکن وصیت صرف ۱/۳ مال میں جاری ہوسکتی ہے، ہاں اگر ورثہ اپنے حصہ میں سے دینا گوارا کریں تو انہیں اختیار ہے۔

اور حقوق العباد کی تلافی کا مطلب یہ ہے کہ بندوں کے جو حقوق واجب ہوں اُن سب کی ادائیگی کرے، اور یہ حقوق دو قسم کے ہیں:

اوّل مالی حقوق، دوسرے آبرو کے حقوق۔

مالی حقوق کا مطلب یہ ہے کہ جس کسی کا تھوڑا بہت مالِ ناحق قبضہ میں آگیا ہو اُسے پتہ ہو یا نہ ہو وہ سب واپس کردے مثلاً کسی کا مال چرایا ہو یا قرض لے کر مار لیا ہو یا کسی سے رشوت لی ہو یا کسی کے مال میں خیانت کی ہو یا کسی کی کوئی چیز مذاق میں لے کر رکھ لی ہو (جبکہ وہ اس کے دینے پر اپنے نفس کی خوشی سے راضی نہ ہو) یا کسی سے سود لیا ہو، تو اس سب کو واپس کردے، واپس کرنے کے لئے یہ بتانا ضروری نہیں ہے کہ میں نے آپ کی خیانت کی تھی، ہدیہ کے نام سے دینے سے بھی ادائیگی ہوجائے گی۔

آبرو کے حقوق کی تلافی کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کو ناحق مارا ہو یا کسی کی غیبت کی ہو یا غیبت سنی ہو یا کسی کو تہمت لگائی ہو یا گالی دی ہو یا کسی بھی طرح سے جسمانی یا روحانی یا قلبی تکلیف پہنچائی ہو تو اس سے معافی مانگ لے اگر وہ دور ہو تو اس دوری کو عذر نہ سمجھے بلکہ خود جا کر یا خط بھیج کر معافی طلب کرے اور جس طرح ممکن ہو اس کو راضی کرے، اگر ناحق مار پیٹ کا بدلہ دینا پڑے تو اُسے بھی گوارا کرے، البتہ غیبت کے بارے میں اکابر نے یہ لکھا ہے کہ اگر اس کو غیبت کی اطلاع پہنچ چکی ہے تو اس سے معافی مانگے ورنہ اس کے لئے بہت زیادہ مغفرت کی دعا کرے جس سے یہ یقین ہوجائے کہ جتنی غیبت کی تھی اس کے بدلہ اس کے لئے اتنی دعا ہوچکی ہے کہ اس کی دعا کو دیکھتے ہوئے وہ ضرور خوش ہوجائے گا۔

بہت سے لوگ ظاہری دینداری بھی اختیار کر لیتے ہیں، زبانی توبہ بھی کرتے رہتے ہیں لیکن گناہ نہیں چھوڑتے، حرام کمائی سے باز نہیں آتے، اور لوگوں کی غیبت کو شیر مادر سمجھتے ہیں، اور ذرا بھی دل میں احساس نہیں ہوتا کہ ہم غیبتیں کر رہے ہیں، بس اب دینداری نماز روزہ کی حد تک رہ گئی ہے، صرف زبانی توبہ کرنا اور گناہ نہ چھوڑنا اور حقوق اللہ وحقوق العباد کی تلافی نہ کرنا یہ کوئی توبہ نہیں ہے۔ جو لوگ رشوت لیتے ہیں یا سود لیتے ہیں یا کاروبار میں فریب دے کر ناجائز طور پر پیسہ کھینچ لیتے ہیں، ایسے لوگوں کا معاملہ بہت کٹھن ہے۔ کس کس کے حق کی تلافی کریں گے؟ اہل حقوق کو یاد رکھنا اور اُن کے حقوق کی تلافی کرنا اور حقوق والوں کو تلاش کر کے حقوق پہنچانا گویا پہاڑ کھودنے کے برابر ہے لیکن جن کے دل میں آخرت کی فکر اچھی طرح جاگزیں ہوجائے وہ بہرحال حقوق والوں کے حقوق کسی نہ کسی طرح پہنچا کر ہی رہتے ہیں۔

ہمارے ایک استاد ایک تحصیل دار کا واقعہ سناتے تھے، جب وہ حضرت اقدس حکیم الامت مولانا اشرف

Marfat.com

علی صاحب تھانوی رحمتہ اللہ علیہ سے مرید ہوئے اور دینی حالت سدھرنے لگی اور آخرت کی فکر نے ادائیگی حقوق کی طرف متوجہ کیا تو انہوں نے اپنے زمانہ تعیناتی میں جو رشوتیں لی تھیں ان کو یاد کیا اور حساب لگایا، عموماً تقسیم ہند سے قبل متحدہ پنجاب کی تحصیلوں میں وہ تحصیلداری پر مامور رہے تھے، اور جن لوگوں سے رشوتیں لی تھیں ان میں زیادہ تر سکھ قوم کے لوگ تھے، انہوں نے تحصیلوں میں جا کر مقدمات کی پرانی فائلیں نکلوائیں اور اُن کے ذریعہ مقدمات لانے والوں کے پتے لئے، پھر گاؤں گاؤں ان کے گھر پہنچے اور بہت سوں سے معافی مانگی اور بہت سوں کو نقد رقم دے کر سبکدوشی حاصل کی، ان تحصیلدار صاحب سے ہمارے استاد موصوف کی خود ملاقات ہوئی تھی اور انہوں نے اپنا یہ واقعہ خود سنایا تھا، وہ کہتے تھے کہ اکثر ادا کر چکا ہوں تھوڑا باقی ہے جس کے لئے برابر فکرمند ہوں، بہت سے لوگ مرید بھی ہو جاتے ہیں، بزرگوں کے ہاتھ پر توبہ بھی کر لیتے ہیں، لیکن یہ توبہ صرف زبانی ہوتی ہے، نہ حرام کمانا چھوڑتے ہیں نہ حرام کھانا ترک کرتے ہیں، نہ بنک کی ملازمت سے الگ ہوتے ہیں نہ رشوت لینے سے بچتے ہیں، نہ لوگوں کے حقوق ادا کرتے ہیں، نہ غیبت سے بچتے ہیں بلکہ مرید ہو کر غیبت کے ایک سبب میں اضافہ ہو جاتا ہے اور وہ یہ کہ جو لوگ اپنے شیخ کے طریقے پر نہ ہوں ان کی غیبتیں شروع ہو جاتی ہیں اور دوسروں کی غیبت کرنے کو اپنے شیخ کی تعریف کا جزوِ اعظم سمجھتے ہیں، یہ سب زندگی کے خطرناک اعمال ہیں، آخرت کی فکر نہیں ہے تو کس کام کی مریدی اور کیسی توبہ؟

سبحہ برکف توبہ بر لب دل پر از ذوقِ گناہ
معصیت را خندہ می آید بر استغفار ما

ممکن ہے بعض حضرات یہ سوال کریں کہ کچھ لوگ ایسے ہیں کہ انہوں نے کچھ حقوق مار لئے اور جو ہونا تھا ہو چکا اب اُن کے پاس پیسے نہیں، کس طرح ادا کریں اور بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ اُن کے پاس پیسے تو ہیں لیکن اصحاب حقوق یاد نہیں، اور تلاش کرنے سے بھی نہیں مل سکتے، اُن کو پہنچانے کا کوئی راستہ نہیں تو کیا کریں؟

اس کے بارے میں عرض ہے کہ اللہ کی شریعت میں اس کا بھی حل موجود ہے اور وہ یہ کہ جو اصحاب حقوق موجود ہیں ان سے جا کر یا بذریعہ خط معافی مانگیں، اور ان کو بالکل خوش کر دیں جس سے اندازہ ہو جائے کہ انہوں نے سچے دل سے حقوق معاف کر دیئے، اگر وہ معاف نہ کریں تو اُن سے مہلت لے لیں اور تھوڑا تھوڑا کما کر اور آمدنی میں سے بچا کر ادا کریں اور اگر ادائیگی سے پہلے اُن میں سے کوئی فوت ہو جائے تو اس کے ورثاء کو باقی ماندہ حقوق پہنچا دیں اور جن لوگوں کا پتہ معلوم نہ ہو تو ان کی طرف سے اُن کے حقوق کے بقدر مسکینوں کو صدقہ دے دیں، جب تک ادائیگی نہ ہو صدقہ کرتے رہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی نے اپنے بھائی پر اس کی آبرو کے اعتبار سے یا اور کسی طریقہ پر ظلم کیا ہو تو اس کو آج ہی اُس دن سے پہلے جس دن دینار و درہم نہ ہوگا (ادا کر کے یا معافی مانگ کر) حلال کر لے، (وہاں روپے کا سکہ نہ چلے گا بلکہ وہاں کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ) اگر ظلم و زیادتی کرنے والے کا عمل صالح ہوگا تو اس سے لے کر مظلوم کو دے دیا جائے گا،

Marfat.com

(جس پر ظلم وزیادتی کی تھی) اور اگر زیادتی کرنے والے کی نیکیاں نہ ہوئیں تو جس پر زیادتی ہوئی تھی اس کی برائیاں لے کر زیادتی کرنے والے پر ڈال دی جائیں گی۔ (بخاری شریف)

نیز حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ایک مرتبہ حضرات صحابہؓ سے دریافت فرمایا کیا تم جانتے ہو مفلس (یعنی تنگدست اور فقیر) کون ہے؟ صحابہؓ نے عرض کیا ہم تو اُسے مفلس شمار کرتے ہیں جس کے پاس درہم (یعنی روپیہ پیسہ) اور مال واسباب نہ ہو، آپؐ نے فرمایا بے شک میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا اور اس حال میں بھی آئے گا کہ اس نے کسی کو گالی دی ہوگی، اور کسی کو تہمت لگائی ہوگی اور کسی کا مال (ناحق) کھایا ہوگا اور کسی کا خون بہایا ہوگا اور کسی کو مارا ہوگا پس اس کی نیکیوں میں سے کچھ اس کو دے دی جائیں گی اور کچھ اس کو دے دی جائیں گی۔ اگر حقوق کی ادائیگی سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو حقوق والوں کے گناہ لے کر اُس پر ڈال دیئے جائیں گے پھر اُسے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم)

اللہ اکبر! کتنا سخت معاملہ ہے، ہر شخص کو حقوق کی ادائیگی کی فکر کرنا لازم ہے، گناہوں سے پختہ طریقہ پر توبہ کرے اور توبہ کا قانون پورا کرے یعنی اللہ کے اور اس کے بندوں کے حقوق پوری طرح ادا کرے، زبانی توبہ توبہ نہیں ہے، خوب سمجھ لو۔ واللہ اعلم

توبہ کا طریقہ

(۲۷۲) وَعَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ حَدَّثَنِيْ اَبُوْبَكْرٍ وَّصَدَقَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا مِنْ رَجُلٍ يُّذْنِبُ ذَنْبًا ثُمَّ يَقُوْمُ فَيَتَطَهَّرُ ثُمَّ يُصَلِّيْ ثُمَّ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ثُمَّ قَرَأَ وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ. (رواہ الترمذی وابن ماجہ الا ابن ماجہ لم یذکر الایۃ)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت ابوبکر (صدیق) رضی اللہ عنہ نے بیان کیا اور سچ بیان کیا کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی شخص کوئی گناہ کر بیٹھے، پھر اُس کے بعد وضو کرے، نماز پڑھے پھر اللہ سے مغفرت طلب کرے تو اللہ تعالیٰ ضرور اس کو بخش دے گا، اس کے بعد آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً الایۃ. (مشکوٰۃ، ص ۱۱۷، از ترمذی وابن ماجہ)

تشریح:- توبہ کے اصلی جزو تو وہی تین ہیں جو پہلے گزر چکے، یعنی (۱) جو گناہ ہو چکے اُن پر شرمندگی اور ندامت، اور (۲) آئندہ کو گناہ نہ کرنے کا پختہ عہد، اور (۳) جو حقوق اللہ وحقوق العباد تلف کئے ہیں ان کی تلافی کرنا اور اس طرح توبہ کر لی جائے تو ضرور قبول ہوتی ہے، لیکن اگر ان امور کے ساتھ بعض اور چیزیں بھی ملالی جائیں تو توبہ اور زیادہ اقرب الی القبول ہو جاتی ہے، مثلاً نیکیوں کی کثرت کرنے لگے یا کسی بڑی نیکی کا اہتمام زیادہ کرے۔ حدیث شریف میں ہے کہ ایک شخص حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ میں نے بہت بڑا گناہ کر لیا، کیا میری توبہ قبول ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تیری والدہ موجود ہے؟ عرض کیا نہیں، فرمایا تیری کوئی خالہ ہے؟ عرض کیا ہاں خالہ ہے، فرمایا بس تو اس کے ساتھ

Marfat.com

حسن سلوک کیا کرو۔ (ترمذی)

اس سے معلوم ہوا کہ والدہ اور خالہ کے ساتھ حسن سلوک کرنے کو توبہ قبول کرانے میں بہت دخل ہے۔

نماز پڑھ کر توبہ کرنے کی جو تعلیم فرمائی، وہ بھی اس لئے ہے کہ نماز بہت بڑی نیکی ہے، اوّل دو چار رکعت پڑھ کر توبہ کی جائے گی تو توبہ زیادہ لائق قبول ہوگی۔

حدیث بالا میں جو آیت کا کچھ حصہ ذکر کیا ہے یہ سورۂ آل عمران کی آیت ہے، پوری اس طرح سے ہے:

وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ. (ع۴)

''اور ایسے لوگ کہ جب کوئی ایسا کام کر گزرتے ہیں جس میں زیادتی ہو یا اپنی ذات پر نقصان اٹھاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کو یاد کر لیتے ہیں، پھر اپنے گناہوں کی معافی چاہنے لگتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے سوا اور ہے کون جو گناہوں کو بخشتا ہو اور وہ لوگ اپنے فعل پر اصرار نہیں کرتے اور وہ جانتے ہیں''۔

اس کے بعد ان حضرات کا اجر و ثواب بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِىْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ.

''ان لوگوں کی جزا بخشش ہے ان کے رب کی طرف سے، اور ایسے باغ ہیں کہ ان کے نیچے سے نہریں چلتی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والے ہوں گے اور اچھا حق الخدمت ہے ان کام کرنے والوں کا''۔

توبہ اور استغفار کے فضائل و فوائد

(۲۷۳) وَعَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُوْبٰى لِمَنْ وَّجَدَ فِىْ صَحِيْفَتِهٖ اِسْتِغْفَارًا كَثِيْرًا. (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس شخص کے لئے بہت عمدہ حالت ہے جو (قیامت کے دن) اپنے اعمال نامہ میں خوب زیادہ استغفار پائے۔ (مشکوٰۃ المصابیح، ص ۲۰۶، عن ابن ماجہ)

تشریح:- چونکہ بندوں سے بکثرت چھوٹے بڑے گناہ صادر ہوتے رہتے ہیں اور جو نیکیاں کرتے ہیں وہ بھی صحیح طریقہ پر ادا نہیں ہوتی ہیں، اور شروع سے آخر تک ہر عبادت میں کوتاہیاں ہوتی رہتی ہیں نیز مکروہات کا ارتکاب ہوتا ہے، اور فرائض و واجبات کی ادائیگی کما حقہ ادا نہیں ہو پاتی اس لئے ضروری ہے کہ استغفار کی زیادہ کثرت کی جائے۔

استغفار گناہوں کی مغفرت طلب کرنے کو کہتے ہیں جب کوئی شخص دنیا میں کثرت سے استغفار کرے گا تو قیامت کے دن اپنے اعمال نامہ میں بھی اس کا اثر پائے گا اور اس کی وجہ سے وہاں گناہوں کی معافی اور نیکیوں کے انبار دیکھے گا، اس وقت اس کی قدر ہوگی،

Marfat.com

بندہ ہماں بہ کہ ز تقصیر خویش　　عذر بدرگاہِ خدا آورد
ورنہ سزاوارِ خداوندیش　　کس نتواند کہ بجا آورد[1]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! مجھے کوئی دعا سکھایئے جو میں اپنی نماز میں مانگا کروں، اس پر حضور اقدس ﷺ نے ان کو وہی مشہور دعا تعلیم فرمائی جسے عام طور سے نماز میں درود شریف کے بعد پڑھا کرتے ہیں، یعنی:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا وَّلَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِکَ وَارْحَمْنِیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ. (بخاری ومسلم)

ترجمہ: ''اے اللہ! میں نے اپنے نفس پر بہت زیادہ ظلم کیا ہے، اور نہیں بخش سکتا گناہوں کو مگر تو ہی، پس مجھے بخش دے ایسی بخشش جو تیری طرف سے ہو اور مجھ پر رحم فرما بلاشبہ تو بخشنے والا بہت مہربان ہے''۔

غور کرنے کی بات ہے کہ نماز پڑھی ہے جو سراسر خیر ہے، اللہ تعالیٰ کا فریضہ ادا کیا ہے جس کے نیکی ہونے میں کوئی شک نہیں ہے، اور فریضہ ادا بھی کس نے کیا ہے؟ صدیق اکبرؓ نے پھر ان کو تعلیم دی جارہی ہے کہ نماز کے ختم پر مغفرت کی دعا کرو، اس کی وجہ یہی ہے کہ اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ کے شایانِ شان کسی سے بھی عبادت نہیں ہوسکتی، عبادت کئے جاؤ اور مغفرت مانگے جاؤ۔ صالحین کا یہی طرزِ عمل رہا ہے، اور اسی میں خیر ہے، گناہ ہوجانے پر تو سبھی توبہ واستغفار کرتے ہیں، مخلصین کاملین نیکی کر کے استغفار کرتے ہیں اور یہ طرزِ زندگی ان کو حضور اقدس ﷺ کی اتباع میں نصیب ہوا ہے، حضور اقدس ﷺ ساری مخلوق سے افضل ہیں، اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ مقرب بندے ہیں، اللہ نے آپ ﷺ کو وہ کچھ عطا فرمایا جو کسی کو نہیں دیا، آپؐ راتوں رات نماز میں کھڑے رہتے تھے اور اللہ کے دین کو بلند کرنے کے لئے بڑی بڑی محنتیں کرتے تھے، اللہ نے آپ ﷺ کو حکم دیا کہ:

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا.

''پس آپ اپنے رب کی تسبیح اور تحمید کیجئے اور اس سے مغفرت کی درخواست کیجئے، بیشک وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے''۔

آپ ﷺ فرض نماز کا سلام پھیر کر تین بار اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ پڑھتے تھے یعنی اللہ جل شانہٗ سے مغفرت کا سوال کرتے تھے۔ (صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم یہ شمار کرتے تھے کہ حضور اقدس ﷺ مجلس میں سو مرتبہ یہ پڑھا کرتے تھے:

رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ.

''اے اللہ میری مغفرت فرمادے اور میری توبہ قبول فرما، بیشک تو بہت توبہ قبول فرمانے والا ہے اور بہت بخشش فرمانے والا ہے''۔ (ترمذی، ابوداؤد وغیرہ)

[1] (ترجمہ) ''بندہ وہی بہتر ہے جو بارگاہِ خداوندی میں اپنے قصوروں کی معذرت پیش کرتا رہے، ورنہ اس کی مقدس ذات کے لائق عمل کر کے کوئی بھی عہدہ برآ نہیں ہوسکتا۔'' ۱۲

Marfat.com

پس جب سرورِ عالم ﷺ کا یہ حال تھا جو اللہ کے معصوم بندے تھے اور سید المعصومین تھے تو ہم گنہگاروں کو کس قدر استغفار کرنا چاہئے، اس پر خود ہی غور کرلیں۔

آج کل جیسا ہر عبادت میں غفلت اور بے دھیانی اور کوتاہی نے جگہ پکڑ لی ہے توبہ واستغفار بھی غفلت کے ساتھ ہوتے ہیں اور سچی توبہ جس میں دل حاضر ہو اور جس میں آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد ہو اور جس کے بعد حقوق کی تلافی کی جاتی ہو اس کا خیال بھی نہیں آتا، اسی غفلت والے استغفار کے بارے میں حضرت رابعہ بصریہ[1] نے فرمایا:

اِسْتِغْفَارُنَا یَحْتَاجُ اِلٰی اِسْتِغْفَارٍ کَثِیْرٍ.

''یعنی ہمارا استغفار بھی ایک طرح کی معصیت ہے اس کیلئے بھی استغفار کی ضرورت ہے''۔

اور حضرت ربیع بن خثیمؒ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم لوگ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ مت کہو، اس کے معنی یہ ہیں کہ ''میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور اس کے حضور میں توبہ کرتا ہوں'' یہ ایک طرح کا دعویٰ ہے، زبان سے توبہ اور استغفار کا لفظ نکالا اور دل اس کی طرف متوجہ نہ تھا اس لئے مذکورہ دعویٰ ایک طرح کا جھوٹ ہو جاتا ہے۔

اس کے بعد حضرت ربیع بن خثیمؒ نے فرمایا کہ بجائے مذکورہ بالا الفاظ کے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَتُبْ عَلَیَّ کہتا رہے گا تو کسی مقبولیت کی گھڑی میں انشاء اللہ تعالیٰ دعا قبول ہو ہی جائے گی کیونکہ جو شخص برابر دروازہ کھٹکھٹاتا رہے گا کبھی اس کے لئے دروازہ کھل ہی جائے گا اور داخل ہونے کا موقع مل ہی جائے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ:

اِفْعَلُوا الْخَیْرَ دَھْرَکُمْ وَتَعَرَّضُوْا لِنَفَحَاتِ رَحْمَۃِ اللّٰہِ، فَاِنَّ لِلّٰہِ نَفَحَاتٍ مِنْ رَّحْمَتِہٖ یُصِیْبُ بِھَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَسَلُوا اللّٰہَ اَنْ یَّسْتُرَ عَوْرَاتِکُمْ وَاَنْ یُّؤْمِنَ رَوْعَاتِکُمْ.

(وقال فی مجمع الزوائد رواہ الطبرانی واسنادہ رجالہ رجال الصحیح غیر عیسٰی بن موسٰی بن ایاس بن البکیر وھو ثقۃ)

''یعنی زندگی بھر نیک کام کرتے رہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کی ہواؤں کے سامنے آتے رہو کیونکہ اللہ کی رحمت کی ہوائیں چلا کرتی ہیں، اللہ تعالیٰ اُن کو اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں پہنچا دیتے ہیں اور تم اللہ سے اس بات کا سوال کرو کہ وہ تمہارے گناہوں اور عیبوں کو چھپائے اور تمہارے خوف کو ہٹا کر امن وامان نصیب فرمائے''۔

معلوم ہوا کہ دعا اور استغفار میں لگا ہی رہنا چاہئے، نہ جانے کس وقت قبولیت کی گھڑی ہو اور کام بن جائے۔ حضرت لقمان حکیم نے فرمایا کہ تو اپنی زبان کو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ کہتے رہنے کی عادت ڈال دے کیونکہ بعض گھڑیاں ایسی ہوتی ہیں جن میں اللہ پاک سائل کا سوال رد نہیں فرماتے۔

استغفار دل حاضر کر کے ہو تو بہت ہی عمدہ بات ہے اگر حضوریٔ قلب نہ ہو تب بھی زبان پر تو استغفار جاری رہنا ہی چاہئے، یہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ بہت کام دے گا۔ استغفار میں کبھی کوتاہی نہ کی جائے اور مواقع نکال کر حضور قلب اور پوری ندامت کے ساتھ توبہ بھی کرتے رہا کریں تاکہ ہمیشہ غفلت والا ہی استغفار نہ

---

[1] قول رابعہ وقول الربیع وقول لقمان ذکرھا ابن الجزری فی الحصن، ۱۲

Marfat.com

رہے، ہر وقت حضورِ قلب نہیں ہوسکتا تو کبھی کبھی تو اس پر قابو پایا جاسکتا ہے، مثلاً یہ کہ رات کو سوتے وقت خوب دل حاضر کر کے دو رکعت نفل پڑھ کر خوب گڑگڑا کر توبہ واستغفار کرلیا کرے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بلاشبہ مؤمن بندہ اپنے گناہوں کو (خوفِ خدا کی وجہ سے) ایسا سمجھتا ہے جیسا کہ وہ پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہے اور ڈر رہا ہے کہ اس پر گر نہ پڑے اور بدکار آدمی اپنے گناہوں کو ایسا سمجھتا ہے جیسے اُس کی ناک پر کوئی مکھی گزرنے لگی اور اس نے ہاتھ ہلا کر ہٹادی۔ (مشکوٰۃ المصابیح)

اوّل تو گناہوں سے بچنے کا بہت زیادہ اہتمام کرنے کی ضرورت ہے، پھر اگر گناہ ہوجائے تو فوراً توبہ واستغفار کرے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ یہ دعا کیا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ اِذَا اَحْسَنُوْا اسْتَبْشَرُوْا وَاِذَا اَسَاؤُا اسْتَغْفَرُوْا. (مشکوٰۃ)

''اے اللہ! مجھے ان لوگوں میں فرمادے کہ جب وہ نیک کام کریں تو خوش ہوں اور جب گناہ کر بیٹھیں تو استغفار کریں''۔

درحقیقت حضور ﷺ نے اپنی امت کو تعلیم دینے کے لئے یہ دعا اختیار فرمائی کیونکہ آپ ﷺ تو معصوم تھے، گناہوں سے پاک تھے۔

ایک صحابی نے حضور ﷺ سے سوال کیا کہ ایمان (کی علامت) کیا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ جب تیری نیکی تجھے خوش کرے اور تیری برائی تجھے بری لگے تو (سمجھ لے کہ) تو مؤمن ہے۔ (مشکوٰۃ)

جس طرح نیکی کر کے خوش ہونا چاہئے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل وانعام ہے جس نے نیکی کی توفیق دی اور اس کا احسان ہے کہ اُس نے اپنی مرضی کے کام میں مجھے مشغول فرمادیا، اسی طرح گناہ سرزد ہوجانے پر بہت زیادہ رنجیدہ ہونے کی ضرورت ہے، کہ ہائے مجھ سے خالق ومالک کی نافرمانی ہوگئی اور مجھ جیسا حقیر و ذلیل مولائے کائنات جل مجدہٗ کے حکم کی خلاف ورزی کر بیٹھا، یا اللہ مجھے معاف فرما، درگزر فرما، میری مغفرت فرما، بخش دے، رحمت کی آغوش میں چھپالے۔

گناہ تو بندے سے ہو ہی جاتے ہیں لیکن گناہوں پر جرأت کرنا اور گناہوں میں ترقی کرتے رہنا بہت بڑی نادانی ہے، ایک حدیث میں ارشاد ہے:

کُلُّ بَنِیْ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَّخَیْرُ الْخَطَّائِیْنَ التَّوَّابُوْنَ.

''یعنی تمام انسان خطاکار ہیں اور بہترین خطاکار وہ ہیں جو خوب توبہ کرنے والے ہیں''۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ شیطان نے اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ اے رب آپ کی عزت کی قسم! میں آپ کے بندوں کو برابر صحیح راہ سے ہٹاتا رہوں گا جب تک کہ اُن کی رُوحیں اُن کے جسموں میں رہیں گی، پروردگارِ عالم جل شانہٗ نے فرمایا کہ مجھے اپنی عزت وجلال اور رفعت مکان کی قسم ہے جب تک وہ مجھ سے استغفار کرتے رہیں گے میں ان کو بخشتا رہوں گا۔ (مشکوٰۃ عن احمد)

اور یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ توبہ واستغفار کر لینے کے گھمنڈ میں گناہ کرتے رہنا درست نہیں ہے کیونکہ آئندہ کا حال معلوم نہیں، کیا پتہ توبہ سے پہلے موت آجائے، پھر یہ بھی تجربہ ہے کہ توبہ واستغفار کی دولت انہیں کو

Marfat.com

نصیب ہوتی ہے جو گناہوں سے بچنے کا دھیان رکھتے ہیں اور کبھی کبھار گناہ ہو جاتا ہے تو توبہ کر لیتے ہیں، اور جو لوگ مغفرت کی خوشخبریوں کو سامنے رکھ کر گناہ پر گناہ کرتے چلے جاتے ہیں اُن کو توبہ واستغفار کا خیال تک نہیں آتا۔

اور واضح ہو کہ اللہ کی بڑی شان ہے اس کی رحمت سے مایوس کبھی نہ ہوں جتنے بھی زیادہ گناہ ہو جائیں خواہ لاکھوں کروڑوں ہوں اللہ کی مغفرت کے سامنے اُن کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اللہ جل شانہٗ کا ارشاد ہے:

قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ.

''(آپ ﷺ میری طرف سے) فرما دیجئے کہ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتیاں کی ہیں تم اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو، بیشک اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف فرما دے گا واقعی وہ بڑا بخشنے والا نہایت رحم والا ہے''۔

استغفار جہاں گناہوں کی معافی اور نیکیوں کی خامی اور کوتاہی کی تلافی کا ذریعہ ہے وہاں اور دوسرے بہت سے فوائد کا بھی سبب ہے۔ بارش لانے اور دوسرے بہت سے فوائد حاصل کرنے کے لئے کثرت سے استغفار کرنا چاہئے۔ قرآن مجید میں حضرت ہود علیہ السلام کی نصیحت کا ذکر فرمایا ہے جو انہوں نے اپنی قوم کو کی تھی:

وَيٰقَوْمِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْا اِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيَزِدْكُمْ قُوَّةً اِلٰى قُوَّتِكُمْ وَلَا تَتَوَلَّوْا مُجْرِمِيْنَ.

''اے میری قوم تم اپنے رب سے مغفرت طلب کرو پھر اس کے حضور میں توبہ کرو، وہ تم پر خوب بارش برسا دے گا اور تم کو اور قوت دے کر تمہاری قوت میں ترقی دے گا اور مجرم ہو کر اعراض مت کرو''۔

اللہ جل شانہٗ نے سورۂ نوح میں حضرت نوح علیہ السلام کی نصیحت نقل فرمائی ہے جو انہوں نے اپنی قوم کو کی تھی:

فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّ بَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا ۝

''اور میں نے کہا کہ تم اپنے پروردگار سے گناہ بخشواؤ، وہ بڑا بخشنے والا ہے، کثرت سے تم پر بارش بھیجے گا اور تمہارے مالوں اور اولاد میں ترقی دے گا اور تمہارے لئے باغ بنا دے گا اور تمہارے لئے نہریں بنا دے گا''۔

ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ توبہ واستغفار بارش کے آنے اور طاقت اور قوت میں اضافہ ہونے اور مال اور اولاد کے بڑھنے اور باغات اور نہریں نصیب ہونے کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔

لوگ بہت سی تدبیریں کرتے ہیں تاکہ طاقت میں اضافہ ہو، اور اموال میں ترقی ہو اور آل واولاد میں اضافہ ہو، لیکن توبہ واستغفار کی طرف متوجہ نہیں ہوتے بلکہ اس کے برعکس گناہوں میں ترقی کرتے چلے جاتے ہیں، یہ بہت بڑی نادانی ہے۔

اعمال کی اصلاح میں بھی استغفار کا بڑا دخل ہے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں اپنے گھر والوں کے بارے میں تیز زبان واقع ہوا تھا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ڈر ہے کہ میری زبان کہیں

Marfat.com

دوزخ میں داخل نہ کرادے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم استغفار کو کیوں چھوڑے ہوئے ہو؟ بلاشبہ میں اللہ تعالیٰ سے سومرتبہ روزانہ مغفرت طلب کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں۔ (اخرجہ الحاکم وقال صحیح علی شرط الشیخین واقرہ الذہبی)

زبان کی تیزی کی اصلاح کے لئے اس حدیث میں استغفار کو علاج بتایا ہے، ہر طرح کی مشکلات اور تفکرات سے محفوظ رہنے کے لئے بھی استغفار بہت اکسیر ہے۔

حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ ضَيْقٍ مَّخْرَجًا وَّمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَّرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ.

"جو شخص استغفار میں لگا رہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر دشواری سے نکلنے کا راستہ بنادیں گے، اور ہر فکر کو ہٹا کر کشادگی عطا فرمادیں گے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق دیں گے جہاں سے اُس کو گمان بھی نہ ہوگا"۔ (احمد وابوداؤد)

دل کی صفائی کے لئے بھی استغفار بہت بڑی چیز ہے۔ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ میرے دل پر میل آجاتا ہے، اور بلاشبہ ضرور اللہ تعالیٰ سے روزانہ سومرتبہ استغفار کرتا ہوں۔ (رواہ مسلم)

اس روایت میں روزانہ سومرتبہ استغفار فرمانے کا ذکر ہے، اور دوسری روایت میں ہے کہ آپؐ ہر مجلس میں سومرتبہ توبہ واستغفار کرتے تھے، اس میں کوئی تعارض نہیں، ممکن ہے کہ پہلے روزانہ سومرتبہ استغفار فرماتے ہوں پھر ہر مجلس میں سومرتبہ استغفار کا اہتمام فرمادیا ہو، اور یہ بھی ممکن ہے کہ روزانہ سومرتبہ استغفار کا جو ذکر ہے وہ ہر مجلس والے استغفار کے علاوہ ہو۔

حضور اقدس ﷺ نے یہ جو فرمایا کہ "میرے دل پر میل آجاتا ہے" اس کے بارے میں علماء محققین اور عارفین کاملین نے کئی باتیں لکھی ہیں، جن میں سے ایک یہ ہے کہ جہاد وغیرہ کے انتظامی اُمور اُمت کے مصالح کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ سے تھوڑا سا جو دل بٹ جاتا تھا اور حق تعالیٰ کی طرف کامل توجہ میں تھوڑا سا فرق آجاتا تھا (جو بلاشرکت غیرے ہونی چاہئے) اس کو آپؐ نے میل سے تعبیر فرمایا ہے، گو امت کی طرف متوجہ ہونا اور امورِ جہاد کو انجام دینا بھی بہت بڑی عبادت ہے لیکن اُن میں لگنے کی وجہ سے بارگاہِ ربوبیت کی بلاشرکتِ غیرے حاضری میں جو کمی آگئی اور اس سے جو دل متاثر ہوا اس کو میل فرمایا، اور اس کو زائل کرنے کے لئے آپؐ کثرت سے استغفار کرتے تھے۔ جب حضور اقدس ﷺ نے اپنے بارے میں یہ ارشاد فرمایا کہ میرے دل پر میل آجاتا ہے اور اس کو استغفار سے دھوتا اور صاف کرتا ہوں تو ہم لوگوں کو کس قدر استغفار کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت ہے؟ ہر شخص خود ہی غور کرلے، اس پر خوب غور کریں اور استغفار کی طرف متوجہ ہوں، کیونکہ ہم تو سراپا گناہ میں لت پت ہیں، اور خطاؤں میں ملوث ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ مؤمن بندہ جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ داغ لگ جاتا ہے، پس اگر توبہ واستغفار کرلیتا ہے تو اس کا دل صاف ہو جاتا ہے اور اگر (توبہ استغفار نہ کیا بلکہ) اور زیادہ گناہ کرتا گیا تو یہ (سیاہ) داغ بھی بڑھتا رہے گا، یہاں تک کہ اس کے دل پر غالب آجائے گا، پس یہ داغ وہ رَانَ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے یوں ذکر فرمایا ہے: كَلَّا بَلْ

Marfat.com

رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)۔

یہ سورۃ تطفیف کی آیت ہے، اس کا ترجمہ یہ ہے:

ہرگز ایسا نہیں، بلکہ ان کے دلوں پر اُن کے اعمال کا زنگ بیٹھ گیا ہے"۔

ایک روایت میں ہے کہ دلوں میں زنگ لگ جاتا ہے اور ان کی صفائی استغفار ہے۔ (کمافی الترغیب عن البیہقی)

یہ زنگ گناہوں کی وجہ سے دل پر سوار ہو جاتا ہے، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی مذکورہ بالا روایت سے معلوم ہوا، گناہوں کی آلائش سے توبہ و استغفار کے ذریعہ سے دل کو صاف کرنا لازم ہے، جو لوگ توبہ و استغفار کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اُن کے دل کا ناس ہو جاتا ہے، پھر نیکی بدی کا احساس تک نہیں رہتا اور اس احساس کا ختم ہو جانا بدبختی کا باعث ہو جاتا ہے، اپنے لئے اور والدین کے لئے اور آل و اولاد کے لئے اور اساتذہ و مشائخ کے لئے احباب و اصحاب کے لئے مردہ ہوں یا زندہ مرد ہوں یا عورت سب کے لئے استغفار کرتے رہنا چاہئے، خصوصاً ان لوگوں کے لئے برابر استغفار کرتے رہیں جن کا کبھی دل دکھایا ہو یا کسی کی غیبت کی ہو، یا کسی کی غیبت سنی ہو، یا کسی پر تہمت لگائی ہو، اُن لوگوں کے لئے اتنا استغفار کریں کہ دل گواہی دے کہ اُن کو اگر استغفار کا پتہ چلے تو وہ ضرور خوش ہو جائیں گے۔

استغفار کے صیغے

جن الفاظ میں بھی اللہ پاک سے گناہوں کی مغفرت طلب کی جائے وہ سب استغفار ہے، لیکن جو الفاظ احادیث شریفہ میں وارد ہوئے ہیں اُن کے ذریعے استغفار کرنا زیادہ افضل ہے، کیونکہ یہ الفاظ مبارک ہیں جو رسالت مآب ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلے ہیں۔ ان سطور کے لکھنے کے وقت جو الفاظ حدیث کی کتابوں میں ہمیں ملے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔ (ان میں سے بعض صیغے کتاب الذکر میں فضائل استغفار کے بیان میں بھی گزر چکے ہیں۔

(۱) رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَتُبْ عَلَیَّ اِنَّکَ اَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُوْرُ.

"اے میرے رب میری مغفرت فرما دے اور میری توبہ قبول فرما بے شک آپ بہت توبہ قبول فرمانے والے ہیں اور بخشش فرمانے والے ہیں"۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ حضور اقدس ﷺ ہر مجلس میں سو مرتبہ یہ کلمات پڑھتے تھے۔ (سنن ترمذی، ابوداؤد)

(۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس نے تین بار یوں کہا:

اَسْتَغْفِرُ[1] اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ.

تو اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے، اگرچہ میدانِ جہاد سے بھاگا ہو۔ (اخرجه الحاكم ص ۵۱۱ ج ۱ وقال صحيح على شرط الشيخين، لكن قال الذهبی ابوسنان الراوی، لم يخرج له البخاری و مع ذلک هو ثقه كما في التقريب)

---

[1] (ترجمہ) میں اللہ سے مغفرت طلب کرتا ہوں جو بڑا ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ زندہ ہے اور قائم رکھنے والا ہے۔ اور میں اس کی جناب میں توبہ کرتا ہوں۔ ۱۲

Marfat.com

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ جس نے (رات کو) اپنے بستر پر ٹھکانا پکڑ کر تین بار یہ پڑھا اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ ط اللہ تعالیٰ شانہٗ اس کے گناہ معاف فرمادیں گے، اگرچہ سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں، اگرچہ درختوں کے پتوں کے برابر ہوں، اگرچہ مقام عالج کی ریت کے برابر ہوں۔ (اخرجہ الترمذی فی الدعوات وقال حسن غریب)

(۳) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے دو یا تین بار یوں کہا: ہائے میرے گناہ، ہائے میرے گناہ، حضور اقدس ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تو یوں کہہ: اَللّٰھُمَّ مَغْفِرَتُکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِیْ وَرَحْمَتُکَ اَرْجٰی عِنْدِیْ مِنْ عَمَلِیْ (ترجمہ) ''اے اللہ آپ کی مغفرت میرے گناہوں سے بہت زیادہ بڑی ہے اور آپ کی رحمت میرے نزدیک میرے عمل سے بڑھ کر امید دلانے والی ہے''۔

اس نے یہ الفاظ کہے، آپ ﷺ نے فرمایا پھر کہو، انہوں نے پھر دہرائے، آپ نے فرمایا پھر کہو، انہوں نے پھر اُن کو دہرایا، آپ ﷺ نے فرمایا کھڑا ہو جا، اللہ تعالیٰ نے تیری مغفرت فرمادی۔ (اخرجہ الحاکم ص ۵۴۴ ج ۱ وقال روائہ عن آخر ھم مدنیون ممن لا یعرف واحد منھم بجرح واقرہ الذھبی)

(۴) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ میں نے حضور اقدس ﷺ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا ہے کہ:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُکَ لِمَا قَدَّمْتُ وَمَآ اَخَّرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ وَاَنْتَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ط (اخرجہ الحاکم ص ۵۱۱ ج ۱ وقال صحیح علی شرط الشیخین واقرہ الذھبی)

''اے اللہ! میں آپ سے ان سب گناہوں کی مغفرت چاہتا ہوں جو میں نے پہلے کئے اور بعد میں کئے اور ظاہر میں کئے اور جو پوشیدہ طریقے پر کئے، آپ آگے بڑھانے والے ہیں اور آپ پیچھے ہٹانے والے ہیں اور آپ ہر چیز پر قادر ہیں''۔

(۵) حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سید الاستغفار یوں ہے

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُکَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِکَ وَوَعْدِکَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَکَ بِنِعْمَتِکَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ.

''اے اللہ تو میرا رب ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو نے مجھ کو پیدا فرمایا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں اور تیرے عہد پر اور تیرے وعدہ پر قائم ہوں، جہاں تک مجھ سے ہو سکے، میں نے جو گناہ کئے ان کے شر سے تیری پناہ چاہتا ہوں، میں تیری نعمتوں کا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار کرتا ہوں لہٰذا مجھے بخش دے کیونکہ تیرے علاوہ گناہوں کو کوئی نہیں بخش سکتا ہے''۔

رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص دن کو یقین کے ساتھ سید الاستغفار پڑھے اور شام سے پہلے مرجائے تو جنتی ہوگا اور جو شخص رات کو یقین کے ساتھ سید الاستغفار پڑھے اور صبح سے پہلے مرجائے تو جنتی ہوگا۔ (مشکوٰۃ، ص ۲۰۴ عن البخاری)

Marfat.com

حسن اختتام اور دعوتِ عمل

الحمد للہ ثم الحمد للہ یہ کتاب جلد ختم ہوئی اللہ جل شانہٗ سے دعا ہے کہ اس کو قبول فرمائے اور تمام مسلمانوں میں اس کی مقبولیت اور نفع عام وتام فرمائے۔ جن حضرات تک یہ کتاب پہنچے ان سب سے خصوصاً خواتین اسلام سے درخواست ہے کہ کتاب کو صرف الماری کی زینت نہ بنائیں بلکہ اس کو بار بار پڑھیں اور روزانہ آپس میں مل کر بیٹھا کریں اور اس کتاب کو سنیں، بچوں کو بھی ساتھ لے کر بیٹھیں اور خاص طور پر انہیں کتاب کے مضامین سمجھائیں، پھر دوسرے دن پوچھیں کہ کل کیا بیان گزرا تھا، بلکہ سبقاً سبقاً پوری کتاب گھر میں سب کو پڑھا دیں اور اس کے مضامین یاد کرا دیں، اور عمل کرنے اور عمل کرانے کی کوشش کریں البتہ کتاب الطہارت کے جو مسائل بچوں کے سامنے ذکر کرنے کے نہیں ہیں وہ ان کے سامنے نہ پڑھیں۔

آج کل علم کا ذوق ہے، جو کتاب چھپتی ہے ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو جاتی ہے لیکن یہ سب کچھ مطالعہ اور مذاکرہ کی حد تک ہے، عمل کے لئے اپنے نفسوں کو آمادہ نہیں کرتے، جانتے بوجھتے ہوئے اسلامی احکام و آداب پر عمل کرنے سے بچتے ہیں، اور معاشرہ میں جو طرزِ زندگی عام ہو گیا ہے اسی کی طرف لپکتے ہیں۔ سب کو معلوم ہے کہ یہ دنیا چند روزہ ہے اور آخرت ابدی اور دائمی ہے، اور اسلامی احکام واعمال پر عمل کرنا دوزخ سے بچانے اور جنت دلانے کا ذریعہ ہے، اس کے باوجود نفس وطبیعت اور شیطان کی فرمانبرداری کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری سے منہ موڑتے ہیں، یہ صورتِ حال اہل ایمان کے لئے بہت افسوسناک ہے، ہمت کر کے نفس اور شیطان کے پھندوں سے آزاد ہوں اور قرآن وحدیث کو اپنا رہبر بنائیں، علماء حق کی کتابوں کا مطالعہ اور مذاکرہ کرتے رہیں، جو لوگ پنشنر ہیں، ریٹائر ہو کر گھر بیٹھے ہیں، اسی طرح وہ حضرات جو تجارت وزراعت سے فارغ ہیں، جن کی اولاد کسبِ معاش کی ذمہ دار بن چکی ہے اُن سے گزارش ہے کہ اپنی باقی زندگی کو برباد نہ کریں، یہ فرصت وفراغت کے چند سال جو نصیب ہوئے ہیں ان میں آخرت کے لئے دوڑ دھوپ کر لیں، اسی طرح وہ خواتین جو دنیا سے فارغ ہو چکی ہیں جنہیں پوتا پوتی، نواسہ نواسی کھلانے کے سوا کچھ کام نہیں رہا، اپنی باقی عمر کی قدر کریں اور آخرت کی طرف بڑھیں۔ سب حضرات سچے دل سے توبہ کریں اور توبہ کا طریقہ اور توبہ کی حقیقت اور استغفار کے فضائل وفوائد جو ابھی اس کتاب میں گزرے ہیں اُن کے مطابق عمل کریں۔ پرانی قضا نمازیں تھوڑی تھوڑی کر کے سب پڑھیں، روزے، حج، زکوٰۃ وغیرہ جو کچھ ذمہ میں ہو ان سب کی ادائیگی کریں، جو روزے چھوڑے ہیں یا چھوٹے ہیں ان کی قضا رکھیں، بندوں کے حقوق کی ادائیگی کریں، صبح شام اور رات کے اذکار واوراد جو بطور دستور العمل اس کتاب میں ہم حدیث نمبر ۹۸ کے ختم پر لکھے آئے ہیں اس کو معمول بنائیں۔ ہر وقت اپنی زبان اللہ کی یاد میں تر رکھیں، مسنون دعاؤں کا اہتمام کریں، لایعنی سے پرہیز کریں، غیبتوں سے بچیں اور اِدھر اُدھر بیٹھ کر وقت برباد نہ کریں، گیا وقت پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔ بڑھاپے میں اگر انسان نیک نہ بنا تو کب نیک بنے گا؟ اس عمر میں گنہگار رہنا بہت سخت بات ہے۔ ستر، اسی سال کی عمر دنیا کے دھندوں میں گنوا دیں اور گنہگاری کی

Marfat.com

زندگی گزار کر قبر میں پہنچ جائیں یہ بہت بڑی نادانی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ساٹھ سال کی عمر تک پہنچایا اس کے لئے معذرت خواہی کا کوئی موقع نہیں چھوڑا (بخاری) اور ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ قیامت کے دن ایک پکارنے والا یوں پکارے گا (جو اللہ کا منادی ہوگا) کہ "ساٹھ سال والے کہاں ہیں" اور یہ وہ عمر ہے جس کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے کہ:

اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ.

"کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہ دی تھی کہ جس کو اس میں سمجھنا ہوتا تو سمجھ سکتا تھا، اور تمہارے پاس ڈرانے والا بھی پہنچا تھا"۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۴۵۱ عن البیہقی فی شعب الایمان)

بڑھاپے میں خصوصیت کے ساتھ آخرت کی طرف بڑھنا لازم ہے، اپنی فکر کریں، اولاد کے لئے متفکر ہوں، اور اولاد کی اولاد کو بھی اسلامی علوم و اعمال سے وابستہ کرنے کی فکر اور کوشش کریں۔

یہ بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں ہی ہیں جنہوں نے اپنی اولاد کو سب کچھ سکھایا مگر اسلام کی تعلیم نہیں دی، نماز تو نہ سکھائی البتہ انگریزوں کے طور طریق سمجھائے اور بتائے، اب اس کی تلافی یہ ہے کہ اپنے بڑھاپے میں خود بھی اپنے کو سدھاریں، گناہ چھوڑیں، نیکیوں پر لگیں، سچی توبہ کر کے پوری زندگی کی تلافی کریں اور اپنی اولاد کو بتائیں کہ ہم نے بہت برا کیا، جو تم کو اسلام کے احکام نہیں سکھلائے، اب تم خود عاقل بالغ ہو سنبھل جاؤ اور دین اسلام کو پوری طرح اپناؤ، گناہوں کو چھوڑو، اپنا معاشرہ اسلامی بناؤ اور اپنے بچوں اور بچیوں کو اسلامی معاشرہ سے مانوس کرو، اور ان کو اسلامی احکام سکھاؤ اور عمل کراؤ، ورنہ بڑھاپے میں ہماری طرح تمہیں اور تمہاری اولاد کو کفِ افسوس ملنا پڑے گا۔

ستر اسّی سال کی لمبی زندگی انسان اس دنیا میں گزار دے اور اللہ جل شانہٗ کا نافرمان بن کر قبر میں جائے اور یہ پوری زندگی جو جنت کمانے کے لئے تھی اس کو دوزخ کے اعمال میں لگا کر مر جائے، پھر قبر اور حشر میں اور اس کے بعد کے حالات میں عذاب بھگتے یہ سراسر نقصان کا سودا ہے، جو لوگ ملازم ہیں یا تاجر پیشہ ہیں آٹھ دس گھنٹے ہی تو کسب معاش کرتے ہیں اور عورتوں کے ذمہ صرف گھر کا کام کاج ہے، کسبِ معاش اور گھر کے کام کاج کے علاوہ سولہ یا چودہ گھنٹے روزانہ بچتے ہیں، آٹھ یا چھ گھنٹے آرام کرنا ہے، باقی سب وقت فارغ ہے، اس وقت کی قدر نہیں کی جاتی اور اس وقت کو گانا سننے، ٹی وی دیکھنے، ہوٹلوں میں بیٹھنے، تاش کھیلنے اور لایعنی باتوں میں برباد کرتے ہیں، ان میں سے بہت سی باتیں گناہ ہیں اور جو گناہ نہیں، مثلاً لایعنی باتیں وہ بھی اس اعتبار سے نقصان دہ ہیں کہ جس وقت میں لایعنی بات کی اُس وقت میں اللہ کا ذکر کر سکتے تھے، اور حضور اقدس ﷺ پر درود و سلام بھیج سکتے تھے (لایعنی بات اس کو کہتے ہیں کہ جس میں دین و دنیا کا نفع نہ ہو اور اس میں گناہ کا پہلو بھی نہ ہو)۔

بہت سے حضرات جو یہ سطریں پڑھیں گے ان کے دل میں یہ بات آئے گی کہ یہ باتیں تو ٹھیک ہیں جو یہاں لکھی ہیں لیکن طبیعت نماز روزہ اور ذکر و تلاوت کرنے پر اور لایعنی باتوں بلکہ گناہوں کے چھوڑنے پر آمادہ نہیں ہوتی، اس کا جواب یہ ہے کہ طبیعت کو نہ دیکھیں بلکہ آخرت کے عذاب ثواب کو دیکھیں، جہاں

Marfat.com

ہمیشہ رہنا ہے۔ طبیعت توڑ کر اور نفس کے تقاضے کو دبا کر شیطان کو ذلیل کریں اور اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کریں، گناہوں کو چھوڑیں، نماز روزہ، ذکر و تلاوت میں لگیں۔ کیا دنیا کے بہت سے کام طبیعت کے خلاف نہیں کرتے۔ دیکھو رات کو میٹھی نیند سو رہے ہیں، بچہ نے بیدار ہو کر کہا کہ مجھے پاخانہ کرنا ہے میرے ساتھ چلو، نیند چھوڑ کر سردی میں لحاف میں سے نکل کر بچے کے ساتھ پاخانہ تک جاتے ہیں، دفتر میں ملازم ہیں آفیسر سے طبیعت نہیں ملتی لیکن اس کی ماتحتی کے بغیر چارہ بھی نہیں، طبیعت کے خلاف برسوں اس کی ماتحتی میں گزار دیتی ہیں، بات اصل یہ ہے کہ دنیا سامنے ہے اس کو تقاضا سمجھتے ہیں اور ان تقاضوں کو پورا کرتے ہیں، اور آخرت سامنے نہیں ہے، اس لئے وہاں کے انعام و اکرام یا عذاب و تکالیف کی آیات و احادیث سن کر عمل کے لئے آمادہ نہیں ہوتے، لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ آخرت اگر اس وقت سامنے نہیں ہے تو یقینی تو ہے، جب یقینی ہے تو اس کے لئے دوڑ دھوپ کیوں نہیں؟ اصل بات یہ ہے کہ آخرت کا یقین ہی کمزور ہے ورنہ وہ ضرور عمل پر آمادہ کرتا۔

اہل اللہ کی کتابیں پڑھنے سے اور نیک بندوں کی صحبت اختیار کرنے سے آخرت کے یقین میں پختگی آتی ہے اور اعمالِ صالحہ پر طبیعت آمادہ ہو جاتی ہے، اور نفس بھی گناہ چھوڑ دینے پر آمادہ ہو جاتا ہے، اللہ کے وہ بندے جن کی مجلسوں میں بیٹھنے سے اور جن سے خط و کتابت رکھنے سے طبیعت کا رُخ دین کی طرف پھر جاتا ہے ابھی ناپید نہیں ہیں، اُن کو تلاش کریں، اپنے بچوں کو ساتھ لے جائیں، اُن کے پاس اٹھیں بیٹھیں، وہاں سے آئیں تو مجلس کی باتیں گھر میں سنائیں، بچوں کو اور سب گھر والوں کو روزانہ لے کر بیٹھیں، دینی کتابیں سنائیں، (ان کتابوں کی فہرست تربیت و تعلیم کے بیان میں گزر چکی ہے) خلاصہ یہ کہ کرنے کا کام کرنے سے ہوگا، نفس راضی ہو نہ ہو دین پر چلیں اور گھر والوں کو چلائیں۔ کتاب لکھنے والا تو لکھ ہی سکتا ہے، واعظ اچھی باتیں زبانی بتا سکتا ہے مگر عمل تو ہر ایک کو خود ہی کرنا پڑے گا۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ.

ما نصیحت بجائے خود کردیم
روزگارے دریں بسر بردیم
گر نیاید بگوش رغبت کس
بر رسولاں بلاغ باشد و بس

واخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی الہٖ واصحابہٖ واتباعہٖ واحبابہٖ واحزابہٖ اجمعین.

العبد

محمد عاشق الٰہی بلندشہری عفا اللہ عنہ

المدینۃ المنوّرۃ

۲۵ جمادی الثانیہ ۱۳۹۹ھ

Marfat.com

اشاریہ

(شخصیات، مقامات، کتب وغیرہ)

آ۔ا

آدم=۴۷
آسام=۵۰۲
ابراہیم=۴۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۲۳۴، ۵۶۲
ابوامامہ=۱۶۸، ۲۰۱، ۲۱۴، ۲۷۴، ۲۷۵، ۳۲۱، ۳۹۴، ۳۹۸، ۵۱۴
ابوبکر صدیق=۴۸، ۱۳۷، ۱۴۱، ۲۰۹، ۲۲۵، ۲۳۰، ۲۸۴، ۳۲۵، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۵، ۴۱۰، ۲۵۶، ۲۶۰، ۵۸۰
ابوبکر بن عبدالرحمٰن=۲۰۷
ابوبکرہ=۴۰۴، ۴۷۵
ابوبرزہ=۴۱۵
ابوبرزہ اسلمی=۲۵۰
ابوجہل=۲۳
ابوداؤد=۳۵، ۷۷، ۸۴، ۸۶، ۱۰۰، ۱۰۳، ۱۰۶، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۳۰، ۱۳۲، ۱۳۶، ۱۵۵، ۱۶۱، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۷۲، ۱۸۵، ۲۰۴، ۲۲۰، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۳۰، ۲۳۳، ۲۳۷، ۲۳۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۵، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۱، ۲۸۶، ۲۹۰، ۲۹۳، ۲۹۹، ۳۰۳، ۳۱۱، ۳۴۰، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۷۰، ۳۷۲، ۳۷۷، ۳۷۹، ۳۸۲، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۹، ۳۹۴، ۳۹۷، ۴۱۱، ۴۱۴، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۳۳، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۵۴، ۴۶۰، ۴۶۴، ۴۶۵، ۸۶۷

ابورافع=۳۷۹،۳۸۰
ابورمثہ=۴۰۶
ابوسعید=۱۵۷،۲۱۲،۲۱۷،۲۲۶،۲۳۶،۳۱۱
۳۱۸،۳۹۷،۵۸۲
ابوسعید خدری=۱۷۲،۲۳۴،۲۴۰،۲۴۶،۲۵۷
۲۷۳،۳۰۳،۴۵۱،۴۵۸،۵۵۷،۵۶۲
ابوسلمہ=۱۴۲،۳۷۳،۴۳۶،۴۳۷
ابوسفیان=۳۷۳
ابوطلحہ=۲۴۷
ابوطیبہ=۴۹۱
ابوعمیر=۳۹۳
ابواسید انصاری=۵۰۵
ابوعثمان جیری=۱۱۰
ابوذر=۶۸،۱۰۵،۲۱۳،۳۱۴،۳۱۵،۴۲۱،۴۵۲
۴۶۵
ابوالجوزا=۱۱۰
ابوالعیس=۳۳۴
ابونعیم=۷۹،۸۰
ابن ابی ملیکہ=۳۸۴،۵۲۲
ابن عساکر=۲۱۶
ابن حبان=۱۳۲،۱۹۵،۲۴۰،۳۰۰،۵۱۴
ابن خزیمہ=۱۳۲
ابن ماجہ=۳۳،۳۵،۷۷،۱۵۸،۱۶۷،۱۷۲
۱۷۹،۱۸۰،۱۸۵،۱۹۵،۱۹۶،۱۹۷،۲۴۵،۲۶۴
۲۸۲،۲۹۱،۳۱۴،۳۲۱،۳۲۳،۳۳۲،۳۵۷
۳۹۱،۳۹۴،۳۹۵،۳۹۸،۴۱۳،۴۱۸،۴۲۴
۴۴۳،۴۴۷،۵۰۲،۵۳۴،۵۳۵،۵۵۳،۵۵۶
۵۵۹،۵۶۴،۵۷۸،۵۷۹،۵۸۵
ابن شہاب=۱۱۲،۱۹۲
ابن شہاب زہری=۱۹۲
ابن عمر=۶۲،۱۱۷،۱۵۴،۱۷۸،۲۵۵،۴۰۸،۴۴۲
۴۵۳،۴۸۱،۵۰۵،۵۲۴،۵۸۵
ابن الدیلمی=۳۵
ابن عباس=۴۴،۱۴۰،۱۶۶،۲۰۴،۲۰۵،۲۰۶
۲۱۲،۲۲۶،۳۱۱،۳۱۴،۳۶۳،۳۶۴،۳۹۱،۴۱۳
۴۲۶،۴۵۹،۴۸۷،۵۲۲،۵۵۰،۵۷۱
ابن مسعود=۲۴۰،۴۰۲،۴۲۱،۴۸۴،۴۹۸،۵۸۲
ادریس=۴۷
الیاس=۴۷
امام ابوحنیفہ=۱۱۱،۱۵۶،۱۵۹،۵۰۳
امام احمد=۱۰۱
امام جعفر=۵۶
امام مالک=۵۵
امام شافعی=۳۶۱
امام بخاری=۱۱۱
امام ابویوسف=۵۰۳
امام زین العابدین=۴۲۵
اسحاق=۴۷
اسماعیل=۴۷،۱۵۹،۲۳۱،۲۳۴،۲۴۳،۲۴۴
ایوب=۴۷
اسرافیل=۵۰
ام المومنین=۳۱۵
ام عمارہ بنت کعب=۱۹۳
ام سلمہ=۸۳،۱۳۱،۱۴۲،۱۴۷،۱۶۸،۲۹۰،۲۹۱
۳۳۳،۳۷۰،۳۷۱،۳۷۲،۴۳۶،۴۳۷،۴۹۱
۴۹۴،۵۳۷،۵۳۸،۵۳۹،۵۴۴،۵۴۵
ام عطیہ انصاری=۵۶۶،۵۶۷،۵۶۸
ام بجید=۱۵۰

Marfat.com

ام حبیبہ=۱۰۱،۳۷۳،۳۷۴
ام ہانی=۲۳۱
ام حمید=۱۳۱،۱۳۲
ام کرز=۳۸۵،۳۸۷
ام قیس=۳۸۱،۳۹۲،۵۴۸
ام سلیم=۵۳۴
ام السائب=۵۵۳
ام خالد=۲۹۴
ام کلثوم=۳۱۵،۵۶۶،۵۶۷
ام رومان=۸۵
افلح=۸۳،۳۳۴
اغر=۵۷۳
احمد=۸۰،۸۶،۱۰۰،۱۵۸،۱۷۲،۱۸۰،۱۹۳،۱۹۴
۲۲۹،۲۳۱،۲۴۰،۲۴۷،۲۵۷،۲۵۸،۲۶۸،۲۹۵
۳۲۳،۳۵۱،۳۵۷،۳۷۷،۳۸۹،۳۹۴،۴۱۲
۴۱۳،۴۱۶،۴۱۷،۴۴۴،۴۶۵،۴۶۶،۴۷۸
۴۹۴،۵۱۷،۵۱۸،۵۵۰،۵۵۹،۵۸۲،۵۸۴
۵۸۵
احیاء العلوم=۴۶۹
المدخل=۲۰۰
الریان=۱۷۴
الترغیب والترھیب=۵۵،۱۳۱،۱۳۲،۱۵۷،۱۵۸
۱۵۹،۱۶۸،۱۶۹،۱۷۰،۱۷۲،۱۸۴،۱۹۵،۲۰۱،۲۰۲
۲۰۳،۲۲۵،۲۲۶،۲۲۷،۲۳۰،۲۳۱،۲۳۲،۲۳۵
۲۳۶،۲۳۸،۲۴۵،۲۴۶،۲۴۹،۲۵۰،۴۷۴،۴۸۱
۵۰۱،۵۰۵،۵۱۴
الاصابہ والاستیعاب=۱۴۷،۲۳۸،۲۴۲،۳۸۰
۳۸۲،۳۸۳،۳۸۴،۳۸۵،۵۶۷
البلاغ=۱۹،۲۱،۲۲،۲۵
الحزب الاعظم=۲۸۵
الجامع الصغیر=۲۱۶،۳۴۳
البیع=۴۷
السیف=۳۸۳
امیر معاویہ=۲۲۸
انس=۳۲،۷۹،۱۰۵،۱۱۱،۱۷۸،۱۸۴،۱۸۹،۱۸۵
۲۱۶،۲۱۸،۲۲۰،۲۲۷،۲۲۹،۲۴۷،۲۵۴،۲۸۴
۲۸۶،۳۱۱،۳۹۰،۳۹۳،۳۹۷،۳۹۸،۴۱۰،۴۱۸
۴۲۷،۴۵۲،۴۶۲،۴۶۵،۴۷۲،۴۷۶،۴۸۹
۵۵۶،۵۶۵،۵۸۱
انصار=۳۸۱،۵۳۸
ارقم=۲۷۸
اسماء=۱۳۷،۱۴۰،۱۴۱،۳۸۰،۳۸۱،۳۸۲،۳۸۳
۳۸۴،۳۸۵،۴۵۴،۵۴۴
اسماء بنت ابوبکر=۳۸۰،۵۴۴
اسماء بنت عمیس=۲۰۹،۵۶۷
اسماء بنت یزید،۴۴۰،۴۴۲،۴۶۵
امیمہ=۴۹۸،۴۹۹
ابی ثعلبہ خشنی=۵۶
انجیل=۴۸
احد=۲۳۶،۴۳۶
ابی بن کعب=۳۵،۲۱۵،۵۵۸،۵۶۰،۵۶۱
ابی بن خلف=۵۳،۸۰
اسامہ=۵۱۴،۵۶۰

ب

بدر=۲۳۶،۵۶۷
بہشتی زیور=۱۹،۲۰،۲۲،۶۲،۳۱۷
بخاری=۳۲،۴۱،۴۴،۵۲،۵۴،۷۹،۱۰۰،۱۰۷

Marfat.com

۱۰۸،۱۱۲،۱۱۳،۱۱۴،۱۱۶،۱۲۰،۱۲۲،۱۲۳،۱۳۲،۱۳۳
۱۳۷،۱۳۸،۱۳۹،۱۴۰،۱۴۱،۱۴۲،۱۴۳،۱۴۴،۱۴۶
۱۴۸،۱۴۹،۱۵۲،۱۵۴،۱۶۶،۱۷۱،۱۷۲،۱۷۳،۱۷۴
۱۷۵،۱۷۶،۱۷۸،۱۷۹،۱۸۲،۱۸۳،۱۹۰،۱۹۴
۱۹۵،۲۰۱،۲۰۳،۲۰۴،۲۰۶،۲۱۱،۲۱۲،۲۱۳،۲۱۵
۲۱۷،۲۲۱،۲۲۵،۲۲۸،۲۳۶،۲۴۰،۲۴۴،۲۴۶
۲۵۶،۲۵۸،۲۶۱،۲۶۴،۲۷۳،۲۷۶،۲۸۰
۲۸۱،۲۸۴،۲۸۶،۲۸۷،۲۸۸،۲۹۴،۲۹۹
۳۰۲،۳۰۴،۳۰۷،۳۱۰،۳۱۷،۳۱۸،۳۲۴،۳۲۷
۳۳۰،۳۳۱،۳۳۴،۳۳۸،۳۳۹،۳۵۴،۳۵۸
۳۶۱،۳۶۴،۳۶۷،۳۷۱،۳۷۰،۳۸۱
۳۹۰،۳۹۴،۳۹۴،۳۹۶،۴۰۴،۴۰۸،۴۰۸
۴۰۹،۴۱۰،۴۱۳،۴۱۶،۴۱۷،۴۱۹،۴۲۰،۴۲۱
۴۲۸،۴۳۳،۴۳۶،۴۴۰،۴۴۱،۴۴۴،۴۴۳
۴۴۴،۴۴۵،۴۴۶،۴۴۷،۴۴۸،۴۴۹،۴۵۰
۴۵۱،۴۵۲،۴۵۳،۴۵۴،۴۵۶،۴۵۸،۴۶۰
۴۶۳،۴۶۴،۴۶۵،۴۶۷،۴۷۴،۴۷۵،۴۷۶
۴۷۷،۴۷۸،۴۷۹،۴۸۹،۴۹۳،۴۹۸،۴۹۹
۵۰۳،۵۰۴،۵۰۶،۵۲۴،۵۲۶،۵۶۷
۵۲۸،۵۲۹،۵۳۸،۵۴۱،۵۴۲،۵۴۴،۵۴۹
۵۵۱،۵۵۴،۵۵۵،۵۵۷،۵۵۹،۵۶۰،۵۶۱
۵۶۲،۵۶۳،۵۶۵،۵۶۶،۵۶۷،۵۷۱،۵۷۲
۵۷۸،۵۸۰،۵۸۵،۵۸۶،۵۸۸
بیضاوی=۴۸۴
بیت اللہ=۲۷،۲۸،۵۳
بلوچستان=۵۲۴
بنی کلب=۱۹۵
بنی خثعم=۲۰۳،۲۰۶
بنو بخار=۴۴
براء بن عازب=۱۶۱،۲۴۷،۳۹۳
بقیع=۱۹۵،۵۲۳
بکر=۱۴۴،۲۴۲
بیان القرآن=۴۰۰،۴۰۱
بذل المجہود=۲۷۹
بمبئی=۵۱۱
بنگال=۵۰۲
بہار=۵۰۲
بیہقی=۸۰،۹۸،۱۶۹،۱۷۴،۱۸۵،۱۹۶،۲۰۱،۲۱۴
۲۱۸،۲۲۵،۲۳۱،۲۴۸،۲۵۰،۲۵۹،۲۶۰،۲۶۱
۲۶۴،۲۸۶،۳۱۱،۳۲۸،۳۸۹،۳۹۸،۴۰۴،۴۰۸
۴۱۰،۴۱۱،۴۱۴،۴۱۶،۴۲۱،۴۳۱،۴۴۴،۴۴۶
۴۵۱،۴۵۴،۴۶۰،۴۶۵،۴۶۶،۴۷۶،۴۹۵
۵۰۵
بیت المقدس=۴۷
بلال=۱۰۸،۱۰۹،۱۳۹،۱۴۰

پ

پارسی=۳۱

ت

ترمذی=۳۳،۸۳،۱۰۱،۱۰۵،۱۰۶،۱۰۷،۱۱۷
۱۳۴،۱۵۰،۱۵۲،۱۶۱،۱۶۷،۱۷۶،۱۷۸،۱۷۹
۱۸۰،۱۸۵،۱۹۰،۱۹۳،۱۹۴،۱۹۵،۲۱۲،۲۱۳،۲۱۶
۲۱۸،۲۱۹،۲۲۰،۲۲۱،۲۲۲،۲۲۳،۲۲۴،۲۲۶
۲۲۷،۲۲۸،۲۲۹،۲۳۰،۲۳۱،۲۳۲،۲۳۳،۲۳۵
۲۴۴،۲۴۵،۲۴۷،۲۴۸،۲۴۹،۲۵۰،۲۵۱،۲۵۲
۲۵۴،۲۵۵،۲۵۹،۲۶۵،۲۶۸،۲۶۹،۲۷۱،۲۷۲
۲۷۴،۲۷۶،۲۸۲،۲۸۴،۲۸۵،۲۸۶،۲۸۷،۲۹۰

Marfat.com

۲۹۱،۲۹۲،۲۹۵،۳۰۰،۳۰۲،۳۰۳،۳۰۹،۳۱۲
۳۲۳،۳۲۶،۳۳۲،۳۳۳،۳۴۵،۳۴۸،۳۵۷،
۳۸۰،۳۸۷،۳۸۹،۳۹۱،۳۹۴،۴۰۵،۴۱۰
۴۱۱،۴۱۳،۴۱۵،۴۱۶،۴۱۷،۴۱۸،۴۲۳،۴۲۶
۴۲۷،۴۲۹،۴۳۰،۴۳۹،۴۴۰،۴۴۱،۴۴۲،۴۴۳
۴۴۴،۴۴۵،۴۴۶،۴۴۷،۴۴۸،۴۴۹،۴۵۱
۴۵۲،۴۵۳،۴۵۸،۴۵۹،۴۶۰،۴۶۴،۴۶۷
۴۷۹،۴۹۴،۴۹۶،۵۰۱،۵۱۲،۵۱۳،۵۲۷،۵۲۹
۵۳۰،۵۳۴،۵۳۵،۵۴۴،۵۴۵،۵۵۴،۵۵۶
۵۵۹،۵۷۱،۵۷۸،۵۷۹،۵۸۰،۵۷۵،۵۸۶
تفسیر ابن کثیر=۲۱۶
تفسیر مظہری=۴۸۴
تمیم داری=۳۷
توریت=۴۸،۲۱۸،۳۱۱

ث

ثور=۲۷۸
ثابت بن قیس=۲۴۱،۳۶۳،۳۶۴،۳۶۵
ثابت بنانی=۲۲۶
تکلیف=۳۸۴
ثوبان=۹۶،۹۷،۳۵۷،۵۱۷،۵۱۸

ج

جار=۳۵،۲۱۸،۲۲۹،۲۳۵،۲۷۴،۲۷۵،۲۷۷
۲۸۲،۴۶۴،۴۸۰،۴۹۱،۴۹۲،۵۵۳،۵۵۴
۵۸۶
جابر بن عبداللہ=۲۰۸
جابر بن سلیم=۲۶۶،۴۶۳
جابر بن سمرہ=۳۴۸
جمادی الثانی=۴۳۶
جمال=۴۸۱،۴۹۸،۵۰۸
جمیلہ=۳۶۳
جویریہ=۲۴۰،۲۴۱،۲۴۲
جزاء الاعمال=۳۴۵
جن=۴۷،۴۸،۱۷۰،۱۷۶،۲۱۶،۲۲۵
جبیر بن نفیر=۲۱۴
جبریل=۲۷،۲۸،۴۸،۱۷۴،۱۷۸،۱۸۴،۲۲۸
۲۴۷،۲۷۰،۲۸۷،۴۱۳،۴۷۲
جریر بن عبداللہ=۴۸۳

ح

حبشہ=۴۳۶
حافظ منذری=۱۷۲،۲۳۸،۲۵۰
حافظ ابن کثیر=۶۱۲
حفصہ=۱۱۶،۱۹۲،۵۰۸
حی بن اخطب=۴۸۹
حجاج بن یوسف=۱۳۷،۳۸۳،۳۸۴
حمنہ بنت جحش=۱۱۱
حمزہ=۱۹۹،۳۳۴
حارث=۴۷۸
حارث بن ابی ضرار=۲۴۱
حسن بصری=۲۷۸،۴۹۵
حصن=۲۸۷،۲۸۸،۲۸۹،۲۹۰،۲۹۱،۲۹۴،۲۹۳
۲۹۴،۲۹۵،۲۹۶،۲۹۷،۲۹۸،۲۹۹،۳۰۰،۳۰۱
۳۰۲،۳۰۴،۳۰۵،۳۰۶،۳۰۷،۳۰۹
حصن حصین=۲۱۵،۲۴۹،۲۵۶،۲۵۹،۲۶۰،۲۶۱
۲۶۲،۲۷۸،۲۸۷،۲۸۸،۲۸۹،۲۹۴،۲۹۷،۳۰۱
۳۰۲،۳۰۶،۳۰۷،۳۰۸،۳۰۹

Marfat.com

حسن=۳۷۹،۳۸۰،۳۸۱،۳۸۷،۵۱۷،۵۴۸
حلیم=۲۷۸،۳۸۲
حولا بنت تویت=
حجاز=۳۸۳
حرا=۲۷۸
حدیبیہ=۱۴۱
حسین=۳۷۵،۵۱۷،۵۲۰،۵۲۱،۵۴۷،۵۴۸
۵۶۴
حذیفہ=۳۵،۶۷،۶۸،۲۶۸،۲۸۱،۴۴۲،۵۱۶

خ

خدیجہ=۲۳،۴۹
خالد بن معدان=۲۱۹
خراسان=۳۷۵،۳۸۳
خیبر=۱۰۳،۴۸۹

د۔ز

دجال=۲۱۸
دار قطنی=۵۶،۲۵۰،۲۵۱
دارمی=۸۰،۲۱۴،۲۱۶،۲۱۸،۲۱۹،۲۴۷،۳۵۷
۴۴۰،۴۴۱،۵۳۸،۵۴۲،۵۵۰
داؤد=۴۷،۴۸،۱۱۴
درمختار=۵۱۳
درمنثور=۳۹۸،۴۴۰،۴۰۶
درّہ=۳۴۶
ذوالحلیفہ=۲۰۹
ذی الحجہ=۱۶۷

ر۔ز

ربیع بن خیثم=۵۸۱
رابعہ بصری=۵۸۱
رجب=۲۵
رکانہ=۴۴۲
رمضان=۲۶،۲۷،۲۸،۵۲،۵۴،۶۰،۷۹،۸۱،۸۲،
۱۱۳،۱۶۹،۱۷۰،۱۷۲،۱۷۳،۱۷۴،۱۷۵،۱۷۶،
۱۷۷،۱۷۸،۱۷۹،۱۸۰،۱۸۱،۱۸۲،۱۸۳،۱۸۵
۱۸۶،۱۸۷،۱۸۸،۱۹۰،۱۹۱،۱۹۴،۲۰۷،۲۸۰
۴۶۲،۵۴۵
رفاعۃ القرظی=۳۶۱
رب=۸۳
رکن یمانی=۲۶۷
رقیہ=۳۱۵،۴۳۶،۵۶۶،۵۶۷
رنگون=۵۱۱
زبور=۴۸،۲۱۸
زید بن اسلم=۵۴۲،۵۷۲
زید بن حارث=۱۴۶،۵۶۷
زید بن ارقم=۱۵۸
زید بن عاصم=۱۹۴
زید بن ثابت=۳۵،۴۴،۵۶۱
زینب=۱۱۲،۱۱۶،۱۳۴،۱۴۶،۱۴۷،۱۴۸،۳۱۰
۳۱۵،۳۷۳،۴۳۶،۵۶۱،۵۶۷
زینب بنت جحش=۱۱۶،۳۷۴
زمزم=۲۷۸،۴۴۲
زبیر بن عوام=۱۳۷،۳۸۰،۳۸۲
زبیر بن محمد=۴۰۰
زکریا=۴۷

Marfat.com

س۔ش

سبرۃ الجھنی=۳۴۵
سعید بن مسلیب=۴۰۰
سہل=۲۷۸
سہل بن سعد=۱۷۳، ۲۷۸، ۴۵۰
سلمان بن عامر=۱۷۹
سلمان فارسی=۱۶۹، ۲۵۶، ۲۷۲، ۴۲۵
سمرہ=۲۴۲
سودہ=۱۴۶، ۱۴۸
سنگار پور=۵۱۱
سلیمان ۴۷
سبیغہ=۳۶۷
سفیان بن عبداللہ ثقفی=۴۵۱
سلیمان بن یسار=۵۴۹
سمیہ=۲۳
سراقہ بن مالک=۱۴۴، ۳۸۵
سعد بن ابی وقاص=۲۳۲
سعد بن عبادہ=۵۶۰، ۵۶۱
شعبان=۱۶۹، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۹، ۲۰۰
شداد بن اوس=۳۹۱
شیخ ابن ہمام=۴۸۸
شامی=۵۴۲
شرح معانی الآثار=۶۶، ۵۴۷
شرح السنہ=۳۹، ۴۴۱، ۴۴۹، ۵۳۳
شوال=۱۹۹
شریح بن ہانی=۶۶
شعیب=۴۷
شیطان=۳۶، ۳۷، ۴۸، ۵۵، ۹۹، ۱۲۲، ۱۲۳
۱۴۵، ۱۵۳، ۱۵۹، ۱۹۰، ۲۰۰، ۲۱۴، ۲۱۶، ۲۲۹
۲۴۶، ۲۷۷، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۹۱، ۲۹۲، ۳۴۱، ۴۱۷
۴۲۱، ۴۴۰، ۴۴۵، ۴۴۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۳، ۴۸۸
۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۹، ۵۳۹، ۵۷۳، ۵۸۲

ص۔ض

صفا=۲۰۲، ۲۱۰، ۲۷۸
صاحب المدخل=۱۹۹
صالح=۴۷
صفۃ الصفرۃ=۲۷۲
صفیہ=۲۱۱، ۳۱۶، ۳۸۲، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۸۹

ط۔ظ

طبرانی=۸۶، ۱۳۱، ۱۷۲، ۱۷۸، ۱۹۵، ۲۲۶، ۲۳۳
۲۸۰، ۴۴۴، ۴۸۱
طحاوی=۶۶

ع۔غ

عائشہ=۴۱، ۴۲، ۵۴، ۶۶، ۱۰۲، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۱۲
۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۳۳، ۱۴۳، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۵۴
۱۵۸، ۱۲۳، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۳، ۱۸۷، ۱۸۸
۱۹۲، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۴، ۲۱۱، ۲۲۱
۲۳۵، ۲۳۷، ۲۵۱، ۲۸۷، ۳۰۷، ۳۱۲، ۳۱۵، ۳۱۸
۳۳۴، ۳۳۸، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۸۰، ۳۸۹، ۳۹۰
۳۹۲، ۳۹۶، ۴۱۳، ۴۱۵، ۴۱۹، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۷۴
۴۷۵، ۴۹۹، ۵۰۸، ۵۱۸، ۵۲۱، ۵۲۶، ۵۲۷
۵۲۸، ۵۳۰، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۸، ۵۴۱، ۵۷۱
۵۵۲
عامر بن مسعود=۱۷۹

Marfat.com

عامر بن ربیع=۱۷۹
عباس=۱۰۹،۲۸۴،۵۴۷
عباس بن عبدالمطلب=۳۲،۱۰۹
عبدالملک=۱۳۷
عبدالملک بن مروان=۱۳۷،۳۸۳،۳۸۴
عبدالمطلب=۳۴۱،۳۴۲
عبدالرحمٰن بن ابی بکر=۲۰۸،۵۰۸
عبدالرحمٰن بن عوف=۴۰۲،۴۴۲
عبدالرحمٰن بن زبیر=۳۶۱
عبدالرحمٰن بن عابس=۱۳۹
عبدالرحمٰن بن غنم=۲۴۵
عبداللہ=۳۱۲
عبداللہ بن خبیب=۲۲۰
عبداللہ بن عباس=۱۰۹،۱۶۶،۲۰۳،۲۰۴،۲۰۵
۲۰۶،۲۱۲،۲۱۳،۲۵۹،۲۸۴،۳۱۴،۳۶۳،۴۰۶
۵۴۷،۵۵۱
عبداللہ عامر=۴۵۴
عبداللہ بن عبدالاسد=۴۳۶
عبداللہ بن ابی بکر=۲۵۰
عبداللہ بن ابی اوفی=۲۸۲،۴۰۸
عبداللہ بن عمرہ=۳۹،۹۹،۱۱۴،۱۹۰،۲۳۵،۲۴۸
۲۷۹،۳۲۸،۳۷۷،۴۰۴،۴۷۷
عبداللہ بن بسر=۲۲۷،۵۷۹
عبداللہ بن جعفر=۳۸۲
عبداللہ بن مسعود=۱۰۲،۱۳۰،۱۳۱،۱۳۴،۲۱۲
۲۸۶،۴۰۲،۴۱۳،۴۲۲،۴۵۸،۴۹۸،۵۰۶،۵۲۴
۵۲۵،۵۳۱،۵۵۴،۵۵۸
عبداللہ بن عمر=۵۲،۱۱۷،۱۳۱،۱۵۹،۲۱۳،۲۲۵
۲۴۰،۲۴۴،۲۵۱،۳۹۷،۴۱۶،۴۲۱،۴۲۸،۴۵۲
۴۵۳،۴۸۱،۴۸۴،۵۰۲،۵۲۴،۵۸۰
عبداللہ بن سائب=۱۰۲
عبداللہ بن مبارک=۱۱۱
عبداللہ بن ام مکتوم=۴۹۴
عبداللہ بن زبیر=۳۸۰،۳۸۲،۳۸۳،۳۸۴
۳۸۵
عبدالعزیز ابی رواد=۱۱۰
علیؓ=۳۳،۴۹،۶۶،۱۶۱،۱۹۶،۲۱۵،۲۲۲،۲۳۶
۲۳۷،۲۳۸،۲۴۸،۲۵۰،۳۰۳،۳۱۵،۳۳۴
۳۸۷،۴۸۳،۵۲۶،۵۳۱،۵۳۶،۵۵۹،۵۷۸
علامہ شامی=۵۰۳
علامہ جزری=۲۶۲،۲۶۵
علامہ خطابی=۳۷
علامہ نووی=۱۱۴
عمار=۲۳،۴۶۷
عمر بن الخطاب=۲۶،۳۱۱
عمر بن العاص=۱۷۸
عمر بن سلمہ=۳۸۲
عمر بن حزم=۲۲۵۰
عمرو بن سعید=۳۴۸
عمرو بن شعیب=۷۷،۱۳۶،۲۷۶،۳۴۱،۳۴۲
۳۷۷
عوف بن مالک=۳۹۴
عطاء=۳۸۸
عطاء بن ابی رباح=۴۰۰،۵۵۵
عقیق کی گھاٹیاں=۲۴۲
عراق=۱۳۷،۳۸۳
عرفات=۲۱۰،۲۱۱،۲۷۶،۲۷۷،۳۷۸
عمران بن حصین=۱۲۰،۲۳۶

Marfat.com

عمران بن خطان=۴۵۲
عمر=۲۳،۲۷،۴۳،۴۸،۵۳،۱۴۸،۱۹۲،۲۲۵
۲۵۶،۲۶۵،۲۹۳،۴۲۳،۴۳۶،۴۵۶،۴۹۶
عبادہ بن صامت=۳۹،۸۶،۲۴۴،۲۸۰
عبیدہ=۴۶۹
عمر بن ابی سلمہ=۴۳۶
عمرۃ بنت عبدالرحمٰن=۱۶۳
عقبہ بن عامر=۹۸،۲۲۰،۴۰۸،۴۱۶،۴۵۱،۴۹۳
۵۱۷
عروہ=۴۰۰
عروۃ بن الزبیر=۱۱۲،۱۳۷
عثمان بن ابی طلحہ=۳۸۲
عیاض بن حمار=۴۲۴
عیسیٰ=۳۶،۴۷،۴۸،۵۰
عثمان=۴۹،۲۱۲،۲۱۷،۲۸۵،۲۷۶،۴۳۶،۵۶۴
غیلان بن عبداللہ ثقفی=۳۳۸

ف

فتاوی عالمگیری=۳۷۵
فتح الباری=۱۰۹
فاتحہ=۷۸،۹۰،۹۴،۹۵،۲۱۷،۲۱۸
فاطمہ=۲۳،۴۹،۵۹،۹۸،۹۹،۱۵۸،۱۶۷،۲۳۶
۲۳۷،۲۳۸،۲۳۹،۳۱۵،۳۸۷،۳۹۳،۵۱۷
۵۴۵،۵۶۶
فضل بن عباس=۲۰۳
فرعون=۵۳،۸۰

ق۔ک

قارون=۵۳،۵۰
قتادہ=۴۰۰
قیس بن سماس=
قرۃ مزنی=۵۵۹
کلکتہ=۵۱۱
کعبہ=۳۸۲،۵۴۰،۵۴۶
کربلا=۴۲۵
کوثر=۵۰،۹۱
کراماً کاتبین=۵۲۸

ل

لیلیٰ بنت قائف=۵۶۷
لوط=۴۶
لقمان حکیم=۵۸۱

م

ماعز اسلمی=۴۷
معقل بن یسار=۲۱۹
مالک=۱۰۴،۱۶۱،۲۰۶،۲۵۰،۲۵۱،۴۹۹،۵۳۸
۵۴۲،۵۵۶
مدنیہ=۳۸۰،۴۵۷،۵۰۸،۵۳۰
مدارس=۵۰۲
مکہ=۲۷۸،۳۸۱،۳۸۳،۴۵۷،۵۰۸،۵۳۰
مروہ=۲۰۸،۲۷۸
میمونہ=۱۴۴،۱۴۵،۵۴۲،۵۵۱
مولانا اشرف علی تھانوی=۳۱۷،۵۷۶،۵۷۷
مولانا خلیل احمد مہاجر مدنی=۵۲۱
مولانا محمد شفیع=۲۱
میقات=۲۰۷،۲۰۹
منیٰ=۱۵۹،۲۱۰،۲۷۸

Marfat.com

مرہ=۳۱۲
مرقات شرح مشکوۃ=۲۲۶، ۲۳۴، ۲۳۷، ۴۰۲، ۵۷۱
مشکوۃ المصابیح=۳۲، ۳۳، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۹
۴۰، ۴۱، ۴۲، ۵۲، ۵۳، ۵۶، ۶۲، ۶۸، ۷۷، ۷۸
۷۹، ۸۰، ۸۳، ۸۵، ۸۶، ۹۷، ۹۸، ۱۰۰، ۱۰۲، ۱۰۳
۱۰۶، ۱۰۷، ۱۱۳، ۱۲۰، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸
۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱
۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹
۱۷۰، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۳
۱۸۴، ۱۸۵، ۱۹۱، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۲۰۱
۲۰۴، ۲۰۶، ۲۰۹، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۶، ۲۱۸، ۲۱۹
۲۲۳، ۲۲۵، ۲۲۷، ۲۲۹، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۷
۲۳۸، ۲۴۱، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۵۱، ۲۵۴
۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۲، ۲۶۶، ۲۶۹
۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸
۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰
۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۶، ۲۹۸
۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷
۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷
۳۱۸، ۳۲۲، ۳۲۴، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۳۰
۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۸، ۳۳۹
۳۴۰، ۳۴۸، ۳۵۲، ۳۶۱، ۳۶۳، ۳۶۷، ۳۷۰
۳۷۲، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲
۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۲، ۳۹۳
۳۹۴، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴
۴۰۵، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۲، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶
۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴
۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲
۴۳۴، ۴۵۰، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵
۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۲، ۴۶۴، ۴۶۵
۴۶۶، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۶
۴۷۷، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۴، ۴۹۱، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵
۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۵۰۱، ۵۰۳، ۵۰۵، ۵۱۰، ۵۱۶
۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴
۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳
۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۴۱، ۵۴۲
۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۳، ۵۵۶
۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۷۱
۵۷۲، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۲، ۵۸۶، ۵۸۸
موسیٰ=۴۲، ۴۷، ۴۸، ۲۳۴
مسور بن مخرمہ=۳۶۷
موطا امام مالک=۱۰۴، ۱۹۲، ۲۰۷، ۴۹۹، ۵۰۸
۵۷۲
مجاہد=۳۴۳، ۴۰۰
معاذ=۳۳۲، ۳۵۱، ۳۸۹، ۳۹۰، ۵۳۱
معاذ بن انس=۴۷۳
معاذ بن جبل=۱۹۵، ۲۳۵، ۲۴۰، ۴۵۱، ۳۹۰
۵۳۱، ۵۶۱
معاذ جہنی=۲۲۲
معاذہ=۱۰۴، ۱۸۷، ۱۸۸
مغیرہ بن شعبہ=۲۴۶
محمد بن ابوبکر=۲۰۹
محمد بن علی=۲۴۸
محمد بن سیرین=۵۶۷
محمد تقی عثمانی=۱۹، ۲۰، ۲۱
محرم=۱۲۰، ۲۰۴، ۲۰۵، ۳۳۶، ۳۸۱، ۴۸۳، ۴۸۴
۴۹۲، ۴۹۶، ۵۰۰، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۲۳
مختار بن عبید ثقفی=۳۸۴

Marfat.com

ملا علی قاری=۲۴۸، ۳۲۴، ۴۰۲، ۵۲۶

منذری=۱۵۷، ۱۵۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۲۳۱، ۲۳۸

منکر=۴۳، ۴۹، ۲۶۹، ۳۴۲

مقام ابراہیم=۲۷۸

مسلم=۲۶، ۲۷، ۳۰، ۳۲، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۴۱، ۴۴

۵۲، ۵۴، ۶۱، ۶۲، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۹۷، ۹۸، ۱۰۰

۱۰۲، ۱۰۵، ۱۱۹، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۳۷، ۱۴۰

۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۴

۱۶۷، ۱۶۸، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶

۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۳، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱

۱۹۴، ۲۰۱، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۴، ۲۱۵

۲۱۶، ۲۲۱، ۲۲۶، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵

۲۳۶، ۲۳۷، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۶، ۲۵۵

۲۶۱، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۹، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶،

۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۶

۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۲، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸

۲۹۹، ۳۰۱، ۳۰۵، ۳۰۷، ۳۰۹، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۲۴

۳۲۷، ۳۲۸، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۴، ۳۳۸، ۳۳۹

۳۵۴، ۳۵۸، ۳۶۱، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۰۴

۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۴، ۳۸۷، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲

۳۹۳، ۳۹۴، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۳، ۴۱۴

۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۹، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۴، ۴۲۸

۴۳۰، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۶، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲

۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۹، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴

۴۵۷، ۴۵۸، ۴۶۰، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۵، ۴۶۷

۴۶۸، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹

۴۸۳، ۴۹۱، ۴۹۳، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۵۱۰، ۵۲۴

۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۴۸۳، ۴۹۱، ۴۹۳

۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۵۱۰، ۵۲۴، ۵۲۶، ۵۲۷

۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۷، ۵۴۲، ۵۴۴، ۵۴۸، ۵۴۹

۵۵۱، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲

۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۷۱، ۵۷۳، ۵۷۸، ۵۸۰

۵۸۴

مسلم تمیمی=۱۰۰

مسند رک=۲۴۵، ۲۷۴، ۳۰۰، ۳۰۸، ۴۰۶، ۴۰۸

مترولفہ=۲۱۰، ۲۷۸

ن

نجد=۲۳۰

نکیر=۴۳، ۴۹

نعمان بن بشیر=۲۱۶، ۴۰۹

نسائی=۱۰۶، ۱۸۵، ۲۰۲، ۲۱۸، ۲۲۰، ۲۳۱، ۲۴۰

۲۴۷، ۲۵۰، ۲۸۶، ۲۸۸، ۳۲۳، ۳۵۷، ۳۷۰

۴۱۱، ۵۰۱، ۵۱۳، ۵۱۶، ۵۲۱، ۵۲۶، ۵۳۶، ۵۶۳

نیلے ہذلی=۱۶۴

نوح=۴۷، ۵۸۳

و۔ہ

وحیہ بن خلیفہ=۵۰۸

وائلہ=۴۲۰

ہود=۴۷، ۵۸۳

ہارون=۴۷

ہامان=۵۳، ۸۰

ہشام بن عروہ=۳۸۳

ی

یحییٰ=۴۷

یحییٰ بن سعید=۵۵۶

Marfat.com

یاجوج=۵۰

یزید=۳۸۳

یمن=۳۸۳،۳۸۹،۵۳۱

یسیرہ،۲۲۳

یعقوب=۴۷

یونس=۴۷،۳۰۰

یوسف=۴۷

Marfat.com

اشاریہ
(اصطلاحات)

آ۔ا

آیت الکرسی=۹۸،۲۱۵،۲۵۲

اعتکاف=۱۱۶،۱۱۷،۱۸۰،۱۸۳،۱۸۴

التحیات=۸۷،۸۸،۹۲،۹۴،۹۵،۱۱۸،۱۲۳،۱۲۴
۱۲۵،۱۲۶،۱۲۷،۱۹۳،۲۴۵

اقامت=۲۷۹،۳۸۱

اسعاد=۵۶۳

اوّابین=۱۰۳،۱۰۶

احرام=۲۰۴،۲۰۶،۲۰۷،۲۰۸،۲۰۹،۲۱۰

احسان=۲۷،۲۹

احتساب=۱۸۲

استنجا=۶۴،۷۱،۷۲،۴۴۷،۴۶۶،۵۶۸

استغفار=۹۷،۱۲۸،۲۲۴،۲۴۶،۲۴۷،۴۳۵
۴۴۰،۵۳۲،۵۴۵،۵۷۹،۵۸۰،۵۸۱،۵۸۲
۵۸۳،۵۸۴،۵۸۵،۵۸۶،۵۸۶

استخارہ=۵۳۸،۵۳۹،۵۴۰،۵۴۴،۵۴۶

اشراق=۱۰۳،۱۰۴،۱۰۵،۱۰۶

افطار=۱۶۹،۱۷۰،۱۷۲،۱۷۴،۱۷۷،۱۷۸،۱۷۹

ام القرآن=۲۷

ام الحدیث=۲۷

اوقیہ=۱۰۳،۱۴۱،۳۱۶

ایمان=۲۶،۲۸،۲۹،۳۱،۳۲

ایصال ثواب=۱۹۹

ب

بائن=۳۳۷،۳۶۰،۳۶۱،۳۶۵،۳۷۰،۳۷۱

باقیات صالحات=۲۳۶

بیت الحمد=۳۰۹،۵۵۹

بدعت=۴۸،۵۵،۵۶،۵۷۲

بدھسٹ=۳۱

برزخ=۴۱،۴۲،۴۳،۴۵،۵۶۰

برقعہ=۱۳۲،۲۰۴،۲۶۴،۴۸۷،۵۰۹،۵۱۱

بی بی جی کی صحنک=۵۶،۵۹

بیر علی=۲۰۹

پ

پارسی=۳۱

پل صراط=۲۸،۵۱،۴۷۳

پردہ=۲۰۳،۲۶۱،۴۱۶،۴۸۱،۴۸۲،۴۸۳،۴۸۴
۴۸۵،۴۸۶،۴۸۷،۴۸۸،۴۸۹،۴۹۰،۴۹۱
۴۹۲،۴۹۳،۴۹۴،۴۹۵،۴۹۷،۴۹۸،۵۰۰
۵۰۱،۵۰۲،۵۰۴،۵۰۵،۵۰۶،۵۰۷،۵۰۹
۵۱۱،۵۱۲،۵۱۷،۵۲۱،۵۲۲،۵۲۷

ت

تحمید=۲۳۲،۲۳۶،۲۴۶،۵۸۰

تحیۃ الوضو=۱۰۸،۱۰۹

تحیۃ المسجد=۱۰۹

تحریک=۳۷۹،۳۸۱،۳۹۲

تراویح=۱۷۴،۱۷۵،۱۷۶،۱۷۷

تسبیح=۵۶،۹۲،۲۲۳،۲۳۱،۲۳۲،۲۴۶،۳۵۳
۵۸۰

تسمیہ=۹۰

Marfat.com

تشہید=۷۸،۹۲،۹۴،۱۰۰
تصوف=۲۹
تعزیہ=۵۲۰
تعوذ=۹۰،۹۴
تقدیر=۲۹،۳۳
تقدیس=۲۲۴
تقویٰ=۳۲۱،۴۳۰،۴۳۵
تکبیر تحریمہ=۸۷،۸۸،۹۰،۹۳،۱۳۰،۵۴۳
تکبیر=۱۳۰،۱۶۸،۲۳۲،۲۳۶
تعلیم=۲۰۷
تہبند=۱۷۹،۱۸۰،۱۹۷،۵۰۱،۵۴۲،۵۴۳،۵۴۷،۵۶۶
تہجد=۵۸،۱۰۳،۱۰۶،۱۰۷،۱۰۸،۱۱۲،۱۷۷،۲۲۶،۲۷۲،۳۲۲
تہلیل=۲۲۳،۲۲۴،۲۳۲
تہمت=۴۷۳،۴۷۴
توبہ=۱۲۸،۵۷۳،۵۷۴،۵۷۸،۵۷۹،۵۸۰،۵۸۱،۵۸۲،۵۸۳،۵۸۴،۵۸۵،۵۸۷،۵۸۸
توحید=۳۴۲،۴۳۶
تیمم=۶۲،۶۷،۶۸،۶۹،۳۴۳،۵۴۶

ث

ثناء=۷۸،۹۰،۹۳،۹۴
ثیب=۴۹۷

ج۔چ

جریان=۵۴۹
جلباب=۴۸۷
جلسہ=۹۵
جھوٹا=۷۰،۷۱
جنب=۲۵۱،۵۳۴،۵۳۶
چاشت=۱۰۴،۱۰۵،۲۴۱،۴۴۶
جہاد=۲۶،۲۲۵،۲۳۲،۲۴۴،۲۷۸،۲۷۹،۳۵۱،۳۵۳،۳۹۴،۴۰۲،۴۹۰،۵۸۴،۵۸۵

ح

حج=۲۷،۵۲،۵۳،۵۶،۱۹۳،۲۰۱،۲۰۲،۳۰۳،۲۰۴،۲۰۵،۲۰۶،۲۰۷،۲۰۸،۲۰۹،۲۱۰،۲۱۱،۲۶۳،۲۷۶،۲۷۷،۳۳۶،۳۴۵،۵۰۴،۵۶۶،۵۷۵،۵۷۶،۵۸۷
حجر اسود=۲۷۸
حجاب=۴۸۱
حد=۴۷۴
حدث اکبر=۶۸،۶۹
حدث اصغر=۶۸،۶۹
حرام=۴۰،۵۶،۵۷،۵۹،۶۰،۶۱،۶۲،۶۵،۶۹،۷۰،۷۵،۱۶۵،۱۶۶،۱۶۸،۱۹۷،۲۰۰،۲۲۲،۲۶۱،۲۶۶،۲۶۷،۲۶۸،۲۶۹،۳۱۷،۳۲۰،۳۲۷،۳۳۰،۳۳۲،۳۳۳،۳۳۴،۳۳۵،۳۳۶،۳۳۸،۳۵۱،۳۵۴،۳۵۵،۳۵۷،۳۷۶،۳۹۹،۴۰۶،۴۳۰،۴۳۵،۴۴۳،۴۶۸،۴۷۴،۴۷۸،۴۸۸،۴۹۲،۴۹۳،۴۹۵،۴۹۷،۴۹۸،۵۰۲،۵۱۸،۵۲۶،۵۲۸،۵۳۵،۵۳۶،۵۴۳،۵۵۲
حرم شریف=۲۰۷،۲۶۳
حرب=۳۱۲
حرمت مصاہرت=۳۳۵،۳۳۷
حکمی=۶۸،۶۹
حلال=۴۹،۵۸،۵۹،۶۰،۶۱،۷۰،۷۴،۱۳۵

Marfat.com

۱۴۰،۱۴۹،۱۶۰،۱۶۶،۱۶۸،۱۸۹،۲۰۲،۲۱۱،۲۲۲
۲۲۳،۲۵۱،۲۵۸،۲۶۱،۲۶۶،۲۶۷،۲۶۸،۲۷۹
۳۰۲،۳۱۳،۳۲۷،۳۳۵،۳۴۵،۳۵۱،۳۵۴
۳۵۶،۳۷۳،۳۷۴،۳۷۶،۳۷۷،۴۰۴،۴۴۳
۴۷۰،۴۸۳،۵۰۳،۵۱۵،۵۱۸،۵۵۱
طوا=۵۶
حلالہ=۳۶۱،۳۶۲،۳۶۳،۳۶۵
حنفی=۵۶۷

خ

ختم قرآن=۱۳۲،
خراج=۳۴۴
خشوع=۸۳،۸۴
خلع=۳۵۷،۳۶۳،۳۶۴،۳۶۵،۳۶۶،۳۶۷
۳۶۹،۳۷۱

د۔ڈ۔ذ

دارالافتاء=۳۲۰
درود=۹۲،۹۵،۱۲۴،۱۲۵،۱۲۷،۲۴۷،۲۴۸،۲۵۲
۲۵۶،۲۵۷،۲۷۹،۳۰۰،۳۵۳،۴۵۱،۵۳۲،۵۴۵
۵۷۲،۵۸۰
درود لکھی=۵۸
دعا=۹۲،۱۵۲،۱۸۰،۱۹۶،۲۴۹،۲۵۴،۲۵۵،۲۶۶
۲۶۷،۲۶۸،۲۶۹،۲۷۰،۲۷۱،۲۷۲،۲۷۳،۲۷۴
۲۷۵،۲۷۶،۲۷۷،۲۷۸،۲۷۹،۲۸۰،۲۸۲،۲۸۴
۵۸۰
دعائے قنوت=۸۷،۱۰۰،۱۰۱،۱۲۶
دوپٹہ=۴۸۵،۵۰۸،۵۰۹،۵۱۱
دہ دردہ=۷۳
دیوث=۳۲۳
دیوالی=۱۹۸
ذکر=۵۶،۲۲۳،۲۲۴،۲۲۵،۲۲۶،۲۲۷،۲۲۸
۲۳۰،۲۵۰،۲۵۲،۳۴۷،۴۵۱،۵۷۲،۵۸۹

ر۔ز

رافضی=۳۷۵
روزہ=۲۷،۲۸،۵۲،۵۴،۱۶۶،۱۶۹،۱۷۰،۱۷۱
۱۷۲،۱۷۳،۱۷۴،۱۷۷،۱۷۸،۱۷۹،۱۸۵،۱۸۶
۱۸۷،۱۸۹،۱۹۰،۱۹۲،۱۹۳،۱۹۴،۱۹۶،۳۲۵،۳۴۴
۳۴۵،۳۴۷،۳۵۶،۴۱۲،۴۱۷،۴۶۲،۴۶۹
۴۸۹،۵۴۰،۵۶۶،۵۸۹
زکوٰۃ=۲۷،۲۸،۵۲،۵۳،۵۴،۵۶،۱۳۴،۱۳۵
۱۳۶،۱۶۰،۳۴۴،۴۱۲،۴۵۹،۴۸۵،۵۱۶،۵۶۶
۵۷۵،۵۸۷
زیارت=۲۱۰،۲۱۱

س۔ش

سارنگی=۴۷۹،۵۲۰
ساڑھی=۵۰۲
ستاری=
ستی=۳۷۲
سجدہ سہو=۸۷،۱۱۱،۱۲۲،۱۲۳،۱۲۴،۱۲۵،۱۲۶
۱۲۷
سجدہ تلاوت=۱۲۷،۱۲۸،۱۲۹
سحری=۱۷۶،۱۷۷،۱۷۸
سلام=۹۲،۹۳،۹۵،۲۴۷،۲۴۸
سنگھار=۳۷۱
سنی=۳۷۵

Marfat.com

سیدالقراء=۵۵۸،
شب براءت=۵۶،۵۸،۱۳۲،۱۹۶
شب قدر=۱۷۵،۱۸۰،۱۸۱،۱۸۲،۱۸۳،۲۸۰
۳۰۰
شرک=۵۸،۳۳۳،۳۵۲،۴۰۴،۴۷۴،۴۷۷
۴۷۹،۵۷۱،۵۷۲
شہادت=۶۴،۲۱۹،۳۷۵
شیعہ=۳۷۵

ص۔ض

صاع=۱۵۴،۳۵۰
صدقہ=۹۹،۱۰۵،۱۳۴،۱۳۷،۱۴۵،۱۴۷،۱۴۸
۱۵۰،۱۵۱،۲۶۶،۲۶۸،۳۴۸،۳۹۵،۴۱۲،۴۱۵
۴۱۷،۴۵۸،۴۵۹،۵۵۱
صدقہ جاریہ=۱۵۱
صدقہ فطر=۱۳۹،۱۵۴،۱۵۵،۱۵۶،۱۵۷،۱۶۵
۱۸۵،۵۷۵
صلوٰۃ=۲۴۷،۲۴۸،۲۸۱
صلوٰۃ التسبیح=۱۰۹،۱۱۰
صلہ رحمی=۱۴۰،۱۴۱،۱۴۴،۲۵۸،۳۹۸،۴۰۲
۴۰۴،۴۰۵،۴۰۶،۴۰۷،۴۰۸،۴۰۹
صلیب=۳۶،۳۱۷،۳۸۴،۵۲۹
صوم=۵۲،۱۷۱

ط۔ظ

طلاق بالمال=۳۶۶
طریقت=۲۹
طہارت=۴۴۷،۵۲۷،۵۳۴
ظہر=۸۸،۹۵،۱۰۲،۱۱۷،۱۱۸،۱۹۳،۵۷۴،۵۷۵

ع۔غ

عالم الغیب=۴۹
عبدالدینار والدرھم=۱۳۸
عرفاتی=۲۰۴
عدت=۳۱۹،۳۳۷،۳۳۸،۳۶۰،۳۶۱،۳۶۲
۳۶۵،۳۶۶،۳۶۷،۳۶۸،۳۶۹،۳۷۰،۳۷۱
۳۷۲،۳۷۳،۳۷۴،۳۷۸
عشاء=۸۶،۸۹،۹۴،۱۰۰،۱۰۱،۱۰۴،۱۱۸،۱۱۹
۱۷۷
عصر=۵۸،۷۹،۸۶،۸۹،۱۰۳،۱۰۹،۱۱۷،۱۱۸
۲۲۹،۲۴۵،۲۵۲،۲۷۶،۵۷۴،۵۷۵
عقوق=۳۵۶،۴۰۲،۴۰۴
عقوق والدین=۴۰۴،۴۷۷
عقیقہ=۱۶۱،۳۸۵،۳۸۷،۳۸۸
عمرہ=۱۹۳،۲۰۱،۲۰۲،۲۰۳،۲۰۷،۲۰۸،۲۰۹
۲۶۳،۲۶۵
عید=۱۳۹،۱۸۵،۱۹۱،۱۹۲،۴۵۸،۵۷۲
عیدالاضحیٰ=۱۶۶
عیدالفطر=۱۶۵
عیدگاہ=۱۸۵،۴۵۸
عشر=۳۴۴
غسل=۶۲،۶۴،۶۵،۶۶،۶۷،۶۸،۶۹،۲۱۰
۳۴۳،۳۴۶،۳۸۴،۴۹۸،۵۰۰،۵۰۱،۵۰۲
۵۳۴،۵۳۵،۵۳۶،۵۳۷،۵۳۸،۵۴۰،۵۴۱
۵۴۳،۵۴۴،۵۴۵،۵۴۶،۵۴۹،۵۶۶،۵۶۷
۵۶۸،۵۶۹
غلول=۶۲
غیبت=۴۶۸،۴۶۹،۴۷۰،۴۷۱،۴۷۲،۴۷۳

Marfat.com

۴۷۹، ۵۷۶، ۵۷۷

ف

فاسد=۱۹۳، ۴۸۸، ۵۴۱
فاتحہ=۷۸، ۹۰، ۹۴، ۲۱۸
فجر=۵۸، ۸۶، ۸۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۴، ۲۲۹، ۲۴۵
۲۵۲، ۴۷۸، ۵۳۶، ۵۷۴
فجور=۴۵۳
فرائض=۵۶، ۹۴، ۳۵۱، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶
۵۳۷
فرض کفایہ=۱۲۹، ۱۳۰، ۵۶۹
فدیہ=۱۸۷

ق۔ک

قبلہ=۸۷، ۱۲۰، ۱۲۲
قنات=۴۶۶
قدوس=۲۲۴
قدوم=۲۱۱
قرأت=۸۷، ۸۸
قصاص=۳۴۳
قصدالسبیل=۳۴۵
قصر=۱۱۸
قضا=۳۵۴، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۸۷
قطران=۵۶۴، ۵۶۵
قطع رحمی=۲۷۳، ۴۰۲، ۴۰۴، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸
۴۰۹
قعدہ=۹۵، ۱۲۴
قعدۂ اولیٰ=۹۵، ۱۲۴
قعدۂ اخیرہ=۸۷، ۹۵
قوالی=۵۲۰
قوام=۳۳۳
قومہ=۹۱
قیام=۸۷
قیامت=۳۳، ۳۴۲، ۳۸۹، ۴۴۲، ۴۷۳، ۵۶۵
قنوت=۸۷، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۲۴، ۱۲۶
کافر=۲۳، ۵۱، ۸۶، ۲۵، ۳۵، ۴۶۵، ۴۷۶، ۴۹۸
کاجل=۷۳
کافیہ=۲۱۸
کلمہ=۱۴۷، ۲۲۴، ۲۴۰، ۳۴۹، ۳۵۲، ۴۳۴، ۴۵۰
۴۷۳
کلمہ توحید=۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵
کلمات=۲۴۰، ۲۵۰، ۴۷۰، ۵۶۱
کنزالعمال=۲۱۶، ۲۴۰، ۲۴۸
کرامت=۴۸
کونڈا=۵۶
کفارہ=۲۵۰، ۵۵۶
کفر=۲۸، ۳۲، ۴۹، ۵۱، ۳۳۴، ۳۵۲، ۴۵۰، ۴۵۹
۵۷۳
کفنی=۵۶۹
کنسیت=۴۳۶
کینہ=۱۴۷، ۱۹۷، ۴۱۲، ۴۱۷
کعبہ=۳۸۲، ۵۴۰، ۵۴۶

ل

لفافہ=۵۶۹
لیلۃ القدر=۱۸۱

Marfat.com

م

معروف=۲۶۹
مغرب=۸۶،۸۹،۱۰۱،۱۱۷،۲۴۵،۲۵۲،۲۷۶
۲۹۰
معراج=۴۷۲،۷۸
مکحول=۲۱۶
مکروہ=۷۱،۸۳،۸۶،۱۲۹،۲۶۹
منی=۵۳۴،۵۳۵،۵۴۹،۵۵۰
مسح=۶۲،۶۳،۶۴،۶۵،۶۶،۶۷،۶۹
مذی=۵۳۷،۵۴۹
مہر حل=۳۶۹
مسواک=۶۳،۱۷۹،۵۶۰
مومن=۸۴،۳۲۵،۳۳۲،۳۹۷،۴۱۰،۴۱۱،۴۲۰
۴۳۳،۴۵۴،۵۵۳،۵۵۴،۵۵۵،۵۵۶،۵۵۷
۵۶۰
معوذات=۹۸،۳۰۷
مؤذن=۲۹۰
مباح=۴۵۱
مغلظ=۳۳۷،۳۶۰،۳۶۱،۳۶۵،۳۷۰،۳۷۱
محلل=۳۶۳
محلل لہ=۳۶۳
معذور=۱۲۱،۵۶۴
منکر=۲۶۹
مکلف=۳۳۵
ملتزم=۲۷۸
مشرک=۲۳،۵۱
مستحاضہ=۵۴۰
مستحبات=۲۶۹،۳۵۰
مستوصلہ=۵۲۴
معجزہ=۴۷،۲۲۱

ن

نجاست غلیظہ=۶۹،۷۰،۵۴۴
نجاست خفیفہ=۶۹،۷۰
نمام=۴۶۶
نماز=۲۳،۲۸،۵۲،۵۳،۶۲،۷۷،۷۸،۷۸،۷۹
۸۰،۸۱،۸۲،۸۳،۸۴،۸۵،۸۶،۸۷،۸۸،۸۹
۹۰،۹۳،۹۴،۹۵،۹۶،۹۷،۹۸،۱۱۷،۱۲۰،۳۴۵
۳۵۱،۴۱۲،۴۱۷،۴۶۲
نماز حاجت=۲۸۲
نصائح نبوی=۳۴۴
ناطق=۴۲۵
نفل=۹۴،۴۴۶،۴۴۷،۵۷۲
نوافل=۵۶
نذرانہ=۵۷
نفاس=۱۲۸،۲۰۸،۲۰۹،۲۱۰،۵۳۵،۵۴۳،۵۴۴
۵۴۵،۵۴۶،۵۶۸
نصیحت=۳۷،۳۲۷،۳۳۱،۳۵۲،۳۵۳،۳۵۴
۳۵۵،۴۳۰،۴۳۱،۵۰۲،۵۳۳
نکاح=۳۱۱،۳۱۴،۳۱۵،۳۱۶،۳۱۷،۳۱۸،۳۱۹
۳۲۰،۳۲۱،۳۲۵،۳۲۶،۳۲۷،۳۲۸،۳۲۹
۳۳۰،۳۳۱،۳۳۵،۳۳۶،۳۳۸،۳۳۹،۳۵۷
۳۷۸،۴۸۹،۵۰۴،
نیاز=۵۹
نان نفقہ=۳۶۹،۳۷۰،۳۷۸

Marfat.com

و۔ہ

واجبات=۸۷،۳۲۱،۳۴۷،۳۴۹
واشمہ=۵۲۴
ولی=۴۸،۳۱۹،۳۲۱،۳۳۱،۳۴۶
ولیمہ=۳۱۶،۴۸۹
وسیلہ=۲۷۹
وضو=۶۲،۶۳،۶۴،۶۵،۶۶،۶۷،۶۸،۶۹
۳۴۳،۵۳۴
وہابی=۵۲۰
ہجرت=۴۳۶،۴۵۷،۵۱۴
ہبہ=۳۵۰،۴۰۷
ہندو=۳۱

ی

یہودی=۳۱،۴۱،۴۲،۲۰۱

Marfat.com

تحفہ خواتین

مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ

ادارہ اسلامیات

Marfat.com